يُعلمكم الكتاب والحكمة ويعلّمكم ما لم تكونوا تعلمون ؎

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعۂ معارف وحقائق ذخیرۂ اسرار ودقائق جس میں تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی وتفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابر ائمہ کے افادات کے ساتھ بہت سے مفید التزامات کی رعایت کی گئی ہے عماد دین ایمان

الموسوم بہ

تفسیر مواہب الرحمٰن

المشتہر بہ

جامع البیان

مصنفہ

حبر العلوم العقلیۃ والنقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قاطع شبہات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الاجلۃ والاماثل المتفرد بالعلم الخفی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی الہندیۃ ترجمہ عالمگیریہ وعین الہدایہ دام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید اہتمام و حسن انتظام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن وخوبی چھپی ؎

اعلان۔ حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

وارث ہو۔ ھ۔اس سے علم کی میراث مراد ہی خود آیت مین دلیل موجود ہی اسلیئے کہ زکریا کا بیٹا اگر ال کا وارث ہوتا تو انکے مال کا [illegible]
بنی اسرائیل یعنی اولاد یعقوب کا وارث کہان سے ہوتا کیونکہ بنی اسرائیل بارہ بیٹون کی اولاد مین بایہ قبائل عظیم کرورون آدمی [illegible]
[illegible] مان داؤد سے داؤد کا وارث سلیمان ہوا۔ ۵۔ یہ میراث نبوت ہی ورنہ داؤد کے بہت بیٹے تھے بالجملہ بیان بیان کرنا دوسری بات [illegible]
زکریا سے یہ کرامت ظاہر فرمائی اسی کو قرآن مین نازل کیا اگرچہ وہ بنو اسرائیل مین برابر متواتر چلا آتا تھا اور اس اُمت مین ظاہر نہین [illegible]
آنکھون دیکھکر ایمان لاتے (جواب) یہ ہی کہ ایمان پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہی اور کسی شخص مین یہ قدرت نہین کہ اپنے دل مین ایمان پیدا [illegible]
صریح آیت مین منصوص ہی دل کی آنکھین جب اندھی ہون تو سر کی آنکھون سے دیکھنے والے کو ہزارون شک پیدا ہوتے ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ اس [illegible]
لاکھ درجہ بڑھکر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون سے معجزات پیدا کیئے بلکہ سچ یہ ہی کہ کوئی دن خالی نہ جاتا تھا کہ صحابہ آپکے ہاتھ سے کوئی
نہ کوئی معجزہ نہ دیکھتے ہون کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس نمونہ قدرت الٰہی تھی اور آپکی ہر بات معجزہ ہوتی تھی حتی کہ زمین و مادیات کو چھوڑ کر آسمانی
معجزہ دکھلایا گیا پھر بھی کفار ایمان نہ لائے اور جسکو ایک معجزہ کافی نہ ہوا اسکو ہزار بھی کافی نہونگے کیا نہین دیکھتے کہ سب انبیا کیساتھ جو معجزات تھے وہ اسی اُمت
کیلئے معجزات ہین اسلیئے کہ اسوقت تک سب یہود و نصاریٰ مین یہ معجزات متواتر تھے پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مین متواتر کر دیئے اور جو بات متواتر ثابت ہو وہ آنکھون
دیکھنے کے مثل ہوتی ہی پس وہ سب معجزات گویا ہماری آنکھون کے سامنے ہین پھر ان معجزات کو چھوڑ کر اور کلام الٰہی سے منھ موڑ کر جو شخص نیا معجزہ مانگے وہ دل
سے اندھا ہی وہ کبھی ایمان نہین لائیگا روایت ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقوقس بادشاہ مصر کے پاس ایلچی بھیجا تو بادشاہ نے ایک وزرات کو
بلاکر کہا کہ تم ان کو پیغمبر کہتے ہو جواب دیا کہ ہان وہ بیشک رسول اللہ ہین مقوقس نے کہا کہ پھر جب قوم نے انکو مکہ سے نکالا تو انھون نے کیون بددعا نہ کی جو سب
مرجاتے ایلچی صحابی نے جواب دیا کہ عیسیٰ کو پیغمبر کہنے مین تمکو شک تو نہین ہی مقوقس نے کہا کہ کچھ نہین بلکہ وہ تو...... تھا صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر جب یہود نے گرفتار
کیا تو... مقوقس نے کہا کہ بیشک مین سمجھ گیا تم سچے ہو صحابی نے فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ کہتے ہین اور اللہ نہین کہتے ہین یہ سب اللہ تعالیٰ کی
حکمت ہے اور اُسکے اسرار وہی خوب جانتا ہی اور سمجھدار آدمی آخر کو بعضے اسرار خود سمجھنے لگتا ہی مقوقس سمجھ گیا اور اسنے دل سے اسلام اختیار کر لیا تھا حتی کہ
اُسکے بیٹے و ساتھیون نے اسکو زہر سے مار ڈالا آخر کو خود بھی بہت جلد مٹ گئے (دوم) قوم لوط پر عذاب بھیجا تھا تاکہ پچھلون کو عبرت ہو اور اس اُمت پر جو سب پر
عذاب نہین آویگا اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین اور آپکی رسالت تمام جہان کیواسطے عام ہی اگر عذاب آوے تو تمام جہان غرق عذاب
ہو جاوے اور بعد آپکے کوئی نبوت نہین ہی تو عبرت کیلئے کوئی قوم پیدا ہونیوالی نہین ہی بس عذاب دنیا سے کچھ فائدہ نہین ہی بلکہ جسنے غور کیا وہ جانتا ہی کہ
آخرت کی بے انتہا زندگی کے مقابلہ مین ابتدا سے انتہا تک دنیا کی مدت محض ہیچ ہے پھر انسانی زندگی تو محض بے بنیاد ہی اور ہر شخص کے مرتے ہی اسکی
قیامت قائم ہو جاتی ہی بس کافرون پر تمام حجت ہو گئی کہ آخر عمر تک انکو مہلت ملی پھر بھی اُنھون نے قرآن مجید مین کچھ غور نہ کیا اور حق و باطل کو نہ پہچانا
بلکہ باطل کو حق سمجھتے رہے کہ حق یعنی قرآن مجید کی معارف توحید کو جھٹلانے مین یہ افترا باندھا کہ قرآن مین زبردستی جہاد کر کے مسلمان بنانیکا حکم ہی یہ بالکل
جھوٹا بہتان ہی ہرگز قرآن مجید مین اسکا ذکر نہین ہی بلکہ قرآن مین صریح مذکور ہی کہ جس شخص نے زبان سے اقرار کیا اور دل سے یقین نہین ہی وہ ہرگز
مومن نہین ہی اگر زبان عربی حاصل کر کے قرآن کو سمجھے اور صاف طینت سے غور کرے اور عداوت کو چھوڑے تو ہم دعویٰ کرتے ہین کہ کوئی شخص
جو صاف اقرار نہ کرے کہ یہی حق ہی واللہ تعالیٰ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم والحمد للہ الذی ہدانا والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ
وصحبہ جمیع الانبیاء والمرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

تم الجزء السادس والعشرون ويتلوه السابع والعشرون من قوله قال فما خطبكم ايها المرسلون

Marfat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝

بولا پھر کیا مطلب ہے تمھارا اے بھیجے ہوؤن وہ بولے ہمکو بھیجا ہے ایک لوگون گنہگار پر

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ۝ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ۝ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

کہ چھوڑین اونپر پتھر مٹی کے۔ نشان پڑے تیرے رب کے ہان بے حد چلنے والون کو پھر بچا نکالا ہمنے جو تھا وہان ایمان والا

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝

پھر نہ پایا ہمنے اس جگہ سوا ایک گھر کے مسلمانون کا اور رکھا اُس مین نشان اون لوگون کو جو ڈرتے ہین دکھ کی مار سے

جب مہمانون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ظاہر کیا کہ ہم فرشتے ہین اور آپکا خوف جاتا رہا بلکہ فرزند کی بشارت پہونچی تو آپ نے مطمئن خاطر ہوکر فرشتون سے پوچھنا شروع کیا۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ۔ کہا کہ اے بھیجے ہوے رسولو پھر تمھارا اصلی مقصد کیا ہے ف پس اللہ تعالے کے رسول جسطرح آدمیون مین سے ہوتے ہین اسیطرح ملائکہ مین سے بھی ہوتے ہین لقولہ تعالی جاعل الملائکۃ رسلاً الآیۃ۔ اور لقولہ تعالی الله یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس الآیۃ۔ تو یہ مہمان جو آدمی کی شکل تھے درحقیقت ملائکہ مین سے اللہ تعالے کے رسول تھے لہذا ابراہیم علیہ السلام نے فراست سے جانا کہ خالی مجھے بشارت دینا انکا اصلی مقصود نہین ہے کیونکہ آپکی بشارت کے لیئے ایک فرشتہ کافی تھا پس ضرور یہ کسی امر اہم کے واسطے بھیجے گئے ہین لہذا پوچھا کہ ایہا المرسلون تمھارا اصلی مقصود کیا ہے اور تم کس کام کے واسطے بھیجے گئے ہو۔ قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ۔ کہنے لگے کہ ہم لوگ ایک مجرم قوم کی جانب بھیجے گئے ہین ف جنھون نے اللہ تعالیٰ کی دعوت توحید کو رد کیا اور اوسکے پیغمبر کو نہ مانا بلکہ ایذا دی مگر ہم اس قوم مجرم کی ہدایت اور فہمایش کے لیئے نہین بھیجے گئے بلکہ اسواسطے بھیجے گئے ہین لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ۔ تاکہ اونپر گارے کے پتھر برساوین ف یعنے یہ پتھر پہلے بحکم آلہی گیلی مٹی سے بنائے گئے پھر آگ مین ڈال کر پتھر کیے گئے تا کہ ہر ایک پتھر اس قوم کے ایک شخص کا نام ہو۔ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ۔ درحالیکہ تیرے رب کے یہان مسرف لوگون کے نام سے منقش ہین ف یعنے اس قوم پر مجمل پتھر نہین برسین گے بلکہ جس پتھر سے جو شخص ہلاک ہونے والا ہے اوسپر اوسیکا نام کندہ ہے پھر وہ حرارت جہنم سے پتھر ہو گیا ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتون سے یہ کلمہ سنا تو قوم لوط کے بارہ مین عاجزی سے جھگڑنا شروع کیا۔ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا۔ کہنے لگے کہ اس قریہ مین تو لوط رہتے ہین فرشتون نے کہا کہ جو کوئی اللہ تعالے کا بندہ اوسمین رہتا ہے اوسکو ہم خوب جانتے ہین اوسکو اور اوسکے اہل وعیال کو ہم زندہ رکھین گے سوائے اُسکی ایک زوجہ کے کہ وہ اسی برباد قوم مین رہیگی پھر ابراہیم علیہ السلام نے دوسرے طور سے عاجزی والحاح کرنا چاہا تو اُنھون نے صاف کہدیا کہ اے ابراہیم تم اس بات سے مُنھ موڑ لو کہ تیرے پروردگار کا حکم آچکا ہے اب اس قوم بدکار کو ضرور عذاب پہونچیگا جو کسیطرح نہین ٹل سکتا ہے اور فرشتون نے یہ بھی ظاہر کیا کہ ہم لوط علیہ السلام کو مع اونکے گھر والون کے سوائے کافرہ زوجہ کے سبکو بچا لاوینگے۔ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ پس اس گانون مین جو کوئی مومنین مین سے تھا اوسکو ہم نے نکالا ف یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مراد پوری فرمائی کہ اس گانون مین جو کوئی مسلمان ہو سبکو نکال لو پس فرشتون نے اس کی تلاشی لی۔ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ پس ہم نے اُس گانون مین مسلمانون مین سے سوائے ایک کوٹھری کے کوئی گھر نہ پایا ف اور یہی حضرت لوط اور اونکی مومنہ اولاد کا گھر تھا اس آیت سے دلیل لائی گئی کہ ایمان واسلام ایک ہی چیز ہے کیونکہ مومنین کے نکالنے کا حکم تھا حالانکہ وہان ایک خاندان مسلمین کا پایا گیا تھا اور یہ بالضرور مومنین تھے تو مسلمین و مومنین دونون یکسان ہین یہی امام ابوحنیفہ وامام بخاری وغیرہم کا قول ہے اور شافعیہ نے دونون مین فرق کیا ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک جو مومن ہو وہ ضرور مسلمان ہوتا ہے اور یہ ضرور نہین ہے کہ جو مسلمان ہو وہ مومن بھی ہو اور یہان اتفاق سے دونون جمع ہوگئے ہین مترجم کہتا ہے کہ اگر فرق کرنے سے یہ مراد ہے کہ مسلمان وہ ہے جو دین آلہی کی جانب گرویدہ ہو اور اوسکے سامنے گردن جھکاوے

Marfat.com

خواہ اوسکے دل مین اثر ہو یا نہو تو یہ فرق بیشک معقول ہو ولیکن ابو حنیفہؒ وغیرہ یہ بات نہین کہتے ہین بلکہ شرعی اسلام مین ایمان ہے یعنے دونون لازم ہین
وقد قال تعالے ان الدین عند اللہ الاسلام پس شرعی ایمان واسلام مین اجتماع ہوتا ہو جب لوطیون نے حضرت لوط علیہ السلام کو ایذا دی اللہ تعالے
نے اونکو نجات دیکر باقیون کو سمندر مین جھونک دیا مجاہدؒ سے روایت ہے کہ فقط لوط علیہ السلام واونکی دونون بیٹیان تھین اور یہی قول مشہور ہو اور سعید بن جبیر
سے روایت ہو کہ تیرہ۱۳ آدمی تھے اور یہ اس تاویل پر ہوسکتا ہو کہ ایمان واسلام مین فرق ہو اسکا بیان یہ ہو کہ اسلام لغت مین اطاعت وفرمانبرداری کو کہتے ہین
پس اگر اللہ تعالے کے حکمون کو دلی ایمان کے ساتھ ادا کرے تو یہ اسلام حقیقی ہو کیونکہ ایمان ویقین تو دل مین ہوتا ہو اور اگر دل مین یقین نہوا تو وہ نفاق ہو
اسیواسطے حدیث جبرئیل مین آیا ہو کہ اُنھون نے ایک خوبصورت مرد کی شکل مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس مین حاضر ہو کر سوال کیا کہ اسلام کیا چیز ہو
تو آپ نے فرمایا کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کی گواہی دے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے اور زکوۃ دے اور حج کرے اگر استطاعت ہو پھر پوچھا کہ
ایمان کیا ہو تو فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ یقین لاوے کہ اللہ تعالے اکیلا الٰہ ہو آخر تک اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ دونون مین فرق ہو اگرچہ جب اسلام حقیقی ہو
تو اوسکے ساتھ ایمان ضرور ہوگا پس ایمان کا اطلاق کرنا بنظر دلی یقین ہو اور مسلمان کہنا بنظر ظاہری افعال ہو جب یہ فرق ظاہر ہوا تو دونون روایتون مین
اسطرح موافقت ہوسکتی ہو کہ مومنین فقط تین آدمی تھے ایک حضرت لوط اور دونون اونکی بیٹیان اور مطیع بنے ہوئے تیرہ۱۳ تھے کیونکہ حضرت لوط کی بی بی
بھی اسوقت تک مطیع بنی ہوئی تھی اسیطرح اوسکے سوائے اور لوگ بھی ہونگے پھر دو حال سے خالی نہین کہ یہ عورت یعنے اونکی بی بی یا تو ظاہر مین مطیع بنی
ہوئی تھی اگرچہ دل مین منافق ہو تو اس سے نکلا کہ منافقہ عورت ہو تو اوس سے نکاح جائز ہو اگرچہ وہ باطن مین کافر ہے جب تک کہ اپنا کفر ظاہر نہ کرے
اور اگر یہ عورت ظاہر مین بھی کافرہ تھی تو یہ سوال وارد ہوگا کہ حضرت لوطؑ نے ایسی ظاہر کافرہ سے کیونکر نکاح کیا اور اسکا جواب یہی ہوسکتا ہو کہ شاید اُسوقت
تک کافر عورتون سے نکاح جائز ہو چنانچہ لوط علیہ السلام نے بھی کافرون سے کہا تھا کہ ہٰؤلاء بناتی الخ۔ یعنے جب یہ فرشتے بصورت اطفال خوبصورت
وارد ہوئے اور قوم کی بدکاریون نے ہجوم کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو اوسوقت تک یہی ظاہر تھا کہ آدمیون مین سے مہمان لڑکے ہین کیونکہ فرشتون نے
اونکو تمام دن نہین بتلایا اور شاید اسمین حکمت یہ تھی کہ قوم بدکار پر حجت قائم ہو جاوے پھر جب ان بدکارون نے زیادہ ہجوم کیا تو حضرت لوط علیہ السلام
نے اونسے استدعا کی کہ تم میرے مہمانون کی جہت سے مجکو فضیحت مت کرو اور یہ کام بھی بہت پلید ہو اور یہ میری بیٹیان تمھارے واسطے پاکیزہ موجود ہین الخ
اس سے ظاہر ہو کہ اوسوقت تک کافرون کو بھی مسلمان بیٹیان دینا جائز تھا لیکن یہ جواب ہوسکتا ہو کہ شاید آپ کی یہ مراد تھی کہ مسلمان ہو جاؤ تو تمھارے نکاح
مین دی جاوین واللہ تعالے اعلم۔ غرضکہ جب اس قریہ مین اسقدر اہل ایمان کی قلت تھی کہ فقط ایک گھر مسلمانون کا تھا جن مین سے حضرت لوط علیہ السلام
تو قطعی مومن بھی تھے حالانکہ کسی قوم یا کسی ملک کی عزت وقوت جب ہوتی ہو کہ نصف سے زیادہ وہ لوگ ایمان ونیکیون پر قائم ہون اور باقی لوگ
اونکے مطیع ہون اگرچہ فاسق ہون جیسا کہ ابوداؤد کی ایک حدیث سے سمجھا جاتا ہے پس اس قریۂ لوط کا حال قیاس کرو کہ اوسمین صرف مسلمان کا ایک
گھر تھا جن مین مومنون کی تعداد اس سے بہت کم ہوگی بہرحال اللہ تعالے نے انکو نجات دی اور باقیون کو ہلاک کیا پس اللہ عز وجل نے اون پر سجیل کے پتھر
برسائے اور ہر کافر کے نام کا نقش کیا ہوا ایک پتھر اوسپر گرا اور وہ ہلاک ہوگیا اور اوس زمین کو تہ وبالا کردیا گیا اور اوس مقام پر ایک بحیرہ ہوگیا جسکا پانی بہت
بدبودار بدمزہ زہریلا ہو لہذا فرمایا وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً۔ اور ہم نے اس مقام مین ایک علامت چھوڑ دی ف چنانچہ ابتک وہ بحیرۂ لوط کے نام سے مشہور ہی
اور اوسکے بدبودار پانی کی برداشت غیر ممکن ہو اور اُس سے کوئی جاندار یا درخت نہین جیتا ہو لیکن اس نشانی سے کن لوگون کو عبرت ہوتی ہے جواب یہ کہ
کافرون کو عبرت نہین ہوتی کیونکہ اُنھون نے اپنی شیطنت سے قرار دیا کہ وہان گندک وکوئلہ کی کان تھی وہ آگئی تو انکو کوئی مقام عبرت نظر نہین آتا ہے
پس اوسکا عبرت ہونا فقط مومنون کے واسطے ہے۔ لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ یعنے ایسے لوگون کے واسطے جو عذاب الیم سے ڈرتے ہین

Marfat.com

ف پس یہی لوگ ان آیات مین فکر کرکے نصیحت حاصل کرتے ہین خطیب نے لکھا کہ اس آیت مین اشارہ ہو کہ جب کفر وفسق غالب ہو کر پھیل جاتا ہے اور مومنین بہت قلیل رہ جاتے ہین تو اونکی عبادت نافع نہین ہوتی ہو یعنے اوس سے بلائین وآفات ٹل نہین سکتی ہین بخلاف اسکے اگر زیادہ لوگ راہ راست وسیرت انصاف پر ہون اور اون مین سے تھوڑے ایسے ہون جو اسراف وبدکاریان کرتے ہین تو اللہ تعالےٰ اکثرون کی برکت سے معاف فرماتا ہو اور اُسکی مثال یہ ہے کہ یہ عالم مثل ایک بدن کے ہو کہ اوس مین نیک لوگ بمنزلہ عمدہ غذا کے ہین اور بدکار لوگ بمنزلہ زہر وحرارت وبرودت وغیرہ کے ہین پس جب مواد سمیت وحرارت وبرودت وغیرہ کا غلبہ ہوجاتا ہو تو قلیل غذا بھی نافع نہین ہوتی بلکہ وہ بدن ہلاک ہوجاتا ہو پس اس قصۂ ابراہیم علیہ السلام مین نصیحت ہو

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ

اور نشانی ہو موسیٰ کے حال مین جب بھیجا ہمنے اوسکو فرعون پاس دیکر سند کھلی — پھر اوسنے منھ موڑا اپنے زور پر اور بولا یہ جادوگر ہو یا دیوانہ — پھر پکڑا ہم نے اُس کو اور اوسکے لشکرون کو

فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ۝ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلَتْهُ

پھر پھینک دیا اونکو دریا مین — اور اوسپر پڑا اولاہنا — اور نشانی ہو عاد مین جب بھیجی ہمنے اونپر — ہوا بے خیر — نہ چھوڑتی کوئی چیز جسپر گذری — کہ نہ کرڈالتی اوس کو

كَالرَّمِيمِ ۝ وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتَّىٰ حِينٍ ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنظُرُونَ ۝

جیسے چورا — اور نشانی ہو ثمود مین جب کہا انکو — برتو — ایک وقت تک — پھر شرارت کرنے لگے اپنے رب کے حکم سے پھر پکڑا اونکو — کڑکے نے — اور وہ دیکھتے تھے

فَمَا اسْتَطَاعُوا مِن قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُنتَصِرِينَ ۝ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝

پھر نہ سکے — کہ اوٹھین — اور نہ ہووے کہ بدلا لین — اور نوح کی قوم کو اس سے پہلے مقرر وہ تھے لوگ بے حکم

جیسے حضرت ابراہیمؑ کے قصہ مین عبرت تھی اسیطرح دیگر انبیا علیہم السلام کے وقائع مین بھی عبرت ہو چنانچہ فرمایا۔ وَفِي مُوسَىٰ۔ یعنے اور موسیٰؑ کے قصہ مین بھی ف اہل ایمان کے واسطے آیات قدرت ہین۔ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ۔ جب ہم نے موسیٰؑ کو سلطان مبین کے ساتھ فرعون کی جانب بھیجا تھا ف یعنے ہم نے موسیٰؑ کو عصا وغیرہ دیکر حجت ظاہر وغلبۂ واضح کے ساتھ فرعون بادشاہ مصر کی جانب بھیجا تا کہ وہ خود مع لشکر کے ایمان لاوے اور بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کروے تا کہ وہ اُنکو ملک شام مین لاوین اور ہم نے بنی اسرائیل کے واسطے ملک شام کو پسند کیا تھا کیونکہ ہم نے اس ملک مین بہت برکت رکھی ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو ایمان کی نصیحت کی اور پیغام پہونچایا تو اوسنے نہ مانا اگرچہ معجزات ظاہرہ دیکھ لیے تھے۔ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ پس فرعون پیٹھ پھیر گیا اپنے رکن کے ساتھ ف اپنے غرور کے ساتھ یا اپنے ارکان دولت کے ساتھ یا اپنے لشکر کے ساتھ یعنے اپنے لشکر وقوت وغیرہ پر غرور کرکے موسیٰؑ کی رسالت ماننے سے پیٹھ پھیری۔ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ۔ اور کہنے لگا کہ یہ شخص جادوگر ہو یا مجنون ہو ف یعنے فرعون نے موسیٰؑ کے حق مین یہ کلمہ کہا کہ یہ شخص جادوگر ہو یا دیوانہ ہو فرعون نے اپنی رعونت سے خود گمراہی اختیار کی اور اپنی قوم کو بھی دھوکہ دیا آخر جادوگرون کو بلاکر مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی بلکہ جادوگر سب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے گویا فرعون کی اس کوشش کا نتیجہ یہ تھا کہ جادوگرون کی قسمت مین جو ایمانی سعادت لکھی تھی وہ اونکو حاصل ہوگئی مگر فرعون واوسکی قوم نے اسکے بعد بھی انکار کیا تب طوفان وجراد وقمل وضفادع وغیرہ بلاؤن مین مبتلا ہوے اور جب موسیٰؑ علیہ السلام سے عاجزی واقرار کیا تو ہر بلا سے نجات حاصل ہوئی ولیکن پھر بھی ایمان نہ لائے اور فرعون نے اس قوم بدکار کو ایک مدت دراز کے واسطے یہ فریب دیا کہ ایک بہت بڑا و بلند منارہ بنوانا شروع کیا تا کہ اوسکو آسمان تک پہونچاوے اور آسمانی خدا کی تحقیق کرلاوے اور قوم احمق نے بھی اوسیکا ساتھ دیا اور باوجودیکہ اس کثرت سے معجزات دیکھے تھے کچھ بھی انہین کارگر نہوے بلکہ آخر اُنھون نے کہدیا کہ اے موسیٰؑ تم چاہے جتنے جادو لاؤ ہم ہرگز تمھاری بات نہین مانینگے۔ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ پس ہم نے فرعون کو اور اوسکے لشکر کو گرفتار کرکے سمندر مین جھونک دیا اس حالت مین کہ فرعون ملامت کیا ہوا ہو ف تا قیامت اہل حق اوسپر

ع۲۳

Marfat.com

لعنت کرتے ہین اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اوسپر غضبی ملامت ہی اور صبح وشام اوکو آگ پر پیش کیا جاتا ہی پس انکے کفر وسرکشی کا یہ انجام ہوا اسمین عقلمندون کو عبرت ہی۔ وَفِي عَادٍ۔ اور عاد مین ف یعنی قوم عاد کے قصہ مین بھی نیک قوم کے واسطے آیات قدرت ہین جنکے پاس حضرت ہود علیہ السلام بنابر حق بھیجے گئے تھے تاکہ اونکو شیطانی شرک و بدکاریون سے روکین اور راہ حق کی نصیحت کرین حضرت ہود علیہ السلام نے ہر چند اونکو سمجھایا کچھ نتیجہ نپایا بلکہ اس احسان کے عوض اون کمبختون نے چاہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کو مع مومنون کے قتل کرین ولیکن نظر عبرت سے دیکھو کہ حق عزوجل نے انھین بکارون کو تباہ کر دیا۔ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ۔ جب ہم نے اونپر ریح عقیم بھیجی ف ریح عقیم وہ ہی جس سے نہ بادل پیدا ہوا اور نہ درختون کو قوت ہو بلکہ اوسمین نون کے جھونکے اور گردباد ہو اور اُسکو ہواے دبور بھی کہتے ہین چنانچہ حدیث مین ہی کہ مجکو باد صبا سے نصرت دی گئی اور قوم عاد باد دبور سے ہلاک کی گئی۔ اصح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ باد دبور یعنی ریح عقیم اُن لوگون پر عذاب کرکے بھیجی حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ یہ ہوا بقدر حلقہ انگشتری کے زمین دوم سے بھیجی گئی تھی۔ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ۔ نہ چھوڑتی تھی کسی چیز کو جسپر آجاتی تھی ف یعنی قوم عاد کے اونٹ وجانور ومال ومتاع واونکی آل واولاد وجانین غرضکہ جس چیز پر گذرتی تھی اوسکو اپنی حالت پر نہین چھوڑتی تھی۔ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ۔ مگر اوس چیز کو رمیم کے مانند کر دیتی تھی ف یعنی اُس چیز کو بوسیدہ سڑی ہڈی کے موافق کر دیتی تھی روایت کیا گیا ہی کہ اوسکی سختی وحرارت سے ہر چیز پس کر راکھ کے مانند ہو جاتی تھی اور قوم عاد کے قوی جوانون کو مع اونٹ کے اُڑا کر اسطرح ٹپکتی کہ اونکا سر وبھیجا پاش پاش ہو جاتا تھا اگر کہا جاوے کہ حضرت ہود علیہ السلام مع اپنی جماعت مومنون کے بھی اسی ملک مین موجود تھے تو اونکا کیا حال ہوا کیونکہ ہم لوگ دیکھتے ہین کہ جب کسی قوم کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کا عذاب اون پر آتا ہی تو وہ عذاب ایسا عام ہو جاتا ہی کہ اونکے درمیان مین جو نیک لوگ موجود ہوتے ہین وہ بھی عذاب مین مبتلا ہو جاتے ہین اگرچہ آخرت مین اپنی اپنی نیت کے موافق اُٹھائے جاوینگے اور یہی صحیحین کی حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ظاہر ہی جواب دیا گیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ہود علیہ السلام کے پاس پیغام حق پہونچایا کہ تو اپنے تابعین مومنون کو لیکر اپنے گرد ایک حلقہ کھینچکر بیٹھ اور سب لوگ اپنی اپنی ضروریات اپنے ساتھ لین چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت ہود علیہ السلام نے ضروری کھانے پینے وغیرہ کی چیزین ساتھ لین اور مومنون کو جمع کرکے اونکے گرد حلقہ کھینچ لیا اور قوم عاد اونکی یہ حرکت دیکھکر ہنستے تھے کہ ناگاہ اون پر ریح العقیم نے ہجوم کیا اور برابر ایک ہفتہ تک اون پر جاری رہی اور اس عرصہ مین حضرت ہود علیہ السلام واوسکے مومنون کو باد صبا کے خوشگوار جھونکے آتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اون سبکو نجات دی اور عذاب کفار مین شامل نہین فرمایا اسواسطے کہ یہان رحمت وغضب کا مقابلہ تھا اور وہ لوگ اپنے مابعد اُمتون کے واسطے نشان عبرت کیے گئے تھے اور عبرت اسی طور پر ہی کہ اہل ایمان کو نجات ہو اور اہل کفر ہلاک کیے جاوین لہذا اونکے حالات مین پوری عبرت ہی اور واضح ہو کہ اگلے انبیا علیہم السلام ہمیشہ ایک قوم پر بھیجے جاتے تھے جیسے حضرت ہود علیہ السلام قوم عاد پر بھیجے گئے تھے یہ قوم عرب کے جنوبی مشرقی گوشہ سے بصرہ تک پھیلی ہوئی تھی حالانکہ اُسی زمانہ مین قوم ثمود بھی عرب کے شمالی مغربی ملک مین درمیان حجاز وشام کے موجود تھی ان پر یہ عذاب نہین آیا بلکہ جب اُنھون نے حضرت صالح علیہ السلام سے کفر کرکے ناقہ الٰہی کو ہلاک کیا تو اُنپر بھی عام عذاب آیا لیکن اسوقت دیگر قومین جو ملک شام وغیرہ مین تھین وہ باقی رہین کہ اُنکے واسطے عبرت حاصل ہوئی اسی مقام سے سمجھدار آدمی یہ نکتہ حل کر سکتا ہی کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیئے جو اُمت تا قیامت رکھی گئی ہی اُسپر ایسا عذاب کیون نہ آویگا حل یہ ہی کہ ایسے عذاب کا فائدہ یہ کہ دوسرون کے لیے عبرت ہو اور دنیا کی آبادی مین صلاحیت ہو اور یہان یہ فائدہ غیر ممکن ہی اسواسطے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت رسالت تمام جہان کے واسطے عام ہی پس اگر عذاب آوے تو تمام جہان ہلاک کیا جاوے اور زمین پر آبادی کا نشان نہ ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اس زمین کی عمر رکھی ہی دوم یہ کہ مابعد کوئی اُمت پیدا ہونے والی نہین ہی جسکے واسطے اسکی ہلاکت سے عبرت ہو بلکہ آئندہ قیامت ہے لہذا اس اُمت پر ایسا عذاب دنیاوی نہین آویگا بلکہ ہر شخص کے لیئے آخرت مین اسکا انجام نظر آویگا۔ ہان اگلون کے واقعات سے اس اُمت کے واسطے عبرت

حاصل ہو چنانچہ حضرت ابراہیمؑ و موسیٰؑ و قوم عاد کے قصص عبرت بیان فرمائے۔ وَفِي ثَمُودَ۔ اور ثمود مین ف یعنے ثمود کے واقعہ مین عبرت ہی ہر چند حضرت صالح علیہ السلام نے انکو سمجھایا اور معجزات دکھلائے وہ ایمان نہ لائے اور آخر ناقہ کا معجزہ مانگا کہ اسی پہاڑ سے ابھی پیدا ہو اللہ تعالےٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو یہ معجزہ بھی عنایت کیا اور اوسکو دیکھکر چار ہزار سے زیادہ قوم ثمود سے مسلمان ہوگئے اور باقیون نے اپنے کفر پر اصرار کیا و لیکن ایذا دینے سے سکوت کر گیا اور ایک مدت تک اسطرح بسر کرتے رہے لیکن مومنون نے مشرکون کے خلط ملط سے کراہت کی اسواسطے کہ وہ لوگ اپنے کفر و شرک کی بے شرمی و بدکاری مین دلیر تھے لہذا مومنون نے اُنسے علٰحدہ ہو کر تھوڑے فاصلہ پر اپنا کنوان بنایا اور وہین بود و باش اختیار کی لیکن چراگاہ و جھیل جس سے جانورون کی پرورش تھی وہ اب بھی مشترک تھی اور ناقہ معجزہ جسکو اللہ تعالےٰ نے پہاڑ سے پیدا کیا تھا بہت دراز قد تھی کہ جب وہ تالاب پر تیسرے روز پانی پینے جاتی تو اُسی نالہ سے لوٹ نہ سکتی بلکہ دوسرے نالہ سے واپس آتی تھی اور جس قدر پانی پہاڑ سے آکر اُس جھیل مین جمع ہوتا سب پی جاتی تھی اور اُس روز اُنکے جانورونکو پانی کم ملتا تھا علاوہ اسکے چراگاہ مین بھی اسکی قدرتی صورت سے انکے جانور بھڑک کر بھاگ جاتے تھے مشرکون نے اسکو ناگوار جانا اور اسکی ایذا کے درپے ہوے حضرت صالحؑ نے انسے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ہے کہ اس ناقہ الٰہی کو زمین الٰہی مین چرنے پھرنے دو اور کچھ تعرض مت کرو ورنہ عذاب مین پکڑے جاؤ گے عذاب کا نام سنکر وہ لوگ ڈرے اور مدت تک اُس سے کچھ نہ بولے آخر ایک عورت بدکارہ نے چند بدمعاشون کو بہکایا کہ تمھاری مراد جب ملے کہ تم اس اونٹنی کو ٹھکانے لگاؤ۔ قوم کے لوگون نے جب سنا تو اپنے دل مین کہنے لگے کہ اگر یہ لوگ ایسا کرین تو خوب ہو غرضکہ ان بدمعاش لوگون نے اپنے پیشوا کو لیکر قصد کیا اس خبیث کا نام قدار بن سالف تھا جب ناقہ پانی پیکر جاتی تھی اُنھون نے تیر و تلوار سے ایک دم مین اسکو قتل کیا گویا اسکی موت ایک بہانہ تھی۔ اب ثمود کی حالت مین نشان قدرت دیکھو۔ إِذْ قِيلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوا حَتّٰى حِينٍ۔ جب اُن لوگون سے کہا گیا کہ زندگی سے نفع اُٹھاؤ ایک وقت تک ف جب تک تمھاری موت آوے بشرطیکہ اس ناقہ الٰہی سے تعرض مت کرو ورنہ عذاب آویگا عجب کہ ان کمبختون نے اتنی بات بھی نہ مانی اسیواسطے حدیث سے ثابت ہے کہ اگر آدمی کو سب مباح کر دیا جاوے سوائے ایک بالشت جگہ کے تو وہ اسی قدر سے فتنہ مین پڑے فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ۔ پھر اُس قوم نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی ف اور ناقہ کو قتل کرکے اسکا گوشت تقسیم کیا حضرت صالح علیہ السلام نے جاکر دیکھا تو روئے اور ان کافرون سے فرمایا کہ تم نے دیدہ دلیری کی فقط اس خیال پر کہ مارتے ہی تپر عذاب نہ آیا بلکہ تم فقط تین روز زندہ رہو گے پھر عذاب مین گرفتار ہوگے اُنھون نے شیطانی وسوسہ سے کہا کہ پہلے تو عذاب کا وعدہ تھا اور اب یہ دوسرا وعدہ ہے نہ وہ سچ تھا اور نہ یہ سچ ہوگا لیکن دوسرے روز سب کافرون کے چہرے سرخ ہوگئے اور اسکے بعد زرد ہوے تو اُنپر خوف چھایا اور یقین آیا کہ بے شک عذاب آگیا حالانکہ عذاب الٰہی جب آجاتا ہے تو پھر نہین ٹلتا اور کافرون نے مایوس ہو کر اپنی شیطانی جبلت سے چاہا کہ حضرت صالح علیہ السلام پیغمبر کو بھی قتل کرین لیکن قابو نہ پایا آخر تیسرے روز چہرے سیاہ ہوگئے روایت ہے کہ اس رات یہ لوگ عالم یاس مین کفن پہنکر گریہ و زاری کرتے رہے کہا گیا کہ اسی حالت مین صبح ہوگئی اور عذاب نہ آیا تو فوراً اصلی جبلت پر رجوع کرکے آپسمین خوشی سے پکارنے لگے اور سمجھے کہ عذاب یہی تھا بلکہ اس اونٹنی کے گوشت مین یہ اثر تھا کہ تین روز تک رنگ سرخ و زرد و سیاہ ہوا اور اسکے سوائے کوئی عذاب وغیرہ نہین ہے اُسیوقت قہر الٰہی سے عذاب نازل ہوا۔ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّاعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُونَ۔ پس انکو بجلی نے گرفتار کیا اس حالت مین کہ دیکھ رہے تھے ف بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ دیکھ رہے تھے۔ یعنے آنکھون دیکھتے تھے کیونکہ یہ واقعہ دن مین ہوا تھا مترجم کہتا ہے کہ دن نکلتے ہی واقع ہوا تھا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ان لوگون نے تین روز سے موافق وعدہ کے انتظار کیا تھا اور چوتھے روز اول ہی وقت دن چڑھے عذاب آیا کما قال فاخذتهم الصاعقة العذاب الهون پس انکو عذاب خواری کی بجلی نے گرفتار کر لیا مترجم کہتا ہے کہ سورۂ اعراف مین گذرا کہ انکو زلزلہ نے گرفتار کیا تھا جواب یہ ہے کہ دونون باتین موجود تھین یعنے جبرئیل علیہ السلام کی آواز کرخت سے بجلی اور زمین کو زلزلہ ہوا پس لرزتے ہوے گھٹنون کے بل آنکھین پھاڑے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ۔ پس اُنھون نے کھڑے ہونیکی طاقت نہ پائی ف کیونکہ شدت زلزلہ مین قیام کی قوت غیر ممکن ہے۔ وَمَا كَانُوا مُنْتَصِرِينَ۔ اور منتصر نہ تھے ف یعنے جس حالت مین گرفتار ہوے اُس کی

Marfat.com

سختی سے انکو انتصار کی قدرت بھی نہ تھی انتصار مقابلہ سے اپنی نصرت لینا چونکہ عذاب سے مقابلہ ممکن نہ تھا تو منتصرین نہیں ہو سکتے تھے حاصل یہ کہ
کھڑے ہونے کی طاقت نہوئی اور نہ اپنے آپکو سنبھال سکے شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے لکھا کہ قولہ فما استطاعوا من قیام ای من ہرب یعنے انکو بھاگنے کی
طاقت نہوئی اسواسطے کہ جب کھڑے نہ ہو سکے اور مہلت ہی نہ ملی تو بھاگنے کی گنجائش کہاں سے ہو سکتی مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ تاویل بنظر سرسری اسوجہ سے
لکھی گئی کہ انپر عذاب الصیحہ آیا تھا اور ایسے خوفناک آواز پر اکثر عادت یہ کہ آدمی بھاگتا ہے لیکن انکو یہ قوت حاصل نہوئی۔ فتح البیان میں ہے کہ اسکی وجہ یہ کہ عذاب
انکو بہت جلدی انپر طاری ہو گیا کہ دم لینے کی مہلت نہوئی مترجم کہتا ہے کہ نہیں بلکہ زلزلہ ساتھ تھا جسکا بیان اوپر گذرا ہے خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ وما
کانوا منتصرین میں انتصار کی نفی ہے یعنے انمیں یہ لیاقت ہی نہیں تھی پس نہ اپنی ذات سے اپنی مدد کر سکتے تھے تاکہ عذاب کا مقابلہ کریں اور نہ انکے خیالی
معبودوں سے انکو کوئی مدد ملی کیونکہ کل مخلوق کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو نصرت اُسی کی شان ہے اور جب اُسنے انپر خواری کا عذاب اُتارا تو دوسرا کوئی نہیں
جسکی نصرت ہو سکے پس انکے حال میں عبرت ہے کہ انھوں نے دنیاوی کدورت میں نورانی فطرت خراب کر کے سیاہ طبیعت اختیار کی اور خیالی صورت کے
معبود بنا کر انکی طرف سے رزق و قوت پر بھروسا کیا آخر عذاب الصیحہ نے انکو مار کر خوار کر دیا۔ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ۔ اور انسے
پہلے قوم نوح میں عبرت ہو چکی وہ بھی فاسق قوم تھی ف کہ انکو حضرت نوح علیہ السلام نے نو سو پچاس برس تک دعوت کی اور کچھ مفید نہوئی آخر طوفان
عام نے انکو غرق کر کے جہنم میں داخل کیا فاسق وہ ہے جو حد سے گذر جاوے پس اگر عقائد توحید میں حد سے باہر ہوا تو وہ کافر مشرک ہے اور وہ دائمی جہنمی ہے کیونکہ
اعتقاد اصل ہے اور اگر اعمال توحید میں حد سے خارج ہوا تو وہ بدعتی و گنہگار ہے جو ایک حد تک سزا کا مستحق ہے لیکن دائمی دوزخی نہیں ہے اور یہاں مراد قسم اول ہے
کیونکہ قوم نوح نے عقائد شرک سے مُنھ نہیں موڑا اور انکے بعد جو فرقہ انکی راہ پر ہوا یا قیامت تک ہو وہ اسی قسم کا فاسق ہے اور اس سے ظاہر ہو گیا کہ راہ توحید
راہ حد ہے یعنے ایک ادب کی حد پر مستقیم ہے نہ اسمیں افراط ہے اور نہ تفریط ہے جیسے خط مستقیم کسی طرف کج نہیں ہوتا ہے اور اب یہ غور کرنا لازم ہے کہ قوم نوحؑ نے کیونکر
فسق کیا تھا اور کس حد سے خارج ہوئے تھے کیونکہ یہ بات مشہور ہے کہ آدم علیہ السلام کے وقت سے برابر توحید تھی اور لوگ شرک کے معنی بھی نہیں سمجھتے تھے جیسے
اس زمانہ میں بے تعداد کفار و مشرکین ہیں جو توحید کے معنے نہیں سمجھتے ہیں اور صحیح طریقے سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام اول رسول ہیں یعنے راہ
توحید کی جانب بلانے والے اول یہی پیغمبر ہیں کیونکہ حضرت آدمؑ کے وقت سے توحید خود معلوم تھی پھر جب شرک ظاہر ہوا تو حضرت نوح علیہ السلام مبعوث
ہوئے تو فسق کیونکر تھا جواب یہ کہ مترجم نے سابق میں بعض مقامات پر تنبیہ کی ہے کہ رفتہ رفتہ وہ نیک بزرگوں کی صورت بنا کر اسکی پرستش کرنے لگے اور
جب غور سے دیکھو تو فی الحال مشرکوں کے اقسام تین طرح کے ہیں اول وہ قومیں جو کسی بزرگ کی شان میں کوئی صفت الوہیت مانکر شرک کرتے ہیں خواہ
وہ بزرگ درحقیقت کوئی بندہ صالح بزرگ ہو یا ان لوگوں نے اپنے زعم میں اسکی بزرگی کا اعتقاد کر لیا ہو جیسے نصاریٰ و یہود و ہنود و بودھ وغیرہ ہیں
ولیکن انمیں سے بعض نے اپنی مزعوم کے واسطے مورت بھی بنائی جیسے صلیب و ہنود کی مورتیں وغیرہ اور بعض نے صرف خیالی صورت رکھی اور مورت نہیں بنائی
ہے جیسے یہود و نصاریٰ وغیرہ ہیں قسم دوم جنھوں نے سوائے انسانی بزرگ کے کسی خلقت ارضی یا سماوی میں الوہیت کی صفت ثابت کر کے اُسکو معبود بنا لیا
جیسے مجوس نے آگ کو اور آفتاب و ستارہ پرستوں نے نجوم کو اور بعض فرقوں نے سانپ و درخت پیپل وغیرہ کو معبود بنایا یہ قسم بہ نسبت اول کے بھی بدتر ہے قسم سوم
وہ قوم جسنے الوہیت سے انکار کر کے اپنے نفس کو یا خیالی دہر کو اپنا معبود بنا لیا اور یہ لوگ اپنے نفس کے تابع ہیں جیسے دہریہ و نیچریہ ہیں پھر جب قوم نوحؑ کے
فاسق ہونے پر غور کیا گیا تو ظاہر ہوا کہ وہ لوگ قسم اول میں سے تھے یعنے بعضے بزرگوں میں نفع و ضرر وغیرہ کے صفات ثابت کر کے انکی تعظیم میں مبالغہ کرتے
اور انکی نذریں چڑھاتے تھے اور ودّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ اور نسر وغیرہ کی مورتیں بنائی تھیں اور ابھی معلوم ہو چکا کہ مورتیں کبھی تصویریں ہوتی ہیں اور کبھی
خیالی صورتیں ہیں اور درحقیقت انمیں بہت کم فرق ہے اگر کہا جاوے کہ یہ بھی صاف بیان ہونا چاہیئے کہ یہ مورتیں کیونکر بنائیں اور کیا صورتیں تھیں

کہ بالکل ناک نقشہ مین اسی بزرگ کے مثل ہو کچھ تفاوت نہو یا صرف یہی کافی ہے کہ کسی چیز کو خیال کرے کہ یہ فلان بزرگ کے نام سے ہے اگرچہ وہ آدمی کی صورت
نہو اور یہ بھی بیان ہونا چاہیئے کہ اسمین الوہیت کا اعتقاد کتنی بات پر لازم آتا ہے کیا اسکو خدا کہے تب لازم آوے یا اس سے کم کوئی صفت ہو تب بھی شرک الوہیت
لازم ہے جواب یہ کہ اسکا صاف بیان اگرچہ دراز ہے لیکن صاف مختصر تقریر یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام واقعہ جنت سے غمگین بسر کرکے نبوت کی شان سے عبادت
و توحید پر داخل جنت ہوے پھر اولاد مین بھی یہ اثر متوارث رہا جب زمانہ گذرا اور سامان معیشت دنیاوی مین زیادہ پریشانی پیدا ہوئی تو شب و روز کی عبادت
مین فرق آنے لگا بعض لوگ دنیاوی کلفت کو مردانہ ہمت سے اُٹھاتے تھے اور بعضے اُسکے تعلقات مین پست ہو جاتے مگر ندامت سے سر جھکاتے آخر ہمت مردانہ
کے لوگ کم ہوتے گیے اور جو ہوتے بھی انکی نصیحت موثر تھی کہ تمھارے باپ نے ایسا کیا اور تم اس حال مین ہو اسوقت تک شریعت ایسی نازل نہوئی تھی کہ جس سے
تصویر حرام ہو تو نمائش کے لیئے مساجد مین اگلے بزرگون کی صورت رکھی خصوص حضرت آدم علیہ السلام کی تاکہ لوگونکو شرم ہو آخر لوگون نے گھرون مین بھی رکھیں
رفتہ رفتہ آخرت کا شوق کم ہی ہوتا گیا آل و اولاد کی کثرت نے افکار دنیا مین منہمک کیا پھر جب دنیا کی ہوس آئی تو شیطان سے مات کھائی یہ مقولہ سچ ہے کہ دنیاوی
تعلق جب دل مین سماتا ہے تو غفلت سے شیطان اسکو اپنا گھر بناتا ہے آخر جب کسی بچہ کا انتقال ہوا یا وہ سخت بیمار ہوا تو ابلیس نے دل مین یہ رنگ جمایا کہ اسی موت سے
بے ادبی کرنے کا یہ نتیجہ ہے حالانکہ تھوڑے صبر سے بچہ کو شفا حاصل ہوتی جبکہ زندگی مقدر تھی لیکن وسوسہ شیطان سے انسان نے مورت کی نیاز کی اور بچہ حسب تقدیر
اچھا ہوا تو یہ عقیدہ جم گیا کہ واقعی جو بات ہمارے دل مین آئی تھی وہی سچ تھی یہ ہوش بھی نہوا کہ شیطان نے اپنے محل مین القا کیا تھا رفتہ رفتہ یہ بلا ایک سے
دوسرے کو پہونچکر عام ہو گئی اور شرک کے خیالات پھیل گئے بزرگون کی مورتون سے التجا لانا اور نذر و نیاز کرنا انمین عین اعتقاد ہو گیا اور حضرت آدم علیہ السلام
کی اصلی توحید ایسی مٹ گئی کہ اسکا نام بھی نرہا کیا تم اسکو بعید سمجھتے ہو ہرگز بعید مت سمجھو تم عرب کا ٹھیک نمونہ دیکھ لو کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی توحید
نبوت بالیقین عرب مین آئی تھی پھر وہ آخر مٹ گئی اور خانہ کعبہ جوان دونون بزرگون نے خانہ توحید بنایا تھا وہ گویا بت خانہ بنا یا گیا یہانتک نوبت پہونچی کہ
قریش و عرب کو نبوت کے معنے بھی معلوم نہ تھے تم خوب جانتے ہو کہ یہ سب سچ ہے یہ سب صریح قرآن سے متواتر ثابت ہے یہ سب جہان جانتا ہے حتی کہ یہود و نصاریٰ
و مجوس سب نے عرب کا یہ حال لکھا ہے عرب نے خانہ کعبہ مین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی مورت بنائی اس صورت سے کہ مورت کے ہاتھون مین پانسے
تھے معاذ اللہ یہانتک جہالت پھیلی کہ بزرگون کو بھی اپنے اعتقاد شرک مین بالکل موافق کر لیا عرب بڑے زور شور سے دعوی کرتے تھے کہ ہم لوگ خالص دین
ابراہیم پر ہین اس قسم کے مشرکون کا یہی دستور ہے کہ اپنی حالت شرک کو بعینہ اپنے خیالی بزرگون کا طریقہ سمجھتے ہین اور اپنے طریقہ کو نہایت عمدہ طریقہ جانتے ہین
کیون نہین کہ اگر وہ اس طریقہ کو معیوب سمجھتے تو اسکو فوراً چھوڑتے اور اسکے عیب سے بھی واقف ہو جاتے اور اصل عیب اسمین شرک ہے تو شرک پہچان جاتے اور یہ
جب ہی ممکن ہے کہ توحید پہچان جاوے کیونکہ دونون مین ضد ہے چنانچہ حیا وہ پہچانے جو بیحیائی کو معیوب جانے الغرض قوم نوح مین اسطرح شرک کے بت تیار
ہوے بت کے لیئے یہ لازم نہین ہے کہ وہ معتقد علیہ بزرگ کی ساتھ ناک نقشہ مین یکسان ہو چنانچہ عرب بعضے بت تو کسیقدر تراشتے تھے اور عموماً جس خوبصورت
پتھر کو پاتے اسکو ایک جگہ رکھکر معبود بناتے تھے چنانچہ سنن کی روایات مین یہ بیان صریح مذکور ہے اور یہ تجربہ خود اس ملک ہندوستان مین مشہور ہے کہ میلے
وغیرہ کسی استھان مین کوئی پتھر ظاہر ہوا اور وہ پوجا کے لیئے مشہور ہوا نصاریٰ خود صلیب کی پرستش کرتے تھے وجہ یہ ہے کہ جس محل مین کسی روح کا حلول یا ورود
و تصور کیا وہی پرستش کی تعظیم کا مستحق کر لیا جیسے بہت سے نام کے مسلمانون کو دیکھتے ہو کہ بہت سے ٹیلے و طاق وغیرہ شہید کے نام سے منسوب کرکے اُسکی تعظیم مین
مبالغہ کرتے ہین بالجملہ علمائے ربانی و مشائخ اولیا سب نے صریح بیان فرمایا ہے کہ بت ہونے کے لیئے یہ شرط نہین ہے کہ وہ انسانی صورت مین ہو بلکہ جس چیز مین یا
جس مین یہ خیال و تصور ہو کہ حلول یا ورود ہے یا اسمین تعظیم الوہیت ہو وہ بت ہے چنانچہ آیندہ بیان سمجھنے کے بعد یہ بات خود واضح ہو جائیگی اور اس قسم کے مشرکون
کو یہ تصور اعتقاد نہین ہے کہ یہ پتھر یا طاق وغیرہ خود ہی بزرگ ہے بلکہ صریح وہ لوگ یہی کہتے ہین کہ جب ہم نے اس پتھر کو اپنے پہاڑ یا میدان سے اُٹھا کر نہلا دھلا کر

Marfat.com

اس بزرگ کے نام پر رکھا تو یہ اسکے حلول یا ورود کا محل مبارک ہوگیا رہا یہ سوال کہ شرک ثبوت ہونے کے لیئے کیا یہ لازم ہو کہ اس مورت یا خیالی طاق وجھنڈے
غیرہ کو خدا کہے اور اسکے سامنے سجدہ کرے تب شرک ہو یا فقط صفات الوہیت مین سے کوئی صفت اسمین اعتقاد کرنا شرک ہو جواب یہ ہو کہ ہان یہی دوسری
صورت کافی ہو کچھ خدا کہنا ضرور نہین ہو کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ عرب کے مشرکین بھی اپنے پتھرونکو خدا نہین کہتے تھے اور جب بندۂ صالح نے اپنے رب تبارک
و تعالےٰ کے صفات الوہیت اور شان قدوسیت کو پہچان لیا تو وہ ان صفات پاک مین سے کسی صفت کا نمونہ بھی کسی مخلوق مین تصور نکریگا برخلاف مشرکون کے
جنکو عقل نصیب نہین ہو تو یہ سمجھتے ہین کہ اگر ہم اس معبود کی پرستش کرین تو انکی رضامندی سے ہمکو سب کچھ حاصل ہوگا کیونکہ خدا کے یہان انکی عزت ہو یہ جو کچھ
کہینگے وہ خواہ مخواہ منظور ہوگا اور بعضے سمجھتے ہین کہ درگاہ عالی سے انکے واسطے اس ملک یا اس صوبہ کی حکومت دی گئی ہو تو ہمارا کام انھین سے متعلق ہو اور
آسمان تک ہماری رسائی بھی ممکن نہین ہو لہذا ہمکو انھین کی خوشامد کرنی لازم ہو لہذا انھین کی حضوری مین سر دم التجا لانے کے لیے کوئی پتھر و صلیب وغیرہ
کو نامزد کر لیتے ہین تاکہ اس نسبت سے اس بزرگ کی حضوری میسر ہو اب ہمکو اول یہ سمجھنا چاہیئے کہ صفت الوہیت یہان کیونکر ہو اللہ تعالےٰ جل شانہٗ حی القیوم علیم
قاہر قادر ہو صفت حیات حقیقت اُسی کے لیے ہو اسکا ادراک بھی مخلوق سے محال ہو لیکن اس صفت پاک کے ظہور سے ہم لوگون مین جو مظہر ہین یہ شان پیدا
ہو جس سے ہم ایک دوسرے کو زندہ سمجھتے ہین تو اصل صفت شان الٰہی ہو اور ہمکو جو حیات حاصل ہو یہ در واقع اس صفت سے ظہور ہو تو اس صفت کا ظہور
مخلوقات مین ہو اور صفت نہین ہو بلکہ مبائن وجدا ہو پھر ہم لوگون نے اس ظہور کو جو ہم مین موجود ہو اپنے درمیان شناخت کے لیے حیات نام رکھ لیا ہو ہماری
حیات اگر مٹ جاوے مثلاً مخلوقات مین سے جنکو ہم زندہ کہتے ہین کوئی مرجاوے تو اسی مخلوق کی حالت بدل گئی چنانچہ ہم نے مردہ اسکا نام رکھا لیکن صفت
حق سبحانہ تعالےٰ بدستور اپنے کمال پر ہو اسمین کچھ بھی تغیر و زوال نہین آیا بلکہ غیر ممکن ہو اللہ تعالےٰ قیوم ہو اُسی کی قیومی سے تمام مخلوقات کا قیام ہو وہ اپنی قیومی سے
جس مخلوق کو جس حال مین چاہتا ہو رکھتا ہو مثلاً مدت تک اسکو ایسے حال مین رکھا جسکو ہم زندہ کہتے تھے پھر اسکو مردہ حالت مین کر دیا اور وہی علیم ہو تو ایک
ذرہ بھی کسی وقت ایسا نہین ہوتا جو اسکے علم و نظر سے باہر ہو اسکی صفت پاک سے جب مخلوق نے ظہور پایا تو وہ اپنے دل مین ایک کیفیت پاتا ہو جسکو وہ کہتا ہو کہ
مین جان گیا یہ علم الٰہی نہین ہو بلکہ اسکی صفت کے ظہور سے مخلوق مین یہ حالت پیدا ہوئی ہو حتی کہ جس چیز کے بارہ مین جاننا ظہور کرے وہی جان جائیگا اور اسکے
سوائے نہین جان سکتا اور اللہ تعالےٰ قادر ہو اسکی قدرت پاک سے جب بندے کو ظہور ہوا تو بندے نے اپنی ذات مین ایک کیفیت پائی جسکو با ہم قوت و قدرت
کہتے ہین یہ اصل صفت پاک کا ظہور ہو اور اصلی صفت قدس فقط شان حق ہو اس صفت قدس سے جس بندے کے حق مین جس چیز کی بابت ظہور ہوا اُسی بات پر بندے
کو یہ کیفیت حاصل ہوئی جسکو وہ قدرت کہتا ہو اور اسکے سوائے کچھ قدرت نہین ہوتی ہو ہر دم ہر مخلوق و ہر ساعت اپنے خالق عز و جل کے قبضۂ قدرت مین ہو تو یہ غیر ممکن
ہو کہ نفع و ضرر وغیرہ جو صفات قدس کے آثار ہین وہ کسی مخلوق سے حاصل ہون ولیکن ظہور بر وجہ اسرار ہو تو اعتقاد حقیقت کے ساتھ ان اسباب کو پسندیدہ
طریقۂ شریعت پر کام مین لانا کمال ہو اور اسکو عبودیت و طاعت کہا جاتا ہو اور بدون اسکے فسق ہو تو قوم نوحؑ مین فسق کامل تھا کہ الوہیت مین شرک سمجھتے تھے
اور یہ قیاس سب افراد مین جاری ہو یعنے اسی معنے کو جملہ اقوام پر منطبق کر لو اور جو قوم صراط مستقیم پر ہو وہ ہدایت پر ہو اور جو کوئی اس سے خارج ہو خواہ وہ خیالی
تصویر مین الوہیت سمجھے اور خواہ کسی صورت مخلوقی مین مانند مورت وغیرہ کے اور خواہ کسی پتھر وغیرہ بے نفس چیزمین مانند تعزیہ و جھنڈا وغیرہ کے اور خواہ ایک
صفت مین یا جمیع صفات مین اور خواہ افعال قدس مین سے کسی مین کوئی شان الوہیت خیال کرے سب فسق ہو واللہ تعالےٰ ہو الہادی الی الصراط المستقیم۔
ف۲ عرائس مین ہو کہ قولہ تعالےٰ وفی اموالہم حق للسائل والمحروم۔ اگر کہا جاوے کہ مخلص بندگان الٰہی اکثر ایسے ہین جو خود محروم ہین یعنے اُنکے پاس دنیاوی مال
نہین ہوتے یا بہت قلیل ہوتے ہین تو کیا اس صفت کے کمال سے وہ لوگ محروم ہین جواب یہ ہو کہ مال درحقیقت وہ چیز ہو جسکو انسان اپنے مولی کے واسطے
ذخیرہ کرے اور وہ دو طرح پر ہو ایک یہ کہ دنیاوی اموال کو راہ الٰہی مین خرچ کر کے اوسکا ثواب ذخیرہ کرے کیونکہ جو کچھ کھایا یا پایا وہ تو سوائے پرورش نفس کے

ہوا اور جو اللہ تعالےٰ کی راہ مین دیا وہی لے گیا ولیکن بعینہ یہ مال اس قابل نہین ہو کہ دار آخرت مین رکھا جاوے بلکہ اوسکے عوض مین ثواب دیا جاتا ہو تو اہل آخرت کے واسطے یہ ثواب ہی درحقیقت مال ہو جیسے اہل دنیا ان نقود وغیرہ کو اپنا مال سمجھتے ہین اور قسم دوم وہ اذکار ہین جو دار آخرت مین بعینہ ذخیرہ ہوتے ہین مانند سبحان اللہ وبحمدہ وغیرہ کے تو یہ ذخیرہ بہت نفیس ہو کیونکہ انکے ساتھ مین بندگی کا ثواب بھی شامل ہو پس جن بندگان صالحین کے پاس مال نہین تو اونکے واسطے ہر قسم کے دنیاوی اموال کا پورا ثواب موجود ہو اسلیئے کہ انھون نے اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے زہد وبے رغبتی اختیار کی یعنے دنیا کے ہر قسم کے جواہرات وسونا وچاندی وغیرہ اموال کو ترک کیا تو انکو ایسے جمیع اموال کا ثواب مل گیا بلکہ اگر یہ مال وہ کوشش سے حاصل کرتے تو شاید اسکے بعد کل اموال کو صدقات مین خرچ کرتے یا نہ کرتے اور فی الحال اُنھون نے نفس کو مغلوب کرکے صبر کے ساتھ حاصل کرنے کی بے فائدہ کوشش سے مُنھ موڑا تو اونکو کل ثواب مل گیا اور اپنے خالص اوقات کو انھون نے ذکر وتسبیح مین صرف کیا تو اونکا عین مع ثواب کے کامل حاصل ہوا پس اُنکے واسطے ثوابی مال اور ذاتی مال جو آخرت کے لائق ہو دونون قسم سے کامل طور پر حاصل ہو تھ بھلا ایسے مالدار لوگون کو کون محروم کہہ سکتا ہو سوائے ایسے شخص کے جو آخرت سے اندھا بے ایمان صرف دنیاوی زندگی پر بھروسہ کرنے والا ہوا اور ہم ایسے لوگون سے یہان کلام نہین کرتے ہین بلکہ ہمارا کلام ایسے بندون سے ہو جنکے دل مین آخرت کا یقین اسطرح صادق ہو گویا آنکھون کے سامنے موجود ہو تو وہ ان لوگونکو صاف نظر سے نہایت مالدار دیکھتا ہو کیا نہین جانتے ہو کہ حدیث مین صریح مضمون آیا ہو کہ آپ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ مفلس کون شخص ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے عرف مین ایسے شخص کو مفلس سمجھتے ہین جسکے پاس دنیاوی مال ومتاع نہو تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مفلس درحقیقت وہ ہو جو آخرت مین اپنے گھر پہونچکر خالی ہاتھ ہو اس حدیث سے صریح ظاہر ہو کہ سچی مالداری یا مفلسی وہی ہو جو آخرت کی نظر سے ہو کیونکہ دنیا کی مالداری یا مفلسی تو محض بے اعتبار ہو اور آخرت ہی پائدار ہو اور تمنے اچھی طرح سُن لیا کہ زاہد وعابد وصالحین اپنے سچے گھر یعنے آخرت مین کس کثرت سے مالدار ہین حتی کہ اونکے حقیقی مال سے سائل ومحروم اپنا اپنا حصہ پاوینگے حتی کہ رب عزوجل اونکی بدولت اپنے فضل سے بکثرت مومنون کو بخشے گا فافہم واللہ تعالےٰ اعلم شیخ سہل ؒ نے کہا کہ متقی بندے دنیا مین بھی اللہ تعالےٰ کی رضامندی مین عیش پاتے ہین اور کسی حال مین اپنے رب عزوجل کی یاد سے غافل نہین ہوتے رات کو بہت کم سوتے ہین بعض مشائخ ؒ نے کہا کہ یاد مین انکو ایسی حلاوت ملی کہ خواب راحت اُنھون نے چھوڑ دیا اور رضائے آلٰہی کی جستجو مین بارگاہ قدس کے دروازے پر شب وروز کھڑے رہے شیخ استاد ؒ نے کہا کہ میرے خیال مین سائل ہر ایسا شخص ہو جو ہر دروازے پر ہاتھ پھیلاوے اور محروم وہ ہو جو عفت کے ساتھ کسی پر اپنی حاجت اظہار نہ کرے قولہ تعالےٰ وفی الارض آیات للموقنین مخلوقات آئینہ تجلی صفات ہین یعنے مصنوعات ہین تو ہر ایک سے افعال قدرت ظاہر ہین اور ان مصنوعات کی صنعت سے صنعت ایجاد کا ظہور ہو تو حاصل یہ ہوا کہ مخلوقات سے فعل ظاہر ہوتا ہو اور فعل سے صفت ظاہر ہوتی ہو بشرطیکہ انسان کو نور ایمان سے دلی بصیرت حاصل ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کے درخت سے یا کوہ طور سے ظہور ہوا اور جیسے عیسیٰ ؑ کو مصیصکہ سے ظہور ہوا اور جیسے محمد صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کو جبال مکہ سے ظہور ہوا چنانچہ اس بارہ مین یہ روایت آئی ہے۔ جاء اللہ من سیناء واستعلن بساعیر واشرق من جبال فاران۔ اللہ تعالےٰ سیناء سے آیا اور علانیہ ہونا چاہا ساعیر سے اور چمکا جبال فاران سے۔ مترجم کہتا ہو کہ شیخ ؒ نے اس روایت کو حدیث کے نام سے پہلے بھی لکھا ہو ولیکن علماء محدثین کے نزدیک بالاتفاق یہ حدیث نہین ہو اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ توریت مین یہ کلام موجود ہو اگر وہم ہو کہ توریت کا نزول زمانہ موسیٰ علیہ السلام مین ہوا حالانکہ اسمین حضرت عیسیٰ وحضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے جواب یہ ہو کہ اس سے شان آلٰہی سبحانہ تعالےٰ کا بیان ہو اور وہان کوئی تغیر وتبدل نہین ہوسکتا اور نہ اوسکی شان مین زمانہ ہو اور نہ تقدیم وتاخیر ہو بلکہ اس سے حضرت عیسیٰ ؑ ومحمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بشارات حاصل ہوتے ہین چنانچہ جن لوگون نے توریت سے بشارات نکالے ہین اُنھون نے صحیح طور پر اس سے بشارات کا بیان اسطرح لکھا ہو کہ اس کلام مین کوہ سینا سے آنا عین ظہور بحق موسیٰ علیہ السلام ہو چنانچہ کوہ طور سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واسطے تجلی خاص کا ظہور تمام قومون مین متواتر ہو پھر دوسری بشارات یعنے ساعیر سے استعلان عین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے بشارت ہو اگر کہا جاوے کہ اس سے یہودیون نے انکار کیا

Marfat.com

توجواب یہ ہے کہ یہودیون نے جہالت وقساوت سے حضرت موسی علیہ السلام کا دین تمام جہان کے واسطے قیامت تک لازم کرلیا اور اسی زمانہ مین توریت کی آیات مین جہان جہان حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارت ظاہر ہوتی تھی سب آیات مین تحریف کردی ولیکن ایک پیغمبر آخرالزمان کے قائل تھے۔ پھر جب انھون نے اپنے زعم باطل مین حضرت عیسی علیہ السلام کو قتل کیا اور انجیل گم کی گئی تو عیسائیون کے تخریب کے درپے ہوے چنانچہ اکثر یہودیون نے عیسائی بنکر جا بجا کثرت نصرانیون کے عقائد مین فتور ڈالدیا جسکا قصہ مولوی رومی علیہ الرحمۃ وغیرہ نے تواریخ سے بیان کیا ہے پھر جب بدکاری کی شامت مین گرفتار ہوے اور نصرانیونکو غلبہ ہوا تو یہ لوگ توریت کو بمشکل حفاظت کرتے ہوے جا بجا پراگندہ ہوے اور نصرانیون کی بادشاہت قائم ہوگئی ولیکن یہ لوگ براے نام نصرانی تھے اور صرف اپنی مشہور روایات پر اعتقاد رکھتے تھے کیونکہ انجیل اونکے درمیان سے گم تھی اگرچہ توریت موجود تھی کیونکہ نصرانیون پر بھی توریت پر عمل کرنا فرض ہے جسکو وہ لوگ عہد عتیق کہتے ہین باستثنا چند مسائل کے جو انجیل مین ثابت رکھے گئے اور توریت سے منسوخ کئے گئے ہین از انجملہ جہاد ہے چنانچہ توریت مین صریح منصوص ہے کہ کافرون پر جہاد کرو اگر وہ دین توحید پر آوین تو اونکو قبول کرو اور اگر نہ آوین تو بعد فتح کے سبکو قتل کرو اور جو شخص اس حکم سے انکار کرے وہ بالکل جھوٹا ہے اسواسطے کہ حضرت موسیٰ و یوشعؑ و داؤدؑ و سلیمانؑ وغیرہ انبیا بنی اسرائیل علیہم السلام دو ہزار برس تک برابر زور و شور سے اسی حکم کے موافق متواتر جہاد کرتے رہے اور جو مال غنیمت حاصل ہوتا تھا وہ اُن لوگون کو حلال نہ تھا بلکہ قربان چڑھاتے تھے اسیطرح شراب و سور و چربی اونٹ سب اون پر حرام تھے اور ختنہ کرنا اون مین مشروع تھا اور ان سب باتون سے کوئی انکار نہین کرسکتا ہے پھر انجیل مین جہاد کے بجاے یہ حکم ہوا کہ اگر تیرے مُنھ مین ایک جانب کوئی پتھر مارے حالانکہ تو اوسکو خدا کے واسطے سمجھا تا تھا تو دوسرا رخ بھی اوسکے سامنے کردے غرضکہ جہاد سے یہانتک ممانعت ہوئی اور حضرت عیسی علیہ السلام سے جو روایات کی گئی ہین اون مین بھی یہ بیان موجود ہے کہ میرے بعد جو روح قدس آنے والا ہے وہ اونٹ کا سوار اپنی تلوار سے نیکون کو بدکارون سے جدا کریگا اور بشارت دی کہ اوسکا نام پاک احمد ہے الغرض عیسائیون کے پاس اوسوقت عہد عتیق موجود تھا مگر انجیل مین سے سواے یاد کے وجود نتھا یعنے انجیل گم تھی اور جو مسائل واحکام ان مین سے عالمون کو یاد تھے وہ اُنکی یاد پر لکھے گئے ولیکن عیسائی تین گروہ ہوگئے ایک نے کہا کہ عیسیٰؑ بندۂ خدا و رسول اللہ تھا علیہ السلام دوسرے گروہ نے کہا کہ نہین بلکہ وہ خود خدا تھا جو بندے کی شکل مین ظاہر ہوا تھا اسیواسطے وہ مردے کو جلاتا تھا اور مادر زاد اندھے کو آنکھین دیتا تھا تیسرے فرقے نے کہا کہ خدا تعالے اس سے پاک ہے کہ وہ کسی مخلوق سے مشابہ ہو کیونکہ عہد عتیق و عہد جدید مین یہ صریح تعلیم ہے لیکن مسیح ابن اللہ تھا یعنے خدا کا بیٹا تھا اسیوجہ سے مریم نے بغیر خاوند کے اوسکو جنا تھا اور اوسمین یہ سب باتین الوہیت کی شان مین سے تھین شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ یہ تین فرقے بہت بڑے بڑے فرقے تھے ورنہ نصرانیون مین بہتر ۷۲ فرقے تھے بلکہ بکثرت اختلاف تھا چنانچہ دین اسلام کی ابتداے ظہور تک اونکے اختلافات خود انھین لوگون کی زبان سے سنے جاتے تھے کیونکہ وہ لوگ آپس کی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے سے بغض و کینہ رکھتے تھے اور اپنے اپنے اختلافات کا جھگڑا اکثر اہل ایمان کے حضور مین فیصلہ کے لیے پیش کرتے تھے الغرض ان تین فرقون مین سے بھی اول فرقے کو باقی فرقون نے ذلیل و خوار کرکے قتل کیا اور باقیون کو بھی بادشاہ نے جمع کرکے ایک قول پر متفق کیا بالآخر سبھون نے اتفاق کیا کہ مسیح کو ابن اللہ کہو اور جو کوئی اس سے اختلاف کرے اوسکی گردن مارو چنانچہ فرقہ اول والے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مارے جاتے تھے چنانچہ بکثرت بلکہ سبھی مارے گیے سواے چند معدود کے جو جنگلون و پہاڑون و غارون مین یا دوسرے ملکون مین نکل گئے تھے کہ وہ بھی ایک صدی گذرنے پر مٹ گئے اور باقیون نے ملکر بادشاہ کے واسطے قانون دیانت و سیاست مرتب کیا اور دو سو برس گذر چکے تھے کہ ایک پادری صاحب نے ایک گرجا کی تعمیر کرتے وقت دعوی کیا کہ اے بندگان مسیح تمکو مبارک ہو کہ مسیح نے تمھارے واسطے انجیل بھیجدی چنانچہ اس گرجا کی نیو مین سے یہ صندوق برآمد ہوا ہے اسکو دیکھکر شکر ادا کرو کہ اسکے اندر وہ انجیل موجود ہے چنانچہ یہ مضمون مولوی ابوالمنصور رحمہ اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین مفصل لکھا ہے جب یہ بات معلوم ہوگئی تو بغیر بیان کے غور سے کہ ہو کر نصرانیون مین یہ اعتقاد پھیل گیا کہ خدا کا بیٹا جو کچھ دین لایا وہی قیامت تک باقی ہے ادھر یہ لوگ اپنے اس خیال پر خوش تھے اور اُدھر انکے دل شمن ...

یعنے یہودیون نے جب دیکھا کہ ہمارے دشمنون کا یہ عقیدہ ہے کہ اونمین کا بیٹا آیا اور قیامت تک اسکے واسطے دین لایا تو یہودی بہت پریشان ہوے کہ ہم کیونکر اسکا جواب دین اور دنیاوی نگاہ پھیلا کر دیکھنے سے یہ بھی دھوکا اُٹھایا کہ خداتعالے کی رضامندی انکے ساتھ ضرور موجود ہے اسیواسطے وہ بادشاہ بنائے گئے بلکہ شام و روم و یورپ و مصر و حبش و بربر وغیرہ مین انھین کا دین پھیلتا جاتا ہے تو ان کمبختون نے بھی اونکا مقابلہ کیا کہ اپنے درمیان مین حضرت عزیر کو ابن اللہ بنایا کیونکہ وہ بھی سوبرس کے بعد زندہ ہوکر آئے اور توریت لائے تھے اور انھون نے بھی اپنا دین ہمیشہ کے واسطے تا قیامت قائم کیا حتی کہ اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابون سے یہی عقیدہ پھیلایا اور حضرت خاتم النبیین کی بشارات کو حضرت موسیٰ علیہ السلام وغیرہ کے ساتھ لاحق کردیا جیسے نصرانیون نے اپنے مطلب کے واسطے عہد عتیق مین بہت تحریفین کین اور چونکہ توریت اونکو یہودیون سے حاصل ہوئی تو غالباً وہی لکھی ہوئی ہاتھ آئی جو محرف کی گئی تھی اور خصوص اپنے دین کے تا قیامت ہونے کے واسطے اُنکو بھی وہی عمل کرنا پڑا جو یہودیون نے کیا تھا حتی کہ سخت شدید تعصبات مین بالکل دین حق کو خلط کردیا کہ ہرگز امتیاز نہین ہوسکتا تھا سوائے اسکے فریقین مین خاص خاص جاننے والے موجود تھے جو اس راز کو بے انتہا چھپاتے تھے اگرچہ ابتدا مین نصرانیون مین عہد عتیق کی تحریف بہت کم تھی ولیکن آخر مین بے انتہا ہوگئی چنانچہ مولوی رحمت اللہ علیہ الرحمہ کی کتاب مطبوعہ قسطنطنیہ وغیرہ سے یہ سب حالات بخوبی ظاہر ہین اور اس سے انکار محض ناانصافی ہے اور صحیح بشارات مین خود انکا اقرار موجود ہے کہ آخر خاتم النبیین روح مقدس کا ظہور جبال فاران سے ہوگا اور بلا خلاف جبال فاران انھین جبالی مکہ کا نام ہے اور انکے سوائے کسی مقام کے پہاڑون کو جبال فاران نہین کہتے ہین اور کتاب شعیا وغیرہ مین صاف تصریح موجود ہے پس یہ صریح بشارت ہے کہ اشراق کامل ظہور نبوت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا الحمد للہ رب العالمین قولہ تعالے وفی انفسکم افلا تبصرون یعنے تمھاری ذات مین خود اللہ تعالے کی آیات قدرت ہین پھر کیا تمکو نظر نہین آتا ہے واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالے کسی مخلوق سے متصل بھی نہین ہے بلکہ ایسے اتصال کی مشابہت سے بھی پاک ہے تو جس شخص نے اتحاد یا حلول خیال کیا یا قطرہ و دریا کا معاملہ خیال کیا تو وہ صریح مشرکون کے اقسام مین شامل ہے بلکہ اہل الیقین کے واسطے خود اسکی ذات مین دلیل قدرت ہے اور عارف کے واسطے خود اُسکی ذات ہی دلیل قدرت ہے اور حق سبحانہ تعالے اپنی مخلوق کے لگاؤ سے بالکل پاک ہے شیخ سہیل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ عارفین کے واسطے اپنی ذات مین دلائل قدرت ہین جنسے وہ ہر دم صفات ربوبیت مشاہدہ کرتے ہین اور اپنا بندہ ہونا پہچانتے ہین مترجم کہتا ہے بلکہ جسقدر اونکو اپنا بندہ ہونا زیادہ نظر آتا ہے اُسیقدر ربوبیت سے زیادہ عارف ہین اور اُنکا مرتبہ زیادہ بلند ہے چنانچہ مشائخ محققین قدس سرہم نے کمال عبودیت کا مقام طبقہ انبیا مین فقط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے اکمل بیان کیا اسیواسطے اللہ تعالے نے مدح وثنا کے مقام معراج مین اسی وصف سے یاد فرمایا بقولہ تعالے سبحان اللہ الذی اسری بعبدہ۔ اور بقولہ تعالے فاوحی الی عبدہ ما اوحی۔ حالانکہ معراج آپ کے کمال عروج کا مقام ہے شیخ نے لکھا کہ قولہ تعالے افلا تبصرون یعنے تمکو آثار ربوبیت نظر نہین آتے ہین شیخ واسطی نے کہا کہ معرفت کے واسطے تین قسم کے اقوام ہین اول وہ قوم جنکو افعال قدرت سے معرفت دی گئی یہ لوگ عام مومنین ہین قوم دوم وہ کہ جنکو صفات قدس سے معرفت عطا ہوئی یعنے معرفت افعال سے ترقی دیکر انھین افعال سے مشاہدۂ صفات عطا کیا مثلاً مصنوعات قدرت سے صفت ایجاد و صنعت نظر آئی قوم سوم وہ کہ جنکو مشاہدۂ صفات سے بھی ترقی دیکر معرفت ذات کا مشاہدہ عطا کیا کما قال تعالے الم تر الی ربک کیف مد الظل۔ اور یہ لوگ اخص الخواص ہین پھر جس قوم نے کہ افعال الوہیت کو بھی نہین پہچانا وہی قوم کافر و مشرک ہین اور اسکے اقسام بیشمار ہین بعض نے افعال قدرت کو اپنی ذات سے خیال کیا یہ دہریہ و نیچر کی ایک قوم ہے اور بعض نے افعال قدرت کو دہر سے خیال کیا اور یہ لوگ جاہل ہین کیونکہ وہ لوگ خود نہین جانتے کہ دہر جسکو وہ زبان سے نکالتے ہین یہ کیا چیز ہے اور یہ قوم دہریہ و نیچری اسوقت بھی بکثرت موجود ہین بعض کا یہ خیال ہے کہ اوسکے افعال بذریعہ فلان مخلوق کے حاصل ہوتے ہین اور یہ عموماً مشرکین بکثرت اقسام کے ہین بعضے مسیح سے اور بعضے ملائکہ سے اور بعضے ستارون سے اور بعضے بتون سے اور بعضے پہاڑون پتھرون درختون وغیرہ سے اور بعضے قبرون سے حتی کہ تعزیون سے اپنی اپنی مرادات اعتقاد کرتے ہین اور بعضے مذبذب ہین غرضکہ یہ سب مشرکین کے اقسام ہین جنکو معرفت

Marfat.com

آہی کے ادنی درجہ سے یعنے معرفت افعال بھی کچھ نصیب نہین ہوا ونعوذ باللہ من الشرک والضلال۔ قولہ تعالے وفی السماء رزقکم وما توعدون حاضح ہوکہ نصوص
شریعت سے یہ بات ثابت ہو کہ رزق دو قسم کا ہو ایک وہ رزق ہو جس سے جسمانی پرورش اُسوقت تک ہوتی ہو جسوقت تک اُس کی حیات مقدر کی گئی ہو
اور حدیث مین مصرح بتلا دیا گیا کہ بچہ جب اپنی مان کے پیٹ مین ہوتا ہو تو چار ماہ گذرنے پر جب روح پھونکی جاتی ہو اُسیوقت ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو
اُسکا رزق و اُسکے افعال و اُسکی موت کا وقت لکھتا ہو اور جو کچھ اللہ عزوجل نے اُسوقت اُسکے صحیفہ مین لکھوایا اُسمین کچھ کمی بیشی نہین ہوتی ہو یہ سب صریح
احادیث صحیح مین منصوص ہو اور اسپر جمیع اہل حق بالاجماع متفق ہین ولیکن تعجب ہو کہ اس زمانہ مین جبکہ عقائد ایمانی سے بالکل جہالت پھیل گئی ہو اور عوام
مسلمانون کو اپنے ایمان کے عقائد سے بھی آگاہی نہین رہی ہو بعضے ایسے مفسد پیدا ہوے جنھون نے عوام مسلمانون کو بعضے اولیاے متقدمین کی تعریف مین
یہ حالات سنائے کہ ایک پیر سے ایک شخص نے درخواست کی کہ مجھے مرید کر لیجئے تو اُن بزرگ نے یہ فرمایا کہ آج مین لوح محفوظ منگوا کر تمھارا حال دیکھ لون تب
تمکو مرید کرونگا دوسرے روز جب وہ مرید حاضر ہوا تو اُس سے یون فرمایا کہ مین نے لوح محفوظ مین دیکھا تھا تو اُسمین تیرا نام بدبختون مین لکھا ہوا ہے
اب مین تجکو مرید نہین کر سکتا ہون یہ سنکر وہ سادہ لوح بہت ہی پریشان ہوا اور اُسنے گریہ وزاری کے ساتھ التجا کی کہ بھلا کوئی ایسی صورت ہو کہ شقی
وجہنمی ہونے سے بچون کیونکہ مین اللہ تعالے کی وحدانیت پر دل سے یقین رکھتا ہون اور اسی یقین کی وجہ سے میرا یہ حال ہو کہ اس خوف سے اب مجکو دنیا
مین جینا وبال ہو اُس مرید کا یہ حال دیکھکر پیر بزرگ کو جذب آیا اور فوراً لوح محفوظ طلب کر کے اوسمین سے دائرہ اشقیا سے اُس شخص کا نام مٹا دیا ہر چند
فرشتہ نے مضطرب ہو کر عرض کیا کہ ایسا نہ کیجئے ولیکن اُس بزرگ نے جو اللہ تعالے کے نزدیک محبوب تھا یہ کہنا نہ مانا بلکہ اشقیا سے مٹا کر اپنے ہاتھ سے جنتیون
مین اُسکا نام لکھدیا یہ سب واقعہ وہ مرید بھی اپنی آنکھون دیکھتا رہا پھر وہ لوح غائب ہو گئی اور بزرگ نے اُس سے فرمایا کہ اب ہاتھ بڑھاؤ اور اُسکو مرید
کر لیا اسیطرح بعض احمقون نے بعضے اقطاب کی نسبت یہ روایت لکھی کہ اونکے مریدون مین سے ایک شخص کی روح قبض ہو گئی اور وہ اپنی ماں کا اکلوتا
بیٹا تھا اُسکی ماں نے حضرت کی خدمت مین التجا کی تو آپ نے خلوت مین حضرت عزرائیل کو طلب کر کے فرمایا کہ وہ میرا مرید ہو اور اُسکی ماں ایک بڑھیا
ہو تم اُسکو چھوڑ دو اُنھون نے عرض کیا کہ مین اسکو کیونکر چھوڑ سکتا ہون آخر حجت ہوئی تو حضرت بزرگ نے ہاتھ مار کر اُسکی زنبیل توڑ دی کہ سب روحین نکل
بھاگین اور حضرت عزرائیل نے جا کر بارگاہ کبریائی مین فریاد کی تو حکم ہوا کہ وہ ہمارا محبوب تھا تمنے اُسکا کہنا کیون نہ مانا مترجم کہتا ہو کہ ایسی ہی ہذیان کے
ساتھ ان جاہلون نے یہ روایات بنائین بعضے اپنی جہالت سے یہ سمجھے کہ ہم اُس بزرگ کی مدح سرائی کرتے ہین اور بعضے دنیا کے لالچ سے سمجھے کہ ہم نے ان
جاہلون پر اس دام فریب سے خوب قابو پایا حالانکہ ان جاہلون کو یہ خبر نہین ہو کہ خود کافر ہوے اور ایک جم غفیر کو اپنے ہذیان سے کافر بنایا اور جس نے
لوح محفوظ کی تختی منگائی اُس جھوٹے کو یہ شرم نہین آئی کہ لوح محفوظ کوئی دنیاوی تختی نہین ہو اور قرآن مجید تو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا پھر
وہان سے وحی کے ساتھ اترتا رہا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لوگون کو ہدایت فرماتے تھے حتی کہ بعضے خاص خاص لوگون کی نسبت آپکو وحی فرمائی گئی کہ یہ
لوح محفوظ مین جہنمی ہو تب آپکو معلوم ہوا پھر ابوطالب کے حق مین آپ نہایت اشتیاق سے چاہتے تھے کہ یہ کسیطرح بدبختون مین سے نکلکر نیکبختون مین داخل
ہوجاوین ولیکن لوح محفوظ منگا کر آپ نے ایسا نہ کیا تو شاید اس قصہ بنانے والے جاہل نے بے حیائی سے حضرت سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پر
بھی اس ولی کو فضیلت دینی چاہی مگر اس جاہل کو خود ہی اپنے عقائد سے خبر نہین ہو اور افسوس ہو کہ انھین جاہلون نے شیطان کے کرشمے قبول کیے اور
راہ حق چھوڑ کر گمراہی اختیار کر لی اور جو عقائد حقہ صراط المستقیم کے واسطے قرآن مجید و حدیث شریف مین مذکور ہین وہ اُنکے خیال مین نہ آئے اور شیطان کے
دقیق مکر سے بالکل غافل رہے اور اپنے خرق عادات کو کرامت سمجھے اور شیطان کی تختی کو لوح محفوظ خیال کیا اور آتشی روشنی کو نور روحانی سمجھے حالانکہ
شیطان سے نجات کا طریقہ فقط صراط المستقیم ہو اور وہ اسیطرح حاصل ہو سکتی ہو کہ حضرت سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا بالکل مستقیم ہو یعنے جو

Marfat.com

بارگاہ رسالت کے جان نثار خدام تھے یعنے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اونسے تعلیم پاوے یا حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے خدام بارگاہ یعنے حضرات تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ کی خاک پائے کا سرمہ لگاوے یا تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے کامل ہونے والے اولیاء متقین رحمہم اللہ تعالےٰ کی درگاہ پر حاضر ہو کر ہدایت پاوے اور میری یہ غرض نہین ہے کہ اولیاء متقین یا تابعین یا صحابہ رضی اللہ عنہم خود مستقل ہین بلکہ اصل مقصود یہی ہے کہ حضرت سرور عالم محبوب کبریا رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہدایت پر جان و مال قربان کرے ولیکن یہ کمال اول حضرت خلاق عزوجل نے اپنے بندون مین سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین اکمل فرمادیا تھا کہ وہ سب پروانہ کی طرح سے فدا ہوگئے لیکن ہمارے واسطے وہ لوگ چودھوین رات کے چاند کے مانند کامل بکل ہین تو بارگاہ نبوت مین وہ لوگ محض خادم تھے اور اسی خدمت و جان نثاری سے ہمارے واسطے وہ بادشاہ عالی منزلت ہین حتی کہ ہمکو یہ چاہئیے کہ ہم اُنکی درگاہ مین باادب خادم ہو کر اُنکے پاؤن دھو دھو کر پئین لیکن افسوس کہ ہم اس قابل بھی نہین تھے کہ ہم نے اونکا دیدار بھی نہین پایا تو جو کوئی اولیاء متقین مین سے بالکل اُنکی راہ پر مستقیم ہو یا بقدر قصور کے معترف ہو تو اُس بزرگ کی ہدایت ہمارے واسطے عین سعادت ہے اور یہ بھی سب حضرت رب العزت جل شانہ کی ہدایت پر ہے پس ہر نماز مین اہدنا الصراط المستقیم سے اپنے رب سبحانہ تعالےٰ کی بارگاہ مین التجا لاوین تاکہ اس نعمت سے ارحم الراحمین انعام فرماوے کیونکہ یہ ہمارا رزق بھی آسمان سے ہے کیونکہ رزق کی دوسری قسم یہی رزق ہے اور یہی اشرف و اعلیٰ ہے اسلیئے کہ جسم تو ایک وقت فنا ہے اور اصل مقصود یہی کمال روحانی ہے شیخ قاسمؒ نے کہا کہ فنا و بقا و ہدایت و ضلالت سب آسمان سے ہے پس ہم ضلالت سے پناہ مانگتے ہین اور اپنے رب عزوجل سے ہدایت کے خواستگار ہین کہ وہ کریم و رحیم و ارحم الراحمین ہے جیسے اُسکے صالحین بندے بھی کریم ہوتے ہین چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے قصہ سے عنایت و کرم ظاہر ہے والحمد للہ رب العالمین

وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

اور آسمان بنایا ہمنے ہاتھ کے بل سے اور ہمکو سب مقدور ہے اور زمین کو بچھایا ہمنے سو کیا خوب بچھانا جانتے ہین اور ہر چیز کے بنائے ہمنے جوڑے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

شاید تم دھیان کرو سو بھاگو اللہ کی طرف مین تمکو اُسکی طرف سے ڈرسناتا ہون کھول کر اور نہ ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کوئی پوجنے کا مین تمکو اُسکی طرف سے ڈرسناتا ہون کھول کر

جب اللہ تعالیٰ نے کفر و شرک کا باطل و بے بنیاد ہونا اور قوم ابراہیمؑ و لوط و فرعون و قوم نوح کا فاسق و بدعاقبت ہونا بیان کردیا اور تنبیہ ہوگئی کہ باطل شرک کی صورت مین بہت ہین کیونکہ سواے راہ توحید کے جتنی صورتین ہون سب باطل ہین چنانچہ فرعون نے خود اپنے آپکو خدا بتلایا تو باطل اور وہ کافر ہوا اور قوم لوط نے اپنے نفس کی پیروی کی اور اسیکو اپنا معبود بنالیا۔ قوم نوح نے بت پوجے اور اپنے بزرگون کی قبرون سے مرادین مانگین جیسے بنو اسرائیل آخر مین یہی کرنے لگے اور نصاریٰ نے دعوی شرک کے ساتھ مین صلیب کو اپنا معبود بنایا غرضکہ سواے توحید کے سب باطل ہے اگرچہ الوہیت کی ایک صفت بھی کسی مخلوق مین خیال کرے وہ مشرک ہے جب یہ سمجھ حاصل ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے جمیع صفات کمال مین اپنی الوہیت سمجھائی تاکہ توحید پر استقامت ہو۔ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ۔ اور آسمان کو ہم نے بنایا اپنی قوت کے ساتھ اور ہم وسعت والے ہین ف موسعون کے دو معنے بیان کیے گئے اول یہ کہ ہم وسعت والے ہین یعنے ہماری قدرت کچھ فقط اس آسمان کے پیدا کرنے مین منحصر نہین ہے بلکہ ہمکو سب قدرت حاصل ہے دوم یہ کہ ہم وسعت دینے والے ہین یعنے ہم نے آسمان کو ایسی وسعت دی کہ یہ زمین اس مین ایک حلقہ کی طرح میدان وسیع مین پڑی ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ معنے ہون کہ ہم دوسرے وقت مین اس آسمان کو بہت وسیع کرنے والے ہین کیونکہ قیامت مین اللہ تعالےٰ اس آسمان و زمین کو تبدیل فرماویگا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ۔ والسماء بنیناہا۔ یعنے آسمان کو ہم نے بنادیا تمھارے واسطے محفوظ چھت جو بہت بلند ہے باید یعنے اپنی قوت کے ساتھ یہ قول ابن عباسؓ و مجاہد و قتادہ و سفیان ثوری وغیرہم کا ہے یعنے آسمان کو اسطرح پیدا کرنا ہماری قدرت و قوت سے ہے۔ وانا لموسعون۔ یعنے ہم نے اُس کے قطرون کو وسیع کردیا اور بغیر عمود کے اُسکو قائم کیا چنانچہ ہماری ہی قدرت کے بھروسہ پر وہ اسطرح تھما ہوا ہے جیسے اُسکے درمیان مین زمین بھی اللہ تعالےٰ ہی کی

قدرت سے اسطرح موجود ہی - وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ - اور زمین کو ہم نے مفروش کردیا پس ہم کیسے اچھے ہین بچھانے والے یعنی زمین
کو اُسکی مخلوقات کے واسطے ہم نے بچھونا بنادیا ایسا بچھونا بنانا کسی کی مجال نہین ہی تو ہم ہی حمد وثنا کے لائق ہین مترجم کہتا ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ بیشک جسکو
ذرا بھی عقل دی گئی ہی وہ اسکے عجائب قدرت ودقائق حکمت کو دیکھکر متحیر ہوتا ہی کہ پانی پر ایک ٹکڑا خشکی بچھی ہوئی ہی اور وہ پانی جو بالطبع بہتی ہوئی چیز ہی اس
بوف مین قدرت الٰہی سے اسطرح موجود ہی کہ اُسمین سے ایک قطرہ بھی کسی جانب نہین گرتا اور ہوا بھی اُس سے زیادہ بہتی ہوئی چیز اپنے محل پر موجود ہی اور
کچھ تجاوز نہین کرتی اگر یہ خاک مثل پتھر کے سخت ہوتی تو پانی مین گل نہ جانے سے کفار کو یہی شبہہ ہوتا کہ پتھر پانی مین نہین گلتا ہی ولیکن اُسکو نرم خاک بنایا تاکہ کافرون کا
زعم باطل نہ چلے اور بندون کو نرم فرش سے آرام ملے پھر عجیب قدرت ہی کہ اسی خاک سے اُنکے جسم پیدا فرمائے اور چند مدت کے بعد پھر اسی مین ملادیے کہ اب
خاک سے کچھ امتیاز نہین ہوتا اور جب تک زندہ رکھا اسی زمین سے دوسرے جسم بشکل اناج ونباتات پیدا کیے انکو غذا دی حالانکہ اپنی زندگی مین خالی خاک
پھانکنے سے مرتے اور اُسکی تبدیل شکل سے لطیف اناج ومیوہ کھانے پر مرتے ہین - وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ - اور ہر چیز سے ہم نے
جوڑ بنائے شاید تمکو ہوش ہو ف یعنے اگر آسمان اسقدر بلند ہی تو اُسکے جوڑ مین زمین اسقدر پست ہی اور اگر رات اتنی تاریک ہی تو دن ایسا روشن ہی اور اگر نیر آفتاب مین
حرارت ہی تو نیر قمر مین برودت ہی اور یہان سے تنبیہ ہوئی کہ چاند خود علیحدہ ستارہ روشن ہی کیونکہ اگر سورج کی دھوپ سے روشن ہوتا تو آفتاب کیطرح اُسمین
بھی تیزی وحرارت ہوتی حالانکہ خنکی وبرودت ہوتی ہی بلکہ وہ آفتاب کا جوڑ ہی اسیطرح اگر خشکی خالی پیدا فرمائی تو اُسکے جوڑ مین آبی سمندر بنایا اسیطرح مخلوق کو
مجبور ظاہر کرنے کے واسطے تندرستی کے جوڑ مین بیماری پیدا کی اسیطرح ایمان کے جوڑ مین کفر ہی اور زندگی کے جوڑ مین موت ہی اور سعادت کے جوڑ مین شقاوت
ہی اور جنت کے جوڑ مین دوزخ ہی ایسے ہی کوئی غنی ہی اور کوئی فقیر ہی اور کوئی عالم ہی اور کوئی جاہل ہی اس سے تمکو ہوش ہونا چاہیے کہ خالق عزوجل فقط وحدہ
لاشریک ہی اور اُسکی قدرت سے یہ مصنوعات اور یہ صنعتین جاری ہین اور جبکہ اُسکی قدرت کے بھروسہ پر آسمان وزمین قائم ہی تو اُسکی حیات وقیومی پر تمام چھوٹی
چھوٹی مخلوقات بھی قائم ہی اور جتنی چیزین جنکو اپنا معبود بناتے ہو سب اُسیکے قبضۂ قدرت مین قائم ہین تو ذرا غور نہین کرتے کہ جو چیز اپنی ذات سے قائم نہین
ہی بلکہ اُسکی زندگی اور موت خود قبضۂ قدرت خالق سبحانہ تعالےٰ مین ہی وہ بھلا دوسرے کو موت یا زندگی یا صحت یا رزق یا توانگری وغیرہ کیونکر دیسکتا ہی پس جنے
کسی صفت کے ساتھ کسی طور پر کسی چیز سے شرک کیا تو خود شقی ہوا اور قوم نوحؑ کی طرح فاسق ہوا حالانکہ اس سے بھاگنا چاہتے ہو تو ہوش کرکے توحید کو مانو - فَفِرُّوْا
اِلَى اللّٰهِ پس اللہ تعالےٰ ہی کیطرف بھاگو ف اُسکی طرف التجا لاؤ اور اُسی پر اعتماد کرو اور اپنے کل امور کو اُسکی صنعت وخلقت سمجھو کیونکہ اُسکی شان مستغنی اور اس کا
عذاب بھی شدید ہی - اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - مین تمھارے واسطے اُس سے صاف ڈرسنانے والا ہون ف صریح تمکو ڈراتا ہون کہ تم اُسکے قہر و
عقاب سے پرہیز وتقوی کرو اور اُسکے قہر کا ظہور اُن سب صورتون مین ہی جنکو تم نے فسق وشرک وکفر پہچانا پس ان سے بھاگ کر اللہ تعالےٰ ہی کی جانب التجا لاؤ تو
نتیجہ یہ نکلا کہ اُسکے غضب سے بھاگ کر اُسکی رحمت کی جانب جاؤ - وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ - اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ مین دوسرا الٰہ مت ٹھہراؤ ف کیونکہ
تمھارے بنانے سے کچھ نہوگا - ولیکن تم قہر وغضب سمیٹنے والے ہوجاؤگے تو یہ شرک مت پھیلاؤ - اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ - مین تمکو اس سے صریح ڈرانے
والا ہون ف اگر اس سے پرہیز کرو تو تمھارے واسطے ہر جوڑ مین سے نیک ہی یعنے اللہ تعالےٰ نے جتنے جوڑ پیدا فرمائے ایک ظہور رحمت ہی اور اُسکے جوڑ مین
ظہور غضب ہی پس اگر غضب سے بھاگ کر رحمت کی جانب جاؤ اسطرح کہ شرک نہ کرو بلکہ توحید مین آؤ تو تمھارے واسطے رحمت سے ایمان وسعادت وجنت
ہی اور اگر شرک کروگے تو اُس کے جوڑ مین غضب سے تمھارے واسطے کفر وشقاوت وجہنم ہی پھر اگر اس طرح صریح وصاف ہدایت کے بعد بھی تم
اور اپنے اگلون کی طرح یعنے قوم نوحؑ وقوم لوطؑ وفرعون کی طرح بے عقل باطل گمراہی پر مروگے تو محض احمق جہنمی ہو

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ
اسیطرح ان سے پہلون کو جو رسول آیا یہی کہا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ کیا یہی کہہ مرے ہین ایک دوسرے کو کوئی

طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ

لوگ شریر ہین سو ہٹ انکی طرف سے اب تجھپر نہین ہے اولاہنا اور سمجھاتارہ کہ سمجھانا کام آتا ہوایمان والون کو اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی

اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝

سو اپنی بندگی کو مین نہین چاہتا ہون اُن سے روزینہ اور نہین چاہتا کہ مجکو کھلاوین اللہ جو ہو وہی ہر روزی دینےوالا زورآور اور مضبوط

۳
فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝ ع ۱۴

سو ان گنہگارون کا بھی ڈول بھرا جیسے ڈول بھرا ان کے ساتھیون کا اب مجسے شتابی نکرین سو خرابی ہو منکرون کو اپنے اُس دن سے جسکا ان سے وعدہ ہے

جب قریش وعرب مین سے اہل شرک وشرارت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جھٹلانے پر اتفاق کیا اور باوجود تہدید شدید کے راہ راست کی طرف نہ آئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کمال شفقت سے ملول وغمگین ہوے پس اللہ تعالے نے اپنے رسول حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو شان حکمت سے آگاہ فرماکر عجائب صنعت کو دکھلایا کہ ان مشرکون سے پہلے بہت قومین گذرین بعضے مانند قوم ثمود وعاد وسبا وغیرہ کے خود عرب تھین اور بعضے قریب عرب کے نواح شام مین جہان قریش کے قافلے بارہا گذرتے ہین عذاب سے تباہ کی گئین اور انکے متواتر قصص برابر توریت وقرآن مین بیان کیے گئے باوجود ان حالات کے بھی عرب کان رکھکر نہین سنتے ہین اور یہی گزری قومون کا شیوہ تھا چنانچہ فرمایا كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۔ اسیطرح ان لوگون سے پہلے والون کے پاس نہین آیا کوئی رسول مگر یہی ہوا کہ انھون نے کہا یہ شخص ساحر ہے یا مجنون ہے ف یعنے اس زمانہ کے مشرکین قریش وعرب بلکہ قیامت تک کے مشرکون نے جسطرح رسول کو جادوگر یا دیوانہ کہا و کہینگے اسیطرح انسے پہلے جو قومین کفار ومشرکین گزری ہین انکا بھی یہی حال تھا کہ جب کسی قوم مشرک کے پاس کوئی رسول آیا تو اُنھون نے اپنے زعم باطل مین اسکو دیوانہ یا ساحر بنایا اور ہرگز اسکی بات کو نہ مانا بلکہ اچھی طرح غور سے نہ سنا یہ احمق لوگ اپنے رسول کو ساحر اسوجہ سے کہتے تھے کہ اسکے معجزات بالکل عادت کے خلاف واقع ہوتے تو اسکا نام جادو رکھتے اور مجنون اسوجہ سے کہتے کہ وہ اس دار فانی سے اصلی وطن کی جانب رحلت کی خبر سناتا۔ رحلت تو یقینی ہے ولیکن وہ آگاہ کرتا کہ بعد رحلت کے عذاب ہے یا ثواب ہے اور وہ دار آخرت اصلی مقام ہے اس خبر سے اسکو دیوانہ کہتے حالانکہ خود شقی جہنمی بدتر دیوانہ ہین کہ صرف اپنے خیال پر انکار کرتے تھے یعنے کسی طرح اُنکے قیاس مین نہین آتا کہ بعد موت کے کیونکر زندگی ہوگی تعجب ہے کہ ابھی اسکے معجزات کو جادو کہتے تھے جو کسی طرح انکے قیاس مین نہ آتا تھا حالانکہ جادو کو اپنے مثل مخلوق کے صنعت دیکھتے تھے پھر ان احمقون نے کس وجہ سے انکار کیا کہ صنعت الٰہی مین ایسی چیز نہین ہو سکتی جو وہ نہ سمجھین گویا دعوی تھا کہ ہم کو اپنے مثل مخلوق کی بعض صنعت کا علم نہین ہے لیکن صنعت الٰہی ہم سب سمجھتے ہین اور یہ محض حماقت ہے اور اگر یہ نہین بلکہ یقین کرتے ہین کہ ہان صنعت الٰہی عزوجل بے انتہا ہے اور کامل اعلی کہ وہان کسی مخلوق کے ادراک کو رسائی نہین ہے تو پھر کچھ بعید نہ تھا کہ جو کچھ رسول نے بتلایا وہ رسول کی تصدیق پر سب سچ ہے اور رسول کی سچائی کے لیے اسکے مکارم اخلاق ومعجزات کافی ہین خصوص جبکہ اسکو اس کامل نصیحت سے اپنی ذات کے واسطے کوئی غرض متعلق نہین تھی اور خصوص جبکہ اہل ایمان کی خوبیون پر حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت خاتم النبیین احمد مجتبی محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وعلیہم اجمعین تک خبر متواتر ہے تو ظاہر ہوگیا کہ رسالت کو جھٹلانے والے خود احمق مجنون بلکہ جہنمی ہین جنھون نے رسول کریم کو ساحر یا مجنون کہا انھین احمق قومونکی طرح یکے بعد دیگرے احمق قومین ہوتی چلی آئین یہانتک کہ اس آخری امت والے کفار مشرکین بھی وہی لفظ ساحر یا مجنون کہتے ہین اَتَوَاصَوْا بِهٖ۔ کیا ان قومون نے باہم وصیت پر قرارداد کرلی ہے ف یعنے تعجب نظر آتا ہے کہ اس حماقت قبیحہ پر کیونکر یہ لوگ ایسے متفق ہوے کیا آپس مین وصیت چلی آتی ہے کہ قوم نوحؑ نے اپنے بعد والی قوم کو یہی وصیت کردی تھی کہ جو رسول آوے اسکو جھٹلائیو اور ساحر ومجنون بنائیو اسیطرح ابعد نے اپنے مابعد قوم کو یہانتک کہ آخری امت کی نوبت پہونچی اور وہی حالت چلی آتی ہے غور کرو تو قوم کفار مین نفس شیطانی غالب تھا اور اسنے شیطان سے یہ

Marfat.com

ہدایت و وصیت قبول کی جیسے مُردے کی وصیت ہوتی ہے کیونکہ قوم کفار و مشرکین سب درحقیقت مردہ ہوتے ہین کیونکہ انکی حیات صرف جسمانی حیات ہے روحانی زندگی کی وصیت اسکے بعد والی قوم نے شیطانی وحی و تلقی سے قبول کی ولیکن ظاہری صورت مین یہ صورت نہین ہے کیونکہ قوم اول کے مرنے کے بعد دوسری قوم ظاہر ہوئی ہے تو ایک زمانہ مین وصیت قبول نہین کی۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ۔ بلکہ یہ لوگ قوم طاغی ہین ف حد سے بڑھکر شریر ہین لیکن ان لوگون مین ابتدا سے انتہا تک باہم کوئی وصیت نہین ہوئی بلکہ طغیان و سرکشی کی جبلت مین یہ لوگ متحد ہین اسیوجہ سے انکے چلن بھی متحد ہین۔ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا اَنْتَ بِمَلُوْمٍ۔ پس تو ان لوگون سے منہ موڑلے اب تو کچھ ملامت کیا ہوا نہین ہے ف اس کلام سے رسول اللہ صلعم کو تسلی دی کہ آپکی اُمت کے اقوام کافرہ نے اپنے سابقین کفار سے کوئی وصیت نہین لی بلکہ ونکی اور انکی جبلت متحد ہے تو اسکا اثر بھی یکسان ہے کہ یہ لوگ بھی حق کو تمیز نہین کرسکتے اور رسول برحق کو ساحر و مجنون کہتے ہین پس تجھے چاہئیے کہ انسے منہ موڑلے اور تجھ پر انکی گمراہی سے کچھ ملامت نہین ہے خطیبؒ نے لکھا کہ مفسرین نے فرمایا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بہت غمگین ہوے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم پر یہ معاملہ بہت گران گزرا اور سمجھے کہ اب وحی منقطع ہوئی کیونکہ اللہ تعالے نے آپکو اعراض کا حکم دیا ہے اب عذاب نازل ہوگا پھر اللہ تعالے نے نازل فرمایا قولہ تعالے۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نصیحت فرما کیونکہ نصیحت کرنا مومنون کو نفع کرتا ہے ف جب یہ آیت اُتری تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکون ہوا اور سمجھے کہ آیۃ اول مین یہ مراد ہے کہ اے رسول تم اس خیال سے درگزر کرو کہ کافرون کی جبلت بدل جاوے یعنے سب حق کو مان جاوین کیونکہ حکمت آلہیہ ہر اُمت مین جاری ہوچکی کہ جو شقی و بدبخت ہین وہ ایمان نہین لاوینگے پس غمگین مت ہو کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور کیون اسقدر صریح بدیہی دلائل کو نہین سمجھتے ہین کما فی قولہ تعالے فلعلک باخع نفسک ان لایکونوا مومنین۔ یعنے شاید تو اپنی جان اس غم مین کھویا چاہتا ہے کہ یہ لوگ ایمان کیون نہین لاتے ہین۔ ھ اسکی وجہ یہ ہے کہ جیسے اگلون کی جبلت خبیث تھی اسیطرح ان لوگون کی جبلت جو اس امت مین سے مشرک و کافر ہین بالکل خبیث ہے چنانچہ انکا اثر بالکل متحد ہے گویا ان کافرون نے کفر کے اقوال و افعال مین انسے وصیت پائی ہے یہ نمونہ تمہارے واسطے فہم حکمت ہے کہ انھون نے اگلون سے وصیت بلکہ ملاقات تک نہین پائی پھر کیونکر بالکل وہی گفتگو و طعنہ زنی کرتے ہین جو اگلون سے سرزد ہوئی تھی پس سوائے اسکے کوئی صورت نہین کہ جیسے اگلون کی جبلت رکھی گئی تھی وہی انکی جبلت ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالے کی خلقت اسی کی مشیت پر ہے و لو شاء ربک لآمن من فی الارض کلھم جمیعا اگر تیرا رب چاہتا تو جو کوئی زمین پر موجود ہے سب کے سب ایمان لاتے۔ ھ لیکن مشیت یہ نہین ہے تو لامحالہ کافرون کی سمجھ مین کبھی حق نہین آویگا بلکہ دنیاوی آرایش پر مرینگے اور ایک وقت امتحانی تک زمین کی آرایش و آبادی مین کوشش کرینگے اور امر حق کو جو نور عقل سے ادراک ہوتا ہے کبھی نہین سمجھینگے پس تو انسے اعراض کرلے اور تو نے انکو پیغام حق ٹھیک پہنچا دیا پس تجھ پر انکی گمراہی سے کچھ ملامت نہین ہے ولیکن عام نصیحت اور ہدایت کو بیان کر کیونکہ اگر اس سے کافرون کو نفع نہین تو انکے برخلاف مومنون کو معرفت کا نفع عظیم ہے اور ایسے نفیس بہت قلیل ہوا کرتے ہین چنانچہ اسکا نمونہ خداے تعالے نے مخلوقات مین بکثرت پیدا کردیا ہے کہ نفیس قلیل ہے اور خسیس بکثرت ہے جیسے سمندر مین موتی کی سیپ اکثر ہے اور خالی کیڑے بہت ہین جیسے قلب والے مومنین کم ہین اور بغیر قلب کے بکثرت ہین اسیطرح خشکی مین روڑے بہت ہین اور لعل شاذ و نادر ہے اور اسکے نظائر بہت ہین پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے مومنون کو اگر نفع تمام ہے تو کافرون پر بھی اس سے حجت الاکلام ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ اور مین نے جن وانس کو نہین پیدا کیا مگر اسواسطے تاکہ میری عبادت کرین ف یعنے مین نے جن وانسان کو شرک و دنیا وغیرہ حماقات کے لیے نہین پیدا کیا بلکہ اسیواسطے پیدا کیا کہ میری بندگی کرین اس آیت مین چند مقامات ہین جنکو غور سے سمجھ لینا چاہئیے اول یہ کہ آیت مین کیا معنے مراد ہین کیونکہ جب اللہ تعالے نے اُنسے عبادت کا مقصود رکھا تھا تو اسکے ارادہ کے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ بہت کثرت سے کافر و مشرک ہین اور خود اوپر کی آیات مین صریح حکمت مذکورہ کا بیان ہوچکا دوم عبادت سے حقیقی معنے مراد ہین یا تعمیل حکم سوم مومنون کے کام جو دنیاوی معاملات کہلاتے ہین کیا معصیت ہین جبکہ پیدائش کے مقصود سے خلاف ہین تو اسمین کیا معنے اور کیا تحقیق ہے مترجم کہتا ہے کہ حقی…

Marfat.com

[illegible] اچھی طرح سمجھ لیا تو وہ دین میں اچھا عالم عارف ہوگیا اب اللہ تعالے کی توفیق سے ترجمان میں سے ہر مقام کی توضیح کو اسطرح
بیان کرونگا کہ اول میں خطیب و بیضاوی وغیرہ سے اقوال پھر تفسیر امام ابن کثیر پھر جو کچھ مناسب تحقیق ہو لاونگا مقام اول یہ کہ آیت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اللہ تعالے نے جن و انس کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا فرمایا۔ لفظ (کے لئے) دو معنے میں بولا جاتا ہے ایک تو اس کام کی غرض جیسے بولتے ہیں کہ میں نے
اس تخت کو بیٹھنے کے لیے بنایا ہے یعنے میری غرض یہ ہے کہ اسپر بیٹھوں دوم محاورہ اس کام کی حکمت بیان کرنا جیسے میں نے فوج کو انتظام کے لئے بھیجا یعنے وہان
فوج جانے میں یہ حکمت ہے کہ انتظام قائم ہو اور ان دونوں معنے میں فرق دقیق ہے گویا دونوں معنے ایک ہی علت غائی کے تحت میں داخل ہیں یعنے اس کام
سے نتیجہ ہو اسکے لیے یہ لفظ بولا جاتا ہے لیکن میری غرض یہ ہے کہ کبھی تو یہ نتیجہ اسکی حاجت ہوتی ہے جسنے کام کیا ہے اور کبھی اس کام کا نتیجہ یہ ہوتا ہے اگرچہ کرنے والے کو اس
اپنی غرض متعلق نہو اب غور کرو کہ حق تعالے کے کاموں میں اول بات غیر ممکن ہے یعنے حق تعالے کو کسی چیز سے کوئی غرض متعلق نہیں ہے اسواسطے کہ الوہیت ذاتی
میں کمال کامل ہے اور محتاج تو ناقص ہوتا ہے وہ اپنے نقص کو اس نتیجہ سے پورا کرتا ہے اور جو چیز کسی غیر کی محتاج ہو وہ کامل نہیں ہے اور عوام الناس تو اپنی کم عقلی اور
کوتاہ نظری سے بہت چیزونکو کامل تصور کرتے ہیں لیکن یہ غور نہیں کرتے کہ وہ کس بات میں کامل ہے کیونکہ عوام الناس تو اپنی مقصود کی نظر سے کمال دیکھ لیتے
ہیں مثلاً ایک بچہ جسکے اعضا ناقص تھے جب وہ پورا ہو گیا تو کہتے ہیں کہ یہ اپنے کمال کو پہونچ گیا حالانکہ اسکے اعضا میں سے اسیقدر ہوا جسقدر انسانی ضرورت ہے
پس اسی نظر سے اسکو کامل کہا گیا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اسکے جسم کو ہر طرح کمال ہے مثلاً جسم کے ذریعہ سے جو بات ممکن ہے وہ کامل ہے حتی کہ آسمان کو اٹھا سکتا ہے اور
آفتاب تک بلند ہو سکتا ہے غرضکہ یہاں مضمون سمجھنے میں ہر مفہوم کو ٹھیک طور سے سمجھ لو تب بات صاف ہو تو کمال کے معنے بھی عوام الناس کی طرح مت سمجھو کہ خالی
اپنی خفیف مراد کے موافق اسکو پورا دیکھکر کامل کہو بلکہ ہر طرح کی مرادیں وہ کامل و پورا ہو اور جو مراد پیش آوے اسمیں کمال ہو اور اسکا خلاصہ یہ نکلیگا کہ اصلی حقیقی
کمال وہ ہے کہ اسکو کسی دوسری چیز کی جانب کسی بات میں احتیاج نہو اور اسکا بھی خلاصہ یہ نکلا کہ احتیاج کا نام وہان غیر ممکن ہو بلکہ بالکل غنا ہو اسیواسطے ان اللہ
ہو الغنی بالکل سچ ہے یعنے کسی طرح کی احتیاج کا نام نہونا اور بالکل غنی ہونا فقط الوہیت آلہیہ کی شان ہے اور سواے اللہ تعالے کے جو چیز موجود ہے کوئی بھی غنی نہیں ہے
ذرا سی سمجھ ہو تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ جو کوئی چیز ہو وہ اپنی ذات کے پیدا ہونے میں خود محتاج ہے کہ جب اللہ تعالے اسکو پیدا کرے تب وہ پیدا ہو پھر جب ہر چیز
اپنی ذات ہی میں محتاج ہے تو اپنے صفات و افعال میں انتہا درجہ کی محتاج ہوگی کیونکہ ذات تو اصل ہے اور ذات ہی سے صفات و افعال ہوتے ہیں تو افعال اپنی
صفت کے محتاج ہوے مثلاً سمجھ لینا ایک کام ہے تو یہ محتاج ہے کہ اسمیں فہم کی قوت و صفت ہو تب یہ کام ہوگا اور یہ قوت و صفت محتاج ہے کہ جس ذات میں ہو وہ
دماغ و جسم موجود ہو تب اسمیں یہ قوت پائی جاوے اور ذات سراسر اپنے خالق عزوجل کی محتاج ہے پھر محتاج ذات سے یہ کہان ممکن ہے کہ اپنی صفات پیدا کر سکے کیونکہ
پیدا کرنا تو کامل خالق کی شان ہے تو جب انسانی ذات کے واسطے یہ صفات تمنے لازمی پائی یعنے دیکھا کہ جہان کوئی انسانی ذات نظر آئی اسمیں یہی صفات تھے تو
جسنے ذات کو پیدا کیا اُسنے لازمی صفات کے ساتھ پیدا کیا اور اپنی قوت سے اسکے افعال پیدا کر دیے اور ہر وقت پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ جس خالق نے ذات کو پیدا کیا
تو اپنے کمال سے مخلوق ذات کو پیدا یعنے اپنے کمال سے اسکا اظہار کیا تو اپنی قدرت کے قبضہ میں کیفیت دکھلائی اور یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ جیسے کمہار نے برتن بنا کر
الگ کیا ایسے کہ ذات تو محتاج سراسر ہے پھر کیا یہ سمجھتے ہو کہ پیدا کرنے سے وہ ذات خود قائم ہو گئی اور اب محتاج نہیں ہے یہ خیال محض ناسمجھی و حماقت ہے وہ ذات تو
ذاتی محتاج ہے اب کیونکر وہ خود قادر ہو گئی بلکہ جسنے پیدا کیا اُسنے اظہار کیا وہ اسکے قبضہ قدرت میں ظاہر ہو رہی ہے جب تک وہ چاہے اسیطرح رکھے پھر جب چاہے گا
معدوم کر دیگا اور جب تک اظہار ہے تب تک اظہار کی کیفیتوں میں جس طرح چاہے گا رکھے گا یعنے آج اس سے یہ افعال نکلینگے اور کل کو اُس سے دوسرے افعال
[illegible] کی قدرت سے افعال بھی پیدا ہوتے رہینگے جیسے کمہار کی ذات جو قبضہ قدرت میں مسخر ہے آج اس سے یہ برتن نکالا اور کل دوسرا نکالا اسیطرح وہ
[illegible] فرماتا رہتا ہے اب معلوم ہو گیا کہ کمہار اس برتن کا خالق نہیں ہے اور حضرت خالق عزوجل کا قیاس غیر ممکن ہے کیونکہ تمام چیزیں سب محتاج ذاتی

Marfat.com

دمخلوقات ہین اور الوہیت فقط اللہ تعالیٰ کی شان ہو اور الوہیت بھی صفت کمال ہو جسمین کسی طرح محتاجی نہین ہو اور کسی [illegible]
[illegible] ری کیسے غفلت مین جاہل ہورہے ہین جو عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ معنے لگاتے ہین حالانکہ انکی ذاتی پیدائش خود مریم [illegible]
[illegible] و انسانی ضروریات کھانا و پینا و حوائج ضروریہ سب موجود تھے اب توجہ کرو کہ کمال ذاتی مین کسی طرح محتاج یا احتیاج [illegible]
انسان کے پیدا کرنے مین اللہ تعالیٰ کی کوئی غرض نہین ہو اور تمام جہان کو پیدا کرنے مین اللہ تعالیٰ کی کچھ حاجت نہین ہو تو معلوم ہوگیا کہ [illegible]
کرنے سے یہ مراد ہو کہ انکا نتیجہ یہی عبادت ہو اگرچہ اللہ تعالیٰ کو انکی عبادت کی حاجت غیر ممکن ہو تم خود سمجھ جاؤگے کہ مخلوقات کا اس عبادت [illegible]
اور یہ عبادت انھین کے مدارج ہین ابھی غور سے دیکھتے رہو جب یہ سمجھ گئے کہ آیت مین یہ معنے ہین کہ جن و انسان کو پیدا کرنیکا نتیجہ یہ ہو کہ [illegible]
کرین یہان پوچھا گیا کہ جب یہ نتیجہ تھا تو وہ کافرون مین کیون نہین نکلا اور محال ہو کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ نہو جواب مین علما نے اپنی اپنی سمجھ کے موافق کلام
کیا ہو بعض نے کہا کہ آیت مین جن و انس سب مراد نہین ہین بلکہ خاص مسلمان جن و انس مراد ہین تو معنے یہ پیدا ہوے کہ ہم نے مسلمان جن و انس کو اسواسطے پیدا کیا
تاکہ ہماری عبادت کرین واحدیؒ نے تفسیر مین لکھا کہ مفسرین فرماتے ہین کہ آیت مین جن و انس مین سے فقط بندگی کرنیوالے خاص ہین اور یہ کلبی و ضحاک کا
قول ہے اور اسکو فراءؒ نے پسند کیا اور ابن قتیبہؒ نے اسکو لیا ہو قشیریؒ نے ایک دلیل بھی بیان کی کہ آیت مین خاص جن و انس مراد ہین اسلیئے کہ مجنون و
اطفال کو عبادت کا حکم نہین دیا اور نہ اللہ تعالیٰ نے مجنونون و اطفال سے عبادت چاہی تو ظاہر ہوا کہ کل جن و انس مراد نہین ہین بلکہ دوسری آیت سے
نکلتا ہو کہ بہت سے جن و انسان کو جہنم کے لئے پیدا فرمایا ہو یعنے قولہ تعالیٰ ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس لہم قلوب لا یفقہون بہا الآیہ ۔ یعنے ہم نے جہنم کے
لیے بہت سے جن و انس پیدا کیئے ہین جنکے دل ایسے ہین کہ اُنسے کچھ سمجھتے نہین ہین (ھ) پس معلوم ہوا کہ ایسے جن و انس کو عبادت کے لیئے نہین پیدا کیا ہو یہ الزیٰ
نے بیان کیا ہو اور شیخ الاسلام زکریاؒ نے اسکو نقل کیا ہو مترجم کہتا ہو کہ شیخ الاسلام زکریا منجملہ فقہاے اولیا کے مصر مین تھے اور شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے
لواقح الانوار مین انکا حال بیان کیا ہو اور خود انسے ملاقات کی نعمت پائی ہو۔ اور اس قول کی دلیل یہ بھی بیان کی گئی کہ حضرت ابی ابن کعب اور ابن مسعود
رضی اللہ عنہما کی قرارت اسطرح نقل کی گئی۔ ماخلقت الجن والانس من المومنین الا لیعبدون۔ یعنے مین نے مومنون کو جن و انس مین سے اسی لیئے پیدا کیا تاکہ
میری عبادت کرین۔ ھ خطیبؒ نے لکھا کہ اکثر مفسرین نے یہ تخصیص نہین رکھی بلکہ عام جن و انس مراد ہین اور یہ اعتراض نہین ہوسکتا کہ ان مین سے بہت
زیادہ ایسے ہین کہ جو عبادت نہین کرتے ہین جواب یہ کہ اچھا نکرین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت مین یہ نہین فرمایا کہ مین نے ان سے چاہا کہ وہ میری عبادت کرین
ہان اگر یہ ہوتا تو البتہ کہتے کہ پھر ارادۂ الٰہی کے خلاف کیونکر ہوا بلکہ آیت مین فقط غایت مذکور ہو اور غایت کبھی نہین ہوتی ہو جیسے کہو کہ مین نے یہ قلم بنایا تھا اسلیئے
کہ اس سے لکھون پھر کبھی ایسا ہوتا ہو کہ تو اس قلم سے نہین لکھتا ہو بس شیخ جلال محلیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہو اور ابن عادلؒ نے واضح بیان کیا کہ آیت کے
یہ معنے ہین کہ مین نے جن و انس کو اسیواسطے پیدا کیا کہ عبادت کیا کرین۔ ھ۔ پھر بعضے نیکبخت اپنی نعمت کیا کرتے ہین اور بعضے نہین کرتے مترجم کہتا ہو کہ [illegible]
قول کے موافق معنے یہ ہین کہ مین نے جن و انس کو عبادت ہی کے لیئے پیدا فرمایا یعنے جن و انس کے حق مین دنیا کے افعال و اعمال کچھ نہین ہین [illegible]
کی عبادت کے پس جسنے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اُسنے اپنی غایت مراد پائی اور جسنے توحید نہ کی اُسنے اپنا انجام برباد کیا مترجم کہتا ہو کہ یہان تیسرا قول [illegible]
اور وہ عبادت کے معنے بیان کرنے مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ الا لیعبدون۔ مقام دوم کا موعد ہو یعنے معنے عبادت کیا ہین جواب یہ کہ لغت مین [illegible]
کے معنے انتہا کی ذلت برداشت کرنا بمقابلہ معبود کے اور دل سے اسکے لیئے عاجز ہونا اور کامل انقیاد و فرمانبرداری کرنا پھر [illegible]
سرجھکایا یہ اہل توحید و اہل اسلام کا کام ہو اسلیئے کہ اللہ تعالیٰ وہی وحدہ لاشریک الوہیت والا ہو جب یہ معنے پہچانے تو اسکے واسطے [illegible]
فقط اہل اسلام کے واسطے ثابت ہو برخلاف اہل شرک کے مثلاً یہود و نصاریٰ وغیرہ کہ ایسی چیز کے مطیع و منقاد ہین جسکے واسطے [illegible]

[illegible] کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس حال سے خالی ہو کہ اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کے سوائے کوئی چیز ہو جسکے واسطے قصداً اطاعت کرتے ہین اور یہ [illegible] مشکل [illegible] کا ہو تو مشیت الٰہی عزوجل کے واسطے مطیع ہین لہٰذا دوسرا طریقہ انقیاد بطور مشیت ہو یعنے جو کچھ اللہ تعالےٰ کی مشیت مین ہو اُسکے واسطے ہر چیز [illegible] مطیع ہو اس [illegible] آیت مین ایک معنے ثالث بیان ہوے یعنے اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوق کو اپنی ہی عبادت کے پیدا کیا ہو انمین سے بعضے رحمت الٰہی کے [illegible] اسکے مطیع و منقاد ہین اور وہ مومنین ہین اور بعضے غضب الٰہی کے منقاد ہین اور وہ اہل شرک کفار ہین پس درحقیقت ہر چیز اُسی خالق جل جلالہ کی مشیت کے تابع ہو خطیبؒ نے لکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ الا لیعبدون تاکہ میرے حکم قضا کے لیے مطیع و منقاد ہون پس جو جن و انس کہ مومن ہین وہ خوش دلی سے منقاد ہوتا ہو حتی کہ موت و حیات جو کچھ اسکو پہونچے وہ اپنے رب عزوجل کی طرف سے دیکھکر راضی ہوتا ہو اور کافر جبراً و قہراً اس کا تابع ہو اگر چہ وہ اپنے نفس سے ناگوار خواہش دیکھکر دل مین ناخوش ہوتا ہو لیکن بناچاری تابع ہو یہ سب اس صورت مین بیان ہوا کہ یعبدون مین عبادت سے نوع مراد ہو لیکن ایسے موقع پر لغت عرب کو لینا اصلی معنے کے واسطے مفید نہین ہو اسلیئے کہ عرب اپنی بول چال مین سوائے بت پرستی کے کوئی معنے نہین سمجھتے تھے کیونکہ وہ عبادت اور رسالت و الوہیت کچھ نہین پہچانتے تھے تو عبادت کے معنے کیونکر استعمال کرتے پس عبادت کو معرفت سے لینا چاہیئے چنانچہ مجاہدؒ سے صحیح روایت ہو کہ لیعبدون اے لیعرفونی تاکہ مجھے پہچان لین۔ یہ معنے پسندیدہ ہین اول تو اسلیئے کہ انسان مخلوق اپنی پیدائش و اسکے حالات دیکھکر صاف پہچان لیتا ہو کہ اسکا خالق جل شانہ وحدہ لاشریک ہو اسیکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہو تمنے یہ قول عارف سن لیا کہ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے خالق عزوجل کو پہچانا یہ قول اگرچہ حدیث نہین ہو ولیکن قول صحیح ہو اور استنباط لطیف ہو حق تعالےٰ نے فرمایا۔ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم الآیہ۔ یعنے اب ہم انکو اپنی نشانیان جہان مین اور خود انکی جان مین دکھلا دینگے تاکہ انکو کھل جاوے کہ حق وہی ہو۔ ھ۔ اسیواسطے کافر جاہل و مشرک احمق اپنے نفس کے غرہ مین گرفتار رہتا ہو تو حق عزوجل کو نہین پہچانتا کیونکہ تمام عمر شب و روز وسوسات نفس مین صبح سے شام کر دیتا ہو اور آیات قدرت پر نظر نہین کرتا بلکہ اس اندھے کو سوجھتا نہین ہے شیخ کلبیؒ نے کہا کہ یہ تفسیر بہت خوب ہو اسواسطے کہ اگر اللہ تعالےٰ ان سب کو پیدا نکرتا تو اسکی الوہیت و کمال کو کون پہچانتا مترجم کہتا ہو کہ اسکی شان اعلیٰ و اجل ہو کہ اسکو کوئی پہچان سکے بلکہ مخلوق کے واسطے البتہ یہ نعمت ہو کہ اسکو پہچانین پس پیدا کرکے انکو یہ نعمت دی پھر جسنے اس نعمت کی قدر نہ کی وہ جہنمی ہو مترجم نے یہ اسواسطے کہا کہ معرفت الٰہی عزوجل بطریق ایمان ہو اور معرفت عیان یہان غیر ممکن ہو اسیواسطے ایک حدیث سنن مین آیا ہو کہ جب اہل جنت مین سے لوگ اپنے موقف عزت مین دیدار کے لیے طلب ہونگے تو اسوقت عرض کرینگے کہ اے رب اب ہمکو اجازت ہو کہ تجھے سجدہ کرین۔ ھ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ دنیاوی کشف و معرفت بطور ایمان تھی اور یہان عین الیقین ہو مجاہدؒ سے دوسری اسناد سے روایت ہو کہ الا لیعبدون کے معنے یہ کہ۔ مگر اسلیئے تاکہ مین انکو حکم دون اور ممانعت کرون بعض نے کہا کہ اس تفسیر کی دلیل دوسری آیت سے بھی ثابت ہوتی ہو اور وہ قولہ تعالےٰ۔ ما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا یعنے ان لوگون کو شرک [illegible] نصرانیت کا حکم نہین دیا گیا تھا بلکہ کچھ حکم نہ تھا سوائے اسکے کہ اللہ واحد کی عبادت کرین۔ ھ۔ اس سے نکلا کہ اسی حکم کے لیئے انکو مخلوق فرمایا اور ممانعت اسکو لازم ہو کیونکہ جب توحید کا حکم دیا تو شرک سے منع کیا مترجم کہتا ہو کہ حضرت مجاہدؒ کے قول مین نہایت لطیف اشارہ بھی موجود ہو جسکا بیان یہ ہے کہ عبادت الٰہی جیطرح حق عبادت ہو کوئی ادا نہین کر سکتا کیونکہ یہ بات بدیہی معلوم ہو کہ عبادت وہی ٹھیک ہو جو شان معبود کے لائق ہو اور معبود عزوجل [illegible] بے مثل و بے مثال ہو اور اُسکی شان کے لائق صرف اُسکی حمد و ثنا ہو اور حدیث مین ہو کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یعنے [illegible] کا احصار نہین کر سکتا تیری شان وہ ہو جیسے تو نے خود وصف فرمائی ہو۔ اور یہی عقیدہ امام ابو حنیفہؒ سے فقہ اکبر مین منقول ہو پھر جب یہ امر [illegible] حق عبادت ادا نہین ہو سکتا ہو تو یہان آیت مین کیا معنے ہین کیونکہ صریح فرمایا کہ مین نے عبادت ہی کے لیئے پیدا فرمایا جواب یہ ہو کہ حق عبادت [illegible] یہان مراد یہ ہے کہ احکام امر و نہی کی تعمیل کرین کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہین انکی موافقت ممکن ہو مثلاً حکم دیا

Marfat.com

کہ ظہر کے وقت چار رکعت باین طریقہ ادا کرو یا شراب مت پیو تو ان احکام کی فرمانبرداری ممکن ہے پس اس آیت مین الا لیعبدون [illegible]
انس کو حکم دون اور نہی کرون پس اسکے حکم و نہی کی فرمانبرداری کرنا بندے کی عبادت ہے لہذا اگر بندے نے کسی دوسرے کے امر و نہی [illegible]
کے برابر خیال کیا تو وہ کافر ہوگیا اور حدیث مین ہے کہ عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ نے اقرار کیا کہ نصاری اپنے علما و فقرا کے امر و نہی کو اپنے [illegible]
تھے تو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی ان لوگون نے اپنے احبار و راہبون کو اپنا معبود بنا لیا تھا جیسے اللہ تعالے نے فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم
اربابا من دون اللہ۔ الآیہ اگر کہا جاوے کہ مسلمان لوگ بھی اپنے اوپر کسی عالم کی تقلید واجب جانتے ہین جواب یہ کہ مسلمان جو عامی جسکو [illegible]
قول ہی نہین جان سکتا بلکہ وہ تو اپنے وقت کے کسی پڑھے ہوئے شخص سے دریافت کریگا وہ جو کچھ بتاوے اُسی پر عمل کریگا پھر وہ حکم شرع اس سے پوچھتا ہے چنانچہ
فتوی مین لکھتے ہین کہ اس بارہ مین کیا حکم شرع ہے بیان کرو اور اسکا ثواب اللہ تعالے پر ہے اور یہ جو بعضے پڑھے ہوے وجوب تقلید کا نام لیتے ہین اس سے یہ
مراد ہے کہ عامی پر یہ واجب ہے کہ شرع کا حکم جا کر کسی عالم سے پوچھے اور اپنی رائے پر عمل نکرے کیونکہ شرع مین اللہ تعالے نے کسی خاص عالم کا حکم ماننا واجب نہین کیا
تو بغیر حکم آلہی کے واجب کہان سے آویگا ان محاورہ کے موافق البتہ واجب کا لفظ استعمال کیا کرتے ہین مثلاً تجبر لازم تھا کہ مشورہ کر لیتا تجبر واجب تھا کہ مشورہ
سے کام کرتا ان عبارات سے شرعی واجب جو اللہ تعالے کا حکم ہے وہ مراد نہین ہے الحاصل حضرت مجاہدؒ نے اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالے کی عبادت جو حق عبادت ہے
ادا کرنا محال ہے اور یہان اللہ تعالے نے محال کا حکم نہین دیا ہے بلکہ ادائے مامور کا حکم دیا ہے یعنے مین نے جن و انس کو اسواسطے پیدا کیا کہ مین انکو جس امر کا حکم دون وہ
بجا لاوین اور جس امر سے منع کرون اس سے باز رہین اگر کہا جاوے کہ شاید مخلوق پر ذاتی استحقاق بھی ہو کہ حق عبادت ادا کرین لیکن عاجز ہونے کی وجہ سے اللہ
تعالے نے کرم فرما کر تعمیل حکم سے مبادلہ کر دیا ہو تو مترجم کہتا ہے کہ ہان یہ احتمال بیشک موجود ہے کیونکہ خالق مالک سبحانہ تعالے جو چاہے حکم دے اور محال کا حکم بھی بعض
علما کے نزدیک جائز ہے اگر کہو کہ ایسے محال حکم سے کیا فائدہ ہے جواب یہ کہ فوائد حکم کو دریافت کرنا ہمارا کام نہین ہے تو بھی اسکے بعض فائدے ہمکو ظاہر ہین مثلاً ہر
شخص شب و روز عبادت کے باوجود فضل آلہی تعالے کا امیدوار رہے کیونکہ یہ حقیقی عبادت نہین ہے (امر سوم) بندۂ مومن سے جو افعال ایسے صادر ہوتے
ہین جو مقتضائے طبیعت کے موافق ضروری ہین جیسے کھانا و سونا وغیرہ تو جاننا چاہیے کہ جب بندہ اپنے عہد پر ثابت قدم ہے یعنے اپنے افعال کو موافق حکم آلہی
کے اسلام پر رکھے گا اور اللہ تعالے نے اُسکو بقدر وسعت مکلف فرمایا تو جس حد تک جاگنا ممکن تھا وہ اپنے رب عزوجل کے حکم پر قائم رہا پھر اسکے بعد جاگنا اسکے
حق مین بیماری ہے تو وہ سونے مین معذور ہے اور معذوری کی حالت بھی اللہ تعالے نے اپنی طاعت مین شمار فرمائی کیونکہ یہ اسی کی خلقت ہے گویا بیداری مین اُسنے
اختیاری فرمانبرداری کی اور خواب مین امر قدرت کی اضطراری فرمانبرداری کی اور مسلمان کے یہی معنے ہین کہ اللہ تعالے کا فرمانبردار ہو تو ایسے بندے کا سونا و
کھانا بھی عبادت ہی مین محسوب ہے اس سے سمجھدار کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو شخص جاگنے کی حالت مین اپنے رب عزوجل کے احکام بجا لانے مین اسلام پر نہین
رہا یعنے مطیع احکام نہین رہا تو جب اُسنے اختیاری وقت کو ضائع کیا تو بے اختیاری یعنے خواب وغیرہ کا وقت بھی بدرجۂ اولی ضائع ہوگا اور یہ بھی [illegible]
کہ مثلاً خواب کا وقت جو نیک بندون کے واسطے عبادت مین محسوب ہوتا ہے وہ اُنکے واسطے اُسیقدر ہے جسقدر کہ مقتضائے طبیعت کے واسطے ضروری ہے
یعنے اگر وہ اسقدر وقت سونے مین صرف نکرین تو بیماری مین مبتلا ہون اور یہ ہر شخص کے موافق مختلف و متفاوت ہے حتی کہ بعض بلغمی مزاج کا [illegible]
کفایت کرتا ہے اور بعض صفراوی مزاج کو اُسقدر کافی نہین بلکہ دو پہر کافی ہوتا ہے اسیطرح جو وقت اُسکے کھانے مین صرف ہوتا ہے اسمین بھی [illegible]
اگر اُسنے کھانا اس نیت سے کھایا کہ اُسکے نفس کی اصلاح اسقدر ہے کہ وہ اپنے جسم کو عبادت مین لگاوے یا اُسکے دماغ کی اصلاح رہے کہ [illegible]
کام آوے غرضکہ فرمانبرداری کی نیت ہو تو یہ کھانا مع وقت کے اسی نیت عبادت سے داخل عبادت ہے اور اگر اپنی خواہش نفس [illegible]
ہے تو اسیطرح بیکار ہے جیسے دنیاوی راحت کے واسطے سوتا ہے فافہم واللہ تعالے ہو الموفق بشیخ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر [illegible]

والانس الالیعبدون۔ یعنے مین نے ان بندون کو اسیواسطے پیدا فرمایا کہ اُنکو اپنی عبادت کے واسطے مامور کرون اور اسوجہ سے نہین پیدا فرمایا کہ مجھے اُن کی احتیاج ہو مترجم کہتاہو کہ یعنے جب اُنکی ذات کی احتیاج نہین ہو تو اُنکے افعال یعنے عبادت کی کچھ بھی احتیاج نہین بلکہ وہ لوگ اپنے حالات مین امتحان کیے گئے چنانچہ بعضون نے احکام قضا و قدر کو بطریق ہدایت آسمانی کے رسولون کی فرمانبرداری مین برداشت کیا اور دوسرون نے اپنے نفس کی خواہش اور شیطانی وحی کے موافق برداشت کیا پس دونون فریق اپنے اپنے امتحان مین ہین جنکے واسطے ایک روز فیصلہ کا مقرر ہو شیخؒ نے لکھا کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ الالیعبدون یعنے اسواسطے پیدا فرمایا کہ میری بندگی کا اقرار کرین خواہ طوعاً یا کرہاً مترجم کہتاہو کہ یہ تفسیر بھی بہت دقیق و لطیف ہو اور اس کا حاصل یہ ہو کہ گروہ ایمانی یعنے رسول و اُنکی اُمتون نے طوعاً بندگی کا اقرار کیا اور شیاطین و کافرون نے کرہاً اقرار کیا اسی تفسیر کو شیخ ابن جریرؒ نے پسند کیا ہے اگر کہا جاوے کہ کفار تو اللہ تعالےٰ کا اقرار ہی نہین کرتے ہین جواب یہ ہو کہ تمکو امر حق ظاہر ہوچکا کہ خالق سوائے حق سبحانہ تعالےٰ کے کوئی نہین ہو پس اگر کفار بطور وحدانیت اقرار کرتے تو عین ہدایت پر ہوتے ولیکن اُمر قضا و قدر کے تحت مین مقہور ہین یعنے کرہاً امر مقدر اُنپر جاری ہوتاہو حالانکہ وہ لوگ اپنے زعم مین اپنے معبودون کی طرف سے یا اپنے نفس کی قدرت سے سمجھتے ہین اور یہ اُن کی حماقت و جہل ہو اگر کہا جاوے کہ جب وہ بھی امر قضا و قدر سے تجاوز نہین کرسکتے تو مطیع رہے اور یہی عبادت ہو جواب یہ کہ اگر یہ قہری عبادت ہو تو مفید نہین ہو اسیواسطے سدیؒ نے فرمایا کہ بعض عبادت مفید ہوتی ہو اور بعض مفید نہین ہوتی ہو اور یہ عبادت کے لغوی معنے ہین اسیواسطے ایک جماعت نے تفسیر مین کہا کہ قولہ تعالےٰ الالیعبدون۔ یعنے اسیواسطے پیدا کیا کہ میرے واسطے عاجز و ذلیل رہین اور لغت مین عبادت کے معنے ذلت و عاجزی و فرمانبرداری ہو اور جن و انس مین سے کوئی مخلوق اس سے خالی نہین ہو کہ اللہ تعالےٰ کی مشیت کے موافق اسکے حکم قضا و قدر کے تحت مین مقہور نہو جیسے اللہ تعالےٰ نے چاہا فرمایا حتی کہ آدمیون کے لڑکے لڑکیان اُنکی خواہش کے موافق نہین ہوتی ہین بلکہ جس شکل و صورت سے اللہ تعالےٰ چاہتاہو پیدا فرماتاہو پھر جسطرح چاہتاہو اُن کو رزق دیتاہو انمین سے کسیکو اپنے نفع و ضرر کا اختیار نہین ہو۔ حتی کہ دوزخی و جنتی ہونا بھی مقدر ہو اگر کہا جاوے کہ آیت مین جن و انس ہین سے جن کو مقدم فرمایا جواب یہ کہ ہان اسواسطے کہ جن کا وجود پہلے ہوا ہو بعض نے کہا کہ آیت مین مراد یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک جن و انس کو اسواسطے پیدا کیا کہ عبادت کرے یعنے انمین عبادت کی استعداد پیدا فرمائی پھر جسے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت چھوڑی وہی نافرمان ہو اور بعض نے آیت کو خاص بندگی کرنے والے جن و انس سے مخصوص کیا ہو جیسے کہ واحدیؒ نے مفسرین سے نقل کیا اور قشیریؒ نے اسپر اسطرح استدلال کیا کہ مجنون و اطفال کو عبادت کا حکم نہین ہو تو یہ ظاہر ہوگیا کہ آیت مین تخصیص مراد ہو پس ہم نے دلیل سے خاص مسلمان جن و انس کو مراد لیا ہو اور مترجم کہتاہو کہ تحقیق وہ ہو جو تفسیر ابن کثیرؒ سے حضرت ابن عباس وغیرہ سے منقول ہو واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب اور حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے جن و انس کو پیدا فرمایا اور سب اُسکی مشیت کے تحت مین اُسکی نعمتون سے سرفراز ہین اور اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک ہو اُسکو کسی سے کچھ احتیاج نہین ہو چنانچہ فرمایا مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔ مین ان مین سے کسی سے رزق نہین چاہتاہون اور نہ یہ چاہتاہون کہ وہ کھلاوین بیشک اللہ تعالےٰ ہی رزق دینے والا قوی قوت والا ہو ف بعض قرأت مین آیا کہ انی انا الرزاق ذو القوة المتین۔ مین ہی رزاق قوی قوت والا ہون (رواہ احمد و ابوداؤد والترمذی والنسائی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ) اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بندون کو پیدا فرمایا تو بندونکا کام یہ ہو کہ اپنے رب وحدہ لاشریک کی عبادت کرین اور رزق کے واسطے بے فائدہ کوشش نکرین یعنے محتاجون کو اپنا دل توانگرون کی طرف لگانا باطل ہو اور توانگرون کو اپنے خیالی معبودون کی طرف نظر رکھنا باطل ہو کیونکہ کسی مخلوق کو نفع و ضرر کا اختیار نہین ہو اور جسنے اُنکو پیدا کیا وہی اُنکا رزاق ہو وہ نہین چاہتاہو کہ توانگر کسی محتاج کو رزق دے یا اُسکے بندون کی پرداخت کرے کیونکہ کسی مین یہ قدرت نہین ہو بلکہ تمام مخلوقات اپنے خالق عزوجل کی محتاج ہو تو نتیجہ یہ نکلا کہ مخلوقات کو چاہیے کہ اپنے خالق عزوجل کی عبادت کرین اور خالق عزوجل جسنے اُنکو پیدا کیا وہ ان کو رزق عطا فرماویگا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتاہو کہ اے فرزند آدم تو میری عبادت کے واسطے فارغ

Marfat.com

ہوین تیرے سینہ کو توانگری سے بھردونگا اور تیری محتاجی روک دونگا یعنے جس چیز کا تو محتاج ہوگا اُسکی حاجت روائی کردونگا اور اگر تو ایسا نکریگا تو تیرے سینہ کو مشغولی سے بھردونگا اور تیری احتیاج بھی پوری نکرونگا (رواہ احمد والترمذی) اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ آیت قدسی کے موافق جس بندے نے اپنے آپ کو اسد تعالے کی بندگی مین رکھا اللہ تعالے اُسکے دل کو توانگر کردیتا ہی اور توانگری وہی ہی جس سے دل توانگر ہو اور جو بندہ ایسا نہین کرتا تو شغل سے اُسکا سینہ بھرجاتا ہے ہوا وہوس کی بے فائدہ آرزوئین اُسکے دل مین سماتی ہین اور ان اُمیدونکے حاصل کرنے مین ہمیشہ پراگندہ رہتا ہی اور کبھی اُسکی اُمیدین پوری نہین ہوتی ہین اگر کہا جاوے کہ عبادت کے واسطے فارغ ہونیکے کیا معنے ہین تو جواب یہ ہی کہ جسطرح اللہ تعالے نے شریعت مین حکم فرمایا ہی اُسیطرح فرمانبرداری کرے (سوال) کیا وہ ہر وقت نماز مین مشغول رہے (جواب) اس سے یہ مراد نہین ہی بلکہ عبادت کے معنے یہ ہین کہ شریعت کے موافق کام کرے حتی کہ اگر اپنے واسطے یا اہل وعیال کیواسطے رزق کی ضرورت ہو تو شرع کے موافق اپنے ہاتھ پاؤن کو رزق حلال حاصل کرنیکے واسطے کام مین لگانا بھی عبادت مین شامل ہی بلکہ ضرورت کے لائق کمائی کرنین فرض کا ثواب ہی ولیکن دنیا کے واسطے کوشش کرنا اور اُمیدون کو دل مین جگہ دینا معصیت و بربادی ہی پس حدیث مین یہی مراد ہی واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ حبہ بن خالد وسوا بن خالد رضی اللہ عنہما دونون بھائی روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اُسوقت آپ کوئی کام کرتے تھے یا کسی عمارت کو درست کرتے تھے اور ایک راوی نے کہا کہ کوئی چیز درست کرتے تھے پس ہم دونون نے اس کام مین آپ کی مدد کی پھر جب آپ فارغ ہوے تو ہمارے واسطے دعا فرمائی اور کہا کہ جب تک تمھارے سر ہلتے ہین تب تک تم دونون رزق سے کبھی مایوس مت ہوجیو کیونکہ انسان کو اُسکی ماں ننگا مضغۂ گوشت جنتی ہی کہ اُسکے بدن پر ایک چیتھڑا بھی نہین ہوتا ہی پھر اللہ تعالے اُسکو لباس دیتا اور رزق عطا فرماتا ہی (رواہ احمد) اور اگلی کتابون مین سے بعض کتب مین ہی کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ اے فرزند آدم مین نے تجھے اپنی عبادت کے واسطے پیدا فرمایا پس تو لہو ولعب مین مشغول مت ہو اور مین نے تیرے رزق کی کفالت فرمائی تو اپنے نفس کو مشقت مین مبتلا مت کر اور مجھے ڈھونڈھ کہ آخر پاویگا پس اگر تو نے مجھے پایا تو ہر چیز کو پایا اور اگر مجھے نہ پایا تو کچھ بھی نہ پایا اور مین تجھے سب سے زیادہ محبوب ہون (ابن کثیر) مترجم کہتا ہی کہ لہو ولعب جس سے ممانعت ہی ہر وہ چیز ہی جو آخرت کے واسطے باقی نہ ہو حتی کہ تمام دنیا لہو ولعب ہی اور عوام کے واسطے کلیہ قاعدہ یہ ہی کہ جو بات خلاف شریعت ہو وہ اگر گناہ نہو تو بھی لہو ولعب یعنے باطل ہی پس حاصل یہ ہی کہ مخلوقات مین جن بندون نے اپنے خالق عزوجل کو پہچانا اور اُسکی شریعت کے تابع ہوے تو اپنے خالق عزوجل کی بندگی پر قائم ہوے تو اُسکے کل کام شب وروز کے داخل عبادت ہین اور جنھون نے خالق عزوجل کو نہین پہچانا خواہ کفر کیا یا شرک کیا تو وہ ہر حالت مین نافرمان ہین حتی کہ اگر محتاجون کو خیرات کرین تو بھی دنیا کے واسطے ہونے سے آخرت مین کچھ نفع نہین ہی اگرچہ دنیا مین کچھ نفع حاصل ہو ولیکن کفر کی بدنیتی سے اُنکے کل کام شب وروز کے گناہ ہی گناہ ہین اور آخر دنیا سے فنا ہونگے جیسے اگلی قومین فنا ہوگئین تو اُسوقت جو کفار موجود ہین یہ بھی غلطی کرتے ہین کہ انکو عذاب آخرت کا یقین نہین آتا بلکہ کہتے ہین کہ وہ عذاب ہمکو آنکھون سے دکھلاؤ اور یہ اُنکی عین جہالت ہی اللہ تعالے نے فرمایا۔ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذَنُوبًا مِّثْلَ ذَنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونِ۔ کیونکہ جن لوگون نے ظلم کیا ہی اونکے واسطے ذنوب یعنے عذاب کا حصہ ہی جیسے اُنکے ساتھیون کے ذنوب تھے پس مجھسے جلدی نکرین ف یعنے اس امت مین شروع سے قیامت تک خواہ کفار عرب ہون یا دوسرے ملکون کے کافر ہون انکے واسطے بھی انکے کفر وشرک کا حصہ تھا یعنے اگلی امتون مین سے جو کفار بکثرت گذر چکے ہین خواہ دنیاوی عذاب سے ہلاک ہوے یا مرگئے بہرحال عذاب جہنم مین گئے کہ وہ عذاب کبھی منقطع نہوگا ویسا ہی عذاب اس امت کے کافرون کے واسطے موجود ہی پس مجھ سے اس عذاب کو جلدی نہ مانگین یعنے میرے پیغمبر سے اُنکو یہ دلیری نہ چاہیئے کہ وہ عذاب کہان ہی جسکا خوف دلاتے ہو کیونکہ اگر ظالم مرینگے تو لامحالہ اُن پر یہ عذاب واقع ہوگا۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ۔ پس شدت عذاب ہی اُن لوگون کے لیئے جو کافر ہوے اُنکے اُس دن سے جسکا وعدہ دیے جاتے ہین ف یعنے جس دن اُنپر عذاب طاری ہونیکا وعدہ ہی یعنے خوف دلایا گیا ہی کہ موت کے بعد سے عذاب شروع ہوگا اور قیامت مین پورا ہوگا تو اُس دن اُن کافرون کے واسطے ویل ہی سخت خواری تو تکلیف کے وقت ویل وثبور بولتے ہین جیسے فارسی مین وائے

وغیرہ اور ہندی مین ہاے ہاے وغیرہ چلاتے ہین پس یہ شدت عذاب وسخت خواری کا بیان ہو نعوذ باللہ من عذابہا ف فی العرائس ماخلقت الجن والانس الالیعبدون۔ شیخؒ نے کہا کہ حق سبحانہ تعالےٰ کی ایجاد سب مخلوق مین موجود ہو اور ایجاد صفت باری تعالےٰ ہو توجب نفس نے اس صفت سے روشنی پائی تو دعویٰ ربوبیت مین متکبر ہوا جیسے فرعونیون سے صریح سرزد ہوا پس اللہ تعالےٰ نے اس آیت سے اُن کو آگاہ کیا کہ یہ صفت اُن کی ذاتی نہین ہو مترجم کہتا ہو کہ نفس درحقیقت وجود جسم واس کی عجیب ترکیب ہے اور صفت حق سے اُس کا وجود ہے اور نفس مدبرہ جسمی محض بے شعور ہے چنانچہ اطبا نے اس بحث کو اچھی تحقیق سے بیان کیا ہے بلکہ وہ ہر شخص کے واسطے تھوڑی توجہ سے ظاہر ہے چنانچہ جب کسی شخص کے بدن مین کہین زخم آیا تو طبیعت مدبرہ بوجہ بے عقلی کے یہ نہین کرتی کہ اسطرف خون نہ لیجاوے تاکہ وہان دُتّل ہو کر نہ سڑے بلکہ برابر اسطرف خون کا ہجوم لاتی ہے تاکہ اس کو بچاوے حالانکہ وہی مواد ہو کر سڑنے لگتا ہے حتی کہ طبیب اسکے علاج مین سرد دوائین رکھکر اُدھر سے خون منقطع کرتا ہے تب وہ زخم اچھا ہوتا ہے اسیطرح گرمی پاکر ابخرات ہجوم کرتے ہین جیسے سر کی بیماری مین پانون پر پاے شویہ کرتے ہین تاکہ گرم ابخرات دماغ سے اُترآوین حالانکہ طبیعت نے وہان ہجوم کیا ہے اسیطرح جب بلغم اس نل مین جم جاتا ہے جہان سے پانی پیٹ مین جاتا ہے تو طبیعت متواتر خواہش کرتی ہے کہ سرد پانی پیا جاوے اور وہ سرد پانی سے زیادہ جم جاتا ہے اور پیاس نہین بجھتی ہے اسیواسطے طبیب گرم پانی دیتا ہے تب وہ چھوٹ جاتا ہے اور پیاس تھم جاتی ہے یہ چند مثالین سمجھانے کے لیے کافی ہین جب معلوم ہوا کہ طبیعت جسمانی محض بے شعور ہو اور حواس اسکے تابع ہین تو اب غور کرو کہ جن قومون نے انھین حواس پر مدار رکھا انکا نتیجہ حماقت وگمراہی ہے بلکہ عقل نورانی سے ہدایت ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ نے قرآن مین نازل فرمائی اور آگاہ کیا کہ اللہ تعالےٰ ہی جن وانس کا خالق ہے توجب ان کی ذات کو اللہ تعالےٰ ہی نے پیدا فرمایا تو ان کے حواس وافعال کا بھی وہی خالق بالضرور ہے کیونکہ یہ غیر ممکن ہو کہ اصل ذات کی ایجاد و بقا بقدرت آلٰہیہ ہو اور عوارض کے واسطے خود آدمی خالق ہو تو مخلوقات سب اپنے خالق عزوجل کی بندگی مین ہین شیخؒ نے لکھا کہ اسمین کچھ بھی تامل کی گنجائش نہین ہے اسواسطے کہ سب مخلوق اسی کے قبضۂ قدرت مین ہے اور جو کچھ انپر زندگی وموت وبیماری وغیرہ جاری ہوتی ہے بدون اُنکے اختیار کے ہے کیونکہ کوئی اپنے اختیار سے اپنی موت وبیماری نہین لاسکتا ہو اگر احمق کو وہم ہو کہ دوسری چیزون کی تاثیر سے بیماری مثلاً پیدا ہوتی ہے تو جواب دیا جاوے کہ جب انسان اشرف مین یہ قدرت نہین ہے تو احمق نے دوسری چیزون مین یہ طاقت کیون تصور کی بلکہ وہ چیزین بھی بدرجۂ اولیٰ مجبور ہین تو ظاہر ہو گیا کہ مخلوقات کی صفت ذاتی عبودیت ہے کیونکہ اُن کی حرکت وسکون موافق مشیت ازلی کے واقع ہوتی ہے حتی کہ اُنکے سانس کی آمد ورفت بھی اُن کی اختیاری نہین ہوتی ہے اور بے اختیار اُنکے دماغ مین خطرات آتے ہین اگر کہا جاوے کہ دماغ کا یہی کام ہے کہ ہمیشہ خیالات مین متحرک رہے حتی کہ خواب مین بھی تصورات باندھتا ہے جسکو لوگ خواب کہتے ہین جواب یہ کہ یہی دماغ کے اختیار مین نہین ہے تو معلوم ہوا کہ محض بے اختیاری ہے اس سے ثابت ہوا کہ مشیت ازلی کے موافق ہر شخص سے اُسکے افعال وحرکات ظاہر ہوتے ہین اور یہی عین عبودیت ہے پس جس نے اپنی عبودیت کو پہچان لیا اُس نے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کو پہچانا تو ہر سانس مین اور ہر جنبش وسکون مین وہ ربوبیت کی قدرت مشاہدہ کریگا حتی کہ درمیان سے خود خارج ہو جائیگا اور یہی فنا نفس ہے قولہ تعالےٰ ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین رزق جسمانی تو خود ظاہر ہے اور رزق روحانی مین تفاوت ہے چنانچہ یقین وعرفان ومشاہدہ وعیان وغیرہ ہر ایک بندے کو موافق علم ازل کے عطا ہوتے ہین اور کفار ومشرکین جو محض جسم ہین اُنکو محبت دنیا ومال وشقاوت وخواری وغیرہ اُن کے مناسبات عطا ہوتے ہین بیشک اللہ تعالےٰ اپنی قوت متین سے اپنی مخلوقات پر حاکم ہے بعض مشائخؒ نے فرمایا کہ نظر عبرت سے دیکھو کہ رزق خود بندے کا طالب ہے حتی کہ طفل عاجز کو کس تکلف وخوبصورتی سے اُسکا رزق پہونچتا ہو ولیکن جاہل اپنے حواس کی جہالت مین رزق کا طالب ہوتا ہو اگر کہا جاوے کہ رزق ڈھونڈھنا شرط عبودیت ہے حتی کہ شریعت مین بھی حلال کمائی بقدر کفایت فرض ہو جواب یہ کہ عارف اپنی کمائی کا کام بھی اسی نیت سے کرتا ہو کہ مین اس بندگی کے واسطے مامور ہون تو اسی حکم کو پیش نظر رکھتا ہے اور جاہل رزق کو

Marfat.com

پیش نظر رکھتا ہو حالانکہ اُس کی کوشش سے اسیقدر نتیجہ حاصل ہوگا جو مقدر ہو لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امت کو ہدایت فرمائی کہ جمیل طریقہ سے رزق طلب کریں کیونکہ کوئی نفس بغیر اپنی روزی پوری کیئے نہیں مریگا واللہ سبحانہ تعالے ہو الرزاق ذو القوۃ المتین

سُوْرَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً

سورۂ طور مکیہ ہو ابن عباس و ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ طور مکہ مین نازل ہوئی یعنے ہجرت سے پہلے مکہ مین سورۃ الطور کا نزول ہوا ہو قرطبی نے کہا کہ جمیع علما کے قول مین یہ سورۂ مکیہ ہے آیات اس سورہ مین اُنچاس ۴۹ ہین جنمین کلمات تین سو بارہ ۳۱۲ ہین جنمین حروف ایکہزار پانچ سو ۱۵۰۰ ہین ذکرہ الخطیب جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مغرب مین طور پڑھتے تھے پس مین نے آپ سے زیادہ حسین آواز یا قرأت کسیکو نہین سُنا (رواہ البخاری و مسلم) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ مین بیمار ہون (یعنے طواف کیونکر ادا کرون) تو آپ نے فرمایا کہ لوگون سے ورے سوار ہو کر طواف کر لے پس مین طواف کرتی تھی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی جانب مین نماز پڑھاتے اور الطور وکتاب مسطور پڑھتے تھے۔ رواہ البخاری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالطُّوْرِ ۙ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ اِنَّ عَذَابَ

قسم ہو طور کی اور لکھی کتاب کی کشادہ ورق مین اور آباد گھر کی اور اونچی چھت کی اور اُبلتے دریا کی بیشک عذاب تیرے

رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۙ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ

رب کا ہونا ہو اُسکو کوئی نہین ہٹانیوالا جس دن لرزے آسمان کپکپا کر اور پھرین پہاڑ چل کر سو خرابی ہو اوس دن جھٹلانے والون کو

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ؕ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۙ اَفَسِحْرٌ

جو باتین بناتے ہین کھیلتے جس دن ڈھکیلے جاوین دوزخ کو ڈھکیل کر یہ ہے وہ آگ جسکو تم جھوٹ جانتے تھے اب بھلا یہ جادو

هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۚ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ

ہو یا تمکو نہین سوجھتا پیٹھو اسمین پھر صبر کرو یا نہ صبر کرو تمکو برابر ہو وہی بدلا پاؤ گے جو کرتے تھے

ان آیات مین اللہ تعالے نے اپنی چند مخلوقات کی قسم کے ساتھ فرمایا کہ رب عزوجل کا عذاب اُسکے کافر بندون پر ضرور واقع ہوگا کوئی اُسکا روکنے والا نہین ہے چنانچہ والطور سے والبحر المسجور تک قسم ہو اور اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ جواب قسم ہو اور تفسیر یہ ہو کہ قولہ تعالے۔ وَالطُّوْرِ قسم ہو طور کی ف شیخ ابن کثیر نے کہا کہ طور ایسے پہاڑ کو کہتے ہین جسپر درخت ہون جیسے طور سینا جسپر موسی علیہ السلام کو کلام حاصل ہوا اور جیسے وہ طور جہان سے عیسی علیہ السلام بھیجے گئے اور جس پہاڑ پر درخت نہون اُسکو طور نہین کہتے ہین۔ ھ۔ مجاہد و سدی نے کہا کہ سریانی مین بھی طور پہاڑ کو کہتے ہین اور یہان طور سینا مراد ہو اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہو کہ طور سبز پہاڑ کو کہتے ہین پس اللہ تعالے نے اس پہاڑ کی بزرگی ظاہر کرنے کے واسطے اُسکی قسم فرمائی پھر قسم کے تحت مین طور پر چند چیزین عطف فرمائین۔ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ۔ اور قسم ایسی کتاب کی جو مسطور ہو ف یعنے سطرون کے ساتھ ترتیب وار حروف مین اُسکی کتابت آراستہ ہو اسیواسطے منشور متعلق فرمایا۔ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ صحیفہ بسیط مین ف یعنے وہ لکھی ہوئی ہو صحیفہ مین جو کھلا ہوا پھیلا ہو بعض نے کہا کہ مراد لوح محفوظ ہو اور بعض نے

Marfat.com

کتابین جنکو لوگ پڑھتے ہین۔ (ابن کثیرؒ) بعض نے کہا کہ صحیفۂ اعمال مراد ہین جنکو ملائکہ حافظین لکھتے ہین۔ رق جسمین لکھا جاوے کسی قسم کا ورق ہو۔ (خطیبؒ وغیرہ) حاصل یہ کہ قسم ایسی کتاب کی جو رق مین لکھی ہوئی مبسوط ہی۔ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ۔ اور قسم بیت معمور کی ف یعنے قسم ایسے بیت کی جو عبادت کرنے والے ملائکہ سے معمور رہتا ہی یا قسم ایسے بیت کی جو عبادت کرنے والے بندون سے معمور رہتا ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت المعمور ساتوین آسمان پر ہی ہر روز اسمین ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین کہ دوبارہ اُنکے آنے کی باری نہین آتی یہانتک کہ قیامت قائم ہو (ابن جریر وابن المنذر والحاکم والبیہقی) اسکے معنے یہ ہین کہ ہر روز اُسمین ستر ہزار فرشتے عبادت کے واسطے آتے ہین اور جو فرشتے ایک روز آئے پھر اُنکی باری نہین آتی ہی حتیٰ کہ قیامت تک اُنکی باری نہ آویگی کیونکہ اللہ تعالےٰ کی مخلوقات ملائکہ مین بہت کثرت ہی اور حدیث معراج مین جب آپ ساتوین آسمان تک پہونچے تو ساتوین آسمان کے حال مین آپ نے فرمایا کہ پھر مجکو بیت المعمور تک بلند کیا گیا اور مین نے دیکھا کہ اُسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہین وہ اپنے آخر زمانہ تک کبھی دوبارہ اُسمین عود نہین کرینگے (الصحیحین) یعنے ہر روز ستر ہزار ملائکہ اُسکو عبادت سے معمور کرتے اور اُسکا طواف کرتے ہین جیسے زمین والون کو کعبہ معظمہ کا طواف کرنا چاہیئے اور حدیث مین ثابت ہی کہ ابراہیم علیہ السلام بیت المعمور سے تکیہ دیے بیٹھے تھے گویا بھید یہ ہی کہ اُنھون نے زمینی کعبہ کی تعمیر کی تو آسمانی کعبہ یعنے بیت المعمور کا تکیہ اُنکو نصیب ہوا اور بیت المعمور کے محاذی نیچے آسمانون مین بھی ہر آسمان مین ایک بیت ہی کہ جس مین اُس آسمان والے عبادت کرتے ہین حتیٰ کہ زمین مین بھی بیت المعمور کے محاذی خانۂ کعبہ ہی اور آسمان دنیا مین اس بیت کا نام بیت العزت ہی اور ابن ابی حاتم نے بطریق روح بن جناح عن الزہری عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہ مرفوع روایت کی کہ آسمان مین ایک بیت ہی جسکو بیت المعمور کہتے ہین وہ کعبہ کے محاذی واقع ہوا ہی اور چوتھے آسمان مین ایک نہر ہی جسکو نہر الحیوان کہتے ہین ہر روز اُسمین جبرئیل علیہ السلام داخل ہو کر غوطہ مارتے ہین پھر نکلکر پر جھاڑتے ہین تو اُس سے ستر ہزار قطرے ٹپکتے ہین ہر قطرہ سے اللہ تعالےٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہی ان سبکو حکم دیا جاتا ہی کہ بیت المعمور مین جاکر نماز پڑھین پس وہ ایسا ہی کرتے ہین پھر نکلتے ہین تو کبھی دوبارہ اُنکے آنے کی نوبت نہین پہونچتی ہی اور ان ستر ہزار مین سے ایک شخص ان پر سردار کیا جاتا ہی اور اُسکو حکم ہوتا ہی کہ انکو لیکر آسمان کے ایک موقف مین ٹھہرے پس وہ سب قیامت تک اللہ تعالےٰ کی تسبیح پڑھتے رہینگے ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ روایت بہت غریب ہی اور روحؒ بن جناح قرشی اموی ابو سعید دمشقی اس روایت مین متفرد ہی یعنے فقط یہی راوی اسکو روایت کرتا ہی اور حاکم نیشاپوری نے کہا کہ اس حدیث کی کچھ اصل نہین ہی اور اسیطرح ایک جماعت حفاظ محدثین مانند جوزجانی وعقیلی وغیرہ نے انکار کیا ابن الکوا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ بیت المعمور کیا چیز ہی فرمایا کہ یہ عمارت آسمان مین محاذی کعبہ معظمہ کے واقع ہی آسمان مین اُسکا احترام ہی جیسے زمین مین بیت اللہ کا احترام ہی اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہین جو کبھی اُسمین عود نہین کرتے (رواہ ابن جریر باسانید جیاد) اور اسکے مانند ابن عباس وعکرمہ ومجاہد وغیرہم سے روایت ہی اور قتادہ وربیع بن انس وسدیؒ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ بیت المعمور کیا ہی اُنھون نے عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم ہی تو آپنے فرمایا کہ وہ آسمان مین ایک مسجد محاذی کعبہ واقع ہی اگر فرض کرو کہ وہ گرے تو کعبہ پر گرے اُسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے عبادت کرتے ہین جب نکلتے ہین تو اپنے آخر زمانہ تک کبھی اُسمین عود نہین کرتے ضحاکؒ نے گمان کیا کہ بیت المعمور مین ایک قسم کے ملائکہ عبادت کرتے ہین جنکو جن کہتے ہین اور وہ ابلیس کے قبیلہ مین سے ہین ابن کثیرؒ نے کہا کہ ضحاک نے واللہ اعلم یہ کہان سے نکالا اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ۔ اور قسم ہی بلند چھت کی ف زمین کے واسطے آسمان چھت ہی اور جنت کے واسطے عرش چھت ہی حضرت علیؓ نے کہا کہ آسمان مراد ہی یہی مجاہد وقتادہ وسدی وغیرہ کا قول ہی اور اسکو ابن جریرؒ نے پسند کیا ربیع بن انس نے کہا کہ مراد عرش ہی کہ وہ جمیع مخلوقات کے واسطے چھت ہی ابن کثیرؒ نے کہا کہ جمہور کے قول کے موافق بھی یہ مراد ہو سکتا ہی۔ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۔ اور قسم بحر مسجور کی ف ربیع بن انس نے کہا کہ بحر مسجور وہ سمندر ہی جو عرش کے نیچے ہے جس سے اللہ تعالےٰ تمام مخلوقات کو نفخ صور سے موت دینے کے بعد پانی برسائیگا تاکہ سب

Marfat.com

مخلوقات کے اجسام دوبارہ زندہ ہوکر صور قیامت پر اُٹھینگے جمہور علماء نے کہاکہ بحر مسجور یہی سمندر ہین جو معروف ہین اور اول بعض کے معنے ان کا کہنا ہے بعض
علماء نے کہاکہ قیامت کے روز یہ سمندر آگ ہو جائیگا لقولہ تعالےٰ واذا البحار سجرت ۔جب سمندر دھکائے جائینگے یعنے آگ ہوکر اہل موقف کو گھیر لینگا اور یہ
حضرت علی و ابن عباس و سعید بن جبیر و مجاہد وغیرہم سے روایت ہے اور دوسری روایت مین سعید بن جبیر نے کہاکہ بحر مسجور یعنے بحر مرسل چھوڑ دیا گیا ہے
اور قتادہ نے کہاکہ مسجور یعنے بھرا ہوا اور ابن جریر نے اسکو اختیار کیا کیونکہ اللہ تعالےٰ نے بحر مسجور کی قسم فرمائی تو بالفعل وہ مسجور موجود ہے تو یہی معنے مناسب ہین کہ وہ
بھرا ہوا ہے کیونکہ آگ ہوکر جوش مارنا بالفعل اُسکی صفت نہین ہے بعض نے کہاکہ اس سے مراد یہ کہ خالی ہے چنانچہ ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ بحر مسجور
یعنے خالی سمندر چنانچہ عرب مین سے ایک گروہ تالاب سے پانی لینے نکلا اور اُسنے واپس آکر قوم کو خبر دی کہ حوض مسجور ہے یعنے خشک خالی ہے ۔ابن کثیر نے حاصل یہ
کہ مسجور بمعنے دھکتا ہوا یا بھرا ہوا یا خالی پس اگر دھکتے ہوے کے معنے لیے جاوین جیسے دوسری آیت مین آیا ہے کما اذا البحار سجرت کیونکہ قیامت کے روز سمندر آگ
ہوکر دھک جاوینگے اور جہنم مین لیجائینگے تو یہی تفسیر موزون ہے سوائے اسکے کہ بالفعل وہ مسجور نہین ہین اور یہ جواب ہوسکتا ہے کہ علم الٰہی مین سب چیز حاضر ہے کیونکہ
اُسکی شان پر زمانہ نہین ہے بلکہ اُسنے زمانہ کو پیدا کیا ہے دوم یہ کہ مسجور بمعنے مملو یا بمعنے خالی لیا جاوے کیونکہ اس لغت کے ایسے دو معنے ہین جو آپسمین ضد ہین ابن کثیر
نے یہان چوتھے معنے لکھے کہ مسجور بمعنے ممنوع ہے یعنے روکا ہوا چنانچہ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے یہی روایت کی کہ بحر مسجور زمین سے روکا گیا ہے کہ وہ زمین کو مع
لوگون کے غرق نہ کرے اور یہی سدی وغیرہ کا قول ہے اور اسکے واسطے ایک حدیث بھی شاہد ہے جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے روایت کی کہ کوئی رات خالی نہین جاتی ہے کہ سمندر تین بار زمین کی جانب بلند ہوکر اللہ تعالےٰ سے اجازت چاہتا ہے کہ زمین والون پر جوش مار کر غرق کرے ولیکن
اللہ تعالےٰ اُسکو اجازت نہین فرماتا بلکہ روک دیتا ہے (رواہ احمد) اور دوسری روایت مین ہے کہ ایک شیخ ساحل پر مرابط تھے یعنے جہاد کے واسطے مقیم تھے وہ
کہتے تھے کہ ایک روز رات کو مین حفاظت کے واسطے نکلا اور سوائے میرے اُس دن کوئی نہین نکلا پس مین کوہ مینا پر چڑھا تو مجھے ساحل سے ایسا نظر آتا تھا کہ سمندر
چڑھکر پہاڑ کے محاذی آگیا اور ایسا کئی بار واقع ہوا حالانکہ مین اچھی طرح جاگتا تھا پھر مین نے ابو صالح سے ملاقات کی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کیے ہوے
تھے تو مین نے اُنسے یہ قصہ بیان کیا انھون نے کہاکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر مثل روایت امام
احمد کے بیان کیا (رواہ الاسمٰعیلی) اس حدیث کی اسنادین سب ثقات ہین ولیکن شیخ مرابط کا نام مذکور نہین ہے الحاصل اللہ تعالےٰ نے طور و کتاب مسطور و بیت المعمور
و سقف مرفوع و بحر مسجور کی قسم سے بیان فرمایا کہ۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ؕ بیشک تیرے رب کا عذاب واقع ہے ف یعنے لامحالہ کافرون پر واقع ہونیوالا
ہے مَا لَهُ مِن دَافِعٍ ۔اُس عذاب کو کوئی دفع کرنے والا نہین ہے ف یعنے جب اللہ تعالےٰ کو منظور ہوکہ کافرون پر عذاب کرے تو کوئی اُسکو دفع نہین
کرسکتا ہے یہ آیت سخت خوفناک ہے اور اہل ایمان ہمیشہ اسوجہ سے خائف رہتے ہین کہ ایسا نہو کہ دل مین وہ ایمان نہو جو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقبول ہے حتی کہ
حسن بصری نے فرمایا کہ جسقدر اہل ایمان گذرے وہ ہمیشہ نفاق سے خوفناک رہے اور قیامت تک جو اہل ایمان گذرینگے وہ نفاق سے خوفناک رہینگے اور
فرمایا کہ نفاق سے وہی خوفناک ہوتا ہے جو مومن ہے اور واللہ جسکو نفاق سے خوف نہین وہ مومن نہین ہے جب یہ معلوم ہوا تو ابرار صالحین بھی اس آیت سے
خائف ہین حتی کہ جعفر بن زید عبدی نے روایت کی کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلکر مدینہ مین گشت کرتے تھے کہ ناگاہ ایک مسلمان کے گھر کی طرف
گذرے تو آپ نے سُنا کہ وہ تہجد مین قرآن پڑھتا ہے پس حمار سے اترکر اُسکی دیوار سے تکیہ لگاکر دیر تک اُسکی قرأت سنتے رہے اور اُسنے سورۂ طور پڑھی یہانتک کہ اس
آیت پر آیا کہ ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع ۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہاکہ قسم ہے رب کعبہ کی یہ قسم حق ہے پھر گھر مین واپس آئے تو ایک مہینہ تک اسی حالت
سے پڑے رہے کہ لوگ عیادت کو آتے تھے اور کسیکو یہ نہین معلوم ہوتا تھا کہ کیا مرض ہے رضی اللہ تعالےٰ عنہ (رواہ ابوبکر بن ابی الدنیا) حسن بصری نے کہا کہ
عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ان عذاب ربک لواقع تو ایک آہ کھینچی جس سے بیس دن تک لوگ عیادت کو آتے تھے (رواہ ابو عبید فی فضائل القرآن)

اس عذاب کالا محالہ واقع ہونا بیان فرمایا تو نفس ربانی ضرور متوجہ ہوگا کہ یہ کب واقع ہوگا لہذا فرمایا۔ یَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا۔ جس دن آسمان موج مارےگا اور پہاڑ روان ہونگے ف ابن عباس نے کہا کہ آسمان پھٹ جائیگا قتادہ نے کہا کہ مضطرب ہوکر جنبش کریگا مجاہد نے کہا کہ چکر ائیگا ضحاک نے کہا کہ اُسکی موجین آپسمین داخل ہونگی اسکو ابن جریر نے اختیار کیا مترجم کہتا ہو کہ حدیث مین آیا کہ آسمان ایک موج مکفوف ہو یعنے روک دی گئی ہو پس قیامت کے روز موجین ماریگا اور پارہ پارہ ہوجائیگا اور پہاڑ روان ہونگے یعنے ریزہ ریزہ ہوکر اُڑینگے اور زمین ہموار ہوجائیگی اور امر حق کھل جائیگا۔ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۔ پس اُس دن جھٹلانے والون کے واسطے ویل ہو ف یہ وہ وقت ہوگا کہ جو لوگ دنیا مین امر حق جھٹلاتے تھے انپر شدت عذاب وخواری ہوگی کیونکہ امر حق واضح ہوجائیگا تو راحت مرجع اہل صدق ہوگا اور عذاب سخت جھٹلانے والے کافرون پر متوجہ ہوگا۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ۔ جھٹلانے والے وہ لوگ کہ اپنے خوض مین کھیلتے ہین ف یعنے جو قومین کہ خود خوض کرتی ہین وہ اپنے نفسانی خیالات مین دنیا سے تجاوز نہین کرسکتی ہین اور چونکہ نفس کی خلقت اسی زمین سے ہو تو سوائے مادیات زمین کے جو بات کہ اس سے باہر ہو اوسکا ادراک نہین کرسکتے پس جنت وآخرت وامر حق سے منکر ہوجاتے ہین اور جو کچھ اپنے خیالات سے نکالا ہو اُسی مین کھیلتے ہین کیونکہ وہ اپنے جی کی من مانی باتین ہین تو خوشی مناتے رہتے ہین نہ اُنکو آخرت کا یقین ہو نہ عذاب سے ڈر ہو اور نہ حساب کا خطرہ ہو بلکہ دنیا کے لہو ولعب مین عمر بسر کرتے ہین اور جو کوئی اُنکو امر حق سمجھاتا ہو یا قرآن سناتا ہو تو اُس سے ٹھٹھول کرتے ہین اور اپنی حماقت ونا سمجھی پر ایسے اتراتے ہین کہ حماقت کو سچ سمجھتے ہین اور حق کو باطل جانتے ہین اور یہ لوگ کسی طرح امر حق نہین سمجھ سکتے کیونکہ حق کا سمجھنا اس نفس جسمانی کے سوائے عقل روحانی سے ہوتا ہو اور یہ لوگ اپنے نفس سے کسی طرح تجاوز نہین کرتے پس برابر اسی حال پر رہینگے اور اسی حال پر مرینگے۔ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا۔ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ۔ جس دن جہنم کی آگ کی جانب ڈھکیلے جائینگے سختی کے ساتھ یہ آگ وہ ہو جسکو تم جھٹلاتے تھے ف یعنے دنیا مین یہ لوگ تادم مرگ نہین مانینگے بلکہ قیامت کے دن جب ملائکہ اُنکو سختی واہانت کے ساتھ جہنم کی جانب ہانکینگے کہ زنجیرون سے اُنکے ہاتھ پاؤن جکڑے ہونگے اور جہنم اُنکو نظر آویگی تب ملائکہ اُنسے کہینگے کہ اب آنکھون سے دیکھتے ہو یہ وہی آگ ہو جسکو دنیا مین جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے کہ کمزور لوگون کے واسطے ڈرانے کو یہ باتین بنائی گئی ہین اور معجزات ترکیبی کرشمے وجادو ہین پس ملائکہ ملامت کرینگے کما قال تعالے۔ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ۔ کیا یہ جادو ہو یا تمکو نظر نہین آتا ہو ف جیسے دنیا مین کہتے تھے کہ پیغمبر کے معجزات جادو ہین اور قرآن کا اعجاز سحر ہو اور ہماری آنکھون پر نظر بندی کی گئی اسلیے ہمکو سحر کے خلاف نظر آتا ہو اب اس آگ کو دیکھو۔ اِصْلَوْهَا۔ اسمین داخل ہو۔ ف اور اس عذاب کی سختی اور شدت کا اندازہ کرو اُسوقت یہ لوگ واویلا کرکے چلائینگے کہ ہم سے یہ برداشت نہین ہوسکتا ہو ولیکن کچھ فائدہ نہوگا کیونکہ یہ اُنکے اعمال بد کی سزا ہو وہ اُنسے جدا نہین ہوسکتی ہو اور ملائکہ کہینگے۔ فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ۔ اب تم صبر کرو یا نہ صبر کرو تمپر برابر ہو ف یعنے تمھارے حق مین صبر کرنا یا نہ کرنا یکسان ہو واویلا وغیرہ جو چاہو کرو کچھ نفع نہوگا کیونکہ دنیا کی مدت تمھارے نفع کے واسطے کافی تھی وہان تم نے بجاے مغفرت مانگنے کے مضحکہ کیا اور بجاے نیک اعمال کے جو آخرت مین کام آتے کھیل کود کیا کیونکہ دنیا سب لہو ولعب ہو وہ گم ہوگئی اور اُسکا نتیجہ تمھارے ساتھ باقی ہو تو جو کچھ بویا تھا وہی کاٹو۔ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ تمکو بدلا تو وہی ملیگا جو تم کرتے تھے ف اللہ تعالے کسی پر ظلم نہین کرتا پس تمھاری بدکاری مین ایک ذرہ بھی نہین زیادہ کیا گیا اور نہ تھوہڑ کے بیجون سے انگور اُگے پس یہ تمھارے نفس کے اعمال کا ٹھیک عوض ہو اور جن لوگون نے امر حق کا اتباع کیا تھا اُنکے واسطے اُنکا نتیجہ مع فضیلت ہو جنھون نے لہو ولعب سے تقوی کیا اور کدورت نفس کی پیروی چھوڑ کر نور عقل کی اتباع کی وہ اپنے اعمال کا عوض پاوینگے کما قال تعالے

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ۔ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا

[illegible] باغون مین ہین اور نعمت مین میوے کھاتے جو دیے اُنکے رب نے اور بچایا اُنکے رب نے دوزخ کی مار سے کھاؤ اور پیو رچ سے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ۝

بدلا اُسکا جو کرتے تھے تکیے بیٹھے تختون پر برابر بچھے قطار اور بیاہ دی ہمنے انکو گوریان بڑی آنکھون والیان

اہل شقاوت وحماقت کا انجام عذاب وذلت بیان کرنے کے بعد اللہ تعالے نے اہل عقل وسعادت کا عیش سرمد بیان فرمایا اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ جن بندون نے تقوی کیا تھا وہ جنتون ونعیم مین ہین ف نعیم ایسی عیش نفیس ہی گویا وہ خود نعمت مین ہی باغات جنت کا قیاس دنیا مین غیر ممکن ہی کیونکہ نفس دنیاوی کے حواس اپنی ذاتی کدورت سے کسی طرح تجاوز نہین کرسکتے ہین اور نور وسرور وغیرہ انتہا درجہ تک جو کچھ خیال مین لاوین وہ اس دائرہ سے باہر نہین جاسکتے ہین اور جنت عالم آخرت ہی اور سمجھدار کے واسطے اسی قدر کافی ہی کہ انتہا درجہ کمال تک جو اسکے تصور مین بے مثل وبے مثال نظر آوے تو جنت کی کمتر نعمت اس تصور سے بھی بے انتہا افضل ہی۔ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ جو کچھ انکو انکے رب نے دیا اسمین خوش عیش ہین ف اور معلوم ہوا کہ حدیث مین آیا ہی کہ دنیا اور اسکے سب جواہرات وسونا وغیرہ اول سے آخر تک جمع کیا جاوے تو بھی جنت مین سے ایک ہاتھ جگہ اس سے بہت بہتر ہی اور جن بندون کو جنت مین کمتر درجہ ہی وہ دس گونہ دنیا سے بڑھکر ہی تو پھر اہل جنت کا قیاس کون کرسکتا ہی اسیواسطے حدیث شریف مین آیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہی کہ مین نے اپنے بندون صالحین کے واسطے وہ نفیس چیزین مہیا فرمائی ہین جنکو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اُسکا خطور ہوا (الصحاح) اور یہ بات قرآن مجید واحادیث مین بیان ہوئی کہ کھانے وپینے ولباس ومکانات وسواریان وغیرہ اہل جنت کے نفائس ہین تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ چیزین اگر انسان تصور کرتا ہی تو اُنکی حقیقت مین سے کچھ بھی تصور نہین کرسکتا ہی ولیکن شوق کے واسطے یہ بیان کافی ہی اور دنیاے فانیہ کو ناکارہ سمجھکر اُسکی طلب سے جی ہٹانے کے واسطے یہ نصیحت وافی ہی حتی کہ اُنکے نقوس پر یہ آسان ہوجاتا ہی کہ بالفعل اس دنیا کی موجودات کو کفار کے واسطے چھوڑین جیسے کفار نے آخرت کو اہل ایمان کے واسطے چھوڑا کیونکہ دنیاوی زندگی چندروزہ ہی اور بعد موت کے کفار کے واسطے محض خواری وعذاب ہی اور اُنکے مخالف یعنے اہل ایمان کے واسطے نعمت ثواب ہی۔ وَوَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ اور مومن بندون کو اُنکے رب عزوجل نے عذاب جہنم سے بچایا ف کیونکہ انھون نے اپنے رب عزوجل کے فرمان ہدایت کے موافق اپنے نفوس کو دنیا مین پاک کرلیا اور نجس کھانے پینے سے دنیا مین بچے رہے اور خبیث اعمال کو چھوڑ کر نیک اعمال کیئے تو جہنم مین جلنے سے بچ گیئے اور یہ رب عزوجل کی رحمت ہی پس اُنسے کہا جائیگا۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓــًٔـۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ کھاؤ اور پیو خوشگوار بوجہ اسکے جو تم کرتے تھے ف یعنے دنیا مین اللہ ورسول کی ہدایت کے موافق نیک اعمال کرتے تھے جن سے تمھارے نفوس پاکیزہ ہوگئے تو یہان آخرت مین جنتی کھانے پینے کے لائق ہو کیونکہ جنت مقام پاکیزہ نورانی ہی پس وہان جانے کے واسطے وہی لائق ہوگا جو دنیا مین نجاست سے پاکیزہ ہوکر نورانیت سے زیب وزینت پاگیا ہی پس ظاہری زینت جس سے جسم منور وپاکیزہ ہو یہی عبادات بدنی ہین اور باطنی پاکیزگی کے واسطے اعتقادات اہل السنت ہین اور باطنی پاکیزگی اصل ہی کیونکہ نیت خالص سب ظاہری اعمال کے واسطے شرط ہی اور یہ سب اسی طریقہ سے ہونا چاہیئے جو اللہ ورسول نے ہدایت فرمایا ہی اسواسطے کہ جنت وآخرت ہر آدمی کی نظر سے مخفی ہی تو وہان کی پاکیزگی کی لیاقت وہ اپنی راے سے ہرگز دریافت نہین کرسکتا ہی کیا نہین دیکھتے ہو کہ دنیا مین کسی بادشاہ کے دربار مین جانے کے لائق سامان کو دیہاتی آدمی نہین پہچانتا حالانکہ وہ خود دنیا مین موجود ہی اور دنیا کی سب چیزین بھی جانتا ہی فقط دس کوس کا فاصلہ ہی اور بادشاہ بھی اُسکے مثل آدمی ہی تو بھی اُسکو دریافت کرنے کی ضرورت ہوتی ہی پھر آخرت جسکو اُسنے کبھی نہین دیکھا وہان کے لائق ہرگز اپنی راے سے کچھ سامان نہین کرسکتا ہے لہذا وہ شریعت سنت کے موافق اپنے آپکو پاکیزہ وآراستہ کرے تاکہ جنت کے لائق ہو کہ وہان عذاب جہنم سے بچے جیسے متقین کا حال بیان ہوا مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ۔ اس شان سے بیٹھینگے کہ صف بستہ ملے ہوے تختون پر تکیہ لگائے ہونگے۔ ف کیونکہ جنت نفیس ہموار مقام ہی اس دنیاے ملعون کی طرح بیہڑ ونیچا اونچا اور نالہ وگڈھا نہین ہی اور یہان خاک مکدر ہی اور وہان نفیس مشک وعنبر ہی تو اُس بے انتہا وسیع جنت مین سونے کے تخت مکلل

Marfat.com

وجو اُدھر برابر برابر صف بستہ ہونگے اور اُن پر اللہ تعالے کے کرم بندے ناز و نعمت سے تکیہ دیے ہوے بیٹھینگے - وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ - اور ہم نے حورعین سے اُنکا جوڑا کر دیا ف حورعین نورانی پاکیزہ خوبصورت خلقت ہو اور اُنکے شوہر بھی اپنی جوانمردی سے دنیا مین پاکیزہ منور رہے تو بھی اُنکی شوہری کے لائق ہوے بخلاف نجس خبیث کفار کے جو شیاطین کے ساتھ ایک زنجیر مین باندھے جاوینگے کیونکہ خبیث کے واسطے خبیث ہی مناسب ہو اور حورعین کی تعریف بارہا بیان ہو چکی اور اُنکی پاکیزگی و نورانیت کا نمونہ یہ ہو کہ اگر دنیا مین اُنکی اُنگلی ظاہر ہو تو آفتاب کی روشنی ماند ہو جاوے پس بندگان متقین جو بذات خود پاکیزہ نورانی ہین وہ جنت کے نورانی تختون پر اپنے ازواج و حورعین کے ساتھ ناز و نعمت سے تکیہ دیکر بیٹھینگے تفسیر مین ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان تختون پر حجلہ بنا ہوا ہوگا یعنے جیسے دنیا مین چھپر کھٹ بناتے ہین اور ہیثم بن مالک طائی کہتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ متقی چالیس سال کے برابر ایک کروٹ سے بیٹھے گا اور اُسکو کچھ ناگواری نہ ہوگی اور اس حالت مین اُسکے پاس وہ نعمتین پے درپے پیش ہونگی جس سے اُسکی آنکھون کو لذت اور دل کو سرور حاصل ہو (ابن ابی حاتم) ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ ہمکو خبر پہونچی کہ جنت مین بندۂ متقی ستر برس تک آرام سے تکیہ لگائے ہوے بیٹھے گا اور جو نعمتین و کرامتین اللہ تعالے نے اُسکو عطا فرمائین مع اُسکے ازواج و خادمون کے اُسکے پاس ہونگی پھر ناگاہ اُسکی نظر پڑیگی تو وہ ایسی پاکیزہ ازواج دیکھے گا جنکو اُسنے اس سے پہلے نہین دیکھا تھا پس یہ ازواج اُس سے کہینگی کہ اب وہ وقت آیا کہ ہمکو بھی آپ کے دیدار نورانی سے حصہ ملے (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہو کہ اس اثر سے ظاہر ہوا کہ اہل جنت کے واسطے نعمتین ہمیشہ برابر بڑھتی جاوینگی کیونکہ اللہ تعالے کی قدرت غیر متناہی ہو اور آثار مین چالیس برس یا ستر برس جو مقدار بیان ہوئی وہ دنیاوی اعتبار سے اُنکے حق مین ایک گھنٹہ سے بھی کم ہو اسیواسطے اہل جنت کبھی نہین اُکتائینگے کیونکہ اُنکی ترقی و نعمتون کا بڑھنا پے درپے چلا جائیگا اگر کہا جاوے کہ صف بستہ تختون سے کیا فائدہ ہو جواب یہ کہ اہل جنت اپنے اپنے درجات مین ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونگے اور کسیکی پیٹھ دوسرے کے جانب نہو گی اور وہان اُنکی نظر نورانی ہزارون کوس سے متجاوز ہو گی اور باوجود اسکے قدرت حق سبحانہ تعالے سے اُنکی خواہش کے موافق حجاب و پردہ بھی موجود ہو اور علمائے نے اس بارہ مین زیادہ بیان کرنے سے اسواسطے پرہیز کیا کہ عوام الناس اپنے مکدر خیالات دنیاوی سے اندازہ کرتے ہین تو اکثر نہین سمجھتے بلکہ بے وقوفی سے بعض باتین بعید جانتے ہین خصوص کفار و مشرکین اُس سے ہدایت نہین پاتے بلکہ جو اس کی حماقت سے انکار کرتے ہین لہذا اُسیقدر بیان پر اکتفا کیا گیا جو اُنکی سمجھ کے لائق ہو پھر جسقدر صدق ایمان و نور اعمال سے عقل نورانی حاصل ہوتی جاتی ہو تو اُنکی سمجھ بھی بڑھتی جاتی ہو لہذا جسقدر بیان کیا جاتا ہو یہ بھی اُسیوقت کے لائق ہو جب کسیقدر تقوی سے اُن مین سمجھنے کی لیاقت حاصل ہو - واللہ سبحانہ تعالے ہو الموفق الحاصل اللہ تعالے نے دو جہان پیدا فرمائے ایک دنیا اور دوم آخرت ہو دنیا بالفعل سامنے موجود اور جلد زائل ہونے والی مع اپنے بلاؤن کے سب کے پیش نظر ہو اور جسم انسانی اسی خاک و عناصر سے پیدا ہو کر اپنی ذاتی طبیعت سے زمین کی چیزون کی جانب راغب ہو ولیکن روح انسانی اپنی نورانیت سے جانب جوار قدس مائل ہو پھر اللہ تعالے نے جن و انس کو دنیا و آخرت مین اختیار دیا کہ ان دونون مین سے جسکو اختیار کرو اسکے موافق تمھارے لوازم ہین پس جسنے دنیا اختیار کی اسکو آخرت مین عذاب جہنم و لعنت ہے اور دنیائے ملعونہ مین سے بقدر نصیب پاویگا - کافرون نے دنیائے موجودہ اختیار کی تو جانب نور عقل پر مہر ہوگئی اور نتیجۂ آخرت جو اُنکو مصرح بتلا دیا گیا تھا اُنپر پیش آیا اور جس بندۂ صالح نے آخرت اختیار کی تو پاکیزگی جنت کے واسطے اُسکو سامان ہدایت اسطرح دیا کہ اپنے پیغمبرون کو آسمانی کتابون کے ساتھ بھیجا جن سے اُنکی پاکیزگی پوری ہوتی ہو چنانچہ اب قیامت تک قرآن مجید بہدایت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہو اور اہل تقوی کے واسطے انتہائے درجہ کرامت ہو (سوال) اہل تقوی کے لیے سب درجات نعمت ہین ولیکن اُنکے والدین و اولاد کا کیا حال ہوگا کیونکہ انسان کی نعمت اُن کی موافقت سے پوری ہوتی ہے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا

جو یقین لائے اور اُنکی راہ چلے اُنکی اولاد ایمان سے پہونچادیا ہمنے اُن تک اُنکی اولاد کو اور گھٹایا نہین اُنسے اُنکا کیا کچھ ہر آدمی اپنی

كَسَبَ رَهِينٌ ٥ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ٥ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ ٥ وَ

کمائی مین پھنسا ہو اور ریل لگا دیے ہم نے اُنکو میوے اور گوشت جس چیز کا جی چاہے جھپٹتے ہین وہان پیالہ نہ بکتا ہو اُس شراب مین نہ گناہ مین ڈالنا اور

يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ٥ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ٥ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ

پھرتے ہین اُنکے پاس چھوکرے اُنکے گویا وہ موتی ہین غلاف مین دھرے اور منھ کیا ایکون نے دوسرون کی طرف آپسمین پوچھتے بولے ہم تھے اپنے

فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ٥ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ٥ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ط اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ٥

گھر مین ڈرتے رہتے پھر احسان کیا اللہ نے ہمپر اور بچا یا ہمکو لُون کے عذاب سے ہم آگے سے پکارتے تھے اُسکو بیشک وہی ہے نیک سلوک رحم والا

ان آیات مین اللہ تعالےٰ نے متقین کی کرامات کا تتمہ اسطرح بیان فرمایا کہ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اور جو بندے کہ ایمان لائے ہین ف یعنے اللہ تعالےٰ کی توحید و تقوی سے سرفراز ہوئے ہین۔ وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ۔ اور اُن مومنون کی ذریات نے ایمان کے ساتھ اُنکی اتباع کی ف یعنے ذریات بھی ایمان مین انکی تابع ہوئی اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ تو ان مومنون کے ساتھ اُنکی ذریت کو ہم ملاوینگے اور مومنون کے اعمال سے کچھ کم نہین کرینگے ف یہان مفسرین نے کئی وجہ پر اسکے معنے بیان کیے ہین اور بیان سے پہلے جاننا چاہیئے کہ ایمان و تقوی متلازم ہین اسلیے کہ تقوی تین طرح ہوتا ہے اول شرک سے تقوی اور اُسمین سب مومنین شامل ہین کیونکہ جو شخص کہ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر ایمان لایا اُسنے شرک سے تقوی کیا اگرچہ اعمال مین قصور کیا اور بے توبہ مرا ہو کیونکہ وہ جمیع اہل شرک و کفر سے مخالف ہے پس لامحالہ وہ اہل جنت مین سے ہے خواہ ابتدا سے جنت مین جاوے یا کچھ سختی اُٹھانے کے بعد جاوے دوم وہ کہ شرک سے تقوی کیا اور حرام گناہون سے بچا اور فرائض پر عمل کیا پس یہ بھی متقی ہے انشاء اللہ تعالےٰ ابتدا سے جنت مین جائیگا جبکہ اُسنے گناہون سے توبہ کرلی ہو سوم وہ متقین جنھون نے ظاہر و باطن تقوی کیا اور بہت سے مباحات کو بھی خوف سے چھوڑ دیا اور حقوق ادا کرنے مین مسارعت و جلدی کرتے رہے تو یہ جنت کے اعلی درجہ والے ہین کیونکہ یہ لوگ ہر روز توبہ و استغفار کے پابند ہین یہ خاص درجہ کے متقین ہین اور عام تقوی مین سب قسمین داخل ہین اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ واتبعتہم ذریتہم مین دو قرارت ہین اول وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ۔ اول ت کو تشدید ع کو زیر اور دوم ت کو جزم اور ذریتہم کی ت کو پیش یعنے ان مومنون کی ذریت نے ایمان کے ساتھ اُنکی اتباع کی (قرارت دوم) وَاَتْبَعْنٰهُمْ ذُرِّيّٰتِهِمْ۔ واو کے بعد الف زبر ت جزم ب زبر ع جزم ن زبر کے بعد۔ الف ذریاتہم کی ت کو کسرہ ہے یعنے ہم نے مومنون کی ذریات کو اُنکے پیچھے کردیا تھا ایمان کی توفیق کے ساتھ تو جنت مین بھی انکے تابع ملادیا۔ جب یہ معلوم ہوا تو زمخشری نے کہا کہ۔ والذین آمنوا کا عطف۔ حور عین۔ پر ہے یعنے زوجناہم بحور عین والذین آمنوا۔ معنے یہ کہ ہم نے متقین بندون کو جنت مین ملادیا حور عین سے اور ان لوگون سے جو ایمان لائے ہین اسکا فائدہ یہ بیان کیا کہ متقین کبھی حور عین سے لذت اُٹھاوینگے اور کبھی اہل ایمان دوستون کی ملاقات سے خوش ہونگے اور قولہ واتبعناہم الآیہ کو اسنے علیحدہ ٹھہرایا کیونکہ معتزلہ کے اصول پر یہ غیر ممکن ہے کہ مومنون کی وجہ سے ذریات کو نفع ہو بعضے نادا قفون نے زمخشری کی اس توجیہ کو بہت خوب تصور کیا حالانکہ خود غافل ہے اور حق یہ ہے کہ زمخشری کا مکر محض باطل ہے کیونکہ قولہ زوجناہم بحور عین مین تزویج سے جفت و جوڑا کرنا قطعی مراد ہے یعنے ہم نے متقیون کا جوڑا کر دیا حور عین سے پھر اسپر والذین آمنوا کا عطف غیر ممکن ہے کیونکہ معنے یہ ہونگے کہ ہم نے متقیون کا جوڑا کر دیا دو قسم سے ایک حور عین سے اور دوم مومنون سے حالانکہ مومنون سے انکا جوڑا زمخشری کا باطل خیال ہے اور جسنے اسکو پسند کیا وہ بھی جاہل ہے ابوحیانؒ نے خوب کہا کہ یہ زمخشری کا عجمی خیال ہے اور سوائے اسکے کسی عربی کے خیال مین یہ توجیہ نہین آسکتی ہے حضرت ابن عباس وغیرہ کی تفسیر اسکے خلاف ہے مترجم کہتا ہے کہ ابن نے اشارہ کر دیا کہ زمخشری کو اُسکے اعتقاد پر اعتزال نے مجبور کیا کہ اُسنے یہ توجیہ باطل نکالی تفسیر دوم والذین آمنوا۔ بمعنے واکرمنا الذین آمنوا یعنے ہم نے ایمان والون کو مکرم کیا۔ یہ توجیہ بھی سرسری ہے تفسیر سوم یعنے صحیح تفسیر یہ ہے والذین آمنوا۔ مبتدا ہے اور واتبعناہم ذریتہم۔ اسپر عطف ہے اور الحقنا بہم۔ اسکی خبر

Marfat.com

جو بندے ایمان لائے اور انکی ذریات کو ہم نے ایمان کے ساتھ انکی اتباع کی توفیق دی تھی تو ہم نے ذریات کو انکے ساتھ ملا دیا اور خود انکے اعمال مین سے کچھ کم نہین کیا۔ ھ۔ اور قرارت واتبعتہم ذریتہم پر یہ معنے ہوے کہ جو بندے ایمان لائے اور انکی ذریات نے ایمان کے ساتھ انکی اتباع کی تو ہم نے انکی ذریات کو انکے ساتھ ملا یا اور خود انکے اعمال مین سے کچھ کم نہین کیا۔ ھ۔ یہ اہل ایمان کے واسطے کرامت ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے متقین کو جنت مین داخل کیا اور انکو سب نعمتین عطا فرمائین جس سے وہ کمال مسرور ہوے تو ایسی راحت مین آدمی کو اپنی ذریات یاد آوینگی پس اللہ تعالےٰ نے انکی کرامت ظاہر کرنے کے واسطے انکی ذریات کو بھی انکے ساتھ ملا دیا اگرچہ ذریات کے ذاتی اعمال اس قابل نہ تھے کہ وہ اس عالی درجہ مین آوین شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ اپنے مومنین بندون پر اپنا فضل و امتنان اور لطف و احسان ظاہر فرماتا ہے کہ بندگان مومنین پر اللہ تعالےٰ کا یہ فضل ہے کہ اگر انکی ذریات نے ایمان مین انکا اتباع کیا ہو تو وہ اپنے باپ دادا کے درجہ مین پہونچا دیے جائینگے اگرچہ انکے اعمال اس درجہ تک نہ پہونچے ہون تاکہ اپنی اولاد کو پاکر باپ دادون کی آنکھین ٹھنڈی ہون اور اسمین بھی یہ لطف ہے کہ جسکے عمل ناقص ہین اسکو چڑھا کر کامل عمل کے ساتھ ملا دیا جائیگا اور کامل کے عمل مین سے کچھ کم نہوگا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ مومن کی ذریت کو چڑھا کر مومن کے درجہ مین لاویگا اگرچہ ذریت کے عمل کم ہون تاکہ مومن کی آنکھین ٹھنڈی ہون پھر ابن عباس نے یہی آیت پڑھی والذین آمنوا واتبعتہم ذریتہم الخ (رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم) اس حدیث کی اسناد صحیح ہے ابن ابی حاتم نے اسکو حضرت سفیان الثوری عن عمرو بن مرہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس روایت کیا اور ابن جریرؒ نے اسکو سفیان و شعبہ دونون سے اور ابو بکر البزارؒ نے قیس بن الربیع سے بھی روایت کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت مین ہے کہ انھون نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ بندۂ مومن کی ذریات جو ایمان پر مرین پس اگر انکے باپ دادا کے درجات اونچے ہونگے تو ذریات اپنے باپ دادا سے ملا دیے جائینگے اور باپ دادا کے اعمال مین سے کچھ کم نہین کیا جائیگا (ابن ابی حاتم) سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ مجھسے ابن عباسؓ نے روایت فرمائی اور میرا گمان یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب بندۂ مومن جنت مین داخل ہوگا تو وہان اپنے والدین و زوجہ و اولاد کو دریافت کریگا پس اس سے کہا جائیگا کہ وہ لوگ تیرے درجہ تک نہین پہونچے پس بندۂ مومن عرض کریگا کہ اے رب مین نے اپنے و انکے واسطے عمل کیا تھا پس حکم دیا جائیگا کہ اسکے والدین و زوجہ و اولاد کو بھی اسکے ساتھ ملاؤ پھر ابن عباسؓ نے یہی آیت پڑھی (الطبرانی) مترجم کہتا ہے کہ اس روایت مین آیا ہے اے رب مین نے اپنے و انکے واسطے عمل کیا تھا، اسکے معنے یہ ہین کہ مین نے اپنے اعمال مین انکے واسطے بھی دعا کی تھی جیسے قولہ تعالےٰ ربنا ہب لنا من ازواجنا و ذریاتنا قرۃ اعین۔ یعنے الٰہی عطا کر ہمکو ہماری ازواج و ذریات مین سے آنکھون کی ٹھنڈک۔ ھ۔ اور دعا کرنا عین عبادت ہے پس بندۂ مومن عرض کریگا کہ اے رب مین نے انکے واسطے بھی دعائین مانگی تھین پس آج میری دعا قبول ہو۔ عوفیؒ نے ابن عباس سے اس آیت مین روایت کیا کہ مومن جب جنت مین جائیگا تو اس کی اولاد صغیر اسکے ساتھ ملا دیجائیگی۔ یہی شعبی و سعید بن جبیر و ابراہیم نخعی و قتادہ و ابو صالح و ربیع بن انس و ضحاک و ابن زید رحمہم اللہ تعالےٰ کا قول ہے اور اسکو شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ذریات مین فقط صغیر بچے ہون بلکہ صغیر بچے تو ضرور داخل ہونگے اور بالغ اولاد بھی اسمین شامل ہے کیونکہ آیت مین یہ شرط ہے کہ ایسی اولاد ہو جسنے ایمان مین اتباع کی ہو پس بالغین کا ایمان لانا حقیقی ہے اگرچہ انکے اعمال اپنے باپ دادا کے برابر نہون اور صغیر نابالغ اولاد تو ایمان مین تابع ہے کیونکہ مومن کی اولاد بھی مومن ہوتی ہے اور اسمین جمیع علماے سلف و خلف سب متفق ہین ہان اختلاف یہ ہے کہ کافرون کی صغیر اولاد جو صغر سنی مین مر گئی کیا وہ جہنم مین جائیگی یا جنت مین رہیگی شیخ ابن کثیرؒ نے عبداللہ بن احمد کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذکر کی کہ حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے دو بچون کا حال پوچھا جو زمانہ کفر مین مر چکے تھے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دونون دوزخ مین ہین اس سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا چہرہ ملول ہوگیا آپ نے یہ دیکھکر فرمایا کہ اگر تو انکی جگہ کو اپنی آنکھون سے دیکھ لے

Marfat.com

تو بجاے محبت کے اُنسے بغض کرنے لگے حضرت خدیجہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جو اولاد آپ سے ہوئی اور مر چکی ہو تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنت مین ہے پھر
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مومنین و انکی اولاد سب جنت مین ہین اور مشرکین و انکی اولاد سب جہنم مین ہین پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی
ز ائد المسند) مترجم کہتا ہو کہ روایت سے ظاہر ہوا کہ کفار کی اولاد جہنم مین ہو ولیکن دوسرے دلائل سے معلوم ہوا کہ یہ کفار کی بالغ اولاد کے حق مین ہو اور شاید حضرت
خدیجہ نے زمانۂ جاہلیت کی اولاد جسکو دریافت کیا تھا وہ بالغ ہو واللہ تعالے اعلم بہرحال اس سے یہ ضرور ثابت ہوا کہ مومنین کی اولاد جنت مین ہے پھر
واضح ہو کہ طبرانی کی روایت ابن عباسؓ سے ظاہر ہوا کہ یہان ذریت مین والدین و زوجہ و اولاد سب شامل ہین تو حاصل یہ نکلا کہ اگر باپ دادا مین سے
کوئی اعلیٰ درجہ مین ہوا تو اُسکی برکت سے اولاد مومن کا مرتبہ بلند ہوگا اور اگر اولاد مین کوئی اعلیٰ درجہ پر ہوا تو اُسکی برکت سے والدین وغیرہ اسکے ساتھ بلند
کیے جاوینگے جبکہ مومن ہون شیخ ابن کثیرؒ نے یہان حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ذکر فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندۂ
صالح کے واسطے جنت مین درجہ بلند فرماتا ہو پس وہ بندہ عرض کرتا ہو کہ اے رب یہ مجھے کہان سے ملا یعنے مین اپنے اعمال تو دیکھ چکا اور پا چکا حالانکہ انمین
یہ درجہ نہین ہو) پس اللہ تعالے فرماتا ہو کہ تیرے فرزند نے تیرے واسطے استغفار کیا تھا اُسکی وجہ سے تجکو یہ درجہ ملا (اسنادہ صحیح) اور اسکے واسطے صحیح مسلم مین
ایک حدیث شاہد ہو جسکو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جب آدمی مرجاتا ہو تو اُسکے عمل منقطع ہوجاتے ہین سوا ے
تین چیزون کے ایک صدقہ جاریہ یعنے ایسا صدقہ اپنی زندگی مین کر گیا تھا جو برابر جاری رہا دوم علم چھوڑ گیا جس سے انتفاع حاصل ہوتا رہا سوم فرزند
صالح جو اُسکے واسطے دعا کرتا رہا ابن کثیرؒ خطیبؒ نے لکھا کہ اہل ایمان کی ذریات اُنکے تابع ہونے سے جنت مین اُنکے ساتھ ہونگی اور اسمین ذریات
صغیر و کبیر سب شامل ہین پس کبیر یعنے بالغین تو اپنے ذاتی ایمان کی وجہ سے اس لائق ہونگے اور صغیر اپنے والدین کے ایمان کی وجہ اُنکے ساتھ ہونگے اسی واسطے
فقہ مین تصریح ہو کہ صغیر کے والدین مین سے جب کوئی مسلمان ہو تو یہ بچہ اُسکے تابع ہوکر اسلام کے حکم مین ہوتا ہو اور شرط یہ ہو کہ ذریات مرتے دم تک ایمان پر
ثابت قدم ہون اور یہان ذریات سے باپ دادا و بیٹے پوتے سب مراد ہین یہی ابن عباس وغیرہ سے منقول ہو بلکہ نسبی ذریات کے ساتھ سببی ذریات بھی
شامل ہین مثلاً محبت ہو یا علم و عمل ہو چنانچہ حدیث سے ثابت ہو کہ المرء مع من احب۔ یعنے آدمی اُسکے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا تھا ولیکن محبت فقط
خیالی نہو بلکہ حقیقی ہو کیا غور نہین کرتے ہو کہ محبت کے بہت ہی آسان طریقے سے آدمی حضرات انبیا و صدیقین کے درجات مین پہونچ سکتا ہو پس ہر شخص
اپنے خیال مین دعوی کرسکتا ہو کہ مجکو فلان پیغمبر یا فلان صدیق سے محبت ہو حالانکہ اُسکا دشمن شیطان اُسکو اُسکے درجہ کے ایمان و عمل صالح پر نہین چھوڑتا
تھا پھر وہ کیونکر بے فکر ہو کہ اُسکو انبیا و صدیقین کے درجہ پر چھوڑیگا بلکہ اُسنے فاسقون کو دھوکا دیا کہ اُنکے نفسانی خیال مین محبت کا دعوی جم گیا حالانکہ دل تک
اُسکا اثر نہین ہو پس دلی محبت کی شناخت یہ ہو کہ وہ جس سے محبت کرتا ہو اُسکا نام محبوب ہو اور اُسکا کام محبوب ہو حتی کہ ذرہ ذرہ اسکی اتباع محبوب ہو
اگرچہ وہ اپنی استعداد کے موافق اُسکے اعمال کے برابر توفیق نہین پاویگا ولیکن اُسکی دلی محبت و نیت ہمیشہ یہی رہی تو وہ اپنی صدق نیت کے عوض اپنے
محبوب کے ساتھ ہوگا اگر کہا جاوے کہ باپ دادون کے اعمال صالحہ کی برکت سے اُنکی ذریات کو اُنکی معیت نصیب ہوئی حالانکہ ذریات کے پاس برے اعمال
بھی تھے تو کیا ان برے اعمال کی وجہ سے باپ دادون کو کچھ ضرر پہونچیگا یا اہل ایمان جسطرح آپسمین ملائے جاینگے کیا اسیطرح کافرون مین بھی ہوگا کہ مثلاً
باپ کے اعمال کفر و شرک کے باوجود بہت بدتر ہین کہ وہ نیچے کے طبقۂ دوزخ مین ہو اور اُسکی اولاد مین کفر ہو ولیکن ظلم و ایذا وغیرہ کے اعمال اسقدر بدتر
نہین ہین جس سے وہ باپ کی بہ نسبت جہنم کے اونچے طبقہ مین ہو تو کیا یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ ملایا جائیگا جواب یہ کہ بدی کی جانب ایسا نہوگا کیونکہ نیکی
و ایمان تو فضیلت کا مستحق ہو اور بدی و کفر قابل فضیلت نہین بلکہ قابل عدالت ہو تو ہر شخص اپنے عدل پر رہیگا چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ کُلُّ امْرِئٍ
بِمَا کَسَبَ رَهِينٌ۔ ہر مرد مرہون ہو بعوض اُسکے جو اُسنے کمایا ف یعنے ہر مرد اپنے اعمال مین گرفتار ہوگا اور یہ اعمال اُسکے ساتھ لازمی ہین پس اگر ایمان و نیکی

Marfat.com

اعمال ہین تو وہ اُنھین کے موافق بدلا پاویگا اور یہ بدلا ثواب مع فضیلت ہو اور اگر کفر و شرک و بدکاری کے عمل ہین تو وہ اُنھین بدکاریون مین ماخوذ ہوگا پس وہان فضیلت نہین ہو بلکہ عدل سے سزا ہو بعض علماءؒ نے کہا کہ یہ آیت اہل جہنم کا بیان ہو یعنے جب اللہ تعالےٰ نے مومنون و اُنکی ذریات کی فضیلت بیان فرمائی تو اس آیت سے آگاہ کیا کہ یہ فضیلت خاصکر مومنین کے واسطے ہو کیونکہ کفار مین سے ہر نفس اپنے اعمال مین گرفتار ہو دلیل یہ ہو کہ گرفتار ہونا مومن کی صفت نہین ہو تو خواہ مخواہ یہ آیت فقط کفار کے واسطے ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کل نفس بما کسبت رہینۃ الا اصحاب الیمین۔ یعنے ہر نفس بعوض اپنی کمائیون کے گرفتار ہوگی سوائے اصحاب الیمین کے۔ ھ۔ اور اصحاب الیمین اصحاب ایمان و اہل جنت ہین تو معلوم ہوا کہ رہن و گرفتاری فقط اصحاب دوزخ کے واسطے ہے اسیطرح یہان بھی یہ معنے ہین کہ اہل ایمان اس فضیلت کے واسطے خاص ہین کہ باپ دادا کی برکت سے ذریات کو فیض پہونچے اور باقی سب نفوس سواے اہل ایمان کے اپنے اپنے اعمال مین گرفتار ہونگے یہی تفسیر حضرت مجاہدؒ سے منقول ہو شیخ رازیؒ نے تفسیر کبیر مین کہا کہ یہان ایک معنے دیگر بھی ہوسکتے ہین یعنے رہین لازمی ہوتا ہو پس اس آیت سے بیان فرمایا کہ ہر ایک بندہ خواہ جنتی ہو یا دوزخی ہو وہ اپنے اپنے اعمال کے ثواب یا عذاب مین لازمی ہوگا پس جو جنت مین گیا وہ جنت سے کبھی نہین نکلیگا اور جو کوئی جہنم مین گیا وہ جہنم سے کبھی نہین نکلیگا کیونکہ ہر ایک اپنے اعمال مین دائمی مرہون ہو (تنبیہ) یہودیون نے گمان کیا کہ بنی اسرائیل مین بکثرت انبیا و اولیا گذرے ہین اور ہم اُنسے محبت کرتے ہین بلکہ ہم اُنکی اولاد و ذریات مین ہین پس ہمکو ہماری بدکاریون پر کچھ ڈر نہین ہو کیونکہ ہمارے گناہ مغفور ہین اور ہم اُنھین کے درجہ مین اُنکے ساتھ ہونگے حالانکہ یہ فقط شیطانی خیال ہو کیونکہ ذریات کہ فضیلت حاصل ہونے کے واسطے شرط یہ ہو کہ مرتے دم تک ایمان ہو حالانکہ یہودیون نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کفر کیا اور مرگئے تو یہ کسی طرح ذریات مین باقی نہین رہے کیونکہ کوئی نسب باقی نہین رہیگا سواے ایمان کے حالانکہ اُنھون نے کفر کیا پھر جب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو جسقدر یہودی باقی تھے اُنکو موقع تھا کہ ایمان لاوین مگر بہت ہی کم ایمان لائے اور باقیون نے کفر پر کفر اختیار کیا پس وہ ذریات سے خارج ہین اسیطرح نصرانیون نے بھی دین توحید چھوڑ دیا اسیطرح اہل اسلام مین سے جن فرقون نے توحید چھوڑی وہ خارج ہوگئے اور اس زمانہ مین بکثرت ایسے جاہل ہین کہ محبت کا دعویٰ کرکے خلاف شریعت عمل کرتے ہین اور اوپر بیان ہوچکا کہ محبت وہی مقبول ہو جو حقیقی ہو اور دل مین ہو اور اُسکا ظاہری اثر جس سے پہچان ہو یہ ہو کہ محب اپنے محبوب کے طریقے پر دل و جان سے ثابت ہو اور اگر اسکے دل مین فسق و فجور کی محبت ہو اور دنیا کی محبت ہو تو وہ محبوب سے کوسون دور ہو کیا نہین دیکھتا ہو کہ بزرگ بندے کی پاکیزہ محبت اور فسق و فجور دونون کیونکر اُسکے دل مین جمع ہوسکتے ہین بلکہ شیطان نے اُسکو مسخرہ بناکر دھوکا دیا کہ اُسکے دماغ مین دعویٰ محبت راسخ کردیا حتی کہ وہ اپنے نفس و اُسکی بربادی سے جاہل ہو اور سمجھتا نہین نعوذ باللہ من شرور انفسنا پھر اللہ تعالےٰ نے اہل جنت کے بعض عیش کو بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ۔ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ۔ اور ہم نے اُنکو زیادت عطا فرمائی فاکہہ اور گوشت سے جنکی خواہش کرتے ہین ف یعنے ہم نے اہل جنت کو باوجود درجات عالیات کے اور آل و اولاد سے آنکھین ٹھنڈی ہونے کے لذت کی چیزین بھی عطا فرمائین کہ ہر قسم کے فواکہہ و ہر طرح کے لذیذ گوشت جو بہت رغبت و خواہش سے کھائے جاتے ہین اُنکو امداد فرمایا اور یہ زیادت نعمت ہو اور وہان شراب طہور سے بھی اُنکو لذت دی۔ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَلَا تَاْثِيْمٌ۔ باہم سب قرابتی جنت مین پیالے ایک دوسرے سے ہاتھون ہاتھ لینگے جسمین کچھ لغو نہین ہو اور نہ گناہ کی بات ہو ف یعنے جنت مین سب اہل قرابت باہم اپنی شاہانہ مجلس مین بیٹھکر خوش مزہ پاکیزہ شراب کا بھی دور کرینگے مگر وہ دنیاوی نجس خمر کے مانند نہین ہو کیونکہ اُسکے پینے مین مزہ اور لذت و سرور بہت کامل ہو ولیکن لغوگوئی اور ہذیان نہین ہو جیسے دنیاوی شراب خوارون مین ہوتا ہو اور نہ اُسمین گناہ کا فحش کلام و دروغ طومار ہے۔ جیسے دنیاوی شراب خوار شراب پیکر دردسری کی وجہ سے مخمور ہوتے ہین اور خمار کی وجہ سے لغو اور فحش بکتے ہین اس سے جنت کی شراب طہور بالکل پاک ہو کیونکہ دنیا وہ کی نچوڑی ہوئی نہین ہو اور اس مجلس مین اُنکے واسطے پاکیزہ خدمتی ہونگے۔ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ

Marfat.com

اور انکی خدمت کے واسطے اُنکے گرد پھرنے والے اُنکے غلمان ہونگے گویا وہ سیپ کے اندر موتی ہین ف یعنے ایسے پاکیزہ وحسین وشفاف ہونگے جیسے [illegible]
کہ جسکو ابھی ہاتھ بھی نہین لگایا گیا ہو اور سیپ کے اندر تر وتازہ موجود ہو اسیطرح اُنکی خوبصورتی ونزاکت وپاکیزگی ہوگی پھر اہل جنت [illegible]
عیش کے ساتھ اپنے رب عزوجل کا انعام یاد کرینگے اور اہل قرابت مین جسطرح دنیا مین باہمی سلوک محبت تھا اُسکا نتیجہ دیکھینگے چنانچہ اللہ تعالے نے آگے فرمایا
وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ - اور بعضے بعضون کی طرف متوجہ ہوکر باہم گفتگو کرینگے قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ - کہینگے کہ
ہم لوگ اس سے پہلے یعنے دنیا مین اپنے کنبے والون مین شفقت کرنے والے تھے ف یعنے اپنے عزیز وقریب لوگون کے ساتھ نیک سلوک رکھتے تھے اور ڈرتے
تھے کہ ایسا نہو کہ ہمارا عزیز عذاب مین گرفتار ہو جاوے جیسے اپنی جان پر ڈرتے تھے اور عزیز بھی ہماری نصیحت کا لحاظ رکھتا تھا پس ہم آپسمین ایک دوسرے
کو امر حق کی اور نیک باتون کی نصیحت ورعایت کرتے تھے - فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ - پس اللہ تعالے نے ہمپر احسان فرمایا اور ہمکو
جلتے ہوے زہریلے عذاب سے بچایا ف یعنے جسطرح ہم ڈرتے اور پناہ مانگتے تھے اُسیطرح اللہ تعالے نے اپنے کرم سے ہمکو عذاب جہنم سے بچایا اور آپسمین ہمکو
ملا دیا - اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ - ہم پہلے سے اُسی سے دعا کرتے تھے بیشک ہمارا اللہ بہت نیکی بخشنے والا بہت مہربان ہے
ف یعنے دنیا مین ہم اپنے رب تبارک وتعالے ہی سے عاجزی والتجا کیا کرتے تھے پس اُسنے ہماری دعا قبول فرمائی اور ہماری مراد ہمکو دیدی بیشک ہمارا رب
سبحانہ تعالے بہت بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نماز مین یہی آیت پڑھی فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم
انا کنا من قبل ندعوہ انہ ہو البر الرحیم پھر کہا کہ الٰہی مجھپر منت فرما اور مجھے عذاب سموم سے بچا بیشک تو بڑا رحیم ہے (رواہ ابن ابی حاتم) انس رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنتی جنت مین داخل ہو جائینگے تو جب اُنکو اپنے بھائیون کی ملاقات کا اشتیاق ہوگا تو فوراً اُنکے تخت روان
ہوکر سامنے ہو جائینگے اور دونون تکیہ لگائے ہوئے آپسمین باتین کرینگے اور دنیا کے حالات بھی یاد کرینگے حتی کہ ایک کہیگا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کس دن اللہ تعالے
نے ہماری مغفرت فرمائی ہم فلان روز فلان مقام پر تھے وہان ہمنے اللہ تعالے کی جناب مین مغفرت مانگی تو رب عزوجل نے ہمکو بخشدیا (رواہ البزار)
خطیبؒ نے لکھا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر جنتی کے واسطے ہزار غلام مختلف خدمتون پر مامور ہونگے حسن بصریؒ نے مرسل روایت کی کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جب خادم کی یہ کیفیت ہوگی کہ در مکنون کے مانند ہے تو اُسکے مخدوم کی کیا کیفیت ہوگی یعنے خود جنتی
بندے کی کیا صفت ہوگی آپ نے فرمایا کہ جیسے چودھوین رات کے چاند کے سامنے ستارے ہوتے ہین یعنے جنتی مثل چودھوین رات کے چاند کے ہوگا اور اسکے
خادم مثل ستارون کے ہونگے (تنبیہ) اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہل قرابت اپنے قرابتیون کی برکت سے جنت کے درجات پاوینگے ولیکن دنیا مین انکو
چاہیئے کہ بزرگون کا ادب لحاظ رکھین جیسے بزرگون کو یہ خوف ہے کہ ہمارے قرابتی کو عذاب نہ پہونچے پس وہ انکی خیر خواہی چاہتا ہے اور ظاہر مین انکو نصیحت
کرتا ہے اور باطن مین دعا کرتا ہے اسیطرح یہ بھی ادب کے ساتھ اُسکی نصیحت سنین اور اپنی بے ادبی سے اُسکو رنج نہ دین کیونکہ وہ نصیحت کرنے کے واسطے طریقہ
سنت پر مامور ہے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ امت کو نصیحت فرماوین کما قال تعالے

فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا
اب تو سمجھا کہ تو اپنے رب کے فضل سے پریون والا نہین نہ دیوانہ کیا کہتے ہین یہ شاعر ہے ہم راہ دیکھتے ہین اسپر گردش زمانہ کی تو کہہ تم راہ دیکھو
فَاِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ ۝ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ
کہ مین بھی تمھارے ساتھ راہ دیکھتا ہون کیا اُن کی عقلین یہی سکھاتی ہین اُنکو یا وہ لوگ شرارت پر ہین یا کہتے ہین یہ بات بنا لایا
بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ۝
کوئی نہین پر انکو یقین نہین پھر چاہیئے لے آوین کوئی بات اسیطرح اگر وہ سچے ہین

جب اللہ تعالے نے اہل جنت کے بیان مین حال فرمایا کہ وہ آپسمین کہینگے کہ ہم دنیا مین عذاب آلہی سے اپنی جان پر اور قرابتیونکی جان پر ڈرتے تھے تو ظاہر ہوگیا کہ خلق مین کچھ لوگ ایسے موجود ہین کیونکہ اہل جنت انھین آدمیون مین سے ہین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلین دی کہ کافرون کی بدزبانی کا لحاظ نہ فرماوین کیونکہ وہ اہل جہنم ہین اور ایسے نجس پلید ہر چیز مین کثرت سے ہوتے ہین اور اہل جنت در مکنون سے بھی افضل ہین تو بہر حال قلیل ہونگے اسوہ دنیا مین انھین ناکارہ جہنمیون کے درمیان مخفی ہین پس دشمنون جہنمیون کے طعن و تشنیع پر توجہ نہ فرمایئے جو آپکو کاہن و مجنون کہتے ہین۔ فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّلَا مَجْنُوْنٍ۔ پس نصیحت فرما کہ تو اپنے رب کی نعمت سے نہ کاہن ہو اور نہ مجنون ہو ف بلکہ جن کافرون نے تیری جناب مین ایسے گستاخ کلمات کہے ہین واللہ وہی احمق جہنمی ہین کہ جب انکو شان آلہی نظر نہ آئی اور حواس سے آغاز و انجام نہ پہچانا بلکہ جانورون کی طرح اسی دنیا کو مایۂ بساط سمجھے تو جنت و آخرت سے انکار کیا آخر چند روز کے بعد جہنم کے عذاب سے انکے حواس درست ہونگے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ کفار قریش نے یہ بہتانات باندھے تھے کاہن وہ لوگ اُس شخص کو کہتے تھے کہ جسکے پاس جن مین سے کوئی آکر آسمانی خبر بتلا دیتا تھا اور مجنون اُسکو کہتے تھے جسکو شیطان جن نے اپنے مس سے مخبوط کر دیا ہو مترجم کہتا ہو کہ جن آتشی ہوتا ہو تو جب انسان سے اُسکا مس واقع ہو یعنے چھو جاوے تو حواس انسانی مخبوط ہو جاتے ہین پس اللہ تعالے نے نفی فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کاہن نہین ہین اور نہ مجنون ہین بلکہ جو کچھ بتلاتے ہین وہ وحی آسمانی ہو اور بالکل حق ہو۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ۔ بلکہ کہتے ہین کہ یہ ایک شاعر ہو ہم اسکے حق مین گردش زمانہ کا انتظار کرتے ہین ف یعنے یہ احمق لوگ ایک بات پر قائم نہین ہین کوئی کاہن کہتا ہو اور کوئی مجنون کہتا ہو اور کوئی کہتا ہو کہ یہ اپنی شاعری کے زور سے لوگون کو اپنے تابع بناتا ہو اور ہم لوگونکا اتفاق توڑ کر اپنی سرداری بنانا چاہتا ہو پس ہم منتظر ہین کہ آخر زمانہ کی گردش اسپر بھی واقع ہو تو اسکے ہلاک ہونے سے ہمکو نجات ہو منون۔ زمانہ اور موت دونون کو کہتے ہین اگر یہان زمانہ کے معنے ہون تو ریب المنون گردش زمانہ ہو اور ریب کو اسواسطے گردش سے تشبیہ دی کہ ریب اور شک بھی ایک حال پر قائم نہین رہتا جیسے زمانہ کی گردش ہو اگر منون بمعنے موت ہو جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہو تو موت کا ریب اسواسطے کہا گیا کہ وہ طرح طرح کے سامان سے واقع ہوتی ہو ابن عباسؓ نے کہا کہ قریش نے باہم چوپال مین جمع ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین مشورہ کیا تو ان مین سے ایک نے یہ بھی کہا کہ اس شخص کو قید کر دو اسکے حق مین ریب المنون کا انتظار کرو پس جیسے اگلے شعرا مانند زہیر و نابغہ وغیرہ کے مر چکے اسیطرح یہ بھی مر جائیگا تو اللہ عزوجل نے انکے جواب کا حکم دیا بقولہ تعالے۔ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ۔ کہدے کہ اچھا انتظار کرو مین بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والون مین ہون ف یعنے اگر تم میری موت کا انتظار کرتے ہو تو مجھے بھی حکم ہو کہ مین تمھاری موت کا انتظار کرون قشیریؒ نے کہا کہ تفسیر مین وارد ہوا ہو کہ یہ سب لوگ جنکے حق مین انتظار تھا حوادث زمانہ و جہاد کی موت سے مارے گئے اور جب کبھی کوئی شخص کسی دوسرے کی موت سے اپنی اُمید بر آنیکا منتظر ہوتا ہو تو کمتر اپنی اُمید کو پہونچتا ہو بلکہ خود ہی مر جاتا ہو اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تو انتظار کا حکم تھا جواب یہ ہو کہ اس سے یہ مراد نہ تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُنکی موت کے منتظر رہین بلکہ اس سے کفار کو سخت دہمکی ہو جیسے غضب کی حالت مین غلام سے کہتے ہین کہ اچھا جو تیرا جی چاہے وہ کر مین بھی تجھسے غافل نہین ہون اور آیت مین اشارہ ہو کہ کفار نے جسطرح انتظار کا طریقہ خیال کیا تھا یعنے محمد کے منتظر ہون تو اسکا قابو نہین پاوینگے اگرچہ وہ لوگ اپنی کثرت و قوت کی وجہ سے اسکو آسان سمجھے ہون بلکہ مساوی حالت ہو کہ تم بھی انتظار کرو اور مین بھی منتظر ہون واضح ہو کہ تمام عرب مین قریش اپنی احلام یعنے عقول کی تیزی مین مشہور تھے حالانکہ حق کو باطل سے تمیز نہ کر سکے لہذا اللہ تعالے نے اُنکی تحقیر فرمائی قولہ تعالے اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ کیا اُنکو اُنکی عقلین اس بہتان کا حکم دیتی ہین یا یہ قوم سرکش ہین ف یہ جن عقلون پر غرور کرتے ہین وہ یہی عقل ہین جو اُنکو محض باطل امور بتلاتی ہین کہ پیغمبر عاقل کو جو عین حق لایا ہو کاہن و مجنون و شاعر وغیرہ کہتے ہین اور اس دعوی کے خود پتھرون کی پرستش کرتے ہین ان مین عقل کچھ نہین ہو بلکہ قوم طاغی ہین کہ حماقت و شرارت سے افترا باندھتے ہین اور حد سے

برہ جاتے ہین مترجم کہتا ہو کہ عرب مین قریش کے لوگ اپنی ذہانت اور دانائی مین مشہور تھے ولیکن سب کو اپنی ذہانت مین عقل کا مرتبہ حاصل نہ تھا [illegible]
حواس کی تیزی تھی جو خون کی قوت سے پیدا ہوتی ہو لہذا انکو حق و باطل مین امتیاز نہ ہوا اور جنکے حواس کو نور عقل سے روشنی پہونچتی ہو وہ حق کو [illegible]
کر لیتے ہین اور انھین قوت جسمانی بھی شرط نہین ہو بلکہ جنکے حواس مین خون کی قوت سے تیزی ہوتی ہو وہ مغرور و طاغی ہو جاتے ہین کہ حد اعتدال سے باہر [illegible]
کرے ہین اور حق کے تابع نہین ہوتے ہین کفار کا یہی حال ہو کہ امر حق کو جو عقل سے ادراک ہوتا ہو اپنے حواس سے ادراک کرنا چاہتے ہین تو غلط و خبط مین پڑ جاتے
ہین - اَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ - کیا کفار کہتے ہین کہ اُسنے یہ قول بنا لیا ہو بلکہ ایمان نہین لاتے ہین ف یعنے کفار اس امر پر ایمان نہین لاتے کہ
اللہ تعالے نے وحی سے کلام حق نازل فرمایا ہو تاکہ نور عقل سے ادراک ہوتا تو لامحالہ معقلی سے غور کرتے ہین جسکا یہی نتیجہ ہو کہ یون کہتے ہین کہ اسکو محمد صلے اللہ علیہ
وسلم نے خود بنا لیا ہو حالانکہ اگر ذرا بھی عقل ہوتی تو وہ انکو روکتی کہ اگر پیغمبر نے خود بنایا ہوتا تو اس سے بہتر وہ لوگ بناتے جو پڑھے لکھے تھے علاوہ اسکے اگر انسان
بناتا تو اعجاز کی فصاحت و بلاغت کہان سے لاتا کیونکہ اب بھی ملک عرب مین ہزارون بلکہ لاکھون شاعر ایسے زبردست موجود ہین جو ہر سال حج مین دعوی
کرتے ہین کہ ہمارے مثل کوئی شعر نہین کہہ سکتا ہو باوجود اسکے قرآن کی چھوٹی سورت کے مقابلہ مین عاجزی کا اقرار کرتے ہین کاہنون نے خود اقرار کیا کہ یہ ہم مین سے
نہین ہو بلکہ کاہن فوراً ایمان لائے اور اہل کتاب نے شہادت دی کہ جو کچھ اسپر نازل ہوا وہ اگلے انبیا کے مانند ہو علاوہ اسکے اسمین معانی کی تعلیم عین صفات
حق و مکارم اخلاق ہین پھر کیونکر عقل تجویز کر سکتی ہو کہ یہ بنائے ہوے شعر ہین - فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ - اگر سچے ہین تو اسکے
مثل حدیث لاوین ف پہلے اُنسے کہا گیا تھا کہ قرآن کے مثل لاؤ اور سب جمع ہو کر بناؤ پھر کہا گیا کہ دس سورتون کے مثل بنا لاؤ پھر کہا گیا کہ ایک ہی سورت کے
مثل بنا لاؤ مگر سب طرح وہ لوگ عاجز ہو گئے بلکہ جس کاہن اور شاعر کے سامنے انھون نے سورۂ انا اعطیناک الکوثر کے مانند پیش کیا اُسنے غور کر کے اقرار کیا کہ
مجھسے اسکے مثل ہرگز نہین ہو سکتا ہو اور یہ آدمی کا کلام نہین ہو بلکہ بہتیرے انھین سے ایمان لائے پھر بھی ان کفار سے تعجب تھا کہ اپنی سرکشی سے بہتان و دروغ
باندھے جاتے تھے اور جب عرب کے شعرا وغیرہ ایام حج مین آتے اور آنحضرت صلعم سے ملنا چاہتے تو قریش اس خوف سے کہ یہ بھی مسلمان ہو جائیگا اُسکو بہکاتے
اور روکتے تھے علاوہ اسکے قرآن مجید مین حق تعالے خالق عزوجل کی صفات الوہیت کا بیان ہو تو اس سے ان کو کیون انکار ہے قال تعالے

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ
کیا وہ بن گئے ہین آپ ہی آپ   یا وہی ہین بنانے والے   یا انھون نے بنائے آسمان اور زمین   کوئی نہین پر یقین نہین کرتے   کیا انکے پاس ہین خزانے تیرے
رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ
رب کے   یا وہی داروغے ہین   کیا انکے پاس کوئی سیڑھی ہے جسپر سُن آتے ہین   تو لے آوے جو سُنتا ہے اُن مین ایک سند کھلی   کیا اسکے ہان بیٹیان
وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝ أَمْ يُرِيدُونَ
اور تمہارے ہان بیٹے ہین   کیا تو مانگتا ہے اُنسے کچھ نیگ سو اُنپر چٹی کا بوجھ ہے   کیا اُن کو خبر ہے بھید کی سو وہ لکھ رکھتے ہین   کیا چاہتے ہین
كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝
کچھ داؤ کرنا سو جو منکر ہین وہی آتے ہین داؤ مین   کیا اُنکا کوئی حاکم ہو اللہ کے سوائے وہ اللہ نرالا ہو اُنکے شرک بتانے سے

ان آیات مین اللہ تعالے نے کافرون کو معنوی طریقے سے قرآن کا حق ہونا سمجھایا جیسے پہلے فصاحت و بلاغت کے اعجاز ظاہری سے انپر حجت قائم [illegible]
دونون طرح ظاہر و باطن مین قرآن بے مثل ثبوت ہوا پھر انکار و بہتان کی جگہ باقی نہین رہی بیان امر دوم یہ کہ قرآن مین اصل معرفت حق تعالے ہو [illegible]
یہ لوگ کیون انکار کرتے ہین - أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ - کیا یہ لوگ بغیر کسی چیز کے پیدا کیے گئے ف یعنے انکی ایجاد بغیر موجد ہو - أَمْ هُمُ [illegible]

Marfat.com

یا وہ خود ہی خالق ہین ف انھون نے اپنے آپکو خود پیدا کر لیا ہو یعنے نہ خود خالق ہین اور نہ بغیر ایجاد کے پیدا ہوے بلکہ اللہ تعالے ہی نے انکو پیدا کیا واضح ہو کہ جبیر بن مطعم ابتدا مین ایمان نہین لائے تھے یہانتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی پھر جب بدر مین مشرکین قریش مارے گئے اور بشر قید ہوے تو فدیہ دیکر چھڑانے کے واسطے مکہ سے جبیر بن مطعم بھی مدینہ آئے وہان اُنھون نے مغرب کی نماز مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرارت سنی چنانچہ روایت کرتے ہین کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مغرب کی نماز مین سورۂ طور کی قرارت سنی جب آپ اس آیات پر پہونچے ام خلقوا من غیر شیٔ ام ہم الخالقون الآیات تو قریب تھا کہ میرا دل اُڑجاوے (البخاری) اَمۡ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بَلۡ لَّا یُوۡقِنُوۡنَ۔ کیا انھون نے آسمانون وزمین کو پیدا کیا ہو بلکہ یقین نہین لاتے ہین ف یعنے صریح معلوم ہو کہ آسمانون وزمین کو اللہ تعالے نے پیدا کیا اُسکی وحدانیت مین کوئی ساجھی نہ تھا پھر اُسکی شان وحدانیت مین کیون شرک کرتے ہین ولیکن بات یہ ہو کہ اُنکے دلون مین حق تعالے کی وحدانیت کا یقین نہین ہو اگر کہا جاوے کہ کفار مکہ سے جب پوچھا جاتا تھا کہ آسمانون وزمین کو کس نے پیدا کیا تو صاف کہتے تھے کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا پھر یہان کیا معنے ہین کہ اُنکو یقین نہین ہو جواب یہ ہو کہ جاننا دو طرح کا ہوتا ہو ایک یہ کہ حواس مین ایک خیال جما ہوا ہو کہ اللہ تعالے پیدا کرنے والا ہو اور دوم یہ کہ دل مین بھی یقین ہو جس سے دل مین اثر پیدا ہوتا ہو اور اُس سے دل کی آنکھین کھلتی ہین اور سمجھ حاصل ہوتی ہو پس کافرون کو دلی یقین حاصل نہین ہوتا ہو اور اس سے ظاہر ہوا کہ جس شخص کے دل مین یہ اثر نہو اُس مین ایمان نہوگا اگرچہ وہ زبان سے لا اِلٰہ الا اللہ کا اقرار کرے اگر کہا جاوے کہ اُسکے واسطے کیا پہچان ہو تو جواب یہ ہو کہ دار دنیا سے پہلو تہی کرنا اور دار آخرت کی جانب جھکنا اور موت سے پہلے اُسکا سامان کرنا یہ پہچان حدیث مین موجود ہو اور کمتر درجہ یہ ہو کہ حق تعالے کی شریعت کے موافق گناہ سے نادم ہوگا اور عذاب سے خائف ہوگا اور نیکی و نیکون سے محبت کریگا اور بدی وبدون کو بُرا سمجھے گا اور واضح ہو کہ جسکے دل مین ایمان آجاتا ہو جب اس سے شان حق سبحانہ تعالے بیان کیجاوے تو وہ فوراً سمجھ جاتا ہے کیونکہ وہ اُسکے دل مین موجود ہو اور جب اُسکے سامنے شان حق تعالے کے خلاف کوئی بات بیان کیجاوے تو وہ یقین نہین لاتا اگرچہ جاہل ہو اسیطرح شرک کی باتون پر بھی دل سے انکار کرتا ہو مثلاً رزق دینے والا یا بیماری سے شفا دینے والا یا آل اولاد دینے والا اللہ تعالے ہو اگر اُس سے کسی نے کسی غیر کے واسطے یہ شان بیان کی تو اُسکا قلب انکار کرتا ہو بخلاف منافقون کے کہ وہ غیر کی نسبت سمجھ لیتے ہین اور شان حق تعالے کو نہین سمجھتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا۔ اَمۡ عِنۡدَهُمۡ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمۡ هُمُ الۡمُصَيۡطِرُوۡنَ۔ کیا ان کافرون کے پاس تیرے رب کے خزانے ہین یا یہی لوگ حساب کرنیوالے ہین ف یعنے جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالے ہو اور وہی ہر ایک کا خالق ہو تو وہی انکا باقی رکھنے والا اور وہی انکو رزق دینے والا ہو اور اُسیکے پاس ہر قسم کے خزائن ہین اور وہی ہر مخلوق کا محافظ اور اُن پر مسلط ہو پس جب دل مین یہ یقین ہو تو اسکے ساتھ کسی شخص کی نسبت یہ تصور وخیال نہین ہوسکتا کہ ان مین سے کوئی بات سوائے حقتعالے کے کسیکے اختیار مین ہو پھر کفار جو شرک کرتے ہین وہ رزق یا مال واولاد کسی دوسرے سے کیونکر طلب کرتے ہین کیا اُنکے پاس تیرے رب کے خزانے ہین یا مخلوق کے محاسب وہی قرار پائے ہین یہ سب باطل ہو بلکہ اللہ تعالے ہی مالک و متصرف ہو وہ جو چاہتا ہو کرتا ہو اور جو وہ کرتا ہو وہی ہوتا ہو پس اُسی نے قرآن مجید نازل کیا اور صفات الوہیت سے آگاہ فرمایا اور شرک کو باطل کیا کیونکہ شرک غیر ممکن ہو پھر یہ لوگ کہان سے باتین بناتے ہین۔ اَمۡ لَهُمۡ سُلَّمٌ يَّسۡتَمِعُوۡنَ فِيۡهِ۔ کیا ان کے واسطے کوئی سیڑھی ہو جہان کان لگا کر سنتے ہین ف یعنے کیا آسمان تک انکے واسطے کوئی سیڑھی لگی ہوئی ہو کہ وہان پہونچکر ملائکہ سے احکام آلٰہی سنتے ہین اور یہان شرک وکفر کے احکام پھیلاتے اور نبوت کے حق سے انکار کرتے ہین ورنہ یہ شرک کے احکام انکو کہان سے ملے ہین فَلۡيَاۡتِ مُسۡتَمِعُهُمۡ بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ۔ تو انکا سننے والا کوئی واضح حجت لاوے ف جس سے ظاہر ہو کہ یہ شرک کے قول وفعل صحیح ہین پس جب یہ محال ہو تو بلا دلیل ایسے اقوال شرک وکفر پر کیون یقین کرتے ہین بلکہ اللہ تعالے کی شان مین شرک وکفر کے اقوال قبیح کہتے اور احکام باطل تبلاتے ہین کہ ملائکہ بیٹیان ہین حالانکہ جسنے ملائکہ کو پیدا کیا اُسکی شان مین یہ محال ہو اَمۡ لَهُ الۡبَنٰتُ وَلَكُمُ الۡبَنُوۡنَ۔ کیا اللہ تعالے کی بیٹیان ہین اور تمھارے واسطے بیٹے ہین ف کیونکہ تم بیٹیون کو بہت بُرا سمجھتے بلکہ مار ڈالتے ہو پھر

Marfat.com

کیسے احمق ہو کہ جناب باری تعالے مین بیٹیان تجویز کرتے ہو یہ صریح دلیل ہے کہ تم نے اپنے خالق عزوجل کو بالکل نہین پہچانا پس قرآن مجید پر ایمان لاؤ اور دل سے یقین کرو تاکہ تمکو معرفت حاصل ہو کہ یہ تو تمہارے واسطے بغرض نصیحت ہے کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب عزوجل کی رسالت پہنچانے مین تم سے کوئی منفعت مقصود نہین ہے اور عجب کہ باوجود اسکے احمق کافرونکو قرآن کی نصیحت سننے و سمجھنے سے گریز و انکار ہے لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تعجب دلایا بقولہ تعالے اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ۔ کیا تو ان لوگون سے کچھ اُجرت مانگتا ہے تو یہ لوگ تاوان سے بوجھل ہو گئے ف یعنے تو اللہ تعالے کی رسالت پہنچانے پر انسے کچھ اُجرت نہین مانگتا ہے جسکی غرامت سے انپر ثقیل بوجھ پڑا ہو بلکہ خالص اللہ تعالے کے واسطے اُنکو وحدانیت الٰہی کی معرفت محض بغرض سکھلاتا ہے پھر یہ لوگ کیسے احمق ہین کہ ہر طرح سے اسلام کی خوبیان دیکھکر منکر ہوتے ہین یہ بھی انکی حماقت کی دلیل ہے جیسے خدائے تعالے کے واسطے بیٹیان تجویز کرنا انکی حماقت تھی پھر غرور سے انکو سرکشی کرنا کسی طرح زیبا نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے کفار کو غور سے دیکھو تو کفار عرب سے بدرجہا بدتر احمق ہین اسواسطے کہ کفار عرب اگرچہ انکی طرح آخرت سے منکر تھے اور سوائے دنیا کے کچھ نہین جانتے تھے تاہم اللہ تعالے کو آسمان و زمین کا خالق مانتے تھے یہ لوگ جو اسوقت موجود ہین دنیا کو بغیر موجد کے اس انتظام پر خود بخود سمجھتے ہین اور جب کہا جاوے کہ ولی کے ہاتھ مین پتھر سونا ہو گیا تو کہتے ہین کہ یہ نیچر کے خلاف ہے کہ بغیر سبب کے جادو ہو سکے اور ہماری آنکھون سے آخرت نظر نہین آتی ہے تو موجود نہین ہے اور دنیاوی چیزون مین ترکیب کیمیائی سے چند روزہ زندگی کا سامان کرنا انکی عین مراد ہے اصل حقیقت سے یہ لوگ بہت دور ہین کہ عرب کے کفار سے بھی کئی درجہ گرے ہوئے ہین کہ موت کے بعد دعوی کرتے ہین کہ کچھ نہین ہے اور آخرت کچھ نہین ہے اور آسمان کچھ نہین ہے غرضکہ بہت سے احکام غیب نکالتے ہین جیسے کفار عرب کرتے تھے اللہ تعالے نے تشنیع فرمائی بقولہ تعالے اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ۔ کیا انکے پاس غیب ہے تو وہ لکھتے ہین ف یعنے یہ احکام کہان سے نکالتے اور لوگون مین پھیلاتے ہین کیا غیب جاننے کے مدعی ہین کہ اسکے موافق لکھ لیتے ہین واضح ہو کہ مخلوقات اس دائرۂ امتحان مین صرف حواس سے کام لیتے ہین اور حواس صرف جسم کی طبعی زندگی کے واسطے ہین اور ہر جسم کو اپنی اپنی ضرورت کے لائق حواس ملے ہین شلاً انسان کو اپنی ضرورت کے لائق حواس کامل ملے ہین اور دیگر جانورون مین ناقص ہین ولیکن یہ حواس صرف اسی جسمانی زندگی کے ضروریات پوری کرتے ہین پس ماسوائے اسکے آخرت و روح کے لائق احکام کو ہرگز معلوم نہین کر سکتے ہین لہذا جن قومون نے آخرت سے انکار کیا اُنکا یہی شیوہ ہے کہ اپنے حواس کے موافق احکام کے پابند ہون بلکہ جہالت سے احکام خدائی بناتے ہین اور جن لوگون نے معرفت عقلی سے پہچانا وہ اُنکی حماقت پر افسوس کرتے ہین پس یہان تین قسم کے لوگ ہین اول جو حواس کو دنیاوی ضرورت مین لگاوین اور آخرت و معرفت کے واسطے علم نبوت سے عقل حاصل کرین یہ گروہ کامل ہے بشرطیکہ ٹھیک علم نبوت پر ہو اور مثل یہود و نصاری کے خلط ملط نہ کرے دوم وہ گروہ کہ فقط آخرت کے احکام کو علم نبوت سے کامل کرتے ہین اور دنیاوی توجہ نہین کرتے اور زاہد لوگ ہین کہ دنیاوی تکلیفات اُٹھاتے ہین اور اگر اکثر لوگ ایسے ہو جاوین تو اسلامی سلطنت مٹ جاوے سوم وہ گروہ جو دنیاوی ترقیات کے سوائے عالم غیب و آخرت سے منکر ہین پس یہ جانورون کی طرح اس دنیا کی چیزین حاصل کرتے ہین عمر برباد کر کے مرجاتے ہین اور آخرت مین عذاب جہنم اُٹھاتے ہین اور شک نہین کہ کچھ نہ کچھ اُنکو احکام عبادت ادا کرنے پڑتے ہین تو کمال جہالت سے اپنے حواس کے موافق اُنکو نکالتے ہین چنانچہ سب کافر و مشرک قومون کو اسی دائرہ مین دیکھ سکتے ہو پس اللہ تعالے نے انپر تشنیع فرمائی کہ کیا انکے پاس غیب ہے کہ جس سے یہ احکام لکھتے ہین اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا۔ یا یہ لوگ مکر کا ارادہ کرتے ہین ف اس طریقے سے لوگون کو دھوکا دیتے ہین ولیکن اللہ تعالے کے ساتھ انکا یہ مکر نہین چل سکتا فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ۔ پس جن لوگون نے کفر کیا ہے وہی مکر مین گرفتار ہین ف انکا مکر آخر خود انپر وبال ہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالے نے جو کچھ ازل مین مقدر فرمایا وہ نتیجہ ہر کام سے نکلنے والا ہے پس حقیقی مکر کے معنے تو یہ ہوئے کیونکہ مکر یہ ہے کہ ایسے طریقے سے کام کرے کہ اُسکا نتیجہ ایسا نکلے کہ دوسرا اُسکو نہین جانتا تھا جیسے لوگ [illegible] دوسرے سے اسیطرح مکر کیا کرتے ہین اور یہان خوب معلوم ہوا کہ جو کچھ اللہ تعالے نے چاہا ہے وہی نتیجہ نکلیگا پس کافرون کے افعال سے آخری نتیجہ یہ کہ [illegible]

Marfat.com

ہمیشہ ہین لیس خود ہی مکر مین گرفتار ہوگئے پھر یہ لوگ اللہ تعالے کی معرفت واحکام چھوڑ کر کیون ایسے بدکام کرتے ہین۔ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔ کیا انکے لئے کوئی دوسرا الوہیت والا ہے سوائے اللہ کے پاک ہے اللہ ہر ایسی چیز سے جسکو شریک بناتے ہین ف یعنے مشرکین نے بیشک یہ احکام شرک وغیرہ جو کچھ نکالے ہین وہ اسی بنیاد پر نکالے ہین کہ اپنے واسطے سوائے اللہ تعالے کے معبود بنالئے ہین کہ اُنکو اپنی حاجت روائی مین کافی جانتے ہین اور اُنھین کی منتین مانتے ہین اور اللہ تعالے واُسکے رسول سے اعراض کرتے ہین اور یہ شرک قبیح اسوجہ سے پھیلا کہ اُنھون نے آخرت چھوڑ کر دنیا کیطرف مُنھ کر لیا اور دنیا حاصل ہونے کی لالچ مین حواس رہگئے اور عقل نورانی پر پردہ پڑگیا پس جب یہ صورت ہوئی تو کبھی آخرت کی سمجھ اور معرفت الٰہی سبحانہ تعالے حاصل نہوگی اور تم جسقدر مشرکون کو دیکھو وہ اسی دائرہ مین ہونگے اگرچہ زبان سے کلمہ توحید بھی کہین اور جب توحید و آخرت کا یقین دل مین اُترے تو اُسکے بعد پھر شرک سے خود بخود بیزار ہون اور معرفت روحانی سے شرک کی نجاست نظر آوے اور واضح ہو کہ عقل نورانی سے بے نصیب ہونا بلائے عظیم ہے حتی کہ آیات عذاب بھی اُسکو نظر نہین آتی ہین کیونکہ اسطرف سے بالکل پردہ ہے مثلاً قوم لوط پر عذاب آیا تو کافرون نے اسکے یہ معنے لگائے کہ کوئلہ وگندھک کی کان اُڑگئی تھی لہذا اللہ تعالے نے فرمایا

وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ يَوْمَ

اور اگر دیکھین ایک تختہ آسمان سے گرتا کہین یہ بدلی ہے گاڑھی سو تو چھوڑ دے اُنکو جب تک ملین اپنے دن سے جسمین انپر کڑاکا پڑے گا جسدن

لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

کام نہ آویگا انکو انکا داؤ کچھ اور نہ انکو مدد پہونچیگی اور ان گنہگارونکو ایک مار ہے اُس سے درے پر وہ بہت لوگ نہین

ع ۲ ۳ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

جانتے اور تو ٹھہرا رہ منتظر اپنے رب کے حکم کا کہ تو ہماری آنکھون کے سامنے ہے اور پاکی بول اپنے رب کی خوبیان جسوقت تو اُٹھتا ہے اور کچھ رات مین بول اُسکی پاکی اور پیٹھ دیتے وقت تارون کے

اللہ تعالے فرماتا ہے کہ مشرکین مین اسقدر جہل وعناد بھرا ہوا ہے کہ امر حق کی طرف جانے مین آنکھون سے دیکھی ہوئی بات سے بھی منکر ہونگے۔ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ۔ اور اگر دیکھین کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا ہوا کہین کہ یہ تو تہ بتہ سحاب ہے ف یعنے اگر مشرکون پر انکی بدکاریون کے عذاب مین تنبیہ کے لیے آسمان سے ایک ٹکڑا گرایا جاوے تو تصدیق نہ کرین بلکہ یہی کہین کہ سحاب کسی وجہ سے منجمد ہو کر گرا ہے جس سے اس قدر آدمی و جانور ہلاک ہوگئے (ابن کثیرؒ) یہ آیت گویا اس زمانہ کے مشرکون کے واسطے صریح ہے اول تو یہ لوگ مکر کرتے ہین کہ آسمان کا وجود نہین ہے اور دوم یہ کہ نیچر کے قائل ہین اور آخرت سے بالکل منکر ہین پس اس ٹکڑے کو آسمان کا ٹکڑا نہ مانین بلکہ سحاب مرکوم ٹھہراوین تو ان جاہلون کے واسطے عذاب جہنم ہی سے تنبیہ ہے مترجم کہتا ہے کہ آیت سے اشارہ ہو سکتا ہے کہ آسمان کے جرم کو سحاب مرکوم سے مشابہت ہے واللہ تعالے اعلم اور آیت مین تنبیہ ہے کہ انسان کے ذہن مین جو خیال جم جاتا ہے وہ ہر دلیل کو اسی خیال کی طرف پھیر لیتا ہے جیسے مشرکین عرب کے واسطے فرمایا۔ ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون الآیہ۔ یعنے اگر ہم انکے واسطے آسمان کا ایک دروازہ کھول دین کہ برابر اسمین چڑھ جاوین تو بھی یہی کہین کہ ہماری نظر بندی کی گئی ہے بلکہ ہم سحر مین گرفتار ہین۔ ھ اسیطرح دیگر مشرکین بھی عذاب سے متنبہ نہون اور جب کسی قوم کی گمراہی اس حد تک پہونچ جاتی ہے تو اللہ تعالے اُنپر دنیاوی مال و متاع کے دروازے کھول دیتا ہے پھر اچانک انکو عذاب مین گرفتار کرتا ہے ولیکن اس امت کے کافرون مین شاید ایسا نہوگا کیونکہ اہل اسلام بھی موجود ہین پس فرمایا۔ فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ۔ پس اُنکو چھوڑ دے یہانتک کہ ملاقی ہون اپنے اس دن سے جسمین بیہوش مردہ ہونگے ف اور یہ حواس جو اس جو انکے حق مین سد راہ ہوئے ہین نیست ہو جاوینگے اور وہ روز قیامت ہے لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ۔ وہ دن کہ جسمین انکا مکر انکو کچھ بھی نفع نہ دیگا اور نہ انکی مدد کی جائیگی ف بلکہ شدت زلزلہ

Marfat.com

وخوف وغیرہ ہولناک واقعات سے انکے حواس بیکار ہوجائینگے بلکہ مرجائینگے ولیکن وہ موت بھی زندگی سے بدرجہا بدتر ہو اسواسطے کہ جہنم کی موت کے بعد آخرت کی زندگی دائم ہے جسمین کسیطرح موت نہین ہے اور انکے واسطے اس زندگی کا ٹھکانا جہنم ہے جسکے عذاب مین دائمی زندگی ہے الحاصل دنیا مین جنکو کچھ نفع نہین دیا انکو کچھ نافع نہوگا اور نہ عذاب الٰہی سے بچتے مین انکو کسی خیالی معبود سے کچھ مدد مل سکے بلکہ لامحالہ عذاب انپر طاری ہوگا جب معلوم ہوا کہ کافرون و مشرکون کے لیے یہ عذاب لازمی ہے تو اسپر زیادتی کا بھی وعدہ دیا بقولہ تعالےٰ - وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ - اور جن لوگون نے ظلم کیا ہے انکے لیئے عذاب اسکے سوائے ہے ولیکن انمین اکثر لوگ جانتے نہین ہین ف براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ عذاب قبر ہے اقول یہ دنیاوی نہوئی بلکہ شروع آخرت ہے ابن زیدؒ نے کہا کہ یہ دنیاوی مصیبتین ہین مجاہدؒ نے کہا کہ وہ سات برس کا قحط ہے جو مضر و قریش پر طاری ہوا تھا بعض نے کہا کہ وہ بدر مین انکا قتل ہونا مترجم کہتا ہے کہ اس تفسیر مین فقط قریش کے ظالمون کا حال بیان کیا گیا ہے اور اُن مصیبتون کا پتہ دیا گیا جو اُنپر واقع ہوئین اور عمدہ تفسیر یہ ہے کہ ظالمون سے مشرک و کافر مراد ہین کیونکہ شرک کرنا ظلم عظیم ہے اور مترجم نے بارہا اسکو بیان کر دیا کہ جس نے توحید سے مُنھ موڑا وہ مشرک ضرور ہے خواہ وہ کسی بت کو پوجے یا نہ پوجے اور توحید سے منحرف وہ ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لایا تو معنے یہ ہوے کہ جو قومین کہ رسول اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لائین انکو دائمی عذاب آخرت سے پہلے دنیا مین بھی اس سے کمتر قسم کا عذاب دیا جائیگا ولیکن ان جاہلون مین اکثر اس عذاب کو سمجھتے نہین ہین اب دیکھنا چاہیئے کہ ایسے ظالم بعد بعثت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے قریش کے منکرون سے شروع ہوے اور قیامت تک دنیا مین موجود رہینگے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت تمام جہان کے لیئے عام ہے پس اگر عرب سب ایمان لائے تو عجم مین کرورون کافر موجود ہین پس انپر عذاب دنیاوی لامحالہ طاری ہوگا ولیکن اس عذاب کی کیفیت ضرور ایسی صورت کے ساتھ ہے کہ انمین سے بہتیرے احمق اسکو عذاب نہین سمجھتے ہین اور اگر اُنکو سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ یہ انکے افعال بد کا نتیجہ ہے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ کفار اپنے افعال بد کے عوض مین دنیاوی مصیبتون مین ماخوذ ہوتے ہین تاکہ بدچلنی و شرک و نفاق کو چھوڑین جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ولنذیقنہم من العذاب الادنی الآیہ - یعنے سخت عذاب سے پہلے ہم اُنکو چھوٹا عذاب چکھاوینگے تاکہ وہ اپنی گمراہی سے باز آوین - ھ ولیکن یہ جاہل اس مراد کو نہین سمجھتے بلکہ جب اس بلا سے چھوٹتے ہین تو پہلے سے بھی زیادہ بدتر شرک و گمراہی مین پڑجاتے ہین چنانچہ بعضی حدیثون مین وارد ہے کہ منافق جب بیماری مین پکڑا جاتا ہے پھر اُسکو شفا دیدی جاتی ہے تو اُسکو کچھ تنبیہ نہین ہوتی ہے جیسے اونٹ کہ وہ کچھ نہین سمجھتا کہ کیون باندھا گیا اور کیون چھوڑا گیا اور کلام نبوت سابقہ مین منقول ہے کہ گویا نیک بندہ کہتا ہے کہ الٰہی مین کہانتک تیری نافرمانی کرون اور تو مجھے عذاب نفرماویگا اور حکم ہوتا ہے کہ اے بندے کہانتک مین تجکو عافیت دون اور تجکو سمجھ نہ آویگی یعنے اللہ تعالےٰ بکثرت گناہون کو بخشتا ہے صرف بعضے گناہون پر مواخذہ کرتا ہے اور اگر وہ سب گناہون پر مواخذہ فرماوے تو روے زمین پر کوئی جاندار نہ بچے مترجم کہتا ہے کہ منافقین و کفار کے حق مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا - ولاتمدن عینیک الآیہ - یعنے کافرون کو جو ہم نے مال و اولاد دیے ہین انکو تعجب کی نگاہ سے نہ دیکھو کیونکہ اللہ تعالےٰ کی مراد یہ ہے کہ کفار ان دونون کی وجہ سے مصیبت مین زندگی بسر کرین اور مرتے وقت انکی روح بہت سختی سے کھینچی جاوے اس سے ظاہر ہوا کہ عذاب آخرت سے پہلے دنیا مین کافرون پر جو عذاب ہوتے ہین اُنمین سے عموماً یہ عذاب ہے کہ کافر دنیا کے اموال حاصل کرنے مین رات دن متفکر و بیچین رہتا ہے اور یہ محض رائگان ہے کیونکہ اگر اہل ایمان کو اپنے رزق کے واسطے محنت اُٹھانی پڑتی ہے تو اُن کو ثواب حاصل ہوتا ہے بلکہ دو طرح سے فرق عظیم ہے اول تو اُنکا دل اپنے رب عزوجل پر مطمئن ہوتا ہے کیونکہ دنیا اُنکا اصلی مقصود نہین ہے پس دنیا کے ساز و سامان نہونے سے اُنکے دل کو اضطراب نہین ہوتا ہے دوم یہ کہ اُنکو اپنی مشقت مین ثواب آخرت منظور ہوتا ہے تو اُنکے دل کو سکون ہے اور ثواب سے خوشی ہے بخلاف کافر کے کہ اُسکو ثواب کی اُمید نہین اور دوسرے مالدارون کو دیکھ دیکھ کر ہردم اضطراب ہے یہ مصیبت سب کافرون کے واسطے عام ہے اسکے علاوہ موت کی مصیبت بھی عام ہے کیونکہ ہر کافر کی روح بہت سختی سے نکلتی ہے اور درمیان مین ایام زندگی کے مصائب اقوام کفار کے واسطے مختلف ہین اور اُنکا اندازہ گناہون کے

Marfat.com

فساد پر ہو جیسے نصاریٰ کے حق مین فرمایا۔ وان لم ینتھوا عما یقولون الآیہ۔ یعنے اگر توحید کو نہ مانینگے تو اُن مین سے کافرون کو عذاب الیم دیا جائیگا پس حاصل یہ ہوا
کہ عذاب آخرت سے پہلے کافرون کو دنیا مین بھی طرح طرح کا عذاب پہونچنے والا ہو ولیکن علم آلہی مین اُسکے واسطے اوقات مقرر ہین لہذا آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو تسلی فرمائی بقولہ تعالے۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا اور اپنے پروردگار کے حکم کے واسطے صبر اختیار کر کیونکہ تو ہماری آنکھون کے
سامنے ہو ف یہ محاورہ ہو کہ جسکو عرب حفاظت وحمایت مین بولتے ہین یعنے تو ہماری نظر کے روبرو ہماری حفاظت وحمایت مین ہو پس تو اپنے پروردگار کا
حکم پہونچانے مین مضبوطی وصبر اختیار کر یہانتک کہ یا تو کفار ایمان لاوین یا دنیاوی عذاب مین مبتلا ہو کر جہنم واصل ہون اور جب تو ہماری حفاظت مین
ہو تو کافرون کی جماعت سے کچھ ضرر نہین پہونچ سکتا۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ۔ اور تسبیح پڑھ اپنے رب کی حمد کے ساتھ جسدم تو کھڑا ہوتا ہو
ف یعنے جسدم نماز کے واسطے کھڑا ہوتا ہو تو سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالے جدک ولا الہ غیرک پڑھ یہ ضحاک وربیع بن انس وعبدالرحمن بن زید
وغیرہم کا قول ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکو ابتدائے نماز مین پڑھا کرتے تھے (رواہ مسلم) اور ابوسعید خدری وغیرہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
بھی روایت کیا کہ آپ اسکو ابتدائے نماز مین پڑھتے تھے (رواہ احمد واہل السنن) یہ تفسیر اس بنیاد پر ہو کہ (جسدم کھڑا ہو) سے مراد نماز کے واسطے کھڑا ہو ابوالجوزا
نے کہا کہ یعنے جب نیند سے اُٹھے ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا اور اس بارہ مین حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بھی موجود ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی رات مین جاگے اور کہے۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ پھر وہ کہے کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي۔ یعنے میرے رب مجھے بخشدے یا آپ نے
فرمایا کہ پھر وہ دعا کرے تو اُسکی دعا قبول کیجائیگی پھر اگر اُسنے ہمت کر کے وضو کیا پھر نماز پڑھی تو اُسکی نماز قبول کیجائیگی (رواہ احمد والبخاری واہل السنن)
مجاہدؒ نے کہا کہ (جسدم کھڑا ہو) یعنے ہر مجلس سے اُٹھے ابوالاحوصؒ نے کہا کہ آدمی جب مجلس سے اُٹھے تو کہے سبحانک اللھم وبحمدک مترجم کہتا ہو کہ یہ کچھ اختلاف
نہین ہو بلکہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نعمت عظمیٰ سکھلائی کہ جب آپ کھڑے ہون تو اللہ تعالے کی تسبیح کرین اور کھڑا ہونا متعدد وجوہ سے ہو اور
سب سے افضل کھڑا ہونا وہ ہو جو نماز کے واسطے ہو پس اسوقت تسبیح کا حکم ہو حنفیہؒ کے نزدیک وہ مجمل ہو اور حدیث سے اسکا بیان چاہیئے پس حدیث سے اور
حضرت عمرؓ کے فعل سے ثابت ہوا کہ وہ سبحانک اللھم وبحمدک الخ ہو پس وہی مختار ہو اگر کہا جاوے کہ پھر وہ فرض ہو گیا جواب یہ کہ شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پر فرض ہوا اور ظاہر یہ کہ افضل تھا اور ہمپر بہرحال مسنون ہو کیونکہ حکم آپ کے واسطے خاص ہو (فاحفظہ) اسیطرح خواب سے اُٹھنا اور ہر مجلس سے اُٹھنا چنانچہ
ابوالاحوص کا قول گذر چکا اور عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وسبح بحمد ربک حین تقوم یعنے ہر مجلس سے جب اُٹھے تو آدمی کو حمد وتسبیح پڑھنا
چاہیئے کیونکہ اگر اُسنے اس مجلس مین نیکی کی ہو تو اس سے نیکی بڑھ جائیگی اور اگر ایسا نہو گا تو خطاؤن کا کفارہ ہو جائیگا (ابن ابی حاتم) عثمان الفقیرؒ نے بیان
کیا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سکھلایا تھا کہ جب آپ مجلس سے اُٹھین تو یہ کلمات کہہ لیا کرین سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ أَنْ
لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ معمر راوی نے کہا کہ مین نے سوائے اپنے شیخ عبدالکریم جزری کے دوسرے شیخ سے سنا کہ یہ ہر مجلس کا کفارہ ہوتا ہے
(عبدالرزاق) یہ روایت مرسل ہو اور اس باب مین دیگر احادیث مسند بھی آئی ہین چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
جب کوئی شخص کسی مجلس مین بیٹھا اور وہان دیر تک خلط ملط گفتگو واقع ہوئی پھر اس مجلس سے اُٹھ جانے سے پہلے اسنے کہا سبحانک اللھم وبحمدک اشہد ان لا الہ الا
انت استغفرک واتوب الیک۔ تو اللہ تعالے اُسکی اس مجلس کی ایسی خطائین معاف فرماتا ہو (الترمذی قال حدیث حسن صحیح غریب وابن جریر والنسائی نے
الیوم) اور اس حدیث کے مانند ابوداؤدؒ نے بھی دوسری اسناد سے روایت کیا ہو۔ اور ترمذیؒ نے مجلس سے گناہون کی مغفرت مین دوسری حدیث یہ روایت
کی کہ مجلس مین سو مرتبہ کہے اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ (حدیث حسن صحیح) ابوبردہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم اپنی آخر عمر مین مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یون فرمایا کرتے سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک یعنی ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اب آپ ایسا کلمہ فرمایا کرتے ہین جو پہلے زمانہ مین آپ نہین کہتے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کفارہ ہی ایسی چیز کا جو مجلس مین واقع ہوئی ہو (ابو داؤد والنسائی والحاکم) اور یہی حدیث رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بھی نسائی وحاکم نے روایت کی اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چند کلمات ایسے ہین کہ جو کوئی اپنی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے تین مرتبہ کہے تو انکی برکت سے کفارہ ہوگا اور جو کوئی انکو نیکی و یاد الٰہی کی مجلس کے بعد کہے تو اُسکے واسطے نیکی پر مہر کیجاویگی جیسے مہر سے وثاقت ہوتی ہو وہ کلمات یہ ہین سبحانک اللھم وبحمدک لا الٰہ الا انت استغفرک واتوب الیک (رواہ ابو داؤد) اور حاکم نے مستدرک مین اسکو حدیث ام المومنین عائشہ سے روایت کرکے حدیث کو صحیح کہا اور جبیر بن مطعمؓ سے بھی روایت کیا اور ابوبکر اسمٰعیلیؒ نے اسکو حدیث امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے (ابن کثیر) اب حاصل تفسیر یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ وسبح بحمد ربک حین تقوم۔ اور جب تو اُٹھے تو اس دم اپنے رب کے حمد کے ساتھ تسبیح کر خواہ نماز کے لیے اُٹھے اور یہ افضل ہی اور معلوم ہوا کہ شروع نماز مین تسبیح کا ذکر بہ نسبت دوسری دعا کے افضل ہی کیونکہ اسکا حکم موجود ہی اور اسیطرح رات مین جب خواب سے جاگے تو تسبیح پڑھ لے جسطرح اوپر حدیث سے مذکور ہوا اگرچہ بعد اسکے پھر سوجاوے اسیطرح کسی مجلس مین بیٹھے اور وہان زیادہ بات چیت کرنیکا اتفاق ہو تو کچھ شک نہین کہ لامحالہ اتنی دیر تک یاد الٰہی سے غافل رہیگا پس تسبیح سے کفارہ ہی اور اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا۔ وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ۔ اور رات مین سے بھی اسکی تسبیح کر یعنے رات کے حصہ مین بھی عبادت کر اللہ تعالےٰ کی بذریعہ نماز و تلاوت و ذکر کے (ابن کثیر) یہان سبحہ نماز سے تفسیر کی اور یہ لغت بھی معروف ہی اور دوسری آیت بھی اسکی مفسر ہی یعنے قولہ تعالےٰ ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک۔ اور اسکی تفسیر اپنے موقع پر گزرچکی بعض نے زعم کیا کہ یہان بھی فقط تسبیح مراد ہی ولیکن یہ قول ضعیف ہی اسواسطے کہ حین تقوم کی تسبیح مین رات کی تسبیح خود آگئی اور حدیث ام المومنین عائشہؓ مین ہی کہ جب آپ خواب سے جاگتے تو دس دفعہ تکبیر کہتے اور دس دفعہ حمد کرتے اور دس بار تسبیح کرتے اور اسیطرح دس بار تہلیل لا الٰہ الا اللہ اور دس بار استغفار کرتے اور کہتے کہ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَعَافِنِیْ اور آپ قیامت کے ضیق مقام سے پناہ مانگتے (رواہ ابو داؤد والنسائی) اور اُسی طرح ابن عباس وغیرہ نے کہا کہ فجر کو اُٹھکر تسبیح و استغفار مین سے یہانتک کہ نماز فجر مین داخل ہو ان روایات سے معلوم ہوا کہ تسبیح تو اول مین مذکور رہی پھر رات مین سُبحہ پڑھنا مقصود ہی پھر سُبحہ نماز نفل پر اطلاق ہونے لگا تو کیا یہان نفل مراد ہی یا فرض بھی شامل ہی مقاتلؒ نے کہا کہ نماز مغرب و عشا ہی دوسرے علمائے نے کہا کہ فجر کی دو سنت ہین چنانچہ ابو ہریرہ سے مرفوع روایت ہی کہ یہ نماز فجر سے پہلے دو رکعت ہین (ابن مردویہ) مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ روایت ثابت ہوجاوے تو مراد یہ ہونا چاہیے کہ فجر کی دو سنتین بھی اس فضیلت مین شامل ہین کیونکہ آیت مین رات کا سُبحہ مقصود ہی اور سنت فجر تو دن مین ہوئی نہ رات مین پس تہجد سے لیکر سنت فجر تک داخل ہی الحاصل حکم فرمایا کہ رات مین سے بھی اللہ تعالےٰ کی تسبیح کر۔ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ۔ اور تارون کے ادبار کے وقت تسبیح کر یعنے سُبحہ ادا کر شاید یہ دو رکعت سنت فجر ہون یا مراد فجر کی نماز ہی اور اسکو ابن جریر نے اختیار کیا اور ابن عباس نے کہا کہ فجر کی دو رکعتین ہین بعض نے کہا کہ سب فریضہ نمازون کے بعد تسبیح مراد ہی (مف) ابن کثیرؒ نے کہا کہ ابن عباس کی حدیث مین آیا کہ ادبار النجوم وہ دو رکعتین ہین جو نماز فجر سے پہلے ہوتی ہین کیونکہ وہ دونون رکعتین ایسے وقت مشروع ہین جب نجوم کا ادبار ہو یعنے نظر سے غائب ہونے لگین اور اسکا نکتہ اہل فہم کے نزدیک واضح ہی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مین تاکید ہی کہ ان دونون رکعتون کو ترک مت کرو اگرچہ تمپر سوار دشمن کی ہجوم ہو (رواہ ابو داؤد) حتی کہ امام احمد سے ایک روایت ہی کہ یہ دونون رکعتین واجب ہین مترجم کہتا ہی کہ امام ابو حنیفہؒ سے بھی روایت ہی کہ بمنزلہ واجب کے ہین اور شاید یہی امام احمد کی مراد ہوگی ابن کثیرؒ نے کہا کہ حقیقت مین واجب کہنا قول ضعیف ہی کیونکہ صحیحین وغیرہ کے حدیث مشہور مین صریح ہی کہ اعرابی نے جب فرائض کو دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ پانچ نمازین رات و دن مین ہین اسنے عرض کیا کہ انکے سوائے بھی ہین فرمایا کہ نہین مگر آنکہ تو نفل پڑھے تعلیا

وتریا سنت فجر کوئی واجب نہین ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ اسمین اجتہاد کو کچھ گنجائش باقی ہے کیونکہ آپ نے پانچ نمازین فرمائین اور انکی تفصیل آپکے عمل و بیان سے حاصل ہوجاوے تو شاید سنت فجر یا وتر بھی اس نماز مین داخل ہو اگرچہ قوی و راجح یہ کہ داخل نہین ہے تاہم احتیاط اولی ہے اور حدیث ام المومنین عائشہؓ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نوافل مین سے کسی نماز کی نگہداشت سنت فجر سے زیادہ نہین کرتے تھے (صحیحین) اور حدیث مین فرمایا کہ فجر کی دونون رکعتین یعنے سنت فجر تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہین (صحیح مسلم) ان دونون روایتون سے ظاہر ہے کہ سنت فجر بھی نفل ہے اور اس کی نگہداشت کے لیئے ترغیب دی گئی ہے فافہم (تتمہ) خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے ومن اللیل فسبحہ وادبار النجوم مقاتلؒ نے کہا کہ نماز مغرب و عشا کو رات مین ادا کر اور ادبار النجوم کے وقت فجر پڑھ۔ اس صورت مین یہ آیت بمانند قولہ تعالے فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون الآیہ ہے شیخ رازیؒ نے کبیر مین لکھا کہ سورۂ ق مین آیا۔ ادبار السجود۔ اور یہان فرمایا۔ ادبار النجوم۔ تو شاید دونون کے معنے ایک ہی ہون سجود جمع ساجد ہے یعنے سجدہ کرنے والے اور اس سے نجوم مراد ہین کیونکہ نجوم جمع نجم بمعنے وہ نبات جو ساق دار نہو اور وہ سجدہ کرتی ہے بقولہ تعالے والنجم والشجر یسجدان۔ یعنے نجم و درخت دونون سجدہ کرتے ہین تو نجوم کے سجدہ کرنے والون کے ادبار کے وقت مترجم کہتا ہے کہ اس تکلف سے کیا حاصل ہوا کیونکہ انکے ادبار کا کوئی وقت معلوم نہین ہے اور صواب وہ تفسیر ہے جو اوپر مذکور ہوئی واللہ سبحانہ تعالے اعلم ف۲ اس سورۂ مبارک کے بعض اشارات کو صاحب عرائس نے بیان کیا ہے از انجملہ ابتدا مین جن امور کی قسم ہے اس سے قلوب و اسرار حضرت سرور عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم و موسیٰؑ کا اشارہ لیا اور قولہ اتبعتہم ذریتہم مین کہا کہ ان ذریات سے وہ مراد ہین کہ ازل سے قبول معرفت کی استعداد رکھتے تھے اور جو بچہ پیدا ہوتا ہے اسکی لوح مین صفائی فطرت موجود ہوتی ہے پھر جب حواس بدرجہ بلوغ پہونچے تو والدین اسکی فطرت سے لوح پر شرک یہودیت و نصرانیت وغیرہ منقوش کرتے ہین اور جب ابتدائے فطرت پر مرے تو قابل انوار رحمت ہے اگرچہ درجات و فضائل کے اعمال اس کے پاس نہین ہین پس اللہ تعالے اُنکو مومنین کے درجات مین ملاویگا جو اُنکے باپ دادے ہین مترجم کہتا ہے کہ اگر ایک شخص مومن ہو اور اُسکا بیٹا یہودی یا نصرانی وغیرہ ہو پھر اُسکا پوتا دین ہدایت پر ہوجاوے تو یہ پوتا اپنے باپ دادا کے ساتھ ملایا جاویگا اگر کہا جاوے کہ دادا کو اپنے بیٹے کی وجہ سے ملال ہوگا اور پوتے کی وجہ سے اتنی خوشی نہو گی کیونکہ طبیعت انسانی درجہ بدرجہ محبت کرتی ہے جواب یہ ہے کہ پوتا اور دادا اپنی نورانی روحانی صورت پر نہایت خوبصورت ہونگے اور وہان طبیعت کا حکم باقی نہین ہے اور اُسکا بیٹا نہایت قبیح شکل پر جہنمی ہوگا جسکے دیکھنے سے اُسکو سخت نفرت ہو گی کیونکہ وہان طبیعت جسمانی جو گوشت پوست کے جذب سے کھینچتی ہے باقی نہین رہیگی شیخؒ نے لکھا کہ وہان اُنکی ارواح و عقلین و قلوب پورے ہوجائینگے اور مشاہدۂ انوار ربوبیت سے انکی معرفت و علم بڑھ جائیگا مترجم کہتا ہے کہ مشائخ مین اختلاف ہے کہ بعد موت کے معرفت بڑھتی ہے یا نہین بڑھتی ہے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے فرمایا کہ بعد موت کے علم و معرفت نہین بڑھتے ہین اور شیخ ابن العربی نے کہا کہ نہین بلکہ معرفت بڑھ جاتی ہے بدلیل قولہ تعالے وبدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون۔ یعنے ان آدمیون کے واسطے اللہ تعالے کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جسکو گمان نہین کرتے تھے۔ ھ۔ یہ دلیل ہے کہ مثلاً معتزلی کو بعد موت کے اپنے گمان کے برخلاف ظاہر ہوگا اور یہی علم کی زیادتی ہے یہ اختلاف بحر العلوم رحمہ اللہ تعالے نے اپنے حاشیۂ میر زاہد رسالہ مین لکھا ہے اور شرح مثنوی مین بھی بیان کیا ہے یہان شیخ عرائس نے بھی موافق ابن العربی کے تصریح کی کہ ذریات کی معرفت بڑھ جائیگی جیسے مریدین اپنے شیوخ عارفین کے درجات مین بوجہ محبت کے پہونچین گے اور حدیث مین بھی وارد ہے کہ من احب قوماً فہو منہم۔ یعنے جو شخص کسی قوم سے محبت کرتا ہے وہ انھین کے ساتھ ہوگا مترجم کہتا ہے کہ یہ دونون طرف شامل ہے یعنے مومنین مین سے جسنے شہدا و صدیقین سے محبت کی وہ انکے درجہ مین ہوگا جیسے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ مجکو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے محبت ہے مین امید کرتا ہون کہ اللہ تعالے مجھے اُنکے درجہ مین پہونچاوے اگرچہ میرے اعمال اُنکے برابر نہین ہین (رواہ الترمذی) اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ جس شخص نے کسی ظالم کافر فاجر سے محبت کی تو وہ اس ظالم کی محبت کی وجہ سے جہنم کے نیچے طبقہ مین ہوگا قولہ تعالے۔ لا لغو فیہا ولا تاثیم ابن عطاؒ نے

Marfat.com

کہاکہ بھلا جو مجلس کہ جنت عدن مین ہو اور ساقی ملائکہ ہون اور شراب طہور ذکر آلہی ہو اور خوشبو اُن کے واسطے اللہ تعالے کی طرف سے سلام تحیت ہو
تو وہان لغو کی گنجائش کہان ہو سکتی ہے شیخ نے کہا کہ اس شراب سے اُنکی تمکین و استقامت بڑھ جائیگی اور دنیا مین نشۂ معرفت سے اگر اہل حق کی زبان سے شطحیات
نکل جاتے تھے تو وہان یہ حال نہو گا کیونکہ دنیاوی حالت سے دار کرامت کی حضوری کا حال سب باتون مین جدا ہے قولہ تعالے فمن اللہ علینا الآیہ یعنے اللہ عزوجل
نے اپنا احسان ہمپر کیا کہ ہمکو اس دار کرامت مین رہنے کے لائق کیا اور مقام اہانت یعنے جہنم سے بچا لیا پس یہ اللہ تعالے کی جناب مین اس قوم کی جانب سے
شکریہ ہے قولہ تعالے فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا۔ اس کلام پاک مین دو طرح سے خطاب فرمایا آول فاصبر سے مخاطب کیا تو یہ مشاہدہ ہے پھر لحکم ربک سے بطور
غائب فرمایا تو یہ غیبت ہے کیونکہ تجلی نہین فرمایا اسوجہ سے کہ مقام ادائے رسالت مین غیبت لازمی ہے لیکن اس سے مشقت شدید لاحق ہوتی ہے کیا نہین دیکھتے ہو
کہ جب ابتدائے حال مین وحی اول آنے کے بعد قریب تین برس کے وحی منقطع ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اضطراب شدید تھا حتی کہ آپ پہاڑ پر سے
گرنا چاہتے تھے پس مشاہدہ کے بعد غائب ہونا ثقل عظیم ہے لہذا صبر کا حکم دیا اور پھر مشاہدہ عطا کیا بقولہ فانک باعیننا۔ یعنے تو ہماری حفاظت مین ہے یہ خطاب مشاہدہ
ہے اور نکتہ یہ ہے کہ عارف اپنے نفس و خودی سے پاک ہو جاتا ہے تو دنیا مین جن لوگون سے اُسکو معاملہ پڑتا ہے اور وہ عارف نہین بلکہ اپنی خودی کے لوگ ہوتے ہین
تو معاملہ کیونکر متفق ہو سکتا ہے جیسے ایک حکیم عالم کی دوستی ایک گنوار جاہل کے ساتھ متفق نہین ہوتی کیونکہ وہ اپنے علم و حکمت کے موافق گفتگو کریگا اور یہ اپنے
جہل و غباوت کے موافق چلیگا تو یہان صرف اتنے اختلاف سے باہم مصاحبت مین فتور ہے اگرچہ دونون اپنی خودی مین موجود ہین پھر قیاس کرنا چاہیے کہ
عارف آخرت سے جاہل دنیا کو کچھ بھی مناسبت نہین ہے خصوصاً پیغمبر کی شان سب سے اعلی ہے پس اللہ عزوجل نے تسکین فرمائی کہ تو ہماری حفاظت مین ہے یعنے
جمیع صفات سے ہم تجھپر نظر فرماتے ہین یعنے اعین سے آنکھین مراد نہین ہین بلکہ یہ صفات حق تعالے ہین اور جسقدر اقوام اس دنیا مین موجود ہین سب صفات
کے مظاہر ہین اور فرق یہ ہے کہ بعضے صفات رحمت و کمال کے مظاہر ہین اور بعضے غضب و جلال کے مظاہر ہین اور غضب کا اثر لعنت ہے جیسے شیطان اور اُسکے
اتباع پر لعنت ہے پس جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ کمال عطا ہوا کہ آپ اللہ تعالے کی جمیع صفات سے اُنکے مظاہر پر نظر فرماوین تو آپ نے اہل ایمان
کو رحمت و کمال کی نظر سے دیکھا اور کفار و اتباع شیاطین کو نظر غضب و جلال سے دیکھا تو ادائے رسالت مین پورے کمال کے ساتھ استقامت حاصل ہوئی
اور آپ کے مشاہدہ مین بھی جمیع عیون صفات سے کمال ظاہر ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حق مین ایک ہی عین ابتدا مین تھی بدلیل قولہ تعالے
ولتصنع علی عینی الآیہ بلکہ علی عین اور بالعین مین بھی فرق ہے اور معانی کے سمجھنے کے واسطے معرفت درکار ہے واللہ سبحانہ تعالے ہو الموفق تم تفسیر
الطور بفضل ربی الغفور

سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اِثْنَتَانِ وَسِتُّوْنَ اٰيَةً

یہ تفسیر سورۃ النجم شروع ہوتی ہے اور یہ سورہ مبارک مکیہ ہے (ابن کثیر ف بخ) جمہور علما کے قول مین یہ پورا سورہ مکیہ ہے یعنے ہجرت سے پہلے مکہ مین
نازل ہوا ہے ولیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ و عکرمہ سے ایسی بات روایت کی گئی جس سے سمجھا جاتا ہے کہ شاید اسمین ایک آیت مدینہ مین نازل ہوئی یعنے
قولہ تعالے الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الآیہ اور اُسکی شہادت اسطرح بھی ہو سکتی ہے کہ مکہ مین توحید اعتقاد اور آخرت کے ارشادات تھے پھر ہجرت
کے بعد فرائض و احکام متواتر ہو گئے تو شاید اس آیت کا نزول مدینہ مین ہو کیونکہ اسمین کبیرہ گناہون اور فواحش سے بچنے کا ذکر ہے سوائے لمم کے [illegible]
تقوی ہین جواب یہ ہو سکتا ہے کہ شرک و کفر سے بچنا مکہ مین بھی نازل ہو چکا تھا اور ہرقل کے مواجہہ مین ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ [illegible]
ہمکو مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہین اور رذائل سے منع کرتے ہین اور یہ فواحش و کبائر خود شرک و کفر کے لوازم ہین پس اصل کلی کے طور پر اسوقت [illegible]

Marfat.com

مدینہ مین اسکی تفصیل بیان ہوئی جیسے زکوٰۃ کا حکم مکہ مین آگیا پھر اسکی تفصیل مدینہ مین بیان ہوئی بعض علمائے نے زعم کیا کہ یہ سورہ پورا مدنیہ ہو یعنے بعد ہجرت
کے مدینہ مین نازل ہوا ہو لیکن صحیح نہین ہو بلکہ صحیح یہی ہو کہ سورۃ النجم کا نزول مکہ مین ہو چکا تھا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جن
سورتون مین سجدہ ہو اول انمین سے سورۂ والنجم نازل ہوا پس اُسکو اعلان کے ساتھ پڑھکر، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور سب لوگون نے سجدہ کیا
سوائے ایک مرد کے جسکو مین نے دیکھا کہ اُسنے ایک مٹھی کنکریان وخاک اُٹھاکر اسپر پیشانی رکھ لی پھر اُسکے بعد مین نے اسکو دیکھا کہ وہ کافر قتل کیا گیا اور وہ
اُمیہ بن خلف تھا (رواہ البخاری ومسلم) ابن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلان کے ساتھ قرارت سے سورۂ والنجم کو پڑھا - ھ - توضیح یہ ہو
کہ معراج شریف کے بعد اللہ تعالےٰ نے سورۂ والنجم کو نازل فرمایا اور مسجد الحرام مین آپ نے کھڑے ہوکر اعلان کے ساتھ اسکو تلاوت فرمایا اور مجلس مین مومنون
کے ساتھ مین مشرکون کی جماعت کثیر بھی موجود تھی جب آپ آیت سجدہ پر پہونچے تو آپ نے سجدہ کیا اور سب مومنون کے ساتھ مین مشرکون نے بھی سجدہ کیا کوئی
باقی نہین رہا سوائے ایک مرد کے کہ اُسنے سجدہ نہ کیا بلکہ ایک مٹھی خاک اُٹھاکر اپنی پیشانی سے لگالی اور کہا کہ یہی مجھے کفایت کرتا ہو ابن مسعودؓ کہتے ہین کہ آخر وہ بدر
مین کافر مارا گیا - واضح ہو کہ یہ سورہ بھی مفصلات مین سے ہو اور فقہا مین سے بعض نے کہا کہ مفصلات سورتون مین سجدہ نہین ہو ابن عباسؓ سے روایت کرتے
ہین کہ جب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ مین آئے تو مفصل کی کسی سورہ مین سجدہ نہین کیا دوسری روایت مین ہو کہ مکہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سورہ والنجم مین سجدہ کرتے تھے پھر جب مدینہ کو ہجرت فرمائی تو اسکو ترک کیا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین
سورہ والنجم پڑھا پس آپ نے اسمین سجدہ نہین کیا (رواہ احمد والبخاری ومسلم وابو داؤد والترمذی والنسائی وغیرہم) لیکن یہ استدلال تمام نہین ہو اسواسطے
کہ شاید فی الحال سجدہ نہ کیا ہو یا اسکا حکم وجوب نہو بلکہ مستحب ہو جیسے امام طحاویؒ نے علماے حنفیہؒ مین سے اختیار کیا اور یہی دیگر ائمہ فقہا کا مذہب ہو اور ابن عمر
رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو نماز پڑھائی اور اسمین سورۂ والنجم پڑھا پس سجدہ کیا تو دیر تک سجدہ مین رہے اس روایت
سے معلوم ہوا کہ آپ نے مدینہ مین بھی سجدہ کیا ہو کیونکہ ابن عمرؓ وہین اس لائق ہوے کہ نماز مین احکام سمجھین اور سجدہ منسوخ ہونیکا کوئی قائل نہین ہو تو جب
مکہ مین آپکا سجدہ کرنا ثبوت ہو تو وہی مدینہ مین ثابت ہو امام بخاریؒ نے کہا کہ حدثنا نصر بن علی اخبرنی ابو احمد الزبیری حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن الاسود بن
یزید عن عبد اللہ قال اول سورۃ انزلت فیہا سجدۃ والنجم الحدیث چنانچہ اسکا ترجمہ اوپر گذرا کہ اسمین آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمین ومشرکین سب نے
سجدہ کیا سوائے ایک مشرک کے جسنے مشت خاک اُٹھاکر اسپر سجدہ کرلیا وہ بعد کو کافر مارا گیا بخاری کی اس روایت مین اس کافر کا نام امیہ بن خلف مذکور ہو
شیخ ابن کثیرؒ نے اعتراض کیا کہ اس حدیث کو بخاری ومسلم وابو داؤد ونسائی وغیرہ نے متعدد اسانیدہ سے روایت کیا اور بعض روایات مین اسکا نام عتبہ
بن ربیعہ مذکور ہو تو مشکل پیش آئی کہ دونون روایتون کی اسانید صحیح ہین اور صرف ایک کافر کا استثنا کیا گیا ہو تو وہ ان دونون مین سے ایک ہی ہو سکتا ہو
مترجم کہتا ہو کہ یہ بیان خود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہین کیا بلکہ کسی راوی نے لاحق کیا ہو کیونکہ امام بخاریؒ کے روایت اسرائیل عن
ابی اسحق مین یہ مذکور ہو اور اس حدیث کو شعبہؒ نے ابی اسحق سے روایت کیا اسمین نام مذکور نہین ہو چنانچہ امام طحاویؒ نے کہا کہ حدثنا ابراہیم بن مرزوق ثنا
وہب ح وحدثنا علی بن شیبۃ ثنا یزید بن ہارون قالا حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق عن الاسود عن عبد اللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا والنجم پس
اسمین سجدہ کیا پھر کوئی باقی نہین رہا سب نے سجدہ کیا سوائے اسکے کہ ایک بوڑھے شیخ نے ایک مٹھی خاک لیکر کہا کہ یہ مجھے کفایت کرتا ہو عبد اللہ بن مسعودؓ نے
کہا بعد اسکے مین نے اسکو دیکھا کہ وہ کافر مارا گیا (اسناد صحیح جید) مترجم کہتا ہو کہ اس سے یہ مقصود نہین ہو کہ سجدہ نہ کرنے والون مین فقط یہی ایک شخص تھا بلکہ
غرض یہ کہ اس سرکش نے اسطرح بے ادبی سے سجدہ کیا تھا بدلیل حدیث مطلب بن ابی وداعہ سہمی رضی اللہ عنہ جو فتح مکہ پر اسلام لائے تھے قال الطحاویؒ حدثنا
... ثنا ابن المبارک عن معمر عن ابن طاؤس عن عکرمہ بن خالد عن المطلب بن ابی وداعۃ قال الخ یعنے مطلبؓ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مکہ مین والنجم پڑھا پس سجدہ کیا اور مین نے اسوقت سجدہ نکیا کیونکہ مین اسلام پر نہین تھا اب مین کبھی اسکا سجدہ ترک نہین کرونگا
اسناد حسن او صحیح) اور حدیث ابو ہریرہؓ مین دو آدمیون کو استثنا کیا ہے قال الطحاوی حدثنا ابن مرزوق قال حدثنا ابو عامر ولبشر بن عمر عن ابن ابی ذئب
عن الحارث بن عبدالرحمن عن محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان عن ابی ہریرۃ الخ یعنے ابو ہریرہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھا پس سجدہ
کیا اور لوگون نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا سوا دو مردون کے جنھون نے شہرت چاہی مترجم کہتا ہے کہ شہرت سے یہ مراد کہ تکبر مین انکا نام ہو اور دوسری
اسناد سے بطریق ابو سلمہ روایت کیا کہ ابو ہریرہ نے خاتمہ نجم پر سجدہ کیا اور کہا کہ اگر مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسمین سجدہ کرتے نہ دیکھا ہوتا تو مین
سجدہ نہ کرتا (اسناد صحیح) اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے مدینہ مین سجدہ کیا کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام ہجرت کے ساتوین سال واقع ہوا ہے پس یہ دلیل
ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے بھی سجدہ کیا اگر کہا جاوے کہ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو النجم سنایا
پس ہم مین سے کسی نے سجدہ نہین کیا تھا (رواہ الطحاوی باسانید صحاح) طحاویؒ نے جواب دیا کہ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ سجدہ کرنا ضروری نہ تھا اور اسپر دلیل
قیاسی یہ کہ آدمی جب سواری پر سجدہ پڑھے تو ایما کرنا کفایت کرتا ہے اور یہ واجب نہین کہ زمین پر اترکر سجدہ کرے اور یہ نفل کی صفت ہے نہ فرض کی تو ہمارے
نزدیک اسی نظر سے یہ سجود سب سنت ہین مترجم کہتا ہے کہ اس مسئلہ مین طحاویؒ نے اپنے اجتہاد سے مذہب حنفیہ کے خلاف یہ اختیار کیا کہ سجود سنت ہین
پھر اسپر صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار روایت کیے از انجملہ حدثنا محمد بن عمرو ثنا عبداللہ بن نمیر عن ہشام عن ابیہ ان عمر بن الخطاب الخ یعنے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے منبر پر جمعہ کے روز سجدہ پڑھا پس اترکر سجدہ کیا اور لوگون نے بھی سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ کو سجدہ پڑھا پس لوگ سجدے کے واسطے آمادہ ہوے
تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی آہستگی پر رہو کہ اللہ تعالے نے ہمپر انکو فرض نہین کیا ہے سوا اسکے کہ جب ہم چاہین پس عمرؓ نے سجدہ پڑھا اور سجدہ نہ کیا اور
لوگون کو سجود سے منع کیا (اسناد حسن وقد تابعہ یونس عن ابن وہب عن مالک عن ہشام بمثلہ) پس اسناد صحیح ہے اور اسکو ائمہ صحاح نے بھی روایت کیا
اور یہ مجمع عام مین بمنزلہ اجماع واقع ہوا کیونکہ اکابر صحابہ مین سے کسی نے انکار نہین کیا مترجم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے اس مقام پر بھی اپنے اصول کی
اتباع کی کہ یہان وجہ اجتہاد مختلف واقع ہوئی ہے یعنے واجب ہے یا نہین واجب ہے اور دلیل سے واجب ہونا ضعیف ہے اور نہونا قوی ہے لیکن شاید
اجتہاد مین خطا ہو تو وجوب کر لینا بہتر ہے کیونکہ اسمین کچھ نقصان نہوگا ورنہ ثواب عظیم جاتا رہیگا اسواسطے انھون نے وجوب اختیار کر لیا لیکن اسطرح
کہ فی الفور واجب نہین ہے اور سواری پر ہو تو ایما سے سجدہ کر لینا کافی ہے اور یہ طریقہ افقہ ہے فافہم واللہ سبحانہ تعالے اعلم قال الطحاوی حدثنا احمد بن مسعود
الخیاط ثنا محمد بن کثیر ثنا مخلد بن الحسین عن ہشام عن ابن سیرین ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأ والنجم فسجد وسجد معہ من حضرہ من الجن والانس والشجر
یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ والنجم پڑھا پس سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ سب جن وانس ودرختون نے جو حاضر تھے سجدہ کیا (اسناد صحیح) مترجم کہتا
ہے کہ درختون کا سجدہ کرنا اپنی شان کے مطابق ہے کیونکہ سر زمین پر ٹیکنا انمین موجود نہین ہے پس جنون ودرختون کا سجدہ کرنا بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے معلوم ہوا ہوگا یا ان اکابر صحابہ رضی کو ایسی نظر معرفت خود حاصل ہو بہرحال یہ صحیح ہے کہ سب نے سجدہ کیا تو ظاہر ہوا کہ سجدہ کرنے مین بڑی فضیلت ہے
حتی الامکان اسکو ترک نکرنا چاہیے (فاحفظ) یہ سب کلام تو اس سورۂ مبارک کے فضائل مین تھا آیات اسمین باسٹھ ہین جنکے کلمات تین سو ساٹھ ہین
حروف ایک ہزار چار سو پانچ ہین کذا ذکرہ الخطیب رحمہ اللہ تعالے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ

قسم ہے تارے کی جب گرے — بہکا نہین تمھارا رفیق اور بے راہ نہین چلا — اور نہین بولتا اپنی چاؤ سے — یہ تو حکم ہے جو بھیجا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ شروع ہے اللہ تعالےٰ کے نام سے ف جو جامع جمیع کمالات ہے الوہیت اُسی کی شان ہے تمام مخلوقات اسکی صفت ایجاد اور خالقیت کا ظہور ہین انھین مین ایک مخلوق انسان ہے اور انسان کے اندر تصور وخیال کہ تر خلقت ہے اسکی مجال نہین کہ اللہ تعالےٰ کو محیط ہوکر تصور وخیال مین لاوے کیونکہ تصور وخیال انسانی حواس مین سے ہے جو اپنے جسم کے مانند مادیات کو اپنی حاجات کے لیے تصور کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اسمین تصور پیدا کر دیتا ہے پس صریح محال ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کو تصور مین لاوے کیونکہ یہ تصور تو اس حواس دماغ کے اندر ایک خیالی صورت پیدا کی گئی تو یہ خدا نہین ہوسکتی ہے تعالےٰ اللہ علوًا کبیرًا پس اسی ذوالجلال الوہیت وکمال نے اپنی جمیع صفات کے مظاہر پیدا کر دیے آزانجملہ بعض مین صفت رحمت کا ظہور ہے تو انمین وہی اوصاف جمع ہونگے جن کا انجام رحمت ہے یعنے جنت وقرب منزلت مین عروج ہو اور ان اوصاف مین سے اصل معرفت حق تعالےٰ واسکی صفات وحدانیت وکمالات ہین اسی لیاقت سے وہ لوگ قابل حضوری جنت وقرب منزلت ہوے آزانجملہ بعض مین صفت غضب کا ظہور ہے تو انمین ایسے ہی ذمائم اخلاق جمع ہونگے جنکا نتیجہ غضب ہے یعنے جہنم ودوری ولعنت مین ذلت ہو اور ان ذمیم قبائح مین سے اصل یہ کہ خالق سبحانہ تعالےٰ کو نہ پہچانے اور اسکی شان وحدانیت مین شرک لاوے اور مخلوقات مین سے کسیکو اپنا کارساز بناوے اور انمین سے بڑی سی بڑی ہمت والا وہ ہے جسنے حق تعالےٰ کے کسی مقبول بندے کے ذریعہ سے شرک کیا جسنے حضرت عیسیٰ وعزیر وغیرہ علیہم السلام کی نسبت سے شرک کیا تو مشرک مردود ہے اور اسکے بنانے سے کسی مخلوق مین الوہیت کی کوئی صفت نہین پیدا ہوسکتی ہے بلکہ مشرک کو اس نیک بندے سے کوئی تعلق نہین رہتا بلکہ حقیقی عداوت ہوجاتی ہے کیونکہ وہ نیک بندہ تو خدا کا دوست ہے اور یہ مشرک جسنے اسکو خدا کا شریک بنایا وہ خدا کا دشمن ہے تو قطعی وہ اس نیک بندے کا دشمن ہوا اور نیک بندہ بھی قطعی اسکا دشمن ہوا کیونکہ اگر وہ اسکا دوست ہو تو خدا کا دشمن ہوجاوے حالانکہ وہ اللہ تعالےٰ کا مقبول بندہ ہے تو ضرور وہ اس مشرک کا قطعی دشمن ہوا بلکہ مشرک اپنے جمائے ہوے خیال کو شیطان کی تعلیم سے پوجتا ہے تو وہ حقیقت مین شیطان کا تابع ہے اور شیطان مظہر غضبی ہے تو یہ درحقیقت ظہور شان الوہیت ہے پس شروع ہے اللہ تعالےٰ کے نام سے جسکی الوہیت کا تصور محال ہے اور وہ جامع جمیع کمال ہے۔ اَلرَّحْمٰنِ جسکی عموم رحمت مین مومن ومشرک سب اس دنیا مین پرورش پاتے ہین اور اپنے اپنے انجام کے موافق اعتقاد واعمال کماتے ہین۔ اَلرَّحِیْمِ۔ خاص رحمت کمال سے اُسنے مظاہر رحمت کو اختصاص دیا ہے اور قرآن اپنے حبیب مکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا اور اسکو معراج کمال مین عروج دیا اور اسپر اہل ایمان بوجہ علم معرفت کے یقین لاتے ہین اور اہل ضلالت اس سے منکر ہوجاتے ہین تاکہ غضب الٰہی مین برباد ہون واضح ہو کہ جب اللہ تعالےٰ نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو مقام کمال مین عروج دیا اور معراج مین بلایا تو اس خبر کو سنکر حضرت صدیق اکبر عبد اللہ بن عثمان ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دل وجان سے تصدیق کی اور کفار ومشرکین نے انکار کیا بلکہ بدبختون نے اُلٹے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو گمراہ کہا اور یہ انتہاے حماقت ہے کیونکہ اگر آدمی کسی چیز کو نہ پہچانے تو قصور فہم ہے کہ اُسنے حق کو نہین پہچانا اور اگر اُسنے حق کو باطل جانا تو یہ کمال گمراہی ہے اس سورۂ مبارک مین اللہ تعالےٰ نے مشرکون کو فہمائش سے خطاب کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان رسالت بالکل حق ہے اور توحید عین صدق وصواب ہے اور شرک محض باطل ومشرک پر عذاب ہے اور آخرت مثل موت کے یقینی ہے قال تعالےٰ۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى قسم ہے نجم کی جب یہ گیا کہ تمھارا صاحب نہین بھٹکا ہے اور نہ بہکا ف صاحب سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ وہ ضلالت وغوایت سے پاک ہے ضلالت راہ گم کرنا اور غوایت سمجھ گم کرنا پس ضلالت یہ کہ راہ راست راہ تقویٰ چھوڑکر بدعت ومعاصی وفواحش پر عمل کرے اور غوایت یہ کہ اعتقاد حق سے جاہل ہوکر توحید سے مُنھ موڑکر شرک وکفر مین پڑجاوے اور اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ان دونون عیب کو دور کیا تو آپ عین راہ حق وتوحید پر کامل متقی ہین اور بلفظ ماضی تعبیر فرمایا تو ابتداے وجود سے کبھی راہ راست سے باہر نہ تھے اور یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے معصوم ہونے کی صفت پیغمبری کی شان ہے اور بالکل نفی کرنے مین انتہاے کمال ہے تو آپ کو یہ مرتبہ انتہاے کمال پر عطا فرمایا گیا تھا و للہ تعالےٰ الحمد والمنہ وعلیٰ رسولہ الصلوٰۃ والتحیۃ مع آلہ وصحبہ اجمعین واضح ہو کہ والنجم قسم ہے اور نجم ایک مخلوق ہے شعبیؒ نے کہا کہ خالق سبحانہ تعالےٰ قادر مختار ہے اپنی مخلوق مین سے جسکی قسم چاہتا ہے

Marfat.com

بیان فرماتا ہو اور مخلوق کو لائق ہی نہین کہ سوائے خالق عز وجل کے کسی کی قسم کھاوے (ابن ابی حاتم) اور مفسرینؒ نے اسکے معنے بیان کرنے مین اختلاف کیا
مجاہدؒ نے فرمایا کہ والنجم اذا ھوی یعنے قسم ثریا کی جب وہ فجر کے ساتھ ساقط ہوتا ہو اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ و سفیان الثوری سے روایت ہو اور اسی کو
ابن جریرؒ نے اختیار کیا سدی نے گمان کیا کہ نجم سے مراد زہرہ ہو ضحاکؒ نے کہا کہ شہاب ثاقب ہو یعنے جب شہاب ثاقب سے شیاطین کو رجم کیا جاوے
مجاہدؒ سے دوسری روایت یہ ہو کہ نجم سے نجم القرآن مراد ہو کیونکہ قرآن نجماً نجماً اتارا گیا معنے یہ ہوے کہ قسم ہو نجم قرآن کی جب وہ نازل ہوتا ہو اسکی نظیر دوسری
آیت مین قولہ تعالے فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم انہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطہرون تنزیل من رب العالمین یعنے مواقع النجوم
کی قسم ہو اگر تم جانتے تو یہ قسم عظیم ہو یہ قرآن کریم ہو جو کتاب مخفی مین ہو جسکو کوئی نہین چھو سکتا سوائے پاکیزہ فرشتون کے یہ رب العالمین کی طرف سے تنزیل ہو
یعنے اتارا جاتا ہو۔ ھ۔ قولہ ما ضل صاحبکم وما غوی یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جاہل نہین ہین جو بے علمی کی راہ چلتا ہو اور غوی نہین ہین کیونکہ غوی
وہ ہوتا ہو جو امر حق جانکر اُس سے مُنہ موڑے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاکیزہ رسول ہین اور اُنکی شریعت نہایت مستقیم و معتدل و کمال معرفت ہو (تنبیہ)
توریت و انجیل مین کتاب الشعیا مین ہو کہ اللہ تعالے فرماتا ہو کہ مین اُس خاتم النبیین پیغمبر کی زبان پر اپنا کلام اُتارونگا وہ سوائے میرے کلام کے کچھ نہین کہیگا جو
کوئی نہ مانیگا مین اُس سے انتقام لونگا۔ ھ۔ قرآن مجید مین اسکی تصدیق موجود ہو قال تعالے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ۔ اور یہ
پیغمبر اپنی خواہش سے بات نہین بولتا اُسکی بات سوائے وحی کے جو اُسکو بھیجی گئی ہو اور کچھ نہین ہو ف یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے پاکیزہ ہین کہ اُن مین
سوائے ارادہ حق تعالے کے اپنی خواہش جسمانی و نفسانی کا کچھ نشان نہین ہو تو اپنی خواہش کے موافق کوئی بات بھی نہین کہتے ہین بلکہ جو کچھ اُنکی زبان سے
نکلتا ہو وہ عین وحی حق تعالے ہو اس سے ظاہر ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی جو کچھ آپ فرماتے تھے وہ سب وحی خفی ہوتا تھا اور قرآن وحی جلی ہو اگر کہا جاوے
کہ وحی خفی و وحی جلی مین کیا فرق ہو تو جواب یہ ہو کہ وحی جلی یعنے قرآن عین کلام قدیم ہو یعنے حق سبحانہ عز وجل نے اپنی صفت پاک سے ازل مین جو کلام فرمایا
وہ بعینہ آپ کے قلب پر نازل ہوا اور جس طرح نازل ہوا بعینہ آپ نے ادا کردیا اور یہ بات صرف زبان سے ممکن ہو اور کتاب سے ممکن نہین ہو مترجم کہتا ہو کہ
اس مقام کو اچھی طرح غور سے سمجھ لینا چاہیے کیونکہ بہت سے مسلمان اسکو نہین سمجھتے ہین اسکے معنے یہ ہین کہ حق تعالے کی صفات مین سے جیسے علیم و سمیع و بصیر وغیرہ
ہو یعنے اللہ تعالے عالم ہو اور اللہ تعالے سننے والا اور دیکھنے والا ہو اسیطرح اللہ تعالے کی صفت مین سے کلام ہو یعنے اللہ تعالے کلام کرنے والا ہو پھر جاننا چاہیے
کہ اللہ تعالے کی یہ صفات سب قدیمی ازلی ہین یعنے ہمیشہ سے موجود ہین کیونکہ یہ بات محال ہو کہ کسی وقت اللہ تعالے عالم نہ تھا پھر عالم ہوا یا کسی وقت نہین
دیکھتا تھا پھر دیکھنے والا ہوا یہ بات بالکل محال ہو پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالے کی صفات ہین اور وہ سب قدیمی ہین پھر جاننا چاہیے کہ ان صفات مین تغیر
بھی نہین ہو سکتا ہو مثلاً کسی وقت دیکھتا ہو پھر نہ دیکھے پھر اُسکے بعد دیکھنے لگے تو یہ بالکل محال ہو اسواسطے کہ تغیر تو مخلوقات مین ہوتا ہو اور شان ازلی مین تغیر
محال ہو تو ثابت ہوا کہ صفات حق تعالے ازل سے برابر یکسان ہین اور زمانہ کو اللہ تعالے نے پیدا کیا اور اُسکی ذات و صفات زمانہ وغیرہ سے پاک ہین اب
وہ سب صفات قدیم ہین تو اللہ تعالے کا کلام بھی قدیم ہو اگر شیطان وسوسہ دلاوے کہ قرآن مجید مین موسی و فرعون کا قصہ مذکور ہو اسیطرح حضرت نوح
و دیگر انبیا علیہم السلام کے حالات اُنکی امت کے ساتھ مذکور ہین حالانکہ یہ سب لوگ حادث و مخلوقات ہین تو قرآن مجید کیونکر قدیم ہو جواب یہ ہو کہ اللہ تعالے
اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے جانتا تھا کیونکہ یہ بات غیر ممکن ہو کہ اللہ تعالے اپنی مخلوق سے جاہل ہو تو ازل مین اُسنے جو کچھ قول موسی و جواب فرعون کا
بیان کیا وہی بعینہ اُسوقت واقع ہوا جب دنیا مین موسی و فرعون کا وجود ہوا اور اللہ تعالے کے کلام کے واسطے کوئی زبان خاص نہین ہو بلکہ اُسکے کلام کے
موافق موسی و فرعون نے اپنی اپنی زبان مین کلام کیا اور اللہ تعالے کا کلام کچھ اُس زبان کے ساتھ خاص نہین ہو بلکہ عربی مین بھی اُسکا کلام ہو اور اللہ تعالے
نے ازل مین کلام فرمایا اور یہ اُسکی صفت ہو جو قدیم ہو اور جس مخلوق کے حق مین جسطرح کلام فرمایا اُسیطرح واقع ہوگا پھر اگر اسکا کلام کسی

صحف و انجیل کے نازل ہوا تو یہ خالص نہین بلکہ کتاب کے لباس مین ہے کیونکہ خالص کلام کے واسطے قلب متحمل چاہیئے اور یہ قلب فقط ایک قلب اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا اور وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک ہے پس آپ کے قلب پر خالص وحی نازل فرمائی کیونکہ آپ کا قلب اس خالص کلام کا متحمل تھا باوجود اسکے جب آپ پر وحی آتی تھی تو آپ مثل مردہ کے ہوجاتے تھے لہذا اگلے انبیا علیہم السلام پر کلام الٰہی کتاب کے لباس مین نازل ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین حضرت شعیا وغیرہ انبیاے سابقین کی زبانی سے لوگون کو آگاہ کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ مین اُس خاتم النبیین پیغمبر کے مُنھ مین اپنا کلام ڈالونگا وہ میری ہی زبان سے کلام کریگا اور جسنے نہ مانا مین اُس سے انتقام لونگا مترجم کہتا ہے کہ یہ بشارت بہت جگہ اس تفسیر مین گذر چکی ہین اور آیندہ انشاء اللہ تعالےٰ بہت تفصیل سے انکا بیان آویگا اور قرآن مجید مین اس بشارت کو اللہ تعالےٰ نے تحقیق فرمایا لقولہ تعالےٰ وما ینطق عن الہویٰ اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ اگلے انبیا پر اللہ تعالےٰ نے وہ نازل فرمایا جسپر بشر ایمان لایا اور مجکو جو کچھ وحی فرمایا گیا وہ خالص وحی ہے تو مجھے امید ہے کہ قیامت مین میرے تابعین سب سے زیادہ ہونگے (الصحیح) ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ میری اُمت کے ایک آدمی کی شفاعت سے اللہ تعالےٰ جنت مین ایک قبیلہ ربیعہ یا مضر کے برابر داخل فرمائیگا ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مضر سے ربیعہ بہت تھوڑے ہین تو آپ نے فرمایا کہ میری زبان سے وہی نکلتا ہے جو مجکو وحی ہوتا ہے (احمد) عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابتدا مین جو کچھ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا وہ لکھ لیتا تھا تاکہ یاد رکھون پھر قریش کے چند آدمیون نے مجکو منع کیا کہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھ لیتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ایک بشر ہین کہ وہ غصہ کی حالت مین بھی کلام فرماتے ہین یہ سُنکر مین نے لکھنا چھوڑ دیا پھر مین نے اُسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو لکھا کر پس قسم ہے حق عزوجل کی کہ میری زبان سے وہی بات نکلتی ہے جو حق ہے (احمد و ابو داؤد) اگر کہا جاوے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو دیکھا کہ درختان خرما مین نر مادی لگاتے ہین تو اس بارہ مین کچھ فرمایا پس لوگون نے نر مادی نہین لگائی تو اُس سال کم پھل آئے پس لوگون نے آپ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنی دنیا کے معاملات مین تم جانو اور مین جب تمکو امر دین مین کوئی حکم دون تو اُسکی اتباع کرو اسیطرح آپ اپنے اصحاب سے اور بچون سے کبھی خوش طبعی کی بات فرمایا کرتے تھے تو اسکے کیا معنے ہین جواب یہ ہے کہ خوش طبعی مین آپ حق بات زبان سے بولتے تھے چنانچہ حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ بعض اصحاب نے عرض کیا کہ آپ ہم سے خوش طبعی کی بات فرماتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان مگر مین وہی کہتا ہون جو حق ہے (احمد) جیسے ایک بڑھیا عورت سے فرمایا کہ جنت مین کوئی بُڈھی نہ جاے گی اُس عورت کو غم لاحق ہوا تو آپ نے بتلادیا کہ جنت مین اللہ تعالےٰ اُنکو نوجوان باکرہ کر کے داخل کریگا اور بڑھیا نہین جائیگی اور اسکے واسطے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی گویا اسمین حکمت یہ تھی کہ اُس بڑھیا کو چاہیئے کہ قرآن مجید کو تلاوت کیا کرے اسیطرح یقین کرنا چاہیئے کہ جو کلام آپکی زبان مبارک سے نکلا وہ عین حق تھا اور اُسمین بہت اسرار حکمت تھے کیونکہ نص صریح سے ہمکو یہ بات معلوم ہوگئی کہ آپ وحی الٰہی سے کلام کرتے ہین تو بعد اسکے کوئی کلام حق سے خالی نہین ہوسکتا خواہ وہ دین کے متعلق ہو یا دنیا کے متعلق ہو ہان بعض کلام کے اسرار حکمت ہماری سمجھ مین نہین آتے ہین تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے جیسے خرما کی نر مادی لگانے مین جو کچھ فرمایا اُس سے ہمکو شریعت کی یہ راہ معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو حواس اسیواسطے عطا فرمائے ہین کہ جسمانی زندگی کو ہوش و حواس سے پورا کرین اور ان حواس کو شریعت کے موافق کام مین لاوین یعنے پرورش جسمانی کے واسطے ان حواس کو کام مین لانا ہر طرح جائز ہے سوا اسکے کہ روحانیت کو دنیا کی زندگی کے واسطے نہ کرے بلکہ آخرت کے واسطے رکھے اور سوا بعض طریقہ کے جسکو شرع نے منع کر دیا جیسے بیاج وغیرہ حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حسن نیت سے اللہ تعالےٰ انسان کی دنیاوی معیشت کے واسطے آسائش و فراخی ایسی صورت سے پیدا کر دیتا ہے جو عادت کے خلاف ہو ولیکن اُسمین توکل و بھروسہ پورا چاہیئے عادت کی وجہ سے دل مین تردد ہوا تو وہ نتیجہ نہین پیدا ہوتا ہے اور تردد ہونے مین انسان مجبور ہے کیونکہ مثلاً خرما مین نر مادی لگانے سے پھل پیدا ہونا خیال ہوتا تو اس عادت کو چھوڑنے مین خواہ مخواہ ہیجان ہوگا اور اگر بعضے خاص بندون مین ایسی صفت موجود بھی ہو کہ اُنکے دل مطمئن و ساکن ہون تو

سب لوگون مین یہ بات پیدا نہین ہوسکتی ہی پس عوام کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ دنیاوی معیشت کے واسطے جواس [illegible]
کو یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جو کوئی اللہ تعالے پر توکل کرے یعنے بالکل مطمئن ہو تو آسان طریقہ سے اللہ تعالے اُسکے واسطے وہی نتیجہ فرماتا ہی [illegible]
حاصل ہوتا ہی پس ظاہر ہوا کہ آپ کا کلام سب کلام حق ہی اور سمجھنے کے واسطے البتہ معرفت درکار ہی اور بعضے عالمون نے گمان کیا کہ ما ینطق عن
الھوی ان ہو الا وحی یوحی۔ فقط احکام شریعت کے ساتھ خاص ہی کیونکہ بعضے افعال مین آپ نے فرمایا کہ مین بشر ہون جیسے تم بھولتے ہو مین بھی کبھی بھول
جاتا ہون اور آپ ایک مرتبہ نماز فجر کے وقت سو گئے جیسے دیگر لوگ سو گئے تھے اور ایک مرتبہ دو شخصون کے جھگڑے فیصل کرنے مین آپ نے فرمایا کہ شاید
تم مین سے بعض اپنی حجت بیان کرنے مین زباندار ہو یعنے خوب باتین بنانا جانتا ہو اور مین اسکی حجت کے موافق حکم دیدون حالانکہ اسکا حق نہین ہے
تو وہ اسکو حلال نہو جائیگا بلکہ آگ کا ٹکڑا ہی اسیطرح دیگر واقعات مین سترجم کہتا ہی کہ یہ گمان غلط ہی بلکہ آپ کی ذات مبارک سے انسانی ہدایت
مقصود تھی لہذا آپ کے حق مین وہ بشری افعال جاری ہوتے تھے جنکے احکام سے امت کو آگاہی حاصل ہوا اگرچہ آپ کو خود کوئی ضرورت نہ تھی کہ ایسے
واقعات ہون مثلاً صبح کی نماز مین غفلت طاری ہونا آپ کی ذات مبارک سے بعید تھا کیونکہ آپ عین الشہود کی معرفت مین تھے آپ کا سونا ہزار
بیداری سے افضل ہی کیا نہین دیکھتے کہ حدیث صحیح وارد ہی کہ میری آنکھین سوتی ہین اور میرا دل نہین سوتا چونکہ طلوع فجر وغیرہ احکام اس آنکھ سے
متعلق ہین لہذا اس حکم کے بیان کرنے کے لیے روح مبارک کو روک لیا گیا تاکہ امت پر رحمت و آسانی ظاہر ہو والحمد للہ رب العالمین۔ واضح ہو کہ
آیت سے ثبوت ہوا کہ کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب وحی تھا بتعلیم جبرئیل لقولہ تعالے

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ ذُوْ مِرَّةٍ ۚ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

سکھایا سخت قوتون والے نے زور آور نے پھر سیدھا بیٹھا اور وہ تھا اونچے کنارے آسمان کے پھر نزدیک ہوا اور لٹک آیا پھر رہ گیا فرق دو کمان کا میانہ یا

اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے اپنے بندے پر جو بھیجا جھوٹھ نہ دیکھا دل نے جو دیکھا اب تم کیا اس سے جھگڑتے ہو اُس پر جو اُسنے دیکھا اور اسکو اسنے دیکھا ہی ایک دوسرے اُتار

اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝

مین پرلے حد کی بیری پاس اس پاس ہی بہشت رہنے کی جب چھا رہا تھا اس بیری پر جو کچھ چھا رہا تھا بہکی نہین نگاہ اور حد سے نہین بڑھی

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝

بیشک دیکھے اپنے رب کے بڑے نمونے

اللہ تعالے اپنے حبیب رسول محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم سے آگاہ فرماتا ہی کہ ہر کلام اسکا عین وحی ہی اسیلئے کہ تعلیم مین صنعت آلہیہ ہی عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ
الْقُوٰى۔ اسکو سکھلایا ہی شدید القوی نے ف یعنے جسکے قوی بہت شدید مین قوی جمع قوت یعنے اسکی روحانیت بہت قوی ہی اکثر مفسرین نے کہا کہ وہ
جبرئیل علیہ السلام ہی جو ملائکہ مین سے رسول ہی اللہ تعالے اسکو آدمیون کے انبیا علیہم السلام کے پاس ایلچی کرکے بھیجتا ہی۔ قال تعالے اللہ یصطفی من الملائکہ
رسلا و من الناس۔ یعنے اللہ تعالے کی شان ہی کہ وہ ملائکہ مین سے ایلچی برگزیدہ فرماتا ہی اور آدمیون مین سے ایلچی برگزیدہ فرماتا ہی ھ۔ پس جبرئیل علیہ السلام
کو ملائکہ مین سے منتخب فرمایا ہی لقولہ تعالے۔ انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین۔ یعنے محمد رسول اللہ جو وحی تلاوت فرماتے ہین [illegible]
بزرگ ایلچی کی زبان سے ہی جو صاحب قوت ہی اللہ تعالے کے صاحب عرش کے وہان عزت کی جگہ پائے ہوئے ہے وہان اُسکی اطاعت کی جاتی ہی [illegible]
اسکے تابع ہین) وہ وہان اللہ تعالے کی طرف سے امین ہی ھ۔ ذُوْ مِرَّةٍ۔ وہ ہیات مین قوی ہی ابن عباسؓ نے کہا کہ اسکی [illegible]

پھر مترجم کہتا ہے کہ اول مین شدید القوی باعتبار قوت روحانیت ہے اور ذومرة باعتبار قوت جسمانیت ہے اگرچہ ملائکہ کا جسم خاکی نہین ہے بعض نے کہا کہ نہین بلکہ اول مین شدید القوی یعنے اللہ تعالے یہ حسن بصری سے روایت کیا جاتا ہے یعنے اللہ تعالے نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بندۂ حبیب کو یہ وحی تعلیم فرمائی ہے بذریعہ ذومرة کے یعنے جبرئیل کے واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ملائکہ سماوی نورانی کو خاک ونار وغیرہ کی کدورت سے پاک رکھا ہے کیونکہ صحیح حدیث وغیرہ مین ہے کہ ان ملائکہ کی پیدائش نور سے ہے تو وہ عین عقل ہے پس ہر کام اُنسے عین عقل وصواب ہوگا بخلاف انسان کے کہ اول تو اسمین حواس اوپر وظاہر ہین اور عقل مخفی ہے اور بعد ایمان کے عقل بھی ظاہر ہوتی ہے یعنے حواس کے درمیان سے عقل کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے پھر حواس تو اپنی جسمانی خواہش کی چیزین اس سے چاہتے رہتے ہین اور عقل اپنے نور آخرت کیطرف راغب ہے اسوجہ سے جب وہ آخرت کی طرف راغب ہوتا ہے اور اس حالت مین حواس کی تاریکیان درمیان مین ہجوم کرتی ہین تو اکثر اوقات وہ حق وصواب اسی حواس کے درمیانی خیال کو سمجھ لیتا ہے اسیوجہ سے جسقدر آدمی زیادہ متقی اور ایمان مین صادق ہو اسیقدر اسکے حواس کی تلبیس سے امن ہوتا ہے اور اسکا اجتہاد اچھا ہوتا ہے اور جسقدر فسق وفجور اور ہوس دنیا غالب ہو اسیقدر وہ حق سے دور اور خیالات حواس کو حق سمجھکر بدعت وجہالت مین پڑجاتا ہے اسیواسطے علماے سابقین کی اتباع اجتہاد کو مغتنم سمجھا گیا ہے اور اس آخر زمانہ مین جب اہل علم براے نام آخرت کے مدعی ہین انکے اجتہاد سے پرہیز کیا جاتا ہے حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین لوگ اپنے خیالات سے حق تلاش کرکے گمراہ ہونگے اصل حدیث کو احمد بن عبدالرحمن بن وہب بحشل نے جو امام مسلم وطحاوی کے استاد ہین متفرداً روایت کیا ابن عدیؒ نے کہا کہ شاید انکے چچا عبداللہ بن وہب نے خاصکر انکو یہ علم دیا ہو مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین یہ حالت مشاہدہ ہے اگر بعضے اہل علم مدعی ہون کہ ہم علماے آخرت مین تو کمتر درجہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو موت کی ملاقات کے واسطے صبح وشام مہیا کرین اور منتظر ہون اگر یہ بات ہو تو خیر ورنہ کاذب ہین اس فائدہ جلیلہ سے یہ علم حاصل ہوا کہ معارف آخرت کے لیے انکے حواس کا یہ کہنا کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے محض غلط ہے اب ہم اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ نور عقل سے مانع صرف کدورت حواس کی روک ہے تو ملائکہ مین یہ غلطی غیر ممکن ہے کیونکہ انمین حواس کی کدورت نہین ہے پس جو کچھ انمین ہے وہ عین علم حق ہے اب ہم کہتے ہین کہ وہ حق کے موافق عمل کرنے سے عاجز نہین ہو سکتے ہین اسوجہ سے کہ جسم خاکی نہین جو آڑ ہو اور نہ تکان ممکن ہے اور نہ انکو کوئی چیز مانع ہو سکتی ہے حتی کہ اگر انکو حکم ہو کہ زید کا دایان کان نہ سنے اور بایان کرخت آواز کے صدمہ سے پھٹ جاوے تو یہی ہوگا جیسے قوم ثمود بوجہ کرخت آواز کے کلیجہ پھٹکر مرگئے اور انکے جوار مین مومنون کو ذرا بھی آواز نہ معلوم ہوئی۔ اسیطرح مادیات آسمان وزمین کوئی انکی قوت کا مقابلہ نہین کرسکتے ہین دیکھو جبرئیل علیہ السلام نے قوم لوط کا تختہ اپنے پرون مین سے ایک نوک سے اُٹھا کر تہ وبالا کر دیا لیکن بہت سے حواس کے بندے جنمین عقل کی راہ کبھی نہین کُھلی ہے وہ اس معنے کو نہین سمجھتے اور انکے حواس ہی مین نہین آتا کہ یہ کیونکر ممکن ہے اور وجہ یہ ہے کہ حواس صرف مادی جسم کی قوت ہین تو یہ کبھی اپنی اصل سے تجاوز نہین کرسکتے ہین ہر طرف دوڑکر اسی دائرہ مین رہینگے پھر کیونکر ان خامکار بے عقلون کو سمجھایا جاوے لیکن اہل عقل تو بخوبی سمجھ سکتے ہین اور اصل مین انھین کی تعلیم مقصود ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور جسکے واسطے اللہ تعالے نے نور نہین رکھا اسکو کہین سے نور نہین ملسکتا ہے۔ فما لہ من ہاد جسکو اللہ تعالے نے ان معارف کی ہدایت نہ دی تو کوئی اسکا ہادی نہین ہو سکتا ہے اللہ تعالے ہی ہدایت پیدا فرماتا ہے تو متکبر مغرور سرکش کافر نے نفس کے موافق یہ نور آخرت وعلم معرفت جو زیور جنت ہے نہین چاہا پس محروم ہوا وقال تعالے ومن یرغب عن ملة ابراہیم الا من سفہ نفسہ۔ ملت ابراہیم یعنے دین توحید سے وہی مُنھ موڑتا ہے جو اپنے نفس کا سفیہ ہے سفیہ احمق بے عقل جب وہی ہوا جو توحید سے کافر ہے اگرچہ دنیاوی تن پروری مین حواس کا کامل ہوشیار ہو تو معلوم ہوا کہ جو ایمان لایا وہ سفیہ نہین ہے پس بحمد اللہ سبحانہ تعالے یہ بیان اسکو نافع ہوگا اور وہی دار جنت کے لائق ہے تو وہ سمجھ جائیگا کہ ملائکہ اللہ تعالے کی مخلوقات مین سے ایسی نورانی خلقت ہے کہ اس سے سواے طاعت وعبادت کے کچھ فساد ممکن نہین ہے۔ لا یعصون اللہ [illegible] اللہ تعالے نے جو کچھ انکو حکم کیا اسمین عصیان نہین کرسکتے ہین۔ ھ۔ جیسے چاند وسورج کا حال ہے پھر جو حکم دیا اس کی تعمیل مین عاجزی بھی غیر ممکن ہے [illegible]ؤمرون۔ جو حکم دیے جاتے ہین وہ پورا کرتے ہین اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ ملائکہ مثل چاند وسورج کے عین حکم کے مامور ہین۔ ھ۔ بالجملہ وہ مظہر صفت

Marfat.com

[illegible] طہارت وطاعت ونورانیت ہین لیکن معصیت وغضب وغیرہ صفات کا انمین ظہور نہین ہو اسوجہ سے کامل مظہر نہین ہین اور [illegible] تعلق نہین ہو تو قوت انکی ذاتی خصیت ہو اور عارضی خلقت نہین ہو جسکے مقابلے مین ضعف ہوتا ہو کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالےٰ قوی [illegible] بمقابلہ ضعف نہین ہو بلکہ صفت قدس وکمال ہو اور یہی ظہور ملائکہ مین ہو اور وہ عین العلم ہین لہذا یہان انمین سے افضل یعنے جبرئیل علیہ السلام [illegible] ظہور صنعت آیہ ہین اسیواسطے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے بندہ خاص کے حق مین فرمایا کہ جو وہ فرماتا ہو وحی ہو جو اسپر نازل ہوئی وہ شدید القوی نے اسکو تعلیم دی یعنے پہونچائی وہ ذو مرۃ یعنے ہیکل مین نہایت کامل قوت والا ہو۔ فَاسْتَوٰى۔ پس وہ مستوی ہوا ف اہل تفسیر نے اسکی ضمیر مین اختلاف کیا یعنے کون شخص مستوی ہوا واضح ہو کہ اوپر وحی قرآن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام کا ذکر آیا ہو اور یہ ضمیر انمین سے ہر ایک کی جانب راجع ہو سکتی ہو بعض نے قرآن کی جانب راجع کی تو معنے یہ ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تلاوت فرماتے ہین وہ اپنے نفس کی جانب سے نہین ہو بلکہ خالص وحی ہے جو شدید القوی ذو مرۃ نے پہونچائی یعنے قرآن پس وہ مستوی ہوا یعنے ٹھیک ٹھیک سینۂ جبرئیل سے سینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین آگیا بعضؒ نے کہا کہ مستوی ہوا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ اس وحی الٰہی کے واسطے معتدل مستوی ہوگیا یا وہ اداے رسالت کے واسطے ٹھیک قائم ہوا جسطرح اللہ تعالےٰ نے وحی سے حکم دیا مترجم کہتا ہو کہ اس صورت مین یہ تحقیقی بیان ہو کہ وحی الٰہی جو بذریعہ جبرئیل علیہ السلام کے محمد صلعم کے سینہ مین پہونچتی ہو ٹھیک مستوی ہو یعنے جبرئیل علیہ السلام سے کسی طرح امین کمی بیشی ہونا محال ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھولنا بھی محال ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپکو معصوم کیا ہو پس یہ وحی بالکل مستوی ہو یعنے سب باتون مین اعتدال و استواء ہو بعض نے کہا کہ یہ بھی جبرئیل علیہ السلام کی صفت ہو یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ وحی پہونچائی ایک فرشتۂ نورانی نے جسکی یہ صفت ہے کہ وہ شدید القوی ہو اور ذو مرہ ہو پس یہ فرشتہ مستوی ہوا یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی پہونچا کر آسمان کی جانب بلند ہوا جیسے قولہ تعالےٰ فاستوی الی السماء فسویہن الآیہ۔ یہ قول سعید بن المسیب و سعید بن جبیر سے منقول ہو ابن کثیرؒ نے بھی لکھا کہ حسن و مجاہد و قتادہ و ربیع بن انس نے کہا کہ فاستوی یعنے جبرئیل علیہ السلام مستوی ہوا۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى۔ درحالیکہ وہ افق اعلیٰ پر تھا ف عکرمہؒ نے کہا کہ افق اعلیٰ وہ ہو جہان سے صبح ظاہر ہوتی ہو اور اسیکے مانند مجاہد و قتادہ و ابن زید وغیرہ کا قول ہو اور معنے یہ ہین کہ جبرئیل علیہ السلام افق اعلیٰ پر مستوی ہوے عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ کو انکی اصلی صورت پر نہین دیکھا تھا پس آپ نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ وہ مجھے اصلی صورت پر دکھلا دیا جاوے پس آپ نے دیکھا کہ جبرئیلؑ نے مستوی ہو کر افق اعلیٰ کو بھر لیا پھر دوسری مرتبہ بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صعود معراج مین جبرئیلؑ کو اصلی صورت پر دیکھا (رواہ ابن ابی حاتم) اس قول کے موافق معنے یہ ہوے کہ جس شدید القوی فرشتہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی پہونچائی اُس خوبصورت فرشتہ کو رسول اللہؐ نے دیکھا ہو کہ وہ افق اعلیٰ پر مستوی ہوا واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس جبرئیلؑ بصورت انسانی وحی لایا کرتے تھے اور کسیکو یہ تاب نہ تھی کہ جبرئیلؑ کو اصلی صورت پر دیکھے سوائے ہمارے سردار پیغمبر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ نے دو مرتبہ جبرئیلؑ کو اصلی صورت پر دیکھا ابن کثیرؒ نے کہا کہ اول مرتبہ ابتدائے زمانۂ وحی مین آپ نے درخواست فرمائی تھی تو اللہ تعالےٰ نے آپکو دکھلا دیا پس آپ نے جبرئیلؑ کو اس صورت پر دیکھا جس صورت پر اللہ تعالےٰ نے جبرئیلؑ کو پیدا فرمایا ہو کہ افق اعلیٰ پر جبرئیلؑ نے اپنی اصلی صورت پر استوا کیا انکے چھ سو بازو تھے ابن جریرؒ نے سب سے الگ یہ قول اختیار کیا کہ یہ شب معراج کا واقعہ ہو اور اسکو مدلل بیان کیا لیکن ابن کثیرؒ نے کہا کہ نہین بلکہ یہ معراج سے پہلے تھا مترجم کہتا ہو کہ بعض علمائے کے نزدیک معراج جو قرآن مین مذکور ہو وہ کامل معراج ہو اور اسکے علاوہ بھی کئی قسم کی معراج بارہا واقع ہوئی ہو جنکا ذکر احادیث مین آیا ہو اور ان احادیث مین سے بعض احادیث کا بیان سبحان الذی اسری کی تفسیر مین گذر چکا ہو پس شاید یہان بھی اسی قسم کی معراج سے آپ بلندی پر [illegible] اور وہان افق اعلیٰ پر آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر دیکھا۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى پھر نزدیک ہوا پس قریب اتراف تدلی کسی چیز کے پاس لٹکنے [illegible] کہتے ہین پھر یہان دیکھنا چاہیئے کہ جن لوگون نے اسکو معراج کا واقعہ سمجھا ہو اُنکے نزدیک کیا معنے ہین اور دوسرون کے نزدیک کیا معنے ہین [illegible]

Marfat.com

[؟] دو آپ نے جبرئیل کو دیکھا کہ وہ افق اعلیٰ پر ہین تو معنے یہ کہ پھر جبرئیل افق اعلیٰ سے زمین کی جانب نزدیک ہوے یہانتک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى پس ہوگیا بقدر دو کمان کے یا اس سے بھی نزدیک ف یعنے پس جبرئیل و محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین اس قدر نزدیکی ہوگئی جیسے دو کمانین جوڑی جاتی ہین یا اس سے بھی زیادہ نزدیکی تھی اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ کو سب معلوم ہو پس اسطرح شک کے طور پر کیون بیان فرمایا کہ دو کمانین یا اس سے نزدیک تھا مترجم کہتا ہو کہ بعض علماء نے جواب یہ دیا کہ یہ شک نہین ہو بلکہ اللہ تعالےٰ نے مخلوق کا قیاس بتلایا کہ تم اپنے اندازہ مین دو قوس کی نزدیکی یا اس سے بھی کم اندازہ کرو پس آدمیون کی عادت کے موافق یہ کلام فرمایا بعض نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ دو قوس کے قدر بلکہ اس سے بھی کمتر تھا مترجم کہتا ہو کہ تحقیقی بات یہ ہو کہ نزدیکی و دوری ایسی دو چیزون مین ہوا کرتی ہو جو دونون مادی ہون یعنے دو جسمون مین نزدیکی و دوری ہوتی ہو اور روحانی حکم اس سے پاک ہو کیا نہین دیکھتے ہو کہ ایک آن مین جبرئیل علیہ السلام آسمان سے زمین کو آتے تھے بلکہ تمہارا وہم کسقدر جلد دوڑتا ہو اور جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ روحانی حکم جاری ہو جسکو سمجھنے کے واسطے حواس کو اپنی مادیات پر قیاس کرنا پڑیگا پس فرمایا کہ دونون مین نہایت قرب ہوا جیسے دوہری کمان جوڑی جاتی ہین کہ ان مین سوا تیر کی ڈنڈی کی مقدار کے فاصلہ نہین ہوتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک تصور کرو پس یہ روحانی قرب اصلی کو مادی قرب سے اندازہ و قیاس کرنیکا حکم دیا کیونکہ ان آیات مین اصلی مقصود یہ ہو کہ اے اہل مکہ وغیرہ تم پر جو رسول بھیجا گیا وہ جو کچھ تمکو نصیحت فرماتا ہو کچھ اٹکل و قیاس کی بنی ہوئی باتین نہین ہین بلکہ عین حق و وحی صادق ہو جو اسکو جبرئیل فرشتہ کامل نے پہونچائی جسکو رسول نے ٹھیک طور سے بہت قرب کے ساتھ دیکھ لیا حتی کہ دونون مین یہانتک قرب ہوا جیسے دو کمانون مین ہوتا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ تصور کرو یہ معنے موافق ایک قول کے ہین اور یہی جمہور مفسرین کا قول ہو اور جن لوگون نے اسکو معراج کا واقعہ کہا ہو تو اُنکے نزدیک بیان یہ ہو کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عروج ہوا تو افق اعلیٰ پر آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت پر دیکھا چنانچہ ابن عباسؓ و ابن مسعود سے روایت ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جبرئیل کو دیکھا کہ اُنکے چھ سو بازو ہین (ابن جریر و احمد) مترجم کہتا ہو کہ یہ دوسری مرتبہ کا دیدار ہو چنانچہ آیت مین صریح آویگا لہذا بعض نے کہا کہ ابتدا مین جاتے ہوے آپ نے جبرئیل کو افق اعلیٰ پر اصلی صورت مین دیکھا جسکا بیان دوسری حدیث مین ہو کہ مین نے جبرئیل کو افق اعلیٰ پر دیکھا کہ اُسنے تمام افق بھر لیا ہو پھر وہان سے آپکو عروج ہوا چنانچہ ضحاک و ابن عباس نے کہا کہ ثم دنی فتدلی پھر محمد صلعم کو اپنے رب تبارک و تعالےٰ سے کرامت کا قرب ہوا پس آپ نے تدلی کی یعنے سجدے کے واسطے جھکے مترجم کہتا ہو کہ حدیث صحیح مین آیا کہ بندے کو اپنے رب عزوجل سے سب سے زیادہ قرب اُس حالت مین ہوتا ہو جب سجدہ مین جاتا ہو فکان قاب قوسین او ادنی پس آپکو یہانتک قرب کرامت حاصل ہوا کہ جسکا قیاس تم لوگ اسطرح کرو کہ جیسے دو کمانون مین قرب ہوتا ہو یا اس سے بھی زیادہ قرب ہوا ابو سعید خدریؓ و ابن عباس و انسؓ نے کہا کہ جب آنحضرت صلعم کو معراج ہوئی تو رب تبارک و تعالےٰ سے قاب قوسین او ادنی کا قرب حاصل ہوا ان روایات کی اسانید مین تردد ہو اور قول اول کے موافق ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا کہ اُنکے چھ سو بازو ہین (البخاری و مسلم وغیرہ) اور دوسری روایت مین ہو کہ جبرئیل یہانتک نزدیک ہوے کہ قاب قوسین او ادنی کا قرب ہوا یعنے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کا فاصلہ رہا ابن عباس سے بھی ایسی ہی روایت ہو مترجم کہتا ہو کہ یہان دو مسئلہ ہین اول یہ کہ اس مقام کی آیت مین دنی فتدلی الآیہ کی تفسیر مین کیا مراد ہو مسئلہ دوم یہ کہ معراج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرب باری تعالےٰ کے ساتھ دیدار ہوا تھا مسئلہ اول کے جواب مین دو قول ہین ایک جماعت کثیر نے کہا کہ اس مقام پر فقط جبرئیل کا ذکر ہو تو یہی مراد ہو کہ جبرئیل کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسقدر نزدیکی کے ساتھ دیکھ لیا جماعت دوم نے کہا کہ آئندہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى۔ پس وحی کی طرف اُسکے بندے کے جو وحی کی ف یعنے اپنے بندے کو جو وحی عظیم فرمانی منظور تھی وہ فرمائی جسکا بیان اپنی عظمت مین انسان کی سمجھ سے اعلیٰ ہو۔ دیکھو یہان جبرئیل کی طرف ضمیر راجع نہین ہو سکتی ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کچھ جبرئیل کے بندہ نہ تھے اور اگر یہ

معنے ہون کہ (عبدہ)، کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے یعنے وحی پہونچائی جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کے بندے کو۔ ھ۔ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک عبدہ جو
ہو پہلے سے اسیطرح ضمیرین راجع کر جسکی تقریر مترجم نے اوپر بیان کی یعنے افق اعلیٰ پر جبرئیل کو اصلی صورت مین دیکھنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
رب یہانتک حاصل ہوا کہ قاب قوسین او ادنیٰ کا قرب ہوا فاوحی الی عبدہ الخ پس رب تبارک تعالیٰ نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو کچھ وحی فرمائی یعنے الی آخر ما یہان
ہے، علی ہذا بعض نے کہا کہ نہین بلکہ یہ معنے بھی ہوسکتے ہین کہ وحی فرمائی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ جبرئیل کو جو جبرئیل نے وحی کی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مترجم کہتا
ہے کہ بلاغت اعجازی سے یہ تکلف کی گفتگو بہت دور ہے اور باوجود اس تکلف کے اول تو مطلب سے مناسبت نہین رہی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا جبرئیل کو وحی
کرنا یہان مقصود نہین ہے بلکہ اس اُمت کے لوگون کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تلاوت فرماتے ہین وہ عین وحی الٰہی ہے دوم یہ کہ یہ
تکلف آیندہ آیات مین نہین چلتا ہے کیونکہ آیندہ آیات مین صریح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا عظیم آیات کا بیان ہے فافہم لیکن اس تقریر کے موافق
یہ معراج کمال مین داخل ہوگا جیسے شیخ ابن جریرؒ نے اشارہ کیا ہے ولیکن شیخ ابن کثیرؒ نے اسکو وحی سے پہلے ابتدائے حال مین قرار دیا چنانچہ لکھا کہ یہ دیکھنا کہ
آپکا جبرئیل کو وہ نہین ہے جو شب معراج مین واقع ہوا تھا بلکہ اس سے پہلے کا دیکھنا مراد ہے اور اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زمین پر تھے اور جبرئیل
علیہ السلام افق اعلیٰ پر اصلی صورت مین ظاہر ہوئے اور نیچے اترنے لگے اور قریب ہوئے یہانتک کہ بہت نزدیک آگئے اور اسوقت اپنی اصلی صورت پر چھ سو بازو
کے ساتھ تھے پھر دوسری بار آپ نے جبرئیل کو شب معراج مین سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا واضح ہو کہ جب آپ کو ابتدا مین وحی کی گئی تو جبرئیل علیہ السلام
بشری صورت مین غار حرا مین ظاہر ہوئے اور سورۂ اقرأ باسم ربک وحی ہوئی پھر یہ وحی دو برس سے زیادہ تک منقطع ہو گئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
اس عرصہ مین بارہا پہاڑون پر گئے تاکہ اوپر سے اپنے آپ کو گرا دین مگر جب گرنے کا قصد کیا تو غیبی آواز آئی کہ اے محمد تم رسول اللہ برحق ہو اور مین جبرئیل ہون
پس اس سے آپ کے دل کو تسکین ہو جاتی اور آنکھین ٹھنڈی ہو جاتی تھین پھر جب آپکو شوق شدید ہوتا اور یہ قصد فرماتے تو پھر وہی آواز آتی تھی یہانتک
کہ جبرئیل آپ کو اس صورت مین ظاہر ہوئے جو اصلی صورت ہے کہ انکے چھ سو بازو تھے اور اُنکی پوری خلقت سے تمام افق بھر گیا تھا اور اسوقت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم مقام ابطح مین تھے پس جبرئیل قریب آئے اور بہت نزدیک ہوئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی تھی وہ ادا کی اسوقت آپ پر ظاہر ہوا
کہ جو فرشتہ میرے پاس وحی الٰہی لاتا ہے وہ عظیم الشان جلیل القدر قوی خوبصورت ہے قال الحافظ ابو بکر البزار حدثنا سلمۃ بن شبیب ثنا سعید بن منصور
ثنا الحارث بن عبید عن ابی عمران الجونی عن انس رضی اللہ عنہ الخ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان مین کہ مین بیٹھا ہوا تھا کناگاہ جبرئیلؑ نے
آکر میرے کندھے مین ٹہوکا دیا پس مین انکے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا تو ایک درخت مین مین نے پرند کے گھونسلے کی طرح لٹکتے دیکھے پس ایک مین جبرئیل بیٹھے اور
دوسرے مین مین بیٹھ گیا پس وہ بلند ہو کر اُٹھے حتی کہ اُنھون نے مشرق و مغرب کو بھر لیا اور مین اپنی نظر نیچے اوپر ڈالتا تھا اور اگر مین چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا
پس جبرئیل کی طرف مین نے نگاہ کی تو دیکھا کہ گویا روندی ہوئی کملی ہے یعنے عظمت الٰہی سے وہ بالکل پگھل گیا تھا، پس مین نے جانا کہ اسکو علم الٰہی مین مجھ پر فضیلت
ہے پھر میرے لیے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا مین نے نور اعظم دیکھا اور حجاب کے ادھر موتیون و یاقوت کے آرائش نمودار تھے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ چاہا مجھے وحی فرمایا
بزار نے بعد روایت کے کہا کہ اس حدیث کو سوائے حارث بن عبید کے کوئی روایت نہین کرتا ہے اور یہ اہل بصرہ مین سے ایک مشہور عالم ہے، ابن کثیرؒ نے کہا کہ
ہان یہ حارث بن عبید ابو قدامۃ الایادی ہے اس سے امام مسلم نے صحیح روایت لی ہے لیکن ابن معینؒ نے کہا کہ وہ کچھ نہین ہے امام احمدؒ نے کہا کہ اسکی حدیث مضطرب
ہوتی ہے ابو حاتم نے کہا کہ اسکی حدیث لکھ لی جاوے لیکن اس سے استدلال حجت نہین ہوسکتی ہے ابن حبان نے کہا کہ اکثر وہ وہم کرتا ہے تو جب تنہا ایک بات
روایت کرے تو یہ بات ایسی نہوگی کہ اس سے کوئی معنے ثابت کیے جاوین ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ حدیث تو تنہا اُسی کی روایت سے معلوم ہوئی ہے اور عجیب بات والی
کی اور شاید یہ خواب کا بیان ہو واللہ تعالیٰ اعلم مترجم کہتا ہے کہ مین نے سورۂ معراج کے ذیل مین بھی اس حدیث کو ترجمہ کیا ہے اور حارث بن عبید کی حدیث

Marfat.com

بخاری نے ضعیف کہا یحییٰ بن معین نے اور مسلم نے اور ابن ماجہ نے اور ابوداؤد نے باب وفاے نذر وغیرہ مین روایت کیا ہے تقریب مین ہے کہ وہ دراصل صدوق عالم ہے لیکن خطا کرتا ہے یعنی چوک جاتا ہے اور اسکے یہ معنے ہین کہ جو کچھ استاد نے بیان کیا تھا اسمین غلطی سے خلط ملط کردیتا ہے گویا حافظہ اچھا نہین ہے۔ ابن کثیرؒ نے امام احمد کی حدیث عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو اصلی صورت مین دیکھا کہ اسکے چھ سو بازو تھے اسنے افق کو بھر لیا تھا اسکے بازو سے اسقدر موتی و یاقوت وغیرہ ٹپکتے تھے کہ انکو اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے (تفرد احمد) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیلؑ سے فرمایا کہ مجھے اپنی اصلی صورت دکھلاؤ جبرئیل نے کہا کہ آپ اپنے رب عزوجل سے دعا کیجیے پس آپ نے دعا کی تو جانب مشرق سے ایک ہیأت ظاہر ہوکر بلند ہونا و پھیلنا شروع ہوئی جب آپ نے اسکو دیکھا تو آپ بیہوش ہوگئے پس جبرئیلؑ نے آکر آپکو اٹھایا اور آپ کے دہن مبارک سے جھاگ صاف کردیے (تفرد احمد) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین فوائد ہین اول یہ کہ جبرئیل علیہ السلام اپنی صورت بدلنے مین خود مختار نہین ہین بلکہ اللہ تعالےٰ جسطرح چاہتا ہے وہی ظہور ہوتا ہے اور حدیث مین بھی وارد ہے کہ ملائکہ مثل سورج و چاند کے مجبور ہین اور اہل الحق کی نظر معرفت مین انسانی حالت بھی تسخیر قدرت ازل ہے اور افعال کا خالق اللہ عزوجل ہے ولیکن ظہور آدمی مین جمیع صفات ہے تو اس راہ سے یہ اکمل ہے اگرچہ کافرون نے اپنے آپ کو سب سے ارذل کرلیا لقولہ تعالےٰ اولئک کالانعام بل ہم اضل پس محض مظاہر غضبی رہ گئے فافہم دوم یہ کہ آپکو اصلی صورت جبرئیلؑ سے بیہوشی طاری ہوئی یہان دو طرح غور کرنا چاہیے ایک یہ کہ واقعہ مذکور بالکل ابتدائی حالت مین تھا چنانچہ اسی دلیل سے شیخ ابن کثیرؒ نے اس حدیث کو یہان وارد کیا ہے لیکن اسکی اسناد مین ضعف ہے بہرحال یہ بیہوشی کیا کمال خوبصورتی کی وجہ سے تھی یا کمال شدید القویٰ ذو مرہ ہونیکی وجہ سے تھی کیونکہ دونون باتین یہان جمع ہین دوسری طرح غور کرنا چاہیے کہ اگر ہیأت عظیم سے بیہوشی ہوئی تو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ جسم اس کو برداشت نہین کرتا ہے اگرچہ روح کے واسطے یہ منظر نہایت مرغوب ہے اور اللہ تعالےٰ نے بھی سورۂ انفال و اعراف سے ظاہر فرمایا کہ کفار جسطرح فرشتون کو مانگتے ہین اگر وہ آدمی کی صورت مین ظاہر ہون تو پھر انکو التباس ہوگا کہ یہ بھی ہمارے مثل آدمی ہے اور اگر فرشتہ اصلی صورت مین ظاہر ہو تو اُنپر موت طاری ہو یعنے یہ اسکے دیکھنے کی تاب نہین رکھتے ہین پھر یہ بات ظاہر ہے کہ حسن صورت دیکھکر روح نورانی کو اپنے معدن کمال ازل کی جانب ایسا جذب ہوگا کہ وہ اس تن خاکی سے بزور مفارقت کریگی پھر غور کرو کہ ابتدا مین یہ حال تھا اور اصلی استعداد نبوت کاملہ سے بہت جلد آپ نے معائنہ و مشاہدہ فرمایا یعنے ابتدا مین غار حرا مین جبرئیل بصورت انسانی وحی لائے تو آپ بہت خوفناک ہوے جسکا بیان حدیث مین ہے بلکہ جب بعد اسکے غیبی آواز سنتے تو رعب کھاکر واپس جاتے اور حضرت ام المومنین خدیجہؓ سے فرماتے کہ مجھے اُڑھاؤ پھر آپ روشنی و نور رفتہ رفتہ قوی دیکھنے لگے حتیٰ کہ انوس ہونے کے بعد آپ نے آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھے ہوے اسی فرشتہ کو دیکھا جو غار حرا مین وحی لایا تھا یعنے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا چنانچہ مترجم نے اردو شرح صحیح البخاری مین اسکو مفصل مدلل باحادیث صحیحہ بیان کیا ہے پھر شوق و محبت سے بیتابی ہوئی حتیٰ کہ اولاً دیدار جبرئیلؑ کی درخواست کی پھر اگر یہ روایت ابن عباس جو مسند احمدؒ سے نقل ہوئی ہے صحیح ہو تو شاید اس مرتبہ بمقتضاے جسم بشری یہ تحمل نہوا ہو پھر اسکے بعد آپ نے بخوبی دیکھا چنانچہ خود نص قرآنی مین منصوص اور احادیث صحیحہ مین مذکور ہے اور ہزارون ملائکہ عظیم جسم نورانیہ کو مشاہدہ فرمایا بلکہ کمال عروج معراج مین شہود حق سبحانہ تعالےٰ سے سرفراز ہوے اور یہ طریقہ ترقی بمدارج معرفت ہے تا اُمتی فہم و فراست سے اپنی اپنی لیاقت کے موافق فیض یاب ہون اور ترقی کو اللہ تعالےٰ پیدا فرماتا ہے جیسے قلب مین ہدایت و ایمان کو وہی پیدا فرماتا ہے اور ابتدا مین انسان محض جسم کے پھندے مین اسی مین اور اسکی چیزون کی طرف راغب ہوتا ہے بلکہ جب تک جسم باقی ہے فی الجملہ کچھ نہ کچھ یہ حالت ضرور باقی رہتی ہے کیونکہ یہ اپنے مرکز کی طرف جذب ذاتی ہے تو ذاتی خاصہ کسی طرح بدل نہین سکتا ہے سوائے اسکے کہ لذت روحانی و نور علوی کی طرف جذب غالب ہوگیا تو یہ جسمانی جذب ضعیف مغلوب ہوجاتا ہے فافہم واللہ تعالےٰ ہو الہادی الی سواء السبیل۔ ھ۔ ہبار بن الاسود نے بیان کیا کہ ابولہب اور اُسکے بیٹے عتبہ بن ابی لہب نے ملک شام کو تجارت کے واسطے جانے کا سامان کیا تو مین نے بھی ان دونون کے ساتھ قافلے مین جانیکا سامان کیا کیونکہ اُس زمانہ مین عرب کے جنگلون مین لوٹ مار کے

خوف سے اسیطرح قافلہ جمع ہوکر شام ویمن کی جانب تجارت کے لیے جایا کرتے تھے جب ہم لوگون نے سامان درست کیا تو ابولہب کے ملعون بیٹے عتبہ نے
کہا کہ واللہ مین محمد کے پاس جاکر اُسکے مانے ہوے پروردگار کے حق مین ایسی بات کہونگا جس سے اُسکو رنج پہونچے پس وہ چلا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین پہونچکر اپنے آپکو کہنے لگا کہ وہ (دنی فتدلی فکان قاب قوسین اوادنی) سے منکر ہے اے محمد یہ تمھاری بنائی ہوئی باتین ہین دیہ مردود پہلے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا داماد تھا پھر ابولہب ملعون کے کہنے سے اسی نے آپکی صاحبزادی کو طلاق دیدی تھی اور اب اسطرح گستاخی کرنے لگا) جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکی زبان سے یہ کلمہ سنا تو فرمادیا کہ الٰہی اپنے کتون مین سے ایک کتا اسپر مسلط کردے عتبہ وہان سے جب واپس ہوکر اپنے
ملعون باپ کے پاس آیا تو اُسنے پوچھا کہ میرے پیارے بیٹے تمنے کیا باتین کین اُس مردود نے اُس سے یہی کلمہ بیان کیا جو کہا تھا ابولہب نے پوچھا کہ پھر محمد نے
کیا کہا اُسنے کہا کہ انھون نے میرے حق مین یون کہا کہ الٰہی اپنے کتون مین سے ایک کتا اسپر مسلط کر یہ سنکر ابولہب ملعون بہت ڈر گیا اور کہنے لگا کہ مجھے اُسکی بددعا
سے تجپر بہت خوف ہے اب کسیطرح میرا جی نہین مانتا آخر کہنے سننے سے وہ اپنے بیٹے کو لیکر روانہ ہوا جب ہم لوگ سدہ کی زمین مین موضع ابراہ مین اُترے تو
ہم نے ایک راہب کے صومعہ کے پاس پڑاؤ ڈالا وہان بہت آدمی رہتے تھے اتنے مین وہ راہب نکلکر آیا اور کہنے لگا کہ اے گروہ عرب تم اس سرزمین مین کیونکر
اُترے کیونکہ یہان بکریون کی طرح شیر پھرا کرتا ہے راہب تو چلا گیا اور یہان ابولہب کہنے لگا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ میرے اس بیٹے کے حق مین فلان شخص ملعوم
نے بددعا کی ہے اور واللہ مین ہردم اُسکی بددعا سے خوفناک رہتا ہون اور تم جانتے ہو کہ مین تمھاری قوم مین بوڑھا شخص ہون اور تمپر میرا بہت حق ہے اب
تم ہی میری مدد کرو ہم لوگون نے کہا کہ تجکو کچھ خوف نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ایک شیر ہم لوگون کا کیا کرسکتا ہے اور ہمنے تو کبھی نہین دیکھا کہ ہم اپنے ملکون مین شیر سے
ڈرتے ہون اور اگر تجکو ایسا ہی خوف ہے تو ہم ہرطرح تیرے حکم بجالانے کو موجود ہین اُسنے کہا کہ اچھا تم لوگ ایک کام کرو کہ اپنی تجارت کے گٹھر یہان سے لیجا کر
راہب کے صومعہ مین رکھو اور اُن سب کو جمع کرکے میرے بیٹے کا بستر اُسکے اوپر بچھاؤ اور تم لوگ اُسکے گرد سب طرف سے گھیر کر لیٹو ہم لوگون کو اُسکی بزدلی پر
تعجب ہوا ولیکن ہمنے اُسکے کہنے کے موافق اُسیطرح کیا کہ راہب کے احاطہ مین لیجاکر گٹھریان چنکر اُسپر عتبہ کا بچھونا بچھایا اور اُسکے گرد بھی گٹھرونکا انبار لگا دیا پھر اُسکے
گرد ہم لوگون نے ہتھیار بند اپنا اپنا بستر لگایا غرضکہ سب طرف سے اُسکو اپنے حلقہ مین کرلیا اور سورہے ناگاہ رات کو وہ شیر آیا اور اُسنے ہم سب کے منہ سونگھے
ولیکن اُسکی جو مراد تھی وہ نہ پائی پھر وہ تڑپ کر تجارتی اسباب کی گٹھریون پر پہونچا اور وہان عتبہ کا مُنھ سونگھنا تھا کہ اُسنے خوفناک دانت مارا جس سے عتبہ کا
سر ٹکڑے ہوگیا اور شیر چلا گیا ابولہب رو رو کر کہنے لگا کہ مین تو پہلے ہی سے جانتا تھا کہ محمد کی بددعا سے یہ نہین بچیگا (رواہ ابن عساکر) مترجم کہتا ہے کہ اس
روایت مین یہ مذکور ہے کہ شیر نے ہم لوگون کے منہ سونگھے شاید اسکے یہ معنے ہون کہ ابن الاسود اُسوقت جاگتے تھے اور شاید یہ بلیغ محاورہ ہو جسکے معنے یہ ہین کہ
شیر کو ہم مین سے کسی آدمی کا خون پینا مقصود نہ تھا کیونکہ ہم لوگ سب حلقہ کیے ہوے سورہے تھے وہ جسکو چاہتا پھاڑ ڈالتا ولیکن اُسنے کسیکو نہ چھوا گویا وہ اللہ تعالے
کی طرف سے اپنی مراد ڈھونڈھنے آیا تھا کہ اُسنے ہمسے ہر ایک کا منھ سونگھا اور کسی مین اپنا مطلب نہ پایا پھر یہانتک تکلف کیا کہ تڑپکر تجارتی گٹھرون پر پہونچا
اور وہان سے اُترکر عتبہ کا منھ سونگھا پھر غصہ مین کچکچا کر اُسکی کھوپڑی پھاڑ ڈالی اور چلا گیا گویا وہ اسیواسطے آیا تھا کیونکہ اگر خون پینا چاہتا تو اسکے گلے کی
شہرگ چباکر خون پیتا ولیکن اُسنے عتبہ کی کھوپڑی نچی کرڈالی اور چلا گیا پس اسطرح عجیب طریقے سے اس واقعہ کے ظاہر ہونے مین اللہ تعالے کی طرف سے
یہی حکمت تھی کہ سبکو بالکل صریح معلوم ہوجاوے کہ عتبہ کے ساتھ یہ کوئی اتفاقی واقعہ نہ تھا بلکہ خاص اُس بددعا کا ظہور تھا اور اس واقعہ سے یہ بھی غور کرنا
چاہیے کہ دنیا مین لاکھون کفار ہین جو قرآن سے منکر ہین ولیکن عتبہ ملعون نے خاص طریقے سے یہ چاہا کہ حضرت سرورعالم صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائے
حالانکہ اُسپر ایمان لانا سب سے اول فرض تھا ولیکن اُسنے رنج دینے کی نیت سے جاکر انکار کیا حالانکہ اسکے بعد تمام عرب کو صوری معجزات وبدیہی واقعات سے یقین
ہوگیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم برحق ہین اور یہ قرآن برحق ہے پس یہ آیت بھی برحق ہے یعنے فکان قاب قوسین اوادنی۔ ابن کثیر نے لکھا کہ اسکے

Marfat.com

جبرئیل علیہ السلام حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے زمین کی طرف اُترتے ہوے نزدیک ہوتے گئے یہانتک کہ دونون مین قاب قوسین کا فاصلہ رہا یعنے بقدر قوسین کے جب دونون کھینچی جاوین یہ مجاہد و قتادہ کا قول ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید دونون چلہ کمان مراد لیئے کیونکہ کھینچنے مین دونون قریب ہوجاتے ہین گویا قابین قوس مراد ہے اور علماے بلاغت نے اس سوال و جواب کو ذکر کیا ہے یعنے اس صورت مین قابین قوس کہنا چاہیے ولیکن عرب کے محاورہ مین قاب قوسین مشہور معروف ہے اور اسمین فصیح بلاغت ہے چنانچہ ان علمائے نے اسکو اچھی تحقیق سے بیان کیا۔ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ بعض کے نزدیک اس سے دونون گوشہ کمان مراد نہین ہین بلکہ جس مقام پر تانت مین تیر رکھتے ہین وہان سے موٹھ تک کا فاصلہ مراد ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید اسمین نکتہ یہ ہو کہ کمان کی شکل خود کمان ہوتی ہے یعنے قوس کی شکل ہوتی ہے اور تانت کو جب کھینچتے ہین تو وہ بھی کمان کی شکل بن جاتی ہے تو گویا دو قوس پیدا ہوجاتی ہین اسیواسطے قاب قوسین فرمایا اور ان دونون مین قلبی اتحاد کی وجہ سے باہمی کشش ہوتی ہے کیونکہ تیر جب چھوٹ جاتا ہے تو زیادہ قریب ہوجاتا ہے گویا اسیواسطے آیندہ فرمایا (اوادنی) یعنے اسیقدر فاصلہ قیاس مت کرو بلکہ اس سے بھی زیادہ قرب تھا پس یہ کلمہ کچھ تردد کے واسطے نہین ہے بلکہ تحقیقی قرب کی زیادتی ثابت کرنیکے واسطے ہے مترجم کہتا ہے کہ بعض علمائے نے کہا کہ قاب قوسین اس معنے مین ہے کہ عمدہ تیرانداز لوگ دو قوس کو ایک مین ملاتے ہین اور دونونکے گوشے آپسمین چسپان کرکے دونون قوس کے درمیان فقط اتنا فاصلہ رکھتے ہین کہ اُسمین سے تیر کھینچا جاسکے اور یہ بہت قرب ہوتا ہے گویا دونون قوس ملکر ایک قوس ہوجاتی ہین پھر یہ محاورہ کمال اتحاد کے معنے مین مستعمل ہوا یہ تقریر بھی عمدہ ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ سب تفسیر اس بنا پر ہے کہ قاب قوسین اوادنی سے جبرئیل علیہ السلام و محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین نزدیکی ثابت کرنا مقصود ہے یعنے آیات قدسیہ کا سیاق یہ ہے کہ اے اہل مکہ وغیرہ بقسم تمھارے واسطے ثابت کیا جاتا ہے کہ تمھارا صاحب یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کچھ مجنون و گمراہ نہین ہے بلکہ وہ جو کچھ فرماتا ہے وہ عین وحی حق ہے یہ وحی حق کسی جن وغیرہ نے نہین پہونچائی بلکہ فرشتہ امین نے پہونچائی جو شدید القوی ذومرہ ہے اور اُسکو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح دیکھ لیا ہے یعنے وہ کاہنون کے جن کی طرح نہین ہے بلکہ فرشتہ کی صورت پاکیزہ ہے کہ افق اعلیٰ پر اسکو دیکھا پھر وہ نزدیک آیا یہانتک کہ دونون مین مانند قاب قوسین کے بلکہ اس سے زیادہ قریب ہوگیا یہی قول حضرت ام المومنین عائشہ و ابن مسعود و ابوذر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم نے بیان کیا ہے اور ہم اُنکی احادیث کو عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ بیان کرینگے اور دیگر علمائے نے ان آیات کی تفسیر مین حضرت حق سبحانہ تعالےٰ سے قرب منزلت بیان کیا چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو اپنے فواد سے دو مرتبہ دیکھا انمین سے ایک مرتبہ یہی ہے جو ان آیات مین مذکور ہے (رواہ مسلم) اور فواد کے معنے عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ آیت کی تفسیر مین معلوم ہوجائینگے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بھی حدیث معراج مین بیان کیا (ثم دنی الجبار رب العزۃ فتدلی) یعنے پھر جبار رب العزت قریب ہوا پس قرب کامل حاصل ہوا یہ صحیح کی روایت معراج مین وارد ہوا ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت انس کے اس بیان سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ان آیات کی یہ تفسیر ہو کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ان آیات مین دنی فتدلی سے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ نزدیکی مراد ہو پھر شب معراج مین حضرت رب العزت سبحانہ تعالےٰ سے بھی دنی فتدلی کا قرب حاصل ہوا ہو اور ہم نے یہ اسواسطے کہا کہ ان آیات کے سیاق مین جبرئیل سے قرب ظاہر کرنا مقصود ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت زمین پر تھے کیونکہ آسمان پر معراج مین جاکر دوبارہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا جسکا بیان آیندہ آیت مین آتا ہے یعنے ولقد رآہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتہیٰ یعنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دوسری بار بھی سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا۔ پس یہ البتہ لیلۃ المعراج مین دیکھنے کا بیان ہے اور پہلا واقعہ اُسوقت ہوا جبکہ آپ زمین پر تھے ابن جریرؒ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھون نے فکان قاب قوسین اوادنی کی تفسیر مین کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جبرئیل کو دیکھا کہ اُسکے چھ سو بازو ہین اسناد صحیح۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان یہ تھی کہ آپ نے اجناد مین جبرئیل کو منام مین دیکھا پھر آپ اپنی ضرورت کے واسطے باہر تشریف لے گئے تو جبرئیل نے آپکو یا محمد یا محمد کہکر

Marfat.com

آواز دی پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے داہین بائین نظر فرمائی تو کچھ نہ دیکھا پھر دوسری بار پھر تیسری بار بھی ایسا ہی ہوا پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر کی
تو دیکھا کہ وہ افق آسمان پر اپنا ایک پاؤن دوسرے پر رکھے ہوے بیٹھے ہین پس کہا کہ اے محمد مین جبرئیل ہون جبرئیل ہون یعنے آپکو تسکین دینے کو آئے
صلے اللہ علیہ وسلم مشوش ہوکر وہان سے اُلٹے پاؤن پلٹے یہانتک کہ لوگون مین آگئے پھر کچھ نہ دیکھا پھر آپ لوگون کے درمیان سے نکلکر گئے تو نگاہ کی
سے پھر جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا پھر آپ لوٹ کر لوگون مین آگئے تو کچھ نظر نہ آیا پھر تیسری بار بھی نکلکر گئے تو جبرئیل کو دیکھا اور اس مرتبہ تسکین کے ساتھ قریب ہوا
اور یہی اللہ تعالے نے فرمایا۔ والنجم اذا ہوی تا قولہ تعالے ثم دنی فتدلی۔ یعنے جبرئیل بجانب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نزدیک ہوکر بہت قریب ہوگیا فکان قاب قوسین
او ادنی پس قاب قوسین یا اس سے بھی نزدیکتر ہوگیا لوگ کہتے ہین کہ قاب بقدر نصف پور کے ہوتا ہی اور بعض نے کہا کہ آدھا ہاتھ ہوتا ہی (ابن جریر و ابن ابی حاتم) اور
اسکے مانند جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہی زر بن حبیش نے قولہ تعالے فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی کی تفسیر مین عبد اللہ بن
مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا اُسکے چھ سو بازو ہین (البخاری)۔ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ نہ کذب
کیا فواد نے جو دیکھا ف آیت مین کذب ایک قرارت مین تینون حرفون کو فتحہ ہی اور جب کوئی کسی شخص سے جھوٹ معاملہ کرتا اور سچ نہین تو کہتے ہین کہ
کذب لہ اور جب سچ ہو تو اکذب بولتے ہین اس قرارت پر معنے آیت یہ ہوے کہ فواد نے جو دیکھا وہ سچ ہی جھوٹ نہین ہی اس سے فواد کا دیکھنا ثبوت ہوتا ہی
اور وہ دل و باطن ہی یعنے قلب کی آنکھ سے سچ دیکھا اور ظاہری آنکھ سے تصدیق کی پس ظاہری آنکھ اس دیدار مین تابع ہی اور جو کچھ ظاہری آنکھ کو نظر
آیا وہ فواد کی آنکھ سے تھا اور فواد نے سچ معاملہ دکھایا اسمین کچھ جھوٹ نہین ہی دوسری قرارت پر کذب بتشدید ذال منقوطہ ہی بمعنے جھٹلانا یعنے نہین جھٹلایا
فواد نے جو آنکھ نے دیکھا آنکھ کو جو کچھ نظر آیا وہ سچ تھا کیونکہ فواد نے اسکو جھٹلایا نہین بلکہ اسکو سچ معاملہ دکھلایا ہی جب کوئی کسی سے سچ معاملہ کرتا ہے تو
کہتے ہین اکذبہ بل صدقہ۔ اسکا حاصل بھی وہی نکلا کہ آنکھ نے جو کچھ دیکھا اسکو فواد نے دھوکا نہین دیا بلکہ سچا معاملہ کیا بعض نے زعم کیا کہ اسکے یہ معنے
ہین کہ جو کچھ آنکھ نے دیکھا اسکو قلب نے سچ مانا اور جھوٹا نہین جانا محاورہ مین کہتے ہین کہ کذبہ اسکو جھوٹا جانا۔ صدقہ اسکو سچا جانا مترجم کہتا ہی کہ اس
صورت مین گویا آنکھ نے دیکھا اور دل نے نہین دیکھا ولیکن دل نے انکار نہین کیا بلکہ آنکھ کو سچا مانا یہ معنے قرارت اول سے خلاف ہین بلکہ خود غلط ہین
اسواسطے کہ فواد کا دیکھنا اصل ہی تو یہ غیر ممکن ہی کہ فواد غافل ہوا اور آنکھ دیکھ لے ہان اسکا اُلٹا کبھی ہو سکتا ہی کہ دل دیکھے اور آنکھ نہ دیکھے پس معنے وہی
ہین جو ہمنے بیان کیے کہ جو کچھ آنکھ نے دیکھا وہ سچ تھا کیونکہ فواد نے اسکے ساتھ تکذیب نہین کی بلکہ تصدیق کی ہی اور سچا معاملہ کیا ہی پس فواد نے اصل مین خود
دیکھا اور اپنی تابعیت مین آنکھ کو بھی سچ مچ دکھلایا مترجم کہتا ہی کہ جماعت محققین مشائخ و ارباب کشف و شہود کے بعض کلمات بیان کرون وہ فرماتے
ہین کہ اللہ تعالے نے اس جسم کے واسطے دو طرح کے حواس رکھے ہین اور روح کے واسطے بھی دو طرح کے حواس ہین اور مرکز دل ہی اور دل ایک عجیب لطیفہ ہی
جس سے لوگ غافل ہین جو جسم کے بندے ہین وہ فقط اسکو ایک مضغہ گوشت دیکھتے ہین اور جو عارف ہین وہ اس لطیفہ آلہیہ کی صلاحیت سے عالم خلق
و امر کے عجائب مشاہدہ کرتے ہین حدیث مین ہی کہ جسم مین ایک مضغہ ہی جب وہ صلاحیت پر ہوتا ہی تو سب جسم صلاحیت پر ہوتا ہی اور جب وہ فاسد ہوتا ہی
تو سب جسم فاسد ہوتا ہی آگاہ ہو کہ وہ مضغہ قلب ہی (الصحیح) پھر جسم کے حواس مین پانچ ظاہری ہین دیکھنا سننا چکھنا سونگھنا چھونا اور اُنسے درحقیقت
ظاہری مادی ادراک ہوتی ہی اور پانچ باطنی ہین خیال و قیاس و گمان و وہم و حافظہ اور انکو دوسری عبارت مین بھی بیان کیا گیا ہی مگر حاصل یہی ہی
اور انسان حواس ظاہری سے بعضی چیزون کو خیال مین لاکر انکو ترکیب دیتا ہی اور اس سے طرح طرح کی صنعتین نکالتا ہی اور حیوانات مین یہ سب حواس
کامل نہین ہین مگر ضروری حواس موجود ہین بلکہ جانورون مین انکی خاص ضرورت کے خیال سے بعضے ایسے حواس ہین جو انسان مین نہین ہین جیسے گدھ
کوس سے جنگل مین پڑا ہوا مردار دیکھ لیتا ہی ا ور بلی کو رات مین بھی صاف نظر آتا ہی اور بعضے دستکاری مین طاق ہین جیسے بئے کو آشیانے جوڑنے کی ضرورت

بنایا ہے حضرت خالق عزوجل کی عنایت اپنی مخلوقات کے حال پر ہر ایک کے لائق ہے یہ سب اس جسم کی پرورش ایک حد تک کے لیے ہے اور وہ حوت ہے پھر جسم کا جو پیکر ہیولانیہ ہے جسکو ہمزاد کہتے ہین اور اکثر وہ امور ظاہر کرتا ہے جنکو جاہل مغرور آدمی کشف و کرامت سمجھتا ہے حالانکہ وہ شیطانی دھوکا ہے اسمین [illegible] ہوجاتے ہین کیونکہ اول وہ ایسی باتین کشف کرتا ہے جو واقع مین ہوتی ہین مثلاً فلان شخص کلکتہ مین اس حالت مین ہے جب لوگون نے اسکو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سچ تھا پھر اُسنے کشف سے وہ باتین شروع کین جنکے تحقیق کی کوئی راہ نہین ہے لیکن اعتماد پر معتقدین نے بسر و چشم قبول کین مثلاً اُسنے دعوی کیا کہ فلان شخص کو مین نے دیکھا کہ وہ بعد موت کے رات کو اپنی قبر سے نکلا اور سیر کرتا رہا پھر وہین چلا گیا یہ فلان شخص ایک مشرک ہندو یا نصرانی تھا کمبخت عوام نے اسپر یقین کر لیا اور کہنے لگے کہ فلان مولوی نے شرع سے بیان کیا تھا کہ کوئی یہان نہین لوٹ سکتا ہے بلکہ جنتی عالم علیین مین رہتا ہے اور جہنمی عالم سجین مین رہتا ہے یہ بات بالکل حق ہے لیکن عوام کمبختون نے اس شیطانی چیلہ کے فریب سے کہنا شروع کیا کہ خدا جانے کیا معاملہ ہے بھائی مرنے کے بعد کوئی نہین جانتا کہ کیا معاملہ ہے جب یہ ڈھل مل یقین ہوا تو منافق کافر ہوگیا ایسے شیطانی کشف والون کی شناخت یہ ہے کہ احکام شریعت و طریقہ سنت پر قائم نہونگے اور انکی کشف صرف اسی دنیاوی مادیات کے دائرہ مین ہوگی اور اکثر خلاف شریعت ہوگی اور جو لوگ اس پیکر ہیولانی کے فریب سے باہر ہوتے اور کشف روحانی مین پہونچتے ہین وہ طریقہ سنت پر مستقیم اور عابد زاہد ہوتے ہین اور انکا کشف انکے اختیاری نہین ہوتا بلکہ جس وقت اللہ تعالے کو منظور ہوتا ہے اُسوقت ظاہر ہوتا ہے اور وہ فخر کے قابل چیز اسوجہ سے نہین ہے کہ دنیاوی کشوف کچھ اہل حق کے ساتھ خاص نہین ہین بلکہ اسمین شیطانی جوگی و رند فقیر بھی شریک ہین پس عمدہ معاملہ یہان طریقہ سنت پر استقامت ہے واللہ الہادی الموفق ونعوذ باللہ من الضلال بالجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ دیکھا اسمین فواد اور آنکھ دونون متفق و صادق ہین۔ اَفَتُمٰرُوۡنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى کیا تم اس سے جھگڑتے ہو اس بات پر جو وہ دیکھتا ہے ف یعنے تم لوگ اپنی جہالت سے اسمین انکار و شک و جدال کرتے ہو حالانکہ وہ دیکھتا ہے یعنے جو شخص ایک امر کو آنکھون دیکھتا ہے اس سے انکار کرنا محض جدال ہے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کا حال بیان کیا اور کفار مکہ نے انکار کیا اور آمادہ ہوئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کا حال و نقشہ دریافت کرین کیونکہ آپ کبھی وہان نہین گئے تھے اور وہ لوگ بارہا گئے تھے پس سب سے زیادہ جاننے والا آگے بڑھا اور اُسنے کہا کہ مین تم سے بیت المقدس کے نشانات پوچھتا ہون اگر تم سچے ہو تو مجھے بتلاؤ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اسوقت مجھے اضطراب ہوا کہ مین نے بیت المقدس مین جا کر نماز پڑھی اور مین نے اُسکی صورت و گوشہ نہین گنے تھے کیونکہ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ ایسا واقع ہوگا پس جب مجھے اضطراب ہوا تو اللہ تعالے نے وہ میرے سامنے کر دیا اور جو کچھ وہ پوچھتا تھا مین نے سب بیان کیا پس جو آپ دیکھتے تھے اس سے ان لوگونکا انکار کرنا خود انکے اندھے ہونے کی دلیل ہے اسیطرح آپ نے جبرئیل علیہ السلام فرشتہ امین کو دیکھا۔ وَلَقَدۡ رَاٰهُ نَزۡلَةً اُخۡرٰى۔ اور بیشک محمد نے اسکو بار دیگر دیکھا ف یعنے یہ دیکھنا جو اول مرتبہ بیان ہوا تھا وہ صحیح تھا اور اسکے علاوہ دوسری بار بھی دیکھا۔ عِنۡدَ سِدۡرَةِ الۡمُنۡتَهٰى۔ سدرۃ المنتہی کے پاس ف یعنے دوبارہ دیکھنا سدرۃ المنتہی کے پاس واقع ہوا۔ واضح ہو کہ علمائے سلف و خلف مین سے کوئی اس امر کا قائل نہین ہے کہ اللہ تعالے کا دیدار جو آخرت مین ہوگا وہ یہان حاصل ہوا کیونکہ یہان جسم کا حجاب کیسا ہی لطیف ہو باقی ہو عکرمہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک تعالے کو دیکھا مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے لاتدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار الآیہ۔ تو پھر کیونکر دیکھا آپ نے فرمایا کہ ارے یہ تو اسوقت ہے کہ جب وہ اس نور سے تجلی فرماوے جو اُسکا نور ہے اور بیشک رسول اللہ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا (الترمذی حسن غریب) اس روایت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ قائل ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالے کو دیکھا وہ نہین کہتے کہ قیامت کی طرح جہر عیاناً تھا بلکہ تجلی خاص تھی اور بعضے اہل معرفت نے کہا کہ دنیا مین سب لوگ نہایت حجاب مین ہوتے ہین چنانچہ [illegible] ایک پردے ہوتے ہین جنکا بیان قولہ تعالے ظلمات بعضہا فوق بعض اذا اخرج الآیہ مین ہے یعنے اوپر تہ بر تہ تاریکیان ہین تلے اوپر کہ جب

Marfat.com

وہ ہاتھ نکالے تو قریب ہو کہ وہ نہ سوجھے۔ ھ۔ یہ اُن کافرون کا حال ہی جو آخرت و توحید سے منکر ہین جب ایمان صادق لایا تو دل ہی . . . اور
شریعت پر قائم ہوا تو رفتہ رفتہ دل سے سب پردے زائل ہوگئے اور جسم بھی منور ہوا قال تعالے اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور الآیہ
یمان والون کا متولی اللہ تعالے ہی وہ انکو تاریکیون سے نکالکر نور مین لاتا ہی۔ ھ۔ جب سب جسم سے گناہ و تاریکیان زائل ہوجاتی ہین تو نور مین آتا ہی پھر
نور کے حجاب بہت ہین اور وہ حجاب درجہ بدرجہ طے ہوتے ہین اور قرب حاصل ہوتا ہی اور اسمین انبیا علیہم السلام کے مدارج ہین اور شاید کہ محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کے واسطے قرب کمال یہ ہوا کہ صرف ایک حجاب رکھا ہو کیونکہ سابق مین بیان ہوچکا کہ آخر یہ جسم جو کمالات حاصل کرنیکا وسیلہ و بڑی نعمت ہے
جب تک حیات ہی تب تک ایک درجہ نزول سے کم نہوگا جب یہ مقدمہ سمجھ مین آیا تو سمجھدار کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ یہان تجلی بطور لباس نزول ہی جیسے آخرت
مین ترقی بشان ظہور ہی پھر یہ تجلی صوری کہلاتی ہی اور وہ بلباس صورت واقع ہوتی ہی اب ہم کہتے ہین کہ اس مقام پر اہل تفسیر کے دو قول ہین اول یہ کہ ان
آیات مین بیان یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس فرشتہ کو جو آپ پر وحی لاتا ہی یعنے جبرئیل علیہ السلام کو دومرتبہ دیکھا اور یہ اللہ تعالے کی قدرت
کی نشانیون مین سے عظیم آیت ہی اور اسکے ساتھ مین دیگر آیات عظیمہ ملاحظہ فرمائین جیسے سدرۃ المنتہی۔ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى۔ سدرۃ المنتہی کے
پاس جنت الماوی ہی ف یعنے سدرۃ المنتہی کے پاس وہ جنت ہی جسکو جنت الماوی کہتے ہین ماوی کے معنے وہ جگہ جہان مرجع وٹھکانا ہو یہ جنت عرش
کے دائین جانب ہی وہان حضرت آدم کا یا ارواح مومنین کا یا جبرئیل وملائکہ کا یا متقین کا ماوی ومرجع ہی ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ جنت ساتوین آسمان پر
بلند ہی اور جہنم ساتوین زمین مین پست ہی مترجم کہتا ہی کہ ایسے اقوال سے ظاہر ہوتا ہی کہ اس زمین کے مانند اس سے نیچے پستی کی جانب دوسری زمین ہی وہ اس زمین سے بہت دور
ہی جیسے اول آسمان سے یہ زمین دور ہی اسیطرح دوسری زمین سے تیسری اور چوتھی یہانتک کہ سب سے پست ساتوین زمین ہی اور اس اشارہ مین بہت سے
معانی حل ہوتے ہین اور اللہ تعالے کی عظیم قدرت نظر آتی ہی ولیکن اسکا بیان صریح نص مین وارد نہین ہوا شاید اسکی یہ وجہ ہو کہ عوام جہال اپنی پست ہمتی
سے انکار کرینگے حالانکہ اسکے جاننے سے اُنکی روحانی پاکیزگی حاصل ہونیکا کوئی فائدہ نہین ہی ولیکن انکار سے کفر کا نقصان عظیم ہی رہا آسمانون کا بیان تو
اُسکا جاننا انکے حق مین ضروری تھا خصوص اسواسطے کہ دنیاوی بالشت زمین بھر و اُسکی خفیف ناکارہ چیزون سے توجہ اُٹھاکر معالی درجات و بلند
مقامات کی جانب اپنی ہمت عالی متوجہ کرین کیونکہ جسنے ان معالی درجات کو یقین کیا وہ اس دنیاے دنی کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہی بالجملہ یہان اصلی
مضمون کی جانب توجہ کرنا چاہیے کہ منجملہ آیات کے سدرۃ المنتہی کے پاس جنۃ الماوی کو ملاحظہ فرمایا اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔ جب ڈھانپ لیا
سدرہ کو جس چیز نے ڈھانپ لیا ف اس چیز کو بیان نہ فرمایا کیونکہ اسکی شان ایسی عظیم ہی کہ اللہ تعالے و اُسکا رسول صلے اللہ علیہ وسلم جانتا ہی اور عبارت
وبیان سے مخلوق کی تاب نہین ہی کہ اُسکو کچھ پہچانے وہان قدرت عظیم کا ظہور تھا البتہ اُسکی بعض زینت کا کچھ بیان وارد ہوا ہی چنانچہ ابن مسعودؓ نے کہا کہ
سونے کا فرش تھا مجاہدؒ نے کہا کہ سبز رفرف تھا بعض نے کہا کہ گروہ ملائکہ تھا بعض نے کہا کہ نور الٰہی تھا تفسیر کبیر مین رازیؒ نے کہا کہ اسکے واسطے حدیث یا
قرآن سے دلیل چاہیے کیونکہ یہان قیاس کو دخل نہین ہی آیت مین اُس عظیم قدرت کو حالیہ حکایت سے تعبیر فرمایا یعنے بلفظ مضارع فرمایا جس سے فی الحال
وہ شان سامنے حاضر ہوتی ہی یعنے اذ یغشی الخ جب ڈھانپ رہی ہی سدرہ کو وہ چیز جو ڈھانپ رہی ہی اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب کو اپنی
عنایت سے وہ تجلی کشف فرمائی گویا ہر وقت موجود ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسوقت جناب باری تعالے مین حضوری کا حق ادب لحاظ رکھا
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى۔ نہ پھری نظر اور نہ اُسنے تجاوز کیا ف یعنے سدرہ کے مقام پر جو عجائب آیات وخوبصورت انوار ظاہر ہوے تو آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنی نظر مبارک کو حد ادب پر رکھا اور ادھر اُدھر التفات نہین کیا باوجودیکہ یہ امتحان کا سخت مقام تھا کیونکہ ایسے دلچسپ و دلفریب منظر کی
جانب نظر کا متوجہ ہونا کچھ بعید نہ تھا ولیکن آپ نے التفات نہ فرمایا اور نہ حد ادب سے تجاوز کیا۔ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى۔ اور قسم ہی کہ . . .

اپنے رب کی آیات مین سے عظیم آیت دیکھین ف جنکی عظمت کو عبارت بیان نہین کرسکتی اور اگر عبارت بھی ہو تو مخلوق کی تاب نہین کہ اُسکو سمجھین کیونکہ یہ دیدار بھی اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ یہ آنکھین تو دنیا کی انھین حقیر چیزون کے لائق ہین جب تک کہ انکو نور روحانی سے حیات تازہ حاصل نہو اور وہ اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے حاصل ہوجاتی ہے اور بدون اسکے خالی جسمانی زندگی سے آنکھون کو جو نور حاصل ہے وہ خون کی قوت ہے اور روح کی حیات نہین ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اسمین انسان پر گدھ وغیرہ جانور کو فضیلت حاصل ہے جو صدہا کوس سے مُردار کو دیکھ لیتا ہے اور اس آنکھ سے انسان کو اپنے قولے جسمانی بھی نظر نہین آتی ہین تو آیات ملکوتی دیکھنے کی اُسکو کہان مجال ہے اب دیکھنا چاہیئے کہ قول اول کے موافق محصل یہ ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اول مرتبہ جب آپ زمین پر تھے افق اعلی پر دیکھا اور وہان جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی صورت پر تھے اور پہلے یہ بات سمجھائی گئی کہ چاند و سورج کے مانند ملائکہ بھی قبضۂ قدرت مین مسخر ہین جس ہیئت سے اللہ تعالے چاہتا ہے اُسی ہیئت سے ظہور ہوتا ہے پس افق اعلی پر جبرئیل کا ظہور اصلی صورت مین ہوا پھر اللہ تعالے نے جبرئیل کو اتارا کہ وہ نزدیک ہوا یہانتک کہ پاس آگیا حتی کہ قاب قوسین یا اس سے کم فاصلہ رہا پس جو کچھ اللہ تعالے نے وحی بھیجی تھی وہ بندۂ جبرئیل نے اللہ تعالے کے بندۂ خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچائی فاوحی الی عبدہ ما اوحی اسمین جبرئیل علیہ السلام کو بنام عبد نہین فرمایا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بنام عبد فرمایا اسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شرف کامل عیان ہے کیونکہ مترجم نے اس تفسیر مین جابجا نقل کیا کہ اولیائے محققین وعلمائے ربانیین متفق ہین کہ عبد ہونا جس قدر کامل ہو اُسیقدر کمال قرب ومنزلت ہے اور یہ قول بہت نفیس ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ معراج کے کمالات مین اسی نام سے کمال عطا فرمایا بقولہ تعالے سبحان الذی اسری بعبدہ الآیہ کیونکہ معراج عین کمال تھی اسیطرح یہان بھی اسی نام سے کمال شرف ظاہر فرمایا اگر پوچھا جاوے کہ کیا چیز وحی کیگئی تو سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ الم نشرح لک صدرک آخر تک اور سورۂ والضحی واللیل کی آیات وحی کی گئین بعض نے کہا کہ اللہ تعالے نے وحی فرمائی کہ اے محمد جنت سب انبیا پر حرام ہے جب تک تم اُسمین داخل نہو اور جنت سب امتون پر حرام ہے جبتک تمھاری اُمت اُسمین داخل نہو بعض محققین نے کہا کہ اگر یہ باتین وحی فرمائی ہون تو کچھ انھین مین انحصار نہین ہے کیونکہ یہان اللہ تعالے نے مبہم فرما کر ظاہر کیا کہ یہ وحی عظیم وشریف تھی قولہ ماکذب الفواد الآخر یعنے یہ دیکھنا آپکی روحانی آنکھ کا سر کی آنکھ اور دلی نظر سے بالکل ٹھیک وسچ تھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حق الیقین بعین الیقین صریح عیان ہوگیا تو پھر کیونکر کفار کو گنجائش ہوسکتی ہے کہ وہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جھگڑین اسیواسطے اللہ تعالے نے اُنکو یہان جھڑک دیا اور تم جانتے ہو کہ اگر ایک عالم اپنے علمی حساب سے ریاضی قاعدہ سے کوئی بات صریح نکال لے تو اُسکے ساتھ جاہل کا جھگڑنا اُس کے نزدیک حمل ہوتا ہے اور وہ جاہل کے جھگڑنے سے کبھی شک نہین کرسکتا کہ اربعہ متناسبہ سے اُسکا حساب غلط ہے بلکہ وہ جاہل کو احمق جانتا ہے حالانکہ یہ محض ریاضی خیال اور چشم ظاہر کا معائنہ ہے اور اس سے روحانی نظر تک بے انتہا فرق ہے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی نظر سے دیکھنے کے بعد کافرون کا جھگڑنا کسقدر جہالت تھا اور مین نے سابق مین بیان کردیا کہ نور روحانی کے ظہور سے آنکھ کو حقیقی زندگانی و نور اصلی حاصل ہوتا ہے کہ اُس سے ہر چیز کی حقیقی ماہیت ظاہر ہوجاتی ہے پس آپ نے آنکھ سے حقیقی نور کے ساتھ اُس قدرت کا ظہور دیکھا اور اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دوبارہ سدرۃ المنتہی کے پاس بھی دیکھا یعنے جب آپکو معراج عطا ہوئی تھی اور وہان دیگر آیات ملاحظہ فرمائین یہ سب تقریر اس بنا پر ہے کہ ان آیات مین جبرئیل علیہ السلام کے دیکھنے کا و دیگر آیات عظیمہ دیکھنے کا بیان ہے یہ ایک جماعت مفسرین کا قول ہے اگر کہا جاوے کیا یہ لوگ انکار کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت رب العزت سبحانہ تعالے کو نہین دیکھا ہے جواب یہ ہے کہ نہین اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ اگر ان آیات مین جبرئیل کا دیکھنا مراد ہو تو دیدار باری تعالے کی نفی ہو بلکہ دوسرے گروہ مین سے ایک جماعت نے کہا کہ ان آیات مین جبرئیل علیہ السلام کے دیکھنے کا بیان ہے یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے رب تبارک وتعالے کو دیکھا تو یہ بھی دوسری نصوص سے ثابت ہے اور ایک جماعت مفسرین نے کہا کہ ان آیات مین جبرئیل علیہ السلام و دیگر آیات کبری کے ساتھ مین ب

تبارک وتعالے کا دیکھنا بھی مذکور ہو بعض محققین نے کہا کہ یہان ایک نکتہ معرفت ہو یعنے تجلی صوری سے دیدار باری تعالے ان آیات کبریٰ مین حاصل ہوتا ہو اسیواسطے تم دیکھتے ہو کہ علماے سلف مین سے بعض سے یہ بھی تفسیر آئی کہ جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا اور یہ بھی تفسیر آئی کہ رب تبارک وتعالے کو دیکھا پس در حقیقت سلف صالحین کی تفسیر مین معنوی کچھ اختلاف نہین ہو بلکہ لفظی بیان سے لوگ مشتبہ ہو گئے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قولہ تعالے ولقد رآہ نزلة اخری الآیہ مین کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک وتعالے کو اپنے قلب سے دو بارہ دیکھا (مسلم ترمذی طبرانی) انس رضی اللہ عنہ نے بھی اسکے مانند فرمایا ابن عباس نے کہا کہ تم پسندیدہ رکھتے ہو کہ ابراہیم علیہ السلام کے واسطے خلت ہو اور موسیٰ علیہ السلام کے واسطے کلام ہو اور محمد صلعم کیواسطے دیدار ہو۔ صحیح مسلم مین ہو کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ آپ نے اپنے رب تبارک وتعالے کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ مین نے نور دیکھا (رواہ الترمذی وابن مردویہ) اور ابوذر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے رب عزوجل کو اپنے قلب سے دیکھا (النسائی وابن المنذر) حسن بصری اس بات پر قسم کھایا کرتے تھے اگر کہا جاوے کہ دوبارہ سدرة المنتہیٰ کے پاس دیکھنے کے کیا معنے ہونگے جواب یہ کہ اسمین کوئی اشکال ہی نہین ہو کیونکہ رب تبارک وتعالے کے واسطے کوئی مکان وجگہ نہین ہو ہان تجلی کے واسطے مقامات ہین اور حالات ہین جیسے حالت سجدے مین سب سے زیادہ قرب ہونا اور زیارت بیت اللہ مین شرف تجلی وغیرہ اسیطرح سدرة المنتہیٰ کے مقام پر تجلی دیگر ہو سدرہ ایک درخت ہو مقاتل نے کہا کہ اہل جنت کے زیور ولباس وجمیع اقسام کے میوہ جات اُس سے حاصل ہوتے ہین اور اگر زمین پر اُسکا ایک پتا ہو تو مشرق سے مغرب تک روشن ہو جاوے مترجم کہتا ہو کہ زمین مین شاید اتنی گنجائش ہی نہ ہوگی اور صحیح کی روایت سے ثابت ہوتا ہو کہ وہ چھٹے آسمان پر ہو اور سورہ معراج کی تفسیر مین اسکی تحقیق گذر چکی ہو اور اُسی مقام تک عروج کی انتہا ہوتی ہو جیسا کہ حدیث احمد ومسلم وترمذی وغیرہ سے ثابت ہو واضح ہو کہ دیدار کے مسئلہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اصل ہو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ابن عباس سے انکا یہ قول دریافت کیا تو اُنھون نے اپنا یہی قول بیان کیا اور یہ بات ظاہر ہو کہ جب تک اُنکو صحیح ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ علم حاصل نہین ہوا تب تک اُنھون نے فقط اپنی راے سے نہین کہا ابن کثیر نے لکھا کہ یہی ابوصالح وسدی وغیرہ کا قول ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دل سے دوبارہ رب تبارک وتعالے کو دیکھا ابن عباس سے اس مسئلہ مین عبد اللہ بن مسعود وغیرہ نے خلاف کیا بعض لوگون نے ابن عباس سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ظاہری آنکھ سے دیکھا لیکن یہ قول غریب ہو بلکہ اغرب ہو کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے اس مین کچھ ثابت نہین ہوا عکرمہ نے کہا کہ مین نے ابن عباس سے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہو لاتدرکہ الابصار الآیہ پھر کیونکر دیکھا تو ابن عباس نے کہا کہ ارے یہ اسوقت ہو کہ جب تجلی ذاتی ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اپنے رب عزوجل کو دوبار دیکھا (الترمذی) مترجم کہتا ہو کہ اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے کی تجلی ذاتی اس زندگی مین نہین ہو سکتی ہو جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنے رب عزوجل کو کبھی نہین دیکھ سکتے ہو یہانتک کہ اس زندگی سے مرجاؤ اور فرمایا کہ قیامت مین عیان دیکھوگے جیسے چودھوین رات کا چاند بغیر بدلی کے عیان دیکھتے ہو اور آگاہ فرمایا کہ اس جسم کو تاب تجلی نہین ہے ورنہ سوختہ ہو جاوے یہ سب تجلی ذاتی کا بیان ہے جس کو ابن عباس نے لاتدرکہ الابصار الآیہ کے جواب مین بیان کیا اور تجلی صوری یعنے کسی لباس مین ممکن ہے چنانچہ دو مرتبہ ثابت کیا شعبی نے بیان کیا کہ ابن عباس مقام منیٰ مین کعب الاحبار سے ملے اور اُن کو پہچان کر پوچھا یعنے دیدار معراج مین پوچھا کہ آپ کے نزدیک کیا علم ہے پس کعب احبار نے تکبیر کہی حتی کہ اُن کی بلند آواز سے منیٰ کے پہاڑ گونج اُٹھے ابن عباس نے فرمایا کہ اے شخص ہم لوگ بنو ہاشم ہین یعنے ہمکو اللہ تعالے نے پاکیزہ طینت اور معرفت وقرابت نبوت عطا فرمائی ہو ہمنے اسوجہ آپ سے یہ مسئلہ نہین پوچھا کہ ہمارے پاس علم نہین ہو بلکہ تصریح اجتہادات ہو کعب احبار نے عرض کیا کہ اللہ تعالے نے کلام اور دیدار سے شرف عطا کرنا چاہا تو اسکو دو پیغمبرون مین تقسیم کیا پس موسیٰ علیہ السلام کو دو مرتبہ اپنے کلام سے مشرف کیا اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دو مرتبہ اپنے دیدار سے عروج دیا (العرعرو...)

Marfat.com

مترجم کہتا ہی کہ شاید کعب احبار نے اسکو کتب سابقہ سے معلوم کیا ہو کیونکہ توریت مین موسی علیہ السلام کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت دی اور اسمین یہ بھی مذکور ہی کہ تیری قوم کے بنی اعمام مین سے اللہ تعالے ایک پیغمبر تیرے مثل پیدا کرنے والا ہی پھر اسکے فضائل جمیلہ مذکور ہین اور جو ترجے بالفعل موجود ہین انمین بھی یہ بات موجود ہی نصرانیون نے تو اپنی عادت کے موافق محض بے تکے خیالات سے کہا کہ یہ عیسی علیہ السلام کی بشارت ہی یہ خیال بالکل غلط ہی سواسطے کہ عیسی علیہ السلام خود بنی اسرائیل کی نسل سے ہین تو انکے چچیرے قرابتی نہین ہو سکتے ہین بلکہ بنی اسرائیل جو اسحق بن ابراہیم کی اولاد ہین انکے چچیرے قرابتی حضرت اسمعیل بن ابراہیم کی اولاد البتہ ہین علاوہ اسکے بشارت مین مثل موسیٰ کے وہ پیغمبر ہوگا اور موسی علیہ السلام کو خاص شریعت عطا ہوئی اسمین جہاد کرکے دین حق کو ملک شام مین قائم کرنے کا حکم ہوا اور توریت مین خود بشارت ہی کہ پیغمبر آخر الزمان کا ملک شام ہوگا یعنے اسکی اُمت کی سلطنت ملک شام مین ہوگی اسی دلیل سے تمنے دیکھا کہ جب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مین امیر معاویہ و اہل شام نے مناقشہ کیا تو اکثر اہل کتاب نے خیال دوڑایا کہ معاویہ کو غلبہ رہیگا اسواسطے کہ اس نبوت کی خلافت تیس سال کے بعد سلطنت ملک شام مین قائم رہیگی تو شامیون کو ضرور غلبہ ہوگا الغرض مثل موسیٰ کے اس پیغمبر جلیل الشان کا ہونا ضرور ہی اور حضرت عیسیٰ مین یہ مماثلت ندارد ہی بلکہ تحریف کرنے والے نصرانیون نے تو عیسیٰ تو خدا کا بیٹا بنایا تو مماثلت ندارد ہوگئی یا تیرا یہ شرک مکرر ہوگیا کہ تم موسیٰ کی نسبت بھی یہی اعتقاد کرو حالانکہ یہ شرک مکرر ہوگیا اور خود عیسیٰ علیہ السلام پر نہ جہاد تھا اور نہ قوم کے لوگون نے انکی بیعت کی بلکہ نصرانی تو کہتے ہین کہ اُنھون نے سولی دیدی علاوہ برین انجیل کی شریعت مستقل نہ تھی بلکہ وہی شریعت توریت تھی سوا چند احکام کے جو منسوخ ہوگئے تھے ازانجملہ جہاد منسوخ ہوا اور شراب حلال ہوئی اور اونٹ و چربی وغیرہ حلال ہوگئی لیکن نصرانیون نے شراب کو عجیب طور سے استعمال کیا اور چربی کی ایسی حرکت کی کہ عقل گم ہوگئی اور سمجھ جاتی رہی تو کتاب آلہی کے معنے بھی اُلٹے سمجھے بلکہ مختلف فرقے ہوکر آپس کی عداوت سے تحریف کرنے لگے یہانتک کہ نسخون مین ایسی کثرت سے تفاوت ہوگیا کہ صرف تین سو کے قریب نسخون کے ملانے مین کئی ہزار لفظون کا اختلاف نظر آیا اور آخر پچھلے لوگون کو کئی لاکھ اختلاف ظاہر ہوے اور نصرانی لوگ اسکا یہ عذر بیان کرتے ہین کہ پڑھنے والون نے غلط پڑھا اور وہی لکھ لیا ہم کہتے ہین کہ اچھا ہم یہ بھی مانے لیتے ہین لیکن یہ تو بتلاؤ کہ آخر ان نسخون مین کئی لاکھ اغلاط موجود ہین تو اصلی آسمانی وحی کا لفظ کیا ہی یہ ہرگز نہین معلوم ہو سکتا اور اگر اٹکل سے تم ایک کو صحیح مانوگے تو تمھارا ساتھی دوسرے کو صحیح بتلادیگا اور کسی پر اعتماد نہین ہو سکتا اگرچہ متفق ہوکر کسی لفظ کو مانو پس صریح معلوم ہوگیا کہ اصلی توریت و انجیل کا پتہ ملنا غیر ممکن ہی خصوصاً انجیل تو بعد حضرت عیسیٰ کے دو سو برس سے زیادہ تک نصرانیون کے پاس سے گم رہی پھر اعتماد ساقط ہوگیا مترجم کو معاف کرنا چاہیئے کہ اسنے یہ جملہ معترضہ درمیان مین داخل کردیا اور اصل مقصود یہ ہی کہ کعب احبار کو یہ بشارت معلوم ہو چکی تھی کہ حضرت موسیٰ کے مثل ایک پیغمبر عظیم الشان آخر الزمان ہونگے اور بعد ہدایت کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تو موافق بشارت کے انکو معلوم تھا کہ اللہ تعالے نے کلام و معراج دیدار مین سے موسی علیہ السلام کو کلام دیا اور وہ کوہ طور پر دو مرتبہ واقع ہوا اور معراج دیدار حضرت خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا اور وہ بھی دو مرتبہ واقع ہوا اور شاید کعب احبار نے بشارت قدیم کے موافق حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معرفت حاصل کرلی ہو واللہ تعالے اعلم الغرض ابن عباس کو یہ علم تھا اور کعب احبار کو بھی بشارت سابقہ و لاحقہ سے یہ علم تھا اور بعض سلف نے تفسیر ابن عباس سے انکار کیا چنانچہ مسروقؒ سے روایت ہی کہ حضرت ام المومنین عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اے ام المومنین کیا رسول اللہ صلعم نے اپنے رب تبارک و تعالے کو دیکھا ام المومنینؓ نے فرمایا کہ تونے ایسی بات کہی کہ جس سے میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے مین نے عرض کیا کہ آپ ذرا ٹھہریے پھر مین نے آیت پڑھین لقد رای من آیات ربہ الکبری ام المومنین نے فرمایا کہ تیری توجہ کدھر جاتی ہی یہ تو جبرئیلؑ سے ملاقات کا بیان ہی یعنے جبرئیل کو اصلی صورت مین دیکھا فرمایا، اور جو کوئی تجھے بتلاوے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک و تعالے کو دیکھا ہی یا جو کچھ آپکو حکم دیا گیا یعنے اداے رسالت کا تو اس مین سے پوشیدہ کیا ہی یا یہ کہے کہ وہ پانچ باتین جنکو اللہ تعالے نے فرمایا۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث الآیہ انمین سے کوئی بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

جانتے تھے تو ایسے شخص کو جھوٹا جانو کیونکہ اُسنے اللہ تعالے پر بہت بڑا بہتان باندھا ولیکن یہ صحیح ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا اور جبرئیل کو اصلی صورت پر آپ نے نہین دیکھا سولے دو مرتبہ کے ایک مرتبہ سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا اور ایک مرتبہ اجناد مین دیکھا اس شکل سے کہ جبرئیل علیہ السلام کے چھسو بازو تھے اور تمام افق کو گھیر لیا تھا (الصحیح) عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ کیا تم تعجب کرتے ہو کہ خلیل اللہ ہونا ابراہیم کے لئے ہوا اور کلام کرنا موسیٰؑ کے لیے ہوا اور دیدار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے ہو (النسائی باسناد صحیح) ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب تبارک وتعالے کو دیکھا تو فرمایا نورانی اراہ۔ اور دوسری روایت مین ہی کہ آپ نے فرمایا کہ مین نے نور دیکھا (صحیح مسلم) محمد بن کعب تابعی نے کہا کہ صحابہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے رب تعالے کو دیکھا ہی آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنے فواد سے دو مرتبہ دیکھا ہی پھر یہ آیت پڑھی ماکذب الفواد مارای (رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن جریر نے اس حدیث کو محمد بن کعب سے اسطرح روایت کیا کہ مجھسے بعض صحابہ نے بیان کیا کہ ہم اصحاب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے رب تبارک وتعالے کو دیکھا ہی آپ نے فرمایا کہ مین نے اپنی ان آنکھوں سے نہین دیکھا ولیکن اپنے فواد سے مین نے دو مرتبہ دیکھا ہی پھر یہ آیت پڑھی ثم دنی فتدلی الآیہ مترجم کہتا ہی کہ ابن ابی حاتم کی اسناد مرسل ہی اور ابن جریر کی اسناد متصل ہی لیکن دونون اسانید مین موسیٰ بن عبیدہ راوی ضعیف ہی لیکن اختلاف کی وجہ سے ابن ابی حاتم نے اسناد کو بہتر خیال کیا کیونکہ ابن ابی حاتم نے یہ التزام کیا ہی کہ حسن اسناد سے روایت لاوینگا اور یہ معنے خود حدیث ابن عباس سے ثبوت ہوئے ہین تو یہ بھی تقویت کی دلیل ہی واللہ تعالے اعلم بلکہ یہی قول عکرمہؒ ہی چنانچہ ابن ابی حاتم نے بسند لائق روایت کی کہ منصور بن المعتمر نے عکرمہؒ سے پوچھا کہ قولہ تعالے ماکذب الفواد مارای الآیہ کے کیا معنے ہین عکرمہؒ نے فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہی کہ مین تجھے آگاہ کرون کہ رسول اللہ نے اسکو دیکھا مین نے کہا کہ اچھا آگاہ فرمائیے عکرمہؒ نے کہا کہ ہان اسکو دیکھا اور پھر دیکھا ہی یعنے دو مرتبہ دیکھا ہی منصور نے کہا کہ پھر مین نے اُسکو حسن بصریؒ سے دریافت کیا تو حسنؒ نے فرمایا کہ آپ نے اللہ تعالے کا جلال و نور عظمت وکبریا مشاہدہ کیا ہی ابن ابی حاتم نے بواسطہ اپنے والد ابو حاتم کے نازل اسناد سے ابو العالیہ تابعی سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے نہر دیکھی اور اسکے پیچھے حجاب اور اسکے پیچھے نور دیکھا اور اسکے سولے مین نے نہین دیکھا ابن کثیرؒ نے اس اسناد مین کچھ کلام نہین کیا صرف اسقدر کہا کہ غریب ہی یعنے ایسی روایت کسی دوسرے راوی سے موجود نہین ہی اگر کہا جاوے کہ ابن عباسؓ سے صریح روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا (رواہ احمد باسناد صحیح) تو اس صحیح کے بعد کسی اختلاف کی مجال باقی نہین رہی کیونکہ خود حدیث سے صریح ثبوت ہی ابن کثیرؒ نے جواب دیا کہ ہان اسناد بیشک صحیح ہی اور حدیث ثابت ہی لیکن یہ حدیث واقعہ خواب کی حدیث سے مختصر روایت ہی **قول** خواب کی حدیث کو ترمذیؒ نے روایت کیا اور کہا کہ اصل حدیث ہی اور ابن الجوزیؒ نے علل متناہیہ مین سب اسانید پر کلام کرنے کے بعد ایک اسناد کو کہا کہ یہ بدرجہ حسن ہی مترجم کہتا ہی کہ نہین بلکہ امام احمدؒ نے باسناد صحیح جید لشرط البخاری روایت کی ہی **قال** حدثنا عبد الرزاق ثنا معمر عن ایوب عن ابی قلابہ عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ الخ یعنے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آج میرا رب تبارک وتعالے نہایت خوبصورتی مین آیا میرا خیال ہی کہ آپ نے خواب مین بیان کیا یعنے مین نے خواب مین رب تبارک وتعالے کو نہایت خوبصورت دیکھا پس فرمایا کہ اے محمد تو جانتا ہی کہ ملاء اعلیٰ کس بات مین ہسکا کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ مجھے نہین معلوم ہی پھر میرے سینہ پر اپنا ہاتھ رکھا جسکی ٹھنڈک مین نے اپنی چھاتی مین پائی پس جو کچھ آسمانون وزمین مین ہی مجھے کھل گیا پھر فرمایا کہ اے محمد تو جانتا ہی کہ ملاء اعلیٰ کس بات مین ہسکا کرتے ہین مین نے عرض کیا کہ ہان نمازون کے کفارات و درجات مین ہسکا کرتے ہین فرمایا کہ کفارات کیا ہین عرض کیا کہ نماز کے بعد مسجد مین بیٹھنا اور جماعتون کے لیے پیرون جانا اور ناگوار وقتون مین پورا وضو کرنا جس شخص نے اسپر عمل کیا وہ نیکی مین جیا اور خیر مین مرا اور ایسا ہوا جیسے اُس دن تھا جس دن اسکی مان اسکو جنی تھی اور فرمایا کہ اے محمد نماز پڑھکے یہ کہا کر اللّٰھم انی اسئلک فعل الخیرات

وحب المساکین واذا اردت بعبادک فتنۃ ان تقبضنی الیک غیر مفتون الٰہی مین تجھسے توفیق چاہتا ہون نیکیان کرنے کی اور برائیان چھوڑنے کی اور مسکینون سے محبت رکھنے کی آور جب تو اپنے بندون کے حق مین فتنہ چاہے تو مجھے بغیر فتنہ مین مبتلا ہونے کے اپنے پاس اُٹھا لیجیو۔ ھ۔ اور بیان فرمایا کہ درجات یہ ہین کہ طعام خیرات کرے اور سب مین سلام پھیلاوے اور رات مین جب لوگ سوتے ہین اُٹھکر نماز پڑھے (مترجم کہتا ہی کہ اسکے مانند ترمذی کی روایت ہی اور یہ اسناد صحیح ہی ابن کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ ابن جریرؒ نے ضعیف اسناد سے اسکو عجیب سیاق سے روایت فرمایا ہی چنانچہ اسمین درجات کا ذکر نہین ہی اور بعد کفارات کے اسقدر زائد ہی کہ مین نے عرض کیا کہ اے رب تونے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا اور موسیٰؑ کو کلیم بنایا اور تونے ایسا اور ایسا فرمایا تو میرے رب تبارک وتعالےٰ نے فرمایا کہ اے محمد کیا مین نے تیرا سینہ نہین کشادہ کیا یعنے قولہ تعالےٰ الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک ور تجھسے وزر نہین دور کیا بہت سی نعمتین بیان فرمائین اور ایسے امور وحی فرمائے کہ تم سے بیان کی اجازت نہین ہی بلکہ اللہ تعالےٰ نے خود انکو بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ ثم دنٰی فتدلٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی فاوحٰی الی عبدہ ما اوحٰی آور نور نظر میرے سینہ مین کردیا تو مین نے اسکو اپنے دل سے دیکھا۔ ھ مترجم کہتا ہی کہ یہ اسناد ضعیف ساقط ہی اور اس سے استنباط نہین جائز ہی پھر ابن کثیرؒ نے عتبہ بن ابی لہب ملعون کا قصہ بروایت ابن عساکر و محمد بن اسحٰقؒ کے ذکر کیا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابن عباسؓ شب معراج مین دیدار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ثابت کرتے اور اس آیت سے استدلال وشہادت پہونچاتے تھے اور ایک جماعت صحابہ وتابعین نے انکی اتباع کی ولیکن ایک جماعت نے اُنسے خلاف کیا مترجم کہتا ہی کہ خلاف ان آیات کی تفسیر مین ہی یعنے جماعت نے ان آیات کی تفسیر مین کہا کہ جبرئیلؑ سے قرب بیان ہوا ہی چنانچہ امام احمد وغیرہ نے باسانید صحیحہ ابن مسعودؓ سے روایت کیا کہ اس آیت مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جبرئیلؑ کو دیکھا کہ چھ سو بازو تھے اور اسکے بازو سے موتی ویاقوت وتہاویل جھڑتے تھے ایک روایت صحیحہ مین ہے کہ حسینؒ نے کہا کہ مین نے عاصم سے جناح کو دریافت کیا تو انھون نے مجھسے بیان کرنے سے انکار کیا پھر انکے بعض اصحاب نے مجھے بتلایا کہ مشرق سے مغرب تک بازو ہی (اسناد صحیح) پھر حضرت ام المومنین عائشہؓ کی حدیث روایت کی (اسناد صحیح) مترجم کہتا ہی کہ بعض علماے متاخرین نے اس مسئلہ مین کلام کیا ہی صاحب التحریرؒ نے کہا کہ اس مسئلہ مین اگرچہ دلائل بہت ہین لیکن ہم سب سے قوی دلیل قول ابن عباسؓ لیتے ہین۔ ھ۔ یہ گمان نہین ہوسکتا کہ ابن عباسؓ نے اس مسئلہ مین صرف قیاس سے کلام کیا ہو کیونکہ یہ کسی عالم کی نسبت گمان نہین ہوسکتا تو بھلا ابن عباسؓ جو اس اُمت کے حبر تھے کیونکر اُنکی نسبت ایسا خیال ہو اور ابن عمرؓ نے جب ابن عباسؓ سے کہا تو ابن عباسؓ نے یہی جواب دیا حضرت عائشہ نے البتہ اجتہاد سے ابن عباسؓ کا قول رد کیا لیکن معمر بن راشدؒ نے کہا کہ ہمارے نزدیک حضرت عائشہؓ کو ابن عباسؓ سے زیادہ علم نہین ہی واضح ہو کہ اس مسئلہ مین قاضی عیاضؒ وخفاجی وقسطلانیؒ ونوویؒ وغیرہم نے بحث کی اور حاصل یہ ہی کہ اکثر علماے کے نزدیک راجح یہ ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انے دیدار باری تعالےٰ پایا ہی لیکن یہ دیدار قلبی آنکھون سے ہی اور کچھ شک نہین کہ ان حضرات سلف رضی اللہ عنہم نے اُسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر بیان کیا ہی سلیمان جملؒ نے کہا کہ اس مسئلہ مین ابن عباسؓ کا مذہب راجح ہی اگر کہا جاوے کہ ام المومنین عائشہ نے اس سے خلاف کہا جواب یہ کہ ام المومنین نے یہ نہین بیان کیا کہ انھون نے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنکر اپنا قول بیان کیا ہی بلکہ ام المومنینؓ نے ظاہر آیات سے استدلال کرکے یہ نکالا کہ آپ نے نہین دیکھا مثلاً کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی لاتدرکہ الابصار الآیہ یعنے آنکھون کی بینائیان اللہ تعالےٰ کو نہین گھیر سکتی ہین۔ ھ۔ اس سے نکالا کہ آپ نے بھی نہین دیکھا جواب یہ ہی کہ ہان کسی عالم کو یہ مجال نہین ہی کہ اللہ تعالےٰ کو گھیرے اس سے یہ لازم نہین کہ دیکھنا بھی محال ہو جیسے آسمان کو ہماری آنکھ محیط نہین ہی مگر ہم دیکھتے ہین لیکن اللہ تعالےٰ کی تجلی کی تاب لانا بھی کسی مخلوق کی مجال نہین ہی جیسے حضرت ام المومنین نے استدلال کیا بقولہ تعالےٰ ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنے بشر کی لیاقت نہین ہی کہ اللہ تعالےٰ اس سے کلام کرے مگر بطور وحی کے یا حجاب کے ورے سے۔ ھ۔ ام المومنینؓ نے اس سے نکالا کہ جیسے کلام نہین اسیطرح

دیدار بھی نہیں ہوسکتا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اسی آیت سے کافرون کو سمجھایا جو کہتے تھے کہ اللہ تعالے اگر ہم سے کہے کہ تم اسکے رسول ہو تو ہم تم پر ایمان
لاوین اللہ تعالے نے انکو رد کردیا کہ تم کو یہ لیاقت و قوت حاصل نہیں ہے کہ اللہ تعالے سے بواجہہ کلام سنو بلکہ وحی کے لائق بھی نہیں ہو تو اس سے اللہ تعالے کا
کلام سن لو اس سے یہ لازم نہیں آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام و دیدار نہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات آسمان و زمین اور
اولین و آخرین سب سے خصوصیت حاصل ہے جو آپکو رب عز و جل نے عطا فرمائی ہے اور اہل الحق جانتے ہین کہ ہر چیز کو اللہ تعالے ہر ایک کے لائق اپنی قدرت
سے پیدا فرماتا ہے وہ کسی کے قیاس پر نہیں ہے جیسے معراج عطا فرمائی جو قیاس سے باہر ہے تو جیسے ہم معراج کو حق صحیح جانتے ہین کہ اللہ تعالے نے یہ سب قدرت
عطا فرمائی اور معراج نصیب کی اسیطرح دیدار عظمیٰ و نعمت کبریٰ کی شان عطا فرمائی تو آپ نے مشاہدہ کیا اور اسمین کچھ ریب و تردد نہیں ہے واللہ سبحانہ
تعالے علی کل شئی قدیر اور مترجم نے اشارہ کیا کہ تجلیات صوری بلباس ہین اور آپ نے عیان آنکھ سے جبرئیل کو دیکھا اور وہان فواد کی نظر سے دیدار حق سبحانہ
تعالے بھی حاصل ہوا ولیکن عوام اسکو ادراک کرنے سے کم استعداد ہین تو انکو ایمان لانا چاہیے اور قیاس دوڑانے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اس اشارہ سے متحقق
ہوگیا کہ دونون قول تفسیری ہین اور احادیث مین کچھ اختلاف معنوی نہیں ہے صرف لفظی بیان سے ہر شخص اپنی استعداد کے موافق سمجھ لیتا ہے اور لیس اُمت پر
ترحم ہے اور ابھی معلوم ہوا کہ حدیث ابن مسعودؓ مین آپ نے جبرئیلؑ کا دیکھا بیان فرمایا لیکن اس سے دیدار حق سبحانہ تعالے کی نفی نہیں نکلی جو بواسطۂ فواد
کے ہو چنانچہ دیگر احادیث مین یہ دیدار بھی ثابت فرمایا از انجملہ حدیث ابو ذر رضی اللہ عنہ باسناد صحیح اسطرح مروی ہے کہ عبداللہ بن شقیقؒ نے ابو ذرؓ سے کہا کہ
اگر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا تو مین آپ سے دریافت کرتا ابو ذرؓ نے فرمایا کہ تو کیا دریافت کرتا مین نے عرض کیا کہ مین یہ پوچھتا کہ حضور
نے رب عز و جل کو دیکھا ابو ذرؓ نے کہا کہ مین آپ سے پوچھ چکا ہون آپ نے فرمایا۔ قد رأیتہ نورانی اراہ۔ اسکی اسناد صحیح ہے امام احمد و مسلم نے اسکو کئی طرق سے
روایت کیا لیکن روایت کے لفظ مین علما کو تردد واقع ہوا ہے (انی اراہ) بفتح ہمزہ والف مقصورہ بھی پڑھا گیا ہے تو معنے یہ لیے گئے کہ مین نے نور کو دیکھا
مین کہان اُسے دیکھتا اور دوسری قرأت مین (انی) بکسر ہمزہ بحرف تحقیق ہے (یعنے مین نے نور دیکھا مین دیدار دکھلایا گیا) اور دوسری روایت مین
فقط اسقدر واقع ہوا کہ مین نے نور سے اسکو دیکھا اسنادہ صحیح (بعض علمائے نے اس سے سمجھا کہ حدیث سے نکلتا ہے کہ آپ نے نہین دیکھا امام احمدؒ سے روایت ہے
کہ مین اس حدیث کے معنے نہین سمجھتا تھا لہذا انکار کرتا رہا ابن خزیمہؒ نے کہا کہ حدیث کی اسناد منقطع ہے ابن الجوزیؒ نے کہا کہ شاید ابو ذرؓ نے معراج سے پہلے
آپ سے پوچھا تھا تو یہ جواب ملا اور اگر بعد معراج کے پوچھتے تو یہ جواب نہ پاتے ابن ابی حاتم ونسائی نے ابو ذرؓ سے دوسرے طریق سے روایت کیا کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے قلب سے اللہ تعالے کو دیکھا اور اپنی ان آنکھون سے نہین دیکھا اسناد جید) مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ ابو ذرؓ نے جو حدیث
روایت کی اسکے معنے بھی اس سے موافق ہین تو وہ دوسری قرأت ہے یعنے (رأیتہ نورانی اراہ) مین نے نور سے اسکو دیکھا مجھے دکھلایا گیا۔ ھ۔ اور بعض نے
یہ معنے لیے کہ مین نے نور دیکھا مین کہتا ہون کہ یہ غلط ہے کیونکہ معنے یہ ہوے کہ مین نے اسکو نور دیکھا حالانکہ قطعاً اللہ تعالے کی ذات نور نہیں ہے بلکہ نور اسکی
مخلوق ہے تو معنے صحیح میرے نزدیک یہ ہین کہ مین نے نور سے دیکھا یعنے جسمانی کدورت جیسے لوگون مین ہے اس سے دیکھنا میرا نہ تھا بلکہ نور کی راہ سے تھا اور
وہ مجھے دکھلایا گیا۔ ھ۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالے نے میرے قلب مین روحانی نورانی آنکھ کھول دی اور مجھے دکھلایا یہ بات تمام معارف ہدایات مین جو حق ہے جیسے
اللہ تعالے پیدا کردیتا ہے تو بندہ ایمان لاتا ہے اور جسم کا قصد اسکی طرف سے طلب ہے جیسے اہدنا الصراط المستقیم۔ مین ہر شخص دعا کرتا رہتا ہے کہ میرے دل مین راہ مستقیم
کی ہدایت پیدا کردے تاکہ ہر نماز مین ترقی ہوتی جاوے حتیٰ کہ انعمت علیہم کی منزلت مین پہونچ جاوے پس مقام کو بعد ہدایت الٰہی تعالے کے نظر معرفت سمجھو
اور یہ تو مترجم کو نظر آیا واللہ سبحانہ تعالے ہو الہادی مخفی نہین کہ اگر فقط نور رب تبارک و تعالے ہو تو وہ سدرۃ المنتہیٰ سے ظاہر تھا چنانچہ احادیث معراج مین
سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر مذکور ہے کہ اسکو ملائکہ نے ڈھانپ لیا اور رب عز و جل کے نور نے ڈھانپ لیا اور طرح طرح کے الوان نے کہ مجھے اسکی ابہ...

Marfat.com

...ہوئی ابن مسعودؓ سے روایت ہو کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہونچے اور وہ ساتوین آسمان مین ہو جو چیز ... سے عروج کرتی ہو وہین تک منتہی ہوتی ہو اور جو بالا سے اُترتی ہو وہین لی جاتی ہو اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تین چیزین عطا کی گئین (۱) ... نمازین ملین (۲) اور سورۂ بقرہ کا خاتمہ عطا ہوا (۳) اور جو کوئی آپ کی اُمت مین سے اللہ تعالےٰ سے شرک نکرے اسکو مقحمات بخشے گئے (رواہ مسلم) ...ابن کی تفسیر ہو کہ سدرۃ المنتہیٰ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا گیا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہو پھر اسکو نور رب العزۃ جل شانہ نے گھیر لیا اور ملائکہ مانند غربان ... کے جیسے درخت پر گرتے ہین اور وہان اللہ تعالےٰ نے کلام کیا اور ارشاد ہوا کہ مانگو (ابو العالیہ) اور سدرہ کی شاخین موتیون و یاقوت و زبرجد کی تھین آور وہان محمد مصطفےٰ اللہ علیہ وسلم نے رب عزّ و جل کو اپنے قلب سے دیکھا (مجاہدؒ) ابن زید نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ آپ نے دیکھا تھا کہ سدرہ کو کس چیز نے ڈھانپ لیا تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے دیکھا تھا کہ سونے کے فراش نے اُسکو ڈھانپ لیا اور مین نے دیکھا کہ اُسکے ہر پتّے پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا اللہ عزّ و جل کی تسبیح کرتا ہو یہ اسناد منقطع و ضعیف ہو کیونکہ عبد الرحمٰن بن زید نے کسی تابعی سے سُنا ہوگا باوجود اسکے انکے حافظہ مین ضعف ہے قولہ تعالےٰ مازاغ البصر وما طغیٰ۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ نظر داہنے یا بائین نہین گئی اور نہ اُسنے حد ادب سے تجاوز کیا بلکہ جو کچھ حکم تھا اُسی پر عمل کیا ابن کثیرؒ نے کہا کہ استقامت و فرمانبرداری مین یہ صفت کاملہ ہو کیونکہ جو کچھ حکم تھا وہی کیا اور جو کرامت عظیم عطا ہوئی اُس سے زیادہ کرنے مین تجاوز نہ کیا قولہ تعالےٰ لقد رأی من آیات ربہ الکبریٰ اپنے پروردگار کی آیات مین سے بزرگ آیات دیکھین اور یہ آیات قدرت عالم آسمانی سے ہین جیسے موسیٰ علیہ السلام کے حق مین فرمایا لنریک من آیاتنا الکبریٰ تاکہ ہم تجکو اپنی بزرگ آیات سے دکھلاوین مترجم کہتا ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت مین اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت مین اکثر باتون مین مشابہت ہو مثلاً مستقل شریعت اور حکم جہاد اور امت کی سلطنت وغیرہ بہت امور مین از انجملہ آیات عظمیٰ کا دیدار بھی ہو ولیکن دونون مین معنوی فرق عظیم ہو اگرچہ اُردو زبان مین اُسکا بیان کرنا غیر موزون ہو کیونکہ عربی بلاغت سے انکو آگاہی نہین ہو تاہم بعض باتون کا اشارہ کرنا مفید ہو اول یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام دونون کو ایسی آیات دکھلائی گئین جو معرفت و عظمت آلٰہی پہچاننے کے واسطے آیات عظمیٰ ہین لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج مین سماوی آیات دکھلائی گئین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زمینی آیات دکھلائی گئین دوم یہ کہ دکھنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب نسبت فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام کے حق مین دکھلانا بیان فرمایا تو یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین دلیل کمال ہو بعض علمائے نے گمان کیا کہ دیدار الٰہی واقع نہین ہوا ابن کثیرؒ نے کہا کہ انکا استدلال یہ ہو کہ اس آیت مین آیات کبریٰ کا دیدار بیان فرمایا پس اگر دیدار الٰہی سبحانہ تعالےٰ واقع ہوا ہوتا تو وہ بھی لوگون سے بیان کیا جاتا مترجم کہتا ہو کہ اس استدلال کی توضیح یہ ہو کہ اللہ تعالےٰ نے اس مقام پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رسول اکرم کے معارج معراج بیان فرمائے ہین تو جن امور سے زیادہ عروج ہو انکے بیان کا یہ موقع ہو اور کمال عروج یہ بیان کیا کہ رب عزّ و جل کی آیات کبریٰ دیکھین پس اگر دیدار رب عزّ و جل ہوتا تو وہ بالضرور یہان بیان کیا جاتا ابن کثیرؒ نے یہان حدیث ابن مسعودؓ رضی اللہ عنہ ذکر فرمائی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو اصل صورت مین فقط دو مرتبہ دیکھا اول مرتبہ آپ نے اللہ تعالےٰ سے درخواست کی کہ مجھے جبرئیل کی اصلی صورت دکھلائی جاوے تو آپ نے دیکھا کہ جبرئیل نے تمام افق بھر لیا ہو اور دوسری مرتبہ جب آپکو عروج ہوا تب آپ نے دیکھا (رواہ احمد) مترجم کہتا ہو کہ جن علمائے کے نزدیک دیدار واقع ہوا ...یہی کہتے ہین کہ قلب کی آنکھ سے دیدار واقع ہوا ہو اور مترجم نے سابق مین اسکا نکتہ بھی بیان کیا ہو پس یہ بھی اللہ تعالےٰ کی آیات کبریٰ مین سے ہو کیونکہ کبریٰ کی تفصیل نہین بیان کی گئی تو یہ استدلال ٹھیک نہین ہو کہ دیدار حق سبحانہ تعالےٰ نہین واقع ہوا واللہ تعالےٰ اعلم ف وفی العرائس قولہ تعالےٰ ...[illegible] حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے بندۂ حبیب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب بیان فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو نعوت صفات و انوار ذات ...کیا اور حدوث کی علتون سے پاک کر دیا پس قرب حق بحق ہوا کیونکہ قرب صفات بصفات ہو پھر صفات سے عروج دیکر قرب ذات عطا ہوا اور آپکے

صفات حدوث سمع و بصر و ادراک مین سے کچھ باقی نہین رہا بلکہ حق عز و جل نے اپنی صفت قدس یعنے سمع و بصر [illegible]
حاصل ہوا اور کلام حق کا سُننا بسماع حق واقع ہوا لیکن یہ وصول کلی نہین ہی لہذا فرمایا فکان قاب قوسین او ادنی یعنے درمیان [illegible]
قوس افعالی کا فرق باقی ہی پس ان دونون قوسون کے درمیان آنکھ و قلب سے ادراک حقیقت رہا اسیطرح قوس ازل و قوس ابد درمیان [illegible]
ہی تاکہ یہ گمان نہو کہ ساحت کبریائی مین وصل و جدائی یا نزدیکی و دوری بھی ممکن ہی کیونکہ بارگاہ قدس ان چیزون سے پاک ہی تو وصول حق ہوگا لیکن ظاہر
فرمایا۔ درمیان مین قوس ازل و قوس ابد ہی یعنے حدوث کو قدیم تک اتحاد غیر ممکن ہی جعفرؒ نے کہا کہ قرب الٰہی کے واسطے کوئی حد نہین ہی اور مخلوقات کیواسطے
حدود ہین اسیواسطے قاب قوسین یا کمتر کی تشبیہ فرمائی قولہ تعالے فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحی اللہ تعالے نے اس وحی کو مخفی فرمایا کیونکہ فہم خلائق کسیطرح وہانتک
نہین پہونچ سکتی ہی شیخؒ نے کہا کہ میرا گمان یہ ہی کہ اگر اس مشاہدہ کے اسرار مین سے کچھ بھی بیان ہوتا یعنے مخلوق کے قلب پر اظہار ہوتا تو اولین و آخرین
سب ہی مرجاتے اور کسیکو تاب نہوتی کیونکہ اسکا تحمل بقوت الٰہیہ ہی اور وہ صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تھی اور کسی دوسرے کو یہ امید کرنا باطل ہی
جیسے کسیکو معراج کی امید کرنا حماقت و جہالت ہی بعض مشائخؒ نے کہا کہ اس وحی کا بھید آخرت مین ظاہر ہوگا جب آپکو اپنی اُمت کی شفاعت عطا ہوگی
واسطیؒ نے کہا کہ جو وحی آپکو دنیا مین بھیجی گئی وہ وحی رسالت تھی جسکا اخفا غیر ممکن تھا اور جو وحی آپکو عالم معراج مین ہوئی وہ آپکی ذات کے ساتھ
خاص تھی قولہ ما کذب الفواد ما رایٰ اس دیدار کی کیفیت قیاس سے باہر ہی اور اس سے یہ غرض نہین ہی کہ فقط مشاہدۂ قلبی عطا ہوا تھا بلکہ جو دیکھا اُسکو فواد
نے جھوٹ نہین کہا اور قیاس کیونکر یہان کام کرسکتا ہی کیونکہ وہان باطن عین ظاہر تھا اور ظاہر عین باطن تھا اور وجود کے سب ذرات آنکھ ہوگئے تھے
اور جو اللہ تعالے دیدار رسید فرماوے تو کوئی چیز حجاب نہین ہی ابن عطاؒ نے کہا کہ جو آنکھ نے دیکھا قلب نے اُسکے خلاف اعتقاد نہین کیا ف مترجم کہتا ہی
کہ مجھے مناسب معلوم ہوا کہ شیخ ابن العربیؒ کی تفسیر سے بھی بعض اشارات نقل کرون قال فی قولہ تعالے وما ینطق عن الہوی یعنے رسول کا کلام بظہور صفت
نفس نہین ہی جو اپنے تلوین مین رنگ برنگ ظاہر ہوتا ہی آن ہو الا وحی یوحیٰ بلکہ یہ کلام خالص وحی ہی جو اسکو پہونچائی گئی جبکہ وہ افق قلب پر پہونچا
جو روح کا آسمان ہی اور اُسکی انتہا افق اعلیٰ ہی جو روح کا انتہائے مقام ہی علمہ شدید القوی ذو مرۃ۔ اُسکو روح القدس نے سکھلایا جو شدید القوی ہی یعنے
اپنے ماتحت مراتب مین قوی التاثیر ہی اور ذو مرۃ یعنے متانت ہی جسکے علم مین نسیان یا تغیر ممکن نہین ہی قولہ فاستوی یعنے اپنی صورت ذاتیہ پر مستقیم ہوا
درحالیکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم افق اعلیٰ پر تھے یعنے مقام قلب پر جو آسمان روح ہی کیونکہ جسوقت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم افق المبین پر ہون تو روح القدس کا
نزول نہین ہوسکتا ہی کیونکہ مقام قلب مین روح مجرد کا تشکل ہونا غیر ممکن ہی سوائے ایسی صورت کے جو اپنے مقام کی صورت سے مناسب ہو اسیواسطے
جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ بن خلیفۃ الکلبی مشہور صحابی کی صورت مین متمثل ہوتے تھے اور دحیہ سب لوگون مین خوبصورت تھے اور قلب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھے کیونکہ اگر ایسی صورت مین متمثل نہوتے جسکا نقش سینہ مین مناسب ہی تو قلب کو اُسکا کلام مفہوم نہوتا اور صورت نظر نہ آتی
اور وہی وہ صورت جسپر جبرئیل علیہ السلام درحقیقت مخلوق ہین تو اُسکا ظہور اس افق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہین ہوا سوائے دو مرتبہ
کے ایک اُس وقت کہ جب آپکو ظہور احدیت جل شانہ کے واسطے عروج تھا اور ترقی مین بمقام روح پہونچے اور دوم اُس وقت جبکہ آپ وہان سے
مقام اول کی جانب رجوع ہوے تو سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک دیکھا ثم دنی یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مقام جبرئیل سے ترقی کرکے فنا بوحدت میں
رب العزت جل شانہ کی جانب تقرب حاصل کیا اور مقام روح سے بلند ہوگئے کیونکہ انتہا مقام روح ہی جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہی اسیواسطے وہان جبرئیل
علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر ذرہ برابر یہانسے تجاوز کرون تو جل جاؤن کیونکہ اس مقام سے بالاتر فقط فنا فی الذات و ظہور سبحات ہی قولہ فتدلیٰ یعنے میلان کیا
بجانب انسیت جبکہ بعد فنا اور وجود حقانی کے حالت بقا مین حق سے بجانب خلق رجوع کیا قولہ فکان قاب قوسین او ادنی یعنے آنحضرت صلے اللہ

دائرہ وجود تھے جو خیال کل ہی جو خط موہوم سے منقسم بدو قوس ہی بنظر حق وبنظر خلق اور امتیاز وہی خط موہوم ہی جسنے دائرہ کو مساوی حصون مین تقسیم کر دیا لاابد لکے خلق وہ قوس ہی جو اول ہی کہ اُسی نے ہویت کو اعیان مخلوقات و اُسکی صورتون مین محجوب کر لیا ہی اور قوس مین وہ نصف اخیر ہے جس سے آہستہ آہستہ قرب ہی اور اسی محو وفنا ہی یہ گفتگو بنظر ابتدا ہی اور بلحاظ انتہا کے حق وہی قوس اول ہی جو برابر ایک حال پر ازل سے ابد تک ثابت ہے اور خلق یہ قوس اخیر ہی جو بعد فنا کے جدید جود سے پیدا ہوتی ہی جو حق کی جانب سے ہبہ لیا گیا اگر کہا جاوے کہ پھر قولہ اوادنی کے کیا معنے ہین جواب یہ کہ اس سے بھی اقرب ہی یعنے دونون قوسین کی مقدار سے بھی اقرب ہی اسطرح کہ دوئی مرتفع کی گئی جس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ ایک قوس کو دوسرے قوس سے اتصال ہو گیا یعنے قوسین مین اتصال ہونا یا دوئی کا مرتفع ہونا سب حادث چیزین ہین اور شان حق سبحانہ تعالےٰ مین کسی حادث کا دخل بالکل محال ہی پس ممکن ہی کہ وہان اتصال یا انفصال ثابت کیا جائے کیونکہ تغیر وحدوث کسیطرح ہو شان حق مین محال ہی بلکہ یہ تحقق وحدت حقیقیہ عین کثرت مین ہی یعنی کثرت مین وحدت حقیقیہ جو شان ازلی وابدی ہی باعتبار تشخص حادث کے متحقق ہوئی اسطرح کہ کثرت مضمحل ہو گئی اور دائرہ حقیقیہ بحقیقت احدیت ذات وصفات باقی رہگیا جسمین کسیطرح کا انقسام نہین ہی یعنے دائرہ حقیقیہ کا انقسام دو قوس مین بحیثیت حادث ہی لیکن بنظر احدیت جل شانہ دائرہ غیر منقسم ہی کیونکہ انقسام محض بخط موہوم ہی قولہ فاوحیٰ الی عبدہ ما اوحیٰ۔ یعنے مقام وحدت مین بلا واسطہ جبرئیل علیہ السلام کے نبی علیہ السلام کو اسرار آسیہ وحی ہوئے جنکا اظہار سوائے صاحب نبوت کے غیر کے واسطے نہین جائز ہی یعنے جب مقام روح کی سدرۃ المنتہی سے فنا روحدت مین عروج ہوا تو مقام جبرئیل پیچھے رہگیا پس یہ وحی ایسی ہی کہ یہان واسطہ جبرئیل کو گنجائش نہین ہی تو سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی اس وحی کا متحمل بھی نہین ہو سکتا ہی کیونکہ انتہائے مقام اُمت عروج بکمال روحی ہی حالانکہ روح الامین یہان بہت پیچھے رہگئے پس جب روح الامین اس وحی کے حامل نہین ہین کیونکہ وہ روحانیون مین سے اگرچہ بکمال ملکی فرشتہ صفت ہو کوئی اُسکا متحمل نہین ہو سکتا ہی قولہ ما کذب الفواد ما رایٰ جو کچھ مقام الجمع مین دیکھا فواد نے جھوٹ نہین جانا فواد سے مراد وہ قلب ہی جو شہود مین مقام روح تک پہونچا اور وجود حقانی سے متصف ہو کر ذات مع جمیع صفات کا مشاہدہ کرنے والا ہوا اگر کہا جاوے کہ یہان تو فنا محض ہی پھر مقام الجمع کے کیا معنے ہین جواب یہ ہی کہ اس جمع سے جمع وجود مراد ہی اور جمع وحدت مراد نہین ہی کہ جسمین نہ فواد ہوتا ہی اور نہ صاحب فواد یعنے بندہ ہوتا ہی کیونکہ وحدت مین سب فنا ہو جاتے ہین اور اسکو مشائخ اپنی اصطلاح مین عین جمع الذات کہتے ہین اور یہ جمع جسکا بیان کیا گیا اُس کو وجہ الباقی کہتے ہین یعنے ذات موجود مع جمیع صفات قولہ افتمارونہ علی ما یریٰ یعنے اے جاہل مشرکین کیا تم لوگ ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اسبات پر جھگڑتے ہو جو انھنے دیکھی یعنے کیونکر تم اُس سے ایسی بات پر جھگڑ سکتے ہو جسکو تم سمجھتے نہین ہو بلکہ اُسکا تصور کرنا بھی تمسے ممکن نہین ہی پھر تم اُسپر کیا دلیل قائم کرو گے کیونکہ کوئی جس چیز مین جھگڑتا ہی وہ پہلے اُس چیز کی صورت قائم کرتا ہی پھر اُسکو ثابت کرنے کی دلیل لاتا ہی یا باطل کرنے کی دلیل لاتا ہی اور یہان جس شان احدیث مین اسکو عروج ہوا وہ تم ایسے جاہلون کے خیال مین بھی نہین آسکتی ہی پھر بھلا تم اُس سے کیا مخاصمہ کرتے ہو حالانکہ تم تو مقام روحانی کا تصور بھی نہین لا سکتے ہو بلکہ روح الامین کے تصور سے بھی جاہل ہو حتیٰ کہ تمھاری سمجھ مین بھی نہین آتا کہ روح الامین کو دیکھا حالانکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو بصورت حقیقی دیکھا ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ بلکہ دوبارہ اُسکو صورت حقیقیہ مین دیکھا یعنے انسانی عروج روحانی کی انتہا مین ملکی منزل انتہائی جو مقام روح الامین ہی درمیان مین موجود ہی حالت عروج مین بھی اس مقام سے گذر ہی اور بقا بعد الفنا یعنے رجوع ونزول مین بھی اس مقام سے گذر ہی تو دوبارہ نزول مین بھی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس سدرۃ آسمان ہفتم مین ایک درخت ہی جہان علم ملائکہ منتہی ہوا یعنے عالم سموات کی نورانی روحانی قسم کے مناسب اس درخت کی ماہیت ہی اور وہ آسمان کی انتہا پر آسمان ہفتم کے ملان پر ہی وہان علم ملائکہ منتہی ہی اور جب مخلوقات مین سے ملائکہ ہی اس حد پر منتہی ہین تو اور کسی مخلوق کو بھی اُسکے آگے کچھ علم نہین ہی بلکہ انتہائے مرتبہ ہی وہین شہدار کی روحین اپنے اصلی گھر مین جاتی ہین پس وہ روح اعظم ہی کہ اُس سے آگے کوئی مرتبہ نہین ہی مترجم کہتا ہی کہ شیخ نے

Marfat.com

اُسکو آسمان ہفتم کے منتہی پر قرار دیا اور امام ابن کثیرؒ وغیرہ نے آسمان ششم و ہفتم کے اتصال پر قرار دیا جیسا مین نے اوپر اشارہ کیا لیکن شیخ الاسلام رحمہ اللہ وہ آسمان ہفتم کی انتہا ہے لہذا کہا روح اعظم ہے اور اُس سے اوپر کوئی مرتبہ نہین ہے سوائے ہویت محضہ کے یعنے ظہور شان احدیت ہے جسکا تعقل امکان سے باہر لہذا فنار محض سے بقا کی جانب رجوع کرنے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان نزول فرمایا اور وہان روح القدس یعنے جبرئیل علیہ السلام کو انکی اصلی صورت پر مشاہدہ فرمایا مترجم کہتا ہے کہ یہ تقریر اشارت بیشک مؤید ہے کہ سدرۃ المنتہی انتہار آسمان ہفتم ہے واللہ تعالے اعلم قولہ تعالے عندہا جنۃ الماوی جنت الماوی ہے کہ ارواح مقربین کا وہان مرجع وماوی ہے قولہ تعالے اذ یغشی السدرۃ ما یغشی جب سدرۃ المنتہی کو عظمت وجلال الٰہی نے ڈھانپ لیا جسکا تصور محال ہے اسیواسطے یون فرمایا کہ سدرہ کو ڈھانپ لیا جس چیز نے ڈھانپ لیا یعنے یہان تصور کو دخل نہین ہے ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھ لیا اور آپکا دیکھنا اُسوقت حاصل ہوا جب آپ وجود حقانی سے متحقق تھے پس وہ دیدار چشم حق ہے پس حق عزوجل کو اس تجلی صوری مین مشاہدہ کیا کیونکہ اس تجلی صوری سے تمام سدرہ ڈھکا ہوا تھا پس فنا کی آنکھ سے اُس فانی کو بشان باقی دیکھا لہذا اُسمین سے کچھ بھی محجوب نہوا اور جبرئیل کی حقیقت وصورت بھی محجوب نہ ہو سکی کیونکہ عین الحق مین حجاب غیر ممکن ہے کیونکہ وہان عین وحدت ہے لہذا فرمایا مازاغ البصر وما طغی نگاہ نے نہ کجی کی اور نہ طغیان کیا کیونکہ التفات عین حق بحق ہے تو کجی غیر ممکن ہے اور طغیان بھی نہوا کہ اپنے نفس یا خودی پر نظر ہوتی باوجودیکہ محل نزول تھا مگر کمال بعین حق تھا تو وصف بصفت کمال ہے اور اس آنکھ سے جہانتک منظور ہے دیدار جلال وجمال ہے لہذا فرمایا لقد رای من آیات ربہ الکبری رب عزوجل کی آیات عظیمہ مشاہدہ کین اور وہ تجلی بصفت رحمت ہے پس صفت رحمانیہ کے تحت مین جمیع صفات اس جہت کی تجلی سے مندرج ہین بلکہ حضور اسم اعظم ہے جسمین ذات مع جمیع صفات موجود ہین جسکو اسم اللہ سے تعبیر کیا گیا کیونکہ عین جمع الوجود مین اسم جامع ہے کہ نہ وہان صفات سے حجاب ذات ہے اور نہ ذات سے حجاب صفات ہے انتہی کلامہ مترجم نے کلام شیخ کو حتی الوسع توضیحات کے ساتھ اس مقام پر ترجمہ کر دیا کہ اگر کسیکو اسمین کچھ فہم حاصل ہو تو سمجھے ورنہ خاموش رہے واللہ سبحانہ تعالے اعلم وعلمہ احکم

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۙ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۚ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝ اِنْ هِيَ

بھلا تم دیکھو تو لات اور عزی اور منات وہ تیسری پچھلی کیا تم کو بیٹے اور اسکو بیٹیان تو تو یہ بانٹا بھونڈا یہ سب

اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ

نام ہین جو رکھ لیے ہین تمنے اور تمھارے باپ دادون نے اللہ نہین اُتاری ان کی کوئی سند نری اٹکل پر چلتے ہین اور جو جیون کے چاؤ ہین

ع ۲۵ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۭ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اور پہونچی اُنکو اُنکے رب سے راہ کی سوجھ کہین آدمی کو ملتا ہے جو چاہے سو اللہ کے ہاتھ ہے پچھلی اور پہلی اور بہت فرشتے ہین آسمانون مین

لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـــًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝

کام نہین آتی اُنکی سفارش کچھ مگر جب حکم دے اللہ جسکے واسطے چاہے اور پسند کرے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسوقت گروہ عرب مین اللہ تعالے کی توحید وعبادت کرنے والے تھے کیونکہ اللہ تعالے نے ازل سے آپکو نبوت بلکہ افضل نبوت کے واسطے ممتاز فرمایا تھا پھر جب آپ اس عبادت توحید سے اپنے کمالات معراج پر پہونچے تو مشرکون کے واسطے یہی کافی تھا کہ حق عزوجل کی عبادت سے مراتب عالیہ حاصل ہوتے ہین اور اللہ تعالے ہی مین سب قدرت ہے اور مشرکین جن چیزون کو اپنے نزدیک آلہہ بنا کر پوجتے تھے اُنسے کسیکو کبھی کچھ حاصل نہ ہوا لہذا اللہ تعالے نے اُنکو ملامت فرمائی بقولہ تعالے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۔ اب بتلاؤ کہ تم نے لات وعزی کو غور کیا اور منات الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۔ اور تیسرے منات کو ف عرب جن بتون کو پوجتے تھے اُنمین یہ سب سے زیادہ اُنکے نزدیک مشہور وقوی تھے

کچھ نہ ہو سکا تو باقی چھوٹے چھوٹے بت جنکو وہ خود ان بتون سے کمتر سمجھتے تھے کیا فائدہ پہونچا سکتے ہین ابو السعود نے کہا کہ جب اللہ تعالے نے آسمانون وزمین مین اپنے آثار قدرت وآیات عظمت سے آگاہ کیا تو مشرکون کو ملامت فرمائی کہ ان آیات عظمت کو سننے کے بعد بھلا تمھین غور کرکے بتلاؤ کہ کیا تمھارے لات وعزےٰ ومنات اپنی حقارت وذلت کے ساتھ کچھ بھی اس قابل ہوسکتے ہین کہ اللہ تعالے کے شریک سمجھے جاوین واحدیؒ وغیرہ نے کہا کہ مشرکون نے اپنی بے حیائی سے اللہ تعالے کے پاک نامون مین سے نکال کر اپنے بتون کے نام رکھے چنانچہ آلہہ سے لات نکالا اور عزیز سے عزےٰ نکالا اسیطرح منیٰ یعنے قدرت سے منات نکالا ابن کثیرؒ نے لکھا کہ خانہ کعبہ کو خلیل اللہ علیہ السلام نے خانۂ توحید وبیت اللہ بنایا تھا جہان اللہ تعالے کی توحید وعبادت لائق ہو وہان ان ناخلف مشرکون نے کعبۂ توحید کے مقابلے مین بتون کو معبود بناکر قائم کیا اور لات ایک سپید پتھر تھا جسپر نقش بنے ہوے تھے اور اسکو طائف مین رکھکر اسپر ایک مٹھ بنایا تھا اور اُس مٹھ کو کعبۂ معظمہ کی طرح لباس پہناتے تھے اور اُسپر قبیلۂ ثقیف واُسکے تابعین ڈنڈوت کرتے رہتے تھے اور تمام عرب پر اپنا فخر ظاہر کرتے کہ جیسے قریش کے واسطے خانۂ کعبہ ہو اور وہ اللہ کا گھر ہو اُسکے بعد ہمارے واسطے بی بی لات کا گھر ہو امام ابن جریرؒ نے کہا کہ ان بے حیاؤن نے نام پاک اللہ سے اللات نکالا یہ بدبخت اس سے مؤنث مراد لیتے تھے تعالی اللہ علوا کبیرا۔ اور ابن عباس ومجاہد وربیع بن انس سے منقول ہو کہ اُنھون نے اللاّت بتشدید (ت) پڑھا اور کہا کہ زمانۂ کفر مین ایک شخص تھا کہ وہ موسم حج مین اپنے راستہ پر بیٹھتا اور جتنے حاجی اُدھر سے نکلتے تھے اُنکے لیے ستو مسکہ مین لت کرتا اور کھلاتا تو جب وہ مرگیا تو لات اُسکا نام رکھکر اُسکی قبر پر چڑھاوے چڑھانے لگے رفتہ رفتہ اُسکی صورت کا بت بناکر یہ تصور باندھا کہ اُسکی روح اس پتھر مین حلول کرگئی امام بخاری نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ لات ایک شخص تھا جو حاجیون کے لیے ستو لت کرتا تھا (اسناد صحیح) بالجملہ اسمین کچھ اختلاف نہین ہو کہ لات وعزّیٰ وغیرہ سب مؤنث نام ہین امام ابن جریرؒ نے کہا کہ اسیطرح عزّیٰ کو نام پاک عزیز سے نکالا یعنے عزیز کا مؤنث عزّیٰ بنایا اور وہ مکہ وطائف کے بیچ مین ایک مقام نخلہ ہو وہان رکھی تھی اور قریش بھی اُسکی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے حتی کہ جب جنگ اُحد کے دن مشرکون نے اپنی فتح خیال کی تو اُسوقت مشرکون کے سردار ابوسفیان نے چلا چلا کر کہنا شروع کیا کہ لنا العزیٰ ولا عزّیٰ لکم۔ یعنے ہمارے پاس بی بی عزّیٰ ہین اور تمھاری کوئی عزّیٰ نہین ہین پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے جواب دیا کہ اللہ مولانا ولا مولی لکم۔ اللہ تعالے ہمارا مولیٰ ہو اور تم لوگون کا کوئی مولیٰ نہین ہو (البخاری) الغرض ابوسفیان وغیرہ قریش کے دلون مین بھی بڑھیا عزّیٰ کی یہانتک عظمت تھی کہ اسی بڑھیا کی مدد سے اُسنے جنگ احد کی فتح خیال کی تھی بلکہ عموماً قریش کے لوگ لات وعزّیٰ کی قسم کھایا کرتے تھے اور عرب کی زبان پر گفتگو مین قسم کھانا عادت ہوگیا تھا حتی کہ جب اللہ تعالے نے ہدایت دی تب بھی عادت کے موافق واللہ باللہ کی جگہ اچانک واللات والعزّیٰ نکل جاتا تھا حتی کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین وارد ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسکی زبان سے قسم مین واللات والعزّیٰ نکل جاوے تو فوراً لا الہ الا اللہ کہہ لے (البخاری) اس سے بھی ظاہر ہو کہ قریش وعرب کی زبان پر لات وعزّیٰ کی قسم چڑھی ہوئی تھی حالانکہ قسم کے معنے یہ ہین کہ جسکو اپنے نزدیک سب سے بزرگ ومعظم سمجھے اُسکے نام کی قسم کھاوے پس قریش بھی زمانۂ جاہلیت مین ان بڑھیون کو بہت مکرم معظم سمجھتے تھے سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہو کہ ایک مرتبہ ابتدائے حال مین میری زبان سے لات وعزّیٰ کی قسم نکل گئی تو میرے اصحاب نے فرمایا کہ تو نے بہت بُری بات کہی مین نے کہا کہ بیہودہ طور پر میری زبان سے نکل گئی پھر اس خلجان مین مین نے حاضر ہوکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے مجھے ارشاد کیا کہ کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر اور اپنے بائین جانب تین مرتبہ تھتکار دے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لے پھر کبھی ایسا مت کیجیو (رواہ النسائی) رہی بی بی منات تو یہ مکہ ومدینہ کے بیچ مین مقام مشلل مین رکھی گئی تھی اور اوس وخزرج اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت مین اسی بڑھیا کی پرستش کیا کرتے تھے اور یہانتک اُسکی تعظیم کرتے کہ وہین سے حج کعبہ کا احرام

باندھتے تھے چنانچہ بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسکے مانند روایت کیا ہے مترجم کہتا ہے کہ پارہ سیقول مین قولہ تعالیٰ ان الصفا والمروۃ من
شعائر اللہ۔ الآیہ۔ کی تفسیر مین یہ روایت گذر چکی ہے۔ ھ۔ مجاہدؒ سے روایت ہے کہ طائف مین ایک پہاڑ کی چوٹی پر ایک شخص کچھ بکریان پالتا تھا ان بکریون
سے پھر انکے دودھ کی پھوسی اور مسکہ جمع کرتا جب حج کا موسم ہوتا تو سرراہ حاجیون کو کھلایا کرتا تھا اور ستو لاکر اسکا حلوا بناتا تھا جب وہ مرگیا تو
مشرکون نے اسکی قبر پوجنی شروع کی کلبیؒ نے کہا کہ یہ شخص دراصل قبیلۂ ثقیف مین سے تھا اسیواسطے ثقیف کا قبیلہ اسکی حمایت کرتا تھا یہانتک کہ جاہلانہ
حمیت سے اسکی قبر کو پرستشگاہ بنالیا صحاح لغت مین جوہریؒ نے کہا کہ لات ایک بت کا نام ہے جسکی پرستش خاصکر ثقیف کی جانب منسوب ہے اور بعض روایت
مقام طائف یا عکاظ یا نخلہ مین تھی ابن عطیہ نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ وہ طائف مین تھی مترجم کہتا ہے کہ شاید پہلے وہ شخص نخلہ مین رہتا ہو اور وہین اُسکی
قبر بنی تو ابتدا مین وہین اُسکی قبر پر چڑھاوا چڑھتا رہا پھر جب اُسکی پرستش ٹھہر گئی تو ثقیف نے اُسکی مورت کو شہر طائف مین منتقل کرلیا کیونکہ طائف
بڑا شہر ہے اور مجاہدؒ نے کہا کہ عزّیٰ قبیلۂ غطفان مین ایک درخت یا مورت تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو اُسپر بھیجا
تو خالد رضی اللہ عنہ نے اُسکو قطع کرڈالا مترجم کہتا ہے کہ یہ ثابت ہوا کہ اُس جگہ سے ایک خبیث بڑھیا بڑبڑاتی ہوئی بھاگ گئی اور بعض نے کہا کہ یہ ایک
شیطانہ تھی جو بطن نخلہ مین کیکر کے تین درختون پر آیا کرتی تھی اور سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ سپید پتھر کی ایک مورت تھی جسکو پوجتے تھے اور قتادہؒ نے کہا کہ
بطن نخلہ مین ایک مٹھ تھا اور ابن عباسؓ سے روایت کیا جاتا ہے کہ عزّیٰ بطن نخلہ مین تھی اور لات طائف مین تھی اور منات مقام قدید مین تھی مترجم
کہتا ہے کہ ان اختلاف روایات کا سبب غالباً وہی ہو جو مین نے لات کے حق مین بیان کیا ہے یعنے اصلی مسکن کسی مقام پر تھا اور پہلے اُسکی قبر کی پوجا شروع
ہوئی اور مشرکون مین یہ گمان جما ہوا ہے کہ مورت بنانے سے وہ مورت مین حلول کرجاتی ہے چنانچہ ہندوستان کے جاہل مشرکون مین یہ بات مشاہدہ ہے پھر
اُسکی مورت بنا کر کسی شہر یا قصبہ مین لے گئے امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جزیرۂ عرب مین سوائے لات و عزّیٰ و منات کے دوسری مورتین بھی تھین جن کے مٹھ
بنائے گئے اور انکے گرد دور تک زمین کا دوارہ چھوڑ گیا اور کعبۂ معظمہ کی طرح اُسکے حرم کی تعظیم ہونے لگی اور قرآن مجید مین انھین تین مورتون کو ذکر فرماکر رد و
کیا اسواسطے کہ باقی مورتون سے یہ تین مورتین زیادہ مشہور تھین ابن اسحاق نے تاریخ مین ذکر کیا کہ عرب کے جاہلون نے کعبہ کے مانند مٹھ بنائے تھے اور اُنکے
مجاور و دربان و پوجاری رکھے تھے اور خانۂ کعبہ کی طرح اُنکی تعظیم کرتے تھے اور جیسے کعبۂ معظمہ کے واسطے قربانی لیجاتے ہین اسیطرح ان مٹھون مین بھی بھینٹ
چڑھانے لیجاتے تھے اور اُنکا طواف کرکے بھینٹ چڑھاتے تھے ولیکن اتنا جانتے تھے کہ خانۂ کعبہ انکے بنائے ہوے مٹھون سے اشرف و افضل ہے کیونکہ اُن کو
اپنا نسب یاد تھا کہ قریش کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسکو بنایا ہے **اقول** اگرچہ محض جہالت سے یہ خیال بھی باندھ لیا تھا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے بھی اسکو کسی مورت کا مٹھ ہی بنایا ہے ابن اسحاق نے کہا کہ خانۂ کعبہ تو قریش کے واسطے خاص تھا **اقول** اور قریش نے اپنی جہالت کے
موافق اُسمین مورتین رکھی تھین حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی مورت اس صورت سے بنائی کہ اُنکے ہاتھون مین قریش کے فال نکالنے کی لکڑیان
تھین حتیٰ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد جب مورتین پھنکوائین تو جو کلمات فرمائے اُنکا حاصل یہ ہے کہ ان مشرکون سے عجب ہے کہ یہ کمبخت خوب
جانتے تھے کہ کبھی حضرت ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ نے اسطرح پانسے نہین پھینکا ابن اسحاق نے کہا کہ قریش کو خانۂ کعبہ پر فخر تھا اور سب ہی عرب اسکا طواف کرنے
آئے تھے اور بطن نخلہ مین عزّیٰ کی مورت تھی وہ بنی کنانہ کے نام سے خاص تھی اور قبیلہ سلیم مین سے بنی شیبان اُسکے پوجاری و دربان تھے اور بنی ہاشم
کے ساتھ یہ لوگ ہم قسم تھے یعنے مددگاری پر قسم کے ساتھ شریک تھے ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکو توڑنے کے واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خالد
ابن الولید کو بھیجا تھا پس سیف اللہ خالدؓ نے اُسکو توڑ کر گرادیا اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے عزّیٰ تیری مکاری نے فرار کیا مین جان چکا کہ اللہ تعالیٰ نے
تجھے خوار کیا نسائی نے بسند صحیح ابوالطفیل سے روایت کی کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے مکہ فتح فرمایا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ

وسلم نے خالد کو نخلہ بھیجا اور عزّیٰ وہین تھی پس خالد رضی اللہ عنہ وہان گئے اور عزّیٰ کیکر کے تین درختون پر تھی تو خالد رضی اللہ عنہ نے وہ درخت کاٹ ڈالے اور جو مٹھ اُسپر بنا ہوا تھا وہ ڈھادیا پھر واپس آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو واپس جا کہ تو نے ابھی کچھ نہین کیا پس خالد رضی اللہ عنہ واپس گئے جب وہان کے پوجاری و دربانون نے خالدؓ کو دیکھا تو مکاری سے ڈرانے کے لیے چلانا شروع کیا کہ اے بی بی عزّیٰ اے بی بی عزّیٰ مگر جب خالد وہان پہونچ گئے تو ناگاہ نظر آنے لگا کہ ایک بڑھیا عورت ننگی اپنے بال پھیلائے سر پر خاک ڈالتی ہے پس خالد رضی اللہ عنہ نے فوراً تلوار سے اُسکا کام تمام کیا پھر واپس ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہان یہ عزّیٰ تھی مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی شیطانہ جنیہ تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزہ سے وہ مقہور ہو کر گرفتار کر دی گئی تھی کہ وہان کے دربان پہلے حیلہ سازی کرتے تھے اور جب خالد رضی اللہ عنہ وہان پہونچ گئے تو حقیقت مین وہ بڑھیا خبیثہ سبکو آنکھون سے نظر آنے لگی کیونکہ وہ مقہورہ وہان سے ہٹ نہین سکتی تھی حتیٰ کہ خالد رضی اللہ عنہ نے اُسکو قتل کر دیا اور ایسے معجزات اکثر واقع ہوے ہین چنانچہ کچھ ذکر اسکا آیۃ الکرسی کی تفسیر مین بھی گذر چکا ابن اسحاقؒ نے لکھا کہ لات کی مورت مقام طائف مین قبیلۂ ثقیف کی معبودہ تھی اور بنی معتب اُسکے پوجاری و دربان تھے اور اُسکا مٹھ توڑنیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ و ابو سفیان کو بھیجا انھون نے طائف مین جا کر اُسکو توڑ ڈالا اور اُسکی جگہ مسجد بنائی جو طائف مین مشہور مسجد ہے ابن اسحاقؒ نے کہا کہ مناۃ کی مورت سمندر کے کنارے مُشلل کے ایک گوشہ مین مقام قدید پر تھی اور اُسکو مدینہ والے اوس و خزرج و اُنکے ہم مشرب پوجتے تھے اور اُسکو توڑنے کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابیطالبؓ یا ابو سفیان کو بھیجا تھا اور علاوہ انکے یمن مین ایک مٹھ تھا اُسمین ذوالخلصہ کی مورت تھی اُسکو قبیلۂ اوس و خثعم و بجیلہ اور وہان کے دیگر قبائل پوجتے تھے ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس مٹھ کا ان مشرکون نے اپنی کمال تعظیم سے کعبۂ یمانیہ نام رکھا تھا اور اصلی کعبہ کو اُسکے مقابلہ مین کعبۂ شامیہ کہتے تھے اور اُسکے توڑنے کو آنحضرت صلعم نے جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا مترجم کہتا ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ نے خود روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تو مجھے راحت نہین دیتا مین نے عرض کیا کہ میرے مان باپ فدا ہون کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ تو مجھے ذوالخلصہ سے راحت نہین دیتا پھر مین نے عرض کیا کہ مین گھوڑے پر اچھی طرح سے نہین جم سکتا ہون تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ الٰہی اسکو جمادے اور اسکو ہدایت پانے والا اور ہدایت کرنے والا کر دے پھر مین احمس کے ڈیڑھ سو سوارون کو لے گیا اور مین نے اُسے جلا کر خاک کر دیا ابن اسحاقؒ نے کہا کہ قبیلۂ طے و اُسکے قرب و جوار کے واسطے ایک مٹھ تھا جسکو فلس کہتے تھے وہ سلمہ و اجا کے درمیان طے کے پہاڑ پر بنا ہوا تھا ابن ہشام نے بیان کیا کہ مجکو بعض اہل علم نے بتلایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے توڑنے کے واسطے علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا پس علی رضی اللہ عنہ نے اسکو منہدم کر دیا اور وہان کے مال غنیمت سے دو تلوارین چھانٹ لین ایک کا نام رسوب تھا اور دوسری تلوار کا نام مخذم تھا یہ دونون تلوارین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیدین جو برابر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس باقی تھین ابن اسحاقؒ نے بیان کیا کہ قبیلۂ حمیر و یمن کیواسطے صنعا مین ایک مٹھ تھا جسکو ریام کہتے تھے اور بیان کیا گیا ہے کہ اسمین ایک سیاہ کتا تھا اور تبع کے ساتھ جو حمیری گئے تھے انھون نے اسکو نکال کر قتل کیا اور وہ مٹھ منہدم کر دیا اور قبیلۂ ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم نے اپنا ایک مٹھ بنایا تھا جسکو رضا کہتے تھے اور زمانۂ اسلام مین مجاہدین کے ایک لشکر نے اسکو منہدم کیا جنمین مستوغر بن ربیعہ بن کعب بن سعد بھی تھے چنانچہ انھون نے اس بارہ مین یہ شعر کہا ہے ؎ ولقد شددت علی رضاء شدۃ ۔ فترکتھا قفرا بقاع اسحما ۔ یعنے مین نے رضا کے مٹھ پر سخت حملہ کیا اور میدان اسحم مین اُسکو کھنڈل بنا کر چھوڑ دیا ابن ہشام کہتے ہین کہ لوگون مین یہ ذکر ہے کہ یہ شخص تین سو تیس برس زندہ رہا چنانچہ اُسکے اشعار سے یہ مضمون ظاہر ہوتا ہے کہ مین طولانی زندگی سے اُکتا گیا اور میری عمر کے سال شمار مین صدیان ہو گئے ایک صدی شمار کر کے دو صدیان مجپر گذرین اور مہینون کے شمار میری عمر مین سال ہو گئے ابن اسحاقؒ نے بیان کیا کہ بنی بکر بن وائل اور

اُنکے بھائی تغلب کا ایک مٹھ مقام سمداد مین تھا اُسکو ذو الکعبات کہا کرتے تھے چنانچہ اعاشی بن قیس کا ایک شعر اس بارہ مین موجود ہے الغرض عرب کے
ملک مین تمام قبائل جدا جدا اپنے مٹھ بنائے ہوے اپنے معبود پوجا کرتے تھے ولیکن اُنمین لات و عزی و منات زیادہ مشہور تھے اسیواسطے اللہ تعالے نے
نمین تین کا ذکر فرمایا کہ بھلا بتلاؤ کہ تمھارے ان بتون مین بھی کوئی قدرت ہے جسکو تمھاری نظر نے دیکھا ہو اور تمھارے دلون نے اُس کی تصدیق کی ہو
مشرکون کی طرف سے صحیح جواب یہ ہے کہ ہرگز نہین ہے بلکہ مشرکین یہ دعوی کیا کرتے تھے کہ جنکو ہمنے اپنا معبود بنایا ہے یہ ہمارے مالک ہین مگر خدائے تعالے
کے مملوک ہین اور جب حج کو طواف کرنے آتے تو پکار کرتے جاتے تھے کہ الٰہی ہم تیری خدمت مین حاضر ہین تو ہی سب کا مالک ہے تیرا کوئی شریک نہین ہے
سوائے ان معبودون کے جو تیرے ہی ہین اور یہ معبود جنکے مالک ہین وہ بھی سب تیرے ہی مملوک ہین اس سے ظاہر ہے کہ عرب کے لوگ باوجود جہالت
شرک کے خدائے تعالے کی عظمت کا اقرار کرتے تھے ولیکن اُن مین اتنی سمجھ نہ تھی کہ جب وہی سب کا خالق و مالک ہے اور اُسکی قیومی سے سب کا وجود ہے
تو ہر ذرہ اُسکی قدرت و قوت سے جنبش کرتا ہے پھر درمیان مین کسیکو خود کچھ قدرت نہین ہے اور جب انھون نے اللہ تعالے کی وحدانیت کو نہ پہچانا تو کفر و شرک
کی تاریکی مین شیطان کے مطیع ہو گئے اور اپنے خیالات سے باتین بنانے لگے ازانجملہ یہ بھی کہا کہ ملائکہ لفظ مؤنث ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدائے تعالے
کی بیٹیان ہین پھر جب اس ولادت کے واسطے رشتہ کی ضرورت ہوئی تو حماقت سے عمدہ قسم کے جنون سے رشتہ لایا کیونکہ یہ لوگ جنون سے بہت ڈرتے
اور انکے بہت معتقد تھے لہذا اللہ تعالے نے اُنکی تشنیع فرمائی بقولہ تعالے اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۔ کیا تمھارے واسطے بیٹے ہین اور اللہ کے
کے واسطے بیٹیان ہین ف یعنے اگر تم لوگ وحدانیت و صفات الٰہی کو نہین سمجھتے تھے اور شیطان کے تابع ہونے سے احمق ہو گئے تھے تو کیا یہ بھی نہین
ہو کہ جب خدائے تعالے سب چیز کا خالق و مالک ہے تو وہ اپنے واسطے بیٹیان کیون لیتا حالانکہ تم لوگ بیٹیون کو بہت ذلیل و خراب سمجھتے ہو حتے کہ
مار ڈالتے ہو اور اگر آپسمین تم لوگ بیٹے و بیٹیان تقسیم کرتے تو کوئی تم مین سے بیٹیان نہ لیتا پھر تمنے لات و منات و عزّیٰ وغیرہ کو کیونکر خدائے تعالے کی بیٹیان
ٹھہرا لین ۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۔ اب تو یہ بٹوارہ ظلم باطل ہے ف پھر تم کیونکر اپنے رب عزوجل کے ساتھ ایسا بٹوارہ اعتقاد کرتے ہو یعنے اگر آپس
مین یہ بٹوارہ ہوتا تو تم لوگ اُسکو ظلم باطل قرار دیتے پھر کیونکر تمنے خدائے تعالے کے ساتھ ایسے باطل کو اعتقاد کیا تو تمکو اب سمجھ لینا چاہیئے کہ تمھارا اعتقاد
باطل ہے پس حق کی تلاش کرو اور یہ خیالی بہتان و افترا جو تمنے اعتقاد کیا ہے اسکو چھوڑو یہ بت وغیرہ ہرگز خدائے تعالے کی جناب مین منسوب نہین ہین
اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۔ یہ لات و عزی وغیرہ کچھ نہین ہین سوائے چند نامون کے جنکو تمنے اور تمھارے باپ دادون نے معبود ٹھہرالیا ہے
اللہ تعالے نے انکے ساتھ کوئی حجت نہین اُتاری تم کسی بات کے پیرو نہین ہو سوائے گمان کے اور ایسی چیز کے جو نفس چاہتے ہین اور ان لوگون کے پاس اُنکے
پروردگار کی طرف سے ہدایت آگئی ف تم اسی ہدایت کی پیروی کرو اور جو کچھ تمنے اپنے گمان سے اور جی کی خواہش سے خیال باندھا ہے اسکو چھوڑ دو
کہ یہ بالکل افترا ہے کیونکہ بغیر دلیل و معجزہ کے تمنے اور تمھارے باپ دادون نے ایک پتھر کو نہلا کر خوشبو ملکر اسکا نام مثلاً لات رکھ لیا تو تمھارے نام رکھنے سے
اُسمین کوئی قدرت یا الوہیت نہین آسکتی ہے اور اگر تمنے گمان کیا کہ یہ ہمارا مالک ہے ہمکو آل و اولاد اور موت و حیات اسی سے ملتی ہے تو یہ بھلا کچھ ہے سوائے اسکے
کہ تمنے گمان باندھ لیا جیسے تم لوگون نے اپنے اگلے باپ دادون کی نسبت یہ گمان کر لیا ہے کہ ضرور وے لوگ اچھے اور خدائے تعالے کے یہان مقبول تھے حالانکہ
تمھارے پاس اللہ تعالے کی طرف سے اُنکے حق مین کوئی حجت و معجزہ نہین ہے بلکہ فقط تمھارے جی کا اعتقاد ہے اور بھلا فقط اعتقاد سے کوئی چیز موجود ہو جاتی
ہے مثلاً کوئی اعتقاد کرلے کہ میرا باپ بڑے مرتبہ کا آدمی تھا یہ آسمان اُسکی ملکیت ہے تو اس احمق کے نیک گمان سے کچھ نہین ہو سکتا ہے ۔ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا
تَمَنّٰى ۔ کیا انسان کے لیے وہ چیز حاصل ہو جاتی ہے جو اُسنے خواہش باندھی ف یہ ہرگز نہین ہے کہ جو کوئی جس نیک خواہش کو اپنے زعم مین باندھ لے

Marfat.com

وہ اُسکی خواہش کے موافق ہو جاوے بلکہ خالق و مالک فقط اللہ سبحانہ تعالےٰ ہے جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ البتہ واقع ہوتا ہے حتیٰ کہ انسان کا دنیا مین پیدا ہونا انسان کی خواہش پر نہ تھا بلکہ اللہ تعالےٰ نے چاہا تو پیدا ہوا اسیطرح انسان کا انجام بھی اُسکی خواہش پر نہوگا بلکہ اللہ تعالےٰ کا اختیار ہے۔ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى۔ پس اللہ تعالےٰ ہی کے واسطے آخرت اور اولیٰ ہے ف ابتدا مین اُسیکا اختیار ہے اور انتہا مین اُسیکا اختیار ہے وہی دنیا مین جسکو جسطرح چاہتا ہے پیدا کرتا اور موت دیتا ہے اور وہی آخرت کا مالک ہے پس تم لوگ اپنی خواہشون پر حکم نہ لگاؤ بلکہ اللہ تعالےٰ کی ہدایت پر چلو اور اُسی کی ہدایت کے موافق آرزو کرو کیونکہ اُسکی طرف سے صریح ہدایت آگئی ہے کہ قرآن مجید مین معجزہ اُتار دیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیج دیا اور بے انتہا معجزات اُنکے ہاتھون سے ظاہر کر دیے تو کوئی شخص اپنے گمان کے موافق نیک راہ پر نہو جائیگا بلکہ وہی نیک ہے جو ہدایت کی پیروی کرے اور کسیکو اپنے جی کے موافق اعتقاد کرنے سے کچھ حاصل نہوگا جیسے یہودیون نے اپنے حق مین گمان باندھا کہ ہمارے ہی واسطے جنت ہے اور باقی کوئی شخص جنت مین نہ جانے پاویگا اور ہماری بدکرداریان بھی خدائے تعالےٰ کو محبوب ہین اور بنی اسرائیل مین ہمارے باپ دادے بہت اولیا گذرے ہین وہ قیامت مین ہمارا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیے چلے جائینگے گویا خود مختار خدائی ہے نصرانیون نے گمان باندھا کہ مسیح اُنکا کفارہ ہوگیا اب وہ چاہے جسقدر بدکاریان کرین اُنکو کچھ ڈر نہین ہے بلکہ اُنکے سب گناہ و بدکاریان مسیح پر گئین اور مسیح نے اپنے خون کے عوض اُنکو معاف کرایا یہ سب ان قومون کے خیالی خواب ہین جنکی کوئی دلیل نہین ہے نہ وہ سچے ہین اور نہ عقل سے موافق ہے اور نہ [illegible] حکم سے موافق ہے یہ صرف خیالی باتین اپنے حسن اعتقاد کی جمائی ہوئی ہین اور کسیکو اُسکے جمائے ہوئے خیال سے کچھ بھی حاصل نہین ہوتا ہے کیونکہ [illegible] تعالےٰ خالق و مالک ہے جو وہ چاہتا ہے وہی واقع ہوتا ہے اور جو نہین چاہتا وہ نہین ہو سکتا ہے اور الوہیت اُسکی ذات پاک کے واسطے خاص ہے [illegible] خود مختاری حاصل نہین ہے حتیٰ کہ اگر کوئی سفارش کرنا چاہے تو اُسکی زبان کو طاقت نہین ہے بلکہ کسیکے ہاتھ پانون بھی اُسکے اختیاری نہین ہین [illegible] مین بھی ہاتھ پانون اُسپر گواہی دینگے اور جس مالک نے اُنکو پیدا کیا ہے اُسیکی فرمانبرداری مین بولینگے اور جسنے شرک کیا اُس گمراہ نے خدائے تعالےٰ کو [illegible] اگرچہ وہ جاہل یہ سمجھے کہ مین نے خدائے تعالےٰ کے نبی یا ولی یا فرشتے کی کمال تعظیم کی اور اُسکو راضی کر لیا ہے کیونکہ اس احمق نے خالق عز و جل کی شان [illegible] مخلوق مین ٹھہرایا پھر اسکے ٹھہرانے سے کچھ نہوا مگر یہ گمراہ جہنمی ہوگیا اور نبی و ولی و فرشتہ تو اپنے پروردگار کا خاص بندہ ہے وہ اس گمراہ کی حرکت سے [illegible] راضی نہوگا اور اگر بالفرض وہ راضی بھی ہو جاوے تو وہ نیک بندہ نرہیگا اور اگر بالفرض وہ نیک بندہ بھی رہے تو اُسمین اُلوہیت نہین ہے جو کچھ بھی کر سکے حتیٰ کہ سفارش بھی نہین کر سکتا۔ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِى السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِىْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا۔ اور بہت سے فرشتے آسمانون مین ہین جنکی سفارش کچھ کام نہ آویگی ف یعنے آسمانون مین معصوم فرشتے بکثرت ہین اگر کوئی چاہے کہ اُنکی سفارش سے کچھ کام نکالے تو سفارش غیر ممکن ہے کبھی حاصل نہین ہو سکتی۔ اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى۔ مگر بعد اسکے کہ اللہ تعالےٰ اجازت دے جسکے حق مین چاہے اور رضامند ہو ف یعنے شفاعت غیر ممکن ہے اور اگر ہو بھی تو کچھ مفید نہین ہے مگر جبکہ اللہ تعالےٰ کسی بندے کے حق مین چاہے تو سفارش کرنے والا اُسکے حق مین اجازت پاکر سفارش کر سکتا ہے پھر اللہ تعالےٰ اُسکی سفارش کو پسند فرماوے تب سفارش کام آویگی کیونکہ مومن کا صحیح اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی مخلوق کو اور اُسکے کامون کو پیدا کرتا ہے پس جسطرح فرشتہ پیدا کیا اسیطرح فرشتہ کا سفارش کرنا بھی وہی پیدا کریگا اسطرح کہ اُسکو اجازت فرماویگا تو بغیر اللہ تعالےٰ کے پیدا کرنے کے شفاعت کا پیدا ہونا محال ہے پھر اللہ تعالےٰ کا چاہنا ایسے بندے کے حق مین ہوگا جسکو بخشش فرما کر جنت دینا منظور ہے اور جنت اُس بندے کو ملے گی جو اپنے وقت کے پیغمبر پر صحیح اعتقاد سے ایمان لایا اور اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک نہین کیا کیونکہ مشرک پر اللہ تعالےٰ نے جنت حرام کر دی ہے اُسکو کبھی نہین بخشیگا اور جسنے شرک کیا وہ اگر [illegible] پیغمبر پر ایمان لانیکا اقرار کرے تو بھی جھوٹا ہے کیونکہ سب پیغمبر ابتدا سے انتہا تک یہی پیغام لائے کہ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت پر یقین لاؤ جسطرح تم کو پیغمبر [illegible] ہے پھر جسنے شرک کیا وہ پیغمبر پر بھی ایمان نہین لایا اور نہ خدائے تعالےٰ پر ایمان لایا پس وہ شفاعت سے قطعی محروم ہوگا پس ثابت ہوگیا کہ جسقدر مشرکین

Marfat.com

ہین اور جو کوئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہین لایا ہو اُنکو کسی کی شفاعت نصیب نہوگی اگرچہ یہ لوگ اپنے خیال میں اعتقاد میں ... جمائے ہوے ہون (تنبیہ) ایمان زبانی دعوی کا نام نہین ہو بلکہ دل مین نور توحید و اُسکا اعتقاد ہونا چاہیئے اور آدمی اپنے نفس کی علامت سے پہچانے اور سب سے زیادہ علامت یہ ہو کہ دنیا کے ساتھ مطمئن نہو اور آخرت پر اسطرح یقین رکھے جیسے آج کے بعد کل کا دن آنے والا ہو اور جو کچھ اللہ تعالے ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا اُسکو دل مین اُتار لے اور اُسکے خلاف کسی وسوسہ و کسی شک و شبہہ کو ہرگز قبول نکرے بلکہ رد کرتا رہے ف عرائس البیان مین لکھا ہو کہ قولہ تعالے ان یتبعون الا الظن آخر لے عاقل تجکو ایسے لوگون سے بہت پرہیز رکھنا چاہیئے کہ جنکے دماغ مین خیالی شکلین ظاہر ہوتی ہین اور وہ مغرور ہوکر خیال کرتے ہین کہ یہ غیبی مکاشفات ہین ہم لوگ خدا رسیدہ ہوگئے اب ہمارے دلون پر غیب سے علم الٰہی کی شکلین ظاہر ہونے لگین اور یہ لوگ دعوی کرتے ہین کہ ہمارے کشف دماغی مین جو کچھ ظاہر ہوتا ہو یہ عالم ملکوت و انوار جبروت و سر لاہوت ہو حالانکہ سوائے ان کی ہوسات نفس کے کچھ نہین ہو اور جو صورتین اُنکو ظاہر ہوتی ہین یہ شیطانی تصویرین ہین کہ وہ اُنکے خیالات کو مرکب کرکے ایک صورت بناکر مزین کرتا ہے کہ یہ حق ہو اور یہ احمق لوگ یہ نہین سمجھتے کہ حق عز و جل تو شکل و صورت سے بالکل منزہ و پاک ہو مترجم کہتا ہو کہ علم طبعیات سے مدلل ثابت ہوا کہ انسان کے دماغ مین حس مشترک کے اندر ہر قسم کی تصویر نقش ہوتی رہتی ہو حتی کہ جس شخص نے تاج گنج کا روضہ کبھی دیکھا اگر وہ اب اپنے دماغ کی طرف متوجہ ہوتا ہو تو وہی نقش جو اُسکے دماغ مین ہو اُسکے سامنے ہوجاتا ہو گویا وہ تاج گنج کا روضہ دیکھ رہا ہو اسیطرح دماغ مین دنیا کی مختلف چیزون کی شکلین نقش ہوتی رہتی ہین اور قوی دماغ انھین شکلون کو ملاکر کبھی کبھی عجیب و غریب صورت بناتا ہو حتی کہ مختلف قوتین اور فنون حاصل کرنے کے بعد قوی ذہنی ان کی ترکیب سے کبھی گھڑی ایجاد کرتا ہو اور کبھی ریل نکالتا ہو غرضکہ طرح طرح کے آلات ایجاد کرسکتا ہو اور جب اُسنے دنیا کے واسطے یہ مشقت اُٹھائی تو اُس کی مشقت رائگان نہین ہوتی بلکہ دنیا اُسکو حاصل ہوجاتی ہو اور اللہ عز و جل کی مشیت سے شیطان اپنے چیلہ کو ان خیالاتی تصویرونکی ترکیب سے عجیب عجیب چیزین ایجاد کرنے مین مدد دیتا ہو ولیکن اسکا انجام صرف دنیا تک ہو جب وہ مرا اور اُسکا دماغ مٹی ہوگیا تو یہ سب کارخانہ باطل ہوگیا اور وہ آخرت کے عذاب مین پڑگیا اور یہ معلوم ہوچکا کہ دماغ کا جبلی کام یہی ہو کہ جو صورتین حس مشترک مین نقش ہین اُنکو الٹ پلٹ کر مرکب کیا کرے حتی کہ سونے کی حالت مین بھی دماغ اپنے کام مین رہتا ہو اور اکثر دماغ کی ترکیبی چیزین اُسکو خواب مین نظر آتی ہین اسیطرح مکار فقیر جو روزہ نماز و ذکر وغیرہ اس غرض سے کرتے ہین کہ اُنکو جلد تر کشف حاصل ہوجاوے تو اُنکے اعمال جو ظاہر مین بہت نیک معلوم ہوتے ہین وہ کچھ بھی وقعت نہین رکھتے ہین کیونکہ اعمال کا مدار تو نیت پر ہو اور اسکی نیت ان اعمال مین یہ تھی کہ اُسکو کشف و کرامت سے ولی کا درجہ حاصل ہوجاوے تو اُسکے سب اعمال اسی نیت پر تھے پس ان اعمال سے اُسکو کچھ نور حاصل نہوا پھر اُسنے تھوڑی مدت کے بعد اپنی آزمائش کے لیے کشف کی جانب توجہ کی یعنے مین اس مدت مین ضرور کشف کے لائق ہوگیا ہون پس جب اُسنے کشفی تصور باندھا تو اُسکے دماغ مین اُنھین خیالاتی شکلون نے اُسکے ارادہ کے موافق ہجوم کیا اور جو کچھ اُسکی مراد تھی ویسی ہی صورت بنائی کیونکہ روحانی نورانیت تو اُسکی خراب نیت کی وجہ سے بالکل ندارد ہو اور اس مغرور کو شیطان کے پنجہ مین گرفتار ہونا بہت ہی آسان ہو بلکہ ابتدا سے وہ گرفتار ہو کیونکہ اس جاہل نے نماز و روزہ وغیرہ اسی نیت سے کیا تھا کہ اُسکو کشف و کرامت حاصل ہو تو وہ ابتدا سے شیطان کے پنجہ مین گرفتار تھا اور اتنی مشقت و محنت کے بعد اب اگر اُسکو یہ سمجھ حاصل ہوجاوے کہ کشف و کرامت ایسی بدنیتی و جہالت سے نہین حاصل ہوتی ہو تو وہ شیطان کے پنجہ سے نکل جاوے تو یہان شیطان ضرور اُسکے ساتھ مکر کریگا اور یہ جاہل ابتدا سے عالم آخرت کی نیت پر نہ تھا تو وہ کشف بھی جانب معرفت کی توجہ نہین کریگا بلکہ کسی دنیاوی معاملہ مین کشف کیجانب متوجہ ہوگا اور دنیاوی معاملات جہانتک متعلق ہین یہان شیطان کا دخل ہو پس اُسکے کشف مین شیطان تسلط پاکر وہ صورت پیش کریگا جو واقعی ہو پس جب وہ اُسکے کشف کے موافق واقع ہوگی تو یہ شخص پورا مغرور ہوجائیگا اب ...

کشف وکرامت پہونچ گیا پس اسی حالت مین زیادہ منہمک ہوجائیگا حالانکہ وہ اپنی جہالت سے یہ نہین سمجھتا کہ مین کس فریب مین گرفتار ہون اور روز بروز کس ضلالت مین گرتا چلا جاتا ہون اور جب کبھی اُس سے کوئی فقیری کشف پوچھا جائیگا تو شیطان اُسکی دماغی صورت پر اُسکی قوت باصرہ اور خون کی چمک سے ایک روشنی ظاہر کریگا اور اُسکو یہ جاہل بالکل عالم ملکوت وعالم نور کا ظہور تصور کریگا شیخ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اے عزیز مین تجکو خبردار کرتا اور بہت ڈراتا ہون کہ تو ایسے مکار جاہلون سے دور رہیو جو حق عزوجل کی صفت نہین پہچانتے ہین یعنے ایمانی عقائد حقہ سے بالکل جاہل ہین اور اس زمانہ مین ایسے لوگ بہت کثرت سے ہین جو اپنے دماغی مشاہدہ کو یہ سمجھتے ہین کہ ہمکو اولیاء اللہ کی طرح مشاہدہ حق حاصل ہوگیا حالانکہ یہ دشمن اُنکے برخلاف محض ضلالت مین پڑے ہین۔ شیخ جنیدؒ نے فرمایا کہ مین نے ستر آدمی ایسے دیکھے کہ وہ اپنے توہم وتصور مین برباد ہوے یعنے اُنکے تصور مین جم گیا کہ ہم عارف ہوگئے ہین اے عزیز تجکو یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ جسنے شان حق عزوجل مین اپنے تصور کے موافق معرفت کا دعوی کیا وہ گمراہ ہے اور اُسکی دلیل یہ ہے کہ تصور اُسکے دماغ کی بنائی ہوئی صورت ہے تو بالکل محال ہے کہ یہ حق ہو کیونکہ حق عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس شخص کا تصور اُسکو گھیر کر اُسکی صورت بنادے یہ لوگ اللہ تعالے کی شان حق نہین پہچانتے ہین اور حق عزوجل نے اس شخص کو اور اُسکے تصور ودماغ کو سب کو پیدا کیا ہے تو جو کچھ اسکے دماغ مین ہے وہ اللہ تعالے کا پیدا کیا ہوا ہے پھر وہ کیونکر حق ہوسکتا ہے کیونکہ حق مخلوق نہین بلکہ خالق ہے اگر کسی شخص کو توہم ہو کہ بعضے عارفین نے غلبۂ توحید کے وقت اپنے حق مین کچھ کہا ہے تو جواب یہ کہ نہ بیخودی کی حالت معاف ہے یعنے درحقیقت یہ توہم ہے ولیکن بیخودی کی وجہ سے معاف ہے اسیواسطے شیخ واسطیؒ نے جرأت کرکے شیخ بایزید بسطامی کے حق مین یہ کلمہ کہا کہ سب توہم پر مرے حتی کہ بایزید بھی توہم پر مرے مترجم کہتا ہے کہ شیخ واسطیؒ نے بہت دور کا اشارہ کیا اور اسکی توضیح کرنیکا یہ مقام نہین ہے بقا صفت حق ہے اور فنا وصول بقا ہے اور طلب بقا جہل فانی ہے فافہم واللہ سبحانہ وتعالے اعلم قولہ تعالے ام للانسان ما تمنی۔ اس آیت قدسی سے بھی ایسے جاہلون کی گمراہی ثابت ہوگئی جو اپنے تصور مین مستغرق ہوکر ادراک کے مدعی ہین کیونکہ تصور کی کوشش کی اُنکی خواہش کے موافق تصور بندھ گیا اور وہ بھی ایک خلقت ہے جیسے یہ خود مخلوق ہین پس انسے کچھ نہ پایا سوائے ایک مخلوق کے جو اسکے تصور مین پیدا کی گئی اور حق سبحانہ تعالے ہر طرح کے تصور وتمنا سے اعلی واجل ہے اور ساحت کبریا عزوجل تک کسیکی تمنا وتصور کو پہونچنے کی مجال نہین ہے شیخ حسینؒ نے کہا کہ تمنا یعنے اپنی خواہش دوڑانا بندگی سے باہر ہونا کہلاتا ہے یعنے بندے کا کام بندگی ہے یہ نہین کہ اپنی تمنا کے موافق چاہے اور جس قوم پر تمنا کا دروازہ کھول دیا گیا تو اللہ تعالے نے اُسکو عذاب کرنیکا سامان دیدیا ف شیخ ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے وکم من ملک فی السموات لاتغنی شفاعتہم شیئا الآیہ۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے جسکے حق مین شفاعت چاہے اور شفیع کو اجازت دے تو البتہ اُسکی شفاعت کارآمد ہوسکتی ہے ورنہ آسمانون مین بکثرت فرشتہ ہین کہ اُنکی شفاعت کسیکو حاصل نہین ہوسکتی اور اسکا نکتہ یہ ہے کہ ملائکہ کی طرف سے شفاعت کے معنے یہ ہین شفاعت چاہنے والے نے جب شفیع کے وسیلہ سے شفاعت چاہی تو نور اور مدد اُسکو پہونچ گئی لیکن یہ اُسوقت ہوسکتا کہ دونون مین مناسبت ہو یعنے ملائکہ مین نور ہین تو جب شفاعت چاہنے والا اس نور کو وسیلہ ڈھونڈھے گا تو اُسکو نورانیت وقوت حاصل ہوگی بشرطیکہ اللہ تعالے کو منظور ہو لیکن یہ نورانیت جبھی حاصل ہوسکتی ہے کہ ملائکہ کو اس سے مناسبت ہو جب یہ بات معلوم ہوچکی تو ہم کہتے ہین کہ نفس بشری کو ملائکہ کی شفاعت کسیطرح حاصل نہین ہوسکتی بجز ایک صورت کے کہ نفس بشری اصل مین اس قابل ہو کہ اُسمین فیض ملکوتی قبول کرنیکی لیاقت موجود ہو یعنے وہ فیض نورانی جب اس نفس پر آوے تو نفس کو فائدہ پہونچیگا کہ یہ اُسکو قبول کرلے اور قبول جب ہی کرسکتا ہے کہ اُسمین یہ لیاقت موجود ہو اور یہ لیاقت کسیطرح نہین حاصل ہوسکتی سوائے اس طریقہ کے کہ طبیعت کے میل کچیل کو پاک کرے اور میل کچیل طبیعت کا کسیطرح پاک نہین ہوسکتا سوائے اس ایک طریقے کے کہ پاکیزگی اُسمین پیدا کی جاوے اور یہ کسیطرح نہین سوائے اس ایک طریقے کے کہ جناب قدس عزوجل خالق سبحانہ تعالے کی طرف توجہ لاوے اور اہدنا الصراط المستقیم کو عاجزی کے ساتھ مانگے کہ اسکو پاکیزہ فرماوے کیونکہ پیدا کردینا اُسکی قدرت مین ہے اور جب وہ مادی حواس اور نجس موادسے پاک ہوگیا تو اب وہ نور ملکوتی کا فیض

Marfat.com

حاصل کر سکتا ہے اور رفتہ رفتہ اس فیض سے منور ہو کر ملکوت سے متصل ہو کر اُنھین کے سلسلہ مین منسلک ہو سکتا ہے اسکے ذریعہ سے جناب حق عز وجل مین تقرب حاصل کرتا ہے پس شفاعت کی اجازت اصلی قابلیت پر ہے اور پاکیزگی و صفائی جو شریعت بجالانے مین کوشش و محنت سے حاصل ہوئی تھی یہی رضامندی ہو اور جب یہ دونون باتین جمع ہون تو شفاعت حاصل ہو جائیگی اور اگر اصلی لیاقت نہو یا اللہ تعالےٰ نے فطرت پر پیدا کر دیا تھا و لیکن اس بدبخت نے خبث شرک و دنیا سے اسکو میٹ دیا تو صفائی نہ رہی پس نہ اجازت ہے نہ رضامندی ہے تو شفاعت بھی حاصل نہو گی اگر کوئی کہے کہ آیت مین یون فرمایا کہ اُن کی شفاعت کارآمد نہو گی تو ممکن ہے کہ شفاعت ہو و لیکن قبول نہو جواب یہ کہ نہین بلکہ اسکے یہ معنے ہین کہ شفاعت کا وجود ہی نہو گا اس وجہ سے کہ فرشتون مین یہ بات محال ہے یعنے فرشتون کی حالت یہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی کہ جو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہین پس یہ غیر ممکن ہے کہ بغیر حکم کے وہ شفاعت کرین اور شیخ نے یہ نکتہ لطیف بیان کیا فافہم واضح ہو کہ روح کی ماہیت مخفی ہے اور نفس اپنی پاکیزگی مین مدد ملکی سے عالم ملکوت کی قابلیت پاتا ہے بطریق شریعت فافہم و لیکن کافر اسکو نہین سمجھتا

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا

جو لوگ یقین نہین رکھتے پچھلے گھر کا وہ نام رکھتے ہین فرشتونکو نام زنانہ اور انکو اسکی کچھ خبر نہین نری اٹکل پر

الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۝ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ڏ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝

چلتے ہین اور اٹکل کام نہ آوے ٹھیک بات مین کچھ سو تو دھیان نہ کر اُسپر جو مُنہ موڑے ہماری یاد سے اور کچھ نہ چاہے مگر دنیا کا جینا

ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ۝ ع

یہان ہی تک پہونچی اُن کی سمجھ تیرا رب بہتر جانے جو بہکا اُسکی راہ سے اور وہی بہتر جانے جو آیا راہ پر

اللہ تعالےٰ نے ہر قسم کے کافرون و مشرکون و منافقون کی حالت سے کلیہ طور پر آگاہ فرمایا کہ یہ لوگ اپنے جی کی خواہش اور اپنے گمان کی پیروی کیا کرتے ہین یعنے اُنکے اعتقاد اسی بنیاد پر ہوتے ہین از انجملہ کفار عرب کا حال فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى جو لوگ آخرت کا یقین نہین لاتے ہین وہ ملائکہ کو مؤنث کا نام رکھتے ہین ف یعنے جو لوگ دنیا سے مرنے کے بعد آخرت کی زندگی پر یقین نہین کرتے اور اُنکے دلون مین یہ اعتقاد نہین جمتا ہے کہ قیامت کے روز سب اُٹھائے جائینگے تو ایسے لوگ قسم ملائکہ کو مؤنث کہتے ہین کیونکہ قیامت کا یقین نہونے سے اُن کو علم نہین ہے اسلیے کہ قیامت کا یقین جب حاصل ہو کہ اپنے رسول پر ایمان لاوین اور رسول کو جو کچھ وحی بھیجی گئی ہے اُسکا علم حاصل کرین تو ملائکہ کو بھی پہچانین لیکن رسول پر اسوقت ایمان لاوین جب اُنکو یقین ہو کہ دنیا کے بعد آخرت ہو گی اور اُسکے واسطے نیک کام کرنا چاہیے اور نیک کامون کا علم حاصل کرنا چاہیے اور سب سے اعلیٰ علم اعتقاد ہے پس یہ نتیجہ نکلا کہ جو لوگ آخرت پر یقین نہین لاتے وہ جاہل ہونے سے ملائکہ کو نہین پہچانتے بلکہ جہالت سے جب ملائکہ کا نام سنتے ہین تو اپنا قیاس دوڑاتے ہین کہ یہ لفظ مؤنث ہے پس یہ عورتین ہونگی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا وجعلوا الملائكة الذين هم عباد الرحمن اناثا یعنے ان کافرون نے ملائکہ کو جو اللہ تعالےٰ کے بندے ہین عورتین ٹھہرایا۔ پھر جب ان جاہلون نے اپنے گمان مین یہ جمالیا کہ جنکو مسلمان لوگ ملائکہ کہتے ہین یہ عورتین ہین اور اللہ تعالےٰ کے یہان ہین تو ضرور اُسکی بیٹیان ہین پھر انکی پیدائش جنون کی لڑکیون سے ہوئی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا پس رسول پر ایمان نہ لانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخرت پر یقین نہ لانے سے علم حق سے جاہل ہو کر اپنے گمان سے ایسی بہتان کی باتین کہنے لگے۔ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اور ان کافرون کو کچھ علم نہین ہے ف یعنے جو کچھ مُنھ سے بکتے ہین وہ کسی علم سے نہین کہتے ہین کیونکہ علم سے تو بالکل جاہل ہین یہان سے معلوم ہوا کہ جو شخص ایمان نہ لایا اللہ تعالےٰ کے رسول سے علم حاصل نہ کیا وہ درحقیقت جاہل ہے یا اسکو ایسا علم ہے جیسا بچے گھروندا بنانا جانتے ہین یعنے جسکا کچھ نتیجہ نہین ہے کیونکہ کافر

Marfat.com

انتہائے علم یہ ہے کہ وہ اپنے علم کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مالک ہوجائیں اور زمین کے کھنڈل کو سبز باغ بنادین حالانکہ یہ حاصل نہوگا لیکن اگر فرض کر دایا جاوے کہ انکو اپنے فن سے یہ حاصل ہو تو بھی درحقیقت رائگان ہے اور کفار اگرچہ بالفعل اسکو نہین سمجھتے ہین لیکن مرتے ہی جان لیتے ہین کیونکہ دُنیا کی حقیقت ایک مچھر کے پر برابر نہین ہے پس محض رائگان جہالت ہے اور علم وہی ہے جو آخرت کے واسطے ہو اور جب وہ نہو تو محض جہالت ہے جیسے ان کافرون کو کچھ علم نہ تھا جو ملائکہ کو عورتین کہتے ہین۔ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ۔ یہ کسی چیز کی پیروی نہین کرتے ہین سوائے گمان کے ف یعنے ایسے اقوال کہتے ہین اور ایسے اعتقادات جمانے مین فقط اپنے گمان کے پابند ہین یعنے اُنکا نفس اپنے دماغی خیالات سے انتہا درجہ کی کوشش کرکے جو تصور بناتا ہے اُسکی پیروی کرلیتے ہین اور اس خیال سے کوئی علم حق حاصل نہین ہوسکتا ہے۔ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ حالانکہ گمان کچھ بھی امر حق سے کفایت نہین کرتا ف یعنے گمان ایسی چیز ہے کہ اسکے ذریعہ سے جو بات تحقیق واقعی ہو وہ نہین حاصل ہوسکتی ہے کیونکہ تحقیق واقعی کے واسطے علم واقعی چاہیے اور گمان کچھ یقینی نہین ہوتا بلکہ دماغ کی قوت خیالیہ ایک چیز کو مرکب کرکے بناتی ہے تو جس مسئلہ مین علم تحقیقی چاہیے وہان یہ گمان کچھ کافی نہین ہوسکتا اسیطرح ان کافرون نے جو گمان باندھا ہے اس سے اُنکو حق بات حاصل نہوئی بلکہ انھون نے محض افترا و جھوٹ باندھا ہے اسواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو منع فرمایا کہ خبردار تم لوگ کسی بات مین گمان کرکے پیروی نہ کیجیو کیونکہ گمان تو بدتر جھوٹی بات ہے (الصحیح) علما نے اس حدیث کے موافق کہا کہ شرعی مسائل مین ہمکو آیت و حدیث کی پیروی کرنا چاہیے اور یہ نہین جائز ہے کہ کسی کام کی نسبت ہم کہین کہ یہ کام اچھا معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ ہمارے نزدیک اسمین کوئی برائی نہین ہے اور اگر ہم ایسا کرین تو کچھ نقصان نہین ہے علمائے نے کہا کہ یہ جہالت ہے اسواسطے کہ ہم اپنے گمان سے یہ نہین پہچان سکتے ہین کہ یہ کام آخرت کے لائق ہے اور اسمین ثواب ہوگا اور یہ اللہ تعالے کو پسند ہے بلکہ ہمکو علم چاہیے اور علم وہی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے وحی نبوت سے بتلایا ہے اور گمان کے ذریعہ سے یہ بات ممکن نہین ہے کہ ہم یہ جان لین کہ درحقیقت اللہ تعالے کے نزدیک یہ بات یون ہی ہے مترجم کہتا ہے کہ بعضے جاہلون نے یہان ایک دھوکا کھایا کہ انھون نے اپنے گمان کے موافق کسی بات کا تیقن کرلیا اور جب انھون نے سنا کہ حق بات کے واسطے یقینی علم چاہیے تو کہنے لگے کہ ہمکو یقین ہے کہ تعزیہ داری کرنے مین کچھ ناخوشی نہوگی کیونکہ ہم محبت سے کرتے ہین یہ ان جاہلون نے دھوکا کھایا کہ انکو تیقن و یقین مین فرق معلوم نہوا کیونکہ یقین تو وہ ہے کہ جو واقع مین اسیطرح ہو جیسے جنت و دوزخ کا ہونا یقینی ہے اور تیقن یہ ہے کہ انسان کے دل مین جم جاوے خواہ واقع مین ہو یا نہو کیا نہین دیکھتے ہو کہ دنیا مین جتنے فرقے ہین سب کو اپنے اپنے اعتقاد کے موافق تیقن ہے پھر کیا اُنکے تیقن کرنے سے وہ بات یقینی ہوجاتی ہے بلکہ سوائے علم نبوت کے باقی سب باطل ہے اگرچہ انکو تیقن ہو کیونکہ جسنے نبوت سے انکار کیا ہے کسکے پاس وحی یقینی کا علم نہین ہے بلکہ جو کچھ جسکے دل مین جم گیا وہ اُسپر تیقن کیے ہوئے ہے اور اسکے نفس کا بنایا ہوا اعتقاد ہے اور اس سے امر حق حاصل نہین ہوسکتا تو یقین حاصل ہونے کے واسطے بندے کو کوئی چارہ نہین ہے سوائے اسکے کہ جناب باری تعالے مین اپنی عاجزی و محتاجی ظاہر کرے اور اپنا بھروسہ چھوڑ کر اُسکی درگاہ سے ہدایت مانگے تاکہ وہ اُسکے دل مین وحی کی حقیقت پیدا فرماوے حجاب اٹھ جاوے اور وہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاوے اور آپ پر فدا ہو تاکہ اللہ تعالے کی رحمت پاوے اور یاد آلہی سے دل مطمئن ہو اور دنیا کو رائگان سمجھکر آخرت پر یقین لاوے اور اگر ایسا نہوا تو وہ یاد آلہی سے محروم ہوکر دنیا کی طرف منہ کرتا ہے اور دنیا ہی کو اپنی تمام آرزو سمجھتا ہے اور یہی گمراہ ہے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا۔ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔ پس منھ پھیر لے ایسے شخص سے جسنے ہماری یاد سے پیٹھ پھیری اور اُسنے چاہا نہین کسی چیز کو سوائے زندگی دنیا کے ف یعنے اے اشرف رسل و خاتم النبیین تو ایسے لوگون کو سمجھانے مین مشغول نہو جسنے ہمارے ذکر یعنے قرآن سے یا ہماری یاد سے پیٹھ پھیری ہے اور اپنی فطرت سلیم برباد کردی اور حق سے گمراہ ہوا اور رحمت سے مایوس ہوا اور کچھ نہین سوائے دنیاوی زندگی کے کیونکہ جسکو اللہ تعالے نے آخرت سے مطرود کیا اُسکی ہمت اسی دنیا پر قاصر رہتی ہے۔ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ

مِّنَ الْعِلْمِ یہی اُنکا منتہا علم ہے ف یعنے ایسے گمراہون کا خیال جہانتک دوڑتا ہے اُسکی انتہا یہ ہے کہ دنیا حاصل کرین اور دنیا ہی کو تمام مراد سمجھین [illegible]
اللہ تعالے کو نہین پہچانتے اور نہ دار آخرت پر یقین لاتے ہین۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰی ۔ البتہ رب
خوب جانتا ہے ایسے شخص کو جو اُسکی راہ سے بھٹکا اور وہی خوب جانتا ہے ایسے شخص کو جسنے راہ حق اختیار کی ف یعنے جو قوم کہ حق کو ماننے والی ہین اُنکو بھی
اللہ تعالے جانتا ہے کہ اُنکو علم حق سے ہدایت دیتا ہے اور جو قومین کہ اُسکی راہ سے بھٹکنے والی ہین اُنکو بھی اللہ تعالے خوب جانتا ہے پس تو اپنے نفس کو اُنکی گمراہی
کی وجہ سے مغموم مت کر کیونکہ تجھپر پیغام پہونچانا واجب تھا وہ تونے پورا کردیا حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا ایسے شخص کا گھر ہے جسکا
گھر نہین ہے یعنے جسکے واسطے آخرت کا اصلی گھر سوائے عذاب جہنم کے نہین ہے وہ دنیا ہی کو اپنا گھر جانتا ہے اور دنیا ایسے شخص کا مال ہے جسکے واسطے مال نہین ہے
اور دنیا کے لیے وہ جمع کرتا ہے جسمین عقل نہین ہے (احمد) دعا مین وارد ہوا کہ الٰہی بڑا اہتمام ہمارا یہ دنیا نہ کیجیو اور ہمارے علم کی انتہا یہ دنیا نہ کیجیو۔ ھ کیونکہ ایمان
والے کو اللہ تعالے عقل نورانی عطا فرماتا ہے تو وہ اس دنیا کو فانی اور بے بنیاد سمجھتا ہے پس اپنے نفس کی تمام کوشش کو دنیا جمع کرنے کے واسطے صرف کرنے
مین افسوسناک ہوتا ہے کہ مین اس بیہودہ چیز کے واسطے کیون اپنے نفس کو برباد کرون کیونکہ یہ میرا گھر نہین ہے میرا مال نہین ہے مین یہان رہنے والا نہین
ہون بلکہ مجھے اپنے گھر کے واسطے کوشش کرنا چاہیئے جہان حقیقی نعمت ہے تو وہ ذکر الٰہی سے اپنا سامان جمع کرتا ہے اور مال خیرات کرکے اپنا گھر سنوارتا ہے اور
اللہ تعالے کی حمد و تسبیح سے جنت کی پاکیزہ زمین مین اپنے واسطے باغ لگاتا ہے سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم حسبنا اللہ نعم الوکیل شیخ رازیؒ نے تفسیر کبیر
مین لکھا کہ اکثر مفسرین کہتے ہین کہ اس آیت مین اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کافرون سے منھ پھیرنے کا حکم دیا تو یہ حکم ابتدا مین تھا پھر جب
جہاد کا حکم آیا تو یہ حکم منسوخ ہوگیا رازیؒ نے کہا کہ یہ قول غلط ہے بلکہ دونون آیتین موافق ہین اور بات یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتدا مین یہ حکم تھا
کہ طریقہ حکمت سے اور نیک نصیحت سے گمراہون کو سمجھاوین اور راہ پر لاوین پھر جب گمراہون نے اپنے باطل خیالات سے مقابلہ کیا تو آپکو حکم ہوا۔ جادلھم بالتی
ہی احسن۔ یعنے عمدہ طریقہ سے اُنکے شبہات دور فرمایئے اور اُنکے جاہلانہ خیالات کا جواب دیجیے پھر جب اُنکو اس سے بھی نفع نہوا بلکہ جو کچھ سنتے تھے اُسمین
اپنے دماغی خیال دوڑا کر افترا باندھنے لگے مثلاً ملائکہ کو عورتین اور بیٹیان بنانے لگے اور کہا کہ اگر آخرت ہوئی تو بھی تمسے ہم وہان اچھے رہینگے کیونکہ ہم خوب
جانتے ہین کہ خدائے تعالے ہم سے بہت راضی ہے کہ اُسنے ہمکو مال اور اولاد خوب دی اور تم لوگ مفلس محتاج ہو تو آخرت مین بھی ہم اچھے رہینگے پس جب ان
گمراہون نے ایسی جہالت شروع کی اور دنیا کی زندگی کو اپنا مبلغ علم ٹھہرایا اور قرآن سے مُنھ موڑ لیا تب اللہ تعالے نے آپکو حکم دیا کہ ان گمراہون سے مُنھ
پھیر لیجیے اور کوئی دلیل وحجت اُنسے بیان نہ کیجیے کیونکہ یہ لوگ صرف گمان کی پیروی کرتے ہین اور علم حق کی پیروی نہین کرتے اور حق بات کی تلاش نہین
کرتے پس اپنے اصحاب کو لیکر جہاد کی تلوار اُٹھایئے اور اللہ تعالے نصرت دینے والا ہے اور جاننا چاہیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیمار دلون کے واسطے
گویا طبیب ہین یعنے جیسے طبیب اس جسم کی صحت کے واسطے عمل کرتے ہین اسیطرح آپ روحانی پاکیزگی اور نجات آخرت کے واسطے اصلاح فرماتے تھے پس
طبیبون کو دیکھو کہ حسن تدبیر یہ ہے کہ مریض کی جب تک اصلاح غذا سے ممکن ہو تب تک دوا کا استعمال نہین کرتے ہین اور جبتک ہلکی دوا سے فائدہ نظر آتا
ہے تب تک قوی دوا استعمال نہین کرتے اور جب تک دوا کے کھلانے پلانے سے کام نکلتا ہے تب تک داغ نہین دیتے اور جب مجبوری ہوتی ہے تو آخر مین
داغ دیتے ہین مثل مشہور ہے کہ آخری دوا داغ ہے اسیطرح قیاس کرو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طریقے سے مردہ دلون کی دوا کی چنانچہ پہلے
اُنکو اللہ تعالے کی یاد کا حکم دیا کیونکہ اللہ تعالے کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہین جیسے غذا سے جسم مطمئن ہوتا ہے اسیطرح روح کی غذا ذکر الٰہی ہے پس پہلے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو لا الٰہ الا اللہ تعلیم فرمایا پس کامل اہل سعادت مانند حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اسی سے [illegible]
اس ذکر نے نفع نہ دیا اُنکے واسطے دلیل بتلائی اولم یتفکروا فی خلق السموات والارض۔ یعنے آسمان وزمین کو دیکھکر کیون نہین فکر [illegible]

Marfat.com

اللہ تعالےٰ کی وحدانیت ظاہر ہوجاوے اور لاالٰہ الا اللہ صاف نظر آوے اسیطرح قولہ تعالےٰ قل انظروا ماذا فی السموات ۔ یعنے ان مردہ دلون سے کہدے کہ دیکھو سب آسمانون مین کیا آیات قدرت ہین اسیطرح قولہ افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت یعنے ہر روز اونٹون کو دیکھتے ہین پھر کچھ غور نہین کرتے کہ وہ کیونکر پیدا ہوا ہی اور کیسی عجیب خاصیتین اُسمین موجود ہین اور رب وغیرہ مخلوقات مین سے کسیکو یہ طاقت نہین ہی کہ اُسکو پیدا کر سکے بلکہ اگر لونٹ اُنکو ٹھوکر مار دے تو وہ اُٹھ نہین سکتے اسیطرح بہت سے دلائل اُنکو سمجھائے تاکہ لاالٰہ الا اللہ کو یقین کرین اور جب ان سخت دلون مین کچھ فائدہ نہوا تو اُنکو عذاب سے ڈرایا کہ آخر کار دنیا مین بھی عذاب و ذلت اُٹھاؤگے کیونکہ اللہ تعالےٰ اس دین کو پورا کرنے والا ہی فقد کذبتم فسوف یکون لزاما تم جھٹلا چکے ہو اب عنقریب تمھارے سر پر عذاب لازم ہوگا جب ہر طرح کی دھمکی سے بھی ان شقی کمبختون کو فائدہ نہوا بلکہ اُنکی شرارت سے جو قلوب صلاحیت پر تھے ہر روز ایذا اُٹھاتے بلکہ اُنکی دیکھا دیکھی بہت سے نیک استعداد والے متردد ہوکر اسلام نہین لاتے تھے تو آخر مین اللہ تعالےٰ نے مسلمونکو تلوار کا حکم دیا کہ ان بدکارون کو کاٹ دو تاکہ اُنکے فساد سے صالح بندے پریشان نہون ف۲ قولہ تعالےٰ فاعرض عمن تولی عن ذکرنا ۔ جو لوگ اللہ تعالےٰ کو نہین پہچانتے وہ لامحالہ اُسکی کتاب مجید سے مُنہ موڑینگے اور جسکو پہچانتے نہین اُسکی یاد بھی نہین کرتے تو لامحالہ اُس کے سوائے دوسری چیز مین مشغول ہوتے ہین پس ایسے جاہلون سے مُنہ پھیر لینا چاہیئے اسواسطے کہ انتہا درجہ جو کچھ وہ جانتے ہین وہ اُنکے گمان اور اوہام ہین اور حق کا جاننا وہم و گمان سے ممکن نہین ہی تو جو کوئی انکی بات سنے وہ خالی وہم و گمان کی باتین سُنیگا اور وہم و گمان کبھی دنیا سے باہر نہین نکل سکتا ہی بعض مشائخ نے کہا کہ جسنے ایسے لوگون کی باتین سُنین وہ دنیا کی جانب رغبت کریگا کیونکہ جسنے اللہ تعالےٰ سے مُنہ پھیرا وہی دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہی کیونکہ جو کوئی اللہ تعالےٰ کو پہچانے وہ دنیا کی طرف مُنہ نہین کرتا ہی (عس)

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ

اور اللہ کا ہی جو کچھ ہی آسمانون اور زمین مین تا وہ بدلا دیوے برائی والون کو اُنکے کیے کا اور بدلا دے بھلائی والون کو بھلائی

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ

جو لوگ بچتے ہین بڑے گناہون سے اور بیحیائی کے کامون سے مگر کچھ آلودگی بیشک تیرے رب کی بخشش مین سمائی ہے وہ تمکو خوب جانتا ہے جب

ع ٢ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ۠

بنا نکالا تمکو زمین سے اور جب تم بچے تھے ماں کے پیٹ مین سو مت بولو اپنی ستھرائیان وہ بہتر جانے جو بچ چلا

اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ ذکر حق یعنے قرآن مجید نازل کرنا اور رسول اکرم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بھیجنا اور لوگون کو انکے وہم و گمان سے نکالکر جانب حق کے ہدایت کرنا اللہ تعالےٰ کو اپنی منفعت کے واسطے نہین ہی اور نہ کوئی اسکی غرض اس سے متعلق ہی کیونکہ وہ تمام مخلوقات کا مالک ہی اور جو کچھ اسنے پیدا کیے اور اُسکی مخلوقات مین جو کچھ موجود ہی وہ کسی وہمی کے گمان مین نہین سماتا ہی بلکہ یہ سب طریقہ ہدایت ہر شخص کے واسطے امتحانی حجت ہی چنانچہ فرمایا ۔ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ اور اللہ ہی کے واسطے ہی جو کچھ آسمانون مین اور زمین مین ہی ف یعنے آسمان و زمین مع اپنی کل چیزون کے سب اللہ تعالےٰ ہی کی پیدا کی ہوئی مخلوقات اور اُسیکے قبضہ و ملک مین ہی پس اُسکو کوئی غرض ان چیزون سے متعلق نہین ہی بلکہ اُن کی نعمت کے ساتھ ہدایت کے واسطے احکام بھیجنے سے انھین مخلوقات کا نتیجہ دوسرے گھر کے واسطے یعنے آخرت کے واسطے ہی پس جو کوئی اپنے گمانون کو چھوڑکر ایمان لایا وہ اپنے واسطے ایمان لایا اور اپنے ہی واسطے بہتر کیا اور جن لوگون نے حق سے انکار کیا وہی اُسکا وبال اُٹھاوینگے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۔ تاکہ جن لوگون نے برا کیا انکو بسبب اسکے کامون کے یا بعوض اُنکے کامون کے بدلا دیوے ف یعنے قرآن و

Marfat.com

رسول کے بھیجنے سے جو امتحان کیا گیا ہے تو جن لوگون نے اُس سے انکار و کفر کیا اُنکو نتیجہ یہ ہے کہ اپنے اعمال کا بدلا پایا دنیا مین [illegible]
سے ذلیل وخوار ہونگے تاکہ دنیا مین اُنکی ذات سے فساد نہ پھیلے اور آخرت کا بدلا پورا پورا اُنکے واسطے جہنم مین باقی ہے وہ جہان سے مرنے کے بعد [illegible]
اُٹھاوینگے۔ وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى۔ اور جن لوگون نے نیک کام کیا اُنکو ثواب بہتر عطا فرماوے ف اور وہ جنت ہے یعنے جن لوگون نے
اپنے اوہام وگمان چھوڑ دیے اور اللہ تعالے کی کتاب و اُسکے رسول پر ایمان لائے اور حکم کے موافق قائم رہے تو اُنکا انجام یہ ہے کہ اللہ تعالے اُنکے اُن نیک
کامون سے بہتر ثواب عنایت فرماویگا اگر کہا جاوے کہ قسم اول یعنے کفار کو اُنکے اعمال کا عوض دیا اور قسم دوم یعنے اہل ایمان کو بہتر ثواب دیا تو یہ
کیا بھید ہے جواب یہ ہے کہ اہل کفر کو اُنکے اعمال کا بدلا سولے عذاب کے کچھ نہین ہے پس اگر اُسمین زیادتی ہو تو اُنکے حق مین عذاب کی زیادتی ہوگی پس اُنکے
حق مین یہی بہتر ہے کہ وہ اپنے اعمال ہی کا بدلا برابر پاوین کیونکہ جو کچھ کیا وہی پایا بخلاف انکے اہل ایمان کے اعمال نیک ہین تو اُسمین زیادتی سے اُن کے
حق مین فضیلت و ثواب زیادہ ہے پس اُنکے حق مین یہ بہتر ہے کہ اُنکو فضیلت ملے اگر کہا جاوے کہ دونون فریق مین سے کیا ہر ایک کا حال فرشتے بیان
کرینگے جواب یہ کہ اللہ عز وجل کا علم قدیم محیط ہے وہ اپنی مخلوقات کو اُنکے پیدا کرنے سے پہلے جانتا ہے چنانچہ صاف فرمایا ان ربک ہو اعلم بمن ضل عن
سبیلہ وہو اعلم بمن اہتدی۔ پس حق سبحانہ تعالے ہر فریق کو خوب جانتا ہے پھر ہر ایک مخلوق کے واسطے اُسکے نامۂ اعمال اور فرشتے اُسپر حجت ہین تاکہ
مخلوق پر مخلوق حجت ہو اور اللہ تعالے خود خوب جانتا ہے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ وہ آسمانون و زمین کا مالک ہے اُسی نے
سب کو پیدا کیا ہے اور اُسکی شان مین کسی مخلوق کی جانب کوئی حاجت نہین ہے کیونکہ وہ غنی حمید ہے بلکہ اُسنے تمام خلق کو عدل کے ساتھ پیدا کیا اور کافر و
مومن دو فریق ہین تاکہ بدکار کافرون کو اُنکے اعمال کا بدلا دے اور اہل ایمان و احسان کو اُنکے اعمال کا ثواب مزید عطا فرماوے پس بدی کا بدلا بدی
ہوگیا اور نیکی کا بدلہ نیکی ہے اگر کہا جاوے کہ اہل ایمان جنکو یہ فضیلت حاصل ہوئی وہ نیکی کو کن اعمال سے پہونچے ہین جواب یہ کہ بدی کا چھوڑ دینا نیکی
ہے مثلاً رب عز وجل نے بندگی کے اعمال اُنپر لازم کیے تو انکو بجالانا نیکی ہے اور نافرمانی چھوڑنا نیکی ہے اسیطرح بدکامون سے منع فرمایا تو اُنکو نہ کرنا نیکی ہے
اگر کہا جاوے کہ سولے انبیاء معصوم کے بندے سے خطائین سرزد ہو جاتی ہین پھر وہ نیکوکار نہین رہ سکتے جواب یہ کہ حق تعالے نے ہر گناہ کے واسطے
توبہ رکھی ہے حتی کہ جسنے گناہ سے توبہ کی گویا اُسنے گناہ ہی نہین کیا بلکہ رب عز وجل نے ایسی لغزش و خطائین اپنی رحمت سے عفو فرمائی ہین چنانچہ آگاہ
فرمایا بقولہ تعالے۔ الَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ۔ ایسے بندے جو بڑے گناہون سے
اور فحش باتون سے بچتے ہین مگر لمم بیشک تیرا پروردگار وسیع مغفرت والا ہے ف یعنے ایسے بندے جو اپنی شان سے نیکوکار ہوے اُنکی صفت یہ ہے کہ
کبیرہ گناہون سے بچتے ہین اور جو گناہ کھُلے ہوے فحش ہین اُنسے باز رہتے ہین مگر لمم کو رب عز وجل اُن پر شمار نہین فرماتا یہ تو نیکوکارون کی ذاتی خوبی ہے
اور باوجود اسکے تیرے رب تبارک و تعالے کی مغفرت بہت بڑی ہے کیونکہ جو ایمان والا بندہ کسی کبیرہ گناہ مین بھی مبتلا ہوگیا تو وہ اعلی درجے کے
محسنین مین نہین رہا جبکہ اُسنے توبہ نہ کی ہو ولیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ تیرا رب عز وجل اُسکی مغفرت نہ کرے کیونکہ تیرے رب کی مغفرت بہت
وسیع ہے لیکن شیطان ابلیس مین اور گناہگار مین ایک حد فاصل ہے اور وہ شرک ہے پس جس شخص نے کہ شرک کیا وہ ابلیس کے ساتھ البتہ مغفرت سے مایوس
ہوا بقولہ تعالے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ۔ اللہ تعالے یہ نہین بخشتا کہ اُسکے ساتھ شرک کیا جاوے۔ ھ۔ پس یہی حد فاصل ہے جیسے ابلیس کے واسطے
مغفرت نہین ہے ویسے ہی مشرک کے واسطے بھی مغفرت نہین ہے پس مشرک و ابلیس دونون ایک ہی زنجیر کے قرین ہین اور شرک سے کمتر جو کچھ گناہ [illegible]
وہ رب عز وجل کی وسیع مغفرت بخشش کے ذیل مین ہے بقولہ تعالے ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء۔ شرک سے کم جو کچھ گناہ ہو وہ اللہ تعالے جسکو [illegible]
چاہے بخشدے۔ ھ۔ یعنے اللہ تعالے نے اُسکو مایوسی کی حد مین نہین رکھا ہے بلکہ وہ بخشش کی حد مین ہے اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے محسنین [illegible]

اور پھر کیونکر یہی لوگ ہدایت رکھے ہین جو کبیرہ گناہون اور فواحش سے بچے رہے پھر کبیرہ گناہ والا اس درجہ مین نہوا جواب یہ ہی کہ یہان مومنین مین دو قسمین
ہوئین ایک محسنین ہین اور دوم مغفور ہین پس جو محسنین ہین اُنکی ذاتی صفت یہ ہی کہ وہ کبیرہ و فواحش سے بچے رہے اور اگر کسی گناہ مین آلودہ ہوے تو
وہ کبیرہ یا فحش نہ تھا بلکہ لمم تھا تو ایسے لوگون کے واسطے پہلے ہی سے انعام واکرام و فضیلت کے درجات ہین اور دوم وہ ایمان والے جو کبیرہ گناہون
مین بھی مبتلا ہوگئے اور کسی وجہ سے توبہ کی توفیق بھی نہ پائی تو وہ ذاتی محسنین کے درجہ مین نہین ہین ولیکن مغفرت کے اُمیدوار ہین کیونکہ رب عزوجل
کی مغفرت انھین لوگون سے متعلق ہی کیونکہ اول قسم والے تو اللہ تعالے نے دنیا ہی مین بخشدیے تھے اور آخرت مین وہ فضائل و درجات کے اُمیدوار
ہین بخلاف دوسری قسم کے کہ یہ مغفرت کے امیدوار ہین پھر ممکن ہی کہ انکا کوئی ایسا عمل ہو جس سے شفاعت کی اجازت سے بخشے جائین اور ممکن ہی
کہ یہ بھی نہو تو جہنم مین عذاب اُٹھا کر بخشے جائین ولیکن یہ ابلیس کے ساتھ نہین رہ سکتے ہین کیونکہ ابلیس کے ساتھ فقط وہی لوگ ہین جو شرک کرکے
مغفرت سے مایوس ہو چکے تھے اگر کہا جاوے کہ پھر قسم اول اہل ایمان یعنے محسنین بہت اچھے بندے ہین تو اُنکی صفت یہ ہی کہ کبیرہ گناہ اور فواحش سے
بچے رہے سوا لمم کے تو اسکے کیا معنے ہین جواب یہ کہ اسکے معنے یہ ہین کہ یہ بندے اگر مبتلا ہوے تو لمم مین مبتلا ہوے اور اس سے بڑھکر سب فحش و کبیرہ سے
بچے رہے اگر کہا جاوے کہ جسنے فحش کیا پھر اُس سے توبہ کرلے تو وہ کس قسم مین داخل ہی جواب یہ اگر اُس کی توبہ صدق دل سے واقع ہوئی اور اُمید ہی
کہ اللہ تعالے نے اُسکی توبہ قبول فرمائی اور وہ گناہ مٹ گیا تو وہ بھی محسنین مین داخل ہی اگر پوچھا جاوے کہ لمم کی تفسیر کس حد تک ہی اور مفسرین نے
اسکی کیا تفسیر فرمائی ہی جواب یہ کہ اہل تفسیر کے یہان دو قول ہین ایک یہ ہی کہ لمم بھی فحش ہوتا ہی اور پہلے لمم کے معنے جاننا چاہیئے تاکہ کلام کے معنے ظاہر ہون
لغت مین لمم ہر قلیل و صغیر کو کہتے ہین مثلاً کسی جگہ لمم کیا یعنے وہان بہت تھوڑی دیر ٹھہر اطعام سے لمم کیا یعنے اُسمین سے کم کھایا حتی کہ کسی چیز سے قریب
ہو جانے کو لمم کہتے ہین پس اگر قریب ہو جانے کے معنے لیے جاوین تو اُسکی صورت یہ ہوگی کہ جیسے کسی عورت اجنبی کو گھورا یا اُسکو چھُوا یا بوسہ لیا یا لپٹ گیا
ولیکن زنا و فجور نہین کیا تو یہ زنا سے قریب ہوا پس لمم ہوا اور اگر اول صورت لیجاوے تو یہ معنے ہونگے کہ اُسنے زنا و فحش مین سے بہت قلیل لیا یعنے ایک آدھ بار
زنا ہوا اور اُسنے خوفناک ہوکر بہت عاجزی سے توبہ کی اور پھر کبھی اُسکے گرد نہ گیا پس آیت کی تفسیر مین اگر یہ معنے ہون کہ محسنین وہ بندے ہین جو کبیرہ گناہون
اور فواحش سے بچتے ہین سوا لمم کے یعنے سوا ایک آدھ بار کے کہ اُس سے توبہ کرلی خطیبؒ نے لکھا کہ یہ ابوہریرہ و مجاہد و حسن سے منقول ہی اور یہی بعض
تابعین سے روایت ہی اور بعض علمائے نے کہا کہ نہین بلکہ یہ لمم ایسے گناہونکا نام ہی جو کبیرہ و فواحش نہون اور معنے یہ ہین کہ محسنین ایسے بندے ہین کہ جو کبیرہ
و فواحش سے بچے اور اگر مبتلا ہوے تو لمم مین مبتلا ہوے یعنے صغیرہ گناہون مین مبتلا ہوے سمین رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہی قول مشہور ہی اور یہی جمہور
علمائے کا قول ہی کہ صغیرہ گناہ مراد ہین ولیکن کہا گیا کہ اجنبی عورت کو گھورنا یا بوسہ لینا یا لپٹنا بھی صغیرہ ہی یعنے ایسا گناہ نہین ہی کہ جسپر وہ سنگسار کیا جاوے
کیونکہ جب اُس سے جماع کرے تب حد ماری جائیگی اسیطرح لوگون کے گھر مین جھانکنا یا مسلمان بھائی سے تین روز سے زیادہ تک بات نہ کرنا یا مصیبت
مین گریبان پھاڑنا یا مٹکا کر چلنا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لمم کی تفسیر وہ ہی جو ابوہریرہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ
تعالے نے آدمی پر اُسکا حصہ زنا لکھدیا ہی کہ وہ اُسکو لامحالہ پہونچے گا پس بدنظری کرنا آنکھ کا زنا ہی اور زبان سے بکنا زبان کا زنا ہی اور خواہش کرنا نفس کا
زنا ہی اور فرج اسکو سچا کرتا ہی یا جھٹلاتا ہی (الصحیح) اور اُسیکے مانند ابن مسعود و ابوہریرہ وغیرہ سے روایت ہی چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بدنظری
آنکھ کا زنا ہی اور بوسہ لینا مونھون کا زنا ہی اور چھونا ہاتھون کا زنا ہی اور چلنا پاؤن کا زنا ہی اور شرمگاہ اسکو سچا کرتی ہی یا جھٹا کرتی ہی پس اگر اُس نے
اُس سے عمل کیا تو زانی ہوگیا ورنہ وہ لمم ہی (رواہ ابن جریر) اور یہی مسروق و شعبی کا قول ہی اور عبدالرحمن بن نافع نے کہا کہ مین نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے پوچھا کہ اللہ تعالے کے قول مین لمم کے کیا معنے ہین فرمایا کہ بوسہ لینا اور چھونا اور نگاہ کرنا اور لپٹانا پھر اگر ختنہ سے ختنہ مل گیا تو غسل واجب ہوا اور یہی زنا ہی

Marfat.com

اور علی بن طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ تعالے الا اللمم یعنے الا ما سلف۔ یعنے سوائے اُس گناہ کے جو گذر چکا ہو تو بھی یہ سبب [illegible] کا قول ہو اور
مجاہدؒ نے کہا کہ لمم یہ کہ آدمی گناہ مین مبتلا ہو پھر اُسکو چھوڑ دے (ابن جریر) اور یہ تفسیر امام ابن جریر وغیرہ نے حدیث سے بھی روایت کی ہو قال ابن [illegible]
[illegible] ان بن عبد الجبار حدثنا ابو عاصم آخر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لمم یہ ہو کہ آدمی کسی فاحشہ گناہ مین مبتلا ہو پھر اُس سے توبہ کرے اور کہا کہ
[illegible] ول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان تغفر اللہم تغفر جما + وای عبد لک ما الما۔ الٰہی بخشش کرے تو سب ہی بخشدے اور تیرے کس بندے نے الما نہین کیا
(رواہ الترمذی عن احمد بن عثمان البصری عن ابی عاصم وقال ہذا حدیث صحیح حسن غریب) امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکے حدیث ہونے مین تامل ہے یعنے
ظاہر یہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہو اور یہ شعر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کسی شاعر سے نقل کیا ہو چنانچہ مجاہدؒ نے اپنی روایت مین صریح کہا کہ یہ شاعر کا
قول ہو اور ایک روایت مین کہا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ جب طواف کرتے تھے تو یہ شعر پڑھتے جاتے تھے پھر امام ابن جریرؒ نے باسناد صحیح حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور راوی کو خیال ہو کہ شاید ابو ہریرہؓ نے اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ قولہ الا اللمم کی تفسیر مین
فرمایا کہ وہ ایک لمہ زنا ہو یعنے زنا مین کبھی مبتلا ہو گیا پھر توبہ کرلی اور دوبارہ زنا نہین کیا اسیطرح کبھی چوری مین مبتلا ہو گیا اور توبہ کرلی اور دوبارہ کبھی
نہین کیا اور شراب خواری مین کبھی مبتلا ہوا اور پھر توبہ کرلی اور دوبارہ نہین کیا پس یہی لمم ہو ابن جریرؒ نے حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے اس کی تفسیر مین
روایت کیا کہ مبتلا ہو جانا زنا یا چوری یا شراب خواری مین پھر دوبارہ عود نہ کرنا (اسناد صحیح) اور دوسری روایت مین حسن بصری نے کہا کہ اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ لمم یہ ہو کہ مرد کسی لمہ زنا یا لمہ شراب خواری مین مبتلا ہو گیا پھر اُس سے اجتناب کر کے توبہ کرلی (اسناد صحیح) عطا نے
ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ لمم یہ کہ کسی وقت فواحش مین مبتلا ہو گیا مین نے عرض کیا کہ کیا زنا مین فرمایا کہ ہان زنا مین پھر توبہ کرلی (ابن جریر) اور دوسری
روایت مین عطاؒ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ لمم یہ ہو کہ آدمی کبھی مبتلائے گناہ ہو جائے (ابن جریر باسناد صحیح) سدیؒ نے ابو صالح تابعی سے نقل کیا کہ
مجھسے لمم کی تفسیر پوچھی گئی تھی تو مین نے کہا کہ آدمی کسی گناہ مین مبتلا ہووے پھر توبہ کرے اور مین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اسکو بیان کیا کہ مین نے
پوچھنے والے کو اسطرح جواب دیا ہو تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ بزرگ فرشتہ نے تیری اعانت کی (حکاہ البغوی) اور ابن جریرؒ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لمم ہر گناہ جو شرک سے کم ہو (اسناد ضعیف) بالجملہ محسنین بندون کی یہ تعریف ہو کہ کبیرہ گناہون اور فواحش سے بچے
رہے اور اگر مبتلا ہوے تو لمم کے طور پر مبتلا ہوے پھر اللہ تعالے نے فرمایا۔ ان ربک واسع المغفرۃ۔ یعنے تیرے رب کی مغفرت بہت وسیع ہو اس سے اشارہ ہو
کہ جو کوئی درجہ محسنین تک نہ پہونچا ولیکن اُسنے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کہا تو وہ اپنے گناہون کی وجہ سے مایوس نہو کیونکہ محسنین کے درجہ پر ہونے سے
یہ لازم نہین آتا ہو کہ وہ مغفرت سے مایوس ہو بلکہ اللہ تعالے کی مغفرت بہت وسیع ہو وہ شرک کے سوائے سب گناہ بخشتا ہو چنانچہ فرمایا قل یا عبادی الذین
اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم۔ یعنے اللہ تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ میرے
بندون کو یعنے جنھون نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہو بشارت دیدو کہ اے میرے بندو جنھون نے اپنی جانون پر گناہون کا اسراف کیا ہو تم اللہ تعالے کی رحمت سے
مایوس مت ہو اللہ تعالے سب گناہ بخشتا ہو وہ بیشک غفور الرحیم ہو هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۔ وہ پروردگار تمکو خوب جانتا ہو جب
اُسنے تمکو زمین سے پیدا کیا ف یعنے اللہ عز وجل نے جب انسان کی پیدائش فرمائی تب ہی وہ ہر بندے کی حالت کو خوب جانتا ہو کہ اُس سے کیا گناہ سرزد
ہونگے اگر کہا جاوے کہ ہر آدمی کی پیدائش اپنے اپنے وقت پر ہوئی ہو اور یہان خطاب سبکو قیامت تک باقی ہو جواب یہ ہو کہ انسان سے مراد حضرت
آدم علیہ السلام ہین کہ اُنکی پیدائش کے ساتھ قیامت تک سب آدمیون کا مادہ زمین سے اُنکے ساتھ کر دیا گیا چنانچہ اُنکی پشت سے اُنکی سب ذریات
نکالی گئین جو چیونٹیون کے مانند تھین پس اللہ تعالے کو آدمؑ کی پیدائش سے پہلے اُنکی ہر ایک ریت کا خوب علم تھا کہ فلان وقت فلان آدمی [illegible]

اور اپنی تمام عمر مین ہر ساعت ایسے ایسے کام کریگا چنانچہ اللہ تعالے نے آدمؑ کی ذریات مین دو فریق ظاہر کیے بعضے سفید چیونٹیون کی شکل تھے اور وہ جنتی ہین اور بکثرت سیاہ چیونٹیون کی شکل تھے اور وہ دوزخی ہین اور اس آیت مین صریح دلیل ہی کہ تقدیر حق ہی اور ہر ایک آدمی کا آغاز و انجام تمام علم آلہی مین معلوم تھا پھر جو کچھ علم آلہی مین معلوم تھا اُسکے مخالف ہونا غیر ممکن ہی اور یہی تقدیر کے معنے ہین بلکہ اللہ تعالے نے یہان زیادہ تاکید فرمائی بقولہ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِیْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ۔ اور جبکہ تم لوگ حمل ہو اپنی ماؤن کے پیٹ مین ف تب سے اللہ تعالے تمھارے حالات سے خوب آگاہ ہی پس جو نطفہ اپنی مان کے پیٹ مین قرار پاتا ہی تو اللہ تعالے سے اُسکا فرشتہ موکل پوچھتا ہی کہ اے رب یہ گر جائیگا یا پیدا ہوگا وائے رب یہ شقی ہی یا سعید ہی اور اے رب اسکی زندگی اور موت کی میعاد کیا ہی اور اے رب اسکا رزق کیا ہی اور اسکے عمل کیا ہین پس جو کچھ رب عز و جل فرماتا ہی وہ فرشتہ لکھتا ہی اور صحیفہ پر مُہر ہو جاتی ہی کہ اُس سے کمی و بیشی کچھ نہین ہو سکتی ہی مکحول تابعیؒ نے کہا کہ اے لوگو ہم سب اپنی ماؤن کے پیٹ مین حمل تھے پھر ہم مین سے جسکو گرنا تھا گر گیا اور ہم تم ایسے تھے کہ باقی رہے پھر غور کرو کہ ہم ایک وقت مین دودھ پیتے تھے پھر اُس حالت مین ہم مین سے جسکو مرنا تھا مر گیا اور ہم تم ایسے تھے کہ باقی رہے پھر ہم کھانے پینے لگے اور اسی حالت مین ہم مین سے جو مر گیا وہ مر گیا اور ہم تم باقی رہے پھر ہم تم شباب کی عمر کو پہونچے پھر ہم مین سے جسکو مرنا تھا وہ مر گیا اور ہم تم باقی رہے پھر اب ہم تم بوڑھے ہو گئے اے بیوقوف اب اسکے بعد تو کس چیز کا منتظر ہی (رواہ ابن ابی حاتم) اور واضح ہو کہ اس زمانہ مین ایک بیوقوف قوم ہی جو یہ کہتی ہی کہ اللہ تعالے کی تقدیر مین جب ہمارے واسطے قرار پا چکا تو ہم کیون کمائی کرین جو کچھ ہماری تقدیر مین ہی وہ ہوگا مترجم کہتا ہی کہ واللہ اُسنے سچ کہا کہ جو کچھ اس کی تقدیر مین ہی وہ ہوگا لیکن یہ بیوقوف یہ بات کیون کہتا ہی کہ ہم کیون کرین کیا وہ تقدیر کے سوائے کچھ کر سکتا تھا بلکہ یہ بھی اُسکی تقدیر ہی جو وہ کہتا تھا اور جو کرتا ہی اور اللہ عز و جل سے عافیت مانگنا بہتر ہی کیونکہ کوئی نفس یہ نہین جانتا کہ تقدیر آلہی اُسکے حق مین کیا ہی پس ہم اپنے رب عز و جل کے علم سے اور تقدیر سے مناقشہ نہین کرتے ہین بلکہ ہم اپنے رب عز و جل کے قبضۂ قدرت مین ہین جو کچھ اُسنے ہمارے حق مین جانا اور مقرر فرمایا ہی وہ علیم و حکیم ہی بیشک وہی ہوگا نہ ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ کرین اور نہ یہ کہہ سکتے ہین کہ نہ کرین بلکہ جو کچھ ہم کرین وہ ہماری تقدیر مین ہی اور جو کچھ نہ کرین وہ ہماری تقدیر مین نہین ہی اور ہم اپنے رب عز و جل سے نیک توفیق مانگتے ہین کہ جو کچھ نیکی ہمکو نصیب ہو وہ اُسکی رحمت ہی اور اُسیکے واسطے حمد و ثنا ہی کہ اُس نے اپنی تقدیر سے ہمکو اس لائق کر دیا اسیواسطے ہمارے رب عز و جل نے فرمایا۔ اَفَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ۔ پس مت پاکیزگی کی نسبت ٹھہراؤ اپنے نفسونکو ف یعنے کوئی تم مین سے اپنے نفس کی مدحت کرے جیسے یہودی جاہل اپنے آپکو کہتے تھے کہ ہم ایسے اور ہم ویسے ہین اور ہمنے یہ کیا اور ہمنے وہ کیا پس اللہ تعالے نے ان جاہلون کو رد کر دیا چنانچہ سورۂ آل عمران مین گذر چکا ہی اور اہل ایمان کو اللہ تعالے نے سمجھ عطا فرمائی کہ وہ اپنے پیغمبر حضرت سرور عالم صلعم کے ارشاد پر یقین لائے ہین کہ آپ نے حدیث قدسی مین فرمایا کہ جو کوئی تم مین سے بھلائی پاوے وہ اپنے رب عز و جل کی ثنا کرے اگر کہا جاوے کہ بندۂ مومن کو اپنے نیک اعمال سے فرحت ہوتی ہے اور بداعمال دیکھکر افسوس و رنج ہوتا ہی جواب یہ کہ ہان ہمارے حضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہی کہ مومن کی پہچان یہی ہی کہ وہ نیکی کی توفیق پاوے تو خوش ہو اور بدی دیکھے تو رنجیدہ ہو جاوے لیکن وہ یہ نہین سمجھتا ہی کہ مین ایسا عمدہ ہون کہ مین نے ایسا کیا بلکہ اپنے رب سبحانہ و تعالے کی حمد و ثنا کرتا ہی کہ اُسنے یہ توفیق دی کیا نہین دیکھتے ہو کہ اہلسنت کا اعتقاد یہ ہی کہ بندہ کمانے والا ہی نہ وہ مجبور ہی نہ خود مختار ہی گویا اُسکی نظیر یہ ہی کہ مختلف شیشون مین سے ایک مین مالک نے عطر رکھا اور اُسنے قبول کر لیا اور دوسری مین گلاب اور تیسری مین کیوڑا علی ہذا القیاس ہر ایک نے ایک ایک چیز کمائی اور بعض مین قارورہ رکھا گیا اور ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارا رب عز و جل علیم و حکیم ہی۔ وَاَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۔ وہ خوب جانتا ہی جس بندے نے تقویٰ کیا ف پس رب سبحانہ تعالے نے جسکو پاک کیا وہ پاک ہی اور وہ عاقل متقی اپنی رب عز و جل ہی کی حمد و ثنا کرتا ہی بخلاف جاہل کے کہ وہ اپنے نفس کی تعریفین کیا کرتا ہی اور یہ سمجھتا ہی کہ وہ نا پاک ہی (مسئلہ) کیا ایسا نام رکھنا چاہیئے جس سے تعریف نکلتی ہو جواب یہ ہی کہ عبد اللہ و عبد الرحمن اچھے نام ہین یہ اللہ تعالے کو

پسند ہین جیسا کہ حدیث مین آیا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک محمدؐ و احمدؐ اللہ تعالےٰ نے اپنی تقدیر سے بہتر لیا لیکن [illegible]
لوگ اپنی اولاد کا یہ نام رکھتے ہین وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ہی ولیکن وہ اپنی اولاد کا نام رکھنے مین اسکا تعریفی معنی [illegible]
ہین یعنے اگر کسی نے اپنے فرزند کا نام احمد رکھا تو یہ سمجھکر نہین رکھتا ہی کہ یہ لڑکا بہت تعریف کیا ہوا ہی بلکہ وہ اس امید پر یہ نام رکھتا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے
اپنے حبیب رسول محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آسمان مین احمد رکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی اُمت کو پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ
علیہ وسلم کی بشارت اسی نام سے دی تو امید ہی کہ رب سبحانہ تعالےٰ اس نام پاک کی برکت سے اس بچہ کو بھی سرفراز فرماوے حتیٰ کہ اگر کسی شخص نے
کوئی تعریفی کلمہ قصد کرکے نام رکھا ہو تو اُسکو بدل دینا چاہیئے چنانچہ محمد بن عمرو بن عطاؒ نے کہا کہ مین نے اپنی بیٹی کا نام برّہ رکھا تھا تو ام المومنین
ام سلمہ کی بیٹی زینب نے مجسے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے ایسے نام سے منع فرمایا ہی چنانچہ میرا نام بھی برّہ رکھا گیا تھا (یعنے بہت نیکوکار) تو رسول اللہ صلعم
نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نفوس کا تزکیہ مت کرو جو لوگ تم مین سے اہل البر ہین اُنکو اللہ تعالےٰ ہی خوب جانتا ہی پس لوگون نے عرض کیا کہ پھر ہم اسکا کیا
نام رکھین آپ نے فرمایا کہ زینب اسکا نام رکھو (رواہ مسلم) اور آنحضرت صلعم نے ام المومنین زینب کا بھی نام بدل کر زینب رکھا اور اسیطرح اگر ایسا نام
ہو کہ جس سے گناہ و بدکرداری و شیطانیت کے معنے نکلتے ہون تو یہ اگرچہ تعریفی نام نہوا لیکن اس سے شیطانیت کے معنے نکلتے ہین تو اس سے بھی منع
فرمایا ہی جیسے کوئی شخص عاصی اپنا نام رکھے تو یہ مذموم ہی حالانکہ اسوقت مین عوام الناس بلکہ بعضے پڑھے لکھے گویا کسر نفسی سمجھکر اپنے نام کے ساتھ یہ لقب لکھتے
ہین کہ عاصی فلان اور یہ جائز نہین ہی جیسے کوئی شیطان اپنا نام رکھے چنانچہ ایک شخص نے یہ نام رکھا تھا تو آپ نے بدل دیا اسیطرح حمار یا آثم وغیرہ
ایسے نام جنسے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نکلتی ہو مکروہ ہین و علیٰ ہذا کسی شخص کی تعریف کرنا مذموم ہی جبکہ اُسکے مُنھ پر ہو یا ایسے طور پر ہو کہ اُسکو خبر پہونچیگی اور وہ
دھوکا کھائیگا کہ مین ایسا پاکیزہ ہون چنانچہ حضرت ابوبکرہ ثقفی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک نے دوسرے کی تعریف کی تو آپنے
فرمایا کہ ارے تو نے اس شخص کی گردن کاٹ دی یہ کلمہ آپ نے کئی بار فرمایا پھر کہا کہ جب تم مین سے کوئی شخص دوسرے کی خواہ مخواہ تعریف ہی کرے تو
فقط یون کہنا چاہیئے کہ مین اپنے نزدیک فلان شخص کو ایسا خیال کرتا ہون اور اللہ تعالےٰ اُسکو خوب جانتا ہی وہ اُسکا حساب لینے والا ہی اور مین
اللہ تعالےٰ کے علم پر اُسکی خوبی نہین بیان کرتا ہون بلکہ اپنے نزدیک اُسکو ایسا خیال کرتا ہون بشرطیکہ یہ شخص اپنے نزدیک جانتا ہو کہ وہ ایسا ہی (رواہ
احمد و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ) ہمام ابن الحارث تابعی کہتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آکر اُنکے مُنھ پر اُن کی
تعریف کرنی شروع کی تو مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ نے اُٹھکر اُسکے مُنھ مین خاک جھونکنی شروع کی اور فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہمکو حکم فرمایا ہی کہ جب ہم تعریف کرنے والون کو پاوین تو اُنکے مُنھ مین خاک جھونکین (احمد مسلم ابوداؤد) یہ سب تلخیص تفسیر امام ابن کثیرؒ ہی خطیبؒ نے
سراج المنیر مین ان آیات کی تفسیر مین جو فوائد زیادہ کیئے ہین انکا خلاصہ یہ ہی کہ اللہ تعالےٰ نے ان آیات سے پہلے آگاہ فرمایا بقولہ تعالےٰ ہو اعلم من ضل
عن سبیلہ الآیہ یعنے جو بندہ کہ اللہ تعالےٰ کی راہ مستقیم سے گمراہ ہوا اُسکو اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہی اور جس بندے نے راہ حق اختیار کی اُسکو بھی خوب جانتا
ہی۔ ھ۔ پھر اس معنے پر دلیل کے طور پر تنبیہ فرمائی بقولہ تعالےٰ وللہ ما فی السموات وما فی الارض یعنے جو کچھ آسمانون مین اور جو کچھ زمین مین ہی سب اللہ تعالےٰ ہی
کا ہے۔ ھ۔ اقول اسکے معنے یہ ہین کہ اُسی نے اپنی مرضی کے موافق حسن انتظام و عمدہ حکمت سے اپنے علم کے موافق اپنے اختیار و قدرت سے ان
سب کو پیدا کیا اور وہی انکا خالق و مالک ہی اور یہ بات بدیہی معلوم ہی کہ حق سبحانہ تعالےٰ کی شان پاک مین کسی بات سے جاہل و نادان ہونا بالکل
غیر ممکن ہی تو ہر فرد بشر کے آغاز و انجام اور اُسکے نام و کام اور زندگی و موت اور راہ و گمراہی سب کو وہ بخوبی جانتا تھا کیونکہ جو یہ گمان کرے کہ وہ
نہین جانتا تھا تو وہ احمق خود کافر و جاہل ہی کیونکہ جسنے بشر کو پیدا کیا اُسنے اسکی پوری حالت و استعداد اور لیاقت کے ساتھ ذرہ ذرہ [illegible]

Marfat.com

کیونکہ ممکن ہو کہ وہ نجانے اور جو کوئی اسمین غور کرے وہ بالکل صاف سمجھ جائیگا لیکن غور کرنے سے اسکو خالق عزوجل کے پیدا کرنے کے معنے اچھی طرح
ذہن میں رکھنا چاہیئے تاکہ وہ جہالت سے قیاس نہ کرے کہ آدمی بہت سی چیزین ایجاد کرتا ہی حالانکہ اسکے آغاز و انجام سے واقف نہین ہوتا ہی مین کہتا ہون
کہ آدمی کسی چیز کا خالق نہین ہی اور نہ اس سے ممکن ہی بلکہ خالق فقط اللہ عزوجل ہی اور اسکی نظیر ہرگز نہین پائی جائیگی اور جسنے یہ معنے سمجھ لیے اور دیکھا
کہ خالق عزوجل نے مخلوقات کو ایجاد فرمایا اور اسی کے حفظ و قیومی سے ہر چیز قائم ہی اور جب وہ چاہتا ہی اسکو نیست و نابود فرماتا ہی تو اُسپر بہت آسان
ہوگیا کہ بیشک خالق عزوجل ہر مخلوقات کے ذرہ ذرہ سے آگاہ ہی اور اُسکے قبضۂ قدرت مین ہر مخلوق اپنی اپنی لیاقت کے موافق کمائی کرتا ہی اور وہ
ہر گمراہ اور ہدایت کو خوب جانتا ہی قولہ لیجزی الذین اساؤا الآیہ پس اسکا انجام یہ ہوا کہ وہ بدکارون کو اُنکے بداعمال کا عوض دیگا اور محسنین مومنین کو فضل
عظیم سے ثواب عطا فرماویگا اس کلام پاک کو سنکر ہر مرد سعید یہ آرزو کریگا کہ مین بھی محسنین مین سے ہوجاؤن لہذا رب عزوجل نے محسنین کا حال بیان
فرمایا۔ بقولہ الذین یجتنبون الآیہ پس جو بندے ازلی سعادت سے نیکبخت ہین وہ ہر وقت نماز مین اپنے رب عزوجل سے راہ مستقیم کی ہدایت مانگتے ہین
کہ محسنین کی کمائی انکو عطا ہو خطیب رحؒ نے لمم کی تفسیر مین مختصر اقوال نقل کیے جنکی پوری تفصیل امام ابن کثیرؒ کی تفسیر سے گذرچکی ہی اور مترجم
کہتا ہی کہ درحقیقت ان اقوال مین کچھ اختلاف نہین ہی بلکہ سبکا حاصل و انجام ایک ہی ولیکن یہان درجات ہین توضیح یہ ہی کہ انبیا علیہم السلام کے کل افعال
حتی کہ سونا و قضائے حاجت بھی ہر صورت مین بندگی و عبودیت کے طریقے سے ہی اور جو معرفت و اخلاص انکو حاصل ہوتا ہی اُسکو صالحین اولیا اپنے
قیاس مین نہین لاسکتے ہین تو بھلا ہم لوگ عوام الناس اسکو کیا بیان کرین اور کیونکر سمجھین بلکہ اُمت مین سے اول درجہ یعنے صدیقین کا قیاس ہم نہین
کرسکتے ہین بلکہ شہدا کا درجہ بھی عالی ہی لہذا مترجم اس بیان مین انبیا و صدیقین و شہدا کو مستثنیٰ کرکے صالحین اولیا کے درجہ سے شروع کرتا ہے کیونکہ
انمین درجات بکثرت ہین تاکہ انکا حال سمجھ لینے کے بعد معلوم ہوجاوے کہ اوپر کے اقسام یعنے شہدا و صدیقین و نبی مین کبھی یہ گناہ ممکن ہی نہین ہے جو ہم
سمجھتے ہین اگر وہم ہو کہ کامون کی صورت تو سب لوگون سے یکسان ہوتی ہی جواب یہ کہ ہان بلکہ انسانی جسم کی صورت بھی سب کی یکسان ہوتی ہی لیکن
باطن خوبیون مین زمین و آسمان سے زیادہ فرق ہی اور کانچ و ہیرے کو ہر طفل نادان تمیز نہین کرسکتا ہی اسیطرح اعمال نیات پر ہین اور اُنکی دو رکعت
اور تیری دو کرور رکعت ہرگز برابر نہین ہوسکتی ہین اور یہ مبالغہ نہین ہی بلکہ علم حق کے موافق مترجم تیقن سے کہتا ہی کہ واللہ ثم باللہ الذی خلقنی کہ اُن کی
دو رکعت اور عامی کی دو کرور رکعتین کبھی برابر نہین ہوسکتی ہین کیونکہ انکی نماز انکے اصل ایمان کی شاخ ہے اور عامی کی نماز عامی کی اصل ایمان کی
شاخ ہی اور دونون ایمان مین بے انتہا تفاوت ہی تو فرع مین بھی یہی حال ہی اور یہ توضیح جابجا اپنے اپنے مقام پر بیان ہوچکی ہی الغرض گناہ کے جو معنے
تم سمجھتے ہو یہ ان بزرگون مین غیر ممکن ہی لہذا علم حق کے ساتھ یہان فقط طبقۂ صالحین اولیا مین غور کرو کہ ان مین بعضے ایسے اہل سعادت ہین کہ ان کی
کمائی مین کبھی کبیرہ گناہ یا فحش نہین آیا بلکہ صغیرہ گناہ البتہ آتے ہین اور کمتر درجہ یہ ہی کہ کسی وقت انھون نے پانی پیا تو اپنی پیاس کے لحاظ سے پانی پی لیا
اور اسوقت یہ خیال نہ رہا کہ اپنی خواہش نہین بلکہ اللہ تعالے کے واسطے پیتے یعنے یہ نیت حاضر تھی اور اسیطرح آل و اولاد وغیرہ کی طرف نظر اکثر خالص
نہین بلکہ طبعی محبت سے ہوتی ہی اور سورۂ بقرہ الٓمٓ کی آیت قولہ تعالے اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین کے ذیل مین توضیح سے اشارہ گذرچکا
وہان سے سمجھ لو یہ ایسے باریک امور ہین کہ عوام انکے بیان کرنے سے متوحش ہوتے ہین اور بعض سلف نے کہا کہ جسنے کہا کہ چنے چبانے سے میرے پیٹ مین درد
ہوا اسنے شرک کیا یعنے نظر ایسے طور پر خطا کرگئی جیسے مشرک کی نظر خطا کرتی ہی حتی کہ اگر درحقیقت وہ خیال کرتا کہ چنون نے درد پیدا کردیا تو وہ مشرک
ہوجاتا ہی پس حاصل یہ ہوا کہ طبقۂ صالحین مین سے اعلی درجہ یہ ہی کہ کبائر و فواحش سے بالکل بچائے گئے اور صغیرہ گناہون یعنے لمم مین سے البتہ اُن کی
کمائی مین آئے تو انکو اللہ تعالے نے روزہ و نماز کے طفیل مین بخشدیا کیونکہ حق سبحانہ تعالے نے وعدہ فرمایا ہی کہ اگر تم کبیرہ گناہون سے بچے تو ہم تمھارے

صغیرہ گناہون کو بخشنیکے یہ نیک بندے اپنی نیک نیت سے ہردم اللہ تعالے سے دعا مانگتے رہتے ہین کہ کبیرہ گناہون سے انکو بچایا جاوے لیں اللہ تعالے
اپنے فضل سے محفوظ رکھتا ہی پس اگر بالکل محفوظ ہوا تو یہ اعلی درجہ ہے یعنے صالحین مین سے فضل ہی اور اگر تقدیر سے اسکے حق مین کوئی کبیرہ مقدر
رہ وہ اسکا مرتکب ہوا تو اسکی نیت و عاجزی کے عوض مین اللہ تعالے اسکو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہی یا بالکل اسکو محفوظ فرماتا ہی چنانچہ ایک بندے نے خوف کیا
کہ شاید وہ اس حالت مین کہ ایک حسین خوبصورت اسکو اپنی جانب بُلاتی ہی معصیت مین مبتلا ہو جائیگا اور وہ خائف ہوا کہ یہ نفس کی شرارت ہی پس
اسنے رب عز وجل سے پناہ مانگی کیونکہ وہ نہین جانتا کہ شاید اسکے حق مین زنا مقدر ہوا اور اس حالت مین فرشتہ نے یا فرشتہ صفت آدمی نے بشارت
پہونچائی کہ قولہ تعالے فاللہ خیر حافظا و ہو ارحم الراحمین مین مجھے آگاہ فرمایئے کہ کیا یہ قرارت پسند ہی کہ فاللہ خیر حافظا پر وقف کرون اور آگے پڑھون
یا دونون کو وصل کرون پس اسنے فصل پسند کیا تو اللہ تعالے نے اسکو محفوظ فرمایا اور وہ ارحم الراحمین ہی اور جاننا چاہیے کہ شیطان کو ہردم فکر فقط اُن
لوگون کی ہی جنکو اللہ تعالے نے اپنا بندہ کیا ہی اور شیطان کو اُنسے دشمنی ہی اور انکو شیطان سے دشمنی ہی اور آدمیون مین سے جو لوگ کہ شیطان کے تابع ہین
وہ اسکے مددگار ہوتے ہین الحاصل اگر قضاے مقدر سے وہ بندہ اس معصیت مین مبتلا بھی ہوگیا تو اللہ تعالے اسکو توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہی اور وہ
ہوشیار ہوکر توبہ کرلیتا ہی کیونکہ جس بندے سے گناہ سرزد ہوا وہ اس سے جہالت و غفلت ہی مین سرزد ہوتا ہی جبکہ وہ بندہ مومن ہی پھر توبہ کے بعد یہ بندہ
پاک ہو جاتا ہی حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی جیسے وہ شخص جسکے پاس گناہ ہی نہ تھا پس اس نیک بندے کے
حق مین لمم یہ گناہ بھی ہوگیا جو درحقیقت فحش ہی اور یہ دوسرا درجہ ہی یا یہ بھی اول درجہ مین شامل ہی اسیواسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
دونون تفسیرین روایت کی گئی ہین اور تیسری صورت یہ ہی کہ وہ ایسے گناہ کا مرتکب ہوا کہ جو فحش کی قسم مین سے ہی اور دنیا مین اسکا پردہ فاش نہین ہوا
اور رب عز وجل نے آخرت مین اسکو بخشدیا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ رب عز وجل قیامت مین بندۂ مومن کو اپنا قرب عطا فرماکر کنف رعایت مین سرفرازی
دیکر فرماویگا کہ اے فلان بندے عرض کریگا کہ لبیک اے میرے رب ارحم الراحمین فرماویگا کہ کیون تونے فلان روز فلان وقت یہ گناہ کیا تھا یہ بندہ
شرم سے گھبرائیگا تو رب تبارک وتعالے فرماویگا کہ ہمنے دنیا مین تیرا پردہ چھپایا اور آج ہم تجھے بخشے دیتے ہین (الصحیح) قسم چہارم یہ ہی کہ بندے سے گناہ سرزد
ہوگیا لیکن علم آلہی مین اس بندے کی ایسی حالت تھی کہ رب تبارک وتعالے نے ایک گونہ اسکو معذور رکھا مثلاً ایک شخص رات مین ایک مقام پر سوتا تھا
کہ ناگاہ وہان ایک اجنبی عورت نے تاک لگائی اور جب وہ جاگا تو اُسنے عورت مذکورہ کو ایسی حالت سے اپنے ساتھ پایا کہ وہ بیخود ہی پس اگر دنیا مین ظاہر ہو
تو اسکو سزاے زناکاری دیجاوے لیکن رب عز وجل نے مخفی فرمایا اور اسکو عفو کردیا یا وہ دنیا مین دو ایک آدمیون پر ظاہر ہوا جنھون نے اسکو طعن کیا لیکن
وہ ایسی حالت مین تھا کہ شفاعت اسکو حاصل ہوگئی وعلی ہذا اسی قسم سے وہ ظاہر ہوتا ہی جسنے گناہ کیا لیکن اپنی نیک نیتی و صدق ایمان سے اس قابل ہی کہ
شفاعت سے بخشا جاوے پس اللہ تعالے کی اجازت اسکے حق مین متعلق ہوئی حتی کہ حضرت سرور عالم محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم نے یا آپ کے اتباع مین
صالحین نے اسکی شفاعت کی پس ان وجوہ مین غور کرنے سے معلوم ہوگیا کہ ان تفاسیر مین جو سلف صالحین سے منقول ہین کچھ اختلاف نہین ہے بلکہ
درجہ بدرجہ اہل ایمان و مغفرت والون کے حق مین بیان ہی (فائدہ) خطیبؒ نے لکھا کہ جمہور سلف و خلف اسطرف گئے ہین کہ گناہون کی
دو قسمین ہین ایک کبیرہ اور دوم صغیرہ ہی اور دلائل قرآن و حدیث اسکے شاہد ہین ولیکن باہم اختلاف انکے حدود مین ہی یعنے کس حد تک صغیرہ ہے اور
کس حد سے تجاوز کرے جب کبیرہ ہی بعض نے کہا کہ جس گناہ پر قرآن یا حدیث مین وعید شدید ہو وہ کبیرہ ہی وعید شدید سے یہ مراد ہی کہ سختی کے ساتھ خوف
دلایا گیا ہو جیسے جھوٹی گواہی دینا وغیرہ بعض نے کہا کہ کبیرہ وہ ہی کہ جسپر دنیا مین شرعی سزا قرار پائی ہو جیسے زنا کرنا خطیبؒ نے کہا کہ اول قول اس سے
بہتر ہی اسواسطے کہ محققین علمائے نے لکھا کہ بیاج کھانا اور یتیم کا مال ناحق کھانا اور جھوٹی گواہی دینا اور اسکے مانند گناہون کو اُنھون نے کبیرہ گناہ

Marfat.com

لکھی ہو حالانکہ دنیا مین انکے واسطے کوئی حد شرعی مقرر نہین ہو بلکہ آخرت مین عذاب شدید وارد ہوا ہی مترجم کہتا ہی کہ بیاج کھانے والے کے حق مین
قرآن مجید مین سخت وعید ہی اور حدیث صحاح مین جھوٹی گواہی کو شرک و والدین کے حقوق کے بعد تیسرے درجہ مین بدتر گناہ قرار دیا اور مترجم
کہتا ہی کہ واقعی آخرت ہی کی راہ سے گناہون کی خرابی کو لحاظ کرنا بہتر ہی کیونکہ دنیا تو چند روزہ ہی اور اصل مسکن آخرت ہی پس وہان جس گناہ سے مضرت
شدید ہو اُسی سے بچنا ضرور ہی۔ھ۔ اور امام الحرمین رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ کبیرہ ہر ایسے گناہ کو کہتے ہین کہ جسکے مرتکب سے ظاہر ہو کہ اُسکو دین مین
بے پروائی ہی مترجم کہتا ہی کہ امام الحرمینؒ نے اسطرح بیان کرنے مین ایک نکتہ رکھا ہی وہ یہ ہی کہ چھوٹے اور بڑے گناہ لوگون مین معروف ہین لیکن
آدمی کبھی بے پروائی سے بعض ایسے صغیرہ کا مرتکب ہوتا ہی جو اسکی جسارت کی وجہ سے اللہ تعالے کے یہان کبیرہ ہو جاتا ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ایک باغ کی طرف گزرے اور فرمایا کہ یہان دو قبرون پر عذاب ہوتا ہی اور وہ دونون کسی بڑے امر مین عذاب نہین کیے
جاتے ہین اور کیون نہین پھر فرمایا کہ ایک تو لوگون مین چغلخوری کرتا پھرتا تھا اور دوسرا آدمی اپنے پیشاب سے پردہ نہین کرتا تھا پھر شاخ خرما سبز
منگواکر اسکو پھاڑ کر دو ٹکڑے کرکے ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ شاید ان دونون پر سے عذاب تخفیف کیا جاوے
جب تک کہ یہ دونون خشک نہون (الصحاح) اس حدیث مین علما کے متعدد اقوال ہین جنکو مترجم نے شرح صحیح البخاری مین واضح طریقہ سے بیان
کیا ہی اور اقوی قول یہ ہی کہ دونون قبرین پُرانے زمانہ مین سے مسلمانون کی تھین یعنے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد مدت تک لوگون مین اسلام رہا
اور انھین مسلمانون مین سے دو مسلمان یہ تھے اور انمین سے ایک شخص کا گناہ یہ تھا کہ وہ لوگون مین ایک دوسرے کی لگائی بجھائی کرتا اور ادھر کی بات
اُدھر لگاتا تھا اور دوسرے کا گناہ یہ تھا کہ جب پیشاب کرتا تو اسکی چھینٹون سے آڑ نہین کرتا تھا جیسے بعضے جاہلون کا قاعدہ ہی کہ بغیر استنجا کے پیشاب
کر لیتے ہین وہ کپڑے مین بھر جاتا ہی اور چھینٹون سے کپڑے گندے رہتے ہین علمائے نے کہا کہ یہ گناہ صغیرہ ہین اور کبیرہ نہین ہین لیکن انکے حق مین کبیرہ
ہوگئے کیونکہ یہ لوگ دین مین بے پروائی کرتے تھے اسیواسطے حدیث مین اول فرمایا کہ یہ دونون کسی کبیرہ مین عذاب نہین کیے جاتے ہین پھر فرمایا کہ کیون
نہین یعنے یہ گناہ صغیرہ انکی بے باکی اور بد دیانتی سے کبیرہ ہوگیا اب خیال کرو کہ امام الحرمین نے اپنے کلام لطیف مین یہ اشارہ کیا ہی کہ جب آدمی بیحرمتی
سے دین کی ہتک کرے تو وہ جرم اسکا کبیرہ گناہ ہی اور بعضے علمائے نے کہا کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے وہ گناہ کبیرہ ہو جاتا ہی اور اسکی بحث آئندہ انشاءاللہ
تعالے آتی ہی اور امام الحرمینؒ کے قول کی تائید مین یہ حدیث بھی ہی کہ حضرت ام المومنین عائشہ سے فرمایا کہ تو گناہون کے محقرات سے بچو کیونکہ انکے واسطے
اللہ تعالے کی طرف سے مطالبہ ہی شاید اسکے معنے یہ ہین کہ کسی گناہ کو حقیر سمجھکر اسکا مرتکب نہونا چاہیے کیونکہ اسکا نتیجہ یہی کہ گناہ سے بے باکی اور بے حرمتی پیدا ہو
اور اس سے گناہ کبیرہ ہو جاتا ہی واللہ تعالے اعلم۔ھ۔ خطیبؒ نے لکھا کہ کبیرہ گناہون کے شمار مین اقوال ہین چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ قریب
ستر کے کبیرہ ہین اور سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ وہ سات سو کے قریب ہین خطیبؒ نے کہا کہ شاید ہر نوع کے افراد شمار کر لیے ہین مثلاً قتل کرنا یا جھوٹی گواہی
کسی طرح واقع ہوتا ہی پس اسکے سب افراد کو شمار کر لیا ہوگا مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین وارد ہوا کہ تم لوگ سات گناہون سے جو ہلاک کرنے والے
ہین پرہیز رکھو (صحیح مسلم) اور یہ بحث سابق مین دو جگہ گزر چکی ہی از انجملہ قولہ تعالے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر الآیہ کی تفسیر مین گزری ہی خطیبؒ نے
کہا سوائے اسکے سب صغیرہ ہین اور کبیرہ و صغیرہ دونون مین سے بعض گناہون کو ہم شمار کرتے ہین چنانچہ قسم کبیرہ مین سے یہ ہی کہ نماز کو اپنے وقت سے
مقدم یا موخر کرے بدون عذر کے مترجم کہتا ہی کہ مثلاً سفر مین ظہر کو تاخیر کرنا اور عصر کو تعجیل کرنا حتی کہ ظہر آخر وقت اور عصر اول وقت ملا کر جمع کرنا جائز ہی
[illegible]یہ کے اجتہاد مین ظہر کو لیجاکر عصر کے وقت مین یا مغرب کو لیجاکر عشا کے وقت مین جمع کرنا جائز ہی بہرحال بغیر عذر کے تاخیر گناہ ہی اور زکوۃ روکنا
فرض جانکر اگر نہ دے تو نہ دینے سے کبیرہ گناہ ہی اور اگر فرضیت سے انکار کرے تو یہ کفر ہی اور جب نیک بات کی ہدایت کر سکے اور نہ کرے یا

Marfat.com

گناہ سے منع کرسکتا ہی اور نہ کرے تو یہ گناہ ہی قرآن بھول جانا کہ دیکھکر بھی نہین پڑھ سکتا ہی اللہ تعالے کی رحمت سے مایوس ہونا کفر ہی عذاب آلہی سے بیخوف ہوجانا کفر ہی کسی جان کو بیگناہ عمداً یا اسکے مانند قتل کرنا جہاد سے بے وجہ پیٹھ پھیر کر بھاگنا ہان اگر کافرون کی تعداد دوچند ہو تو [illegible] جائز ہی کہ جہان ہمارا مجمع ہی انسے مدد لیکر دوبارہ ہم جہاد کرینگے چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ ہم لوگونکا چھوٹا لشکر چند آدمیون کا کسی طرف کو بھیجا گیا ہم لوگ کافرون کی کثرت سے منتشر ہوگئے اور بھاگ کر مدینہ کی طرف آئے اور ہم سب غمناک تھے اور اس رنج مین چھپے رہے پھر ہم لوگون نے تجویز کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکر دیکھین کہ اگر ہمارے واسطے توبہ ہی تو خیر ورنہ ہم آوارہ ہون جب صبح کی نماز کے بعد ہمنے ملاقات کی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہم لوگ غمناک فرار ہین یعنے جہاد سے بھاگے ہوے ہین کیا ہمارے واسطے توبہ ہی فرمایا کہ نہین بلکہ تم لوگ کرار ہو یعنے حملہ کرنے والے ہو اور مین تمھارا فیۂ ہون یہ اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالے نے فیۂ یعنے اپنی جماعت کی طرف پھرنے کو جائز فرمایا ہی پس تم لوگ اپنے فیۂ کی طرف واپس آئے ہو تاکہ دوبارہ حملہ کرو یتیم کا مال کھانا یعنے ناحق یتیم کا مال قصد کرکے کھانا کیونکہ جو یتیم بچہ کسی کی پرورش مین ہو اور اسنے انصاف سے قصداً اسکے لائق اپنے کھانے مین ملا لیا پھر یہ ممکن ہی کہ کوئی لقمہ یتیم نے نہ کھایا بلکہ اسکے اہل وعیال مین سے کسی نے کھایا تو یہ یتیم کا مال کھانا نہین کہلاتا ہی اسیطرح یتیم کو اپنے باپ وغیرہ کی میراث سے بہت اسباب ملا اور وہ جسکی پرورش مین ہی وہ غریب آدمی ہی اگر اپنی مزدوری کرتا ہی تو یتیم کا مال برباد ہوتا ہی اور اگر اسکی تجارت مین کام کرتا ہی تو خود محتاج ہی پس اسکو جائز ہی کہ اسی کے مال مین مزدوری کرے اور حق معروف اسمین سے لیکر خود مع عیال کے کھاوے پس یہ بھی یتیم کا مال کھانا نہین ہی پس حاصل یہ کہ بے وجہ قصد کرکے ناحق یتیم کا مال کھانا کبیرہ گناہ ہی بیاج کھانا مراد بیاج سے وہ زائد مال ہی جو بے وجہ حاصل کیا ہو جیسے کیسکو روپیہ قرض دیا اور اس سے اصل سے زائد ٹھہرالیا اور اسیطرح اگر گیہون کھرے دیکر عوض مین اس سے زائد گیہون لیے یا سونے کے عوض سونا زائد یا چاندی کے عوض چاندی زائد لی اور اسیطرح نمک وکھجور وجو ہی یعنے جو چیزین کہ ایک جنس ہون اور مقداری ہون تو ہم جنس کے معاوضہ مین کھرا کھوٹا برابر ہی اور زائد لینا حرام ہی ہان اگر جنس بدل جاوے مثلاً سونے کے عوض چاندی اور گیہون کے عوض جو وچنا وغیرہ جسطرح چاہے خریدے مگر نقد مین ہاتھون ہاتھ شرط ہی اور اُدھار نہین جائز ہی اور اگر سونا بعوض روپیہ کے فروخت کیا اور فوراً قبضہ ہوگیا یعنے اُدھار کسی طرف سے نہین ہی پھر روپیہ سے دوسرا سونا خریدا تو یہ جائز ہی پس حاصل یہ کہ ان مقداری چیزون مین ایک جنس کے عوض زائد لینا بیاج ہی اگرچہ ایک کھرا اور دوسرا کھوٹا ہو اور اگر جنس بدلے تو زیادہ جائز ہی مثلاً دس من گیہون کے عوض مین پندرہ من جو خریدنا جائز ہی رمضان مین بغیر عذر کے روزہ نہ رکھنا گناہ شدید ہی یعنے اگر بیمار ہو جس سے روزہ نہین رکھ سکتا ہی یا سفر ضروری ہو تو ایسی صورت مین جب اچھا ہو یا سفر سے آوے اُسوقت قضا کرے اگرچہ متفرق ہو والدین کی نافرمانی کرنا یعنے جب والدین مین سے کسی نے کچھ کہا جو شرع کے خلاف نہین ہی تو انکے حکم کی تعمیل واجب ہی اگرچہ وہ کہین کہ تو اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو طلاق دیدے اگر وہ راضی نہون اور اگر اپنے نزدیک یہ سمجھتا ہو کہ زوجہ کا قصور نہین تو والدین کو سمجھاوے لیکن اگر وہ راضی نہون تو طلاق دینا واجب ہی لیکن اگر مان باپ مین سے کوئی ایسی بات کہے جس سے اللہ تعالے کی نافرمانی لازم آتی ہو مثلاً نماز مت پڑھ اور مان اسکے تو اسکی فرمانبرداری نہین جائز ہی زنا کبیرہ گناہ ہی یعنے اجنبیہ عورت سے عمداً حرامکاری کرنا جس سے کنوارے کو سو درے مارے جاتے ہین اور بیاہے کو پتھرون سے سنگسار کیا جاتا ہی اگر دنیا مین اسکو یہ سزا مل گئی تو اُمید ہی کہ آخرت مین اُسپر عذاب نہو لیکن توبہ کرنا چاہیے کیونکہ آخرت مین نیک نیتی اور توبہ قبول ہی لواطت لڑکون سے اغلام کرنا کبیرہ گناہ ہی جو لوط علیہ السلام کی قوم کافرہ کا فعل تھا جسکی وجہ سے انپر عذاب شدید طاری ہوا جھوٹی گواہی دینا کبیرہ گناہ ہی اور اگر کسی نے عمداً دیدہ ودانستہ کہا کہ مین خدا کو حاضر وناظر جانکر یہ کہتا ہون حالانکہ وہ جھوٹ کہتا ہی تو یہ کفر ہی شراب پینا گناہ ہی اگرچہ شراب قلیل ہو بعض علما نے کہا کہ اگر کوفہ والا نبیذ پیے تو اسکی گواہی قبول ہی کیونکہ وہ [illegible]

Marfat.com

نبیذ خرمہ کو جائز سمجھتا ہی اور اگر بصرہ والا نبیذ پیے تو اسکی گواہی مردود ہی اور وہ فاسق ہی کیونکہ اہل بصرہ کے نزدیک نبیذ حرام ہی جبکہ بہت پینے
سے نشہ ہو پھر جب اسنے یہ سمجھکر پی تو بدکاری پر کمر باندھی یہ فرق عمدہ ہی اور اسی بنیاد پر مجتہدین کے مقلدون کو قیاس کرنا چاہیئے مثلاً حنفی نے اگر
گوہ جانور کھالی تو وہ فاسق ہی اور اگر شافعی نے کھائی تو اسکی گواہی قبول ہی اور وہ عادل ہی اسواسطے کہ اسکے نزدیک گوہ جانور کا کھانا مباح ہے
حنفی نے اگر خون نکلنے کے بعد وضو نکیا اور نماز پڑھائی تو اسکے پیچھے نماز باطل ہی اور اگر شافعی نے ایسا کیا تو اسکی نماز جائز ہی اور اسکے پیچھے حنفی کو اقتدا
کرنا جائز ہی کیونکہ اس اجتہاد پر نماز قبول ہی تو ہماری نماز بھی اسکے پیچھے قبول ہی فافہم اسیطرح اگر ایک گھر مین دو بھائی عالم ہون اور ایک کے اجتہاد مین
پان مین یہ چونہ کھانا جائز ہو تو وہ کھاوے اور اگر دوسرے بھائی کے نزدیک اسمین کراہت ہو تو وہ نہ کھاوے کیونکہ اگر وہ حرام سمجھنے کے بعد کھاوے
تو فاسق ہی ہان اگر کراہت تنزیہی سمجھے تو خیر۔ اگر کہا جاوے کہ پھر اسیطرح نماز مین حنفی و شافعی کی اقتدا جائز نہو گی کیونکہ خون نکلنے سے حنفی کے نزدیک
وضو نہین رہا تو اسکے امام نے بغیر وضو نماز پڑھائی جواب یہ کہ نماز مین اسکا یہ خیال اپنے سولے دوسرے شخص پر پہونچا یعنے شافعی امام پر اُسنے یہ خیال
باندھا اور ابھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کے یہان ہر آدمی اپنے اجتہاد و اعتقاد پر لیا جائیگا اور نماز مین حکم ہی کہ مومنین جماعت کرین پس زمانہ اول مین جب
صالحین کا زمانہ تھا ایک مسجد مین جماعت ہو رہی ہی اور اسیوقت مسافر داخل ہوا اور جماعت مین شریک ہوگیا کیا وہ مسافر بیٹھ رہے جب امام سلام
پھیرے تو اس سے دریافت کرے کہ کیون صاحب آپ اپنے عقائد بیان فرمائیے تاکہ شاید کبھی پھر اس طرف گذر ہو اور اتفاق سے آپ امامت کرتے ہون تو
مین شریک ہو جاؤن اسکا نتیجہ یہ ہی کہ کوئی کسی کی جماعت مین شریک نہو اور سب مسلمان پھوٹ جاوین حدیث مین آیا ہی کہ اہل صف باہم ملے رہو اور
درمیان مین کچھ کشادگی مت چھوڑو نہین تو اللہ تعالے تمہارے دلون مین پھوٹ ڈالیگا یہ دو حدیثون کا خلاصہ ہی افسوس ہی کہ اسرار شریعت معدوم
ہو گئے اور کم عقل لوگ فقیہ بنکر اس قسم کے فتوے دینے لگے کہ بجاے موافقت و اتحاد کے مسلمانون مین پھوٹ و نفاق بڑھتا گیا اور عجب ہی کہ خانہ کعبہ کے
گرد برابر ایک دوسرے مصلے پر نماز پڑھتے ہین اور حدیث کا معجزہ صحیح ہوا کہ دین بجانب حجاز پھر جائیگا اصل دین وہ نور یقین ہی جو باطن مین ہوتا ہی
اور یہ اعمال تو اسکی شاخ ہین پس انمین بوجہ ایمان کے اتحاد ہی کیونکہ نور قسم واحد ہی برخلاف سیاہی و تاریکی کے کہ اسمین ہزارون رنگ ہین اگر کوئی کہے
کہ اسمین فتاوے عالمگیری و تنویر و خلاصہ و معانی الآثار طحاوی مین ایسے اقوال نکلتے ہین جنسے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حنفی و شافعی باہم نماز نہ پڑھین مین
کہتا ہون کہ ولے بر حال جدال کہ سب کچھ سن لیا اور اول سے آخر تک کہین قرآن و حدیث سے تمہارا حکم نہ نکلا پھر بھی بعضے متاخرین کے قول پر جھکتے ہو
جو شاذ اور بے بنیاد ہی سلف ائمہ کے خلاف ہی یہ وہی قلبی فساد کی بیماری ہی اور مین اس مقام پر اس طولانی بحث کو نہین لا سکتا ہون بلکہ علحدہ رسالہ مین
اسکا بیان مفصل مذکور ہی والحمد للہ رب العالمین خطیب نے لکھا کہ چوری کرنا اور کسی کا مال حق حلال چھین لینا جبکہ دس درم یا چہارم مثقال ہو
ہی چھپا ڈالنا جبکہ کوئی عذر نہو مترجم کہتا ہی کہ کسی شخص کا حق دوسرے پر آتا ہی اور زید اسکا گواہ موجود ہی لیکن حقدار کو اسوجہ سے معلوم نہین کہ یہ اسکے
کے وقت کا زبانی معاملہ تھا اور اب اسکو فقط ایک گواہ معلوم ہوا ہی دوسرا گواہ وہ نہین جانتا کہ کون شخص تھا اور زید کو معلوم ہی کہ وہ مین ہون
ن اسنے بغیر عذر کے چھپا ڈالا تو یہ کبیرہ گناہ ہی اگر کہو کہ عذر کیا ہو سکتا ہی جواب یہ کہ عذر کی کئی صورتین ہین اول جو شروع نے اسرار حکمت سے عذر
رادیا ہی مثلاً ایک مرد نے کسی عورت سے زنا کیا اور کوئی واقف نہوا سوا ان گواہون کے اور اس مرد نے توبہ کرلی اور نادم ہی تو اصل اس باب مین
یہی ہی اور جہانتک پردہ پوشی ممکن ہی کرے ہان کبھی ضرورت ہوتی ہی مثلاً تین ہی گواہ ہین تو بغیر چار کے سب شرعاً جھوٹے ٹھہرینگے اور انکو انکی تہمت
کی حد ماری جاویگی اور اگر زید کا خالد پر مال ہو تو وہان کوئی عذر نہین ہی مگر آنکہ خالد ایک شخص زبردست و ظالم ہی اور زمانہ اسکے عذر ہو سکتے
جاننا چاہیے کہ اسلام کی برکت تو ملک والون کو اُسی وقت تک حاصل ہی کہ سب ملکر ایسے ظالم کو روکین ورنہ انمین نفاق و پھوٹ ہی اور اگر

برعکس اسکے لوگون نے ظالمون کا ساتھ دیا تو ہلاکت وبربادی وعذاب الٰہی سے خوف کرین جیسے چنگیز خانی عذاب طاری ہوا تھا [illegible]
تھی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حاصل یہ کہ بغیر عذر کے گواہی چھپانا حرام ہے خطیبؒ نے لکھا کہ او رمسلمان کو ناحق مارنا قرابت کا حق کاٹنا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پر عمداً جھوٹ باندھنا مترجم کہتا ہے یعنے مثلاً کہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا یا ایسا کہا یا کسی کو یہ بات کہتے یا کرتے دیکھکر منع
نہین فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ یہ بات جائز ہے ورنہ آپ پر منع کرنا لازم تھا اسلیئے کہ ہدایت سوائے آپ کے کسی سے حاصل نہین ہو سکتی تھی الغرض عمداً کچھ جھوٹ
بجانب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نسبت کرے اب یہ سوال کرنا ضرور ہے کہ عمداً جھوٹ باندھنے کے کیا معنے ہین اگر یہ مراد ہے کہ کوئی شخص خواہ مخواہ غیر ممکن
بات کہے کہ مثلاً یہ وہ ناقہ ہے جسپر آنحضرت سوار ہوتے تھے یا کسی نعلین کو آپ کی طرف نسبت کرے جو ممکن ہے تو جسمین کچھ ایمان ہے وہ ایسی بیہودہ حرکت ہرگز
نہین کریگا کیونکہ ایسی بیباکی آپسمین بے شرمی کہلاتی ہے اور آنحضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین ایسی گستاخی کفر ہے پھر کوئی ایسا کیون کریگا
اور اگر عمداً جھوٹ باندھنے سے دوسرے معنے مراد ہون تو اسکو بیان کرنا چاہیئے جواب یہ ہے عمداً جھوٹ باندھنے سے بیباکی مراد نہین ہے کیونکہ اسطرح تو کفر
ہو جائیگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ جو باتین ہمکو ہمارے رسول حضرت سرور عالم حبیب اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہونچین وہی ہمارا ایمان ہین کیونکہ ہم سب آپہی
پر ایمان لائے ہین لیکن ہم لوگون نے آپ کے قدم اس دنیا مین ان آنکھون سے نہین دیکھے ہین تو ہمکو کیونکر معلوم ہو کہ یہ آپ نے فرمایا اور ایسا کیا اور ایسا
جائز رکھا اگر کہو کہ بڑے بوڑھے اپنے چھوٹے بچون سے جو کچھ بیان کرین وہ ہم یقین کرین جواب یہ کہ کوئی بوڑھا بے ایمان اگر مسلمانون کے درمیان ایسی باتین
بیان کرے جنکو بھولے نادان یقین کرلین اور جب قرآن واسکے معانی وتفسیر پڑھین تب معلوم ہو کہ یہ تو قرآن کے بالکل خلاف ہین مثلاً قرآن مجید سے
ثابت ہے کہ مرنے کے بعد علیین مین مومنین جاتے ہین اور سجین مین کفار جاتے ہین پھر بڈھے نے لوگون مین حدیث کے نام سے یہ بیان کر رکھا تھا کہ مردے
اپنے مزار مین رہتے ہین آدھی رات کو نکلکر ٹہلتے ہین اور جو کوئی انکا معتقد ہو کر انکے مزار پر منت مانے اور اپنی حاجت عرض کرے تو وہ اسکے مددگار ہو جاتے
ہین اور حاجت روائی کرتے ہین غرضکہ ایسی باتین بتلائی تھین کہ وہ قرآن کے خلاف پڑتی ہین اور اگر انکو یقین مانے تو اہل السنۃ والجماعت کے اعتقاد سے
خارج ہوا جاتا ہے تو کیا اسی طریقے سے تم تجویز کرتے ہو کہ مومنون کا ایمان صرف بڈھون کے یا پیرون کے بیان پر ہے جب چاہین لوٹ پوٹ کرین اور اگر یہ
طریقہ نکل جاتا تو بہت آسان تھا کہ شیطان ایک پیر مرد بزرگ کی صورت بنکر بہت ایسی باتین کہتا کہ انکے یقین سے سب توحید کا اعتقاد مٹ جاتا
لیکن اللہ تعالے اس دین حق کا حافظ ہے جب تک اسکو منظور ہے یہ محفوظ رہیگا اور آخر زمانہ مین جب قیامت سر پر ہوگی البتہ شیاطین داخل ہونگے پس
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ جسنے مجھپر عمداً جھوٹ باندھا وہ جہنم مین اپنا ٹھکانا بناوے (صحاح وسنن وغیرہ) بعض علمائے نے کہا کہ جہنم مین جسکا
گھر ہو وہ جہنمی کافر ہے پس جو کوئی عمداً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے وہ کافر ہو کر دائمی دوزخی ہے اکثر علمائے نے کہا کہ جہنم کا ٹھکانا کچھ ہمیشہ کے
لئے ضرور نہین ہے شاید یہ مدت تک کے لیئے ہو پھر سزا پاکر نکالا جاوے تو کافر نہوا پس اس حدیث کے موافق صحابہ نے آپکی حدیثین روایت کین اور
صحابہؓ کو اللہ تعالے نے قرآن مین مومن صادق متقی عادل بہت عمدہ صفات سے مخصوص کیا حتی کہ فرمایا۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اللہ تعالے ان سے
راضی ہو گیا اور یہ بندے اللہ تعالے سے راضی ہوئے پس تابعین نے انھین بزرگون سے حدیث لی اور تابعین سے تبع تابعین نے لیکن انمین بھی [illegible]
متقی پرہیزگار نمازی دیندار مشہور عابد زاہد عالم وغیرہ نے جو بات روایت کی وہ معتمد ہے جیسے ابو حنیفہ ومالک وشافعی وغیرہ نے جو بات روایت کی ہے وہ معتبر
اور جب اسی حدیث کو دوسرے ثقہ نے بھی موافق روایت کیا تو زیادہ اعتماد پیدا کیا اور تبع تابعین کے زمانہ مین دنیا کے ہوسناک زیادہ شریر ہونے لگے
لیکن اس زمانہ مین جو حدیثین حاصل ہوئین وہ کتابون مین لکھ لی گئین تاکہ آیندہ کسی شیطانی شخص کو یہ موقع نہ ملے کہ زبانی باتون سے عوام کو [illegible]
اور اگر کسی ایسے شخص نے کوئی روایت بیان کی جسپر چندان اعتماد نہین ہے تو اس سے ہوشیار کردیا گیا کہ یہ فقط فلان شخص کہتا ہے [illegible]

Marfat.com

ہوائی نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہی یا ایسا کیا ہی الخ۔ تو اُسنے خود سنا و خود دیکھا ہی اور اگر کسی تابعی نے ایسا کیا تو اسلیئے کہ اُسنے صحابی ثقہ سے
جنکی تعریف اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہی اور اگر تبع تابعین نے کہا تو اُسنے تابعی ثقہ سے سنا اسطرح انکے بعد والے لوگون نے اسی سند پر اعتبار کیا ہے لیکن
ہزارون حدیثین زبانی یاد رکھتے تھے تو بھول چوک کا احتمال ہی لیکن عمداً نہین ہی اور جسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہونچائی تو آپ نے اُس کے
واسطے جنت کا ثواب عظیم فرمایا ہی اب غور کرو کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ یہ حدیث ہی اور جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ تمنے کہان سے پائی تو کہتا ہی کہ یون ہی لوگ
کہا کرتے ہین تو اسمین دو صورتین ہین اول یہ کہ اصل مین یہ حدیث تو کتاب حدیث مین موجود ہی مگر اس شخص نے کسی عالم معتمد سے سنی یا معتمد کتاب اُردو مین
دیکھی تو خیر اور اگر اُسنے کسی معتمد عالم سے نہین سُنی اور نہ معتمد کتاب مین دیکھی بلکہ عوام کے کہنے پر کہنے لگا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ شخص گناہگار ہے
کیونکہ اُسنے عمداً ایسا کیا لیکن یہ بات اصل مین سچ تھی یہ خیر گذری (دوم) یہ کہ جو بات کہتا ہی وہ جھوٹ ہو تو یہ شخص عمداً جھوٹ باندھنے والا ہوا کیونکہ جس ذریعہ
سے اسکو ایسا کہنا جائز ہوتا وہ اسناد تھی یعنے فلان شیخ ثقہ سے سنی آخر تک اور جب یہ بات نہین تو اُسنے جھوٹ کہا اور عمداً ایسا کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہان
سچائی کا کوئی ذریعہ نہین اور نہ کوئی دلیل ہی پھر بھی اُسنے عمداً یہ جھوٹ باندھا اور ہم اللہ تعالے سے پناہ مانگتے ہین کہ ہمسے ایسی خطا ہو جو معافی کے قابل نہین
ہو مگر آنکہ توبہ سے اظہار کرے اور اسمین علمائے کے نزدیک تفصیل ہی واللہ تعالے اعلم اسی مسئلہ کی وجہ سے علمائے نے کہا کہ جب کوئی شخص ایک بال لاوے
اور کہے کہ یہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا مبارک بال ہی یہان کوئی اسناد نہین ہی جس سے اعتماد ہو کہ یہ واقعی موے مبارک ہی تو آدمی کو چاہیئے کہ اسپر
یقین نہ لاوے اور نہ اسکو جھوٹا کہے کیونکہ احتمال ہی لیکن احتمالی چیز کو آپ کی طرف نسبت نہین کر سکتے ہین اور بغیر اسناد کے شاید اس مکار نے کسی کا بال لیکر
اپنے کمانے کے لیئے یہ مکر کا جال پھیلایا ہو تو ہم اسکو کچھ دیدین جو مروت کے موافق ہوا اور اسکو سچا یا جھوٹا کچھ نہ کہین اسیطرح جبہ مبارک نعلین مبارک
پھر جبہ پھر نقش قدم ہی وغیر ذلک یہ سب اسی قسم سے ہین خصوصاً نقش قدم کا ذکر کتب السیر مین ایک معجزہ مذکور ہی پھر دیکھو تو ہر ہر شہر مین ایک ایک قدم رسول
موجود ہی اور یہ امر صریح دلیل ہی کہ اگر ہزارون شہرون مین سے ہو تو ایک مین سچ ہی اور باقی سب جھوٹے ہین وہ ایک بھی جب سچ ہی کہ اسکو ملا ہو کیونکہ دوسرے
ملکون و شہرون مین بھی اسی قسم سے میلے لگائے جاتے ہین اور عجب یہ کہ اگر قدم مبارک و موے مبارک سچ ہی تو بھی یہ دنیا کے چیلے اسکیلئے دنیاوی میلہ و
رونق بازار گرم کرتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہر چیز سے یہ لوگ دنیا چاہتے ہین اعاذنا اللہ عز وجل من مثل ذلک خطیبؒ نے لکھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
کے حق مین بدگوئی کرنا کبیرہ ہی یہ سخت کبیرہ گناہون مین سے ہی رشوت لینا یعنے فیصلہ کرنے مین کسی مدعی یا مدعا علیہ سے کچھ لینا اگرچہ حق فیصلہ کرے جادو کرنا لگائی
بجھائی سے چغلخوری کرنا غیبت کرنا اگر اہل علم وحفاظ مین ہو تو یہ کبیرہ گناہ ہی ورنہ صغیرہ ہی اور منجملہ صغیرہ گناہون کے حرام نظر کرنا اور ایسا جھوٹ بولنا جسمین
کسیکا ضرر نہین ہی اور نہ کچھ نفع ہی اور لوگون کی شرمگاہ کا پردہ جھانکنا مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ رکھنا یعنے اگر باہم کچھ رنجش ہو تو تین کے اندر
اُن سے میل کر لینا چاہیئے اور اگر ایسا نہ کیا تو یہ گناہ ہی مصیبت مین نوحہ کرنا اور گریبان پھاڑنا اکڑ اکڑ چلنا اور بدن یا کپڑے مین بے ضرورت نجاست چھوڑ دینا
فاسقون کے دل بہلانے کو اُنکے ساتھ بیٹھنا یعنے تاکہ فاسقون سے میل وجول پیدا ہو مسجد مین مجنونون اور بچون وغیرہ کا لانا جنسے غالباً مسجد کی نجاست کا خوف ہو
صغیرہ کی قسم ہی یا چند اقسام پر اصرار کرنے سے کبیرہ ہو جاتا ہی لیکن یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُسمین بیباکی ہوا ور اگر اُسکے گناہ سے اُسکی عبادت کے کام زیادہ ہون
تو نہین چنانچہ مین نے اسکو شرح منہاج وغیرہ مین بیان کیا ہی مترجم کہتا ہی کہ منہاج اصول الفقہ مین بیضاویؒ کی تصنیف ہی اور نوویؒ نے بھی فقہ مین منہاج
لکھا ہی اسی کتاب مین کہا کہ ثقہ عادل ہونے کی شرط یہ ہی کہ کبیرہ گناہون سے پرہیز رکھے اور صغیرہ گناہ پر اصرار نہ کرے اس سے معلوم ہوتا ہی کہ صغیرہ گناہ پر
اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہی مین کہتا ہون کہ اصرار کے معنے مین علماء کے اقوال ہین اور بہتر قول یہ ہی کہ جب کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً ہوش مین آتے ہی
نادم ہو اور توبہ کرے چنانچہ سابق مین یہ بحث قولہ تعالے ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم الآیہ کی تفسیر مین گذر چکی ہی صاحب فتح البیان نے

Marfat.com

نقل کیا کہ حضرت عمر و ابن عباسؓ سے روایت ہی کہ اسلام مین کبیرہ گناہ نہین ہی یعنے توبہ کے ساتھ کبیرہ نہین رہتا اور اصرار کرنے سے کوئی گناہ صغیرہ نہین
اقول یعنے اسلام توحید اللہ تعالے کی رحمت ہی کہ اگر اسپر یقین کے ساتھ قائم ہو تو اگر اُس سے کبیرہ گناہ بھی سرزد ہو جائے اور وہ توبہ کرے تو اللہ تعالے
اُسکو مٹا دیتا ہی پس توبہ کے ساتھ مین کبیرہ بھی مٹ جاتا ہی اور اگر توبہ نکرے بلکہ اصرار کرے یعنے بیباک ہو کر اس صغیرہ گناہ کو کرتا رہے تو اصرار سے کوئی صغیرہ
نہین رہتا۔ تحفۃ المحتاج مین مذکور ہی کہ اصرار کرنے سے درحقیقت صغیرہ گناہ کبیرہ نہین ہو جاتا ہی بلکہ اصرار کرنا ایسی چیز ہی کہ اس سے صغیرہ گناہ کو کبیرہ گناہ کا
حکم حاصل ہو جاتا ہی اور یہ جو ہمنے بیان کیا ہی کچھ اُسکے مخالف نہین ہی جو ابن عباس رضی اللہ عنہ و ابوالحسن اشعری و ابن فورک و استاد ابواسحٰق الاسفرائینی
وغیرہ سے منقول ہی۔ ھ۔ زواجر مین رافعیؒ سے نقل کیا کہ عدالت کے واسطے صغیرہ گناہون سے پرہیز کرنا بالکلیہ شرط نہین ہی بلکہ شرط یہ ہی کہ صغیرہ گناہون پر
اصرار نہ کرے اور اگر اُسنے کسی صغیرہ گناہ پر اصرار کیا تو یہ بمنزلہ اسکے ہی کہ اُسنے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔ ھ۔ اور حاصل کلام یہ نکلا کہ اگر کسی شخص کے اعمال طاعت
زیادہ ہون اور گناہ کم ہون تو اُسکو کسی صغیرہ ایک قسم یا چند اقسام پر عمل کرنا مضر نہین ہوتا ہی کیونکہ اُسکے طاعات غالب ہین اور اسکو ایک جماعت
متاخرین نے اختیار کیا ہی انھین مین بلقینی و آذرعی و زرکشی و ابن العماد وغیرہ ہین اور اگر اس شخص کی نیکیان بہ نسبت گناہون کے غالب نہون تو اُسکو
ضرر پہونچیگا یعنے اگر اُسکے افعال مین سے غالباً طاعات نہون اور ایسی حالت مین اُسنے کسی صغیرہ گناہ پر عمل کیا یا چند اقسام کے صغیرہ گناہون پر عمل کیا تو
یہ اُسکے حق مین مضر ہی پھر مین نے دیکھا کہ ابن العمادؒ نے بیان کیا کہ اسنوی نے شیخ رافعیؒ سے جو قول نقل کیا ہی کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ ہو جاتا ہے
یہ ٹھیک نہین ہی اور رافعیؒ نے یہ عبارت اپنی کتاب مین بیان نہین کی ہی قاضی ماوردی اور شیخ ابن جریر طبری نے اصرار کے یہ معنے بیان کیئے ہین کہ
گناہ کے بعد اُسکے دل مین یہ قصد جزم نہو کہ آیندہ ایسا نہین کرونگا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اصرار ثابت ہونے کے واسطے یہ ضرور نہین ہی کہ صغیرہ گناہ پر
دوبارہ عمل کرے بلکہ اگر اُسنے یہ عزم کیا کہ مین ایسا کرونگا تو بھی اصرار ثابت ہو جائیگا اور اگر اُسنے یہ قصد کیا کہ دوبارہ اسکو عمل مین لاؤنگا تو اصرار سے بھی
بڑھکر حالت پیدا ہو جائیگی ابن الصلاحؒ نے کہا کہ اصرار یہ ہی کہ توبہ کے برخلاف حالت مین ہو جاوے مثلاً آیندہ یہی گناہ کرنیکا عزم ہو یا برابر یہی
گناہ کرتا رہی اور کچھ پروا نکرے اور اُسکی یہ کیفیت پیدا ہو جاوے کہ جس سے کبیرہ گناہ ہو جائیگی صفت کے ذیل مین آجاتا ہی اور اُسکے واسطے کوئی شمار یا زمانہ
مقرر نہین ہی اور ابن عبد السلامؒ نے کہا کہ اصرار یہ ہی کہ صغیرہ گناہ اس شخص سے بار بار اتنی مرتبہ صادر ہو جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس شخص کو اس گناہ سے
کچھ پرواہ نہین ہی اور دین مین اسکی احتیاط کم ہی اور اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کبیرہ گناہ سے بھی ڈرتا نہین ہی اور اسیطرح اگر ایک قسم کے صغیرہ گناہ کو اُسنے
مکرر نہین کیا لیکن کئی قسم کے صغیرہ گناہونکو جمع کرے تو اس سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہی کہ اسکو کبیرہ گناہ کے مرتکب ہونے مین بھی کچھ خطر نہین ہوگا کیونکہ وہ
دین مین بیباک ہی۔ ھ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ قول مجھے زیادہ پسند ہی اور مدت تک یہی معنے مین بھی خیال کرتا تھا الحمد للہ کہ شیخ عزالدینؒ کے کلام سے تسکین ہوئی
اور میرے نزدیک ایک صغیرہ گناہ یا کئی صغیرہ گناہون پر اصرار کرنے مین بے پروائی تھی اور اسمین دو جہت نظر آتی ہین ایک یہ کہ استخفاف سے کفر لازم ہو
دوم یہ کہ اکثر ایسے بیباک سے جب کسی کافر نے جو کلمۂ توحید سے منکر ہی ایسی بات کہی جس سے اس کلمۂ طیبہ کی نسبت کچھ اہانت نکلتی ہی تو مردمذکور اس سے
قتال کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہی اور اس سے ظاہر ہی کہ وہ مغلوب نفس ہو کر صغائر کا مرتکب ہی پس کفر نہوگا لہذا علماءؒ نے اسی اخیر معنے کو اختیار کیا ہے اور اگر
فی نفس الامر کسی شخص مین پہلی بات موجود ہو جیسے اس زمانہ مین اکثر پہنچے ہین تو فی الواقع کافر ہی اگر کہا جاوے کہ متقدمین نے کہا کہ صغیرہ گناہ پر اصرار
کرنا کبیرہ گناہ ہی جواب یہ کہ فتح البیان کی عبارات سابقہ سے غرض یہ ہی کہ صغیرہ دراصل کبیرہ نہین ہو جاتا ہی ولیکن اصرار کرنے سے کبیرہ کی حد مین اختلاف
کیا گیا بعض نے کہا کہ نہین وہ کبیرہ نہین ہوتا اور یہ قول متقدمین جو مذکور ہوا فقط دھمکی ہی بعض نے کہا کہ نہین بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہی لیکن خود صغیرہ
بدل کر کبیرہ نہین ہوتا بلکہ وجہ دیگر ہی اور اسمین اختلاف کیا بعض نے کہا کہ صغیرہ مع اصرار کے کبیرہ ہی جیسا کہ ابن عباسؓ وغیرہ سے منقول ہی

کرنا توبہ کرنا بعد گناہ کے فرض ہی اور اس سے اعراض کرنا کبیرہ ہی یہ قول درحقیقت اصرار ہی کے معنے ہین بعض نے کہا کہ اسکے نفس مین دین سے بے پروائی جم گئی اور یہ کبیرہ ہی بعض نے کہا کہ یہ صغیرہ جسپر اصرار واقع ہوا ہی کبیرہ کے حکم مین ہو جاتا ہی اور خود کبیرہ نہین ہوتا ہی فتح البیان مین ہی کہ قاضی محمد بن علی شوکانیؒ نے ارشاد الفحول مین لکھا کہ کہا گیا ہی کہ صغیرہ پر اصرار کرنے سے وہ کبیرہ کے حکم مین ہو جاتا ہی اس قول کے واسطے انھون نے کوئی ایسی دلیل نہین بیان فرمائی جو حجت ہو بلکہ یہ بعضے صوفیہ کا قول ہی کہ اُسنے فرمایا کہ اصرار کے ساتھ مرتکب ہونے مین کوئی صغیرہ نہین ہوتا یعنے کبیرہ ہو جاتا ہی بعد اسکے بعض نے جسکو علم حدیث و روایت مین دخل نہین ہی بلکہ فقہ کے قواعد مین توغل ہی اُسنے اپنا قیاس دوڑایا کہ یہ ایسا قول ہی جسکو کوئی اپنے اجتہاد سے نہین کہہ سکتا ہی کیونکہ یہان رائے کو کچھ دخل نہین ہی تو لامحالہ یہ حدیث ہوگی پس اُسنے اپنی کتاب مین اسکو حدیث قرار دیدیا اور اسکے اعتماد پر لوگون نے بھی اسکو حدیث کے نام سے نقل کرنا شروع کیا اور یہ صحیح نہین ہی بلکہ اس مسئلہ مین حق یہ ہی کہ اصرار کرنا خود ایک گناہ ہے اور جیسے گناہ پر اصرار کرے اُسیکا اصرار کہلائیگا اور وہی حکم ہوگا مثلاً صغیرہ گناہ پر اصرار کیا تو یہ اصرار گناہ صغیرہ ہی اور اگر کبیرہ پر اصرار کیا تو کبیرہ ہی۔ھ۔ مترجم کہتا ہی کہ مین نے اس قول کو توضیح سے ترجمہ کیا اور مزید توضیح یہ ہی کہ اصرار خود گناہ ہی اور وہ کبھی صغیرہ ہوتا ہی اور کبھی کبیرہ ہوتا ہے صغیرہ وہ اصرار ہی جو کسی گناہ صغیرہ پر ہو مثلاً کسی اجنبیہ عورت کو بدنگاہ سے دیکھا پھر اُسکو عمداً دیکھا تو یہ صغیرہ گناہ ہی پھر اگر اسپر اصرار کیا تو یہ اصرار بھی ایک گناہ ہوا اور جتنی مرتبہ بدنگاہ کی اُتنی مرتبہ وہ صغائر جمع ہوے اور اسی پر کبیرہ کو قیاس کرنا چاہیئے اور اس قول سے ظاہر ہوتا ہی کہ کبیرہ گناہ پر اصرار کرنے سے کفر نہین ہو جاتا مترجم کہتا ہی کہ اس بات مین کچھ شک نہین کہ کسی گناہ پر اصرار کرنا اس امر کی دلیل ہی کہ اس شخص کے دل مین بیخوفی و بیباکی ہی اور دین مین بے پروائی کرتا ہی چنانچہ شیخ عزالدین بن عبدالسلام کے قول سے اشارہ گذرا اور مترجم نے یہ بھی بیان کیا کہ اگر اُسکے دل مین یہ بات اسوجہ سے ہو کہ وہ ان باتون کو ہیچ سمجھتا ہی تو اسکے کفر ہونے مین کچھ شک نہین ہی اگر کوئی کہے کہ کفر تو قلب کے انکار سے متعلق ہوتا ہی یعنے اگر کسیکے قلب مین وحدانیت الٰہی و رسالت سے انکار ہو تو وہ کفر ہی اور دل کا حال کسیکو معلوم نہین ہو سکتا ہی سوا خداے تعالے کے ولیکن بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وحی منقطع ہو گئی تو اب کسی شخص کو یہ جائز نہین ہی کہ بوجہ کسی گناہ کے دوسرے کو کافر یا منافق کہے جب تک کہ وہ صریح کلمۂ توحید سے منکر نہو اسیواسطے حدیث ام المومنین عائشہؓ مین ہی کہ نفاق تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین تھا اور اب اسلام ہی یا کفر ہے یعنے اگر ظاہر مین اقرار کرتا ہو تو اسلام ہے اور اگر انکار کرتا ہو تو کفر ہی اور اس حدیث کو امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہی پھر تمنے کیونکر کہا کہ اگر اصرار کبیرہ بطور استخفاف و اہانت ہو تو کفر ہی جواب یہ کہ اول تو یہ قاعدہ کلیہ ہر شخص کے واسطے بیان کیا گیا ہی کہ وہ اپنے نفس کو قیاس کرے اور یہ نہین کہا گیا کہ کسی خاص شخص پر بوجہ اصرار کبیرہ کے کفر کا حکم لگاؤ تاکہ یہ اعتراض ہو کہ اُسکے دل کا حال معلوم نہین ہی ہان یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر شرعی دلیل قائم ہو تو تکفیر کا حکم بظاہر ہو سکتا ہی مثلاً ایک شخص کسی بت کو خدا مانکر اُسکے سامنے سجدہ کرے اگرچہ یہ بھی کہے کہ میرا خدا واحد ہی تو علما نے فتوی دیا کہ یہ فعل کفر ہی حتی کہ اگر اُسکی مسلمہ بی بی نے قاضی سے نالش کی کہ یہ شخص مرتد ہو گیا اور مین اُسکے نکاح سے باہر ہو گئی اور اب مین اُسکے ساتھ نہین رہ سکتی ہون تو قاضی بعد ثبوت کے اُسکو الگ کر دیگا اگر کہا جاوے کہ شاید بت کو سجدہ وغیرہ اُس کی حرکت ظاہری ہو اور اُسکے دل مین ایمان ہو تو کیونکر دل پر حکم لگایا گیا جواب یہ ہی کہ اگر ظاہر کا اعتبار نہو تو جب کسی شخص نے صریح کلمۂ توحید سے انکار کیا تبھی اسکی تکفیر جائز نہو یہ سمجھکر کہ شاید اسنے جھوٹ کہا ہو حالانکہ بالاتفاق ایسے احتمال کا کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ ہمارے واسطے صریح دلیل قائم ہے پس ظاہر مین اسکی تکفیر کرینگے اور اُسکا ذبیحہ مردار سمجھینگے اور اُسکے ساتھ نکاح بیاہ جائز نہوگا غرضکہ اُسپر کفر کے احکام جاری کرینگے اسیطرح اگر وہ اہانت و استخفاف کو ظاہر کرے تو اُسپر بھی کفر کے احکام جاری کیئے جاوین ہان اگر درحقیقت اُسکے دل مین کچھ ایمان باقی ہے تو اللہ تعالے اُسکا حساب لینے والا ہے ہم نہین کہہ سکتے کہ وہ قطعی جہنمی ہے اور اہل اسلام اُسکے ساتھ کافرون کا برتاؤ کرنے مین معذور ہین کیونکہ اُسنے ایسی بات ظاہر کی جو کفر ہے پس یہ اُسکا

Marfat.com

قصور ہے اسیواسطے شرع مین یہ بات ممنوع ہے کہ آدمی سب کے سامنے ایسی بات ظاہر کرے کہ جس پر لوگ تہمت لگاوین اگرچہ حقیقت مین اسکی [illegible]
نہو مثلاً ایک شخص شراب کی بوتل اپنے ہاتھ مین لیے پھرتا ہی جس سے لوگون نے اُسپر شراب خواری کا الزام لگایا حالانکہ وہ درحقیقت نہین پیتا ہے لیکن وہ
گناہ اُسیکے ذمہ ہے کہ اُسنے مسلمانون کو ایسے فتنہ مین ڈالا کہ اُنھون نے تہمت دی فافہم واللہ تعالےٰ اعلم پھر جاننا چاہیے کہ ہر کبیرہ گناہ سے توبہ کرنا فی الفور
واجب ہے اور اُسپر نصوص قرآن وحدیث واجماع دلیل ہین لیکن کبھی اُسکو بغیر توبہ کے بخشدیتا ہی چنانچہ احادیث کثیرہ اسپر دلیل ہین اور اسکو محققین
فقہا ومحدثین نے حق جانا ہے والحمد للہ رب العالمین

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ۝ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ۝ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ۝ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ
بھلا تو نے دیکھا وہ جس نے منھ پھیرا اور لایا تھوڑا سا اور سخت نکلا کیا اُسکے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہی کیا اُسکو خبر نہین پہونچی جو ہی ورقون مین
مُوْسٰى ۝ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ
موسیٰ کے اور ابراہیم کے جس نے پورا اُتارا کہ اُٹھاتا نہین اُٹھانے والا بوجھ کسی دوسرے کا اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو کمایا اور یہ کہ اُسکی کمائی اُسکو
يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝
دکھانی ہی پھر اُسکو بدلا دیتا ہے اُس کا پورا بدلا

اللہ تعالےٰ نے پہلے مشرکون کی جہالت عام طور پر بیان فرمائی اب اُن مین سے بعضے خاص جاہلون کے اعمال کی مذمت بیان کی یعنے اعتقاد مین
بھی احمق ہین اور جو عمل کرتے ہین وہ بھی حماقت ہے چنانچہ فرمایا۔ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى۔ بھلا تو نے ایسے شخص کو دیکھا جسنے مُنھ پھیرا یعنے توحید
حق ماننے سے مُنھ موڑا کیونکہ اللہ تعالےٰ کی وحدانیت وصفات قدسی اور دار آخرت وغیرہ جو کچھ قرآن مین مذکور ہے سب حق ہے ولیکن کافر نے اس سے
انکار کیا اور اسکی طرف پیٹھ پھیر کر باطل کی جانب اپنا مُنھ کر لیا جو راستہ جہنم کو جاتا ہی ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہ ایسے شخص کی مذمت ہے جسنے اللہ تعالےٰ کی
طاعت سے مُنھ موڑا کقولہ تعالےٰ۔ فلا صدق ولا صلی ولکن کذب وتولّٰی۔ یعنے نہ اُسنے کلام حق کو سچ مانا اور نہ نماز پڑھی ولیکن جھٹلایا اور پیٹھ پھیری۔ ھ۔
خطیبؒ نے لکھا کہ شاید یہ معنے ہون کہ حق بات پر ثابت قدم رہنے سے پھر گیا مترجم کہتا ہے کہ اسکا حاصل یہ کہ پہلے حق کی جانب مُنھ کیا تھا پھر پیٹھ
پھیر دی اور کافر ہوگیا اور حاصل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی اُمت مین سے ہر ایک مومن کو تعجب دلایا کہ تمکو اللہ تعالیٰ
نے نور عقل وایمان سے سرفراز کیا ہے تو بھلا تمنے اُس کافر احمق کی جہالت دیکھی کہ جسنے حق بات ماننے سے مُنھ پھیر لیا یا حق بات پر ثابت قدم رہنے سے مُنھ
موڑ لیا خطیبؒ نے لکھا کہ مجاہد وابو زید ومقاتل نے کہا کہ قریش کے سرغنہ لوگون مین سے ایک ولید بن المغیرہ تھا وہ پہلے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کا تابع ہوکر مسلمان ہوا پھر بعضے مشرکون نے اُسکو عار دلایا اور کہا کہ بڑی غیرت کی بات ہے کہ تو نے باپ دادون کا دین چھوڑ دیا مین تجھسے پوچھتا ہون
کہ وہ لوگ حق پر تھے یا نہین تھے اگر تو کہتا ہے کہ وہ حق پر تھے تو پھر کیون تو نے اُنکا دین چھوڑ دیا اور اگر تو کہتا ہے کہ وہ لوگ گمراہی پر تھے تو تو نے اپنے
بزرگون کو بدکار ٹھہرایا یہ سنکر ولید نے جواب دیا کہ مجکو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے خوف معلوم ہوتا ہے اُس شخص نے کہا کہ تو بڑا ڈرپوک ہے تو مجکو اسقدر
مال دے تو مین تیری طرف سے سارا عذاب اپنے اوپر اُٹھا لون پس ولید پھر لوٹ کر مشرک ہوگیا اور جس گمراہ نے مال کے بدلے عذاب اُٹھانے کا ٹھیکہ
لیا تھا اُسکو مال دیا مگر کل مال نہین دیا بلکہ تھوڑا دیکر باقی روک لیا تب یہ آیت نازل ہوئی اسکو سیوطیؒ نے بھی لکھا ہے لیکن شیخ ابن کثیرؒ نے نہین
لکھا اس قصہ سے ولید ودیگر مشرکون کی بے عقلی ظاہر ہے کہ اُسنے اللہ تعالےٰ کے عذاب کو اُٹھالینے کے واسطے ٹھیکہ لیا اور ولید بدبخت نے منظور کیا
وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى۔ اور دیا تھوڑا اور روک دیا ف بنا بر قصہ مذکور کے یہ معنے ہوے کہ اُسنے مال مقررہ مین سے تھوڑا دیا اور باقی روک لیا

اکدی اصل مین کدیہ سے لیا گیا ہے جسکے معنے سختی ہین چنانچہ عکرمہ وسعید بن جبیر نے کہا کہ اگر کنوان کھودنے مین دور تک کھودنے کے بعد کوئی پتھر آجاے
تو کہتے ہین کہ اکدینا یعنے ہم رکے گئے اور کام چھوڑ دیتے ہین (ابن کثیر) اور بنا بر قول اول کے یہ معنے ہین کہ فرمانبرداری کے لئے تھوڑا کام دیا پھر
قطع کیا یعنے روک دیا یہی مجاہد وسعید بن جبیر وعکرمہ وقتادہ وغیرہم سے منقول ہے خلاصہ یہ کہ پہلے تو کچھ اسلام کا اقرار کیا اور تھوڑے دن تک کام
دیا اور طاعت کی پھر طاعت ترک کردی اور اسلام چھوڑ دیا گویا پہلے تو اللہ تعالے کا خوف تھا یعنے عذاب جہنم سے ڈرتا تھا اور اللہ تعالے کی نعمت
جنت کا امیدوار تھا تو اسلام لاکر مطیع ہوا تھا اب اس مرتد کو کچھ اور ظاہر ہوا کہ اُسنے اسلام وطاعت کو قطع کردیا اور اپنے عذاب کا ٹھیکہ دوسرے کو
دیدیا اور یہ بھی جان لیا کہ وہ میرا عذاب اُٹھا سکتا ہے اور جیسا کہتا ہے ویسا ہی ہوگا یہ اُسکی شرک کی حماقت ہے۔ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى۔
کیا اُسکے پاس علم الغیب ہے کہ وہ اُسکو دیکھتا ہے ف یعنے تعجب کے لائق ہے کہ یہ مشرک مرتد کس قدر احمق ہے کہ صریحًا اوسکے پاس کوئی علم غیب نہین ہے
پھر بھی وہ بد اعتقادی سے عذاب سے مطمئن ہوگیا یا اپنی طرف سے اُٹھانے والے کو ٹھیکہ دیا۔ اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ
وَفّٰۤى اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى۔ کیا وہ
آگاہ نہین کیا گیا اُس حکم سے جو صحف موسیٰ مین ہے اور صحف ابراہیم مین جسنے عہد پورا کیا وہ حکم یہ ہے کہ کوئی جان اُٹھانے والی دوسری جان کا گناہ نہین
اُٹھاویگی اور یہ ہے کہ انسان کے لئے کچھ نہین سوائے اُسکے جو وہ کوشش کر گیا اور یہ ہے کہ انسان اپنی کوشش کو ضرور دیکھیگا پھر وہ بھرپور اُسکا بدلہ دیا
جائیگا ف یعنے اس مرتد مشرک نے جو جاہلانہ اعتقاد جما کر عمل کیا وہ کیونکر کیا جو کچھ صحف موسیٰ وابراہیم مین مذکور ہے وہ اس سے آگاہ کردیا گیا تھا اور
وہ قرآن مجید مین بھی بتلا دیا گیا اور وہ چار باتین ہین اول یہ کہ کسی نفس کو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسرے نفس کا گناہ اپنے اوپر اُٹھالے اور دوم یہ کہ
آدمی وہی پاتا ہے جو کوشش کرے سوم یہ کہ اپنی کوشش کو ضرور قیامت مین دیکھیگا چہارم اس کوشش کا پورا بدلہ پاویگا جسمین کمی نہوگی اب ان
چارون حکمون کی تفصیل اور اُنکے متعلق احکام بیان کرنا چاہیئے اور یہ کہ اللہ تعالے نے ابراہیم کی صفت مین فرمایا کہ اُسنے پورا کیا شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا
کہ سعید بن جبیر وسفیان الثوری نے کہا یعنے اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کو جو کچھ حکم فرمایا وہ سب پورا پہونچا دیا ابن عباس نے کہا یعنے پیغام الٰہی
پورا پہونچایا سعید بن جبیر سے دوسری روایت یہ ہے یعنے حکم الٰہی جو کچھ تھا سب پورا کیا قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالے کی بندگی پوری کی اور پیغام الٰہی
اُسکی مخلوق کو پہونچا دیا شیخ ابن جریرؒ نے اسی قول کو پسند کیا ہے اور اسمین سب قول شامل ہین اور دوسری آیت مین بھی اللہ تعالے نے فرمایا۔
اذا ابتلی ابراہیم ربہ بکلمات فاتمہن الآیہ۔ یعنے بیان کر جب ابراہیم کو اُسکے رب نے اپنے کلمات سے امتحان کیا پس اُسنے اُنکو پورا کیا رب تعالے نے فرمایا
کہ مین تجھے لوگون کا پیشوا بنانے والا ہون۔ ھ۔ یعنے لوگ تیرے قول وفعل مین سب حال مین تیری پیروی کرین اور اللہ تعالے نے فرمایا ثم اوحینا
الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا الآیہ پھر ہمنے تجھے یہ وحی فرمائی کہ تو ملت ابراہیم کی پیروی کر جو سب طرف سے مڑکر حق کی جانب جُھکا تھا اور وہ شرک
کرنے والون مین ہرگز نہ تھا۔ ھ۔ ابن ابی حاتم نے ابوامامہؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم الذی وفی الآیہ پڑھکر فرمایا کہ ابراہیم
جسنے پورا کیا۔ ھ۔ تو جانتا ہے کہ کیا پورا کیا مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے واُسکا رسول خوب جانتا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنے ہر دن کا کام اسطرح پورا کرنے
کہ دن کے اول مین چار رکعتین پڑھتے تھے (رواہ ابن جریر) اسکی اسناد مین جعفر بن الزبیر راوی ضعیف ہے یعنے بھولے آدمی تھے جو کوئی کچھ
بیان کرتا تھا اُسکو یقین کرلیتے تھے کہ یہ مسلمان ہوکر جھوٹ نہین بولیگا اگرچہ خود اپنی ذات سے صالح تھے اور اگر یہ روایت ٹھیک ہو تو اسکے معنے یہ ہونگے
کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہر بات کو پورا کیا چنانچہ دن کی عبادت بھی اسطرح پوری کرتے تھے کہ دن چڑھتے چار رکعت پڑھتے تھے اور حدیث ابو الدردا
وابو ذر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ عز وجل نے فرمایا کہ اے فرزند آدم دن چڑھے چار رکعتین میرے واسطے نماز پڑھ مین اسکو

Marfat.com

آخر دن کے واسطے تیرے بیٔے کافی کروںگا (رواہ الترمذی)، اور ابن ابی حاتم نے معاذ بن انس الجہنی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا مین تمھین آگاہ کرون کہ اللہ تعالے نے ابراہیم خلیل کو الذی وفی۔ اسواسطے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام ہر صبح و شام کہتے فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون و له الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظہرون یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی ویحیی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون۔ اور اس حدیث کو ابن جریر نے بھی روایت کیا ہی (ابن کثیر) حسن بصریؒ سے روایت ہی کہ ابراہیم نے ہر حکم کو پورا کیا اور ہر امتحان مین پورے اُترے اور آتش نمرود مین پھینکے جانے کے وقت جبرئیل کی جانب بھی التفات نکیا بعض نے کہا کہ تیس باتین پوری کین جنسے اسلام کامل ہے انمین سے دس کا بیان سورہ توبہ مین ہی التائبون سے آخر تک اور دس کا بیان سورۂ احزاب مین ہی ان المسلمین والمسلمات آخر تک اور دس کا بیان سورۂ مومنون مین ہے قد افلح المومنون سے آخر تک اگر کہو کہ فقط موسیٰ و ابراہیم علیہما السلام کا ذکر کیون ہے جواب یہ کہ یہود و نصاریٰ تو موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے تھے اور اہل عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیروی کے مدعی تھے پس اللہ تعالے نے ایسے مشرک یا مرتد کو جنسے تھوڑی سی اللہ تعالے کی بندگی کی باقی منقطع ہوگیا اُسکو ان دونون پیغمبرون کے صحیفہ سے چار حکم بتلائے مترجم کہتا ہے کہ میری تقریر سے ظاہر ہوا کہ اس آیت مین کسی خاص مشرک مانند ولید وغیرہ کا بیان نہین ہے بلکہ اس قسم کے سب لوگ شامل ہین جنکی یہ صفت ہو کہ تھوڑی سی اتباع کی پھر مرتد ہوگیا یا کسی پیغمبر کو مانا پھر آنے والے پیغمبر سے منکر ہوا جیسے یہودی و نصرانی یا اللہ تعالے کی بندگی کرنے کے بعد بے خوف ہوا اور دوسرے کو اپنے گناہ کا اُٹھانے والا ذمہ دار سمجھ لیا جیسے نصرانیون نے کچھ دنون توحید کے بعد یہ عقیدہ نکالا کہ مسیح ہمارے گناہون کا کفارہ اُٹھانے والا ہے اور جیسے اس زمانہ مین بعضے جاہل مسلمان اپنے عقیدہ خراب کرتے اور مغرور ہوتے ہین کہ کٹے حافظون و ملاؤن کو میت کی طرف سے مال و متاع اس غرض سے دیتے ہین کہ اپنی عبادت مردہ کو دو اور اُسکے گناہ و عذاب تم سمیٹو اور وہ کمبخت منظور کرتے ہین اور دونون گمراہ ہین کیونکہ انکو یہ نہین معلوم ہوا کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید مین چار احکام صاف بیان فرمائے ہین اگر کہا جاوے کہ یہ تو صحف ابراہیم و موسیٰ کے احکام ہین جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ان دونون پیغمبرون کے ذکر سے عرب و یہود و نصاریٰ پر حجت لازم فرمائی ہے اور اہل اسلام سب متفق ہین کہ یہ حکم قرآن مجید مین اس امت پر بھی منصوص ہی یعنے لوگون کے گناہ خود انکی گردن پر ہین اور خود کسیکو یہ اختیار نہین کہ دوسرے کے گناہ اپنے اوپر لاوے اور نفع ثواب مین البتہ اختلاف آویگا اب ہر ایک حکم کا مفصل بیان معلوم کرنا چاہیٔے (اول) کسی جان کو یہ قدرت و اختیار نہین ہے کہ دوسرے نفس کا گناہ اُٹھاوے اس سے ولید مذکور کا قصہ رد ہوگیا کہ جس شخص نے ولید سے مال لیکر اُسکے عوض اُسکے گناہ اپنے اوپر اُٹھا لینے کا ٹھیکہ کر لیا تھا وہ محض باطل ہے اور اس کلام کے معنے یہ ہین کہ خود کسیکو یہ اختیار نہین ہے کہ دوسرے کے گناہ اپنے ذمہ لے لے ہان اگر اللہ تعالے چاہے کہ کسیکے گناہ کسی دوسرے پر ڈالے تو وہ قادر مختار ہے لیکن اللہ تعالے جب ہی ایسا کریگا کہ ان دونون مین کوئی ایسی بات ہو جسکی وجہ سے ایسا کیا جاوے چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث مین ہی کہ میری اُمت مین سے بعضے لوگ پہاڑ برابر گناہ اپنے اوپر لادے ہوے آوینگے پس اللہ تعالے اُنسے یہ گناہ اُتار کر یہود و نصاریٰ پر ڈالدیگا۔ ھ۔ اس حدیث مین معنے یہ ہین کہ یہود و نصاریٰ کی طرف سے ایسی بات ان مسلمانون کے حق مین ہو چکی ہوگی جسکی وجہ سے نصرانی اسکے مستحق ہونگے خطیبؒ نے لکھا کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام سے پہلے لوگون مین یہ معمول تھا کہ جب کسی شخص نے دوسرے پر کچھ ظلم کیا اور مظلوم نے اُسپر قابو نہ پایا تو اُسکے گھر والون مین سے جسکو پاتا اُس سے بدلا لیتا تھا یہانتک کہ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے کی وحی سے اس حرکت سے منع کیا اور صحیفۂ الٰہی سے انکو حکم پہونچا کہ کوئی جان کسی دوسری جان کا گناہ نہین اُٹھائیگی (دوم) انسان کے واسطے اُسیقدر ہے جو اُسنے سعی کی یعنے جیسے حکم اول مین یہ بیان تھا کہ آدمی کو دوسرے کا گناہ [illegible] اسیطرح اسمین یہ ظاہر فرمایا کہ دوسرے کی سعی اُسکو نافع بھی نہین ہوتی ہے بلکہ اپنی ہی سعی نافع ہوتی ہے ہان یہ جاننا چاہیٔے کہ سعی کرنے [illegible]

Marfat.com

جا فقط اپنے ہاتھ پاؤن وغیرہ سے عمل کرنے کو سعی کہتے ہین یا سعی اس سے زیادہ بھی ہے جواب یہ کہ ہان آدمی اگر کسی شخص کو سمجھا دے کہ تو شاہم کو ایک
آواز دیگا تو گاؤن سے لوگ آجاوینگے پس اُسنے ایساہی کیا اور جس قدر شکار گرفتار کیئے اُسمین سے ایک شخص نے بھی جو کچھ پایا وہ اپنی سعی سے پایا اسیطرح
اگر اپنی طرف سے کسی آدمی کو بھیدیا تو بھی اسکی سعی ہے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام شافعیؒ واُنکے تابعین نے اسی آیت سے نکالا کہ قرأت قرآن کا ثواب کسی
مردہ کو پہونچانے سے نہین پہونچتا ہے کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا ثواب ہے اور مردہ نے جو تلاوت اپنی زندگی مین کی ہو وہ اُسکے ساتھ گئی اور
یہان جس شخص نے تلاوت کرکے اُسکو ثواب بھیجا یہ تلاوت کرنے والے کی سعی ہے اور مردہ کی سعی نہین ہے پس مردہ کو نہین پہونچیگی بلکہ تلاوت کرنے والے
کے واسطے رہیگی لہذا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو یہ ترغیب نہین دی کہ قرآن شریف کی تلاوت کرکے اپنے مردون کو بھیجا کرین
اور اس بارہ مین صریح نص سے یا اشارہ سے کچھ نہین فرمایا اور نہ آپ کے اصحاب مین سے کسی صحابی سے یہ بات منقول ہوئی کہ اُسنے تلاوت کا ثواب
کسیکو بھیجا ہو حالانکہ اگر یہ بات ہوتی تو ہمسے پہلے وہ لوگ اس نیکی کو پلتے اگر کہا جاوے کہ یہان قیاس سے ثابت کیا جاتا ہے کہ جیسے صدقہ کا ثواب
جو ہمکو ملا اگر ہمنے وہ کسی میت کو بھیجا تو وہ بالاتفاق پہونچ جاتا ہے اسیطرح تلاوت کا بھی ثواب پہونچیگا جواب یہ کہ ثواب وتقرب کے باب مین قیاس
کو دخل نہین ہے بلکہ شرع کی طرف سے صریح نص درکار ہے اور صدقہ مین یا دعا کرنے مین شرع سے صریح نص موجود ہے اور اہل السنت نے
اجماع کرلیا کہ اگر کوئی شخص اپنے مردہ کے واسطے دعا کرے یا اُسکے واسطے مال کا صدقہ دے تو اسکا نفع وثواب پہونچتا ہے مترجم کہتا ہے کہ حنفیہ مین سے
بھی بعضے اسی کے قائل ہین لیکن جمہور حنفیہ نے کہا کہ تلاوت وغیرہ بدنی عبادت کا بھی ثواب پہونچتا ہے۔ ف۔ اگر کہا جاوے کہ تم کہتے ہو کہ میّت کو
اپنی سعی سے فائدہ ہوتا ہے حالانکہ ابوہریرہؓ کی حدیث مین آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اسکے عمل منقطع ہوجاتے
سوائے تین چیزون کے ایک فرزند صالح جو اسکے واسطے دعا کرے یا دوسرے کوئی صدقہ جو اُسکے بعد جاری رہا یا تیسرے کوئی علم ہو جس سے نفع حاصل
کیا جاوے (رواہ مسلم) تو معلوم ہوا کہ ان چیزون سے بھی نفع ملتا ہے حالانکہ انمین سے کوئی عمل اُسنے خود نہین کیا ہے جواب یہ کہ کیون نہین کیا بلکہ
درحقیقت یہ چیزین اُسکی سعی وکوشش کا نتیجہ ہے چنانچہ فرزند کی نسبت حدیث مین صریح منصوص ہے کہ آدمی کا فرزند اُسکی کمائی سے ہے (صحیح) اور
صدقۂ جاریہ جیسے وقف وغیرہ یہ خود اُسکے کام کا اثر ہے اور اللہ تعالےٰ نے صریح فرمایا۔ انا نحن نحی الموتی ونکتب ما قدموا وآثارہم الآیہ۔ یعنے مُردونکو ہمین
زندہ کرینگے اور جو کچھ اُنھون نے پہلے بھیجا اُسکو اور اُنکے آثار کو ہم لکھتے ہین۔ ف۔ رہا علم تو ظاہر ہے کہ جو علم اُسنے پھیلایا تھا مثلاً اُسنے کسیکو پڑھایا اور
اُسنے دوسرونکو پڑھایا یا وعظ کہا یا مانند اُسکے کوئی کتاب تصنیف کی جس سے مسلمانون کو نفع ہوا تو یہ سب خود اُسی کا کیا ہوا ہے اور حدیث مین آیا کہ
جس شخص نے نیک راہ کی ہدایت کی تو جن لوگون نے اسکا کہنا مانکر نیک راہ اختیار کی اُنکو اپنے ثواب ملینگے اور اُنکے ثواب کے مثل اس شخص کو بھی ثواب
ملیگا بدون اسکے کہ اُنکے ثواب مین سے کچھ کمی ہو (ابن کثیرؒ) سراج مین ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا کہ انسان کے واسطے وہی ہے جو اُسنے سعی کی۔ ف۔ تو
لازم ہوا کہ آدمی حق کو پہچانے تاکہ اُسکے واسطے کوشش کرے اور مومنین آپسمین اگر ایک دوسرے کے واسطے دعا کرتے ہین اور انکی دعا کا اثر پہونچتا ہے
جنکو ثواب پہونچا یہ اُسکی سعی کا ثواب ہے کیونکہ جب وہ ایمان لایا اور اس قابل ہوا تب ہی اس شخص نے اسکے واسطے دعا کی اسیطرح اگر کسی نے دوسرے
کی طرف سے حج کیا تو بھی اُسکو ثواب پہونچتا ہے جیسے صدقہ وعلم ودعاے فرزند سے فائدہ پہونچتا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کیطرف
سے قربانی کی چنانچہ صحیح مین یہ حدیث روایت ہے اور اسی اصل سے ثابت ہوا کہ دوسرے کی طرف سے صدقہ دینا جائز ہے اور اسیطرح تلاوت وغیرہ سے
جو حاصل ہوا ہے وہ کسیکو ہدیہ بھیجنا بھی اسی اصل سے نکالا ہے پس اس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ آدمی کو وہی حاصل ہوتا ہے جو سعی کرے اسکے معنے یہ
نہین ہیکہ اپنے ہاتھ سے جو کام کیا ہے وہی حاصل ہوگا بلکہ جو کام خود کیا یا نیک کام کا سبب نکالا یا نیک راہ نکالی یا خود اپنے آپ کو ایمان کی لیاقت کا

Marfat.com

کر لیا تو یہ سب اسکی سعی و کوشش مین داخل ہے اور بعض لوگون کو تردد پیش آیا حتی کہ ابن عباسؓ و عکرمہ سے روایت کیا گیا ہے کہ یہ ان آیات مین سے جو
یعنے صحیفہ موسیٰ و ابراہیم مین تھا کہ آدمی کے واسطے وہی ہے جو سعی کرے یہ فقط انھین کی قوم کے واسطے تھا اور اس اُمت مین منسوخ ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ
نے فرمایا۔ الحقنا بھم ذریاتھم۔ یعنے مؤمنین کاملین کی ذریات مین سے جو اُنکے تابع رہے تو ایسی اولاد و ذریات کو ہمنے انھین مومنین کاملین کے ساتھ ملا دیا
ھ۔ پس ثابت ہوا کہ مومنین کی صلاحیت و نیکوکاری سے اُنکی ذریات کو نفع پہونچا مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی ذریات کا کیا ہوا ہے کیونکہ آیت مین یہ شرط
ہے کہ ذریات دین حق پر ہون پس ایمان لانے سے انکو یہ مرتبہ حاصل ہوا اور اسیطرح صالحین نے صلاحیت سے یہ فضل پایا کہ اُنکی ذریات کو اللہ تعالےٰ
نے اُنکے ساتھ ملا دیا پس نسخ کی کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی ہے اور عکرمہؒ نے یہ دلیل پیش کی کہ ایک عورت نے ایک بچہ کو پیش کیا کہ یا رسول اللہ کیا
اسکے واسطے حج ہے آپ نے فرمایا کہ ہان اور تیرے واسطے ثواب ہے اس سے معلوم ہوا کہ طفل کے فعل سے عورت کو ثواب ملا تو معلوم ہوا کہ اس اُمت کے
لیئے یہ حکم ہے کہ جو کام خود کرین اسکا ثواب پاوین اور جو کام کوئی دوسرا انکے لیئے کردے اسکا ثواب بھی پاوین اسیطرح ایک شخص نے عرض کیا کہ میری
والدہ نے اچانک قضا کی اور کچھ خیرات کی وصیت نہ کرنے پائی پس اگر مین اسکی طرف سے صدقہ کرون تو کیا اسکو ثواب ملیگا آپ نے فرمایا کہ ہان۔ ھ۔
مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے اسطرح استدلال کیا کہ فرزند کی خیرات سے مان کو ثواب ملا پس دوسرے کے فعل سے آدمی کو ثواب ملنا اس اُمت کے
لیئے ثبوت ہے مترجم کہتا ہے کہ اس مقام پر حاصل یہ ہے کہ ایسی صورتون سے بالاجماع ثواب ملتا ہے خواہ یہ اسی اُمت کی خصوصیت ہو یا ہمیشہ سے یہی
حکم ہو کیونکہ والدہ کو فرزند کی خیرات سے ثواب ملا تو یہ اس عورت کا کیا ہوا ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ حدیث صحیح مین صریح موجود ہے کہ آدمی جو رزق
کھاتا ہے اسمین سب سے زیادہ طیب وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھاوے اور فرزند بھی آدمی کی کمائی ہے۔ ھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرزند کے مال سے
جو کچھ کھایا وہ بھی اپنی ہی کمائی کا پھل ہے جیسے کسی نے اپنے جمائے ہوے درخت کا پھل کھایا پس جب فرزند نے والدین کے لیئے صدقہ کیا تو والدین
نے اپنی کمائی کا نتیجہ پایا اسیطرح اگر کسی مسلمان نے دوسرے کے واسطے صدقہ دیا تو یہ بھی میت نے اپنے فعل سے پایا کیونکہ ایمان کی وجہ سے یا بھائی
مسلمان سے خاص محبت کی وجہ سے یہ استحقاق پیدا کر لیا تھا کہ اُسنے صدقہ دیا اور دعا کی خطیبؒ نے سراج مین اسطرح نقل کیا کہ شیخ تقی الدین
ابو العباس احمد بن تیمیہؒ نے کہا کہ جس شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ آدمی کو سوا اپنے عمل کے کچھ نفع نہین پہونچتا ہے اُسنے اجماع کے خلاف کیا یعنے
اجماع مومنین کے طریقے سے راہ گم کر گیا حالانکہ اجماع یہ ہے کہ آدمی کو نفع بوجوہ پہونچتا ہے اور اس گمراہ نے اعتقاد کیا کہ سوائے اپنے عمل کے نفع نہین
ہوتا اور اسکا یہ قول بہت وجہ سے غلط و باطل ہے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ آدمی کو دوسرے کی دعا سے نفع حاصل ہوتا ہے حالانکہ یہ غیر ہی کے کام سے انتفاع
ہو مترجم کہتا ہے کہ اسم تحیت یعنے سلام کے بھی یہی معنے ہین پس اگر آدمی کو دوسرے کے سلام سے کچھ نفع نہو تو یہ فعل رائگان ہو حالانکہ ایسا خیال کرنا محض غلط
بلکہ ضلالت ہے **دلیل دوم** یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم محشر کے سب لوگون کے لیئے شفاعت کرینگے کہ انکا حساب لے لیا جاوے یعنے یہ شفاعت
قبول ہوگی تو سب نے آپ کے فعل سے نفع پایا پھر اسکے بعد آپ شفاعت فرماوینگے کہ جنتی بندون کو جنت مین جانے کی اجازت عطا ہو پھر اسکے بعد
آپ شفاعت کرینگے تاکہ جہنم مین جو بندے بوجہ کبیرہ گناہون کے گرفتار ہین انکو نکالنے کی اجازت عطا ہو اس سے ظاہر ہے کہ ان سب کو آپ ہی کے
فعل سے نفع حاصل ہوا ہے **دلیل سوم** یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بھی ہر پیغمبر و ولی کے واسطے شفاعت دی گئی ہے تو جو لوگ کہ
انکی شفاعت سے نجات پاوین وہ غیر کے کام سے نفع پاوینگے **دلیل چہارم** یہ کہ زمین والون کے لیئے فرشتے دعا کرتے و مغفرت مانگتے ہین تو انکے عمل
سے زمین والے نفع اُٹھاتے ہین مترجم کہتا ہے کہ شیخؒ نے آیت قدسی کی جانب اشارہ کیا جسمین صریح منصوص ہے کہ ملائکہ مقربین ایمانداروں کے لیے دعا کرتے ہین اور
اسمین تاویل کرنا گمراہ آدمی کا کام ہوگا کیونکہ آیت کے صریح یہی معنے ہین **دلیل پنجم** یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ محض اپنی رحمت و فضل سے جہنم سے

Marfat.com

نکالیگا جنھون نے کبھی خیر نہین کی تو ثابت ہوا کہ بغیر عمل کے انھون نے یہ نفع پایا مترجم کہتا ہے کہ حدیث صحیحین وغیرہ مین صریح یہ بات ثابت ہی اور بعضے ہین کہ ایک جم غفیر عوام ہین کہ انھون نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو سچے دل سے کہا تھا لیکن ایسے شہوات مین منہمک ہوے کہ کبھی اُنھون نے کوئی نیک کام نہین کیا حتی کہ انبیا و اولیاء و ملائکہ انکے واسطے شفاعت بھی نہین کرینگے بلکہ انبیا و اولیا انکو نہین پہچانینگے کہ یہ مسلمان ہین جیسے اکثر دیہات مین بہتیرے مسلمان نہین پہچان پڑتے کہ یہ کون ہین حتی کہ غالب گمان مین ہندو معلوم ہوتے ہین حالانکہ یہ لوگ دل سے سچ مانتے ہین کہ لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ اور جہنم مین اللہ تعالے انکے حال سے آگاہ ہے پس سب کے بعد اللہ تعالے اپنے فضل و کرم سے انکو آزاد فرماویگا **دلیل ششم** یہ ہے کہ مومنون کی اولاد اپنے باپ دادون کے نیک اعمال کی وجہ سے جنت مین لائے جاوینگے اور یہ بھی انکو غیر کے عمل سے نفع حاصل ہوا **دلیل ہفتم** یہ ہے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسیٰؑ و خضرؑ کے قصہ مین دو یتیمون کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ ان دونون کا باپ ایک مرد صالح تھا اسکی صلاحیت کے طفیل سے اللہ تعالے نے اُسکی اولاد کو محفوظ فرمایا اور انکے لیئے دیوار قائم رکھی اور ظاہر ہے کہ ان دونون طفل بچون کے پاس کام نہ تھا بلکہ انھون نے اپنے باپ صالح کی برکت و اس کی صلاحیت سے یہ نفع پایا **دلیل ہشتم** یہ ہے کہ میت کو نفع پہونچتا ہے جب اسکے واسطے صدقہ دیا جاوے یا اسکی طرف سے بردہ آزاد کیا جاوے اور یہ صریح حدیث اور اجماع سے ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ یہ غیر کے عمل سے میت کو نفع ہوا **دلیل نہم** یہ ہے کہ فریضۂ حج اگر میت پر باقی تھا اور اُسنے اپنی طرف سے ادائے حج کی وصیت کی تو ولی کے اسکی طرف سے حج کرنے سے فریضۂ حج اسکے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور یہ حدیث سے بطور مشہور ثابت و برابر معمول ہی اس سے ثابت ہوا کہ غیر کے عمل سے انتفاع حاصل ہوا **دلیل دہم** یہ کہ کسی نے حج کرنے کی نذر کی یا روزہ رکھنے کی نذر کی اور مر گیا بدون اسکے کہ نذر ادا کرے پھر دوسرے نے اسکی طرف سے ادا کی تو نص حدیث سے اسکے ذمہ سے نذر اُتر جاویگی اور یہ غیر کے کام سے انتفاع حاصل ہوا مترجم کہتا ہے کہ روزہ کے مسئلہ مین شیخ ابن تیمیہؒ نے حنبلی اصول پر استدلال کیا کیونکہ امام ترمذی وغیرہ کی حدیث سے یہ ثبوت ہوتا ہے کہ جو کوئی مرے اور اسپر روزہ ہو تو ولی اُسکی طرف سے روزہ رکھے اسکی اسناد صحیح ہے اور اس سے ظاہر یہی ہے کہ ولی روزہ رکھے اور اسکو امام احمدؒ نے اختیار کیا ہے اور حنفیہ وغیرہ نے تاویل کی کہ ولی کفارہ دیدے اور یہ تاویل اُسوقت جائز ہوگی جب یہ ثابت ہو جاوے کہ حدیث مین منع ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی طرف سے نماز نہ پڑھے اور نہ روزہ رکھے اور اگر یہ ممانعت ثبوت نہو تو حدیث صحیح کو بدون تاویل کے لینا واجب ہے فافہم بہرحال حج کے مسئلہ مین اجماع ہے تو ثبوت ہوا کہ غیر کے عمل سے انتفاع حاصل ہوتا ہے **دلیل یازدہم** کی تقریر موافق حدیث صحیحین وغیرہ کے یہ ہے کہ ایک شخص قرضدار تھا اور ادائے قرضہ سے پہلے مر گیا اور ابتدا مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب میت کو نماز کے لیئے حضور مین لاتے تو آپ فرماتے کہ اسپر قرضہ ہے کہ نہین ہے اگر کہا جاتا کہ نہین تو اسپر نماز پڑھتے ورنہ لوگون سے فرماتے کہ تم اسپر نماز پڑھ دو اور خود نہین پڑھتے تھے جب اس میت کو پوچھا تو قرضہ بیان کیا گیا پس آپ نے نماز سے انکار فرمایا حتی کہ ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نماز پڑھ دیجیئے اور اسکا قرضہ مجھپر ہے پس آپ نے ابو قتادہؓ سے فرمایا کہ بشرط ادا یعنے جو قرضہ اپنے اوپر لیا تو اس شرط سے کہ اسکو ادا کرو ابو قتادہ نے عرض کیا کہ جی ہان ادا کرنے کی شرط سے ضامن ہون یہ ابن خزیمہ کی صحیح مین ہے پس آپ نے نماز پڑھی اس سے معلوم ہوا کہ میت مذکور نے ابو قتادہؓ کے فعل سے نفع پایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فعل سے اسکی کھال ٹھنڈی ہوئی اسیطرح دوسرے شخص میت کا قرضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ادا کیا اسکو بھی انتفاع حاصل ہوا **دلیل دوازدہم** کی تقریر یہ ہے کہ مسجد مین ایک شخص آیا اور جماعت ہو چکی تھی اُسنے نماز چاہی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ایسا کوئی شخص ہے جو اسکو صدقہ دے پس ایک نے اسکو نماز پڑھائی بعض روایت مین ہے کہ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسکو جماعت پڑھائی اس سے ثابت ہوا کہ تنہا پڑھنے سے جماعت کا ثواب دوسرے کے سبب اسکو حاصل ہوا مترجم کہتا ہے کہ بعض نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اسکو فرض پڑھائی اور خود فرض پڑھ چکے تھے اور بعض نے کہا کہ وہ بالکل

مبتدی تھا تو ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کی اقتدا مین وہ اللہ اللہ کرتا رہا اور طریقہ جان گیا کیونکہ اسکو نماز بالکل نہین آتی تھی اور قراءت [illegible]
اسیواسطے ابو بکرؓ امام ہوے ورنہ وہ خود امام ہوتا بہرحال یہ بات ثبوت ہے کہ غیر کے صدقہ سے اسکو یہ ثواب ملا مترجم کہتا ہے کہ [illegible]
بھی اگرچہ صدقہ کا لفظ صریح نہین ہے لیکن معنے یہی موجود ہین کہ امام کو اپنے مقتدیون سے اور مقتدیون کو امام سے یہ انتفاع حاصل ہوا اور دنیاوی [illegible]
کاروبار مین بھی آدمی کو غیر کے فعل سے نفع دنیا حاصل ہوتا ہے یعنے فعل سے نتیجہ ملتا ہے اسیطرح فعل غیر سے نتیجہ آخرت ملتا ہے کیونکہ فعل کے ساتھ نتیجہ دنیا [illegible]
آخرت لازم ہے پس دونون یکسان ہین لیکن مترجم کو پہلے شیخ کی تقریر ختم کرنا چاہیئے کیونکہ ایسی تقریر نہیں [illegible]
اگرچہ نص سے نکلی لیکن اس سے نصی دلیل بہتر ہے دلیل سیزدہم یہ ہے کہ اگر کسی شخص پر بہت لوگونکے قرضے ہون یا کسی کا قرضہ ہو پھر کوئی اجنبی شخص اپنی
خوشی سے اس قرضدار کی طرف سے اسکا قرضہ اسکے قرضخواہون کو ادا کردے تو قرضدار کی گردن چھوٹ جائیگی اور وہ بری الذمہ ہوجائیگا پس اجنبی
کے فعل سے اسکو نفع حاصل ہوا اور یہ زندہ مین خود مشاہدہ ہے اور میت کو بھی چھٹکارا ہوتا ہے چنانچہ حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے دلیل یازدہم مین صریح
ثبوت ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ علمائے کے علم مین ہے کہ اگر کسی ظالم نے قرضہ نہ دیا حتی کہ مرگیا پھر اسکی طرف سے کسی نے دیا تو ظالم پر مظلمہ
باقی ہے جواب یہ ہے کہ مظلمہ اسوجہ سے باقی ہے کہ جس شخص کے پاس ادا کرنے کے لائق موجود ہو اور وہ ادا نہ کرے تو یہ ظلم ہے اور ظالم مذکور نے اسی طور پر روکا تھا
پس نادہندگی کا وبال باقی رہا اور سوائے اسکے یہ کسی عالم نے نہین کہا کہ جو قرضہ اسکی طرف سے ادا کیا گیا وہ ادا نہین ہوگا اگرچہ شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری
رحمہ اللہ تعالے نے اسکے متعلق دوسری راہ سے ایک مضمون بیان کیا ہے جو اپنے موقع پر آویگا فافہم بالجملہ غیر کے ادا کرنے سے قرضدار کو نفع حاصل ہوا کہ وہ
بری الذمہ ہوگیا دلیل چہاردہم اگر کسی شخص کے ذمہ لوگون کے مظلمہ وحقوق ومطالبات ہون پھر حقوق کے حقدارون نے اسکو معاف وحلال کردیا
تو اسکو یہ نفع حاصل ہوا کہ اسکے ذمہ سے مواخذہ جاتا رہا اور یہ مظلمہ ساقط ہوگئے دلیل پانزدہم یہ ہے کہ علم ماثور ومنقول مین ثابت ہے کہ نیک پڑوسی سے دنیا
وآخرت مین نفع حاصل ہوتا ہے اس سے ظاہر ہے کہ غیر کے فعل سے آدمی کو فائدہ ملتا ہے دلیل شانزدہم کا بیان یہ ہے کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جو قوم
کہ اللہ تعالے کی یاد کے لیئے بیٹھے اُنکو ملائکہ گھیر لیتے ہین اس تمام حدیث مین یہ مضمون ثابت ہے کہ ملائکہ جب اللہ تعالے کے حضور مین جاتے ہین تو اللہ تعالے
اپنے بندون کا حال پوچھتا ہے حالانکہ اللہ تعالے خوب جانتا ہے پھر بعد بیان ملائکہ کے فرماتا ہے کہ تم شاہد ہو کہ ہمنے ان بندون کو بخشدیا پس ملائکہ عرض کرتے
ہین کہ اے رب انمین ایک اجنبی شخص بھی تھا جو انمین سے نہین تھا بلکہ وہ اپنے مطلب سے ادھر آیا اور انمین بیٹھ گیا تھا اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسکو بھی بخشدیا
کیونکہ اللہ تعالے کی یاد کرنے والی قوم ایسی ہے کہ جو انکے پاس بیٹھا وہ بھی محروم نہین رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اسکو انھین کی وجہ سے یہ رحمت ومغفرت
حاصل ہوئی اگر کہا جاوے کہ آخر وہ بھی انھین مین بیٹھا تھا تو اپنے فعل سے بخشا گیا جواب نہین بلکہ ملائکہ نے صریح کہا کہ وہ انمین سے نہ تھا بلکہ دوسری
نیت سے آیا تھا اور معلوم ہے کہ الاعمال بالنیات یعنے نیت ہی پر کام کا مدار ہے بلکہ حدیث کے آخر مین خود فرمایا ہم القوم لایشقی جلیسہم۔ یعنے یہ ایسی قوم ہے
کہ جو انکے ساتھ بیٹھا وہ بھی محروم نہین رہتا ہے اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ ذکر کرنے والا نہ تھا بلکہ فقط انکے ساتھ بیٹھ گیا تھا تو انھین کے طفیل سے بخشا
گیا اور یہی مطلب تھا کہ انھین سے اسکو یہ نفع حاصل ہوا نہ وہ انمین سے تھا اور نہ اسلیئے بیٹھا تھا بلکہ دوسرے کام اور دوسری نیت سے آیا تھا دلیل
ہفدہم کی تقریر یہ ہے کہ بالاجماع میت مسلم پر نماز پڑھنا اور نماز مین میت کے لیئے دعا کرنا ماثور مسنون یعنے واجب طریقہ ہے اور اس سے میت کو انتفاع
ہے تو زندہ کی وجہ سے میت کو نفع حاصل ہوا تو غیر کے عمل سے فائدہ ہوا دلیل ہیزدہم کی تقریر یہ ہے کہ جمعہ جب حاصل ہوتا ہے کہ اجتماع ہو [illegible]
نماز جماعت بھی بدون جماعت کے حاصل نہین ہوتی ہے پس اگر زید کو ثواب جمعہ یا جماعت کی خواہش ہو تو یہ معنے اسکو کبھی حاصل نہ [illegible]
جب تک کہ خالد وبکر ونصر وغیرہ جمع نہون پس ان لوگون کے اجتماع سے زید کو یہ ثواب حاصل ہوا جیسے انمین سے ہر ایک کو بھی [illegible]

قیامت قائم ہو پس معلوم ہوا کہ آپس مین ہر ایک شخص کو دوسرے کی ذات سے یہ نفع حاصل ہوتا ہے تو غیر کے فعل سے نفع ملا مترجم نے اوپر اس دلیل کیجانب
بدلیل ملے سے اشارہ کیا ہے والحمد للہ علی التوافق دلیل نوزدہم کی تقریر بدلیل چند آیات وحدیث ہے ایک یہ کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ ما کان اللہ
لیعذبھم وانت فیھم یعنے اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے پیغمبر کو خطاب فرمایا کہ ان مشرکون کو اللہ تعالے عذاب کرنے والا نہ تھا اس حالت
مین کہ تو انمین موجود ہے ۔ھ۔ یعنے تیرے ہوتے ہوئے ہم ایسا کرنا نہین چاہتے کہ عام عذاب سب پر بھیجدین کیونکہ جب عذاب کسی قوم پر آتا ہے تو
عام طور پر آتا ہے حتی کہ جو لوگ نیک ہوتے ہین وہ بھی بدکارون کے طور پر اس دبا و بلا مین مرجاتے ہین لیکن یہ موت انکے واسطے عذاب نہین ہوتی ہے
بلکہ عین رحمت ہے اگرچہ ظاہر مین دونون کی صورت یکسان ہوتی ہے مثلاً ہیضہ سے دونون مرگیے اور ظاہر مین اصلی معنے کا امتیاز کسی مین بھی
نہین ہے چنانچہ بدکار اگر ہیضہ سے مرا تو بھی یہ نہین معلوم ہوتا کہ عذاب کے کیا معنے ہین حتی کہ کافر انکو اپنی موت کسی وجہ سے ہو کچھ عذاب نہین
معلوم ہوتی ہے الغرض اللہ تعالے کو اول تو اپنے رسول صلعم کو ابھی وفات دینا منظور نہ تھی چنانچہ بشارت عالیہ مین مذکور ہے کہ اللہ تعالے اس پیغمبر
آخر الزمان کو نہین اٹھاویگا یہانتک کہ ٹیڑھی ملت کو ٹھیک راست کرے دوم امر حق کو ظاہر فرمانا منظور تھا یعنے التباس واشتباہ نہ رہے سوم یہ کہ
رسول صلعم کو اللہ تعالے نے رحمۃ للعالمین کیا تھا تو عذاب کا سامنا بھی نہین کیا مشرکین اپنی شیطانیت سے بار بار کہتے کہ تم کہتے ہو کہ اگر مشرک و کافر
رہا کفر نہ چھوڑیگا تو عذاب شدید مین پڑیگا اب تمنے دیکھ لیا کہ کفار مکہ نہین ایمان لائے پس تم اگر سچے ہو تو عذاب لاؤ جس سے تم ڈراتے تھے شیطان نے
لعین احمق کو یہ وسوسہ دلایا کہ اگر عذاب نہ آوے تو جھوٹ ہی اور یہ انکو ہوش نہ آیا کہ مرکر جہنم مین پڑنا کتنی دور ہے اور عذاب عام مانند طوفان نوح
قوم لوط وغیرہ کے آنا کچھ ضروری نہین ہے بالجملہ جب ان مشرکون نے عذاب مانگا تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ اللہ تعالے ان لوگون کو ایسی حالت مین
عذاب کرنے والا نہین ہے کہ تو انمین موجود ہو اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے فی الحال انپر سے عذاب دور ہوا تھا تو آپ
سے انکو یہ نفع ملا مترجم کہتا ہے کہ آپ رحمۃ للعالمین ہین پس کافرون کو بھی آپ کی ذات مبارک سے یہ نفع ملا کہ جب تک آپ مکہ مین تھے قریش کے
مشرکون پر کچھ عذاب نہین آیا بلکہ عذاب عام سے قیامت تک نجات ہے مترجم کہتا ہے کہ اسمین لطیف وجوہ ہین ازانجملہ ایک یہ ہے کہ عذاب عام
مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت پر آیا تھا اسکے معنے یہ ہین کہ نوحؑ جس امت پر بھیجے گئے تھے وہ سب غرق کردی گئی اور اس قوم کی زمین پر ایک
کافر بھی آباد نہ رہا ایسا عذاب فقط سابق مین ممکن تھا جبکہ پیغمبر فقط خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور اب اسکے معنے نہین ہوسکتے کیونکہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام جہان کے واسطے عام ہے پس اگر عذاب عام آوے تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ سب جہان ہلاک کردیا جاوے جیسے نفخ صور سے
ہوگی یہ قیامت ہے پس عذاب عام ہو تو قیامت قائم ہو دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جس قوم کو خاص عذاب بھی کیا اس سے مقصود یہ تھا
کہ جو قوم اسکے بعد ہو اسکو عبرت ہو جیسا کہ قرآن مجید مین یہ معنے صریح منصوص ہین اب ہم دیکھتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی پیغمبر
نہین کہ آپ کے بعد اسکی اُمت کو عبرت ہو ہان اس اُمت کے طبقہ ہین لہذا طبقہ بطبقہ البتہ عبرت کے نشانات ظاہر ہوئے ہین چنانچہ ہمنے اس مضمون
کو ۔۔۔ مین بطور ذیل ملادیا ہے اور یہان اس طویل کلام سے اصل مطلب جاتا رہیگا کیونکہ یہان خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو غیر کے
فعل سے نفع پہونچتا ہے اور منجملہ اسکے دلائل کے انیسوین دلیل مین اول یہ آیت ہے کہ ما کان اللہ الخ یعنے جس حالت مین تو انکے درمیان موجود
ہے عذاب کرنے والے نہین ہین ۔ھ۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی برکت سے انکو یہ نفع ہوا کہ انپر سے عذاب موقوف رہا اسیواسطے
جب ہجرت فرمالی تو بعض صحابہؓ نے جانا کہ اب قریش کی شامت قریب ہے چنانچہ بعد ہجرت مدینہ کے حکم جہاد نازل ہوا دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے
فرمایا ولولا رجال مؤمنون الخ یعنے اگر مومن مرد وعورتین نہوتے تو منافقون کی شامت لائی جاتی اس سے ثابت ہے کہ منافقون سے عقوبت فقط مومنون کے

ایمان سے دفع ہوئی اد مترجم کہتا ہے کہ اس حکم مین ایک عجیب نکتہ ہے یعنے اسوقت تو یہ بات آسان تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی
فلان مرد یا عورت منافق ہے اور اسکو سزا دیدی جاتی لیکن زمانہ مابعد مین یہ شریعت اگر فعل پر جاری ہوتی تو بادشاہ اکثر اوقات ایسے مرد و عورت قتل کیا جاتے
دل مین مسلمان تھے اگرچہ انسے منافقانہ بعض فعل سرزد ہوے اور بارہا وہ منافقون کو شاباش کہتا یہ سمجھکر کہ یہ مومن خالص ہین اس لیئے کہ ظاہر مین دکھلاکر
وہ دھوکا دیتے پس اللہ تعالے نے اپنے مومنین کی رعایت فرمائی واللہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ الصلوۃ والتحیۃ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ولولا
دفع اللہ الناس الخ یعنے اگر اللہ تعالے ایسا نہ کرتا کہ آدمیون مین سے بعض کو بعض سے دفع کرے آخر تک۔ ھ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے بعض بندون کے
فعل سے دوسرون سے عذاب دور فرماتا ہے تو بعض سے دوسرون کو نفع ہوا **دلیل ششم** یہ ہے کہ صدقہ فطر آدمی پر اپنی اولاد صغیر کی طرف سے بھی واجب
ہے یعنے مسلمان عاقل بالغ آزاد تو انگر پر واجب ہے کہ رمضان کے بعد عید کے روز نماز سے پہلے صدقۃ الفطر نکالے اور وہ اپنی طرف سے ادا کرے اور
صغیر اولاد و عیال کی طرف سے بھی ادا کرے پس جنکی طرف سے یہ صدقہ دیا گیا انکو نفع آخرت ملیگا باوجودیکہ انھون نے اسمین کچھ سعی نہین کی تو معلوم ہوا کہ
آدمی کو بغیر سعی دوسرے کے عمل سے بھی ثواب و نفع ملتا ہے **دلیل بست و نہم** یہ ہے کہ اگر مسلمان مجنون کے پاس مال ہو یا طفل کے پاس ہو تو اسمین سے
زکوۃ نکالی جائیگی اور ان دونون کو ثواب بھی ملیگا حالانکہ انھون نے کچھ سعی نہین کی ہے اگر کہا جاوے کہ مجنون نے مال کیونکر حاصل کیا جواب یہ کہ مثلاً
ابتدا مین ہوش تھا اور بعد کمائی کے مجنون ہوا ہے یا مثلاً ایک مرد متمول نے انتقال کیا اور اسکا وارث مجنون ہے یا طفل ہے تو انکو مال حاصل ہو گیا
شیخؒ نے کہا کہ جسنے علم نبوت مین غور کیا تو اسکو اسقدر دلائل اس مسئلہ کے واسطے ملینگے جنکا شمار نہین ہو سکتا اور سب سے یہ ظاہر ہوگا کہ آدمی کو بغیر اپنی
سعی کے بھی نفع حاصل ہوتا ہے پھر کیونکر اس آیت کی تفسیر برخلاف صریح دلائل کتاب و سنت و اجماع اُمت لکھی جاوے۔ (ھ) خطیبؒ نے سراج مین یہ
قول شیخ ابن تیمیہؒ نقل کیا اور صاحب فتح البیان نے بھی اسکے مثل نقل کیا ہے یہ کلام جید لطیف ہے اور اس کلام مین بعض دلائل سے یہ بھی ثبوت ہوتا ہے
کہ آدمی اگر اپنے عمل صوم و صلوۃ مین سے دوسرے کو دے تو وہ پہونچیگا لیکن ہمنے اسمین اختلاف سابق مین بیان کیا ہے اب دوبارہ اصل آیت کیطرف
رجوع کرنا چاہیے جسمین ارشاد ہے کہ یہ چار باتین صحف ابراہیم و موسیٰ مین بھی مذکور تھین اول یہ کہ کوئی جان دوسری جان کا گناہ اُٹھانے والی نہین ہے
دوم یہ کہ آدمی کے لیئے وہی ہے جو اُسنے سعی کی اسکی تاویل مین معتزلہ وغیرہ کا یہی قول ہے کہ میت کو نفع نہین پہونچتا اور یہ باطل خلاف متواتر ہے اور اہل السنۃ
نے کہا کہ ہان پہونچتا ہے پھر اہل السنۃ مین سے بعض نے کہا کہ آدمی کی شایستگی اختیاری ہو یا بے اختیاری ہو اسکی سعی مین سے ہے جیسے بچہ آدمی کی کمائی ہے
لیکن یہ قول بتکلف شدید ہے اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ ثواب نہ پہونچنا فقط اگلون کی شرع تھی اور ہماری شریعت مین منسوخ ہے بعض نے کہا کہ نہین
بلکہ یہ حکم کافرون کے حق مین ہے خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ لیس للانسان الا ما سعی مین انسان سے عام مراد ہے خواہ کافر ہو یا مومن ہو لیکن یہ ضرور ہے کہ
حق کی راہ معلوم کرے تاکہ اسکے لیئے سعی کرے مترجم کہتا ہے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ آدمی کوئی ہو اسکو وہی حاصل ہوگا جو اُسنے سعی کی ہے پس اگر باطل یعنے کفر و
شرک کی سعی کی تو یہی اسکے لیئے ہے اور اگر حق کی سعی کی تو اسکے لیئے حق ہے پس یہ انحصار حق و باطل مین ہے حتی کہ جسنے باطل دوزخ کے لیئے سعی کی اسکو جنت و
نعمت نہین مل سکتی ہے الغرض اس سے یہ مراد نہین ہے کہ آدمی جو کچھ اپنی ذات سے کر گیا فقط وہی پاویگا جیسا کہ بعضے لوگون نے گمان کیا ہے حالانکہ شیخ
ابن تیمیہؒ نے جو دلائل کثیرہ بیان کیئے اُنسے یہ گمان دھو گیا بلکہ شیخؒ نے کہا کہ علم قرآن و حدیث مین جسنے غور کیا اسکو اس کثرت سے ہمارے قول کے دلائل
ملینگے جنکا شمار نہین ہو سکتا ہے پھر کیونکر خلاف قرآن و حدیث کے آیت کی تفسیر ہو سکتی ہے اور اوپر معلوم ہوا کہ جب کسی بندے نے ایمان لاکر ہمسے موافقت
کی تو اُسنے اپنے فعل و سعی سے ہمسے محبت پیدا کی تو اسکے حق مین ہمنے جو کچھ دعا کی یہ اسکے سعی کا نتیجہ ہے کیونکہ ہمکو حدیث مین ارشاد ہے کہ جسنے اپنے بھائی مومن کے
لیئے دعا کی تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ تیرے لیئے بھی اسکے مثل ہے اس ثواب کے لیئے ہمنے اپنے بھائی کے حق مین دعا کی کیونکہ وہ ایمان لا کر اتفاق

…الت د چند سے زیادہ ملا بعض نے کہا کہ آیت مین یہ مراد ہے کہ کافر آدمی نے جو کچھ کیا وہ اسکے لیے دنیا مین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہی تفسیر ٹھہرانا محض
…ہے بلکہ آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کیونکہ مثلاً کافر نے کچھ صدقہ دیا تو ضرور ہے کہ یہ اسکو حاصل ہو اور صدقہ ایسی چیز نہین ہے جو جہنم مین حاصل ہو
…لہٰذا دنیا مین دیدیا جائیگا اور یہ بات صریح نص سے بھی ثابت ہوتی ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق نے ایک وقت مین
…عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو اپنی قمیص دی تھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا عوض دیدیا اگر کہا جاوے کہ تم کہتے ہو کہ کافر کے ایسے عمل
…مثلاً صدقہ وغیرہ کے بھلائی کی راہ رکھتے ہین وہ اسکو دنیا مین دیدئے جاتے ہین اور آخرت کے لیئے نہین رہتے ہین حالانکہ اللہ تعالے نے آگے آیت مین
…بیان فرمایا۔ وان سعیہ سوف یری۔ یعنے یہ بات بھی صحیفہ ابراہیم و موسیٰ مین مذکور ہے کہ آدمی اپنی سعی و کمائی کو عنقریب دیکھیگا۔ ھ۔ حالانکہ تمھارے قول
کے موافق صدقہ وغیرہ مٹ گیا پھر کیا دیکھیگا۔ جواب یہ ہے کہ ہمنے یہ نہین کہا کہ وہ عمل بالکل مٹ جاتا ہے بلکہ دنیا مین اسکی نیکی کا بدلا نیک مل جاتا ہے
…بلکہ حکمت الٰہی مین ہو تو فقط یہ بدلا اسکو ملا اور عمل باقی ہے اگر اعتراض ہو کہ اچھا تمنے دنیا مین اسکا بدلا کہا حالانکہ اللہ تعالے نے اسکے آگے فرمایا۔ ثم یجزاہ الجزاء
الاوفی۔ یعنے پھر آدمی اسکی جزا بھر پور دیا جائیگا۔ ھ۔ دیکھو اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو آخرت مین پوری جزا ملیگی جواب یہ کہ ہمنے کچھ خلاف نہین کہا بلکہ تمنے
…غور نہین کیا ہے اب غور سے سنو کہ ہر عمل کے واسطے ایک ذات ہوتی ہے اور دوم عمل کرنے کا طریقہ و عامل کی نیت ہوتی ہے پس بعض عمل کی ذات بد تر ہے
…جاتا ہے عامل کی نیت نیک ہو مثلاً ایک کافر عورت کے خاوند نہین ہے اور وہ اپنی ہجولیون کو دیکھکر چاہتی تھی کہ مین بھی حظ شہوت اُٹھاؤن اور مرد نہونے سے
…غمگین تھی پس ایک مرد کافر نے اسکے ساتھ زنا کیا اس نیت سے کہ یہ بھی اپنی خوشی پاوے تو یہ گناہ قبیح ہے اور اسکی نیت کا کچھ فائدہ نہوگا دوم یہ کہ بعض عمل اپنی
ذات سے کچھ نہین ہے بلکہ نیت پر ہے مثلاً کسی نے اپنی زوجہ کے ساتھ اُسکی خوشی کے لیئے یہ کام کیا یا فرزند کی نیت کی تو ثواب ہے ورنہ کچھ نہین ہے سوم یہ کہ بعض
عمل خود نیک ہوتا ہے تو وہ ہمیشہ نیک ہے اب کرنے والے کو دیکھا جاوے وہ اپنی نیت کا ثواب یا عذاب علحدہ پاویگا مثلاً صدقہ دینا ہر حالت مین نیک کام
ہے تو اسکا بدلا ہمیشہ نیک ہے پھر اگر کسی نے آخرت کے لیئے ایمان حق کے ساتھ یہ کام کیا تو دنیا مین قدر ضرورت پاویگا اور باقی آخرت مین پورا مع فضل کے ملیگا
جیسے مومنون کے لیئے عوام مین مشہور ہے کہ وہ در دنیا و نشر در آخرت یہ عوام کی بولی ہے بہرحال یہ مومن کے لیئے ہے کہ کام بھی نیک اور نیت بھی صحیح ہے اور
اگر کسی شخص کو حق ایمان نہین حاصل ہے جیسے یہود و نصاریٰ یا وہ مشرک ہے جیسے مجوس وغیرہ تو اسکی نیت دنیا و شرک ہے پس اسکے صدقہ مین دو رُخ ہین
ایک یہ کہ نیت اور دوم عمل پس عمل تو اپنی ذات سے نیک ہے اور نیت اسکی محض شرک و باطل ہے لہذا اُسکو دنیا مین اسکا بدلا مل جائیگا جبکہ موافق حکمت ہو
اور آخرت مین یہی عمل محض خالی مع اسکی نیت کے باقی ہے تو وہان اس سے سوال ہوگا کہ یہ کام تونے دنیا و شرک کے واسطے منحرف ہو کر کیا تھا آخر اسپر سزا پاویگا
…اسکو پوری جزا ملجائیگی یعنے اسمین زیادتی نہوگی برخلاف مومن کے کہ اُسنے رضائے الٰہی و آخرت کے لیئے بھی کیا تھا تو اسکے ثواب مین کمی نہوگی بلکہ پوری جزا
پائیگی یہ تحقیق جو اللہ تعالے نے مترجم کو الہام فرمائی ہے حفظ رکھنا چاہیئے تاکہ سمجھ کے ساتھ اسکے فوائد و نتائج حاصل ہون اور منجملہ نتائج کے یہ ہے کہ اہل اسلام اپنے
اخلاق و اعمال کو موافق مکارم اخلاق کے سخاوت و شجاعت و صدق و دیانت و عدل و موافقت پر لاوین تاکہ دنیا مین اور دین مین سرفراز و سرسبز ہون
…ایسے اعمال اختیار کرین جو اپنی ذات مین نیک ہون اور نیک نیتی سے بلند ارجمند ہو جاوین اور کافرون کے اعمال دیکھکر اُنسے نتیجہ نکالین کہ کیا انجام ہوگا اور
…یاد رہے کہ دنیاوی سلطنت چونکہ اللہ تعالے کے نزدیک بے قدر ہے تو یہ کافر و مومن سب کو دی جاتی ہے بشرطیکہ عدل ہو لہذا مشہور ہے کہ ظلم سے سلطنت
…جاتی ہے اگرچہ ظالم مسلمان ہو اور کفر سے رہتی ہے جبکہ انصاف ہو اور ظلم وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اس دنیا مین فساد قرار دیا ہے فافہم واضح ہو کہ ان آیات
…علوم و معارف جمع فرمائے جو صحف ابراہیم و موسیٰ مین نازل ہوے تھے اگر کہا جاوے کہ یہان یہ بھی مذکور ہے کہ ہر شخص اپنی سعی کو عنقریب دیکھیگا سعی
…اعمال ہین اگر نیک ہون تو نیک دیکھیگا اور اگر بد ہون تو بد دیکھیگا اور ہر ایک کے موافق جزا و سزا پاویگا پھر دیکھنے سے کیا مراد ہے جواب مین بعض نے

Marfat.com

کہا کہ یہ محاورہ معروف ہے چنانچہ دنیا مین کہتے ہین کہ تم یہ کام کئے جاؤ عنقریب دیکھوگے یعنے جو کچھ اُسکا نتیجہ ہے وہ تمھارے سامنے آ جائیگا
کہا کہ یہ دنیاوی نظر ہے اور دنیا مین بیشک آدمی کو اعمال کی صورت نظر نہین آتی ہے اور حقیقت مین انکے واسطے صورتین ہین نیک اعمال کی صورتین
خوبصورت ہین اور بد اعمال کی قبیح ہین اور قبر مین بندہ مومن اپنے نیک اعمال سے مانوس وخوش ہوگا چنانچہ حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہوئی ہے
کافر اپنے قبیح اعمال کی صورتون سے بہت غمناک وپریشان ہوگا خطیبؒ نے لکھا کہ اگر نیک عمل ہوگا تو خوبصورت شکل مین نظر آویگا شیخ رازیؒ نے
کہا کہ ہمارے مذہب کے موافق اسمین کچھ مشکل نہین ہے کیونکہ جو چیز موجود ہے اسکا دیکھنا ممکن ہے اور اللہ تعالے مین سب قدرت ہے کہ بندے کے
افعال کو اعادہ کرے تو نظر آوین۔ ہ مترجم کہتا ہے کہ یہ خیالات متکلمانہ ہین اور اعادہ کرنے سے صرف یہی ہیأت نماز کی قیام ورکوع وسجود نظر آوینگے
اور اہل معرفت کے نزدیک انکے واسطے نورانی صورتین ہین شیخ سیوطیؒ نے بدور السافرہ مین لکھا کہ محققین اہل الحق کا یہی قول ہے مترجم کہتا ہے کہ
احادیث صحیحہ مین صریح آیا ہے کہ نماز آویگی اور روزہ آویگا اور مانند اسکے انکا آنا وکلام کرنا صریح ہے اور اہل معرفت کو اسمین کچھ اشکال نہین ہے اور
مترجم نے اسی تفسیر مین بہت جگہ ان احادیث کو ترجمہ کیا ہے واللہ تعالے ہو الموفق قال تعالے

وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۙ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۙ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۙ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ
اور یہ کہ تیرے رب تک پہونچنا اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رُلاتا اور یہ کہ وہی ہے مارتا اور جلاتا اور یہ کہ اُسنے بنایا جوڑا نر
وَالْاُنْثٰى ۙ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۙ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۙ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ
اور مادہ ایک بوند سے جب ٹپکائی اور یہ کہ اُسپر لازم ہے دوسرا اُٹھانا اور یہ کہ اُسنے دولت دی اور پونجی اور یہ کہ وہی ہے رب
الشِّعْرٰى ۙ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ۙ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰى ۙ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ
شعریٰ کا اور یہ کہ اُسنے کھپا دیے عاد اگلے اور ثمود پھر باقی نچھوڑا اور نوح کی قوم اس سے پہلے وہ تو تھے اور بھی ظالم اور
اَطْغٰى ۙ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۙ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ۝
شریر اور اُلٹی بستی کو ٹپکا پھر اُسپر چھایا جو چھایا تو اب تو کیا کیا اپنے رب کی نشانی جھٹلاوے گا

ان آیات کا عطف بھی آیات سابقہ پر ایک ہی طرز سے ہے یعنے اوپر کے کلام مین ارشاد تھا کہ کیا ان کو خبر نہوئی اُس بات سے جو صحف موسیٰ وابراہیم مین ہے
یعنے یہ کہ ایک نفس دوسرے کا گناہ نہین اُٹھاتی آلخ اب یہان فرمایا۔ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى اور بیشک تیرے رب تک منتہیٰ ہے ف اسطرح عطف ہے
یہ احتمال ہے کہ یہ بھی صحیفہ ابراہیم وموسیٰ مین سے ہے فتح البیان مین صریح لکھا کہ یہ بھی صحف اولی مین سے ہے لیکن ابن کثیرؒ وخطیب وغیرہ نے کچھ تصریح
نہین کی اور حق یہ ہے کہ ربک مین خطاب پر مدار ہے اگر یہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے اور معنے یہ ہین کہ اے محمد تیرے رب تعالے کی طرف
منتہی ہے تو یہ کلام خاص کر قرآن مین نازل ہوا ہے کیونکہ صحیفہ ابراہیم وموسیٰ مین کیونکر یہ خطاب ہوگا اور اگر خطاب عام ہے یعنے اے بندے تیرے رب تک
مرجع ہے تو دو احتمال ہین شاید صحف اولی مین سے ہو یا ابتدا ہوا اسیوجہ سے خطیبؒ نے کاف خطاب کو بیان کر دیا اور اشارہ کیا کہ بظاہر یہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے منتہی یعنے مرجع وانجام معنے یہ کہ سب کا مرجع وانجام تیرے رب کی طرف ہے اگر کہا جاوے کہ منتہی وہ مقام اور وہ چیز
جسپر انتہا ہو اور مخلوقات کی انتہا جناب باری تعالے پر کیونکر ہو سکتی ہے کیونکہ وہ مخلوق کے لگاؤ سے پاک ہے جواب یہ کہ ہمنے منتہی کے معنے بیان کر دیے
کہ وہ مرجع وانجام ہے تو یہ سوال ساقط ہو گیا کیونکہ آیت کے معنے یہ ہین کہ ہر چیز کا انجام تیرے رب تبارک تعالے کی طرف ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ
اُسی نے پیدا کیا اور وہی سب سے آگاہ ہے خلاصہ یہ کہ سب امور جو اس دنیا مین جاری ہین اللہ تعالے کی مشیت وحکمت پر مبنی ہین تو محمد...

انتہا ہے چونکہ اسکی حکمت ایک صفت اقدس ہے جیسے علم وقدرت وغیرہ اور صفت آلہی کی ماہیت ادراک کرنا مخلوق کی مجال نہین ہے کیونکہ مخلوق ایک دائرہ محدود مین ہے اور شان باریتعالے اس سے پاک ہے تو یہ غیر ممکن ہے کہ مخلوق کو اسکی صفت کا ادراک ہوسکے لہذا یہ بدیہی معلوم ہوا کہ مرجع اللہ تعالے کی طرف ہے اور یہ بھی بدیہی معلوم ہوا کہ اس حکمت کا ادراک محال ہے۔ لہذا کسیکو مجال نہین ہے کہ اسطرح قیاس دوڑاوے کہ یہ نظام عالم کیون اس شکل سے پیدا ہوا آج تک کسی حکیم نے اسمین کلام نکیا اور نہ کسی کی تاب وطاقت ہے اور جب یہی اصول نہین معلوم ہوسکتا تو جو اسکی شاخین ہین وہ کہان سے معلوم ہوسکتی ہین مثلاً اس عالم مین مختلف مذاہب کیون ہین اور جب خداے تعالے کو دین اسلام پسند ہے اور وہی سب قدرت رکھتا ہے تو کیون سب کے سب اسی دین پر نہین کرتا ہے اللہ تعالے نے قرآن مجید مین اسپر تنبیہ کردی بقولہ تعالے۔ ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا۔ یعنے اگر تیرا رب چاہتا تو زمین مین جو کوئی موجود ہے سب کے سب ایمان والے ہوجاتے۔ ھ۔ اس سے ہمکو ہدایت حاصل ہوگئی کہ تمام اہل زمین کا مومن ہوجانا مشیت آلہی کے خلاف ہے لیکن قرآن مین اس حکمت کو بیان نہین فرمایا کیونکہ یہ حکمت تو صفت باری تعالے ہے پس وہ صفت کیونکر قرآن مین آتی اور اگر اسکا ذرہ نور ظاہر ہو تو تمام مخلوق مردہ ہوجاوے اور کبھی اسکی تاب نہ لاوے لیکن قرآن مجید سے اللہ تعالے اپنے خاص بندون کو معرفت کی ہدایت دیتا ہے اور معرفت کے بعد انکو یہ بھید حل ہوجاتا ہے یعنے انکے دلون کو معرفت سے طمانینت حاصل ہوتی ہے اگرچہ صفت کا ادراک محال ہے برخلاف مشرکین جاہلون کے جو اپنی ہوسات وقیاسات مین سرگردان ہوکر گمراہی مین گھستے ہین خطیبؒ نے لکھا کہ حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مین ہے کہ رب عزوجل کی شان مین فکر معدوم ہے۔ ھ۔ یعنے فکر وغور وقیاس وغیرہ کو یہ مجال نہین ہے کہ بارگاہ عظمت کے گرد رسائی پاوین (تنبیہ) اس زمانہ مین عموماً نصرانیون نے قرآن کو لینے اور اُس سے ہدایت حاصل کرنیکے عوض مین اسکو چھوڑا بلکہ جھوٹا بہتان یہ باندھا کہ قرآن مین یہ حکم ہے کہ تلوار کے زور سے مسلمان کرو مترجم کہتا ہے کہ یہ محض افترا وجھوٹ ہے بلکہ تمام آیات قرآنیہ مین تصریح ہے کہ جہاد سے صرف یہ غرض ہے کہ اہل کفر کی سلطنت جس سے وہ مومنون کو توحید سے روکتے اور ذلیل کرتے ہین مٹ جاوے اور ایمان لانا اللہ تعالے کے اختیار مین ہے اوپر آیت صریح گذری کہ مشیت آلہی اسطرح نہین جاری ہوئی ہے کہ سب لوگ روے زمین کے مومن ہوجاوین اور زبردستی ایمان غیر ممکن ہے کیونکہ ایمان تو دلی یقین کا نام ہے اور وہ اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے ہوتا ہے پھر اسمین تلوار وجہاد محض بیکار ہے بلکہ اہل اسلام نے جن ملکون کو جہاد سے فتح کیا انکو جزیہ پر چھوڑ دیا اور انکے ساتھ ہرطرح حفاظت ونیکی کا برتاؤ کیا اور انکے دنیاوی مال مین سے بہت قلیل حصہ بعوض حفاظت کے لیا تھا یہ تمام تواریخ مین خواہ اسلام کی تواریخ ہون یا غیر قومون کی ہون مصرح موجود ہے پس جہاد کا خلاصہ صرف اسیقدر نکلا کہ اہل اسلام روے زمین پر بےفکری سے اللہ تعالے کی توحید وعبادت کرین اور کافرون کے لیئے دنیا چھوڑین کہ اپنے طور پر جسطرح چاہین کھاوین اور عیش اُڑاوین کیونکہ وہ لوگ یہی دنیا چاہتے ہین لیکن انکی حفاظت کرنا سلطان کے ذمہ واجب ہے تو فوج کی تنخواہ کیلئے ایک جزو زمین کی حاصلات سے اُنسے لیا جائیگا اور باقی تمام مال انکے واسطے رکھیا اسیوجہ سے تمام تواریخ مین مشہور ومعروف ہے کہ ان ممالک کے یہود ونصاری بڑے مالدار تھے اور کبھی اسلام کا یہ اصول نہین رہا کہ جو ملک فتح کیئے جاوین انکی رعایا لوٹ لی جاوے اور بعد اسکے جو کچھ پیداوار ہو اسمین سے سب چھین لیا جاوے سواے اسقدر قلیل حصہ کے جس سے وہ لوگ بمشکل اپنی زندگی بسر کرسکین۔ ھ۔ اب ہم تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہین کہ قولہ تعالے ان الی ربک المنتہی مین تفسیر پہلی یہ ہے کہ یہ خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے اور اس سے آپ کی امت کو تعلیم دی کہ آخری مرجع وانجام سب امور کا رب عزوجل کی جانب ہے پس وہی اپنے علم وحکمت سے جانتا ہے کہ دنیا مین یہ مختلف مذاہب اور طرح طرح کے خیالات والے لوگ کیون ہین اور آخر انجام کیا ہوگا اگرچہ اسقدر یقینی ہے کہ اہل ایمان تو جنت کو جاوینگے اور وہین انکا وطن ہے اور انکے برخلاف ہزارون قسم کے اہل شرک وکفر ہین یہ سب دوزخ مین جائینگے اور وہان مختلف طریقے سے انکے ٹھکانے ہین لیکن اللہ تعالے کی شان حکمت کو کوئی نہین جانتا ہے یہ تفسیر اس بنیاد پر ہے کہ منتہی کے

Marfat.com

معنے مرجع ہون اور اگر منتہی بمعنے معاد لیا جاوے یعنے جہان سب عود کرکے جاوینگے تو اس آیت مین قیامت کا بیان ہے اور شاید یہی مضمون اول
سے ہو اور مراد یہ کہ ان کافرون کو کیا زمانہ ابراہیم علیہ السلام سے یہ معلوم نہین تھا کہ یہان جو کچھ نیکی و بدی کی وہ ہر ایک نے اپنی ذات کے واسطے کمائی ہے
اور کوئی کسی دوسرے کا گناہ اپنے اوپر نہین لے سکتا ہے اور آخر سب قیامت مین جمع ہونگے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس آیت مین اللہ تعالے بیان فرماتا ہے
کہ قیامت کے روز سب کا مرجع اللہ تعالے کی طرف ہے یعنے اللہ تعالے نے وہ دن فیصلہ عدل کے لئے مقرر فرمایا ہے اور ہر ایک نیک و بد کو اس
دن اپنے رب عزوجل کے حضور مین حاضر ہونا پڑیگا ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین مسلم بن خالد الزنجی کے طریق سے عمرو بن میمون اودیؒ سے روایت کی
کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہماری قوم کے درمیان خطبہ پڑھنے کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اے قوم اود مین تمہارے پاس حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کا ایلچی ہون تم خوب جان لو کہ اللہ تعالے ہی کی طرف معاد و مرجع ہے خواہ جنت ہو یا دوزخ ہو (حسن) مراد یہ کہ دنیا سے جانا ضروری ہے
اور مرجع اللہ تعالے کی طرف ہے اور مرجع کی صورت یہ ہے کہ دنیا کے بعد فقط دو ٹھکانے ہین جنت ہے یا دوزخ ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے کی
طرف مرجع ہونا اسکے یہ معنے ہین کہ جو بندے یہان ایمان حق و صراط مستقیم پر تھے انکو اللہ تعالے جنت مین لاویگا اور جو یہان اپنے خیالی اعتقادات پر اور
گمراہی پر تھے انکا مرجع جہنم ہے اگرچہ دنیا مین وہ اپنے آپکو حق پر سمجھتے تھے تم دیکھتے ہو کہ سب مذاہب والے اپنے آپکو حق پر اور دوسرے کو باطل پر سمجھتے ہین
لیکن ہدایت پر وہی ہے جسکو اللہ تعالے نے ہدایت دی امام بغویؒ نے بطریق ابو جعفر الرازیؒ روایت کی کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ان الی ربک المنتہی۔ تیرے رب کی طرف انتہی ہے۔ ھ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رب عزوجل کی شان
مین فکر معدوم ہے۔ ھ۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ آسمان و زمین و اسکے درمیانی مخلوقات مین اللہ تعالے کی کمال قدرت و آثار حکمت مین فکر
کرنا خوب ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات مین تنبیہ فرمائی گئی ہے پھر جب سب چیزون سے تجاوز ہو کر اللہ تعالے خالق عزوجل تک انتہا ہو پہنچے تو وہان کچھ
فکر نہ کرے کیونکہ انسان مخلوق کی عقل و فکر بھی مخلوق ہے وہ مخلوقات سے مرتبط ہوتی ہے اور اللہ تعالے خالق ہے تو وہان اسکو کچھ مجال نہین ہے اور
امام بغویؒ نے کہا کہ اس حدیث کے مثل حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث مرفوع مین ہے کہ تم لوگ مخلوق مین فکر کرو اور خالق مین فکر مت کیجیو کیونکہ کوئی
فکر اسکو محیط نہین ہو سکتی ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ حدیث ان الفاظ سے محفوظ نہین ہے یعنے شاید یہ خلاصہ مضمون نکالا ہے کیونکہ اصل حدیث اسطرح ہے
کہ اے لوگو آگاہ رہو کہ شیطان تم مین سے کسی آدمی کے پاس آکر یون کہیگا کہ یہ چیز کس نے پیدا کی اور وہ چیز کس نے پیدا کی حتی کہ آخر یون کہیگا کہ اچھا رب
خالق کو کس نے بنایا ہے پس جب اس حد تک پہونچے تو آدمی کو چاہیئے کہ باز رہے اور اللہ تعالے کی جناب مین شیطان سے پناہ مانگے (صحیح) یعنے یہ شیطانی
وسوسہ ایسے بندون پر طاری ہوگا جو علم و عمل سے اس مرتبہ پر پہونچے کہ مخلوقات الٰہی مین فکر کرکے اسکی شان قدرت مشاہدہ کرین اور یہ مرتبہ جلیل ہے
لیکن اس مرتبہ پر شیطان معارضہ کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اس طرف لاتا ہے کہ آخر رب عزوجل کی کیا شان ہے اور آخر کیونکر ابتدا ہوئی ہے نعوذ باللہ من
الشیطان و وساوسہ۔ ھ۔ اور سنن کی حدیث مین تعلیم ہے کہ اللہ تعالے کی مخلوقات مین فکر کرو اور اللہ تعالے کی ذات مین فکر مت کرو کہ اللہ تعالی
نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے کہ جسکے کان کی لو سے کندھے تک تین سو برس کی راہ ہے یا اسی کے مانند فرمایا مترجم کہتا ہے کہ اس فرشتہ کی خلقت سے اشارہ
فرمایا کہ انسان ضعیف جب اس فرشتہ کی صورت خیال مین لانے سے متعجب ہے تو بھلا خالق عزوجل جو بالکل مخلوق سے مشابہت ہی نہین رکھتا ہے
کیونکر اسکی شان مین فکر دوڑاویگا اگرچہ عقل خود یہ دلیل رکھتی ہے کہ عقل محدود سے محال ہے کہ اسکو تصور مین لاوے اور تصور سے محال ہے کہ رب تبارک و
تعالے کو محیط ہو ہان من وجہ یہ جاننا کہ وہ رب تبارک و تعالے جو ہر تصور و خیال سے پاک ہے ہمارا رب خالق ہے بس اسیقدر ہمکو توحید ایمان کے لیئے
کافی ہے اور بیشک ایمان بھی نور مخلوق ہے لہذا کافرون کو حالت کفر مین اسکے سمجھنے سے ضیق مجال ہے وہ اسپر ایمان ہی نہین لا سکتے ہین حتی کہ

Marfat.com

العالم ڈاکٹر یعنے دانشمند کامل بھی انہین سے جب مسلمانون کے متعلق گفتگو کرتا ہے تو اسطرح لکھتا ہے کہ بیشک اہل اسلام کا مذہب توحید
پاکیزہ وصاف سنجیدہ ہے سوائے ایک بات کے کہ وہ لوگ خالق عزوجل کی تعریف مین جو بات کہتے ہین اسکو ہمارے تصور کا باریک حصہ
بھی خیال مین نہین لاسکتا۔ھ مترجم کہتا ہے کہ بیشک مسلمان اپنے رب تبارک وتعالے کو اسی شان سے مانتے ہین کہ کوئی تصور وخیال یہ مجال
نہین رکھتا کہ اسکو محیط ہو بلکہ انکا ایمان قلبی جسکو اللہ تعالے انکے دل مین پیدا فرماتا ہے وہ اپنے رب عزوجل کو اطمینان سے پہچانتا ہے اور ہمنے دلائل
اسطرح جابجا بیان کردیا ہے اللہ تعالے کی صفات قدس ہین انپر ایمان لانا بھی ایمان ہے بشرطیکہ جمیع صفات پر اسطرح ایمان ہو کہ جب یہ صفت
دریافت کی جاوے تو کہے کہ ہان یہ اللہ تعالے کی صفات مین سے ہے اور جو صفت اسکی شان سے لائق نہین ہے جیسے کھانا پینا وسونا ومرنا وغیرہ تو
جب پوچھا جاوے کہ کیا یہ صفت رب ہے تو کہے کہ نہین بلکہ رب تعالے اس سے پاک ہے کیونکہ یہ الوہیت سے مخالف ہے جیسے کہا جاوے کہ کیا رب
عزوجل کسی مخلوق مین حلول کرتا ہے جواب یہ غیر ممکن ہے کیونکہ اجسام گندے محدود ہین بلکہ یہ بُت پرستون کی گمراہی ہے یا نصاریٰ وغیرہ کی نادانی ہے
جو ایسا خیال کرتے ہین اور ہمارا رب عزوجل اس سے پاک ہے کہ مخلوق سے مشابہ ہو اور کفار جاہل جسمین اوتار وحلول یا بیٹا بیٹی مانتے ہین اسمین پیخانہ
وپیشاب وغیرہ نجاسات مانتے ہین بلکہ وہ خود نطفہ سے پیدا ہوا ہے پس یہ ان لوگون کی حماقت وگمراہی کی دلیل ہے اور الوہیت کے صفات حقہ مین
سے بعض کا بیان گذرا اور ازانجملہ قولہ تعالے۔ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى۔ اور اللہ تعالے ہی کی شان ہے کہ اُسنے ہنسایا اور رولایا ف یعنے اپنے
بندون مین اُسی نے ہنسی اور رونا پیدا کیا جیسے انکے سامان پیدا کیئے حالانکہ یہ دونون چیزین بالکل مختلف ہین اور ایسے مختلف تغیرات سے مخلوق
نے خود پہچانا کہ میرا خالق پاک ہے جو مجھے اسطرح تبدیل وتغیر دیتا ہے اور کبھی ہنسی و رونا بے اختیاری ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ آدمی کا خود یہ اختیار نہین ہے
اگر کوئی کہے کہ جس سبب نے اسکو ہنسایا ہے یا رولایا ہے نیچر نے اسکو اختیار دیا ہے جواب مین مترجم کہتا ہے کہ اس نیچر احمق کو یہ ماننا منظور ہے کہ اس
سبب نے رولایا ہے اور اسکو کس حماقت سے یہ شرم آتی ہے کہ اللہ تعالے کی قدرت مان لے کیونکہ جس سبب سے کہتا ہے وہ سبب کیا کسی پر حاوی
ہوگا جبکہ وہ خود ہی مجبور ہے مثلاً زید کے دم سے بے ساختہ گوز نکل گیا تو کیا نیچر ایمان لایا کہ اس گوز نے اثر کرکے اس نیچر کو بے اختیار ہنسایا یا تعجب ہے
کہ نیچر مذکور مین اس گوز نے ایسا اثر کیا کہ سراسر وہ گوز کے لطف مین بے اختیار ہنسا کیا یہ بات اس نیچر کی حماقت شدید ہے کہ گوز کو مؤثر بتلاتا ہے حالانکہ
گوز یا آواز سے کوئی قہری اثر اسکے دل ودماغ پر ظاہر نہین ہے اور اگر وہ محسوس نہین کرتا مگر مانتا ہے تو پھر کیون شرم آتی ہے کہ خالق عزوجل کو مانے
اگرچہ اپنے آپ کو قاصر جانے کہ بالفعل اسکو دیکھ سکے فافہم واضح ہو کہ شیخ ابن کثیرؒ نے جو تفسیر لکھی ہے وہ اس بنیاد پر ہے کہ اضحک وابکی کیواسطے
مفعول مراد نہین ہے بلکہ معنے اضحک کے یہ ہین کہ اُسنے ضحک کو پیدا کیا ہے جیسے۔ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا۔ یعنے اور اُسی نے موت دی وزندہ کیا
پس انہین موافق تفسیر اول کے یہ معنے خوب ظاہر ہین کہ اللہ تعالے ہی کی شان ہے کہ اُسنے موت پیدا کی اور زندگی پیدا کی پس جسکو چاہتا ہے موت دیتا ہے
اور جسکو چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور آیندہ زیادہ توضیح آتی ہے دیگر اہل تفسیر نے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اضحک وابکی مین مفعول محذوف ہے یعنے
جس چیز کو ہنسایا اور رولایا پھر اسمین اقوال ہین چنانچہ خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے ہو اضحک وابکی مین دلیل ہے کہ آدمی جو کچھ کام کرتا ہے وہ اللہ تعالے
کی تقدیر کے موافق جاری ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اسکو پیدا فرماتا ہے خواہ چھوٹا کام ہو یا بڑا کام ہو حتیٰ کہ ہنسنا ورونا بھی وہی پیدا کرتا ہے مترجم
کہتا ہے یہان جاہلون کو ایک مغالطہ ہوتا ہے اسکو دفع کرنا چاہیئے اور اس تقریر مین ایک فائدہ پر تنبیہ کرنا چاہیئے مغالطہ عوام یہ ہے کہ جب اللہ تعالے
ہر کام پیدا کرتا ہے تو بُرے کامون کا کرنے والا کیونکر اسکو کہہ سکتے ہین وہ پاک ہے اور نظامیؒ نے کہا ہے ؎ تو نیکی کنی من نہ بد کردہ ام + کہ بد را حوالت
بخود ام یعنے تو بھلائی کرتا ہے اور مین نے جو بدی کو اپنی طرف نسبت کیا تو کچھ بُرا نہین کیا مترجم کہتا ہے کہ یہ سب غلط فہمی ہے اور غلطی کی وجہ یہ

Marfat.com

واقع ہوئی کہ کرنا اور پیدا کرنا دونون مین فرق نہین کیا اور پیدا کرنے کے معنے نجانے مگر جاننے کے مدعی بن بیٹھے اسکا بیان یہ ہے کہ کرنے والا کوئی آدمی ہے اور اسکو پیدا کرنے والا اللہ تعالی ہے اور پہلے اسکے فرق کے لیئے ایک نظیر سمجھ لو تاکہ آسان نظر سے مطلب سمجھ مین آوے رنگریز جب کپڑا رنگتا ہے تو اسکا رنگ عمدہ ہے مثلاً سُرخ ہے اور بعض رنگ خراب مثلاً سیاہ ہے بس کپڑا اصل مین یہ کام کرتا ہے کہ کبھی سُرخ رنگ چوس لیتا ہے اور سُرخ کہلاتا ہے اور کبھی سیاہی پکڑ سیاہ کہلاتا ہے لیکن عوام نظر مین کپڑے کو بے حس و حرکت سمجھکر یہ خیال کپڑے کی نسبت نہین کرتے ہین اور رنگریز کو صریح آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہین تو رنگریز ہی کی طرف یہ سب نسبت کرتے ہین کہ رنگریز نے یہ رنگ دیا بہرحال یہ ضرور کہتے ہین کہ سُرخ یا سیاہ کی صفت اس کپڑے مین ہے بس وہی موصوف ہے اور رنگریز سرخ و سیاہ نہین ہوسکتا ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ جس محل مین جو صفت ہو وہی موصوف ہے نہ وہ جسمین یہ صفت نہو اب مین کہتا ہون کہ آدمی نے اگر نیک کام کیا تو کرنے والا یہی آدمی ہے اور اسی مین یہ صفت ہے تو وہی نیک کہلاویگا اور اسیطرح بدکام کیا تو وہی کرنے والا ہے اور وہی بد ٹھہرا لیکن پیدا کرنے والا بھی کیا یہ آدمی ہے یا نہین ہے تو عوام نے دھوکا کھایا ہے اسقدر نہ سمجھے کہ آدمی کی ذات اصل ہے اور اشرف ہے وہ اپنی ذات کو پیدا نہین کرسکتا ہے بلکہ مجبور مخلوق ہے تو اسمین خالق ہونے کی صفت غیر ممکن ہے پس اب وہ کیونکر خالق ہوسکتا ہے تو معلوم ہوگیا کہ آدمی کرنے والا ہے اور پیدا کرنے والا نہین ہے اسیواسطے محققین علمانے کہا کہ آدمی کرنے والا کام کا یعنے اپنے اندر کمانے والا ہے جیسے کپڑا رنگ کو لے لیتا ہے اور کسی صورت مین سوائے آدمی کے خالق کو اس سے تعلق نہوگا کیونکہ نیک کام یا بدکام کی صفت خود آدمی مین ہے چنانچہ آدمی نے چوری یا زنا کیا تو اُسی مین چور یا زانی ہونے کی صفت پیدا ہوئی اور خالق عزوجل اس سے بالکل پاک ہے کیونکہ اُسنے ہر چیز پیدا کی ہے بعضے جاہل کہتے ہین کہ چوری یا بدکاری پیدا کرنا کیسا ہے جواب یہ کہ وہ اپنی ذات مین اچھا ہے لیکن اسکا تعلق خراب ہے وہ بھی حکم آلہی ہے مثلاً سُور خود ایک جانور ہے اگر وہ نہوتا تو یہ سُور کھانے والے کہان سے ظاہر ہوتے اور گُوہ انسان کے پیٹ مین اسی حلوائے قند کا نتیجہ ہے اور سُور اسی کو کھاتا ہے پس خالق عزوجل نے سب چیزین پیدا فرمائین اور اسکی قدرت و صنعت و حکمت پر تحسین و آفرین ہے پھر انسان کو اُسنے خوب و زشت اور قبیح و حسن سے آگاہ فرمایا مگر کفار سرکش نے زشت و قبیح کو لیا حتی کہ سُور سے لیکر دنیا کی چوٹی تک بھی انکی پسند ہے اور اللہ تعالے نے اسکے انجام سے بھی انکو آگاہ کردیا کہ جہنم مین انتہا ہے اور نیک بندون نے پاکیزہ طعام و کفایت مقدار کے سوائے دنیا سے دامن بچایا کہ یہ سب ملعونہ ہے اور آخرت کو اختیار کیا جسکو کافر ایک اُمید موہوم سمجھتے ہین بالجملہ قولہ تعالے ہو اضحک وابکی اللہ تعالے نے ہنسایا اور رولایا اس آیت مین دلیل ہے کہ انسان جو کچھ کرتا ہے اسکا موجود ہونا اللہ تعالے ہی کی قدرت و مشیت سے ہوتا ہے حتی کہ رونا و ہنسنا بھی اسی مین داخل ہے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا گذر اصحاب کی ایک جماعت کی طرف ہوا اور وہ ہنستے تھے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انسے فرمایا کہ جو کچھ مین جانتا ہون اگر وہ تم جانتے تو کم ہنستے اور بہت روتے پھر آپ تھوڑی دور نہین گئے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نے نازل ہوکر کہا کہ اے محمد اللہ تعالے فرماتا ہے انہ ہو اضحک وابکی۔ یعنے اللہ تعالے ہی نے ہنسایا اور رولایا ہے یعنے دونون کے سامان مہیا کردیے ہین (خطیب) پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس قوم صحابہؓ کی جانب واپس آئے اور فرمایا کہ مین تمھارے پاس سے چالیسؔ قدم نہین گیا تھا کہ جبرئیل نے مجھسے ملاقات کرکے کہا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کہ تو اس قوم سے کہدے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ہو اضحک وابکی اللہ تعالے ہی نے ہنسایا اور رولایا یعنے ہنسنے اور رونے کے اسباب پیدا کردیے ہین (خطیبؒ) مترجم کہتا ہے کہ خطیبؒ نے یہ تاویل کی کہ ہنسایا کے یہ معنے کہ ایسے سبب پیدا کیئے کہ آدمی ہنسا اسیطرح رولایا مین ہے کیونکہ دوسرے افعال مین آدمی گنہگار کہلاتا ہے اور علاوہ اسکے ہم آدمی کو ہنستا اور روتا دیکھتے ہین پس تاویل یہی ہے کہ اللہ تعالے نے انکے سبب پیدا کیئے اسیطرح نیک کامون مین اگر اُسنے اسباب جمع کریئے تو عمل کرنے سے ثواب پاویگا مترجم کہتا ہے کہ اصل یہ ہے کہ یہان کسی تاویل کی ضرورت نہین ہے لیکن ناسمجھی سے لاچاری ہے اور بات یہ ہے کہ آدمی بیشک خود ہنسنے والا ہے اور حقیقت مین یہ اُسی کا فعل ہے اور خالق اللہ عزوجل ہے

اسی نے ہنسایا پس ان دونون باتون مین کچھ منافات نہین ہے رہے ہنسی کے اسباب تو ہر ایک سبب کو بھی اللہ تعالے نے پیدا کیا اور آدمی نے حقیقت مین اسکو کیا چونکہ عوام بعض باتین کم سمجھتے ہین اسلیئے تاویل کردی تاکہ نادانی سے قرآن کو نہ جھٹلاوین پھر جب سمجھ آویگی تو خود ادراک کر لینگے اگر کہو کہ پھر تاویل غلط ہوئی جواب نہین بلکہ جس خالق عزوجل نے ہر چیز پیدا کی ہے اُسی نے یہ اسباب بھی پیدا کیئے ہین تو اسمین کچھ شک نہین ہے غلط اسوقت ہوتا جب کہا جاتا کہ اللہ تعالے نے ضحک نہین پیدا کیا اور رولانا حقیقی نہین ہے کیونکہ ایسے پہلو سے بات کہنا کہ نادان مان لے او فتنہ نہو وے عقلا کا طریقہ ہے واللہ تعالے اعلم اور بعض علما نے یہان اسطرح تاویل کی کہ قولہ تعالے ہو اضحک مین مفعول محذوف ہے یعنے کس چیز کو ہنسایا پھر بطور مثال کے ہر عالم نے ایک ایک چیز بیان کی بسام بن عبداللہ نے کہا کہ ہو اضحک یعنے اللہ تعالے ہی نے انکے دانت ہنسائے وابکی اور انکے دل رلائے اور اسکے حسب حال یہ اشعار پڑھے ؎ السن تضحك والاحشاء تحترق + انما ضحكها زور ومختلق + الارب باك بعين لا دموع لها + ورب ضاحك سن ما به رمق + ترجمہ دانت ہنستے ہین اور دل جلتے ہین + دانتون کی ہنسی فقط ظاہر بناوٹ ہے + جان رکھو کہ اکثر بندے بے آنسو کے آنکھون سے روتے ہین + اور اکثر بندے دانت نکالے ہنس رہے ہین + حالانکہ انکے جسم مین رمق برابر بھی باقی نہین ہے مجاہد و کلبی نے کہا کہ ہو اضحک الخ یعنے اُسی نے اہل جنت کو جنت مین ہنسایا اور اُسی نے اہل دوزخ کو جہنم مین رلایا مترجم کہتا ہے کہ یہ ہنسنا و رونا بطور حقیقت ہے اور بعض نے مجاز لیا چنانچہ ضحاک نے کہا کہ ہو اضحک الخ یعنے زمین کو نباتات سے خندان کیا اور آسمان کو باران سے رلایا مترجم کہتا ہے کہ اُردو مین یہ محاورہ معروف نہین ہے ولیکن عربی وفارسی مین معروف ہے ؎ تا نگرید ابر کے خندد چمن + یعنے جب تک ابر روتا نہین تب تک چمن نہین ہنستا + مراد یہ کہ ابر کے قطرات برسنے سے چمن کے گل بوٹے کھلتے ہین عربی مین بھی یہ محاورہ معروف ہے بعض نے اس سے طبعی قوت مراد لی چنانچہ عطا بن ابی مسلم نے کہا یعنے اللہ تعالے ہی نے آدمی کو فرح دیا اور حزن دیا کیونکہ فرحت سے ہنسی خوشی ہوتا ہے اور حُزن یعنے غمگینی سے آدمی کو رونا آتا ہے بعض نے کہا کہ ہنسانا اور رولانا خاصکر انسان کے ساتھ اللہ تعالے نے بیان فرمایا کیونکہ یہ دونون انسانی خاصہ ہین بعض کو شبہہ ہوا کہ نہین بلکہ بعضے حیوانات بھی ایسا کرتے ہین چنانچہ بندر ہنستا ہے لیکن وہ روتا نہین ہے اور اونٹ روتا ہے لیکن ہنستا نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ فضول تقریرات ہین اول تو اس مقام پر اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ وصنعت فاضلہ بیان فرمائی ہے اور یہ بیان نہین مقصود ہے کہ کون جانور ہنستا ہے اور کون روتا ہے دوم یہ کہ ہنسنا و رونا بنا بر قوت طبعی کے انسانی خاصہ ہین اور بندر کا ہنسنا یا اونٹ کا رونا اس معنے مین نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ بحث اپنی تحقیق کے ساتھ دوسرے مقام پر لائق ہے یہان صرف یہ بیان ہے کہ اللہ تعالے ہی نے انسان کو ہنسایا اور رولایا اس سے ظاہر ہے کہ آدمی ہنستے ہین لیکن اس سے یہ نہین نکلتا ہے کہ انسان کے واسطے ہنسنا کیا حکم رکھتا ہے اور آیندہ انشاء اللہ تعالے جواب آتا ہے خطیبؒ نے لکھا کہ یونس بن الحسین نے کہا کہ طاہر مقدسیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا ملائکہ بھی ہنستے ہین جواب مین فرمایا کہ جب سے جہنم پیدا کی گئی ہے تب سے جو چیز عرش کے نیچے ہے خواہ ملائکہ ہون یا کوئی چیز ہو کبھی نہین ہنسی ہے اقول اس سے بظاہر یہ مراد ہے کہ غفلت کے ساتھ کوئی نہین ہنسا ورنہ اسکے سوا تبسم کے طور پر ہنسی ثابت ہے خطیبؒ نے لکھا کہ ام المومنین عائشہؓ سے روایت ہے کہ انکو یہ خبر پہونچی کہ بعضے صحابہؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت پر اپنے لوگون کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے تو ام المومنینؓ نے فرمایا کہ واللہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض نہ تھی اور کسی شخص کے رونے سے میت پر کچھ بھی عذاب نہین ہوتا ہے ولیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر پر اسکے لوگون کے رونے سے اللہ تعالے عذاب بڑھاتا ہے اور اللہ تعالے ہی ہنساتا اور رولاتا ہے (تنبیہ) قولہ ہو اضحک وابکی اس آیت مین واسکے مابعد مین علماء بیان کے نزدیک صنعت تضاد وطباق ہے تضاد علم بدیع کی ایک قسم ہے اور اسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ کلام مین دو چیزین ایسی ذکر کرین کہ جنمین فی الجملہ یا سب طرح ضدیت ہو اور

موقع کلام مین مطابقت ہو (تنبیہ) اکثر اہل تحقیق کے نزدیک اس مقام پر اضحک وابکی کے واسطے مفعول نہین ہے کیونکہ یہان اصل مقصود
قدرت ظاہر کرنا مقصود ہے اور جو کچھ مقدر فرمائی اسکا بیان مقصود نہین ہے تو مفعول کی حاجت نہین ہے خلاصہ یہ کہ یہان یہ مقصود نہین کہ فلان
چیز کو ہنسایا اور فلان چیز کو رولایا کیونکہ اگر ایسا ہو تو کلام کا مقصود یہ ٹھہریگا کہ فلان چیز کا حال بیان کیا گیا حالانکہ اصل مقصود یہ کہ اللہ تعالے کی
بیان کی جاوے تو معنے فقط یہ ہین کہ اللہ تعالے ہی کی یہ شان ہے کہ اُسنے ہنسایا اور رولایا پس یہ فعل گویا بمنزلہ مصدر ہے یعنے ہنسانا اور رولانا اُسی
خالق عز وجل کی قدرت سے پیدا ہوتا ہے جیسے کہتے ہین کہ دینا ولینا فلان کے ہاتھ مین ہے یعنے وہی اسکا مختار ہے اگر کہا جاوے کہ پھر سب ہی چیزین
اللہ تعالے کی قدرت سے ہین انمین سے ہنسانا اور رولانا کیون خاصکر مذکور ہوے جواب اسواسطے کہ یہ دونون چیزین ایسی ہین کہ انکے واسطے وجہ
علت نہین نکالی جا سکتی ہے برخلاف بیماری وصحت کے کیونکہ مثلاً بیماری کے واسطے وہمی لوگ یہ وہم کرتے ہین کہ قواے مزاجی مین خلل آیا تو بیماری
پیدا ہوئی کیونکہ حالت اعتدال جاتی رہی اگر کہا جاوے کہ پھر اسیطرح ہنسی کے واسطے یہ علت ہے کہ جب تعجب قوی ہوا تو ہنسی پیدا ہوتی ہے جواب یہ
کہ نہین بلکہ اکثر اوقات آدمی زیادہ تعجب کی بات دیکھکر مبہوت ہو جاتا ہے اور بجاے ہنسی کے اسپر سکوت طاری ہوتا ہے اگر کہا جاوے کہ ہنسی کی علت
بہت فرحت ہے جواب یہ کہ نہین بلکہ اکثر محبوب کی ملاقات سے رونا پیدا ہوتا ہے پس انمین اللہ تعالے کی قدرت زیادہ ظاہر ہے (یہ تفسیر کبیر وخطیب کا
خلاصہ ہے) بعض نے بطریق مثال کے بیان کیا کہ قولہ انہ ہو اضحک وابکی یعنے مومنون کو آخرت مین بے مثل نعمتین دیکر فرحت وسرور مین ہنسایا اور
دنیا مین انکو طرح طرح کی مشقت سے رولایا (ف) مترجم کہتا ہے کہ اولی وہ ہے جو مین نے اوپر بیان کیا اور وہی کبیر وخطیب نے پسند کیا ہے کہ یہان
شان الٰہی کا بیان چلا آتا ہے کہ تیرے رب عز وجل کی طرف منتہی ہے ہر چیز کا آغاز وانجام اُسی پر ختم ہوتا ہے اور اُسی نے اپنی قدرت سے ہنسایا اور رولایا
وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا۔ اور اُسی نے موت دی اور زندہ کیا ف یعنے موت وزندگی کے اسباب پیدا کر دیے اور اسکے سوا کسی مین یہ قدرت نہین ہے
اور اولی یہ کہ یہان بھی قدرت کا بیان ہے یعنے موت دینا اور زندہ کرنا اُسی کی شان ہے بعض نے کہا کہ یہان موت وحیات کی ذات مراد ہے یعنے
موت وحیات کو اُسی نے پیدا کیا ہے بعض متکلمین نے کہا کہ موت تو نیستی ہے اسکا موجود کرنا کیونکر ہے اسلیے کہ زندگی ہستی ہے اور زندگی نہونا ہی موت ہے
جواب یہ کہ ایسا خیال فلسفی لوگون نے باندھا ہے جو اوہام کے پابند ہین اور حق یہ ہے کہ حیات کی طرح موت بھی ایک چیز ہے جسکو اللہ تعالے پیدا فرماتا
ہے چنانچہ صریح فرمایا خلق الموت والحیوۃ الآیہ یعنے اللہ تعالے نے موت پیدا کی اور حیات پیدا کی۔ ھ۔ اگر کہا جاوے کہ اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ
جو تم کہتے ہو کہ موت کی ذات پیدا کی دوم یہ کہ موت پیدا کی یعنے اسکا اثر کسی مخلوق پر ظاہر کیا مثلاً ایک جنگل کے جانور زندہ تھے ان سب سے حیات
سلب کر دی تو یہی معنے ہین کہ موت پیدا کر دی جواب یہ کہ حدیث مین صریح آیا ہے کہ جب جنت والے جنت مین داخل ہو جاوینگے یعنے کوئی باہر نہین
رہیگا حتی کہ جو لوگ بطور سزا کے آگ مین تھے وہان سے نکال لیے جاوینگے اور دوزخ والے دوزخ مین داخل ہو جاوینگے تو موت ایک سیاہ مینڈھے
کی شکل پر لائی جاویگی اور جنت ودوزخ کے درمیان کھڑی کی جاویگی اور پوچھا جاویگا کہ تم اسکو پہچانتے ہو اسوقت جنتی ودوزخی دونون کہینگے کہ
ہان یہ موت ہے یعنے اس حالت مین کفار کے بھی اوہام ندارد ہونگے تو وہ اسکو پہچان لینگے پھر وہ ذبح کر دی جاویگی اور کہدیا جائیگا کہ اے اہل جنت
اب ہمیشگی ہے اور موت ندارد ہے اور اے اہل جہنم تمھارے لیے بھی ہمیشگی ہے اور موت ندارد ہے پس اہل جنت کو خوشی پر خوشی بڑھ جاویگی اور اہل جہنم کو غم
غم بڑھ جائیگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موت ایک مخلوق ہے جسکو اللہ تعالے نے پیدا فرمایا ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر کسی نے خواب مین دیکھا کہ فلان
شخص کو مینڈھے یا بھینسے نے مارا تو وہ موت ہے بعض مفسرین نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ بوڑھون کو موت دی اور بچون کو زندہ رکھا بعض نے کہا کہ دنیا مین
موت دی اور آخرت مین زندہ کیا بعض نے کہا کہ نیند سے مارا اور بیداری سے جلایا بعض نے کہا کہ کافر کو موت دی اور مومن کو زندہ کیا [illegible]

کے اسمین ہمکو کوئی بات متعین نہین ہے بلکہ اللہ تعالے کی قدرت مین سب داخل ہین بعض عارفین نے یہان سے اشارہ نکالا کہ نفس سے موت دی اور ہمیشہ کے لیئے زندہ کیا مترجم کہتا ہے کہ اشارہ کا بیان یہ ہے کہ موت جسمانی سے پہلے جس شخص نے نفس کو شہوات شیطانی سے مارلیا وہ زندہ جاوید ہے اور شہوات شیطانی سے مارنے کی شناخت یہ ہے کہ نفس اپنے حواس واوہام وخیالات ودیگر شہوات کا تابع ہے پس اسکے خیالات توفقط حق اعتقادات اور حق خیالات کے تابع ہوجاوین حتی کہ باطل وسوسہ اور شیطانی خیالات اس سے دفع ہون خلاصہ یہ کہ اعتقادات حقہ مضبوط ہوجاوین اور شہوات جو بیجا حرام خوری وغیرہ کے مرتکب تھے وہ مطیع ہوکر قانون حق وشریعت اسلام کے تابع ہوجاوین تب اسکا نفس مرگیا اور وہ روح ایمانی سے زندہ ہوا پس یہ دائمی حیات سے آزاد ہے وللہ الحمد پس مفعول کی حاجت نہین ہے خطیبؒ نے لکھا کہ جیسے یہان ہنسی ورونے کے لیئے لوگون کے عرف مین بھی کوئی سبب متعین نہوا تو ہمکو اسکا ایجاد کرنے والا معلوم کرنا چاہیئے اور وہ اللہ تعالے ہے اگر کہا جاوے کہ زندہ کرنے وموت دینے کے اسباب تو عوام جاہلون مین مشہور ہین پس انکو ہنسی ورونے پر کیونکر قیاس کرسکتے ہین جواب یہ کہ اللہ تعالے نے آیت مین تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالے ہی نے موت دی وزندگی دی ہے یعنے ظاہر مین تم جن چیزون کو موت وزندگی کا سبب دیکھتے ہو انکا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ صرف پردہ ہین کیونکہ قدرت الٰہی دیکھنے کی طاقت تم مین نہین ہے پس حقیقت مین اللہ تعالے ہی انکو پیدا فرماتا ہے ـ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ـ اللہ تعالے ہی نے دونون جفت کو پیدا کیا نر کو اور مادہ کو ف نر جوڑ مادہ کا اور مادہ جوڑی نر کی پس دونون مین سے ہر ایک جُفت ہے اور یہان دوگانہ مراد نہین ہے اور جو بندے کہ قدرت الٰہی مین نظر رکھتے ہین وہ اس قدرت مین عجائبات دیکھتے ہین از انجملہ یہ ہے کہ جوڑ مین جو خاصیت ہے وہ غیر مین نہین پائی جاتی ہے اور یہ خلقت جو اللہ تعالے نے مخلوقات کے جوڑے سے ظاہر فرمائی بالکل قیاس سے باہر ہے کیونکہ اس پیدائش کو انکی ذات سے نہین کیا بلکہ ـ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ـ نطفہ سے جب ڈالا جاوے ف یعنے اللہ تعالے نے اپنی کمال قدرت کے ساتھ جوڑے کے ہر جوڑ نر ومادہ کو منی سے پیدا کیا جب وہ نر سے علیحدہ ہوکر مادہ مین ڈالی جاوے اور اسمین خاص حالت وکیفیت ہے اور خطیبؒ نے لکھا کہ یہ بات سب جاندارون کو اور تمام آدمیون کو شامل ہے لیکن آدمؑ وحوّا علیہما السلام اس سے مستثنیٰ ہین کیونکہ انکی پیدائش نطفہ سے نہین ہے اور اسمین بھی صحیح عقل سے جسنے غور کیا وہ عجائب قدرت کا تماشا دیکھتا ہے کیونکہ نطفہ نظر مین بالکل یکسان جسم ہے اسمین کچھ بھی اجزاے مختلف نہین پائے جاتے ہین پھر اسی سے مختلف اعضا جنکے مزاج باہم مخالف ہین پیدا ہوجاتے ہین اور ہر عضو کے ساتھ صورت خاص ہے اور مزاج جُدا گانہ ہے اور قوتین جُدا جُدا ہین اور قدرت کاملہ سے اسی مادہ واحدہ سے ہر عضو کے لیئے علیحدہ کیا جاتا ہے اور ہر جزو کے واسطے صورت مختلف دی جاتی ہے اور کھال وبال ورگین وانکا جال ومعدہ وجگر وخون کی شرائین ودماغ وچہرہ وآنکھین عجائبات ہین اللہ تعالے نے اس قدرت کو خاصکر بیان فرمایا کیونکہ یہان سب کفار ومشرکین کے حواس بیکار ہین اور آسمانون وزمین وپیدائش جُفت کا کسی نے دعوی نہ کیا برخلاف ہنسی ورونے وغیرہ کے کہ اسمین بہت سے احمق مشتبہ ہین کہ ہمنے خود ایسا کیا ہے اور یہ وہی کفار ہین جو اپنی ذات سے غافل ہین اور اپنے آپکو مستقل مخلوق تصور کرتے ہین اور خالق عزوجل کو دور سے اپنی مدد کرنے والا سمجھتے ہین اور یہ سب بے اصل ہے بلکہ یہ بھی خالق عزوجل کی قدرت ہے کیونکہ شرک کی حماقت کا یہی لازمہ ہے اور نور ایمان سے عارف دیکھتا ہے کہ وہی حی القیوم ہے اور وہی اپنی قبضۂ قدرت مین تصرف فرماتا ہے اُسی نے ہمکو اور ہمارے افعال کو پیدا کیا ہے ـ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ـ اور اُسی پر ہے دوسری پیدائش ف اللہ تعالے نے ہمکو قطعاً خبردار کیا کہ دنیاوی زندگی سے موت دیکر ہم دوبارہ اعادہ فرماوینگے تو اس وعدہ پر وہی ہم کو دوبارہ پیدا فرماویگا اور یہ بہت آسانی سے ہوتا ہے کیونکہ جسنے ابتدا مین ہمکو پیدا کیا تھا جب ہم کچھ نہ تھے تو اعادہ کرنا نہایت آسان ہے اسی مقام پر مشرک کی حماقت نے پہلے خطا کی کہ آنکھین کھولکر مُردون کو دیکھنے لگا کہ وہ جل کر یا سڑ کر خاک ہوگیا ہے اور صرف اسیقدر دیکھکر اللہ تعالے کی سب قدرتین بھول گیا اور کہنے لگا کہ یہ غیر ممکن ہے

Marfat.com

اور اگر ہوسکے تو کوئی زندہ ہوتا اللہ تعالے نے بنی اسرائیل مین بارہا اسکو دکھلا دیا کیونکہ اللہ تعالے نے اس قوم کی ہدایت چاہی تھی [illegible]
جو اُمت محمدی کو نصیب ہوے۔ ہین انمین نہ تھے پس ایک مرتبہ تو موسیٰ علیہ السلام کے عہد مین واقع ہوا جسکا قصہ سورۂ بقرہ قولہ تعالے واذ قتلتم نفساً
فادّارأتم فیہا الآیہ مین منصوص ہے اور اسمین یہ بھی تنبیہ فرمائی کذلک یحیی اللہ الموتیٰ ویریکم آیاتہ الآیہ۔ اللہ تعالے اسیطرح مُردون کو زندہ فرماتا ہے اور
تمکو اپنی آیات دکھلاتا ہے۔ ف۔ پھر دوسری مرتبہ قولہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم الآیہ مین مذکور ہے جو موت کے خوف سے نکل بھاگے تھے پھر اُن کو
مارکر زندہ کیا اب دیکھو کہ بنو اسرائیل قوم بیشمار تھی اور سب مین یہ واقعات متواتر تھے اور متواتر ایسا یقینی ہوتا ہے گویا اب یہ امر واقع ہوا ہے پھر ظہور
اسلام پر اللہ تعالے نے انکو قرآن مین متواتر کردیا پس برابر متواتر ہے لہذا اب ایسے امر کے ظاہر ہونے کی کچھ حاجت نہین رہی اگر کہو کہ ہم خود دیکھکر یقین کرتے
جواب جب تم کو خداے تعالے کے فرمانے پر اور متواتر روایت پر یقین نہ آیا تو تم خبیث طینت ہو اور تمھارا کچھ اعتبار نہین ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے صحابہؓ مین سے بعد موت کے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے باتین کین پھر مرگئے۔ ہان ایمانی دل البتہ اس کیفیت کو کبھی کبھی دیکھنا چاہتا ہے
کہ جو مردہ جسم بالکل خاک ہوگئے ہین وہ کس عجیب کیفیت سے مرکب ہوجاتے ہین حالانکہ اسکو خوب علم و یقین ہے کہ اللہ تعالے جب چاہے دوبارہ
پیدا فرمائے وَاَنَّہٗ ہُوَ اَغْنیٰ وَاَقْنیٰ۔ اور اللہ تعالے ہی کی شان ہے کہ اُسنے غنی و متمول کیا ف ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اغنیٰ یعنے انسان کو مال کا مالک کیا
واقنیٰ اور مال اسکے پاس قنیہ کیا یعنے اُسکے پاس جمع ہے کہ اسکو فروخت کرنیکا محتاج نہین ہوتا ہے پس غنی کرنا نعمت ہے اور اسکے ساتھ مین اسقدر کثرت
ہوتا کہ ذخیرہ جمع ہے گویا اس نعمت کا کمال ہے یہی بہت سے مفسرین کا بیان ہے مانند ابو صالح وابن جریر وغیرہم اور بعض نے اقسام مال سے متعلق کیا
چنانچہ مجاہدؒ و قتادہؒ نے کہا کہ غنی کرنا مانند سونے چاندی وغیرہ سے متعلق ہے اور اقنا متعلق بخدم ہے یعنے لونڈی غلام وغیرہ کیونکہ انکو آدمی اپنے پاس رکھتا
ہے خطیبؒ نے لکھا کہ ضحاکؒ سے روایت ہے کہ اغنیٰ یعنے سونے و چاندی وغیرہ سے غنی کیا واقنیٰ یعنے اونٹ و گھوڑے و گاے و بکری وغیرہ سے ذخیرہ دیا
حسن بصری و قتادہ نے قینہ مین خادم قرار دیے مترجم کہتا ہے کہ یہی وہی معنے ہین بعض نے اقنیٰ بمعنے رضامندی لیا چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے
کہ اغنیٰ واقنیٰ یعنے دیا اور راضی کیا اور بعض نے بمعنے قناعت لیا اور یہی قول ابن عباسؓ کے معنے بھی ہوسکتے ہین یعنے جو کچھ دیا اسی پر اسکو قانع کردیا اور
یہی مجاہدؒ سے روایت ہے مترجم کہتا ہے کہ اس صورت مین کلام دو جہت سے تمام عالم کو شامل ہوتا ہے اور اسمین کافر و مومن و غنی و فقیر سب شامل ہوتے
ہین لیکن قانع و راضی کرنے کی وجہین جدا ہین پس کافر کو مال دیا اور وہ اسی پر قانع ہوتا ہے یعنے آخرت و توحید سے ہاتھ اُٹھاکر اسی دنیا پر راضی ہوجاتا ہے
مومن کو غنی کیا یعنے جو کچھ دیا وہ کافی ہے اور اسی پر قناعت ہے کیونکہ اسکو دنیا کی ہوس نہین ہے اور وہ اس سے آخرت چاہتا ہے پس کثرت کی صورت
مین وہ رضوان الٰہی سے راضی ہوا راغبؒ نے کہا کہ تحقیق یہ کہ اسکو رضامندی کا ذخیرہ ملا۔ اور دونون قسم کے غنی و فقیر کو ملانا چاہیئے فافہم بعض نے
اقنیٰ کے معنے محتاج کرنے کے لیئے ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرمی بن لاحقؒ نے کہا یعنے اللہ تعالے نے اپنی پاک ذات کو غنی کیا اور تمام خلائق کو اپنی درگاہ کا
فقیر کیا خطیبؒ نے اس قول کو سلیمان التیمیؒ سے نقل کیا ہے اور ابن زیدؒ نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ خلق مین سے جسکو چاہا غنی کیا اور جسکو چاہا فقیر کیا
ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ دونون قول جنکو امام ابن جریرؒ نے نقل کیا ہے بظاہر بعید ہین خطیبؒ نے زمخشریؒ سے نقل کیا کہ اقنیٰ کے معنے یہ ہین کہ قینہ دیا
یعنے ایسا ذخیرہ مالی جسکو آدمی اپنے قبضہ سے نکالنا نہین چاہتا ہے مترجم کہتا ہے کہ خطیبؒ نے اخفش سے نقل کیا کہ اقنیٰ افقر یعنے اقنیٰ کے یہ معنے آتے
ہین کہ فقیر کیا مترجم کہتا ہے کہ اس صورت مین یہان بھی دو قسم متضاد کو بیان کیا جیسے اضحک وابکی مین تھا کہ اُسی نے ہنسایا اور اُسی نے رُلایا اسیطرح
اُسی نے غنی کیا اور اُسی نے فقیر کیا پس یہ آیات قدرت ہین کہ سب اُسی کے قبضہ مین ہے وَاَنَّہٗ ہُوَ رَبُّ الشِّعْریٰ۔ اور وہی شعریٰ کا پروردگار
ہے ف شعریٰ ستارہ ہے ابن عباسؓ و مجاہدؒ و قتادہؒ و ابن زیدؒ نے کہا کہ شعریٰ یہی روشن ستارہ ہے جسکو مرزم الجوزا کہتے ہین اور عرب کے

Marfat.com

پھر لوگ اسکی پوجا کرتے تھے دابن کثیر، معنے یہ ہوے کہ شعری ستارہ جسکو اُنھون نے اپنا معبود بنایا ہے اللہ تعالے اُنکے معبود کا بھی خالق اور مالک ہے
شعری کو قبیلے خزاعہ کے لوگ پوجتے تھے اور سب سے پہلے اس شرک کو خزاعہ مین سے ایک سردار نے نکالا جسکا نام ابو کبشہ تھا اور اُسنے یہ دلیل تلائی
کہ سب ستارے آسمان کو عرض مین طے کرتے ہین اور شعری سب کے خلاف اُسکو طول مین طے کرتا ہے پس یہ اُن سب کا سردار ہے اور سب مخلوق ہین
یہ انکا مالک ہے پس اُسنے شعری کو پوجنا شروع کیا اور اسکی تابعداری مین اسکے قبیلہ کے لوگ بنو خزاعہ نے بھی پوجا اور انکی دیکھا دیکھی یمن کے قبیلہ حمیر نے
بھی پوجا اور جاننا چاہیئے کہ قریش وغیرہ نے اگرچہ شعری کو معبود نہین بنایا ولیکن اسکی تعظیم کرتے اور یہ سمجھتے کہ عالم مین اسکی تاثیر جاری ہے اگرچہ یہ بھی
کہتے ہین ابی کبشہ نے نئی بات نکالی اور نرالا دین ایجاد کیا ہے اور ابی کبشہ کے خاندان مین سے کوئی عورت کسی قریشی کے نکاح مین آئی تھی جو کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اجداد مین تھا پس ابی کبشہ آپ کے ناناؤن مین سے ہوا اسیواسطے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے توحید حق و دین اسلام
کی دعوت کی تو طعنہ سے قریش کہتے کہ ابو کبشہ کا بیٹا یہ کہتا ہے یعنے جیسے ابو کبشہ نے نیا دین نکالا تھا اسیطرح اسکے ناتیون مین سے یہ شخص ہے کہ ہم کو
ہمارے باپ دادون کے دین سے خلاف ایک نئے دین کی طرف بلاتا ہے عجب کہ دین حق کو نرالا طریقہ سمجھتے تھے اگرچہ بیشک یہ طریقۂ توحید الٰہی
سب گمراہون کے طریقون مین نرالا ہے جیسے اللہ تعالے تمام مخلوقات سے جُدا اور توحید مین نرالا ہے کیونکہ یہ دین حق ہے اور باقی سب باطل ہین
واضح ہو کہ عرب کی زبان مین شعری دو ستارے ہین ایک کا نام شعری عبور ہے اور اسیکو خزاعہ کے لوگ پوجتے تھے اور یہ سخت گرمی کے دنون مین
جوزا کے بعد طلوع ہوتا ہے اور اسکو مرزم الجوزا بھی کہتے ہین اور اسی کا نام کلب الجبار ہے اور اسی کو شعری یمانیہ بولتے ہین دوم شعری غمیصا ہے اسکو
شعری شامیہ بھی کہتے ہین اور غمیصا کے معنے چپڑی چندھی عورت عرب کا زعم ہے کہ سہیل کی دو بیبیان تھین اور دونون بہنین تھین پھر سہیل
عبور کر کے یمن کو چلا گیا اور دونون بہنین اسکے پیچھے پیچھے گئین لیکن ایک تو مجری کو عبور کر کے یمن کو پہونچ گئی اسکا نام شعری عبور ہوا اور دوسری
ٹھہر کر غمناک ہوئی اور رونے لگی آخر یہانتک روئی کہ چپڑی چندھی ہوگئی اسلیئے اسکا نام شعری غمیصا ہوا (خطیب وکبیر) الحاصل اللہ تعالے نے
مشرکون کو تنبیہ کی کہ تمھارے معبود شعری کا وہی رب ہے جب یہ سمجھ حاصل ہو تو مشرک اپنا شرک چھوڑ دے اگر کہو کہ یہ سمجھ تو سب کو حاصل ہے چنانچہ
عرب سے جب پوچھا جاتا کہ ان آسمانون و زمین کو کس نے پیدا کیا تو کہتے کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا اسیطرح نصاریٰ بھی اللہ تعالے کو خالق مانتے ہین ولیکن
دونون مشرک ہین چنانچہ بت پرست کہتے ہین کہ ہمارے بُت معبود ہین یہی ہمکو روزی دلواتے اور اولاد دلاتے اور ہمارے کام آتے ہین اور بعضے
سمجھتے ہین کہ یہ خود ہمارے مالک ہین اسیطرح نصاریٰ کہتے ہین کہ عیسیٰ ہمارے لیئے کفارہ ہوے اب گناہ سے ہمکو ڈر نہین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہی
ہماری مدد اور کارسازی کرتے ہین جواب یہ ہے کہ اگر خالق کے معنے جانتے تو یہ شرک نہ کرتے کیونکہ دونون باتین ایک دوسرے سے ضد ہین خالق کے معنے
یہ ہین کہ جسنے عدم سے موجود کیا اور جس قوت و قدرت سے موجود کیا تھا اسی قدرت سے موجود ہے کیونکہ وہ قیوم ہے اور جب وہ چاہے اسکو متغیر کرے
یا بالکل نیست کرے جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہین کہ آسمان و زمین و آدمی و جانور وغیرہ سب خدائے تعالے کی قدرت و ایجاد سے موجود ہین پس اُسی کے
قبضۂ قدرت مین برابر قائم ہین جب تک وہ چاہے ایک دم اور ایک لحہ بھی اسکی قدرت و قیومی سے فارغ نہین اور بدون اسکے قائم نہین رہ سکتے
ہین پس شعری و بت و مسیح و آسمان و زمین و انبیا و اولیا سب اسمین داخل ہین اب ہم کہتے ہین کہ جس مشرک نے یہ خیال دوڑایا کہ فلان بُت ہمارا مالک ہے
اسنے اول اعتقاد سے انکار کیا کیونکہ بت تو ہر دم و ہر لحظہ خود اپنے خالق کی قدرت سے قائم ہے پس وہ کسی وقت مستقل خود مختار علحدہ نہین ہے جو کسیکے
کام مین دخل کر سکے ہان اگر اللہ تعالے چاہے کہ کسی شخص کا نفع و ضرر پیدا کرے اور اسکی نظر کے سامنے زید کے دینے یا روکنے سے نظر آوے تو وہ قادر مختار ہے
جسطرح چاہے پیدا کرے پس یہ درحقیقت اللہ تعالے کی طرف سے ہوا اور جسنے خدائے تعالے کو خالق جانا تھا اسنے اب بھی پہچان لیا کہ اللہ تعالے نے یہ

نفع یا ضرر اس صورت سے پیدا کیا ہے اور جسنے پہلے ہی اللہ تعالے کو خالق نہیں جانا تھا وہ اب بھی حماقت سے یہی کہتا ہے کہ
قدرت ہے اب معلوم ہو گیا کہ حق جاننے والا شرک نہیں کر سکتا اور شرک جبھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کو نہ پہچانے لہذا اللہ تعالے نے اس آیت میں بھی
کی کہ انہ ہو رب الشعری یعنے شعری کا رب بھی وہی اللہ تعالے ہے اس سے معلوم ہوا کہ جب وہی خالق ہے تو کسی مخلوق کی طرف سے کسی نفع و ضرر کا
پیدا ہونا محض محال و غیر ممکن ہے ۔ وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ِۨ الْاُوْلٰى وَثَمُوْدَا۟ فَمَآ اَبْقٰى وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى
اور اللہ تعالے ہی نے عاد اول کو برباد کیا اور ثمود کو مٹا دیا تو کوئی باقی نچھوڑا اور اس سے پہلے قوم نوح کو ہلاک کیا تھا یہ لوگ بیشک بڑے ظالم و حد
زیادہ سرکش تھے ف جب اللہ تعالے کی قدرت کاملہ معلوم ہوئی کہ خالق وہی ہے اور تمام مخلوق اُسیکے قبضۂ قدرت میں مقہور ہے اُسیکے لطف سے
قائم ہے اور اُسیکے غضب سے ہلاک ہے کسی دوسرے مین کچھ بھی طاقت و قوت نہیں ہے تو اب اللہ تعالے نے غضب الٰہی سے برباد ہونے والی
قومون سے عبرت دلائی اور اپنی کامل قدرت دکھلائی کہ اللہ تعالے نے عاد اول کو برباد کیا ابن کثیرؒ و خطیبؒ نے لکھا کہ اول عاد وہ قوم ہے
جسپر ہود علیہ السلام بھیجے گئے تھے اس قوم کو عاد ابن ارم بن سام بن نوح کی نسل کہتے ہین عاد آخر وہ قوم ہے جسکو ثمود کہتے ہین اور ان پر صالح علیہ السلام بھیجے گئے تھے یہان
اللہ تعالے نے فرمایا کہ ثمود کو ہلاک کیا تو کوئی باقی نچھوڑا سابق مین جہان جہان ثمود کا قصہ مذکور ہوا وہان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ثمود مین سے جو مسلمان تھے وہ سب بچ گئے
پس آیت کے کیا معنے ہوے کہ انمین کوئی باقی نہیں چھوڑا جواب مین بعض نے کہا کہ یہان عاد اول تو ارم ذات العماد ہے اور عاد آخر قوم ہود ہے اور انمین سے کوئی باقی نہین رہا تھا
بعض نے کہا کہ یہ غلط ہے اور تواریخ سے بھی اسکا پتہ نہین چلتا ہے اور اس تکلف کی کوئی وجہ بھی معلوم نہین ہوتی ہے کیونکہ ہود علیہ السلام کی قوم پر جب ہوا سخت آئی اور تمام قوم زبردست
قوی ہیکل کو اس ہوائے تند نے پہاڑون سے پٹک کر ہلاک کیا تو حضرت ہودؑ اور انکے ساتھی مومنون کو اللہ تعالے نے اپنی رحمت سے نجات دی چنانچہ
سورۂ اعراف وغیرہ مین صریح منصوص ہے اسیطرح قوم ثمود کے ہلاک کرنیمین بھی یہ معنے ہین کہ جو قوم کافر سرکش تھی اُسکو مٹا دیا انمین سے ایک بھی
نہین چھوڑا جیسے اُنسے پہلے قوم نوحؑ کو ہلاک کیا تھا اگرچہ نوحؑ کے ساتھ مین مومنون کو نجات دی تھی اگر کہو کہ فقط کافرون کی ہلاکت پر کیا دلیل ہے
جواب یہ کہ آخر آیت مین ان قومون کو غضب سے ہلاک کرنے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ یہ لوگ بڑے ظالم تھے اور بہت حد سے بڑھنے والے نافرمان تھے
بڑے ظالم اسواسطے ہوے کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ شرک سب سے بڑا ظلم ہے اگر غور کرو تو یہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے انسان کو پیدا کیا اور
وہی قائم رکھنے والا ہے اور وہی سب چیز دیتا ہے اور انسان کو اللہ تعالے نے سب پر اشرف بنایا پھر اس ظالم نے بتون کے آگے سجدہ کیا اور لعل وغیرہ
پتھرون کو تلاش کر کے اپنے سر پر رکھا اور اللہ تعالے سے مُنھ موڑا اور اللہ تعالے نے اسکو جنت کی طرف بُلایا تو یہ مردود اسپر یقین نہ لایا بلکہ اللہ تعالے کی
شان و صفت سے منکر ہو گیا کہ مرنے و خاک ہونے کے بعد ہم کیونکر پیدا ہو سکتے ہین اور جنت ہوتی تو ہمکو یہان دکھلائی دیتی اور جہنم و عذاب فقط ڈرانے
کے لیئے ایک خیال ہے اب دیکھو کہ یہ کس قدر ظالم تبہ کار ہے کہ اللہ تعالے اپنے خالق و مالک کو بھول گیا اور اسکی شان و صفت سے منکر ہوا اور اسکی
رحمت سے مایوس ہوا اور اسکے عذاب سے بیخوف ہو گیا پس اللہ تعالے نے پچھلی اُمتون کی عبرت کے لیئے ایسے ظالمون و سرکشون کو ہلاک کرنا شروع کیا اول
قوم نوح کو غرق کر دیا پھر قوم ہودؑ کو آندھی و جھکڑ سے تباہ کیا پھر قوم صالح کو زلزلہ و آواز سخت سے نیست کر دیا اگر کہو کہ شاید وہان ایسے سبب بھی ہون
جواب یہ کہ اُس سوال سے کیا مطلب ہے اگر پوچھنے والے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے نے ایسا نکیا بلکہ سبب نے کیا تو یہ شخص جاہل احمق ہے کہ پہلا
اصول بھولا کہ اللہ تعالے ہی خالق ہے اور اسکے خالق ہونے کے ساتھ مین کسی دوسری چیز کا قابو نہین پہونچ سکتا ہے بلکہ قطعاً دوسری چیز میں کچھ قابو
اور قوت نہین ہے کیونکہ سب اُسی کے مخلوق ہے اور اگر پوچھنے والے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالے جو چیز پیدا کرتا ہے اکثر ظاہر نظر مین ایک مخلوق سے
دوسری مخلوق کا نکالنا ہے تو شاید یہ عذاب بھی اسیطرح نکالا ہو تو ہم کہتے ہین کہ بعض صورتون مین ایسا کیا کہ جسکا سبب ظاہر تھا اور بعض میں یہ بھی

کیا چنانچہ قوم نوح کو تو خوب جوش مارنے والے پانی سے اور آسمان کے لگاتار برسنے والے مینہ سے غرق کیا۔ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۔ اور مؤتفکہ کو تہ وبالا کیا پس اس آبادی پر چھایا جو کچھ چھایا پھر تو اپنے رب کی نشانیون سے کس نشانی مین شک پاتا ہے ف
مؤتفکہ یعنی جھنڈ دار درختون کا گنجان یا بستیان باہم ملی ہوئین قوم لوط کے گانون باہم ملے ہوے سرسبز وشاداب چلے گئے تھے جب ان لوگون نے
مردون سے اغلام کرنا اور کفر وشرک کے قبائح سے اسراف کیا اور ہر چند لوط علیہ السلام نے سمجھایا کچھ فائدہ نہوا تو اللہ تعالے نے پچھلون کی عبرت
کے لیئے ان گانون کو تہ وبالا کر دیا اور اُنپر سجیل کے آتشی پتھر برس پڑے اور سب تختہ برباد ہو کر وہان بحیرہ ہو گیا جسکا پانی بہت بدبودار ہے کہ اس سے
کوئی جانور زندہ نہین رہ سکتا اور کوئی درخت نہین جمتا پس جس چیز نے انکو ڈھانپ لیا اس عذاب کو کیا بیان کیا جاوے کیونکہ آدمی انتہائے حواس سے
جو کچھ سمجھے وہ بھی ظاہری حالت دیکھیگا حالانکہ باطنی عذاب کی صورت معاذ اللہ بہت سخت وشدید ہے کیونکہ رب عزوجل اپنی مخلوق پر مان باپ
سے زیادہ مہربان ہے پھر بھی اس قوم لوط کا ضرر تمام جہان مین عام تھا پس دوسرون کی عبرت کے لیئے اس مؤتفکہ کو اس عذاب سے ہلاک کر کے جہنم
مین ملا دیا قتادہؒ سے روایت ہے کہ قوم لوط کے قریون کے نیچے قطران ونفط مٹی کا تیل وگندہک کی کان پیدا کر کے آگ لگا دی پس تمام وادی جل اُٹھا
(رواہ ابن ابی حاتم) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ روایت بہت غریب ہے یعنے کسی دوسرے مفسرؒ نے اس قسم کی بات نہین بیان کی مترجم کہتا ہے کہ مین نے
ایک نصرانی پادری کے جغرافیہ مین دیکھا کہ جسنے یہ مضمون اس طرح لکھا ہے کہ قوم لوط کی بستیون کے نیچے گندہک ومٹی کا تیل وکوئلہ وغیرہ پیدا ہو گیا تھا
جب انکی کانین آپسمین ملین تو رگڑ سے آگ پیدا ہو گئی اور اُسکے زور سے تمام وادی اُڑ گیا جیسے جوالا مکھی پہاڑ سے آگ نکلا کرتی ہے مترجم کہتا ہے کہ اس بیان سے
دو احتمال ہین ایک یہ کہ اُس گانون کے نیچے اتفاقاً یہ چیزین پیدا ہوئین اور اُسکے صدمہ سے وہ لوگ ہلاک ہوے تو یہ خیال محض باطل ہے دوم یہ کہ اللہ تعا
لے اُس قوم پر عذاب نازل کرنے کے واسطے ظاہری سامان اسطرح پیدا کر دیا تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے جیسا کہ مین نے اوپر بیان کیا ہے اور قتادہ
رحمہ اللہ تعالے کا یہی مطلب ہے اسواسطے کہ اللہ تعالے نے قوم لوط پر صریح اپنا عذاب بیان فرمایا۔ فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل الآیہ
یعنے ہمنے ان بستیون کو تہ وبالا کر دیا اور اُن پر سجیل کے پتھر برسائے۔ ھ پس اللہ تعالے نے خاص کر اُن پر عذاب کرنے کے واسطے ایسا کیا تھا اور جس شخص نے
اللہ تعالے کو پہچانا اُسنے صریح جانا کہ کوئی چیز بغیر اللہ تعالے کی مشیت وارادہ کے نہین واقع ہوتی ہے اور ہر چیز اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے لہذا یہان
بھی فرمائی کہ اے انسان تو اللہ تعالے کی کس نشانی سے شک کرتا ہے یعنے اُسکی قدرت مین سب کچھ موجود ہے اور اُسنے عبرت کے واسطے یہ سب آثار قدرت
ظاہر کر دیے ان مین سے بعض نعمتین ہین اور بعض عذاب ہین اور دونون طرح سے اللہ تعالے کی قدرت کاملہ ظاہر ہے پس کسی آدمی کو اُسکی قدرت مین شک
کرنے کی مجال نہین ہے اگر کہا جاوے کہ قولہ تتماری صیغۂ خطاب ہے یعنے تو کس چیز مین شک کرتا ہے اور یہ خطاب کسی شخص خاص کو ہونا چاہیئے پس وہ
کون شخص ہے جواب یہ کہ ابن جریجؒ نے فرمایا کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے ولیکن اولیٰ یہ ہے کہ یہ ہر انسان کو خطاب ہے جسکو اللہ تعالے نے
کچھ عقل عطا فرمائی ہے یہی قتادہؒ کا قول ہے اور اسیکو شیخ ابن جریر وابن کثیرؒ نے پسند کیا ہے اگر کہا جاوے کہ اس بیان سے عبرت مقصود ہے پس
اسی اُمت مین سے کسی قوم کو ایسا عذاب ہوتا تو آنکھون دیکھکر عبرت ہوتی جواب یہ کہ عبرت سے نفع قلبی مقصود ہے کیونکہ محض تماشا دیکھنا اور ایسا
تماشا تو محض جانور سے بدتر آدمی کا کام ہے اور عبرت سے نفع اُسی دل کو حاصل ہوتا ہے جسمین آنکھ ہو اور وہ عقل کہلاتی ہے اب ہم کہتے ہین کہ
یقینی بات سے عبرت حاصل کرتی ہے اور اسکے لیئے دو صورتین تھین ایک یہ کہ اس اُمت کی قومون پر عذاب ہو لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
تمام جہان کے واسطے عام ہے پس اگر عذاب آوے تو عام عذاب آوے پس روے زمین پر کوئی باقی نہ رہے تو پھر عبرت کسکو حاصل ہوگی اسلیئے
رحمت ہے علاوہ اسکے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت محض رحمت ہے اسیواسطے اللہ تعالے نے آپکو رحمۃ للعالمین بھیجا ہے اور دوسری صورت

یہ ہے کہ یقینی عذاب جو اگلی قومون پر ہوا ہے وہ بیان کردیا جاوے بس یہی خوب ہے کیونکہ قوم ہودؑ و ثمودؑ و قوم لوطؑ و نوحؑ کا عذاب [illegible]
مین متواتر چلا آتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وحی سے اسکو زیادہ قطعی کردیا اور قطعی چیز عقل کی آنکھ کے سامنے ظاہر ہوتی ہے اور جسم کی آنکھ سے [illegible]
ہو وہ محض جانور ہے کہ اسکے دل مین اثر نہوگا تو ایسے احمق کا کچھ اعتبار نہین ہے اور جب دل کی عبرت مقصود ہے تو یہ متواترات جو قرآن مجید مین [illegible]
ہین ایسے قطعی ہین کہ گویا ہر وقت آنکھون کے سامنے موجود ہین اور بیطرح طرح کے عذاب ہین اور طرح طرح کی نعمتون کے آیات ہین حق کہ جو انسان [illegible]
رکھتا ہے وہ عبرت حاصل کرتا ہے لہذا فرمایا

هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ۝ أَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝ أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ [illegible]

یہ ایک ڈر سنانے والا ہے پہلے سنانیوالون مین کا — آپہونچی آنیوالی — کوئی نہین اُسکو اللہ کے سوا کھول دکھانیوالا — کیا تم — اس بات سے

تَعْجَبُونَ ۝ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩

اچنبھا کرتے ہو — اور ہنستے ہو — اور روتے نہین — اور تم کھلاڑیان کرتے ہو — سو سجدہ کرو — اللہ کے آگے اور بندگی

ع ٣ ركوع ٣

جب اللہ تعالیٰ نے اگلے انبیا علیہم السلام مانند نوحؑ و ہودؑ و صالحؑ و لوطؑ کی قومون پر عذاب کا حال بیان کیا کہ اگلے انبیا علیہم السلام اپنی قومون کو عذاب آلہی سے ڈراتے تھے مگر اُنکی ظالم قومین کچھ بھی یقین نہین لاتی تھین بلکہ اُنکی باتون پر ہنستی تھین آخر عذاب شدید مین مبتلا ہوئین پس اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے منکرون کو تنبیہ فرمائی اور عبرت دلائی لقولہ تعالیٰ هٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ۔ یہ ڈر سنانے والا بھی اگلے ڈر سنانیوالون مین سے ہے ف محمد بن کعب القرظی و ابن جریر و ابن کثیرؒ و خطیبؒ وغیرہ نے لکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب اشارہ ہے یعنے یہ رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی اسیطرح تمکو عذاب آلہی سے ڈراتا ہے جیسے اگلے رسولون نے اپنی قومون کو ڈرایا تھا اور اگلی قومون نے اپنے رسولون کی بات نہ مانی آخر عذاب مین مبتلا ہوے اور اُنکے گناہون کی شامت سے دنیا ہی مین اُنپر عذاب آگیا جو عذاب آخرت سے ملگیا پس اگر تم لوگ اس رسول معظم خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانوگے تو بالضرور عذاب مین مبتلا ہوگے اگر کہا جاوے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر دنیا مین عذاب نہ ہوگا جواب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی چندروزہ ہے کیونکہ اصل خوف عذاب وہ ہے جو آخرت مین ہوگا اور اُسمین کچھ شک نہین ہے کیونکہ اگلی قومون پر دنیاوی عذاب سے صاف عبرت دلائی گئی ہے پس چندروزہ دنیاوی زندگی مین اگر عذاب سے بچا تو اس سے کافر کو کچھ فائدہ نہین ہے کیونکہ یہ زندگی بمقابلہ آخرت کے پلک مارنے سے بھی کم ہے اور یہان کا عذاب فقط اسواسطے تھا کہ آخرت کے عذاب پر یقین ہو تو وہ اگلی قومون کے متواتر اخبار عذاب سے قطعی معلوم ہوگیا پس اگر تم لوگ اس پیغمبر کی ہدایت پر نہ چلوگے تو اُس عذاب کے منتظر رہو۔ قتادہؒ نے کہا کہ یہ اشارہ قرآن مجید کی جانب ہے یعنے یہ کتاب آلہی تمکو اسیطرح عذاب آلہی سے ڈراتی ہے جیسی اگلی کتابین ڈراتی تھین بعض نے کہا کہ یہ اشارہ قوم نوح و عاد و ثمود و لوط وغیرہ کے عذاب کی جانب ہے یعنے یہ عبرتناک عذاب جو ہم نے بیان کیا یہ اگلی امتون کے عذاب مین سے نمونہ ہے مترجم کہتا ہے کہ ان سب کا حاصل یہی ہے کہ تم لوگ اپنے پیغمبر کی ہدایت کے موافق چلو اور عذاب سے ڈرو چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا اس اُمت کو عذاب سے ڈرایا ہے ایک حدیث مین ہے کہ اے لوگو مین تمکو ڈراتا ہون کہ تمھارے سامنے عذاب شدید ہے تم اُس سے بچو دوسری حدیث ہے کہ اے اہل عرب مین عریان نذیر ہون واضح ہو کہ عرب کے لوگ جابجا خانہ بدوشون کی طرح پہاڑون اور وادی مین آباد ہوتے تھے اور ایک دادا کی اولاد یکجا متفق ہوکر رہتے تھے لیکن اُن مین [illegible] سوا کوئی دین نہ تھا لہذا بیرحمی و ظلم کے ساتھ جو کنبہ زبردست ہوتا وہ کمزور کو لوٹ مار رکھتا تھا اسواسطے ہر کنبہ و قبیلہ دوسرے سے خوفناک [illegible] اور ہمیشہ اُنکے درمیان نزاع و جدال قائم تھی پس جب کسی شخص نے دیکھا کہ دشمن آتا ہے تو وہ فوراً اپنی قوم کو جس حالت سے ممکن ہوتا آگاہ کرتا [illegible]

یعنی شخص نہایت جلدی مین کپڑے پہننے کی مہلت نہ پاتا اور عریان یعنے ننگا دوڑ کر چلا تا کہ دشمن کے خوف سے بچو پس اسکی مشابہت سے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنی ذات بابرکات کو نذیر عریان فرمایا یعنے خوف بہت شدید ہے کہ مین تمکو نہایت جلدی آگاہ کرتا ہون کہ موت سے پہلے ایمان لاؤ اور اپنے
تئین عذاب شدید سے بچاؤ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ بہت قریب ہوگئی قریب آنے والی ف قریب آنے والی سے مراد قیامت ہے
چنانچہ آئندہ جو سورہ شروع ہونے والا ہے اُسکا عنوان اقتربت الساعۃ ہے یعنے قیامت بہت قریب ہوگئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
مین اور قیامت اسطرح ہون یعنے آپ نے کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی دونون ملائین اور فرمایا کہ گویا قیامت مجسے سبقت کرنے والی تھی اگر حکم آلٰہی نہوتا
اسکا خلاصہ یہی ہے کہ قیامت بہت قریب ہے اور آپ کے بعد کوئی نبوت نہوگی بلکہ آپ خاتم النبیین ہین اور عیسی علیہ السلام فقط اسواسطے اُتارے
جاوینگے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو معجزہ نبوت کے ساتھ زغمہ دجال و کفار سے بچاوین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر
عمل کرین اور اس کلام مین بلیغ اعجاز ہے کیونکہ آزفہ بمعنے قریبہ ہے اور اسیکو فرمایا کہ نزدیک ہوگئی پس جو چیز کہ خود قریبہ کہلاتی تھی جب وہ قریب ہوئی
تو ظاہر ہوگیا کہ قیامت بہت ہی نزدیک ہے لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ۔ اللہ تعالےٰ کے سوائے اس قیامت کا کھولنے والا کوئی نہین ہے ف
جیسے اللہ تعالےٰ نے فرمایا لا یجلیہا لوقتہا الا ہو۔ یعنے قیامت کو اُسکے وقت پر کوئی نہین کھولیگا سوائے اللہ تعالےٰ کے اگر کہا جاوے کہ آیت مین کاشفہ
صیغہ مؤنث ہے اس سے کیا مراد ہے جواب یہ کہ اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ صیغہ مؤنث ہو تو نفس کی صفت ہے یعنے نفس کاشفہ نہین ہے یعنے کسی نفس
کو یہ صفت حاصل نہین ہے کہ قیامت کا وقت ظاہر کرے لیکن اللہ تعالےٰ ہی کو معلوم ہے دوم یہ کہ کاشفہ صیغہ صفت نہو تو معنے ظاہر ہین کہ کوئی اُسکو
ظاہر کرنے والا نہین ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے کہ وہی قیامت کا وقت جانتا ہے لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے علامات بیان فرمائے ہین جو
اس زمانہ مین بکثرت ظاہر ہین اور سابق مین اسکا بیان سورۂ اعراف وغیرہ مین گذر چکا ہے اور امام احمدؒ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو خبردار ہو اور ایسے گناہون سے بچو جنکو حقیر سمجھتے ہو کیونکہ اُنکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قوم کسی وادی مین اُتری
پھر ایک شخص ایک لکڑی لایا اور دوسرا دوسری لکڑی لایا یہانتک کہ انبار ہوگیا جس سے انھون نے اپنی روٹی پکائی اسیطرح حقیر گناہ جب جمع ہوجاتے
ہین اور گنہگار سے اُنکا مواخذہ ہوتا ہے تو وہ تباہ ہوجاتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور قیامت کی مثل ایسی ہے یعنے آپ نے اپنی
دونون اُنگلیان درمیانی و کلمہ کی ملائین پھر فرمایا کہ میری اور قیامت کی مثل ایسی ہے جیسے جوڑی کے دو گھوڑے ہوتے ہین پھر فرمایا کہ میری اور قیامت
کی مثل ایسی ہے جیسے ایک قوم نے اپنے نگہبان کو بھیجا کہ وہ پہاڑ پر چڑھکر دیکھتا رہا کہ غارت کرنے والا دشمن کب آتا ہے ناگاہ اُسنے دشمن کو ایسی حالت سے
آتے ہوے دیکھا کہ اُسکو یہ خوف ہوا کہ میرے پہونچنے سے پہلے دشمن پہونچ جائیگا پس اُسنے لکڑی مین باندھکر اپنا کپڑا اُڑایا کہ بچو تم لوگون پر دشمن آگیا پھر
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ مین ایسا ہی نگہبان ہون ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس حدیث کی تقویت مین صحاح و سنن کی روایات موجود ہین الحاصل
قیامت بہت قریب آگئی سوائے اللہ تعالےٰ کے اُسکا کوئی کاشف نہین ہے یعنے قیامت کو کوئی دفع نہین کرسکتا اور نہ کوئی اُسکا وقت جانتا ہے
اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ۔ پھر کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہین ہو
اور تم لوگ گاتے ہو ف اس بات سے بعض مفسرینؒ نے کہا کہ قرآن مجید مراد ہے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالےٰ نے مشرکون کی حماقت و بدکاری بیان
فرمائی کہ قرآن مجید سنتے ہین اور اُس سے منھ موڑکر تعجب کرتے ہین کہ یہ صحیح ہوسکتا ہے بلکہ مسخرہ پن سے ہنستے ہین اور نادانی سے اُنکو اپنے حال پر رونا نہین آتا
حالانکہ اُنکے سامنے یہ سخت عذاب ہے حدیث مین آیا ہے کہ جہنمی جہنم مین ہزار برس تک روئیگا پھر دوزخ کے دربان سے درخواست کریگا الحاصل
مشرک لوگ اپنے انجام سے اسقدر غافل ہین کہ ہنستے ہین برخلاف اہل ایمان و یقین کے کہ وہ سجدے مین گرتے ہین اور خشوع و خضوع سے روتے ہین

اور اہل شرک ہنستے اور مصحکہ کرتے ہین بلکہ فرمایا وانتم سامدون حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سامد یعنے متکبر ہے یعنے تم لوگ قرآن سے تکبر کرتے ہو اور
نے بیان کیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنے تم لوگ اس سے غافل ہو اور یہی حسنؒ کا قول ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنے تم
منہ موڑتے ہو یہی مجاہد و عکرمہؒ کا قول ہے اور سفیان ثوریؒ نے کہا کہ سامد یعنے گانے والا یعنے تم لوگ ہنستے کھیلتے اور گاتے ہو اور یہی ابن عباس
روایت ہے (ابن کثیر) امام راغبؒ نے کہا کہ سامد وہ شخص ہے جو لہو و لعب مین سرکش ہو پس اسکے مطابق ہر ایک نے لازمی معنے بیان کیے ہین خطیب
صالح ابو الخلیلؒ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو اسکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی شخص نے ہنستے نہین دیکھا کبھی کبھی تبسم فرماتے تھے الحاصل
جو لوگ یقین و ایمان رکھتے ہین وہ لوگ دنیا مین عذاب آخرت کے خوف سے اور اصل حالت کو سمجھکر اپنے قصور عبادت پر روتے اور گڑگڑاتے ہین
اور یہی اُنکے واسطے مکافات ہو جائیگی کہ آخرت مین انشاء اللہ تعالے عذاب سے نجات پاوینگے اور وہان حقیقی خوشی کے ساتھ ہنسینگے برخلاف انکے
کافرون کی یہ کیفیت ہے کہ قرآن مجید و دین توحید کو سنتے اور متعجب ہو کر ہنستے ہین بلکہ سرکشی سے لہو و لعب کے ساتھ جواب دیتے ہین اور اپنے انجام
کے خوف سے نہین روتے کیونکہ اُنکو یقین نہین ہے بخلاف اہل یقین کے کہ وہ روتے اور سجدہ کرتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا۔ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا
اللہ تعالے ہی کے واسطے سجدہ کرو اور اُسکی عبادت کرو ف یعنے شرک چھوڑ دو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
مکہ مین سورۃ النجم پڑھکر سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانون و مشرکون و جن و انس نے سجدہ کیا (البخاری) مطلب بن ابی وداعہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے مکہ مین سورۂ نجم پڑھا پس آپ نے سجدہ کیا اور جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے سب نے سجدہ کیا پس مین نے اپنا سر اُٹھا لیا اور مطلب اُسوقت
تک مسلمان نہین ہوے تھے پھر اسکے بعد مطلبؓ کی یہ کیفیت تھی کہ جب کسیکو سورۂ نجم تلاوت کرتے سنتے تو اُسکے ساتھ سجدہ کرتے تھے (احمد و نسائی) مطلبؓ
کہا کرتے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو سجدہ چھوڑا تھا اب مین کبھی یہ سجدہ نہین چھوڑونگا (الطحاوی) اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ پہلا سورہ جسمین سجدہ اُتارا گیا ہے یہی سورۂ نجم ہے پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو تلاوت کرکے سجدہ کیا اور جو لوگ موجود تھے سب نے
سجدہ کیا سواے ایک قریشی کے کہ اُسنے ایک مُٹھی کنکریان اُٹھا کر اپنی پیشانی سے لگائین اور کہا کہ مجھے اسیقدر کافی ہے ابن مسعودؓ نے کہا کہ مین نے بعد اسکے
دیکھا کہ یہ شخص کافر مارا گیا (الطحاوی) خطیبؒ نے کہا کہ یہ شخص اُمیہ بن خلف تھا جو بدر مین مارا گیا چنانچہ بعض روایات مین اسکا نام مذکور ہے اور زید بن ثابت
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سورۂ نجم سُنایا تو آپ نے سجدہ نہین فرمایا (الصحیح) خطیبؒ نے کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا
ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب نہین ہے۔ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے یہ سجدہ ہم پر فرض نہین فرمایا ہے لیکن اگر ہم ثواب
چاہین تو کرین (البخاری) اور یہی امام شافعی و احمد کا قول ہے اور اسکا حاصل یہ کہ سجدۂ تلاوت مستحب اور ایک جماعت علماءؒ نے کہا کہ واجب ہے حتی کہ
پڑھنے والے اور سُننے والے دونون پر واجب ہے اور یہی سفیان ثوری و ابو حنیفہ وغیرہ کا قول ہے اور ایک جماعت نے کہا کہ سورۂ مفصلات مین مستحب
بھی نہین ہے اور یہ امام مالک کا قول ہے مترجم کہتا ہے کہ امام طحاویؒ نے اس مسئلہ کو معنے الآثار مین مفصل بیان کیا اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ اول زید
بن ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث باسناد روایت کی کہ مین نے سورۂ نجم کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر عرض کیا تو ہم مین سے کسی نے سجدہ نہین کیا طحاویؒ نے
اسکو باسناد متعددہ روایت کرکے کہا کہ ایک قوم کا یہی مذہب ہے کہ سورۃ النجم مین سجدہ نہین ہے اور دیگر علماءؒ نے اُنسے خلاف کیا اور کہا کہ نہین بلکہ اس مین
سجدہ ہے اور اس حدیث سے یہ نہین نکلتا کہ اسمین سجدہ نہین ہے کیونکہ حدیث مین کئی احتمال ہین ایک تو یہ کہ جیسے تم کہتے ہو یعنی اسمین سجدہ نہو دوم یہ کہ شاید آنحضرت
اُسوقت وضو سے نہ ہون تو آپنے سجدہ نہ کیا سوم یہ کہ شاید ایسا وقت ہو جسوقت سجدہ جائز نہین ہے چہارم یہ کہ شاید سجدۂ تلاوت کا حکم یہ ہو کہ جسکا جی چاہے سجدہ کرے اور جسکا جی چاہے نہ کرے
جب اس حدیث مین اتنے احتمال ہوئے تو ہم کیونکر تم ایک ہی احتمال پر قائم ہو گئے اور باقی احتمال ترک کئے بلکہ چاہیے کہ دوسری دلیل تلاش کرین تاکہ یہ معلوم ہو کہ اسمین

لانہین پھر امام طحاویؒ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اور مطلب بن ابی الوداعہ رضی اللہ عنہ کی احادیث بہ اسانید صحیحہ متعددہ روایت کی جن مین صریح مذکور ہے کہ آپ نے سورۂ نجم مین سجدہ کیا اگر کوئی کہے کہ ابی بن کعب سے پوچھا گیا کہ مفصل مین سجدہ ہے تو اُنھون نے کہا کہ نہین ہے پھر اسکو باسناد جید روایت کیا پھر جواب دیا کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اگرچہ تمام قرآن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سنایا لیکن سجدہ نہ کرنا شاید وجوہ مذکورۂ بالا مین سے کسی وجہ سے ہوا اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین سے ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ تلاوت کا سجدہ واجب نہین ہے پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حدثنا محمد بن عمرو حدثنا عبداللہ بن نمیر ح وحدثنا یونس حدثنا ابن وہب حدثنا مالک کلاہما عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ الخ یعنے عروہ بن زبیر نے کہا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز منبر پر سجدہ پڑھا پھر اُتر کر سجدہ کیا اور لوگون نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا پھر دوسرے جمعہ کو بھی سجدہ پڑھا پس لوگ سجدہ کرنے کے واسطے آمادہ ہوے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے حال پر بیٹھے رہو اللہ تعالے نے یہ سجدہ ہم پر فرض نہین فرمایا ہے لیکن اگر ہم چاہین تو سجدہ کرین پس آپ نے سجدہ نہین کیا اور لوگون کو بھی روک دیا (اسنادہ جید صحیح) پھر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ کا گذر ایک قوم کی جانب ہوا جنھون نے سجدۂ تلاوت کیا تو سلمان سے کہا گیا کہ آپ سجدہ نہین کرتے سلمان نے فرمایا کہ ہم نے اس کا قصد نہین کیا (اسنادہ صحیح) ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے سجدۂ تلاوت کیا اور مین بھی بیٹھا تھا پھر سجدہ نہین کیا پس حارث بن عبداللہ نے اُٹھکر سجدہ کیا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین جب آپ نے سجدۂ تلاوت کیا تو آپ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب مین نماز مین ہوتا ہون تو سجدہ کرتا ہون اور جب نماز مین نہین ہوتا ہون تو سجدہ نہین کرتا ہون (اسنادہ جید صحیح) طحاویؒ نے کہا کہ یہ اجلۂ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین جنکے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب نہین ہے اور یہی ہمارا بھی مذہب ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ بلا اختلاف سبکے نزدیک مسافر اگر اپنی سواری پر سجدہ تلاوت کرے تو اُسکو سواری پر سر جھکا کر اشارے سے سجدہ کرنا کافی ہے اور یہ واجب نہین کہ زمین پر اُتر کر سجدہ کرے اور یہ صفت نفل کی ہوا کرتی ہے واجب کی نہین ہوتی کیونکہ نفل نماز کا پڑھنا سواری پر جائز ہے اور واجب نہین جائز ہے جب تک زمین پر نہ اُترے پس ظاہر ہوا کہ سجدۂ تلاوت واجب نہین ہے اور برخلاف اسکے ابوحنیفہ وابویوسف ومحمد رحمہم اللہ تعالے کہتے تھے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے (معنی الآثار) مترجم کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ اس مقام پر اپنے اصول کے موافق گئے ہین یعنے دلیل اگرچہ اسیکو مقتضی ہے جو امام طحاویؒ نے اختیار کیا کہ سجدہ واجب نہین ہے لیکن اللہ تعالے نے کافرون کی مذمت فرمائی کہ جب اُنسے سجدہ کرنے کو کہا جاتا ہے تو نفرت کرتے ہین اور ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ایک جماعت کے نزدیک سجدۂ تلاوت واجب ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث نہین ملتی جس سے یہ ثابت ہو کہ سجدۂ تلاوت واجب نہین ہے ہان اسقدر ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے فی الفور سجدہ نہین کیا پس اسکے یہ بھی معنے ہوسکتے ہین کہ سجدۂ تلاوت فی الفور واجب نہین ہے بلکہ جسوقت وضو ہو اُسوقت سجدہ کرے اور کسی عالم نے یہ اختلاف نہین کیا کہ سجدہ کرنا ہدایت کے کام سے خارج ہے اور داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا تو اسکی اقتدا یہی ہے کہ سجدہ کیا جاوے پس احتیاطاً ہمارے نزدیک سجدہ کر لینا بہتر ہے واللہ تعالے اعلم بالصواب ف۲ شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالی ازفت الآزفۃ۔ آزفہ سے اگر قیامت صغری مراد ہو یعنے موت تو موت کا نزدیک ہونا ظاہر ہے اور اسکا بھی کاشف کوئی نہین ہے کیونکہ موت کی ساعت کسیکو معلوم نہین ہے اور کوئی اُسکو دفع بھی نہین کر سکتا ہے اور اگر آزفہ سے قیامت کبرے مراد ہو تو اُسکا قریب ہونا دو طرح ظاہر ہے اول یہ کہ ہر چیز مین معنے معتبر ہین اور معنے کی راہ سے قیامت ہر شخص سے نزدیک ہے کیونکہ وہ عین وحدت مین ہے اگرچہ یہ شخص اپنی غفلت کی وجہ سے دور ہو کیونکہ اُسکو شعور نہین ہے دوم یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا

پیدا ہونا اور معبوث ہونا اس قیامت کی ایک علامت و مقدمہ ہے اسیواسطے آپ نے اپنے کلمہ کی اور درمیانی اُنگلی ملاکر اُٹھائی اور فرمایا کہ مین اور قیامت
اسیطرح ہین پھر جب امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہوگا تو یہ حالت بالکل ظاہر ہوجائیگی بحمد اللہ سبحانہ تفسیر سورۃ النجم تمام ہوئی

سورۃ القمر مکیۃ وھی خمس وخمسون ایۃ

اس سورۂ مبارک کو سورۂ اقتربت الساعۃ بھی کہتے ہین آیات اس سورہ مین پچپن ۵۵ ہین کلمات کا شمار تین سو بیالیس ۳۴۲ ہے حروف کا شمار ایکہزار چار سو تینتیس ہین یہ سورہ مکیہ ہے لیکن اسمین سے پانچ آیات یعنے قولہ تعالے سیہزم الجمع ویولون الدبر الآیات مستثنیٰ ہین (سراج خطیب) ابن عباس و ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ سورہ مکہ مین ہجرت سے پہلے نازل ہوا ہے قرطبیؒ نے کہا کہ یہی جمہور مفسرین کا قول ہے کہ یہ سورہ سب مکیہ ہے لیکن مقاتلؒ نے کہا کہ قولہ تعالے ام یقولون نحن جمیع منتصر سے تین آیات تک مدنیہ ہین قرطبیؒ نے کہا کہ یہ صحیح نہین ہے اور بعض نے سیہزم الجمع ویولون الآیات کو استثنا رکیا ہے (ف) مترجم کہتا ہے کہ اس استثنا رکی دلیل یہ ہے کہ جب ہجرت کے دوسرے سال بدر کے مقام پر کافرون کی جماعت کثیر سے مقابلہ ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا شروع کی کہ الٰہی اگر تیری مشیت یہ ہو کہ زمین مین تیری عبادت نہ کی جاوے تو تجھے اختیار ہے الٰہی اگر یہ اسلامی ٹکڑا ہلاک کیا گیا تو زمین مین تیری عبادت نہوگی غرضکہ آپ عریش مین اسیطرح دعا فرماتے تھے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ پر اسوقت آثار رحمت کا ظہور تھا وہ پروانہ کی طرح آپ پر فدا ہوتے اور آپکو اس حالت مین دیکھکر بار بار عرض کرتے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون کہ آپ غم نہ کھائیے اللہ تعالے ضرور آپکو فتح دیگا اور رب عزوجل کا وعدہ حق ہے حدیث مین روایت ہے کہ ناگاہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ پڑھتے ہوے نکلے سیہزم الجمع الآیات۔ یعنے عنقریب ان کافرون کے جتھے بھاگینگے اور پیٹھ دکھلاوینگے آخر تک اس سے بعض نے استدلال کیا کہ ان آیات کا نزول اسی وقت ہوا ہے جواب یہ کہ اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کیونکہ غالباً ان آیات کا نزول مکہ مین اس سورہ کے ساتھ ہوا تھا اور یہی سیاق ہے چنانچہ اپنے موقع پر ظاہر ہوگا پھر اسوقت اللہ تعالے نے آپ کی دعا کرنے پر یاد دلایا کہ ان آیات کی تاویل اسیوقت ہوگی پس آپ خوشی کے ساتھ ان آیات کو پڑھتے ہوے باہر تشریف لائے اور اللہ تعالے نے وعدہ پورا کیا کہ یہ جم غفیر لشکر کفار جو بڑے سامان سے آراستہ تھا ایک قلیل جماعت سے بھاگا اور ستر مارے گئے اور ستر قید ہوے اور اللہ تعالے نے آپکی دعا کے موافق اسلامی جماعت کو ہتھیار ولباس ومال سے سرفراز کیا والحمد للہ رب العالمین پس اصح قول یہی ہے کہ تمام سورۂ مکیہ ہے اور اسمین یہ آیات معجزہ کے طور پر اول سے نازل ہوئی تھین جنکا ظہور مقام بدر کی لڑائی مین ہوا (فضائل) فضیلت قرآن مین یہ سورہ بھی شامل ہے جسکا اندازہ آدمی کے قیاس سے باہر ہے لیکن خاص اس سورہ کے متعلق بعض خصوصیات ہین ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ توریت مین اسکا نام مبیضہ ہے یعنے سفید کرنے والی چنانچہ قیامت کے دن اپنے تلاوت کرنے والے کا چہرہ روشن کریگی بیہقیؒ نے کہا کہ یہ روایت منکر ہے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ نے حدیث روایت کی کہ جسنے ہر رات مین سورۂ اقتربت الساعۃ پڑھا تو جب قیامت کے روز وہ اُٹھایا جائیگا تو اُسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مثل ہوگا (رواہ ابن الفریس) حدیث ابو واقد اللیثی رضی اللہ عنہ مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز عید وبقر عید مین سورۂ ق اور سورۂ اقتربت الساعۃ پڑھتے تھے (الصحیح) اور بڑے مجمع مین اکثر یہی دو نون سورتین آپ تلاوت فرماتے کیونکہ ان مین اللہ تعالے نے ثواب کو اور عذاب کو بیان فرمایا اور انسان کا ابتدائی پیدا کرنا اور آخرت مین اُس کو دوبارہ زندہ کرنا بیان فرمایا اور اپنی توحید اور اپنے انبیا کی بزرگی وغیرہ اصول مطالب بیان فرمائے ہین

فقال سبحانہ تعالے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے بہت بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝ وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا

پاس آگئی وہ گھڑی اور پھٹ گیا چاند اور اگر وہ دیکھیں کوئی نشانی ٹال دیں اور کہیں یہ جادو ہے چلا آتا اور جھٹلایا اور چلے

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا

اپنی چاؤن پر اور ہر کام ٹھہر رہا ہے اپنے وقت پر اور پہونچ چکے ہین اُنکو احوال جتنے مین ڈانٹ ہو سکتی ہے پوری عقل کی بات ہے پھر کام

تُغْنِ النُّذُرُ ۝

نہین کرتے ڈر سناتے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ قیامت قریب آگئی اور حالانکہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا ف یعنے چاند کا دو ٹکڑے ہونا اللہ تعالےٰ نے قرب قیامت کی نشانی مقدر فرمائی تھی پس وہ علامت ظاہر ہو گئی اور اب تمکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ قیامت بہت قریب ہے واحدیؒ وغیرہ نے لکھا کہ مفسرینؒ کے نزدیک بالاجماع یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا جو مکہ سے ہجرت کرنے سے پانچ برس پہلے اہل مکہ کی درخواست پر ظاہر کیا گیا تھا مترجم کہتا ہے کہ ایام حج مین مقام منیٰ مین ابو جہل وغیرہ کفار نے لوگون کو بہکانے کے واسطے اشارہ کیا کہ اگر یہ چاند دو ٹکڑے ہو جاوے تو ہم تمھاری نبوت پر ایمان لاوین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بہت آرزو تھی کہ یہ لوگ کسیطرح ایمان لاوین پس آپ نے خیال فرمایا کہ شاید یہ لوگ صدق دل سے کہتے ہین چونکہ امر آلٰہی مین یہ بات مقدر ہو چکی تھی لہذا آپ نے دعا فرمائی اور اُنگلی سے اشارہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور ہر ایک ٹکڑا علیحدہ علیحدہ تھا جاننا چاہیئے کہ اہل اسلام سلف و خلف مین بالاتفاق یہ معجزہ مسلم تھا یہانتک کہ مدت دراز گزری پھر اسلامیون نے یونانی فلسفہ کی کتابین ترجمہ کین اور انکو پڑھنا شروع کیا اور یونانی فلسفہ مین یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ آسمان ایسا جسم ہے کہ اُسکا پھٹنا اور مل جانا محال ہے یہ اعتقاد ان پڑھنے والون مین بھی جم گیا حتیٰ کہ اُنھون نے اس مقام کی آیت مین چاند کی نسبت بھی تاویل کی کہ شاید یہ قیامت مین واقع ہوگا مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل نہین بلکہ تحریف ہے اور دین اسلام مین کسی شخص نے اس تحریف کو قبول نہین کیا کیونکہ سب کے نزدیک جسکو کچھ بھی عربی زبان کی مہارت ہے اس آیت سے یہی معنے ہین کہ ایسا واقع ہو گیا اور اسکے واقع ہونے پر قیامت کا قریب ہونا بتلایا گیا یعنے جب یہ علامت ظاہر ہوئی تو یقین کر لو کہ قیامت قریب آئی ہے امام رازیؒ نے کہا کہ فلسفی کو اللہ تعالےٰ خوار کرے کہ وہی اپنی حماقت سے یہ سمجھتا ہے کہ آسمان کا پھٹنا و ملنا منع ہے حالانکہ وہ اسکے واسطے کوئی صریح دلیل نہین رکھتا ہے قرآن مجید مین جب صریح یہ آیت موجود ہے تو اس سے بڑھکر اُسکے واسطے کوئی دلیل نہ تھی شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم مین چاند کا پھٹنے ہونا واقع ہوا اور یہ اسانید صحیحہ اور روایات متواترہ سے ثابت ہے اور علماء اُمت بالاجماع متفق ہین کہ یہ واقع ہوا اور یہ آنحضرت صلعم کے معجزات قاہرہ مین سے ایک معجزہ تھا زجاجؒ نے کہا کہ جس فلسفی نے اس سے مخالفت کی وہ احمق جاہل ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ اور اگر یہ مشرک آیت دیکھین تو مُنھ پھیرتے اور کہتے ہین کہ یہ جادو چلا آتا ہے ف زجاجؒ نے کہا کہ یہ صریح دلیل ہے کہ یہ دنیا مین واقع ہوا تھا اور جس احمق نے انکار کیا وہ کوئی دلیل نہین رکھتا ہے سوا اس بیہودہ گوئی کے کہ اگر ایسا واقع ہوا ہوتا تو سب لوگ مطلب یکہ اسکا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ سب نظر کرنے والے اُسکو دیکھتے اور ہم کہتے ہین کہ بیشک جسنے نظر کی اُسنے دیکھا کیونکہ یہ معجزہ رات مین واقع ہوا تھا جب ماہتاب پہاڑ تک بلند تھا پس جو شخص اُسوقت ماہتاب کی جانب نگاہ کرنیوالا تھا اُسنے ضرور دیکھا چنانچہ عرب مین یہ بات

مشہور تھی اور ہر ایک شخص کا دیکھنا ضرور نہین ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اگر رات مین چاندگہن واقع ہوا لیکن جو لوگ سوتے تھے انھون نے نہ دیکھا تو کیا اُنکے نہ دیکھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ چاندگہن نہین واقع ہوا مترجم کہتا ہے کہ عرب کے جمیع قبائل اس بات کی تصدیق کرتے تھے کہ بیشک ایک رات ایسا واقع ہوا اگرچہ عرصہ کے بعد ان لوگون کو ظاہر ہوا کہ مکہ مین جو شخص پیغمبری کا دعوی کرتے ہین اُنکے ہاتھ سے یہ معجزہ واقع ہوا ہے اسواسطے کہ اُسوقت آنحضرت صلعم کی نبوت مشہور نہ تھی حتی کہ آپ کی قوم قریش کے لوگ بھی مسلمان نہ تھے اور تھوڑے لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہ کافرون کی ایذا سے مخفی و مجبور تھے اب ہم کہتے ہین کہ یہ معجزہ تمام جہان پر قطعی حجت ہے اور سوائے ناحق انکار کرنے والے کے کوئی شخص اس سے انکار نہین کرسکتا اسکا بیان یہ ہے کہ عرب کے لوگ جنمین اسقدر جہالت تھی کہ بت پرستی کے پیچھے تلوار سے لڑتے تھے اور جب تک اُنکے دل مین سچے طور سے اسلام کا اعتقاد نہ آتا تب تک کسیطرح نہین مانتے تھے اور اُسوقت عرب مین یہود و نصاری لاکھون کے شمار سے تھے اور عرب کا شمار کرورون سے زائد ہے پھر یہ لوگ برابر اس آیت کا اقرار کرتے یعنے اقتربت الساعۃ وانشق القمر اور انمین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ ایسا نہین واقع ہوا کیونکہ یہ بالکل محال ہے کہ جھوٹے طور پر اُنسے یہ بات کہی جاتی اور وہ لوگ سچے دل سے ایمان لاتے بلکہ صریح جواب دیتے کہ یہ تو ایسا جھوٹ ہے جو ہمارے مُنھ پر بولا جاتا ہے لیکن چونکہ یہ سچ تھا تو سب نے اقرار کیا اور یہ کرورون کی جماعت ایسی جماعت ہے کہ انکا بیان متواتر ہے اور جو امر کہ متواتر بیان سے ثابت ہو وہ یقینی ہوتا ہے پس شق القمر واقع ہونا یقینی ہے اور اس سے انکار کرنے والا قطعی بات کا منکر ہے اور کسی قوم نے انکار نہین کیا کہ جو بات متواتر ثابت ہو وہ قطعی ہوتی ہے اور جو چیزین کہ زمانہ سابق مین گذر چکین اور ہر طبقہ مین متواتر اُسکا بیان چلا آیا ہے وہ یقینی ہے مثلاً کسی نصرانی نے کسی ہندو سے کہا کہ عیسی علیہ السلام ایک پیغمبر گذرے ہین اور موسی علیہ السلام ایک پیغمبر گذرے ہین ہندو نے کہا کہ ہمکو کیونکر یقین ہو کیونکہ اُنکے دین پر ہمارا ایمان لانا اس بات پر موقوف ہے کہ پہلے ہمکو یہ یقین ہو کہ وہ کوئی شخص تھے جیسے ہمارے رام و لچھمن تھے اسکا جواب صاف ظاہر ہے کہ جسطرح رام و لچھمن کا ہونا متواتر ثابت ہے اسیطرح حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ کا ہونا متواتر ہے اور متواتر کے واسطے تواتر سے بڑھکر کوئی دلیل نہین ہے اگر کہا جاوے کہ پھر نصرانی متواتر کہتے ہین کہ عیسیٰؑ خدا کا بیٹا تھا اور وہ سولی دیا گیا جواب یہ ہے کہ یہ تواتر سنہ تین سو عیسوی تک ہے اور اس سے پہلے ہرگز سلسلہ نہین ملتا ہے چنانچہ سنہ دو سو عیسوی کے بعد جب قسطنطین نے نصرانیون کو جمع کرکے کہا کہ تم لوگ ایک بات پر متفق ہو کیونکہ بعضے تم مین سے کہتے ہین کہ وہ خدا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ وہ بندہ رسول تھا پس تم کو چاہیئے کہ ایک بات پر قائم ہو اور ایک محضر پر تم سب لوگ دستخط کرو کہ اُسکے خلاف نہ کہو چنانچہ سات روز تک یہ بحثین قائم رہین اور پہلے دونون گروہ نے اتفاق کیا کہ اچھا اُسکو خدا کا بیٹا کہو لیکن تیسرے گروہ نے اس سے بالکل انکار کیا حتی کہ قسطنطین نے اُن مین سے کئی سو آدمی قتل کرڈالے اور باقیون نے مہلت مانگی اور آخرکار چھپکر پہاڑون و جنگلون مین بھاگ گئے بلکہ بعضے ملک فارس مین بھاگ گئے اور آل عمران کی تفسیر مین شیخ ابن کثیر نے اس بیان کو مفصل لکھا ہے اور نصرانیون مین بھی یہ مجلسین اور تاریخ مین موجود ہین بلکہ ہم کہتے ہین کہ مولوی ابو المنصور دہلوی نے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد انجیل کا کہین پتہ نہ تھا پھر دو سو برس کے بعد جب قسطنطین یونانی نے ملک شام پر غلبہ پایا تو جابجا گرجے بنانے کا حکم دیا چنانچہ ایک گرجا بنوانے مین ایک پادری نے دعویٰ کیا کہ اس کی نیو سے ایک صندوق برآمد ہوا ہے جسمین انجیل موجود ہے اور اسی انجیل پر سب نے اعتقاد کیا پس حاصل یہ نکلا کہ سنہ دو سو عیسوی کے بعد سے تیسری صدی سے البتہ نصرانی متواتر یہی کہتے ہین کہ وہ خدا کا بیٹا تھا اور سولی دیا گیا اور یہ سچ نہین ہے بلکہ سچ یہ ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت سے ثابت ہوا یعنے وہ اللہ تعالے کے بندہ رسول تھے اللہ تعالے نے اُن پر انجیل نازل فرمائی جیسے موسی علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی تھی الغرض جیسا شق القمر برابر زمانہ صحابہ سے متواتر ثابت ہے تو اب کسی شخص کو انکار کی گنجائش نہین ہے بعضے جاہل نے کہا کہ کسی تاریخ مین یہ واقعہ مذکور نہین ہے مترجم کہتا

Marfat.com

[عجب] حماقت ہے اسلیے کہ قرآن مجید جو کروڑون اہل اسلام کے پاس موجود ہے اُسمین صریح مذکور ہے بلکہ وہ متواتر ہے تو وہ کیونکر چاہتا تھا کہ کسی غیر قوم کی [ی]ا ایک تواریخ مین جو پچھلے زمانہ مین بنائی گئی ہین اُسکو یہ واقعہ ملے کیا اس احمق نے یہ نہ جانا کہ اگر مہابھارت کی لڑائی کسی انگریزی مورخ نے بلکہ بر اعظم [ای]شیا کے کسی ایرانی مورخ نے یا عربی مورخ نے نہین لکھی تو کیا وہ ہندوون کا افترا ہے اور اس جاہل کو یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ اُس زمانہ مین تاریخ کا سلسلہ بالکل مفقود تھا حتی کہ مہابھارت کی لڑائی بھی ٹھیک تفصیل سے آجتک معلوم نہ ہوئی کیونکہ لڑائی کا ہونا اگرچہ متواتر ہے لیکن اُسکی تفصیلی حالات متواتر نہین ہین بلکہ دونون طرف کے بھاٹ اپنے اپنے شعرون مین مبالغہ کرتے تھے بلکہ سلطنت ایران جو اُسوقت سب سے بڑی سلطنت تھی اُسکی تاریخ کا سلسلہ بالکل مفقود ہے بلکہ اسلامی وقت مین جو بادشاہ تھا اُسنے وہ قصص وحکایات جمع کیے جو رستم واسفندیار کے قصہ مین دیکھے جاتے ہین اور ہر شخص جانتا ہے کہ وہ محض لغو افسانہ ہین پس جب اُس زمانہ مین تاریخ کی یہ حالت تھی تو یہ احمق کیونکر تلاش کرتا ہے کہ کسی تاریخ مین لکھا ہوا پاوے اور ایسے بے انصاف ہٹ دھرم آدمی کا کیا اعتبار ہے کہ وہ متواتر قطعی دلیل کو چھوڑ کر وہمی تاریخ ڈھونڈھتا ہے حالانکہ اگر دو چار تاریخون مین کوئی بات مذکور ہو تو وہ قطعی نہین ہو سکتی جب تک کہ متواتر نہو چنانچہ ہم کہتے ہین کہ نامۂ خسروان جسکو یزدگرد آخری شاہ ایران مجوسی نے جمع کیا اُسمین رستم کا تنہا مازندران مین جانا اور لاکھون دیوون کو قتل کرنا اور دیو سفید کو مارنا اور اسی قسم کے ہزارون حملات مذکور ہین اور یہی شاہ نامہ مین مذکور ہے اور یہی شمشیرخانی و روضۃ الصفا و جان ملکم کی تاریخ ایران وغیرہ بہت کتابون مین مذکور ہے پھر کیا اس احمق نے اعتقاد کر لیا کہ یہ بہت ٹھیک ہے اور حق یہ ہے کہ قرآن مجید بالکل صاف پاکیزہ جسوقت سے نازل ہوا ابتک برابر اُسیطرح موجود ہے اور کروڑون عرب اور اربون شام و روم و ایران و مشرقی ممالک کے لوگ اور مصر و بربر و قرطبہ وغیرہ مغربی ممالک کے لوگ برابر متواتر متفق ہین کہ قرآن مجید مین یہ آیت یعنے معجزہ واقع ہوا پس اسکے قطعی ہونے مین کچھ شک نہین ہے اور ایسی چیز کے واسطے اگر کوئی روایت نہ کرے تو بھی کچھ مضر نہین ہے کیونکہ متواتر کے واسطے خاص خاص روایتون کی ضرورت نہین ہے ولیکن بعض تفصیل کے لیے البتہ جم غفیر صحابہ وتابعین نے روایت فرمائی کیونکہ متواتر صرف اسقدر ہے کہ ماہتاب شق ہوا اور اُسکی تفصیل متواتر نہین تھی لہذا جم غفیر نے دریافت کیا کہ اس کی کیا صورت ہوئی تھی پس یہ روایت بھی اس کثرت سے ہے کہ یہ تفصیل بھی متواتر ہو گئی اور اس بارہ مین سب روایات کو جمع کرنے سے ضخیم کتابین ہو گئین جن کا یہان نقل کرنا گنجائش نہین رکھتا ہے ولیکن امام ابن کثیرؒ وغیرہ نے جن روایات کو اسناد کیا ہے اُنکا خلاصہ بیان کرتا ہون واللہ الموفق اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہے کہ قیامت قریب آئی اور دنیا جلد گذر جانے والی ہے کما قال تعالے اتی امر اللہ فلا تستعجلوہ یعنے امر الٰہی آگیا اب جلدی مت کرو۔ ھ۔ اس سے مراد قیامت ہے۔ وقال تعالے اقترب للناس حسابہم وہم فی غفلۃ معرضون یعنے لوگون سے اُنکا حساب نزدیک ہو گیا حالانکہ وہ لوگ غفلت سے [منہ م]وڑتے ہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحاب کو خطبہ سُنایا اور آفتاب قریب غروب کے [ہو گ]یا کہ اُس سے فقط ایک کنارہ باقی رہا تھا پس آپ نے فرمایا کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے دنیا مین سے جو کچھ باقی رہگیا ہے [وہ] گذرے ہوے زمانہ سے ایسی ہی نسبت رکھتا ہے جیسے تمہارے اس دن مین سے یہ حصہ باقی ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ اُسوقت آفتاب کو [ب]ہت خفیف دیکھتے تھے (رواہ البزار) ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس حدیث کا مدار خلف بن موسی بن خلف العمی عن ابیہ پر ہے اور ابن حبان نے اُس [کو اپ]نی کتاب ثقات مین ذکر کیا ہے اور کہا کہ کبھی اپنی یاد مین چوک جاتا ہے اسکی تائید مین دوسری حدیث موجود ہے یعنے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے [کہا کہ ہم ل]وگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھے تھے اور عصر کے بعد آفتاب کوہ قعیقعان پر چمکتا تھا یعنے اسقدر خفیف باقی رہگیا تھا کہ [معلوم ہو]تا تھا پس آپ نے فرمایا کہ گذرے ہوون کی عمرون کے مقابلہ مین تمہاری عمرین ایسی ہی رہگئی ہین جیسے دن کا یہ حصہ بمقابلہ گذرے ہوے [کے رہ]گیا ہے (امام احمد) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا درحالیکہ آپ نے کلمہ کی اور درمیانی

Marfat.com

انگلی ملا کر اُٹھائی تھی یون فرماتے تھے کہ مین قیامت کے ساتھ اسیطرح بھیجا گیا ہون (احمد وبخاری ومسلم) وہب السوائی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اور قیامت ایسے بھیجا گیا ہون جیسے یہ اُنگلی اور یہ اُنگلی گویا ایسا نظر آتا تھا کہ قیامت مجھ سے سبقت کیے لیتی تھی کلمہ کی اور درمیانی اُنگلی ملا کر اُٹھائی (امام احمد) قال الامام احمد حدثنا ابو المغیرۃ حدثنا الاوزاعی حدثنی اسمٰعیل بن عبد اللہ یعنے اسمٰعیل بن عبید اللہ کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ولید بن عبد الملک کے یہان آئے (یہ اُسوقت بادشاہ تھا) ولید نے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارہ مین کیا ذکر سُنا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے درحالیکہ کلمہ وبیچ کی اُنگلی ملائے تھے کہ تم لوگ اور قیامت ایسے ہو (تفرد بہ احمد) حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک نامون مین سے ایک نام حاشر ہے کیونکہ آپ ہی کے قدم مبارک پر لوگ حشر کیے جاوینگے (صحاح) عتبہ بن رضوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ سُنایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون کو اسطرح خطبہ سُنایا تھا کہ پہلے اللہ تعالے کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ تم لوگ آگاہ ہو کہ دنیا نے اپنے منقطع ہوجانے کا اشتہار دیدیا اور اپنی پیٹھ پھیر لی اور اسمین سے فقط ایک تہ باقی رہ گیا جیسے کھانے کے بعد آدمی اپنا برتن پونچھتا ہے اور تم لوگ اس دنیا سے ایسے جہان مین منتقل ہونے والے ہو جسکو زوال نہین ہے پس جہانتک تم سے ممکن ہو بہتری لیکر منتقل ہو اسکے بعد عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر جہنم کے کنارے ایک پتھر ڈالا جاوے تو ستر برس تک چلا جائیگا اُسکی تہ تک نہین پہونچیگا اور واللہ اسی جہنم کو تم لوگ بھرنے والے ہو (یعنے آدمیون سے یہ جہنم بھری جائیگی) کیا تمکو تعجب ہوا کہ واللہ ہم سے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ جنت کے ایک دروازے کے دونون بازوون کے درمیان چالیس برس کی راہ ہے اور ایک وقت آویگا کہ وہ تمام جنت آدمیون سے بھری ہوگی (احمد ومسلم) ابو عبد الرحمن السلمی نے کہا کہ ہم لوگ جہاد مین مدائن مین اُترے اور ہم وہان سے ایک فرسخ فاصلہ پر تھے کہ جمعہ کا روز آیا تو مین اپنے والد کے ساتھ جمعہ کی نماز مین مدائن حاضر ہوا وہان حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمکو خطبہ سُنایا کہ اے لوگو اللہ تعالے فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ آگاہ ہو کہ قیامت بہت قریب آگئی ہے اور آگاہ ہو کہ قمر دو ٹکڑے ہو چکا اور آگاہ ہو کہ دنیا نے اپنے گذر جانیکا اشتہار دیدیا اور آگاہ ہو کہ آج کوشش کا دن ہے اور کل سبقت کا دن ہے ابو عبد الرحمن نے کہا کہ مین نے اپنے والد سے پوچھا کہ اے باپ کیا کل گھوڑے دوڑائے جائینگے یا لوگ مین سبقت ہوگی انھون نے فرمایا کہ اے بچے تو کیسا نادان ہے حضرت حُذیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب ہے کہ اے لوگو آج کے دن نیک اعمال کے واسطے ایسی محنت اُٹھاؤ جیسے گھوڑون کو مضمر کرنے مین تکلیف دیتے ہین پھر کل کے روز قیامت مین سب لوگ اپنے اپنے اعمال کی راہ سے سبقت کرینگے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ پھر دوسرا جمعہ آیا تو بھی مین اپنے والد کے ساتھ ایک منزل سے جمعہ مین حاضر ہوا پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ہمکو ایسا ہی خطبہ سُنایا کہ آگاہ ہو کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ آگاہ ہو کہ دنیا نے اپنے گذر جانے کا اشتہار دیدیا آگاہ ہو کہ آج مضمار ہے کوشش ہے اور کل سبقت ہے اور جہنم اس دوڑ کی انتہا ہے پس جو شخص جنت تک پہونچ گیا وہ آگے نکل گیا (رواہ ابن جریر) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ چاند کا ٹکڑے ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین واقع ہوچکا اور متواتر روایات سے باسانید صحیحہ یہ بات ثابت ہوچکی اور صحیح بخاری مین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پانچ باتین گذر چکین روم دخان ولزام وبطشہ وقمر (الصحیح) یعنے قرآن مجید مین جو اخبار غیب ومعجزات مذکور ہین انمین سے یہ پانچ باتین واقع ہوچکین اور مترجم کہتا ہے کہ ان سب کا ذکر سابق مین گذر گیا ہے ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ جمیع علما متفق ہین کہ قمر کا دو ٹکڑے ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین ہوچکا اور یہ آپ کے معجزات باہرات مین سے ایک معجزہ تھا اور یہان ہم چاہتے ہین کہ اس بارہ مین جو روایات بیشمار وارد ہوئی ہین اُن مین سے بعض روایات کو بیان کرین اور ہر ایک روایات متعددہ اسانید وطرق سے وارد ہوئی ہے (اول حدیث انس بن مالک) امام احمد وبخاری ومسلم نے بطریق متعددہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اہل مکہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی

کہ کو معجزہ دکھلائے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند دو ٹکڑے کرکے اُنکو دکھلایا یہانتک کہ ان لوگون نے کوہ حرا کو دونون ٹکڑون کے درمیان مین دیکھا پس یہ آیت نازل ہوئی اقتربت الساعۃ وانشق القمر (الترمذی وغیرہ) اس روایت مین صریح ہے کہ چاند کے دونون ٹکڑون کے درمیان اسقدر فاصلہ تھا کہ کوہ حرا بیچ مین آگیا تھا اور وہ تھوڑی دیر قائم رہا پس جسنے اُسوقت آسمان کی جانب نظر کی ہوگی اُسنے دیکھا ہوگا کیونکہ وہ رات کا وقت تھا اور لوگ اپنے کپڑون کو اوڑھے ہوے خواب مین پڑے ہون گے اور عرب کے قریب قریب ملکون مین یہ غلغلہ مشہور ہوا یہانتک کہ ان مین یہ بات تحقیق ہوگئی کہ حجاز مکہ مین جو شخص پیغمبری کا دعوی کرتے ہین انھون نے یہ معجزہ دکھلایا ہے ولیکن اُس زمانہ مین سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کے تمام اہل مکہ وحجاز وتمام عرب کے لوگ بُت پرست وکافر تھے اور اہل مکہ جنھون نے یہ معجزہ دیکھا آخر کہنے لگے کہ یہ جادو ہے چنانچہ آیت مین گذر چکا پھر جب ان لوگون کا یہ جواب تھا تو دوسرون کی نسبت تم کیا اُمید کرسکتے ہو خصوصًا دور دراز ملکون مین اس تاریک زمانۂ جہالت مین کیا اُمید تھی اور تاریخ لکھنا تو اُس زمانہ مین مفقود تھا حتی کہ جن واقعات کو وہ لوگ اپنے نزدیک بہت بڑے واقعات اور یقینی واقعات سمجھتے تھے اُنکو بھی نہین لکھتے تھے بلکہ لوگون کی زبان پر یا شاعرون کے اشعار مین مبالغہ کے ساتھ رہتے تھے اور چند روز کے بعد مفقود ہوجاتے تھے (حدیث ابن مسعود) بخاری ومسلم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین چاند دو ٹکڑے ہوا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ دیکھ لو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کرنے سے پہلے مین نے مکہ مین چاند کو دو ٹکڑے دیکھا ایک ٹکڑا ابو قبیس پر تھا اور دوسرا سویدا پر تھا اور اسکے بعد یہ آیت نازل ہوئی (عبد بن حمید والحاکم وابن مردویہ وبیہقی) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب چاند دو ٹکڑے ہوا تو مین نے پہاڑ کو اُسکے دونون ٹکڑون کے درمیان مین دیکھا (احمد وابونعیم وابن جریر وغیرہ) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین چاند دو ٹکڑے ہوا یہانتک کہ لوگون نے اُسکو اچھی طرح دیکھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اسکے مشاہدہ کی گواہی دو اس حدیث کو امام احمد وبخاری ومسلم نے باسانید متعددہ صحیحہ روایت کیا ہے اور ابن جریرؒ نے دوسری اسناد سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم لوگ مقام منیٰ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس آپ کے معجزہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا ان مین سے ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اس مشاہدہ کے گواہ ہو (ابن جریرؒ) مترجم کہتا ہے کہ منیٰ ایک مقام ہے جہان حج کے بعد حاجی لوگ جمع ہوتے ہین اور اسلام سے پہلے بھی عرب ایسا ہی کرتے تھے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایام حج کا زمانہ تھا جب بہت دور دور سے عرب کے قبائل آکر جمع ہوتے تھے اور ابو داؤد الطیالسی نے باسناد صحیح روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یعنے ہجرت سے پہلے جبکہ اسلام ظاہر نہ تھا آپ کے معجزہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا پس قریش نے کہنا شروع کیا کہ محمدؐ نے ہم پر سحر کیا ہے پھر بعضے لوگ کہنے لگے کہ جو مسافر آوین اُنکا انتظار کرو کیونکہ محمدؐ کو یہ طاقت نہین ہے کہ تمام جہان پر سحر کرین پھر انھون نے انتظار کیا تو جتنے مسافر آئے انھون نے عجیب واقعہ بیان کیا (اسنادہ صحیح) اور بیہقی نے دوسری اسناد سے اسکو روایت کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مکہ مین چاند دو ٹکڑے ہوا حتی کہ اُسکے دونون ٹکڑے علحدہ علحدہ ہوگئے تھے پس مکہ کے کفار قریش نے کہنا شروع کیا کہ تم لوگ اسکا خیال نہ کرو یہ ابن ابی کبشہ نے تم پر جادو پھیلایا ہے بعض لوگون نے کہا کہ مسافرون کا انتظار کرو پس اگر انھون نے بھی اسیطرح دیکھا جیسے تمنے دیکھا ہے تو بیشک یہ بات سچی ہے کہ چاند دو ٹکڑے ہوا اور انھون نے ایسا نہین دیکھا جیسا کہ تمنے دیکھا تو بیشک یہ جادو ہے جو تمھارے صاحب نے تم پر پھیلایا ہے پس اُنھون نے مسافرون سے پوچھنا شروع کیا ہر طرف کے مسافرون نے بھی کہا کہ بیشک ہم نے دیکھا تھا (بیہقی) پھر اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا آیۃ
ترجمہ یعنے قیامت قریب آئی اور چاند دو ٹکڑے ہوگیا اور اگر یہ لوگ معجزہ دیکھین تو کہے جاوینگے کہ یہ جادو مدت سے چلا آتا ہے (ابن جریرؒ)

Marfat.com

پھر ابن جریر و امام احمد وغیرہ نے اسناد متعدد طرق سے روایت کیا اور ایک روایت مین ہے کہ جب کفار نے جہالت [illegible]
کہ یہ جادو ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے ابوبکر تو گواہ رہ [illegible]
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہے اور واضح ہو کہ کفار مکہ نے جو اسکو جادو کہا تو یہ انکی محض جہالت تھی اسواسطے کہ جادو کا اثر [illegible]
آسمانی چیزون پر نہین ہو سکتا ہے اور دنیا مین کوئی جادوگر نہین پیدا ہوا جسنے آسمانی چیزون پر جادو کیا ہو کیونکہ اس فن کے جاننے والے خوب یقین
جانتے ہین کہ آسمانی چیزون پر اسکا اثر ہونا غیر ممکن ہے اور جاننا چاہیئے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اسوقت تک اسلام نہین لائے تھے حالانکہ جبیر بن مطعم
رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کے عہد مین چاند دو ٹکڑے ہوا حتی کہ اُسکا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ
پر تھا پس قریش وغیرہ مشرکون نے کہنا شروع کیا کہ محمدؐ نے ہمپر سحر کیا ہے تب کچھ لوگون نے کہا کہ اگر تمپر سحر کیا تو نہین ہو سکتا کہ وہ تمام جہان کے لوگون پر
سحر کرے (امام احمد و بیہقی) اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے کے بعد جب حج کیا تو مقام منیٰ مین لوگون سے
یہ حدیث بیان کی اور لوگون کو اشارہ سے بتلایا کہ چاند کا ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر تھا (حدیث ابن عباس) ابن عباس رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین چاند دو ٹکڑے ہو چکا (البخاری و مسلم) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے قولہ تعالے اقتربت الساعۃ وانشق القمر
کی تفسیر مین فرمایا کہ یہ واقعہ گذر چکا ہے یہ ہجرت سے پہلے واقع ہوا تھا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے حتی کہ لوگون نے اسکے ٹکڑے علحدہ علحدہ دیکھے (ابن جریر)
اور ایک روایت مین ہے کہ کافرون نے کہا کہ اس شخص نے چاند پر جادو کیا ہے تب یہ آیت نازل ہوئی (الطبرانی) حدیث ابن عمرؓ مین ہے کہ اقتربت الساعۃ
وانشق القمر کی تفسیر مین فرمایا کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین واقع ہو چکا کہ چاند کے دو ٹکڑے علحدہ علحدہ ہو گئے ایک ٹکڑا پہاڑ کے
اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے اُدھر تھا (رواہ مسلم و بیہقی و ترمذی وقال حسن صحیح) اور حدیث عتبہ بن غزوان و حدیث حذیفہ بن یمان پہلے گذر چکی اور
اس بارہ مین ایک جم غفیر سے روایت ہے کہ جنکا شمار کرنا دشوار ہے اور تمام عرب مع وہان کے یہود و نصاریٰ کے اس بات سے انکار نہین کر سکتے تھے
کہ یہ واقعہ ضرور واقع ہوا و لیکن ان مین سے کفار و اہل عناد اسطرح جھٹلاتے کہ یہ جادو ہے اور ہماری آنکھون پر نظر بندی کی گئی ہے اور مانند اسکے
جہالات کے کلمات کہتے تھے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۔ اور کافرون نے جھٹلایا اور اپنے خیالات
و خواہش کے پیچھے لگے اور ہر بات ٹھہری ہوئی ہے ف یعنے کافرون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کو اچھی طرح معائنہ کرنے کے باوجود جھٹلایا
اور انکی نفسانی خواہش جسکو شیطان نے رچایا تھا اُسکی پیروی کی اور کہنے لگے کہ یہ جادو ہے اور ایمان نہ لائے اور اللہ تعالے نے ہر بات کو مقدر فرمایا
پس جن کافرون کے دلون مین اللہ تعالے نے ایمان پیدا کرنا مقدر نہین کیا وہ اسکو ماننے والے نہ تھے بلکہ جو امر شیطان کی جانب سے انکے دلون مین
رچ گیا اُسکو اختیار کرنے والے ہوئے اسمین اہل سعادت کے واسطے بھی بشارت ہے کہ انکے دلون مین یہ معجزہ جم گیا پس ہر امر مستقر ہے یعنے ہر امر کے واسطے
اللہ تعالے نے جہان استقرار مقدر فرمایا ہے وہان مستقر ہوتا ہے چنانچہ اسکی تصدیق و ایمان نے اہل سعادت کے دل مین استقرار پایا اور اس معجزہ کی
تکذیب نے کافرون کے دل مین سیاہی پھیلائی اور ہر امر اپنے اپنے موقع پر ٹھہرا مترجم کہتا ہے کہ اسی قسم سے جو معجزات آپ نے اپنی اُمت کے حالات
بیان فرمائے ہین انکا ظہور اسوقت دیکھ لو چنانچہ حدیث مین ہے کہ میری اُمت کے لوگ آخر فسق و فجور سے بے انتہا اختلاف کرینگے اور فسادی لوگ
غالب ہونگے اور فرمایا کہ رومی کفار تمکو گاؤن گاؤن کر کے نکالینگے چنانچہ ہم یہ سب آنکھون دیکھتے ہین مثلاً پہلے تو اہل اسلام صوبہ [illegible]
وغیرہ سے نکلے پھر بلگریا سے نکلے بلکہ اول مین یونان سے نکلے تھے پھر کریت سے نکلے اب رومیلیا کا معاملہ نظر آتا ہے اسکے بعد قسطنطنیہ [illegible]
مین ثابت ہے کہ چھ برس جنگ عظیم کے بعد قسطنطنیہ مسلمانون کے ہاتھ سے ساتوین برس نکل جائیگا اور بعد اسکے سات مہینہ مین دجال [illegible]

Marfat.com

ضرب دے مارا جاویگا اور پھر مسلمانون کی سلطنت عیسی علیہ السلام کی مدد نبوت سے دنیا مین قائم ہوگی والحمد للہ رب العالمین الغرض اہل ایمان ان معاملات کو دیکھکر اسلام کے حق ہونے پر اطمینان کے ساتھ قائم ہوجاتے ہین اور اہل شقاوت نکلتے جاتے ہین حدیث مین ہے کہ میری اُمت کے گروہ گروہ نکلکر مشرکون مین ملتے جاوینگے۔ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ۔ اور لوگون کے پاس اخبار الٰہی سے وہ بات آچکی جسمین مزدجر ہے ف یعنے اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ایسی آیات بھیجدین کہ انکو لینے و سمجھنے سے وہ کفر و شرک سے مزدجر ہو سکتے ہین آزدجار بدی و بُرائی سے جھڑکنا و منع کرنا پس ان آیات مین ایسی ممانعت کافی موجود ہے کہ اگر غور سے دیکھین و سنین تو ہر گمراہی سے باز رہین لیکن امر تقدیر ہر چیز سے متعلق ہے اور ہر امر اپنے موقع پر مستقر ہوتا ہے حتی کہ جو لوگ اہل سعادت ہین وہ گمراہیون سے باز رہتے ہین اور جو لوگ اہل شقاوت ہین وہ ان آیات و اخبار سے برعکس معنے یہ نکالتے ہین کہ اسلام بھی ایک دورہ تھا وہ مضمحل ہوگیا اور دنیا اسیطرح دوران کے ساتھ چلی جائیگی اور ہر زمانہ کے رفتار کے موافق آدمی اپنا چلن اختیار کرے اور آخرت کوئی چیز نہین ہے نہ قیامت آنے والی ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ لوگ چندروزہ زندگی کے واسطے دنیا کو ہمیشہ کے لیئے ثابت کرتے اور خوش ہوتے ہین حالانکہ خوب بالیقین جانتے ہین کہ آج مرے کل دوسرا دن ہے دنیا انکی نظر سے کرورون کوس غائب ہے لیکن نادانی سے غافل ہین حق کا نور انمین نہین سماتا بلکہ اسکی تکذیب جو محض تاریکی ہے انکے دلون کے موافق ہے نعوذ باللہ من الضلال۔ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ۔ یہ حکمت کاملہ ہے پس ڈرانے والے امور کچھ کافی نہین ہوسکتے ہین ف یعنی قرآن حکمت کاملہ ہے جسمین کچھ نقص و خلل نہین پس ڈرانے والی چیزین ان کافرون کو کچھ نافع نہوئین امام ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ قولہ ان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر۔ اور اگر کفار آیت دیکھین یعنے صدق رسالت کا معجزہ و حجت واضحہ دیکھتے ہین تو مُنھ موڑتے اور کہتے ہین کہ جادو مستمر ہے مجاہد و قتادہ وغیرہ نے کہا کہ مستمر یعنے باطل و مضمحل ہے خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حق کے واسطے جب کوئی معجزہ دیکھتے ہین تو اسکو جادو ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جو کچھ ہم نے دیکھا ہے یہ حقیقت نہین ہے بلکہ اس شخص نے ہمپر جادو کر دیا ہے جس سے ہمکو اسطرح نظر آتا ہے اور یہ جادو مستمر ہے یعنے ٹھہرنے والا نہین ہے بلکہ جلد مٹ جائیگا۔ وکذبوا واتبعوا اھواءھم۔ اور ان کافرون نے حق کو جھٹلایا اور اپنے باطل خیالات جہالت کی پیروی کی کیونکہ انکے پاس عقل نہین ہے۔ وکل امر مستقر۔ اور ہر امر مستقر ہے۔ اپنے موقع پر ٹھہرا پکڑتا ہے۔ قتادہؒ نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ نیکی نیک جگہ قرار پکڑتی ہے اور بدی بد جگہ ٹھہرتی ہے ابن جریجؒ نے کہا کہ ہر چیز اپنی جگہ ٹھہرتی ہے مجاہدؒ نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ ہر چیز کا مستقر قیامت ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ معنی ہین کہ یہان جن باتون مین خلط ملط ہے وہ قیامت کے روز ظاہر ہوجاوینگے کیونکہ وہی حقیقت ظاہر ہونیکا مقام ہے اور اُسی روز نیکی و بدی کھُلے گی۔ سدیؒ نے کہا کہ مستقر کے معنے واقع ہے یعنے ہر امر واقع ہے مترجم کہتا ہے کہ اس سے مراد یہ کہ اللہ تعالے نے نیک و بد کو پیدا کیا اور ہر ایک کے لیئے مستقر ہے پس خوبی اپنی جگہ واقع ہے اور بدی اپنے مقام پر واقع ہے ولقد جاءھم من الانباء ما فیہ مزدجر اور ان لوگون کے پاس اخبار سے وہ کچھ آچکا کہ جسمین کافی مزدجر ہے یعنے اگلی اُمتون مین سے جنھون نے رسولون کو جھٹلایا تھا اور اُنپر عذاب آیا تو ان اخبار متواترہ مین سے اسقدر ان لوگون کو پہونچ گئے کہ اگر ہوش و تمیز رکھتے ہین تو شرک و بدکاری سے روکنے و ڈرانے کو کافی ہین کیونکہ اگر یہ لوگ بھی نہ مانین تو انکا انجام بھی وہی موجود ہے جو رسولؐ نے انکو خوف سنا دیا ہے یعنے چند روز کے بعد مرتے ہی عذاب مین مبتلا ہونگے۔ حکمۃ بالغۃ فما تغنی النذر۔ یعنے جسکو اللہ تعالے نے ہدایت دی اور جسکو توفیق نہین دی ان دونون مین اللہ تعالے کی پوری حکمت ہے پھر ڈرانے والی چیزین کیا نفع دینگی یعنے جو لوگ کہ اللہ تعالے کی ہدایت نہین لیتے بلکہ دنیا و اسکی ہوس مین گمراہ ہین اور اسی گمراہی کو دل سے پسند کیا تو ایسے لوگون کو یہ اخبار جنسے خوف عذاب ظاہر ہے کیا فائدہ دے سکتے ہین کیونکہ ایسے کافر نے اللہ تعالے سے ہدایت حق نہین چاہی بلکہ جو اُس کا مسلک اختیار کیا تو اللہ تعالے نے اسیکے موافق اسکے دل مین پیدا کر دیا اور وہ ضلالت ہے پس عبرتناک اخبار کچھ بھی اسکے دل مین ہدایت نہین

Marfat.com

پیدا کر سکتے ہین اور مترجم نے بارہا یہ مضمون بیان کردیا کہ اللہ تعالے نے آخرت مین جنت و دوزخ پیدا کی اور دنیا مین کفر و ایمان پیدا کیا اللہ
اسکا انجام بتلایا پس جب کافر نے آخرت کو ایک خیالی مضمون جانا اور دنیا کی نقد دولت کو اختیار کیا اور رسول اللہ کو جھٹلایا تو
اسکے دل مین نور کی راہ بند ہوئی اور ضلالت کی تاریکی اسمین پیدا کی گئی اور دنیا کی چاہت اسکی آنکھون مین رچ گئی اور یہان تک
اسکے نزدیک قدر عظیم ملی اب کوئی نصیحت و عبرت و قرآن و حدیث اسکے واسطے ہادی نہین ہے اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دنیا
ہے اس سے بچو تو کافرون و مشرکون نے معارضہ کیا بعض نے کہا کہ خدا نے اس دنیا کو پیار کیا اور ان لوگون کو عیش کرنے کی اجازت دی اور ان کے
گناہون کے کفارہ مین اپنا اکلوتا بیٹا بھیجا کہ وہ سولی دیا گیا (۲۳۔ر) مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالے وحدہ لاشریک ہے وہ پاک برتر ہے کہ اسکے جورو یا بیٹا
ہو سکے یہ محض افترا ہے اور بیشک دنیا ملعونہ ہے اور اسکے چاہنے والے جہنمی ہین بلکہ مومن اگر اس دنیا کے عیش مین پڑا ہوا غافل ہو پھر اس سے پوچھا جاوے کہ کیا
تو نے اسکو آخرت کے بدلے اختیار کیا ہے یا آخرت سے اسکو اچھا سمجھا ہے تو وہ خوف سے تھرتھرا کر فوراً کہیگا کہ ہرگز نہین یہ دنیا محض ناپاک ہے اور مین
سچے دل سے کہتا ہون کہ یہ محض باطل ہے اور آخرت سے اسکو کچھ بھی نسبت نہین ہے جنت مین ایک بالشت جگہ تمام دنیا و اسکے جواہرات سے بہتر ہے
ولیکن مین غفلت مین پڑ گیا ہون اور خطاوار ہون اور اگر ایسا نہو بلکہ اسکے دل مین آخرت کی خوبی اور دنیا کی خرابی نہ آوے تو وہ کافر ہے اگرچہ ظاہر مین
کچھ کہے پس خلاصہ یہ کہ اللہ تعالے نے کچھ ظلم نہین کیا بلکہ اہل کفر و شرک نے اپنی رائے و جہالت کی پابندی کی اور اس دنیا کو اختیار کیا اور حق کو چھوڑ دیا
بلکہ اسکے مقابلہ مین دشمن ہوگئے اور جب انھون نے یہ اختیار کیا تو اللہ تعالے نے اسکا لازمہ انکو دیدیا اور وہ ضلالت ہے مثلاً بادشاہ نے دو آدمیون سے
کہا کہ اگر تم ایسا کروگے تو قیدخانہ مین جاؤگے اور تمھارا یہ تخت و سامان جدا کیا جائیگا اور اگر ایسا کروگے تو ہمارے سایہ عاطفت مین آرائش تخت شاہی
پاؤگے ایک نے کہا کہ فی الحال مجھے اس بستی مین حکومت و ثروت ملی ہے اور مجھے سب لوگ اپنا بادشاہ کہتے ہین پھر دیکھا جائیگا جب اسنے بغاوت کی تو
قیدخانہ گیا اور وہان کے واسطے جو ذلت کا سامان مقرر ہے سب اسپر لازم ہوا اس صورت مین بادشاہ نے کچھ ظلم نہین کیا دوسرے نے ہمیشہ بادشاہ کی
اطاعت کی اور حکم پر چلا اور بادشاہی ایلچی جو حکم لایا اسکو بسر و چشم قبول کیا اور اپنی ہوا و ہوس مین گرفتار نہوا اور اس جنگلی گانؤن مین سرکشی نہ کی آخر
بادشاہ نے بلا کر اسکو دارالسلطنت مین تخت و تاج عطا کیا اور ایک ملک کا حاکم مقرر کردیا اگر سمجھدار آدمی غور کرے تو یہ تقریر فقط حق بات سمجھانے کے لیئے
ہے ورنہ اللہ تعالے کی شان مین کوئی مثال نہین چل سکتی ہے اور اللہ تعالے سے جسنے بغاوت کی اسکے یہ معنے ہین کہ جسنے اسکو پیدا کیا اور رزق دیا اس سے
منھ موڑا اور دنیا اختیار کی اور اسکے مناسب لوازم پائے حتی کہ اسکے دل مین دنیا کی محبت بھرگئی اور آخرت سے منحرف ہوا تو ضلالت پائی اور ہدایت سے
دور ہوا آخر اسکا انجام جہنم ہے اور جسنے اسکی توحید کی اور آخرت اختیار کی تو دنیا کو اُسنے سامان آخرت حاصل کرنے کے لیئے لیا اور اطاعت کی ہدایت
پائی آخر چند روزہ زندگی ختم کر کے آخرت مین راحت ابدی حاصل ہوئی والحمد للہ رب العالمین ف اشارات عرائس مین ہے کہ قولہ تعالے اقتربت الساعۃ
وانشق القمر۔ واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ تعالے کی روحین دائمی مشتاق ہین کہ کشف وصال حاصل ہو اور جوار قدس مین جگہ دیجاوے
اور یہ قیامت پر موقوف ہے اور قیامت اسوقت آویگی کہ حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کی روح مکرم وہان پہونچ جاوے چنانچہ آپ کی
بعثت مبارک ظاہر ہوگئی حتی کہ وفات کے وقت آپ فرماتے تھے اللھم الرفیق الاعلی یعنے رفیق اعلی چاہتا ہون اور اس دنیا مین رہنا نہین چاہتا ہون
بالجملہ جب آپ کی نبوت ظاہر ہوئی تو اللہ تعالے نے بشارت نازل فرمائی کہ اب قیامت بہت نزدیک ہوگئی مشرکون و کافرون نے شک کیا تو اللہ تعالے
نے چاند کا دو ٹکڑے ہونا جو قیامت کی علامت ہے آپ کی انگشت شہادت سے ظاہر فرمایا پس یہ آیت قیامت آپکا معجزہ ثابت کردیا مترجم کہتا
اسیواسطے ہمارے شیخ المشائخ مولانا ولی اللہ احمد الدہلوی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ ماہتاب کا دو ٹکڑے ہونا دراصل قیامت کی علامت

اُنکو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزۂ نبوت کر دیا قولہ تعالیٰ وکل امر مستقر۔ یعنے بندون کے واسطے جو امر کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا وہ اسکی مشیت ازلیہ اور ارادہ قدیمہ مین مستقر و قائم تھا اور حسب موقع ومحل کے واسطے اسنے جو امر مقدر فرمایا ہی اسی جگہ واقع ہوتا ہی پس یہ غیر ممکن ہی کہ جو امر مقدر نہ ہو وہ کسیطرح واقع ہو جاوے اور یہ بھی غیر ممکن ہی کہ جو مقدر ہی وہ کسیطرح ٹل جاوے اور یہ بھی ممکن نہین ہی کہ جو امر جسوقت کیلیئے مقدر ہی اسمین کوئی تقدیم وتاخیر کر سکے پس دنیا مین جو مخلوقات بیشمار پیدا ہونے والی ہے وہ مقدر ہے اور جو انمین سے جنتی ہے وہ جنت کے سامان پاویگی اور جو جہنمی ہے وہ جہنم کے سامان پاویگی بلکہ دنیا مین ہزارون موذی جانور پیدا ہوتے ہین یہ سب جہنم کے جانور ہین کہ وہان جمع ہونگے اور ہر طبقہ کے جہنمی اپنے زمانہ کے موذی جانورون سے مستفید ہونگے نعوذ باللہ من جہنم وعذابہ شیخ قاسمؒ نے فرمایا کہ اس آیت مین بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو امور جاری فرمائے ہین وہ تقدیر الٰہی مین مستقر ہو چکے ہین وہ کبھی متغیر نہین ہو سکتے ہین اور کسی مخلوق کی بدکاریان اللہ تعالیٰ کو غضبناک نہین کر سکتی ہین اسطرح کہ تقدیر الٰہی سے پہلے انکے حق مین کوئی امر واقع ہو بلکہ وہ پاک عزوجل ہے کہ جو کچھ واقع ہو اسکی مشیت وارادت ہے پس کسی مخلوق مین یہ مجال نہین ہے کہ اپنی کوشش کا نام درمیان مین لاوے یا مدافعہ جھگڑا کر سکے یعنے مخلوق سب اسکے ارادہ پر مطیع ہے اور ہر ایک مخلوق اپنے اختیار کیئے ہوئے انجام مین ساعی ہے اگر جہنمیون سے جہنم بھری جاوے تو یہ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے قولہ حکمۃ بالغۃ یہ حکمت کاملہ ہے کہ تمام جہان کی مخلوقات اگر اپنی عقلین جمع کرین تو ذرہ برابر کُنہ نہین سمجھ سکتے ہین کیونکہ مخلوق کی عقل خود مخلوق ہے بلکہ مخلوق در مخلوق ہے پھر بھلا اسکو شان خالق عزوجل تک رسائی کی کہان مجال ہے اور بندگان مقربین کو جو اسرار ظاہر ہوتے ہین وہ مخلوق کی عقل نہین ہے بلکہ خالق عزوجل کی شان ہے اور وہ غیر متناہی ہے شیخ ابو یزیدؒ نے فرمایا کہ عارف کے سامنے جو بات گذرتی ہے وہ قدرت الٰہی کی آیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ بے نہایت ہے (عس) ف شیخ ابن العربیؒ نے اس مقام کے اسرار مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ اقتربت الساعۃ وانشق القمر۔ قمر کا دو ٹکڑے ہونا قیامت کی علامت ہے اسواسطے کہ قمر سے اشارہ قلب کی جانب ہے کیونکہ قلب کے دو رخ ہین ایک رخ اندھیرا ہے جو نفس سے متصل ہے اور دوسرا رُخ نورانی ہے جو روح سے متصل ہے وہ اسوجہ سے نورانی ہے کہ روح کے نور سے اسکو روشنی حاصل ہوتی ہے جیسے چاند کو آفتاب سے روشنی ملتی ہے اور یہ حالت اسوقت تک رہتی ہے جب تک قلب ابتدائی حالت مین ہے اور نور ایمان سے اسکا راستہ نہین کھلا ہے جیسے کافرون مین ہوتا ہے بلکہ کافر کا اگلا رُخ قلب کا بہت زیادہ سیاہ ہو جاتا ہے کیونکہ اسکے دل پر مہر ہو جاتی ہے تو روحی نور سے بالکل نشان نہین رہتا ہے اور نفس کی پیروی کرنے مین سیاہی روز بروز بڑھتی جاتی ہے جیسے آیندہ کافرون کو فرمایا کہ کذبوا واتبعوا اھواءھم اپنی نفس کی خواہشون کے تابع ہوے اور رسولؐ اللہ کو جھٹلایا اور ایمان سے روحی دروازہ کُھل جاتا ہے پس نور روحانی جو متصل بصفات باری تعالیٰ ہے اور اسی طرف جذب ہو جاتا ہے وہ جب تاثیر کرتا ہے تو قلب شق ہو جاتا ہے اور آفتاب اسکے مغرب سے طلوع کرتا ہے یعنے پردہ قلب سے آفتاب معرفت برآمد ہوتا ہے تو یہ علامت قرب فنا رفی الوحدت ہے اور یہ مقام مشاہدہ ہے جس سے آخر شہود ذاتی حاصل ہوتا ہے یہان اگر قیامت ظہور مہدی رضی اللہ عنہ ہو تو اس قمر کا دو ٹکڑے ہونا ظہور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ یہ ظہور بدر و قمر ہے اور اگر اس آیت مین شق قمر سے ساعت کا قرب ہونے مین ساعت سے مراد قیامت صغریٰ لی جاوے یعنے شق القمر ہوا اور قیامت صغریٰ قریب آئی تو اس سے مقصود یہ کہ قیامت کے سب اقسام گویا متلازم ہین چنانچہ حدیث مین بھی ثابت ہے کہ جس شخص کی موت آئی اسکی قیامت قائم ہو گئی اسواسطے کہ انسان کو صرف یہی دیکھنا چاہیئے کہ مین اور یہ دنیا بدن پس آدمی سے اس دنیا کا تعلق فقط اسی چند روزہ عمر تک ہے اور باقی جہان سے اسکو کچھ مطلب نہین ہے اسلیئے کہ اگر یہ شخص مرا تو دنیا باقی رہے اسکو کچھ تعلق نہ رہا اب ہم کہتے ہین کہ شیخ کی غرض یہ ہے کہ یہان اشارت کے معنے قیامت کے جمیع اقسام مین موجود ہین پس اگر موت مراد ہو تو موت کا ہونا شق القمر سے اسطرح ہے کہ قمر سے بدن مراد ہے کیونکہ اسکو آفتاب روح سے شعور و زندگی حاصل ہے اور خود بدن مادہ تاریک ہے اقول یا اسی

اشارہ پر مبنی ہے جو حدیث مین آیا ہے کہ جو مرا اُسکی قیامت قائم ہوگئی اور وہ اقرب بقیامت اصلی ہے اور واضح ہو کہ ایک قوم نے زعم کیا کہ روح کا بدن مین ساری ہونا اسطرح ہے جیسے پانی درخت کے رگ و ریشہ مین ساری ہوتا اور اسکو تر و تازہ رکھتا ہے اور یہ گمان ٹھیک نہین ہے بلکہ روح علیحدہ صورت ہے اور اسکے آثار مین سے یہ زندگی ہے جو جسم کو حاصل ہے پس اُسی روح کے آثار سے جسم مین مادہ حیوانی ہوتا ہے اور یہی روح حیوانی جسم کی تر و تازگی ہے حتی کہ کبھی یہ روح حیوانی جو خون کے اجزات مین کم ہوجاتی ہے تو جسم مضمحل و ضعیف ہوجاتا ہے اگرچہ روح اصلی مین کچھ بھی نقص کمی نہین ہوتی ہے بلکہ اگر بندہ مومن ہو تو اسکی روح اصلی کا ظہور زیادہ ہوجاتا ہے اور اسم اللہ الحی القیوم کی حیات سے جسم کو بھی حیات اصلی حاصل ہوجاتی ہے فافہم واللہ سبحانہ تعالے اعلم الحاصل ان آیات مین اللہ تعالے نے کافرون کی جہالت بیان فرمائی کہ قیامت بہت قریب آئی کہ ماہتاب دو ٹکڑے ہوا لیکن وہ لوگ غفلت و جہالت مین اپنے انجام عذاب سے کچھ خوف نہین کرتے اور جو کچھ انکے جی مین آتا ہے اُسی کی پیروی کرتے ہین اور نفس جسمانی محض تاریک ہے جو شیطان سے متصل ہے پس وہ نور سے بیزار ہے اور شیطانیت پر مستقر ہے اور اللہ تعالے کی تقدیر سے ہر امر اپنے

موقع پر مستقر ہوتا ہے پھر اللہ تعالے عزوجل نے فرمایا

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ۝ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ

سو تو ہٹ اُن کی طرف سے جسدن پکارے پکارنے والا ایک ان دیکھی چیز کو نیچی آنکھین نکل پڑین قبرون سے جیسے ٹڈی

مُّنتَشِرٌ ۝ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ

بکھر پڑی دوڑتے جاوین پکار پر کہتے منکر یہ دن مشکل آیا

وقف لازم

جب کافرون نے شق القمر کے مثل معجزہ باہرہ مین یہ جدال کیا اور ایمان نہ لائے تو اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی اور ارشاد فرمایا۔ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ پس تو ان لوگون سے مُنھ پھیر لے ف یعنے ای محمد ایسے کافرون سے مُنھ پھیر لے جنکی یہ حالت ہے کہ جب کوئی معجزہ دیکھتے ہین تو سحر مستمر کہکر انکار کرتے ہین اور جس عذاب قیامت سے ڈرائے جاتے ہین اُسکا کچھ بھی خوف نہین کرتے پس اُنکے حق مین اُسوقت عذاب تک انتظار فرما۔ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ جس دن پُکارنے والا انجان دہشتناک چیز کی جانب بلاویگا ف یہ قیامت کا سامنا ہے کہ جسکی ہولناک صورت دیکھکر کافرون کی آنکھین پھٹ جائینگی اور خوف سے اُسکی طرف ٹکٹکی لگ جائیگی۔ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ درحالیکہ اُنکی آنکھین دہشت کی ذلت مین ہونگی ف یعنے جیسے کوئی شخص کسی چیز سے بے انتہا دہشت کھاتا ہے اور بچاؤ کی کوئی صورت نہین پاتا تو خوفزدہ ذلیل طریقہ سے اُسکی طرف ٹکٹکی لگائے رہتا ہے اور انتہائے دہشت سے بے خود ہوتا ہے اسیطرح اس ہولناک منظر قیامت کو دیکھکر کفار بیخودی کی حالت مین اُس کی طرف ٹکٹکی لگائے ہونگے اور لاچاری سے مجبور ہوکر پکارنے والے کی پکار پر اسیطرف کھینچے جاوینگے۔ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ درحالیکہ قبرون سے نکلینگے گویا منتشر ٹیڑیان ہین ف جھنڈ کے جھنڈ نہایت تیزی سے موقف قیامت کی طرف آواز پر کھینچے چلے جاوینگے۔ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ۔ پکارنے والے کی جانب بغیر نافرمانی کے تیز دوڑنے والے ہونگے ف گویا یہ لوگ اپنے آپ مین نہین ہین۔ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ کافر کہینگے کہ یہ دن سخت ہے ف یعنے اس دن ان کافرون کو یقین ہوگا بیشک یہ قیامت ہے اور جو ہولناک منظر ہمکو نظر آتا ہے خواہ مخواہ اُسکا یہی نتیجہ ہے کہ یہ دن اُنپر سخت ہولناک و دشوار ہوگا (فوائد) اول، یہ کہ اللہ تعالے نے کافرون کی جانب منسوب کیا کہ یہ دن کافرون پر بہت سخت ہوگا تو اسمین دلالت ہے کہ مومنون پر یہ دن سخت نہین ہے بلکہ دنیا مین جو کچھ انھون نے تکلیفین اُٹھائی تھین اُنکو اللہ تعالے کے فضل و رحمت سے انعام و راحت ہے اگرچہ یہ دن پچاس ہزار برس ہے لیکن حدیث مین آیا ہے کہ مومنون پر ایسا آسان ہوگا جیسے ایک

Marfat.com

یعنے نماز کا وقت ہوتا ہے (دوم) قولہ فتول عنہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کافرون سے اعراض کا حکم فرمایا کیونکہ ان کافرون مین نصیحت اثر نہین کرتی ہے اور خالص خیرخواہی سے اونکو ہولناک عذاب سے بچانے کی نصیحت کی جاتی ہے لیکن یہ بدبخت اُسکو عداوت سمجھتے ہین بعض مفسرین نے کہا کہ یہ حکم آیندہ منسوخ ہوگیا جبکہ جہاد کا حکم آیا امام رازیؒ نے کہا کہ یہ قول کچھ نہین ہے اگرچہ بعض نے اکثر مفسرین سے نقل کیا ہے کیونکہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ تم لوگون کو انذار و نصیحت کرنا بیکار ہے پس یہ حکم قیامت تک ہر جماعت کفار کے واسطے جاری ہے کہ جب اُنکو اسلام کی خوبیان پہنچادی گئین پھر اُنھون نے اُسمین کچھ غور و فکر نہ کی بلکہ اُلٹے عداوت پر کمر باندھی تو اُنسے مُنھ موڑ لینا چاہیئے اور اسکو جہاد سے کچھ تعلق نہین ہے کیونکہ جہاد سے صرف یہ غرض ہوتی ہے کہ سرکش کفار اپنی قوت و شرارت سے اہل ایمان کو ذلیل و خوار نہ کرین اور اُنکو توحید آلہی و عبادت سے نہ روکین کیونکہ دنیا کے کافرون مین یہ سخت عیب ہے کہ جسکو وہ اپنے طریقہ پر نہین پاتے ہین اُسکو ذلیل کرنا چاہتے ہین اور یہ جہالت و عداوت کافرون کی سب طبقات مین آج تک دیکھی گئی سولے ایک طبقہ کے اور وہ چنگیز خانی قوم تاتار تھی کہ ان مین البتہ یہ طریقہ تھا کہ جو قوم جس طریقے پر ہو اُس سے کچھ تعرض و عداوت نہ کرنا چاہیئے کیونکہ یہ معاملہ اُسنے اپنی آخرت کے واسطے اختیار کیا ہے چنانچہ تاتاریون مین جسوقت وہ تاتار سے لیکر توران و دشت قبچاق و چرکس و روس و آلان و بلغار و خوارزم و خراسان و ایران تک مالک تھے تو اس عروج کی حالت مین خود تاتاریون مین جو شخص مسلمان یا نصرانی ہوجاتا تو آپسمین اُس سے یکسان میل جول رکھتے تھے اور اُسکے دین سے کچھ تعرض نہین کرتے تھے اس قوم مین یہ عجیب بات تھی کہ جسکی نظیر آج تک کسی قوم مین نہین پائی جاتی ہے اگر کہا جاوے کہ اہل اسلام مین بھی یہی بات تھی چنانچہ زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین جس ملک کو فتح کرتے تھے اور وہ لوگ مطیع ہوجاتے تھے تو کسی طرح اُنکے جان و مال سے تعرض نہین کرتے تھے بلکہ ہر طرح اُنکی حفاظت کرتے تھے حتی کہ وہ لوگ اپنی قوم کی حکومت سے بیزار ہوکر اہل اسلام کی حکومت کو دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اور یہ طریقہ اہل اسلام مین مدت دراز تک باقی رہا حتی کہ پانچوین صدی کے بعد جب لوگون نے دنیا اختیار کی اور دنیاوی مال و جواہرات کی محبت سمائی اور فسق و فجور مین مبتلا ہوے تو خوبیان مٹنے لگین یہانتک کہ آخر معاملات برعکس ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون لیکن اسلام مین ایک فرقہ ہمیشہ حق پر قائم اور غالب رہیگا واللہ المستعان والحمد للہ رب العالمین۔ قولہ یخرجون من الاجداث الآیۃ۔ یعنے قبرون سے چھٹکے ہوے ٹڈیون کی طرح نکلینگے یعنے دہشت و حیرت سے جھنڈ کے جھنڈ پراگندہ حالت مین آواز کی طرف دوڑینگے اور یہ بھی کافرون کی کیفیت ہے کیونکہ دنیا مین انکو قیامت کا یقین نہ تھا یا اسطرح واقع ہونیکا یقین نہ تھا (سوم) آیت مین داع یعنے داعی بمعنے پکارنے والا مذکور ہے علمائےؒ نے کہا کہ وہ اسرافیل علیہ السلام ہین روایت مین ہے کہ آواز دی جائیگی کہ اے ارواح تم اپنے اجسام مین جاؤ اور اے اجسام بوسیدہ و پراگندہ تم اللہ تعالے کے حکم سے جمع ہو اور اے لوگو اپنے رب عزوجل کے موقف مین حساب کے لیئے حاضر ہو مہطعین اکثر علما نے کہا یعنے جلدی کے ساتھ دوڑتے ہوے عکرمہؒ نے کہا کہ یعنے آواز کی طرف کان لگائے ہوے ابن عباسؓ نے کہا یعنے ہیبتناک امر کی طرف آنکھین پھاڑے ہوے دوڑینگے کہ اُدھر سے نظر نہین ہٹاوینگے مترجم کہتا ہے کہ یہ اُسوقت کی حالت کا بیان ہے چنانچہ قولہ تعالے شاخصۃ ابصار الذین کفروا الآیہ۔ مین اسکا بیان گذر چکا ہے کیونکہ اس ہولناک منظر کو دیکھکر ٹکٹکی لگ جائے گی اور بیخودی مین آنکھین اسی طرح پھٹی رہ جاوینگی اور انکے دل ہوا ہو جاوینگے اور وہ نہایت خوفناک وقت ہے کہ لڑکا بڈھا ہو جائیگا اللہ تعالے ہی سے ہم بندے اس فزع اکبر سے امن مانگتے ہین اور اُسکی پناہ لیتے ہین اور وہی ہمارا رب ارحم الراحمین ہے یہان جو لوگ اس سے منکر و کافر ہین یہ دن درحقیقت انھین کے لیئے سخت ہے اور نبوت سے انکار کرنے والے ہر زمانہ مین کثرت کے ساتھ رہتے چلے آئے ہین اور بکثرت منکرون نے عذاب اُٹھایا لیکن تعجب ہے کہ پچھلون کو عبرت نہ ہوئی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ○ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ○

جھٹلا چکے ہین ان سے پہلے نوحؑ کی قوم پھر جھوٹھا کہا ہمارے بندے کو اور بولے دیوانہ ہے اور جھڑک لیا پھر پکارا اپنے رب کو کہ مین دب گیا ہون تو بدلا لے

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ○ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ○ وَحَمَلْنَاهُ

پھر ہم نے کھول دیے دہانے آسمان کے ریل سے پانی کے اور بہا دیے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی ایک کام پر جو ٹھہر رہا تھا اور سوار

عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ○ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ كَانَ كُفِرَ ○ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ

اسکو ایک تختون اور کیلون والی پر بہتی ہماری آنکھون کے سامنے بدلا اسکی طرف سے جسکی قدر نہ جانی تھی اور اسکو ہم نے رہنے دیا نشانی کو پھر کوئی ہے سوچنے والا

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ○ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ○

پھر کیسا تھا میرا عذاب اور میرا ڈر کا اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

ان آیات وقصص مین اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین تسلی فرمائی جیسے آپ کے بعد آپ کے اصحاب واُمت مومنہ کو تسکین دی
کہ اس اُمت مین کافرون کا خوش عیش ومتمول ہونا کوئی نئی بات نہین ہے باوجودیکہ حضرت سید الانبیا علیہم السلام سے منکر ہین کیونکہ یہ بات
اس دنیا مین ہمیشہ سے چلی آئی ہے چنانچہ فرمایا كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ۔ انسے پہلے قوم نوحؑ نے جھٹلایا تھا ف یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
تیری اُمت کے جھٹلانے والون سے پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے جھٹلایا تھا اور اسکی تفصیل یہ ہے فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ
پس اس قوم نے ہمارے بندے کو جھوٹا کہا اور کہنے لگے کہ وہ مجنون ہے اور وہ جھڑکا گیا ف بعض مفسرین نے کہا کہ یعنے یہ شخص جو نبوت کا دعوی کرتا ہے
مجنون ہے اور اسکو ہمارے بعضے آلہتون نے مزدجر اور مخبوط کر دیا ہے پس یہ مخبوط کیا ہوا ہے اکثر مفسرین نے کہا کہ یہ معنے نہین ہین بلکہ مطلب یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ آگاہ فرماتا ہے کہ قوم نوحؑ کے کافرون نے ہمارے بندۂ صالح رسول یعنے نوح کو جھٹلایا اور کہنے لگے کہ وہ مجنون ہے اور وہ بندہ ہمارا
جھڑکا اور روکا گیا یعنے قوم مردود نے اسکو احکام رسالت پہونچانے پر جھڑکا اور دھمکایا اور طرح طرح کی ایذا سے روکا حتی کہ وہ تنگ آگیا مجاہدؒ نے
کہا کہ وازدجر یعنے کہا گیا کہ یہ مخبوط کیا ہوا ہے عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ نہین بلکہ یہ معنے ہین کہ نوحؑ کو جھڑکا اور دھمکایا مثلاً کہا کہ لئن لم تنتہ یا نوح
لتکونن من المرجومین اے نوح اگر تو باز نہ آویگا تو سنگسار کیا ہوا پڑا ہوگا۔ ھ۔ یعنے ہم تجھے پتھرون سے مار ڈالینگے ابن کثیر نے کہا کہ یہ تفسیر اچھی
خلاصہ یہ کہ قوم کفار نے ماننا درکنار حضرت نوح کو بیان رسالت سے بھی منع کیا حضرت نوحؑ بہت غمگین ہوے اور اللہ تعالےٰ نے انکو وحی فرما
بقولہ انہ لن یومن من قومک الا من قد آمن الآیہ۔ یعنے اے نوح اب تیری قوم مین سے کوئی بھی ایمان نہین لاویگا سوائے اسکے جو ایمان لاچکا
پس اب جو کچھ یہ کرتے ہین اس سے غمگین مت ہو۔ ھ۔ نوحؑ مایوس ہو گئے لیکن یہ دوسرا غم پیدا ہوا کہ نو سو پچاس برس تک نصیحت کرنے سے چند لوگ
جو ایمان لائے ہین انکو بھی سمجھانا اور عام نصیحت کرنا دشوار ہو گیا فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ۔ پس نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ
مغلوب ہون تو انتصار لے ف نوح علیہ السلام جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنا بندہ فرمایا ہے اس بندے نے اپنے رب عز وجل سے دعا کی کہ مین مغلوب
ہون یعنے مین ان سرکش کافرون کی مقاومت سے مغلوب ہون تو ہی اپنے دین کے لیئے انتقام لے بعض مفسرین نے لکھا یعنے مین ان دشمنون
مغلوب ہو گیا اور تیرا بندہ ہون پس تو میرے لیئے انسے انتقام لے اول قول ابن کثیرؒ نے لکھا ہے اور وہ اولی ہے کیونکہ شاید نوح علیہ السلام نے اپنے
کے واسطے انتقام نہ چاہا ہو اگرچہ ایک معنے سے دوسری تقریر بھی اچھی ہے اور اسکا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی شان مین کافرون کی
دخل نہین ہے کیونکہ اسکی ساحت کبریائی ہر طاعت ومعصیت سے پاک ہے پس کافرون نے نوح علیہ السلام کو مع مومنون کے

Marfat.com

اللہ تعالے نے قطعی کر دیا ہے کہ اپنے رسولون کو نصرت دے اور انکے دشمنون سے انتقام لے لہذا نوح علیہ السلام نے اس قوم دشمن بدکار پر جنکے ایمان سے مایوس ہو چکے تھے بددعا کی اور یہ دعا قبول ہوئی اور اسکا اثر ظاہر ہونے کے لیئے اللہ تعالے نے ایک وقت مقدر فرمایا چنانچہ اول مین حضرت نوح علیہ السلام کو میدان مین عظیم الشان کشتی بنانے کا حکم ہوا اور وہ فرشتہ نے تعلیم کی جب وہ تیار ہوگئی تو حکم ہوا کہ اسپر اپنے مومنین اہل وعیال کو مع جوڑا جوڑا جانورون کے سوار کرو پھر کافرون پر طوفان آبی بھیجا فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ پس ہم نے ان لوگون پر آسمان کے دروازے پانی کی جھڑی کے ساتھ کھول دیے ف اگر حقیقت مراد ہے تو یہ غضبی نشان تھا چنانچہ ابن جریحؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ ہمیشہ اللہ تعالے نے بادلون سے پانی نازل فرمایا چنانچہ نوح علیہ السلام سے پہلے بھی یہی ہوتا تھا اور انکے بعد بھی قیامت تک یہی رکھا لیکن اس عذاب کے لیئے آسمان کے دروازے کھول دیے کہ منہمر یعنے بکثرت وبشدت پانی بہت جلد طوفان لایا اگر مجاز مراد ہے تو یہ معنے کہ ہم نے آسمان سے یعنے آسمانی اسباب سے مانند بادل وغیرہ کے اُنپر پانی کے دروازے کھول دیے یعنے کثرت کر دی بعض احمقون نے زعم کیا کہ مجازی معنے یہان متعین ہین جواب یہ کہ اللہ تعالے نے آسمانون مین دروازے رکھے ہین اور وہ قطعی دلیل سے ثابت ہین پس منکر احمق جاہل ہے ابن الکوارؒ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آسمان مین جو یہ مجرہ ہے یعنے جسکو فارسی مین کہکشان کہتے ہین یہ کیا چیز ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ پانی کے واسطے ہے اور طوفان نوح مین اسی سے آسمان کے دروازے ماءِ منہمر کے ساتھ چالیس روز تک کھولے گئے تھے بہرحال اللہ تعالے نے آسمان کے دروازے بکثرت پانی سے اس قوم بدکار پر کھول دیے۔ وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا اور ہمنے زمین کو چشمون سے منفجر کر دیا۔ ف یعنے زمین کے اقطار مین بکثرت چشمے اُبل نکلے حتی کہ تنور جہان آگ جلتی ہے وہ بھی اُبلنے لگے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حتی التنانیر التی ہی محال النیران نبعت عیونا۔ ھ۔ حتی کہ تنور بھی چشمہ ہوکر اُبلنے لگے حالانکہ وہان آگ جلتی ہے۔ ھ۔ اس سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ جہان جہان تنور تھے سب سے پانی اُبلتا تھا اور مشہور یہ ہے کہ خاص ایک تنور اُبلا تھا اور شاید امام ابن کثیرؒ نے یہ محاورہ بطور جنس بیان کیا ہو جیسے کسی نے گدھے پر کاٹھی کسی تو کہا گیا کہ اب زمانہ مین ایسا تغیر ہوا کہ گدھون پر کاٹھی کسی جاتی ہے حالانکہ صرف ایک ہی گدھے پر کسی گئی تھی اسیطرح یہان ابن کثیرؒ کی مراد ہے کہ اللہ تعالے نے زمین سے یہانتک پانی کے چشمے پھوڑ دیے کہ تنورون سے پانی اُبلنے لگا جو آگ جلانے کے لیئے ہوتے ہین الغرض اللہ تعالے نے آسمان سے بکثرت پانی کے دروازے کھول دیے اور زمین سے چشمے پھوڑ دیے۔ فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ پس مل گیا پانی ایسے امر پر جو مقدر ہوا تھا ف مقدر یہ تھا کہ اللہ تعالے اس قوم کو جسنے نوح علیہ السلام سے کفر کیا ہے طوفان سے ہلاک کرے پس اسی امر مقدر پر پانی مل گیا یعنے پانی اس شدت طوفانی سے موافق مقدر آلہی کے واقع ہوا ایک قرارت شاذ مین الماءان آیا ہے یعنے موافق مقدر کے دونون پانی مل گئے اس قرارت کے موافق تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالے نے آسمان سے ماءِ منہمر کے دروازے کھولے اور زمین سے چشمے پھوڑ دیے پس دونون پانی باہم مل گئے بنابر امر مقدر کے جو اللہ تعالے نے لوح محفوظ مین لکھا تھا کہ نوح علیہ السلام کی قوم بدکار کافر غرق طوفان ہو کر جہنم واصل ہو بعض نے کہا کہ علی امر قد قدر۔ یعنے دونون پانی ایسی مقدار پر پہونچے جو مقدر تھی اس سے کمی نہوئی اور نہ زیادتی ہوئی اور اس حالت سخت مین کافرون کے مکانات حتی کہ پہاڑیان تک غرق ہوگئین لیکن اللہ تعالے نے اپنی [illegible] سے نوح علیہ السلام کو مع انکے مومنون کے نجات دی۔ وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ۔ اور ہم نے نوح کو چوڑے تختون والی وکیلون والی مضبوط کشتی پر سوار کیا ف اسطرح کہ طوفان سے کچھ مدت پہلے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانا تعلیم فرمایا اور انکے ہاتھون سے وہ کشتی پیدا فرمائی کیونکہ ہر چیز کو اللہ تعالے ہی پیدا کرتا ہے اور ظاہر مین اُسکے اسباب ہوتے ہین مثلاً کھیتی کو بارش وزمین وتخم وغیرہ سے پیدا فرمایا چونکہ اُسمین بڑا حصہ انسان کی [illegible] سے نہین ہے لہذا انسان کو جلدی یقین آتا ہے کہ اللہ تعالے نے کھیتی پیدا کی اور کشتی وغیرہ ایسی چیزین جو آخر تک انسان کے ہاتھ سے

Marfat.com

ظاہر ہوتی ہین اُنہین اکثر آدمی دھوکا کھاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ ہم نے بنائی حالانکہ یہ سب اللہ تعالٰے کی طرف سے ہے اسیواسطے فرمایا کہ ہم نے
نوحؑ کو ایک کشتی پر سوار کیا جسکے تختے جوڑے جوڑے الواح تھے اور دسر یعنے کیلون سے مضبوط کیئے گئے تھے دُسُر جمع دسار ہر وہ چیز جسکو دوسری
چیز مین لگا کر مضبوط کرین جیسے کشتی کے واسطے کیلین ہوتی ہین یہی قتادہ ومحمد بن کعب وابن زید وسعید بن جبیر وغیرہ سے منقول ہے اور اسیکو
ابن جریرؒ نے پسند کیا ہے مجاہدؒ نے کہا کہ دسر سے مراد کشتی کے کمر بستے ہین یعنے وہ لکڑیان جو تختون کے نیچے چوڑان مین لگاتے ہین تاکہ سب تختے مضبوط
جمے رہین اور عکرمہ وحسنؒ نے کہا کہ دسر سے کشتی کا اگلا سرا مراد ہے جس سے وہ موج پھاڑتی ہے الغرض اللہ تعالٰے نے حضرت نوحؑ کے ساتھ یون
اپنا احسان ظاہر فرمایا کہ ہم نے اس طوفان مہلک مین نوح واُسکے ساتھیون کو اپنی رحمت سے اسطرح نجات دی کہ اُسکو مضبوط کشتی پر سوار کیا جسکو
خشکی کے میدان مین تیار کرنے کے واسطے ایک مدت پہلے سے حکم بھیجا اور تعلیم فرمایا تھا جب غرقاب کا پانی تمام خشکی پر چڑھا تو اُس کشتی کا فائدہ ظاہر ہوا کہ
اُس مین نوح علیہ السلام مع مومنون اور جوڑے جانورون کے بیٹھ گئے اور پانی کے طوفان مین وہ کشتی اوپر اُٹھی تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا۔ وہ ہماری حفاظت
سے ہمارے روبرو حکم کے موافق چلتی تھی ف اور پانی مین باوجود طوفانی موجون کے غرق نہین ہوتی تھی بخلاف کفار کے جو اپنی سرکشی مین مغرور
وغافل تھے اس طوفان کی موجون مین غرق ہوتے جاتے تھے جَزَآءً لِّمَنْ کَانَ کُفِرَ۔ یہ عوض تھا اُس شخص کا جس سے کفر کیا گیا ف جمہور کی
قراءت مین کفر بصیغۂ مفعول پڑھا گیا اور اس سے نوح علیہ السلام مراد ہین کیونکہ انھین کے حکم وارشاد سے کافرون نے کفر وانکار کیا تھا یا نوح علیہ السلام
اپنی اُمت کے واسطے بے مثل نعمت تھے مگر قوم نے اس نعمت سے کفران کیا اور حاصل یہ کہ جس شخص سے کفر کیا گیا تھا اُسکا یہ بدلا تھا کہ ہم نے اُس کو
مع اُسکے مومنون کے اسطرح نجات دی اور اُس کی آنکھین ٹھنڈی کرنے کے واسطے اُسکی آنکھون کے سامنے اُسکے دشمن کافرون کو غرق کیا
بعض کی قراءت مین کَفَرَ بصیغۂ معروف ہے یعنے ہم نے یہ جزا وسزا ایسے شخص کو دی جسنے کفر کیا یعنے اللہ تعالٰے کی توحید سے اور نوح علیہ السلام کی
رسالت سے انکار کیا تو اُسکو ہم نے یہ بدلا دیا کہ اس طوفان بلاخیز مین اُسکو غرق کیا اور نوحؑ ومومنون کو نجات دی کہ وہ ایک کشتی مین امن و
عافیت کے ساتھ پانی کی موجون مین چلے جاتے تھے اور کشتی کو کچھ بھی صدمہ نہ تھا یہانتک کہ وہ جودی پہاڑ پر جو جزیرہ موصل مین ہے ٹھہری
جبکہ تمام کفار غرق ہو چکے تھے چونکہ تمام دنیا مین اس طوفان سے کیچڑ بھرا تھا تو نوح علیہ السلام چند روز اُسی پہاڑ پر رہے پھر کشتی کو وہین چھوڑ کر زمین
مین اُترے اور اللہ تعالٰے نے اُنکی اولاد مین کثرت عطا فرمائی۔ وَلَقَدْ تَّرَکْنٰهَا اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ اور ہم نے اس کشتی کو بڑی نشانی چھوڑ دیا
بھلا کوئی نصیحت لینے والا ہے ف چونکہ وہ کشتی بہت بڑی تھی اُسکو پہاڑ سے اُتارنا ممکن نہ تھا اور خود اللہ تعالٰے کو منظور تھا کہ یہ نشان قدرت
پچھلی قومون کے واسطے اس محفوظ پہاڑ پر باقی رہے لہذا جودی پر کشتی اُتاری قتادہؒ نے بیان کیا کہ یہ سفینۂ نوحؑ برابر اللہ تعالٰے نے کئی ہزار برس باقی
رکھی یہانتک کہ اس اُمت اسلامیہ کے ابتدائی لوگون نے بھی جہاد موصل مین اس کشتی کو دیکھا تھا شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس قول کے موافق معنے
یہ ہوے کہ خاص کر کشتی نوح کو عبرت کی نشانی چھوڑ دیا گیا ولیکن ظاہر یہ کہ آیت مین یہ مراد ہے کہ کشتی کا بنانا حضرت نوح علیہ السلام کو تعلیم فرمایا تھا
اور اسی جنس کی نشانی پچھلی قومون مین چھوڑی گئی چنانچہ اسی کشتی کے نمونے پر انھون نے اپنی کشتیان بنائین جنکو جہاز کہتے ہین اور بعض علماء نے
کہا کہ یہ عبرت فقط کشتی سے متعلق نہین ہے بلکہ معنے یہ ہین کہ اس مجموعی حالت کو ہم نے پچھلون کے واسطے عبرت کر دیا یعنے پیغمبر برحق بھیجا تھا اُسنے
خالص اللہ تعالٰے کے واسطے قوم کو نصیحت کی اور انھون نے کفر کیا سوائے چند لوگون کے تو ہم نے پیغمبر مع مومنون کو اسطرح کشتی مین نجات دی
اور کافرون کو غرق کیا تاکہ پچھلی قومین اس سے نصیحت وعبرت حاصل کرین لہذا فرمایا فهل من مدکر یعنے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے جو اس
آثار قدرت سے نصیحت لے۔ فَکَیْفَ کَانَ عَذَابِیْ وَنُذُرِ۔ پس میرا عذاب وخوف سنانا کیونکر تھا ف یعنے اس ہولناک کیفیت کو کان

Marfat.com

سنناادو عبرناک آنکھون سے دیکھنا چاہیئے کہ جس شخص نے کفر کیا اور رسولؐ اللہ کو جھٹلایا اور ایمان نہین لایا کیونکر مین نے اُنکو ہلاک کیا اور اچھے بندون
کے واسطے انکے دشمنون سے بدلا لیا اور اگر یہ امر اتفاقی ہوتا جیسا کافرون نے گمان کیا کہ اُسوقت ستارے مجتمع ہو گئے تھے اور طوفان آنے والا تھا یہ لوگ
احمق ہین کیونکہ نوح علیہ السلام کو مع مومنون کے نجات دی گئی اور اللہ تعالےٰ نے جو اسباب پیدا فرمائے ہین اُنکو دیکھنے سے یہ لازم نہین آتا کہ یہ حکم الٰہی نہو
کیونکہ جسطرح ستارے مجتمع ہو گئے تھے اسیطرح بارش کی کثرت ہو گئی بلکہ یہ اللہ عزوجل کی قدرت سے کافرونپر عذاب تھا اگرچہ ظاہر مین اُس کے
اسباب جو کچھ اللہ تعالےٰ نے چاہے وہ جمع فرمائے۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے واسطے
آسان کر دیا اب بھلا کوئی نصیحت لینے والا ہے ف مجاہدؒ نے کہا کہ اس ذکر سے مراد تلاوت ہے سدیؒ نے کہا یعنے ہم نے قرآن کی تلاوت کو زبانون
آسان کر دیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ نے قرآن کو آدمیون کی زبان پر آسان نہ فرمایا ہوتا تو کسیکو یہ مجال نہ ہوتی کہ اللہ تعالےٰ کا
کلام تلاوت کر سکے مترجم کہتا ہے کہ بعضے عارفین نے کہا کہ حجاب مین نزول ہے کیونکہ اگر ابتدائی نور ابتداء تلاوت مین ظاہر ہو تو آدمی فنا ہو جاوے
قولہ فھل من مدکر۔ یعنے متذکر یعنے کون بندہ صالح ہے کہ اس علم کو طلب کرے تاکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعانت پاوے (ابن ابی حاتم والبخاری
وابن جریرؒ) اور محمد بن کعب نے کہا کہ یعنے کوئی بندہ صالح ہے کہ اس نصیحت سے عبرت حاصل کر کے گناہون سے باز رہے اور سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ
رسول اللہ سے منکر ہو اس آیت مین نصیحت ہے کہ قرآن کو پڑھنے اور پڑھانے اور تلاوت کرنے مین کوشش کرنی چاہیئے قشیریؒ نے اسمین لکھا کہ اللہ تعالےٰ
نے قرآن کو نصیحت و تذکر کے واسطے آسان فرمایا پس ایک قوم پر اُسکی تلاوت آسان ہے اور ایک قوم کے دلون کو اُسکی فہم عنایت فرمائی اور ایک قوم
کے دلون کو اُسکا علم و حفظ عنایت کیا اور یہ سب لوگ اہل قرآن و بندگان خاص مین سے ہین شیخ محلیؒ نے کہا کہ تہ دل سے قرآن کو وہی یاد
رکھتا ہے جسکے دل مین عبرت ہو ف۲ شیخ ابن العربیؒ نے ان آیات کے اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالےٰ یوم یدعو الداع۔ جب موت ظاہر ہوتی ہے
تو اُسکا لازمہ یہ ہے کہ ایسے امر کی جانب کھینچے جو نفوس کو نہایت ناگوار ہے۔ خشعًا ابصارہم۔ یعنے ذلت و عاجزی و مسکنت و محرومی سے اُنکی آنکھین
خواری کے ساتھ ٹکٹکی لگائے ہونگی۔ یخرجون من الاجداث۔ قبرون سے نکلین گے جیسے قیامت صغریٰ مین کفار کی روحین اُنکے بدن سے نکلتی ہین
کیونکہ کفار جو اپنے آپکو زندہ سمجھتے ہین درحقیقت مردہ ہوتے ہین پس وہ بدن کی قبرون سے نکلین گے۔ کانہم جراد منتشر۔ گویا پریشان پھیلی ہوئی ٹڈیان
ہین ٹڈیون سے انکی مشابہت اس وجہ سے فرمائی کہ یہ نفوس جو بدن سے جدا ہوتے ہین بکثرت ہین اور طبیعت کی خواہشون اور محسوس چیزون کی
جانب حریص ہین اور انھین چیزون پر جان دیتے ہین پس دنیاوی زندگی اُنکو بہت پیاری ہوتی ہے تو اسی پستی کی جانب اونکا رُخ ہوتا ہے حالانکہ
بدن کے اندر روح و قلب سلیم اُنکو ایسی چیز کی جانب بلاتا تھا جو انکے نفس کو ناگوار ہے اگرچہ مرتبۂ عالی کا حاصل ہونا اسی پر موقوف تھا یعنے دنیاوی
غلیظ چیزون کا چھوڑنا اور نفس کو ایسی ناپاک چیزون کی خواہش سے مردہ کرنا۔ مہطعین الی الداع یعنے طوعًا و کرہًا مطیع ہونگے یقول الکافرون
ھٰذا یوم عسر۔ جو لوگ حق سے محجوب ہین وہ کہینگے کہ یہ دن بہت سخت ہے کیونکہ اُنکی لذات و شہوات سب جاتی رہین اور عذاب ہلاک اُن کے
سامنے آیا جو درحقیقت انھین لذات کی صورت آخرت ہے یعنے دنیا مین جن چیزون کو اپنے نفس کی خواہش مین مرغوب و لذت سمجھتے تھے اور بہت
خوشی سے اسکو حاصل کرتے تھے وہ اصلی صورت مین طرح طرح کے عذاب ہین جنکو انھون نے اپنے اصلی گھر یعنے جہنم مین بھیجا ہے اور جن کافرون
کی طبیعت اسی پر مجبول ہوئی ہے یعنے یہی اُنکی جبلت ہے وہ کبھی نفیس نعمت کو قبول نہین کرتے بلکہ پہچانتے نہین ہین جیسے قوم نوح کا حال ہوا
کہا جاوے کہ تمنے اُنکی شہوات کو عین عذاب آخرت بیان کیا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے قوم نوحؑ کا عذاب اسطرح بیان فرمایا ففتحنا علیہم ابواب السماء
تو اس پانی کو جو عذاب ہے انھون نے کیونکر کمایا تھا جواب یہ ہے کہ سماء عقل سے عالم نفس پر پانی برسایا یعنے اُنکی خواہش دنیا کی چیزون مین

منہمک ہوئی اور دنیاوی امور کی تدبیرون مین بہت ہوشیاری سے مشغول ہوگئے اور اُنھین سے اپنی لذات حاصل کرنے مین [illegible] اور آخرت سے غافل ہوگئے پس جو انھون نے کمایا تھا وہ انکے سامنے آیا کہ آسمان سے بکثرت پانی برسنے لگا۔ فجرنا الارض عیونا اور زمین [illegible] کثرت چشمے جاری کیئے کیونکہ ابتدا مین انھون نے فنون جزئیہ اس دنیا کے واسطے بڑی کوشش سے حاصل کیئے تھے جس سے اس زمین کی [illegible] کی پیداوار اپنی شہوات نفس کے واسطے کمائی یعنے تمام کوشش سے ایسے ایسے فن حاصل کیئے جس سے زمین کی ہر طرح کی پیداوار حاصل کرتے رہے فالتقی الماء علی امر قد قدر چونکہ اُنکے دونون طرح کے فنون اُنکی جبلت و تقدیر کے موافق اسی دنیا کے واسطے مرتبط تھے لہذا آسمانی پانی اور زمینی پانی اُسکی صورت ہوکر اُن پر طاری ہوے بخلاف ان کافرون کے حضرت نوح و اُنکے اُمتی مومنون نے اس طوفان دنیا سے پاکیزہ شریعت کے ذریعہ سے نجات چاہی تو اللہ تعالے نے اُنکو کشتی پر نجات دی اور حضرت نوح علیہ السلام و مومنین کے واسطے آسمانی پانی عین وحی رحمت تھا اور زمین کے چشمے علوم شریعت تھے پس ان اعتقادات و اعمال صالحات سے اُنکو کشتی توفیق مین نجات حاصل ہوئی اور اُنکے مخالف کفار سب جہالت کے طوفان مین غرق ہوگئے جو دنیاوی شہوات از قسم مال و دولت وغیرہ ہین واللہ تعالے اعلم (ابن العربی) اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے نے یہ طوفان عظیم جو دنیا مین آج تک متواتر مشہور ہے اسواسطے اس قوم کفار پر بھیجا تھا کہ پچھلون کو اس سے عبرت حاصل ہو پھر پچھلون نے کیونکر عبرت پائی جواب یہ کہ طوفان کچھ عبرت کے واسطے منحصر نہ تھا بلکہ قوم کفار کے اعمال خبیثہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک بڑھے کہ جو فاصلہ انکے واسطے آخرت تک رکھا گیا تھا یعنے عموماً سمجھا جاتا ہے کہ بعد موت کے کافر پر عذاب ہے تو انکے یہ اعمال خبیثہ یہانتک بڑھے کہ اس حد سے مثل سیلاب کے تجاوز کر گئے اور اسی حیات دنیا مین انپر طوفان آگیا پھر یہ ضرور عبرت ہے اور ایک مدت تک اس سے نیکبخت لوگون نے عبرت پائی اور اسکے بعد ایسے بدبخت پیدا ہونے لگے جنھون نے دنیاوی میلان سے اسکو نجومی کیفیت بتلا کر بہکایا اور یہ فریب نکالا کہ اس زمانہ نوح علیہ السلام مین آسمانی ستارے ایسے طور پر مجتمع ہوے تھے کہ اگر کوئی نجوم مین کامل مہارت رکھتا ہوتا تو وہ پہلے سے بندوبست کر لیتا چنانچہ فارس کے ایک بادشاہ نے اسکا بندوبست کیا تھا الغرض اسی قسم کے حملات نکالنے لگے اور سمجھے کہ اللہ تعالے کی تقدیر سے بچاؤ ممکن ہے اور صریح کافر ہوگئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالے ایک دم مین ہلاک کردے اور یہ تو اسباب ہین گویا ان کمبختون نے یہ عقیدہ نکالا کہ اگر آسمان سے پانی برسے تو کھیتی اُسی سے جمتی ہے اور بچہ خود بخود پیدا ہوتا ہے حالانکہ یہ گمراہ جاہل کچھ بھی معرفت الٰہی نہین رکھتے تھے کیونکہ ستارے بھی اسی خالق عزوجل کے قبضۂ قدرت مین ہین اور جب قحط پڑتا ہے تو ایک قطرہ نہین برستا حالانکہ سب ستارے موجود ہوتے ہین جب ہم یہ تفسیر لکھ رہے ہین اس سے دو برس پہلے اسی ملک مین قحط کی وہ عالمگیر بلا تھی کہ لاکھون آدمی مرگئے حالانکہ اسی ملک کے مغربی صوبہ بمبئی مین پانی کا وہ طوفان تھا کہ ہزارون آدمی و مکانات تلف ہوے الغرض جاہل کافرون کا یہی دستور ہے کہ اللہ تعالے کو نہین پہچانتے اور اپنے قیاسات و گمان کی پیروی کرتے ہین چنانچہ طوفان نوح کے اسباب بھی اسیطرح قیاس کیئے اور گمراہ ہوکر دنیا مین منہمک ہوگئے حتی کہ قوم ہود پر عذاب آیا جسکا عبرتناک واقعہ اللہ تعالے نے بیان فرمایا بقولہ تعالے

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنزِعُ النَّاسَ

جھٹلایا عادنے پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرکا ہمنے بھیجی اُنپر باؤ ٹھہری سنائے کی ایک نحوست کے دن جو لگی اکھاڑنے لوگو

ع ٢٢ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنقَعِرٍ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝

جیسے وہ جڑین کھجور کی ہین اوکھڑی پڑی پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈرکا اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

ہود علیہ السلام قوم عاد پر بھیجے گئے انکو عاد اول کہتے ہین حضرت ہود علیہ السلام نے ہر چند اُنکی نصیحت مین مبالغہ اور کوشش کی لیکن وہ [illegible]

...ائے چنانچہ فرمایا۔ كَذَّبَتْ عَادٌ۔ عاد نے جھٹلایا ف یعنے اُس قوم نے جسکا نام عاد مشہور ہے اپنے پیغمبر ہود علیہ السلام کو جھٹلایا لیکن ہود علیہ السلام
سے پہلے حضرت نوحؑ وغیرہ پیغمبر گذر چکے تھے جنکی رسالت ظاہر تھی تو اُنکو بھی جھٹلانا لازم آیا کیونکہ ایک پیغمبر کے انکار سے کل پیغمبرون کا انکار لازم
آتا ہے اسیواسطے یہان اسطرح نہین فرمایا کہ قوم عاد نے ہودؑ کو جھٹلایا جیسے قوم نوح کی نسبت فرمایا تھا کہ ہمارے بندہ نوحؑ کو جھٹلایا کیونکہ نوح علیہ السلام
سے پہلے مشہور یہ ہے کہ رسالت ظاہر نہ تھی اسیواسطے کہا گیا کہ نوحؑ اول پیغمبر ہین اگرچہ اسکے معنے یہ ہین کہ آدم علیہ السلام وغیرہ اگرچہ پیغمبر تھے مگر کسی کافر قوم
کی جانب پیغمبر نہین تھے کیونکہ اُنکے زمانہ سے ایک مدت دراز تک لوگون مین شرک نہ تھا پھر جب شرک پھیلا تو مشرکون کو سمجھانے کے واسطے نوح
علیہ السلام اول پیغمبر بھیجے گئے پس حاصل یہ ہوا کہ قوم عادؑ نے ہود علیہ السلام کو جھٹلایا تو سب پیغمبرون کا جھٹلانا لازم آیا۔ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ
پس میرا عذاب کرنا اور انذار کرنا کیونکر واقع ہوا ف یہ اس امت کے مشرکون کو خوف دلایا پھر تمکو معلوم ہے کہ کیونکر مین نے اُن پر عذاب کیا اور جو وعدہ
عذاب اُنکو دیا گیا تھا وہ کیونکر واقع ہوا۔ اگرچہ تم لوگ قوم عاد کے عذاب سے خوب واقف ہو کیونکہ یہ واقعہ حضرموت کے قریب احقاف مین واقع
ہوا تھا لیکن اگر تمھارے بزرگون نے بت پرستی نکالکر حالات پیغمبری کو تحریف کردیا ہے تو اس عذاب کو سنو۔ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا
...نے بھیجی اُنپر ہوائے صرصر ف بعض نے کہا کہ صرصر سے مراد سرد ٹھٹھرانے والی ہوا ہے اور اسی بنا پر شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ نے تفسیر کی ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ریح صرصر یعنے ہوائے سرد سخت پس معنے یہ ہونگے کہ وہ ہولناک عذاب یہ تھا کہ ہم نے ان لوگون پر نہایت سرد ہوا
بھیجی جس سے بدن ٹھٹھرے جاتے تھے بعض نے کہا کہ صرصر سے مراد طوفانی جھکوڑے ہین جیسے گرمیون مین چلا کرتے ہین تو یہ مراد ہوگی کہ ہم نے اُنپر
...ند ہوا بھیجی جسکے جھکوڑون سے سخت ہیبتناک آواز آتی تھی اور یہی بظاہر مناسب ہے اسواسطے کہ سابق مین جو مفصل قصہ ان پر عذاب کرنے کا
...رہا مذکور ہوا ہے اُسمین یہ بھی مذکور ہے کہ جب قوم عادؑ بوجہ قحط کے گرمی کی شدت سے بدحواس تھے تو کہ کیجانب سے ایک بادل سیاہ اُن کے
...ادی کی جانب آتا نظر آیا اُسکو دیکھکر قوم عاد بہت خوش ہوئی اور ہود علیہ السلام کو حکم پہونچا کہ حصار کے اندر بیٹھین یعنے اپنے ساتھی مومنون کو
...ایک جگہ جمع ہون اور اپنے گرد ایک خط کھینچ لین جہانتک اُنکو ضرورت ہے پھر جب وہ بادل قریب پہونچا تو گاؤن کی ایک عورت نے اُسمین
...تی عذاب کے شعلے دیکھے حتی کہ وہ اُسکی ہیبت سے چیخ کر بیہوش ہوگئی اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک دونون قولون مین موافقت یہ ہے کہ
...تدا مین ہوائے سرد ظاہر ہوئی تھی چنانچہ قوم کے لوگ اپنے اپنے بستیون سے نکلکر جنگلون مین یہ سرد ہوا کھانے کے واسطے خوشی خوشی جمع ہوئے
...ے کو اس مین نکتہ یہ تھا کہ ہود علیہ السلام کا جھٹلانا اور اُنسے عداوت کرنا خوب مستحکم ہوجاوے کیونکہ اُنکو یہ یقین تھا کہ ہود علیہ السلام نے سحر وغیرہ سے
...ش روکی ہے اور ہودؑ نے اُنسے کہا تھا کہ تم مجھپر ایمان لاؤ اور رب عز وجل سے مغفرت چاہو کہ وہ تمپر پانی کی جھڑی لگانے والے بادل بھیجیگا اور
...ی قوت پر قوت زیادہ کریگا اُن لوگون نے اس قول پر التفات نہین کیا بلکہ دشمنی بڑھائی جب قحط سے لاچار ہوئے اور اپنی طرف سے کچھ
...ون کو مکہ معظمہ مین پانی مانگنے کے واسطے بھیجا اور یہ بادل نظر آیا تو نہایت خوش ہوئے اور ہود علیہ السلام کی دشمنی زیادہ مستحکم ہوئی اور اُنپر حجت
...م ہوگئی لہذا ابتدا مین سرد ہوا محسوس ہوئی حتی کہ آبادیون سے نکل نکل کر میدانون مین جمع ہوئے تو وہ ہوائے صرصر آندھی کی صورت مین
...ن ظاہر ہوئی۔ فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔ دائمی یوم نحس مین ف زجاجؒ نے کہا کہ یہ روز چہارشنبہ آخر ماہ شوال تھا اور برابر غروب
...تک یہ کیفیت رہی خطیبؒ نے کہا کہ بدھ سے بدھ تک چلتی رہی کیونکہ سورۂ الحاقہ مین سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما۔ واقع ہوا ہے یعنے سات
...ور آٹھ دن اور حٰم سجدہ مین ایام نحسات واقع ہوا ہے یعنے چند دن نحسون مین اُن پر یہ ہوا چلی۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یہان یوم سے ایکدن
...ہے بلکہ وقت مراد ہے ضحاکؒ نے کہا کہ یہ یوم نحس کچھ اپنی ذات سے نحس نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ان لوگون پر نحس تھا ابن کثیرؒ نے کہا

کہ اسواسطے ان لوگون پر نحس ہوا کہ اس دن اُن پر عذاب شروع ہوا۔ ھ۔ جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اسکو نحس مستمر فرمایا یعنے دائمی نحس [illegible]
تم دیکھتے ہو کہ ہنود وغیرہ اقوام مشرکین بدھ کے دن کو نحس ٹھہراتے ہین بلکہ اسلام سے پہلے عرب کا بھی یہی عقیدہ تھا بلکہ اقوام مشرکین ماہ شوال کو
نحس جانتے ہین حتیٰ کہ زمانہ جاہلیت کے عرب اس مہینہ مین شادی نہین کرتے تھے اسیواسطے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس بدرسم کو دور کر
نے کے واسطے اپنی بہن وبھائی وغیرہ کی لڑکیون کی شادی عمداً اسی مہینہ مین کیا کرتی تھین اور فرماتی تھین کہ میرا نکاح ماہ شوال ہی مین ہوا پھر
تم لوگ دیکھتے ہو کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کیسی عزت پائی یعنے سب بیبیون سے زیادہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین
عائشہ سے محبت تھی مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین مسلمانون مین سے بھی بہت سے مسلمان جو توحید ومعرفت مین کچے ہین اور ظاہر مین اپنے آپ کو
مسلمانون مین شامل کرتے ہین انکا بھی اسی قسم کا عقیدہ ہے بلکہ اکثر انمین سے اپنے واقعات بیان کیا کرتے ہین کہ ہم نے بدھ کو فلان کام کیا تھا اُسکا
انجام خراب ہوا ہر ایک اپنا اپنا واقعہ بیان کرتا ہے اور یہ درحقیقت اُنکے اسلام کا عیب ہے اسواسطے کہ مشرکون وکافرون پر یہ دن نحس ہے تو یہ
لوگ بھی اپنی بدعت وبداعتقادی سے اس نحس مین مشرکون کے ساتھ شریک ہین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوم چہارشنبہ یوم نحس مستمر ہے (ابن المنذر وابن مردویہ) اور یہی حضرت علی وانس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا اور اسمین یہ بھی ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ کیونکر نحس مستمر ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس دن فرعون واُسکی قوم کو ہلاک کیا اور
اسی دن عاد وثمود کو ہلاک کیا (ابن مردویہ) اور دوسری روایت مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صریح فرمایا کہ مشرکون کے واسطے چہارشنبہ
یوم نحس مستمر ہے (ابن المنذر) اس سے ثابت ہوا کہ مسلمانون کے واسطے یہ دن مبارک ہے شاید اسیواسطے جاہل مشرکون سے مخالفت کرنے کے لیئے اکثر
علماء علم پڑھنے کو چہارشنبہ سے شروع کرتے ہین اور اس سے یہ بھی سمجھا گیا کہ جو مسلمان اسکو اپنے اوپر نحس سمجھے وہ اس بارہ مین مشرکون کا ساتھی بنتا ہے
اور اگر اس دن کسی کام مین اُسکو نحوست ظاہر ہو تو وہ توبہ کرکے اپنا اعتقاد توحید تازہ کرے کیونکہ وہ کسی نفاق مین مبتلا تھا کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو یوم
چہارشنبہ اُسکے حق مین برکت ہوتا اور نحس نہوتا کیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت ہود علیہ السلام واُنکے ساتھی مومنون کے واسطے اس دن بعد گرمی وقحط
کے ہوائے خنک وخوشگوار حاصل ہوئی اور انکے دشمنون کو انکا دل خوش کرنے کے واسطے ہلاک کیا اور اہل ایمان کو اُس ملک مین فراغت حاصل ہوئی
اور انکے برخلاف مشرکون وکافرون کو یہ دن نحس ہوا بلکہ مستمر ہوگیا کیونکہ کافر قوم عاد پر جو عذاب آیا وہ اُنکی موت سے منقطع نہ ہوا بلکہ دنیا کا عذاب آخرت
کے عذاب سے مل گیا اور وہ دائمی ہے تو اُن پر یہ دن دائمی نحس ہوا الحاصل اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ ہمنے کفار قوم عاد پر ریح صرصر کا عذاب دائمی نحس کے
ایام مین بھیجا آب یہان خیال متوجہ ہوگا کہ قوم عاد بہت بڑے قوی الجثہ وقد آور وقوی لوگ تھے تو اس ہوائے صرصر نے اُن پر کیونکر عذاب کیا پس
اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تَنۡزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ مُّنۡقَعِرٍ۔ وہ ہوا لوگون کو اُکھاڑ پھینکتی گویا وہ کھوکھل درخت خرما کی پڑی ہین ف
قوم عاد اسقدر دراز قد تھے کہ جیسے تاڑ کا درخت ہوتا ہے لیکن وہ دل سے خالی تھے کیونکہ دل وہ ہے جو اپنے رب عزوجل کو پہچانے تو گویا وہ کھوکھل
تاڑ کا درخت تھے علاوہ اسکے جب آدمی کا سر جُدا کردیا جاوے تو گلے سے نیچے جوف نظر آویگا اسیطرح قوم عاد کی یہ کیفیت ہوئی کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت
سے اس ہوانے ان لوگون کو عورتون ومردون سمیت زمین سے اُکھاڑا یعنے زمین سے اٹھالیا اور پہاڑون سے اوندھا پٹک دیا مجاہدؒ نے کہا کہ یہ ہوا
جو ایک رقیق جسم ہے اللہ تعالےٰ کی قدرت سے ان مغرور سرکشون پر جو اپنی قوت پر مغرور تھے ایسی غالب ہوئی کہ اُنکو ذلیل کردیا اور اُنکو زمین سے
اُڑا کر اوندھا پہاڑون سے پٹکا کہ اُنکے سر جُدا ہوگئے پس گردن سے کھوکھل نظر آتے تھے اور بلند قد وقامت سے یہ تشبیہ صادق تھی کہ گویا تاڑ کا درخت
کٹا ہوا پڑا ہے اور وہ اندر سے کھوکھل ہے بعض نے کہا کہ منقعر وہ درخت جو جڑ سے کاٹ دیا گیا ہو تو یہ معنے ہوئے کہ قوم عاد کے بدن بغیر سر کے [illegible]

Marfat.com

مرے پڑے تھے جیسے تاڑ کے درخت جڑ سے کاٹ دیے گئے ہون جیسے دوسری آیت مین فرمایا کانہم اعجاز نخل خاویہ۔ گویا خرما کے کٹے ہوے درخت کی پیڑی ہین۔ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ۔ اب دیکھو کہ میرا عذاب وانذار کیونکر واقع ہوا ف اس سے عبرت دلائی کہ قوم عاد جسطرح ہلاک ہوئی وہ عرب کی معمولی آندھی نہ تھی کیونکہ آندھی کیسی ہی سخت ہو ڈیا یک ضعیف آدمی کو بھی اسطرح ہلاک نہین کر سکتی ہے حالانکہ قوم عاد بہت قوی الجثہ مثل تاڑ کے تھے علاوہ اسکے یہ صریح متواتر ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام دنیا سے زاہد ایک پیغمبر تھے اور اُنکے ساتھی بھی غریب لوگ تھے اُنکو کچھ ضرر نہین پہونچا پس یہ صریح ہے کہ قوم عاد نے جب ہود علیہ السلام سے انکار کیا اور اللہ تعالے سے کفر و شرک کیا تو اللہ تعالے نے اُنکو عذاب سے ہلاک کیا حالانکہ پہلے یہ کافر قوم اپنے پیغمبر سے مضحکہ کیا کرتے تھے کہ لاؤ وہ عذاب کہان ہے جس سے تم ہمکو ڈراتے ہو اور قوم نوح کو وہ قوت کہان حاصل تھی جو ہمکو حاصل ہے پس حضرت ہود علیہ السلام کا نذر یعنے عذاب سے ڈرانا کچھ نہین سمجھتے تھے لہذا اللہ تعالے نے اُنکے جھٹلانے کے عوض مین عذاب کیا اور غرور قوت کے مقابلہ مین ہولے ضعیف کو اُن پر مسلط کیا کہ وہ اونٹ مع آدمی کو اُٹھا کر پہاڑ سے پٹک دیتی تھی کہ اُسکا بھیجا اُڑ جاتا تھا پس اب تم نے جان لیا کہ یہ عذاب الٰہی اور نذر کیونکر واقع ہوا۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ۔ البتہ ہم نے قرآن کو ذکر کے لیئے آسان فرمایا پس ہے کوئی نصیحت لینے والا ف اور اگر اللہ تعالے چاہتا تو قرآن مجید کو ایسے غریب و عجیب کلام مین نازل فرماتا کہ اُسکا سمجھنا دشوار ہو جاتا لیکن اللہ تعالے نے اس اُمت پر دو طرح سے اس معاملہ مین رحمت فرمائی اول یہ کہ اپنے عذاب کا نمونہ ان لوگون کو اسطرح نہین دکھلایا کہ اس اُمت کی بعض قومون پر یہ عذاب کیا جاتا کیونکہ اس سے فقط یہی مفاد تھا کہ آنکھون سے دیکھکر یقین کرین لیکن علمی یقین اس سے زیادہ ہوتا ہے اور امر متواتر یقینی ہے تو عذاب متواتر سے اُنکو آگاہ کیا کہ جو اُنکی آنکھون دیکھنے سے بڑھکر علمی یقینی ہے۔ دوم یہ کہ قرآن مجید کو اس علم مین آسان فرمایا کہ متواتر خبر کا علم آسانی سے حاصل کرتے ہین جو ابتدائے ضرورت ہے پھر جب ایمان لاوین تو دوسرا درجہ عالی اُنکو ظاہر ہوتا ہے کہ وہ معارف صفات کا نور ہے پھر درجہ بدرجہ ترقی کرتا ہے اور اسکے ساتھ ہی اس آسان بلیغ کو درجۂ اعجاز پر نازل فرمایا تاکہ یہ معجزہ اس اُمت مین ہر طبقہ کو ہر وقت حاصل ہو بخلاف اگلی اُمتون کے کہ اُنکو اپنے پیغمبر کا معجزہ اپنے وقت مین حاصل نہین ہوتا تھا سوائے اُسکے جو اُنھون نے اپنے بزرگون سے متواتر سنا تھا علاوہ اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے واسطے ہزارون اخبار غیب تا قیامت بیان فرمائے جو اسوقت ظاہر ہوتے جاتے ہین واللہ الموفق پھر قوم عاد کے بعد اسی نسل سے قوم ثمود ہلاک عذاب ہوے

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا

جھوٹھلائے ثمود نے ڈر سناتے — پھر کہنے لگے کیا ایک آدمی ہم ہی مین کا اکیلا ہم اُسکے کہے پر چلین گے تو تو ہم غلطی مین پڑے اور سودا مین کیا اُتری اسی پر سمجھوتی ہم سب مین سے

بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝

کوئی نہین یہ جھوٹا ہے بڑائی مارتا — اب جان لین گے کل کو کون ہے جھوٹھا بڑائی مارتا — ہم بھیجتے ہین اونٹنی اُنکے جانچنے کو سو دیکھتا رہ انکو اور ٹھہرا رہ

وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝

سنادے انکو کہ پانی کا بانٹا ہے ان مین ہر باری پر پہونچنا ہے — پھر پکارے اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اور کاٹا — پھر کیسا ہوا میرا عذاب اور میرا ڈر کا

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝

ہم نے بھیجی اُنپر ایک چنگھاڑ پھر رہگئے جیسے روندی باڑ کانٹون کی — اور ہم نے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

ف عاد کے عدن سے بصرہ تک ثمود نے تسلط پایا اور اصل مرکز انکا مقام حجر تھا جو وادی القری کے قریب تھا اور یہان انھون نے طرح طرح کی

دستکاریون سے پہاڑون کو کاٹ کر گرمیون کی راحت کے لیئے مکانات بنائے تھے جیسے اس زمانہ مین اکثر قومون کو دیکھتے ہو کہ گرمیون مین پہاڑون
بسر کرتے ہین اور وہان کھیل تماشے مین مصروف رہتے ہین اور جاڑون مین نیچے وادی مین اُترتے ہین پھر جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے عقل ربانی عطا
ہے وہ دنیا کے اس منظر کو صحیح نظر سے اسی قدر دیکھتا ہے کہ آدمی پیدا ہوا اور چند روز تک اُسنے اس منظر کو دیکھا آخر آنکھ بند کی اور غائب ہوگیا اور غفلت
یہ ہے کہ اُسنے دنیا کو اپنا مسکن ٹھہرایا یہ غفلت کچھ ایسی غفلت نہین ہے کہ اسپر حجت و دلیل کی ضرورت ہو اسلیئے کہ وہ خود ابھی پیدا ہوا اور خوب جانتا ہے
کہ مین چند روز کے بعد یہان سے آنکھ بند کر کے سب مال و عیال چھوڑ کر غائب ہونے والا ہون اور کبھی اس دنیا کی صورت نہ دیکھونگا جو کچھ اُسنے دنیاوی
مال و متاع بکثرت جمع کیا تھا جو چاہے اس سے دو کوڑی کو مول لے لے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون پھر جب دنیاوی غفلت مستحکم ہو جاتی ہے تو کوئی
نصیحت کارگر نہین ہوتی ہے اور اسکے عبرتناک واقعات متواترہ خود مشہور ہین اور قطعی اللہ تعالےٰ نے ہمکو اُنسے بیدار فرمایا از آنجملہ قصۂ ثمود ہے کَذَّبَتْ
ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ۔ نذر اگر مصدر بمعنی انذار ہے تو آیت کے یہ معنے ہوے کہ ثمود نے ہمارے انذار کو جھٹلایا یعنے پیغمبر صالح علیہ السلام کے ذریعہ سے اس
قوم کو ہم نے جن چیزون سے انذار کیا تھا یعنے عذاب سے ڈرایا تھا کہ اگر شرک وغیرہ بداعمالیان کروگے تو اللہ تعالےٰ نے اُسکو آخرت مین عذاب رکھا ہے
حتی کہ اگر حد سے تجاوز ہو تو دنیا مین بھی عذاب آجائیگا اس قوم نے ہمارے اس انذار کو جھوٹھ جانا اور پیغمبر صالح علیہ السلام کو جھٹلایا یہ تقریر اس صورت
مین ہے کہ نذر مصدر بمعنے انذار ہو اور اگر نذر جمع نذیر بمعنے انذار کرنے والا ہو جو پیغمبر ہوتا ہے تو آیت کے یہ معنے ہوے کہ ثمود نے ہمارے نذیرون یعنے
پیغمبرون کو جھٹلایا اگر کہا جاوے کہ ثمود نے فقط پیغمبر صالح کو جھٹلایا تھا تو جواب یہ ہے کہ ایک پیغمبر کا جھٹلانا سب پیغمبرون کی تکذیب ہے اور اسکا
بھی حاصل وہی نکلا جو اوپر مذکور ہوا کہ ثمود نے ہمارے پیغمبرون کو جھٹلایا اسطرح کہ پیغمبر صالح علیہ السلام کو جھٹلایا۔ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا
نَّتَّبِعُهٗٓ۔ پس کہنے لگے کہ کیا ایک بشر کی جو ہم مین سے اکیلا ہے اُسکی ہم پیروی کرین ف اول تو وہ ایک بشر ہے گویا ان کافرون نے خیال کیا کہ وہ
اللہ تعالےٰ کا رسول نہین ہو سکتا کیونکہ ہمین مین سے ایک آدمی ہے دوم یہ کہ واحد ہے یعنے عوام الناس مین سے ایک شخص ہے نہ اُسکے پاس کثرت سے
مال و دولت ہے اور نہ ملک و سلطنت ہے چونکہ یہ کفار محض حواس تھے جنکے دل مین نفس کی راہ تاریک تھی اور روح کی جانب سے نور کچھ نہ تھا
تو فقط حواس کی سمجھ تھی لہذا کہنے لگے کہ یہ شخص ہم مین سے اکیلا ایک آدمی ہے کیا ہم اسکی پیروی کرین اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ۔ اگر ہم ایسا کرین تو
اس صورت مین ہم لوگ گمراہی مین پڑین اور سعر یعنے سختی و بدبختی مین پڑین ف یعنے تدبیر دنیا کے موافق جو راہ ٹھیک سمجھتے تھے اُسمین صالح علیہ السلام
کی اتباع مخل تھی اسواسطے کہ اگر دولتمند و صاحب حشم کی پیروی کرین تو اُس سے کچھ مال و منال ہی حاصل ہوگا اور کبھی نہ کبھی اُسکے اونٹون کا
دودھ یا بچہ ملجائیگا اور اُسکی جماعت کی قوت سے دشمن بھی حملہ نکر سکیگا گویا ان کافرون نے یہ خیال پہلے ہی خوب جما لیا کہ یہ شخص پیغمبر خدا نہین
ہو سکتا ہے کیونکہ اول تو خدا کو اگر رسول بھیجنا ہوتا تو وہ کوئی فرشتہ بھیجتا اور اگر فرشتہ بھی نہوتا تو کوئی بادشاہ ہوتا جسکو دنیا کے خزانے دولت و
سلطنت حاصل ہوتی تاکہ لوگ اُسکی اتباع کر کے سونے و چاندی سے مالا مال ہو جاتے اور بڑی ناز و نعمت سے زندگی بسر کرتے اور یہ شخص تو
ایک مفلس محتاج آدمی ہے یہ کیونکر رسول ہو سکتا ہے اور اگر ہم اسکی پیروی کرین تو سب لوگ ہمکو چھوڑ دینگے اور ہم سختی و بدبختی مین مبتلا ہو جائینگے
ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا۔ کیا ہمارے درمیان مین سے اسی شخص پر ذکر اُتارا گیا ف یعنے وحی و نبوت اسی مفلس محتاج پر اُتری اور ہماری
جماعت مین اس سے اچھے اچھے اہل دولت و ثروت موجود ہین اُنمین سے کسی پر نہ اُتری پھر یہ کس وجہ سے سب سے زیادہ مستحق ٹھہرا۔ بَلْ
هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ۔ بلکہ یہ شخص بڑا جھوٹھا بڑا مغرور ہے ف اشر صیغۂ صفت مشبہ بمعنے خوشی و تکبر مین اترانے والا۔ کافرون نے حضرت صالح علیہ السلام
کے دعوی نبوت کو یہ تصور کیا کہ اُنھون نے سب لوگون کے درمیان مین اپنے آپکو سب سے اچھا سمجھکر یہ دعوی کیا ہے کہ مین خدا کا رسول

Marfat.com

کیونکہ اُنکے نفس مین یہ تکبر سمایا کہ میرے برابر کوئی نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ مثل مشہور ہے کہ ہر شخص دوسرے کو اپنے نفس پر قیاس کرتا ہے (یہ مثل
ان کافرون پر بالکل صادق آئی کیونکہ یہ لوگ جانب نور سے بالکل محروم تھے اور محض نفس ہی نفس تھے تو انھون نے اپنی نفسانیت کے موافق
صالح علیہ السلام کو قرار دیا اور اُنکو کذاب اشر بنایا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی جانب سے ان کافرون کے مُنھ پر غضب کا طمانچہ
مار دیا اور فرمایا سَیَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْکَذَّابُ الْاَشِرُ۔ یہ لوگ کل کے روز جان جائینگے کہ کذاب اشر کون شخص ہے ف یعنے انکو خوب معلوم ہو جائیگا
کہ خود ہی کذاب اشر تھے اگر پوچھا جاوے کہ کل کے روز سے کیا مراد ہے جواب یہ کہ سب کے واسطے قیامت کا دن گویا کل کا روز ہے اور قوم ثمود کے
واسطے خاص کر دنیا ہی مین وہ دن تھا جسدن اُن پر عذاب آیا بلکہ جسدن ان کمبختون نے یہ کلمہ کہا تھا وہی اُنکے واسطے عذاب کا دن ہو جاتا
ولیکن اللہ عزوجل نے اپنے علم و حکمت سے امور کو مقدر فرمایا ہے کیونکہ ان کافرون کے جرگے مین بعضے نیکبخت لوگ بھی انکے فریب مین دبے ہوئے تھے
جنکو اللہ تعالےٰ نے جدا کرنا چاہا اور جس ذریعہ سے ان بندون کو جدا کیا وہی ذریعہ ان کافرون کے واسطے عذاب ہو گیا اور وہ ایک ناقہ کا معجزہ
تھا چنانچہ فرمایا۔ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَۃِ فِتْنَۃً لَّھُمْ۔ ہم ناقہ اُنکے واسطے فتنہ بھیجنے والے ہین ف یعنے صالح علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ان
بدبختون کے واسطے ہم ناقہ بھیجنے والے ہین جس سے ہم انکو امتحان کرینگے اور اسی امتحان مین یہ ظاہر ہو جائیگا کہ کذاب اشر کون ہے۔ فَارْتَقِبْھُمْ
وَاصْطَبِرْ۔ پس تو ان لوگون کا انتظار کر اور صبر اختیار کیئے رہ ف یعنے تو اس امتحان کا تماشہ دیکھتا رہ کہ کیونکر ہم اس ناقہ سے انکو امتحان کرتے
ہین اور کیا واقعات پیش آتے ہین ولیکن اس درمیان مین تجکو انکی طرف سے ایذائین پہونچینگی پس تو صبر اختیار کیئے رہنا کیونکہ ہم اپنے بندون کو بعد
صبر کے غالب کرتے ہین اہل عبرت کو چاہیئے کہ غور نظر سے اس عبرتناک واقعہ کو دیکھین کہ ان کافرون نے خود ہی اس ناقہ کو مانگا حالانکہ وہ
انکے حق مین عذاب تھی بلکہ اسکے مانگنے مین بہت اصرار کیا اسیواسطے علماے امت نے ہمکو نصیحت فرمائی ہے کہ دنیا کے مال و دولت وغیرہ کسی چیز
کے مانگنے پر اصرار نکرین بلکہ اللہ تعالےٰ سے دنیا و آخرت کی بہتری چاہین کیونکہ ہم ہرگز نہین جان سکتے کہ کسی چیز کا کیا انجام ہے مثلاً آدمی خیال
کرتا ہے کہ اگر میرے پاس دولت و ثروت بہت ہو جاوے تو مین خیرات کے ذریعہ سے بہت منفعت حاصل کرون حالانکہ اُسکو یہ نہین معلوم کہ شاید وہ
مالدار ہو کر فسق و فجور مین دولت صرف کرے۔ الغرض قوم ثمود ایک مرتبہ اپنی عیدگاہ مین شہر سے نکلکر پہاڑ کے دامن سبزہ زار مین جمع ہوئے تھے اور
دور دور سے دیہات و قصبات کے لوگ بھی آئے تھے یہ لوگ اپنے کھیل و تماشہ مین مصروف تھے اور صالح علیہ السلام بھی اللہ تعالےٰ کا پیغام رسالت
پہونچانے کے واسطے اس جماعت کثیر مین تشریف لائے جب اُن لوگون کو اُنکے آغاز و انجام سے آگاہ کیا کہ تم لوگ اس دنیا مین اس لہو و لعب کے
ساتھ بسر کرتے ہو اور اس فسق و فجور کو اچھا سمجھتے ہو حالانکہ تمھارے سامنے عذاب آخرت ہے اور اس فانی زندگی کے بعد دائمی زندگی ہے جو وہان
عذاب سے بچا وہ دائمی جنت مین ہے اور جو وہان عذاب مین مبتلا ہوا وہ دائمی خوار ہے بجاے اس سبزہ زار خوشگوار کے وہان عذاب النار ہے
ان لوگون نے انکے گرد ہجوم کیا بعضے جھٹلاتے اور بعضے مضحکہ کرتے اور بعضے دیوانہ بناتے تھے آخر صالح علیہ السلام کی خالص نصیحت کو بعض
لوگون نے غور سے سنا اور انمین اکثر سردار تھے اُنھون نے آپسمین مشورہ کیا اور قوم کو شور و غل سے روکا اور یہ کہا کہ یہان دو باتین ہین ایک یہ کہ
اگر یہ شخص جھوٹا ہے تو یہ بات خلاف عقل ہے کہ اپنے جھوٹ سے وہ ہمسے کسیطرح کا نفع نہین چاہتا اور نہ اسکو بادشاہی کی خواہش ہے اسواسطے
کہ دنیا کو ملعون و ناچیز کہتا ہے بلکہ ہمکو اس دنیا کی محبت سے چھڑاتا ہے پھر یہ بات تو ٹھیک نہین معلوم ہوتی دوسری بات یہ ہے کہ یہ شخص
سچا ہے پس اگر یہ سچا ہے تو لامحالہ ہمپر عذاب پیش آنے والا ہے ہمکو اسکی فکر کرنا چاہیئے اور اسکے سچا ماننے مین بھی ہمارا دنیادی کوئی ضرر نہین ہے کیونکہ
یہ دولت و ثروت جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اسکے سچا ماننے سے زائل نہین ہوتی ہے اور جسطرح ہم اب سردار بنے ہوئے ہین اسیطرح اسکو سچا

مانے پر بھی سردار بنے رہینگے بلکہ وہ ہمسے وعدہ کرتا ہے کہ اگر ہم سچا مانین تو ہمکو دنیا مین بھی زیادہ بہتری حاصل ہو بلکہ جب لوگ اسکے
متفق ہون پس اسکو سچا ماننے مین کسیطرحکا نقصان نہین ہے بلکہ سراسر فائدہ ہے کہ دنیا مین بھی بہتری حاصل ہوگی اور آخرت مین بھی
ہوت جائینگے بعض سرکشون نے کہا کہ یہ بات ہمارے قیاس مین نہین آتی ہے کہ اللہ تعالے نے اسکو اپنا ایلچی بنایا ہے آخر ان لوگون مین یہ بات
قرار پائی کہ اسکو امتحان کیا جاوے کیونکہ اگر یہ اللہ تعالے کا ایلچی ہے تو اللہ تعالے اسکی تصدیق کے واسطے کوئی ایسی بات ظاہر فرماویگا جو ہمارے
قیاس سے باہر ہے اسپر سرکشون نے اصرار کیا اور یہ بات ٹھہری کہ جب یہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالے مین سب قدرت ہے اور وہی سب چیز کا پیدا کرنیوالا
ہے اور یہ ظاہری اسباب فقط حکمت کے موافق ہین ورنہ اللہ تعالے جسطرح چاہے پیدا کرے اب آؤ ہم تم اس سے یہ بات مانگین کہ یہ پہاڑ جو ہمارے سامنے
موجود ہے اسمین سے ابھی ایک اونٹنی حاملہ پیدا ہو جو ہمارے اونٹون سے بہت عمدہ ہو جسکا مثل ہم نے نہین دیکھا سب نے یہ مشورہ کر کے حضرت
صالح علیہ السلام سے یہ سب حال بیان کیا اور یہ معجزہ طلب کیا حضرت صالح علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا کہ تمنے مجھے سچا ماننے کے واسطے جو دلیلین
باہم مشورہ کین انھین دلیلون پر قائم رہو اور اس سے زیادہ یہ معجزہ طلب کرنیکی تمکو کوئی ضرورت نہین ہے کیونکہ مین تمہارا خالص خیرخواہ ہون مین تمکو
سمجھاتا ہون کہ جس قوم نے ہٹ کر کے پیغمبر سے کوئی معجزہ مانگا پھر وہ معجزہ دیکھکر ایمان نہ لائے تو اللہ تعالے ضرور اُنکو عذاب مین مبتلا کرتا ہے اور
دنیا کی زندگی بھی مہلت سے نہین گذرتی اگرچہ تمہاری دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ مین گویا چند لمحہ ہے تو بھی ایسا نہو کہ تم اس معجزہ پر ایمان نہ لاؤ
تو پھر تم عذاب مین پکڑے جاؤگے اور یہ چند لمحہ بھی مہلت نہ پاؤگے اُن لوگون نے اصرار کیا کہ اگر ایسا ظاہر ہو تو ہم ضرور ایمان لائینگے حضرت صالح
علیہ السلام نے ہرچند سمجھایا مگر بدبخت لوگون نے اصرار کیا گویا اپنے واسطے عذاب مانگنے پر یہ ہٹ تھی اور یہ اللہ تعالے کی عجیب قدرت ہے کہ جو
شخص جس لائق ہے وہ ویسے ہی سامان کے واسطے کوشش کرتا ہے الغرض جب ان لوگون نے سخت اصرار کیا تو صالح علیہ السلام نے وضو کر کے
دو رکعت نماز پڑھی پھر ان لوگون سے سمجھایا کہ اب بھی اپنے اصرار سے باز رہو لیکن انھون نے پورا عہد کیا کہ اگر تم سچے ہو اور یہ بات ظاہر ہوئی تو ہم ضرور
ایمان لاوینگے آخر حضرت صالح علیہ السلام روئے اور انکے اصرار کے موافق معجزہ کی درخواست کی پس جب صالح علیہ السلام دعا سے فارغ ہوے
تو پہاڑ کی جانب متوجہ ہوے اور اُس میدان کے لوگ سب اُس طرف دیکھ رہے تھے کہ یکایک پہاڑ کو لرزہ شروع ہوا اور شق ہوکر اُس مین سے ایک
اونٹنی ڈیڑھ سو گز کی لمبی پیدا ہوئی اور وہ حاملہ تھی اور پھر اُسیوقت اُسکے بچہ پیدا ہوا اور وہ بھی اُسیوقت بڑا ہوکر اپنی ماں کے برابر ہو گیا اس معجزہ کو دیکھکر
چار ہزار آدمی فوراً مسلمان ہو گئے ولیکن وہ بدبخت لوگ جنکو اس بارہ مین زیادہ اصرار تھا خاموش ہوے اور سوچنے لگے حضرت صالح علیہ السلام نے
ہرچند سمجھایا اور اُنکو اُنکا عہد و پیمان یاد دلایا مگر وہ لوگ چپ ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم بھی غور کر کے مسلمان ہونگے حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ
مین نے تمکو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ اگر اسکے بعد ایمان نہ لاؤگے تو عذاب مین مبتلا ہوگے اب تم لوگون کو خوف کرنا چاہئے کیونکہ اس تاخیر مین مطمئن نہین
ہون کہ تمپر عذاب آوے جب وہ لوگ شہر مین پہونچے تو وہان عوام الناس شقی جہال بلکہ عورتین احمق اُنپر غالب ہوئین اور اپنے عہد سے پھر گئے اور
وہ دن رات گذر گیا اور کچھ عذاب نہ آیا تو زیادہ دلیر ہو گئے کہ یہ فقط دھمکی ہے اور یہان اللہ تعالے نے حضرت صالحؑ کو وحی فرمائی۔ وَنَبِّئْهُمْ
أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ۔ اور ان لوگون کو آگاہ کر دے کہ پانی ان لوگون کے درمیان بٹا ہوا ہے ہر حصہ پر مستحق حاضر
کیا گیا ہے ف یہ محاورہ ایسے موقع پر بولا جاتا ہے جہان کسی امر عظیم سے آگاہ کرنا منظور ہوتا ہے اور قوم ثمود کی بستی مین پانی کی بہت قلت تھی ایک
بڑے تالاب مین پہاڑ سے ٹپک ٹپک کر پانی جمع ہو جاتا تھا جسکو اُنکے چارپائے پیتے تھے اور بعضے غریب لوگ بھی اُسمین سے اپنے گھڑے بھر لیجاتے تھے
اور معمولی پینے کے واسطے ایک کنوان تھا لیکن جب چار ہزار آدمی مسلمان ہو گئے تو باقی سرکشون نے اُنسے میل جول ترک کیا حتی کہ کنوین کا

دینے مین بھی انکو تنگ کرنا شروع کیا لیکن اللہ تعالےٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی برکت سے اُنپر رحمت فرمائی کہ اُنھون نے کافرون کی بستی سے جُدا ہوکر کچھ دور شمال کی جانب ہجرت کی جو کافرون کی بستی سے چند میل دور تھا اور اللہ تعالےٰ نے اس ہجرت کو قبول فرمایا وہان مسلمانون نے کنُوان کھودا تو اُس سے پانی شیرین نکلا اور وہ مع صالح علیہ السلام کے وہین رہنے لگے لیکن چارپاؤن کے پینے کے واسطے وہی ایک تالاب مشترک تھا جسمین سے کافرون کے چارپائے اور مسلمانون کے چارپائے دونون پیتے تھے اور وہ ناقۂ الٰہی بھی اسی تالاب سے پیتی تھی اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اونٹنی ایک روز پانی پیتی اور دوسرے روز انکے جانورون کے لیے چھوڑ دیتی تھی لیکن جس روز وہ پانی پیتی اُس دن سب پانی پی جاتی تھی اسلیئے کافرون کو بہت ناگوار ہوا مگر اس وجہ سے شرمائے کہ انھین کے اصرار سے وہ اونٹنی پیدا ہوئی تھی آخر انھون نے صالح علیہ السلام سے شکایت کی کہ اس مین ہمارے جانورون کو تکلیف ہوتی ہے جیسے تم نے یہ اونٹنی نکالی ہے اسیطرح اسکے پانی پینے کے لیئے تالاب نکالو حضرت صالح علیہ السلام نے انکو آگاہ کیا کہ۔ لاتمسوہا بسوء الآیۃ۔ یعنے اس ناقہ کو کسیطرح کی برائی نہ پہونچانا ورنہ عذاب عظیم مین گرفتار ہوجاؤگے۔ ناقۃ اللہ وسقیھا۔ یعنے ناقۂ الٰہی کو اسکا پانی پینے دو۔ ھ۔ یہ سنکر قوم فاجر کو خوف آیا کہ شاید بلا آوے پس چُپ ہورہے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے بندہ صالح علیہ السلام کو وحی فرمائی ونبئھم ان الماء الخ۔ یعنے یہ قطعی حکم انکو پہونچادے کہ یہ پانی انمین مقسوم ہے ہر شرب محتضر ہے یعنے ہر پانی کے حصّہ پر اسکا مستحق حاضر ہوگا۔ ھ۔ پس ایک روز ناقۃ اللہ پی جاویگی اور دوسرے روز انکے جانور حاضر ہون ہر ایک شرب کو اپنے حق دار کا موقع حاضری ہے جسمین دوسرے کی تعدی نہوگی یہ بات بھی ایک عمدہ معجزہ تھی کہ ناقۂ الٰہی فقط اپنے حصہ پر حاضر ہوتی تھی اور اس سے تجاوز نہین کرتی تھی باوجودیکہ وہ ایک جانور تھی لیکن قوم بدکار کو جب خود ناقہ کے صریح معجزہ سے ہوش نہوا تو بھلا اس معجزہ پر کیا ہوش ہوتا اور واضح ہو کہ اسی مقام سے کافرون پر محاسبہ شروع ہوا باوجودیکہ اسمین بھی رحمت مضمر تھی چنانچہ ثمود کو ایک روز تالاب سے پانی ملتا تھا اور دوسرے روز بجائے پانی کے ناقہ کا دودھ بشمار گھڑون و برتنون مین دوہکر بھر لیے جاتے تھے اور یہ پانی سے بھی بہتر تھا لیکن کافرون مین کفران نعمت لازم ہوتا ہے چنانچہ انھون نے بدعہدی و بےحیائی وکفر وغیرہ کے باوجود یہ سب عافیت و راحت پائی پھر بھی یہ شکوہ شروع کیا کہ یہ ناقۃ اللہ اسقدر قوی ہیکل و دراز قد ہے کہ اسکے خوف سے ہمارے جانور جنگلون مین چرنے نہین پاتے ہین اور سب آوارہ پھرتے ہین اور حضرت صالح علیہ السلام نے اول ہی انکو یہ حکم عظیم پہونچادیا تھا کہ خبردار تم لوگ اگر اس معجزہ پر ایمان دلانے سے عذاب سے بچے ہو تو آیندہ ہوشیار رہو کیونکہ اسوقت تم مین سے چار ہزار مسلمان ہوگئے اور ان نیکبختون کے صدقے مین تمپر سے بھی بالفعل عذاب ٹل گیا ہے اب آیندہ تمھاری زندگی اسی صورت مین ہے کہ اس ناقہ کو کسی قسم کی بُرائی نہ پہونچاؤ اور اسکے پانی مین کچھ خلل اندازی نہ کرو اور یہ درحقیقت ایک امتحان الٰہی تھا اور امتحان مین پورا اُترنا غیر ممکن ہے الا ماشاء اللہ کیا نہین دیکھتے ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو تمام جنت مین صرف ایک درخت سے منع فرمایا گیا تھا آخر اسی کی جانب رغبت ہوئی اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ اگر انسان خفیف حقیر چیز سے منع کیا جائے تو آخر اسی سے فتنہ مین پڑیگا۔ یہ حدیث کا حاصل ہے پس قوم ثمود ایک مدت تک خاموش رہی آخر اُنکی بدکاریون نے اُن پر ہجوم کیا اور اُنکے نفوس اپنے عذاب مقدر کے خواستگار ہوئے چنانچہ آپسمین کہنے لگے کہ عذاب وغیرہ فقط دھمکی ہے اور ہم اس اونٹنی سے بہت تنگ ہین اسکو کسی طرح قتل کرنا چاہیئے ولیکن ہر شخص اُس کے قتل سے جھجکتا تھا پھر ان لوگون نے اپنی جماعت مین اعلان کیا کہ کوئی بہادر ہے جو اس اونٹنی کو قتل کرے خصوصاً ایک رئیس کی بیوہ عورت زیادہ مصر ہوئی حتی کہ اُسنے یہ اعلان دیا کہ جو کوئی قتل کرے اُسکو اپنی لڑکی دیگی پس اس قوم مین جو سب سے زیادہ بدبخت و شقی تھا جسکا نام قدار بن سالف بیان کیا گیا ہے اپنے چند ساتھیون کو لیکر آمادہ ہوا۔ فَنَادَوْا صَاحِبَھُمْ فَتَعَاطٰی فَعَقَرَ۔ پس اس قوم نے اپنے ساتھی کو للکارا تو اُسنے دلدادی کرکے کونچین کاٹین ف تعاطی کے معنے یہ کہ کسی چیز کو تکلیف کے ساتھ حاصل کرے حاصل یہ کہ ناقہ جس تالاب پر پانی پینے آتی تھی اُس

تالاب تک دو نالے گئے تھے ور ناقہ چونکہ بہت دراز قد تھی تو ایک نالہ سے جاکر پانی پیتی پھر اسی نالہ سے لوٹنا ممکن نہ تھا [illegible] گھومکر آتی تھی اور اس نالہ مین اتنی گنجایش نہ تھی کہ وہ اپنا منھ پھیرے پس قدار بدبخت نے یہ ترکیب نکالی کہ جب ناقہ دوسرے نالے [illegible] پیچھے سے گھات لگا کر اُسنے اُسکے پچھلے پیرون پر تلوار ماری اور اُسکے ساتھیون نے تیرون کی بوچھار کی پھر قوم کے لوگ اس خوشی مین مجتمع ہوئے اور اُسکو ذبح کیا گویا وہ بہت خوش تھے کہ اُنپر کوئی صدمہ نہین آیا اور روایت ہے کہ اُسکا بچہ بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا اور اُسنے تین مرتبہ آواز دی [illegible] پھر اُسکا پتہ معلوم نہ ہوا جب صالح علیہ السلام کو یہ خبر پہونچی تو خود وہان تشریف لائے جہان ان لوگون نے ناقۂ آلہی کو ہلاک کیا تھا روایت ہے کہ اُسکو دیکھکر بہت روئے پھر قوم کی جانب خطاب فرمایا کہ مین نے تمھاری ہر طرح خیر خواہی کی اب تمکو فقط تین روز مہلت ہے اول روز تمھارے چہرے سرخ اور دوسرے روز زرد اور تیسرے روز سیاہ ہو جائینگے اور چوتھے روز تم پر عذاب آویگا اُن لوگون نے اپنی خوشی مین حضرت صالح کی خدمت مین بدزبانی کی اور اسکا گوشت آپسمین تقسیم کر لیا۔ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ پھر کیونکر میرا عذاب و انذار کرنا واقع ہوا ف یہ اس اُمت کے لوگون کو عبرت دلائی کیونکہ عرب اس قوم کے حالات سے واقف تھے اگرچہ اُنکو یہ مشتبہ ہوگیا تھا کہ کس وجہ سے عذاب آیا پس اللہ تعالے نے عبرت دلائی کہ دیکھو اُنکے کفر و انکار پر میرا عذاب کیسا سخت آیا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ہم نے اُنپر ایک آواز سخت بھیجی تو ایسے ہوگئے جیسے حظیرہ بنانے والے کی سوکھی لکڑیان ف تین دن انکے چہرون کی رنگتین بدلتی رہین تیسرے روز جب چہرے سیاہ ہوے تو اُنکو یقین ہوگیا کہ بیشک صالح علیہ السلام نے سچ فرمایا ہے اور وہ لوگ عذاب سے بچنے والے نہین ہین تب انھون نے حضرت صالح علیہ السلام سے لحاح و زاری کی آپ نے فرمایا کہ ناقہ کا بچہ تلاش کرو شاید اُس سے تمھاری نجات ہو وہ ہرچند تلاش کیا گیا کہین نہ ملا جب یہ لوگ مایوس ہوے تو رات کو کفنیان پہنکر اور مردہ کی طرح کافور وغیرہ لگا کر روتے وچلاتے رہے اور صبح صادق کے انتظار مین تھے کیونکہ اُنسے کہا گیا تھا کہ چوتھے روز صبح کو تم پر عذاب آویگا آخر صبح ہوگئی اور عذاب نہین آیا تب آپسمین کسیقدر مطمئن ہوے اور جسقدر روشنی زیادہ ہوتی جاتی تھی اُسیقدر اُنکی خوشی و اطمینان بڑھتا جاتا تھا اور اُنکو اپنے چہرے بھی صاف معلوم ہوتے تھے آخر اُنمین سے بہتیرے جاہلون نے اطمینان کر لیا کہ یہ فقط دھمکی تھی کیونکہ اس اونٹنی کے گوشت کا یہی اثر تھا کہ تین دن تک ہم اس حالت مین مبتلا رہین اور اب ہم پر کوئی خوف نہین ہے کہ ناگاہ زمین کو سخت زلزلہ آیا کہ جو بیٹھا تھا یا کھڑا تھا سب گھٹنون کے بل ہوگئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک سخت آواز دی کہ اُنکے کلیجے پھٹ گئے اور ایسے ہوگئے جیسے حظیرہ بنانے والے کی سوکھی ٹوٹی لکڑیان ہوتی ہین مفسرین نے فرمایا کہ جنگل کے لوگ اپنی بکریون وغیرہ کے واسطے گھاس و لکڑیون وغیرہ کا احاطہ بناتے ہین اور اللہ تعالے نے اُسکی سوکھی لکڑیون سے تشبیہ فرمائی یا تو اسوجہ سے کہ وہ لوگ آپسمین لپٹ کر مرگئے تھے یا اسوجہ سے کہ مردون کی طرح خشک ہوگئے تھے مترجم کہتا ہے کہ خطیرہ کی گھاس اپنی سبزی و تر و تازگی سے نیست و نابود ہو جاتی ہے تو یہ محاورہ ایسے موقع پر ہے کہ کسی چیز کی نیست و نابود ہونے کی تشبیہ دیجاوے جیسے اللہ تعالے نے دنیاوی زندگی کی نسبت برساتی گھاس سے تشبیہ دی کہ ابتدا مین ہری بھری ہوتی ہے پھر جب امر آلہی آیا تو وہ سوکھی گھاس کی طرح ہوا مین اڑ گئی لقولہ تعالے فاصبح ہشیما تذروہ الریاح یعنے وہ ہشیم ہو گئی جسکو ہوا مین اڑاتی پھرتی تھین اسیطرح یہان کفار ثمود کی تشبیہ فرمائی کہ ہشیم محتظر کے مانند نیست ہوگئے سفیان ثوری نے کہا کہ ہشیم محتظر وہ ریزہ و تنکے ہین جو محتظر کے حظیرہ سے لکڑی مارنے سے جھڑتے ہین مترجم کہتا ہے کہ شاید ہشیم محتظر کی تشبیہ کے واسطے ایک عمدہ وجہ یہ بھی ہے کہ یہ قوم اپنے مکانون مین مرے پڑے تھے جنکو دفن کرنے والا بھی کوئی نہ تھا تو وہین خشک ہو کر ریزے ریزے ہوگئے جیسے ہشیم محتظر ہوتی ہے اور یہ تشبیہ میرے نزدیک بہت عمدہ ہے واللہ تعالے اعلم اور اصل مقصود اس سے عبرت ہے۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اور بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت کے واسطے آسان کیا

Marfat.com

... کی نصیحت یعنے واہ ہے ف ہر قصہ مین مختلف نفوس کے واسطے طرح طرح کی نصیحتین ہین ف۲ شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین لکھا کہ قوم ثمود اپنے نفوس کی جانب زیادہ مائل تھے چنانچہ عورتون ہی کی خواہش مین جو سب سے زیادہ بدبخت تھا اُسنے ناقہ کو ہلاک کیا لہذا اُن کے نفوس کی مشابہت مین انکو ناقہ سے امتحان فرمایا کیونکہ نفس انسانی بھی روح کے واسطے ناقہ سے ہے لہذا فرمایا انا مرسلوا الناقۃ الآیۃ پس ظاہر مین ناقہ آکی اُنکے واسطے امتحان تھا جیسے اُنکے نفوس خود اُنکے واسطے فتنہ تھے چنانچہ جو شخص سعید ازلی تھا اُسنے اپنے ناقہ نفس کو مذلل کیا یعنے اعمال خیر کے واسطے اُسکو آراستہ سواری بنایا تاکہ صراط سے پار ہو اور جو جاہل بدبخت تھا وہ اسکے برعکس اپنے نفس کی سواری ہوگیا اور نفس اُسپر غالب آیا۔ فافہم۔ اس امتحان مین ان لوگون کا انتظار کر یعنے گروہ اول اہل سعادت اس سواری پر نجات پاوینگے اور گروہ شقاوت پر اُنکا نفس سوار ہوکر شیطان کے ساتھ جاویگا یعنے جہنم مین پہنچادیگا لیکن صالح علیہ السلام کو نیک راہ کی ہدایت کرنا لازم تھی لہذا فرمایا۔ واصطبر یعنے اُنکی نصیحت کی تکلیف اُٹھانے مین صبر اختیار کر اور اپنے نفس کو سواری بنانے مین بھی تکلیف ہوتی ہے اگرچہ انبیاء علیہم السلام کے نفوس ازلی آراستہ ہوتے ہین تو یہ اُمتیون کے واسطے نصیحت ہے۔ قولہ ونبئہم ان الماء قسمۃ بینہم۔ اور اُنکو آگاہ کردے کہ پانی اُنکے درمیان مقسوم ہے۔ کل شرب محتضر۔ ہر حصہ پر اُسکے لوگ حاضر ہونگے پس اہل سعادت کے واسطے علم روح بفیضان عقل ہے یعنے معارف توحید ہین اور گروہ شقاوت کے لیئے علم نفس یعنے محسوسات چیزون کی ترکیبات ہین مترجم کہتا ہے کہ اس مقام سے ہم اپنے زمانہ کے کاریگرون کا اندازہ بخوبی کرسکتے ہین کیونکہ ہمارے زمانہ کے اہل شرک بالکل نفس ہی نفس ہین جو محسوسات کے سوائے کسی چیز کے قائل نہین ہین اور یہ لوگ اگر اسی حالت پر رہین تو محض جہنمی ہین اگرچہ وہ لوگ اپنے فریب نفس سے مدعی ہون کہ بڑے روحانی لوگ ہین اور جس شخص کو اللہ تعالے نے کچھ بھی نور عقل عطا کیا ہے وہ بالکل بدیہی دیکھتا ہے کہ یہ عوام الناس محض نفس کے بندے ہین لیکن یہ وقت بڑے سخت فتنہ کا وقت ہے چنانچہ حدیث شریف مین ہمکو آگاہی دی گئی ہے کہ قریب قیامت کے ایسے فتنہ ہونگے کہ اہل ایمان و علمائے معرفت ا ئمین حیران رہجاوینگے یہ وہی وقت ہے اسواسطے کہ اسوقت اہل نفس کو وہ فنون وکاریگری کے لطیفہ دیے گئے ہین کہ اہل عقل توحید و معرفت ان فتنون مین مغلوب ہوگئے ہین اور ہم اللہ تعالے ہی سے پناہ مانگتے ہین اور قرآن مجید مین اللہ تعالے نے اس امت اسلامیہ کو پہلے سے تنبیہ فرمائی تھی کہ اہل عقل و علمائے آخرت و صلحائے اُمت مانند سلیمان علیہ السلام کے ہمیشہ دینی کوشش مین رہتے اور جن و متمرد شیاطین جنکو تابع کرتے اُنسے طرح طرح کے فنون نفس نکالتے جن سے قوت و مکنت بڑھتی رہتی جیسے سلیمان علیہ السلام نے جنون و متمردون سے تقویت سلطنت کے لیئے وہ کام لیئے جو علمائے بنی اسرائیل سے نہین لیئے بلکہ بلقیس کا تخت خود نہین اُٹھایا کیونکہ دونون اہل نفس کے واسطے خاص ہین کل شرب محتضر ہر شرب کے واسطے اسکے لوگ خاص ہین لیکن افسوس یہ ہے کہ سلاطین اسلام دنیاوی طلب و جہالت مین پڑگیئے اور ان معارف سے انکی غفلت نے مصیبت ڈھائی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بالجملہ اہل معرفت اپنے علوم حقیقیہ و معارف آخرت پر حاضر ہوتے ہین جو عقل کی راہ ہین اور اہل شقاوت ان محسوسات مین بذریعہ خیالات ریاضی کے اور بذریعہ مصوری و صناعی کے اور بذریعہ ترکیبات کیمسٹری کے عجیب عجیب کلین و ترکیبین حاصل کرتے ہین اگرچہ ان کا انجام صرف اسی دنیا تک ہے اور وہ لوگ خود بھی آخرت کو وہم و خیال سے زیادہ نہین سمجھتے ہین پس دونون فریق مین بدرجہ غایت فرق ہے بلکہ دونون برعکس ہین اور اللہ تعالے ہم کو راہ مستقیم پر ثابت و قائم رکھے اور ہم کو قوت و نصرت دے آمین۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَّجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝ نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا

جھٹلائے۔ لوط کی قوم نے ڈر سناتے　ہمنے بھیجی　اُنپر باد پتھراؤ کی　سوائے لوط کے گھر کے اُنکو بچادیا ہمنے پچھلی رات سے　فضل سے　اپنی طرف کے

Marfat.com

كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ

ہم یون بدلا دیتے ہین اُسکو جو حق مانے اور وہ ڈرا چکا اُنکو ہماری پکڑ سے پھر لگے مکرانے ڈر کا اور اس سے لینے لگے اُسکے مہمان

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ

پھر ہمنے مٹا دین اُنکی آنکھین اب چکھو میرا عذاب اور میرا ڈر کا اور پڑا اُنپر صبح کو سویرے عذاب جو ٹھہر رہا تھا اب چکھو میرا عذاب اور

نُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ ع ١٨

میرا ڈر کا اور ہمنے آسان کیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کے ملک بابل سے ہجرت کا قصد فرمایا تو اعلان کے ساتھ اللہ تعالے کا حکم پہونچایا کہ کون میرے ساتھ ہجرت کرتا ہے پس انکی زوجہ بی بی سارہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ دیا اور لوط علیہ السلام انکے بھتیجے نے قبول کیا کہ مین حضور کے تابع ہوکر اللہ تعالے کی طرف ہجرت کرتا ہون آخر یہ جماعت صالحین بعد پھرنے کے مقام فلسطین مین اُترے اور وہان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برکت سے لوط علیہ السلام کے واسطے خلعت نبوت پہونچی کہ حضرت ابراہیم کے تابع پیغمبری ملی اور شہر سدوم کو بھیجے گئے یہ پانچ قریہ باہم قریب قریب تھے جہان اب بحیرۂ لوط واقع ہے اور سرسبز و شاداب تھے حتی کہ درختون کی کثرت سے جنگل بہت گنجان ہوگئے تھے اور طرح طرح کی پیداوار سے ملک شاداب و زرخیز تھا اور لوگ بہت آسودہ تھے اس بیان سے ظاہر ہوگیا کہ بعضے جاہل جو یہ گمان کرتے ہین کہ اُسکے خطہ کے نیچے گندہک و کوئلہ کی کان تھی جو آخر مین ایک دوسرے سے رگڑ کھاکر اڑی اور قوم تباہ ہوگئی" یہ ان لوگون کی محض جہالت ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو اُس خطہ مین سرسبزی و شادابی بہت کم ہوتی کیا نہین دیکھتے ہو کہ جس ریگستان کے نیچے فقط مٹی کا تیل ہوتا ہے وہان سرسبزی و شادابی نہین ہوتی تو بھلا گندہک و کوئلہ کی کان مین جسکی یہ قوت تھی کہ اُسنے تمام قوم لوط کو اُڑا دیا کیونکر ایسی سرسبزی ہوسکتی تھی علاوہ اسکے آیندہ قصہ سے یہ بات معلوم ہوگی کہ لوط علیہ السلام کو نجات ہوئی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ۔ قوم لوطؑ نے نذر کو جھٹلایا ف نذر ایسی چیزین جنسے لوط علیہ السلام نے اُنکو ڈرایا تھا۔ یعنے اگر کفر و بدکاریان کرین تو اللہ تعالے کے عذاب سے ڈرین لیکن اس قوم نے اُنکو جھوٹا سمجھا اور برابر جھٹلانے پر جمے رہے اور اپنے شرک سے باز نہ آئے بلکہ شرک کے ساتھ بہت سی قبیح بدکاریان کرتے تھے جن مین سے ایک یہ ہے کہ عورتون کو چھوڑ کر لڑکون و مردون سے اغلام کرتے تھے اور یہ فعل انھین کی ایجاد تھی انسے پہلے کسی نے ایسا نہین کیا تھا لہذا اللہ تعالے نے اُنپر عذاب شدید بھیجا۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا۔ ہم نے اُنپر حاصب بھیجا ف خطیبؒ وغیرہ نے لکھا کہ حاصب یعنے ریح حاصب چنانچہ ابو عبیدہ و نضر بن شمیل علماے لغت نے کہا کہ حاصب وہ پتھریان جو ہوا مین اُڑ کر چھرّے کی طرح لگتی ہین لغت صحاح مین مذکور ہے کہ حاصب وہ ہولے سخت ہے جو پتھریان اُڑاتی ہے پس ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط پر جو پتھر برسائے گئے وہ آندھی کے ساتھ تھے (ملخص) مترجم کہتا ہے کہ یہ تقریر بعید ہے اور صحیح وہ ہے جو شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جب قوم لوطؑ نے اپنے رسول کو اور اُسکے ضمن مین سب رسولون کو جھٹلایا اور جن افعال کے عذابون سے ڈرائے گئے تھے اُنمین سے کسی کو سچ نہ جانا بلکہ اُسکے بدلے لڑکون و مردون سے فحش کام کرتے تھے لہذا اللہ تعالے نے اُنکو ایسے عذاب سے ہلاک کیا جس سے کسی اُمت کو ہلاک نہین کیا تھا پس اُن پر عذاب حاصب بھیجا یعنے پتھرون کی بارش سے ہلاک کیا اور یہ پتھر تہ بہ تہ جمے ہوئے آتشی تھے پس جبرئیل علیہ السلام نے اُس تختہ زمین کو آسمان کی جانب بلند کرکے اُلٹ دیا اور اوپر سے آتشی پتھرون کی بوچھار ہوئی۔ ۵ مترجم کہتا ہے کہ اسی بوچھار کو حاصب فرمایا اور اسکے ساتھ آندھی کا ہونا کچھ نہین ہے یہودیون کی روایت مین مذکور ہے کہ ہر ایک پتھر پر اُس شخص کا نام تھا جو اس پتھر سے ہلاک ہوا مترجم کہتا ہے کہ ہم اس روایت سے

ہیں کرتے کیونکہ شاید ایسا ہی ہوا اسلیئے کہ یہ بات یقینی معلوم ہے کہ علم الٰہی میں اس قوم کے ہر شخص کے واسطے جیسے رزق مقدر پہونچتا تھا ویسے ہی اُس کے عذاب کا پتھر پہونچا پس اسیقدر تو یقینی ہے کہ ہر شخص کو وہی پتھر پہونچا جو اسکے لیئے مقدر تھا اور شاید یہودیون سے کسی پیغمبر نے اسیقدر بیان فرمایا ہو جسکے یہودیون نے یہ سمجھے کہ اُسکے نام کا پتھر پہونچا یعنے اُسکا نام لکھا ہوا تھا بالجملہ قوم لوطؑ مین سے سب کو یہی عذاب پہونچا کوئی عورت یا مرد نہین بچا حتی کہ حضرت لوط علیہ السلام کی ایک جورو بھی اسی قوم مین سے تھی اور انھین کے اعتقاد پر تھی وہ بھی ہلاک ہوئی۔ اِلَّآ اٰلَ لُوۡطٍ لیکن آل لوط ف یعنے لوط علیہ السلام مع اپنی سلمان بیٹیون وغیرہ کے بچ گیئے نَجَّیۡنٰھُمۡ بِسَحَرٍ ہم نے اُنکو سحر کے وقت نجات دی۔ نِّعۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا كَذٰلِكَ نَجۡزِیۡ مَنۡ شَكَرَ۔ یہ ہم نے اُنپر اپنی طرف سے نعمت فرمائی جو شکر گذار ہوتا ہے ہم اُسکو یون ہی نعمت دیتے ہین ف شکر گذاری یہ ہے کہ ایمان کو بڑی نعمت سمجھے اور اعمال نیک کی توفیق کو بھی اللہ تعالےٰ ہی کی نعمت جانے واضح ہو کہ قوم لوطؑ کی بدکاریون پر اللہ تعالےٰ نے پہلے اُنکا عذاب بیان فرمایا کہ جس سے ظاہر ہے کہ اُنکی بدکاریان حد سے بڑھی ہوئی تھین پھر اسکے بعد اُنکے قبیح افعال کی تھوڑی تفصیل بیان فرمائی بقولہ تعالےٰ۔ وَلَقَدۡ اَنۡذَرَهُمۡ بَطۡشَتَنَا فَتَمَارَوۡا بِالنُّذُرِ۔ اور بیشک لوط نے ان لوگون کو ہماری سخت گرفت سے ڈرایا تھا مگر انھون نے نذر مین شک و جھگڑا کیا ف یعنے لوط علیہ السلام نے ایک مدت تک اس قوم کو سمجھایا اور عذاب الٰہی سے ڈرایا کہ اگر تم لوگ اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک و کفر کروگے اور ایسے قبیح افعال کے مرتکب رہوگے تو اللہ تعالےٰ تمکو عذاب مین گرفتار کریگا اور بطش الٰہی یعنے عذاب سخت مین گرفتار کرنا بہت خوفناک ہے اور اللہ تعالےٰ پر بہت آسان ہے لیکن قوم بدبخت نے اُنکی نصیحت و فریاد پر کچھ بھی التفات نہ کیا بلکہ محاربات یعنے مجادلہ و جھگڑا کرنا شروع کیا حتی کہ اِس بات پر آمادہ ہوے کہ آل لوط کو یہان سے نکال دو اور بیہودہ پچھے پن سے آمادۂ فساد ہوے کہ ہمارے کام مین کچھ دخل نہ دو یہانتک کہ جب عذاب قریب آیا تو اُنھون نے حضرت لوط علیہ السلام کے ایذا دینے مین انتہا سے زیادہ بیحیائی کی چنانچہ ایک روز حضرت لوط علیہ السلام کے یہان کچھ مہمان آئے جو بہت خوبصورت تھے اور قریب شباب کے بغیر داڑھی مونچھ کے لڑکے نظر آئے تو اس قوم بدکار نے لوط علیہ السلام کے گھر پر چڑھائی کی اور اُن مہمانون کو زبردستی چھین لیجانیکا قصد کیا اور اُنکی غرض یہ تھی کہ انکو لیجاکر انکے ساتھ بدکاریان کرین اور لوط علیہ السلام نے دروازہ بند کر لیا اور انکو سمجھانا شروع کیا کہ یہ بات بہت قبیح ہے اور تمھارے پاس پاکیزہ عورتین موجود ہین جو اس کام کے واسطے اللہ تعالےٰ نے پیدا کین ہین یہ کمبخت نشۂ شہوت مین ایسے مخبوط تھے کہ انھون نے ہر نصیحت کا سخت جواب دیا آخر لوط علیہ السلام نے اُنسے الحاح و زاری کی کہ اے لوگو خدا کے واسطے مجھے مہمانون مین ذلیل و رسوا نہ کرو اور اسیطرح بہت کچھ الحاح کیا کہ یہ لوگ کسی طرح ترس کھاکر اس حرکت سے باز آوین ولیکن ان خبیثون نے ذرا بھی التفات نکیا بلکہ دروازہ توڑکر گھُسنا چاہا کہ ناگاہ ان مہمانون مین سے ایک لڑکا اُٹھا اور اُسنے انکی آنکھون کو اندھا کر دیا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَلَقَدۡ رَاوَدُوۡهُ عَنۡ ضَيۡفِهٖ فَطَمَسۡنَآ اَعۡيُنَهُمۡ فَذُوۡقُوۡا عَذَابِیۡ وَنُذُرِ۔ اور اس قوم کے لوگون نے لوطؑ سے اُسکے مہمانون کو لے کا قصد کیا تو ہم نے اُنکی آنکھین مطموس کردین اب میرا عذاب و نذر چکھو ف بعض نے کہا کہ اُنکی آنکھون کی بینائی جاتی رہی اور بعض نے کہا کہ آنکھین ہی چوپٹ ہو گئی تھین بہرحال یہ لوگ سمجھے کہ لوط علیہ السلام نے ہمپر کوئی جادو کیا ہے ولیکن اس حالت کی سختی سے اُسوقت بھاگے اور اندھے کا حال اسیطرح ہے کہ دیوارون کو ٹٹولتے ہوے چلے اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اچھا صبح کو تم سے اسکا بدلا لیا جائیگا لیکن یہ اُنکا خیال خام تھا اس قوم بدکار کی نہایت خراب تھی۔ وَلَقَدۡ صَبَّحَهُمۡ بُكۡرَةً عَذَابٌ مُّسۡتَقِرٌّ۔ اور صبح ہوتے اول وقت اُنپر عذاب مستقر آگیا ف جو اُنپر سے کبھی ٹلنے والا نہ تھا حضرت لوط علیہ السلام کو دھمکاتے جاتے تھے کہ صبح کو تم سے اسکا بدلا لیا جائیگا اور یہ نہین جانتے تھے کہ اُنکی صبح عذاب جہنم مین متصل ہے اور اُنکی آنکھون کو جو صدمہ پہونچا تھا وہ تو عذاب کا نمونہ چکھایا گیا تھا روایت ہے کہ جب اُس مہمان عزیز نے انکی آنکھین پٹ کر دین تو لوط

لوط علیہ السلام کچھ سبب اور اُس مہمان عزیز کی جانب دیکھنے لگے اُسنے فرمایا کہ اے لوطؑ تم کچھ تشویش نہ کرو ہم تمہارے پروردگار کے [illegible]
نہین پہونچ سکتے ہین تو لوط علیہ السلام سمجھے کہ اس قوم پر عذاب آگیا اور یہ جبرئیل علیہ السلام ہین روایت ہے کہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل [illegible]
فرشتون کے خوبصورت لڑکون کی شکل مین بھیجے گئے تھے اور اسکا نکتہ یہ تھا کہ قوم بدکار اپنے پیغمبر علیہ السلام کو ایذا دینے مین اپنی حد پوری کر [illegible]
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور جبرئیل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام کو پیغام پہونچایا کہ راتون رات یہان سے مع اپنے عیال کے چلے جاؤ اور کوئی شخص پیچھے
پھر کر نہ دیکھے کیونکہ صبح ہوتے ہی اس قوم پر عذاب آویگا لوطؑ روانہ ہوے اور انکے ساتھ مین انکی بیٹیان تھین اور کافرہ جورو بھی تھی جب صبح ہوئی
جبرئیل علیہ السلام نے اُس خطہ کو تہ وبالا کیا اور اُنپر سجیل کے پتھر برسنے لگے تو لوط علیہ السلام کی کافرہ زوجہ نے بہت دور سے قیامت خیز عذاب کا
منظر دیکھا اور قوم کے واسطے فریاد کی پس ایک پتھر اسپر بھی گرا اور ہلاک ہوکر اپنی قوم مین مل گئی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ عورت باطن مین منافق تھی اور
ظاہر مین مسلمان بنی تھی واللہ تعالے اعلم بالجملہ تمام قوم لوطؑ اس عذاب سے ہلاک کی گئی اور اُنکی خواری کے واسطے اُنسے کہا گیا کہ اب تمکو عذاب کا
یقین آیا۔ فَذُوْقُوْا عَذَابِیْ وَنُذُرِ۔ اب میرا عذاب و نذر چکھو ف یہ اُنکی تحقیر ہے کیونکہ چکھنے کے واسطے مزے کی چیز ہوتی ہے لیکن جب کسیکی تشنیع
منظور ہوتی ہے تو یون ہی کہا جاتا ہے اور اس واقعۂ عبرت مین تمام پچھلی قومون کے واسطے اور خصوصًا اس اُمت کے کافرون کے واسطے نصیحت ہے
کہ اپنے رب عزوجل پر ایمان لاوین اور عذاب سے ڈرین ورنہ موت کے بعد یہی نتیجہ اُنکے واسطے موجود ہے۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ
مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ اور بیشک ہم نے قرآن کو نصیحت کے واسطے آسان فرمایا ہے اب ہے کوئی نصیحت لینے والا ف جن اقوام کے نفس مانند قوم لوط کے
سرکش ہین وہ اس واقعۂ عبرت سے نصیحت حاصل کرین مترجم کہتا ہے کہ اس ہولناک واقعہ سے ظاہر ہوا کہ وہان کوئی گندھک وکوئلہ کی کان ظاہر
نہ تھی اور عجب ہے کہ جو لوگ اس گندھک وکوئلہ سے ڈرتے ہین انکو یہ خیال نہین ہے کہ لوط علیہ السلام نے نجات پائی اور انکو اس سے کچھ ضرر نہین پہونچا
اور اگر وہان یہ کان نہوتی تو اللہ تعالے جہان چاہے گندھک پیدا کردے پس اصل ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالے کی الوہیت پر ایمان لاوے واضح ہو کہ یہ منظر
ابتک ہولناک موجود ہے اور جو لوگ ملک شام مین تجارت وغیرہ کے واسطے جاتے ہین وہ اسی راہ سے گذرتے ہین اور وہان اب بحیرہ ہے جسکو بحیرۂ لوطؑ
کہتے ہین اسکا پانی نہایت بدبودار ہے اس سے کوئی جاندار زندہ نہین رہتا اور نہ وہان کوئی درخت جمتا ہے حالانکہ پہلے وہ خطہ نہایت سرسبز و
شاداب تھا فاعتبروا یا اولی الابصار

وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُۚ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ

اور پہونچے — فرعون والون پاس ڈر کے — جھٹلائین ہماری نشانیان ساری پھر پکڑی ہم نے اُنکو — پکڑ زبردست کے قابو مین لیکر اب تم مین جو منکر ہین کچھ بہتر ہین

مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِۚ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝

اُن سب سے — یا تم کو — فارغخطی لکھی گئی ورقون مین — کیا کہتے ہین — ہم — سب کا میل ہے بدلا لینے والے — اب شکست کھاویگا میل — اور بھاگین گے پیٹھ دے کر

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ۝

بلکہ وہ گھڑی ہے — انکے وعدہ کا وقت — اور وہ گھڑی — بڑی آفت ہے اور بہت کڑوی

ان آیات مین اللہ تعالے نے قوم فرعون کی شرارت بیان فرمائی جسکے ساتھ ان اُمت کے کافرون کو بھی نصیحت ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ
النُّذُرُ۔ اور البتہ آل فرعون کے پاس نذر آئے ف نذر جمع نذیر یعنے پیغمبر جو عذاب آلہی سے ڈرانے والا ہے یا نذر مصدر بمعنے ڈرانا اور مراد وہی چیزین
جنکو دیکھکر عذاب آلہی سے خوف ہو یا جن چیزون کی وجہ سے پیغمبر نے عذاب آلہی پہونچنے سے ڈرایا اور یہان معجزات مراد لینا بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالے نے

Marfat.com

اسکی تفصیل یون فرمائی۔ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا کُلِّهَا آل فرعون نے ہماری آیات کو سب کو جھٹلایا ف اور دوسرے مقامات پر یہ مذکور ہے کہ آل فرعون کے پاس موسیٰ ہماری نو آیات لیکر آیا مگر انھون نے جھٹلایا پس یہان بھی ظاہر اندر سے یہی نو آیات یعنے معجزات مراد ہین جنکا بیان سورۂ اعراف مین مفصل گذرا اور شاید کہ معجزات کے ساتھ صحف موسیٰ کی آیات توحید بھی مراد ہون کیونکہ توریت بعد ہلاکت فرعون کے نازل ہوئی اور ابتدا مین صحف نازل ہوے تھے پس حاصل یہ ہوگا کہ آل فرعون کے پاس موسیٰ علیہ السلام ہماری آیات توحیدی لایا اور آیات قدرتی یعنے معجزات لایا مگر ان کمبختون نے ہماری کل آیات سے انکار کیا اور موسیٰ علیہ السلام واسکے ساتھی مومنون کے ساتھ تکلیف و ایذا کا برتاؤ کیا اور آخر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ تو ہمپر جادو کرنے کے واسطے چاہے جتنی نشانیان لا اگر ہم تجپر ایمان لانے والے نہین ہین پس اللہ عزوجل نے اُن سب کو گرفتار کرکے بحر قلزم مین غرق کر دیا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ۔ پس ہم نے اُنکو اسطرح گرفتار کیا جیسے غالب قدرت والا گرفتار کرتا ہے ف یعنے جیسے اللہ عزوجل کی شان ہے کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور کوئی چیز اُسکو عاجز نہین کر سکتی پس اُسنے اپنی شان کے موافق انکو گرفتار کیا یہانتک اللہ تعالےٰ نے قوم نوحؑ و ہودؑ اور قوم ثمودؑ و لوطؑ و فرعون کا حال مختصر بیان فرمایا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ان قومون نے اللہ تعالےٰ کی آیات و اسکے رسولون سے کفر کیا اور آخرت کے عذاب الٰہی کو جھوٹ سمجھے حتی کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا ہی مین انکو عذاب مین گرفتار کرکے عذاب جہنم سے ملا دیا اور یہ سب واقعات اول تو متواتر ہین دوسرے اللہ تعالےٰ نے وحی سے اُنکو دوچند قطعی کر دیا اور خبر متواتر ایسی قطعی ہوتی ہے گویا آنکھون کے سامنے واقع ہوئی پھر یہ ہولناک واقعات ان اُمتون پر اسی سبب سے واقع ہوے کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ کی آیات و رسولون سے کافر تھے پس اس اُمت کی اُن قومون کو کامل عبرت لینا چاہیئے جو خاتم المرسلین محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہین کیونکہ کفر مین کوئی فرق نہین ہے بلکہ اگر وہ لوگ رسولون سے منکر تھے تو اس اُمت والے رسولون کے سردار سے منکر ہین لہذا اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ اَکُفَّارُکُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ۔ کیا تمھارے کفار ان کافرون سے بہتر ہین یا کہ تمھارے واسطے کتابون مین برارت اُتری ہے ف یعنے ان دونون باتون مین سے کوئی بات نہین ہے نہ تمھارے کافر اگلی قومون کے کفار سے بہتر ہین اور نہ تمھارے واسطے کسی آسمانی کتاب مین یا لوح محفوظ مین کوئی برارت اُتری پھر تمکو بھی اسیطرح عذاب الٰہی سے خوف کرنا چاہیئے اگر کفر کرو اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہین آپنے دعا فرمائی کہ اس اُمت پر دنیا مین عذاب نہ آوے تو ایک قسم کی برارت ثابت ہوئی جواب یہ ہے کہ اصل مین عذاب الٰہی سے برارت چاہیئے اور یہ عذاب کچھ اس دنیاوی زندگی پر موقوف نہین ہے کیونکہ دنیاوی زندگی تو آخرت کے مقابلہ مین گویا ایک لمحہ ہے پھر اسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور ظاہر ہوا کہ اس اُمت کے کافرون کے واسطے عذاب الٰہی سے کچھ بھی برارت نہین علاوہ اسکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ اس اُمت پر عام عذاب نہ آوے کیونکہ آپ کی رسالت تمام جہان کے واسطے عام ہے پس عذاب آوے تو تمام جہان ہلاک ہو سولے چند آدمیون کے جو مسلمان ہین اور اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ خاص کر کسی قوم پر بھی عذاب نہو بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ اس اُمت مین بھی خسف و مسخ واقع ہوگا اور تیسری صدی کے بعد کئی شہر زمین مین دھنس گئے بلکہ حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین جب قیامت بالکل قریب ہوگی تو اس اُمت پر اسطرح بلائین نازل ہونگی جیسے کسی تاگے مین دانے گندھے ہون اور وہ لڑی ٹوٹ جائے چنانچہ اس زمانہ مین امراض و وبا وغیرہ سے پیہم بلائین مختلف قومون پر آتی ہین اور ایسے ایسے امراض پیدا ہوتے ہین جنکا وجود سابق مین نہ تھا یا شاذونادر تھا واضح ہو کہ یہ بلائین بھی ہر قوم کے واسطے عبرت ہوتی ہین لیکن اگر اُس قوم نے عبرت نہ پائی اور غفلت اختیار کی تو آخر اللہ تعالےٰ ان بلاؤن کو بھی اٹھا لیتا ہے اور وہ دنیاوی فتنہ مین چھوڑ دیے جاتے ہین یہانتک کہ ایکبارگی موت سے عذاب شدید مین گرفتار کیئے جاتے ہین چنانچہ ابتدا مین جب قریش نے انکار کیا تو سختیون و مصیبتون مین گرفتار ہوے لیکن اُنکو کچھ عبرت نہ ہوئی بلکہ اُنھون نے اپنے شرک پر زیادہ اصرار کیا چنانچہ

اللہ تعالے نے فرمایا۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ۔ کیا یہ لوگ کہتے ہین کہ ہم لوگ ایسی جماعت کثیر ہین کہ ہم کو سب پر فتح دیگی
اللہ تعالے کی آیات پر ایمان نہین لاتے اور عبرت حاصل نہین کرتے ہین بلکہ یہ دعوی کرتے ہین کہ ہم اپنی قوت و کثرت سے سب پر غالب
کے روز جب عتبہ نے لوگون کو آمادہ کیا کہ لڑنا بیفائدہ ہے آپسمین بھائی بند مارے جائینگے تم سب لوٹ چلو اور یہ جماعت جو محمد صلعم کے ساتھ
بہت تھوڑی جماعت ہے اور یہ سب جان دینے پر آمادہ ہین تو جہان یہ سب مارے جائینگے وہان ہم مین سے بھی اتنے لوگون کو مار لینگے اور
کچھ راضی بھی ہوے تھے لیکن ابوجہل ملعون نے سب کو برافروختہ کیا اور یہی کلمہ کہا نحن جمیع منتصر پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا۔ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ
وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ قریب ہے کہ جماعت کفار شکست کھاوین اور پیچھا دکھلاوین ف یعنے کفار عنقریب باوجود غرور جماعت کے شکست کھائینگے اور
پیٹھ پھیر کر بھاگ جائینگے پس اُنکا اپنی قوت پر بھروسا کرنا محض باطل ہے امام بخاریؒ نے صحیح مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم جنگ بدر کے روز اپنے قبہ مین جناب باری تعالے مین اسطرح الحاح کرتے تھے کہ الٰہی مین تیرے حضور مین تیرا عہد اور وعدہ عرض
کرتا ہون الٰہی اگر تیری یہی مرضی ہو تو آج کے بعد دنیا مین تیری عبادت نہ کیجاے پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپکو لپٹا لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ
یہ الحاح اپنے رب کی جناب مین آپکو کافی ہے اور ایک روایت مین ہے کہ آپ بس کرین کہ ضرور اللہ تعالے اپنا وعدہ پورا فرماویگا پس اتنے مین آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زرہ پہنے ہوے یہ پڑھتے ہوے باہر تشریف لائے سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ (رواہ النسائی) اس حدیث مین ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی صدیقیت کا ایک نمونہ ہے یعنے باوجود اسکے کہ اس حالت مین اہل اسلام خوفناک تھے گویا اللہ تعالے کے واسطے اپنی جان دینے کو آمادہ ہو گئے
تھے اس حالت مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ یقین تھا کہ ضرور اللہ تعالے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فتح و نصرت عنایت کریگا پس اُنکی نظر اُسوقت
وعدہ الٰہی عزوجل پر تھی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر اعلی عین ذات پر تھی اور وہ غنی حمید ہے بعض روایات مین یہ لفظ بھی آیا کہ اُسیوقت
یہ آیت نازل ہوئی اسیوجہ سے بعض علماءؒ نے کہا کہ یہ آیات مدنیہ ہین اور دیگر علماءؒ نے کہا کہ انکا نزول ابتدائی اُسوقت نہین ہوا بلکہ آپ کی دُعا
والحاح کے جواب مین اللہ تعالے نے ان آیات کو یاد دلایا یعنے یہ آیات پہلے نازل ہوئی تھین سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ یعنے کفار جو اپنی جماعت او
قوت کے مدعی ہین عنقریب شکست کھاوینگے اور پیٹھ دیکر بھاگ جاوینگے اور یہ اُنکے واسطے پورا عذاب نہین ہے۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ
اَدْهٰی وَاَمَرُّ۔ بلکہ قیامت اُنکا وعدہ گاہ ہے اور قیامت نہایت ہولناک مصیبت اور نہایت تلخ ہے ف یعنے شکست اور قتل و ہزیمت سے جو مصیبت
اُنپر ڈالی جائیگی یہ اُنکے کفر کی سزاے کامل نہین ہے بلکہ اسواسطے ہے تاکہ دنیا مین اُنکی ذات سے فتنہ و فساد منقطع ہو اور انکی بداعمالیان یہانتک بڑھ گئین
کہ جو لوگ ان مین سے مقتول ہون وہ جلد اپنے عذاب آخرت سے ملحق ہو جاوینگے پھر اصلی عذاب جہنم کا وعدہ اُنکے لیئے قیامت ہے ادہی۔ ایسی چیز
جسکا ضرر بے انتہا ہو اور اُسکی خرابی و مصیبت سب سے بڑھکر ہو جیسی کبھی خیال مین نہین آئی ان آیات سے اسقدر معلوم تھا کہ دنیا مین ان کافرون کو
شکست و قتل وغیرہ کی مصیبت پہونچیگی لیکن یہ کسیکو نہین معلوم تھا کہ وہ وقت کب ہے جب بدر کا دن ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے
اصحاب مین سے ایک قلیل جماعت کو ساتھ لیکر مدینہ سے اسواسطے گئے تھے کہ قریش کا جو قافلہ تجارت چالیس آدمیون کے ساتھ شام سے آتا ہے اسکو
روکین لہذا قلیل جماعت کافی تھی جب مقام بدر مین پہونچے تو یہ صورت پیش آئی کہ قافلہ جانب ساحل بھاگ کر بچ گیا تھا اور اُسکے بچانے کے
واسطے مکہ سے قریش کی نفیر عظیم ایک ہزار مسلح جوان مع ساز و سامان کے وہان پہونچ گئے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قلیل جماعت
قریب ہو گئے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے اس بارہ مین مشورہ لیا اگر کوئی شخص ظاہر نظر سے اس صورت پر غور کرے تو سواے
اسکے کچھ نہین کہہ سکتا تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم شہید ہونا چاہتے ہین کیونکہ لڑائی کے بڑے بڑے تجربہ کار سب یہی گمان کرتے تھے کہ ایک

Marfat.com

ہوجانیں سب شہید ہوجائینگے ولیکن جب آپ نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس بارہ مین مشورہ لیا تو انھون نے ظاہری نظر کو ترک کیا اور
اپنی جان کو اللہ و رسول کے واسطے فدا کیا اور یہ عرض کیا کہ یارسول اللہ قوم موسیٰ علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دیا تھا فاذہب
انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون۔ یعنے ہم ان قوی لوگون سے لڑنے نہین جائینگے ہم یہین بیٹھے ہین تم اور تمھارا رب جاکر لڑو۔ ھ۔ یارسول اللہ
ہم آپکو یہ جواب نہین دینگے بلکہ ہم یون عرض کرتے ہین کہ ہم ہر حالت مین آپ کے ساتھ جان نثاری کو موجود ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس
جواب سے بہت خوش ہوے چونکہ ان اصحاب رضی اللہ عنہم نے اپنی جان سے ہاتھ اُٹھاکر اللہ و رسول پر قربان کرنے کے واسطے عزم مصمم کرلیا اسیواسطے
اللہ تعالے نے اہل بدر کو بخشدیا کیونکہ اللہ تعالے کو خوب معلوم ہے کہ کسنے صدق دل سے نفس کو قربان کیا اس حالت مین کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے
جان نثاری پر عزم مصمم کرلیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُترے اور بدر کے پانی پر کفار نے قبضہ کرلیا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے بعض کو نہانے
کی حاجت ہوگئی اور شیطان نے موقع پاکر بعض صحابہؓ کے دل مین وسوسہ ڈالا کہ تم لوگ کیسے حق پر ہو کہ یہان نہ تمکو پانی ملا اور نہ نہانے پاتے ہو اور دیکھو
کہ سوار کیسے سرفراز ہین پس اللہ تعالے نے پانی برسایا کہ خوب سیراب ہوگئے اور نہانے والے نہائے اور وہ مقام ریگستان پانی پڑنے سے جم گیا جسپر
قدم خوب جمنے لگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک یکایک اسوقت اللہ تعالے کی شان غنی حمید کی جانب پہونچی کہ وہ پاک بے پروا ہے
اگر چاہے ان سب کو شہید کرے لہذا آپ اپنے رب عز و جل کی جناب مین الحاح کرنے لگے پس ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ حال دیکھا کہ
آپ نہایت عاجزی سے گڑگڑاتے ہین تو اُنسے صبر نہوسکا اور بیتاب ہوکر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ آپ کی مناجات آپ کے رب عز و جل سے
کافی ہوگئی اللہ تعالے کا وعدہ برحق ہے وہ ضرور آپ کو فتح عطا فرماویگا اسی حالت مین اللہ تعالے نے آپکو یہ آیت یاد دلائی سیہزم الجمع ویولون
الدبر بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہیٰ وامر۔ اور اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالے نے یاد دلایا کہ ان آیات کی تاویل کے واسطے یہی وقت ہے اور اسپر دلیل
یہ ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا ابی حدثنا ابو الربیع الزہرانی حدثنا حماد عن ایوب عن عکرمہؒ نے کہا کہ جب نازل ہوا قولہ سیہزم الجمع ویولون الدبر الآیۃ
تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دل مین کہا کہ یہ کون جماعت ہوگی جو بھگائی جاویگی اور کس جماعت کو غلبہ ہوگا یعنے اُسوقت مکہ مین اسلام کی
کوئی جماعت قائم نہ تھی حضرت عمرؓ نے کہا کہ پھر جب بدر کا روز ہوا تو مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی زرہ پہنے ہوے باہر آتے ہین
اور یہ آیات زبان مبارک پر جاری ہین سیہزم الجمع ویولون الدبر۔ تب مجھے اسکی تاویل معلوم ہوئی سیہ روایت مرسل صحیح ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ
ان آیات کا نزول پہلے مکہ مین ہجرت سے پہلے ہوچکا تھا اور امام بخاریؒ نے حضرت ام المومنین عائشہؓ سے بھی روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر
مکہ مین قولہ سیہزم الجمع الآیۃ۔ نازل ہوا تھا اُسوقت مین نادان لڑکی تھی کہ بچون مین کھیلا کرتی تھی امام بخاریؒ نے اسکو فضائل قرآن مین مطول روایت
کیا ہے یہ صریح دلیل ہے کہ آیات کا نزول اسوقت نہین ہوا بلکہ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یاد دلانے کے واسطے نزول ہوا یعنے ان آیات کی
تاویل کا یہی موقع ہے مترجم نے بارہا تنبیہ کی کہ علما کا یہ قول کہ فلان آیت مکرر نازل ہوئی اسکے یہی معنے ہین جو اس مقام پر ظاہر ہوے یعنے اس کا
اعادہ کیا گیا ف۲ اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالے بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہیٰ وامر۔ اس سے کیا مراد ہے یعنے اول فرمایا کہ سیہزم الجمع۔ ھ۔ یعنے یہ
جماعت ہزیمت اُٹھاویگی پھر فرمایا بلکہ قیامت انکی میعادگاہ ہے۔ ھ۔ شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین کہا یعنے کفار کی جماعتین جو اسوقت
میدان مین شکست و ہزیمت اُٹھاوینگی یہ عذاب انکے حق مین خفیف ہے کیونکہ انتہا اسمین موت ہے اور یہ قیامت صغریٰ ہے پھر اصلی عذاب اُنپر
قیامت مین آویگا وہ نہایت شدید و سخت ہے (ھ) یہان سے صریح معلوم ہوا کہ شیخ ابن العربیؒ نے کبھی عذاب جہنم و قیامت سے انکار نہین کیا
بعض جاہلون نے قولہ تعالے ولہم عذاب عظیم۔ کے اشارہ مین انسے ایک اشارہ نقل کیا اور اپنے زعم مین الزام لگایا کہ شیخ کو عذاب جہنم سے انکار ہے

Marfat.com

یہ محض جہالت ہے جو شخص مطلب نہ سمجھے وہ سکوت کرے اور جاننے والے کی طرف رجوع لاوے ہان البتہ شیخ نے بعض ...
نے طبائع مختلف پیدا فرمائے ہین ازانجملہ طبائع کفار بالذات قابل جہنم ہین جیسے گوبر کے کیڑے کے لیئے حلوا و قند موذی ہین ...
کے لائق جنت نہیں ہے یہ معنے اپنے موقع پر مناسب طریقے سے بیان کیئے گیئے ہین پھر اللہ تعالےٰ نے کفار کے لیئے عذاب قیامت کا ...

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ
جو لوگ گنہگار ہین غلطی مین ہین اور سودا ہین جس دن گھسیٹے جاوینگے آگ مین اوندھے منھ چکھو مزہ آگ کا ہمنے ہر چیز بنائی پہلے
بِقَدَرٍ ۝ وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَیْءٍ
ٹھہرا کر اور ہمارا کام یہی ایک دم کی بات ہے جیسے پلک نگاہ کی اور ہم کھپا چکے ہین تمہارے ساتھ والونکو پھر ہے کوئی سوچنے والا اور جو چیز
فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ۝ وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ
اُنھون نے کی ہر لکھی گئی ورقون مین اور ہر چھوٹے اور بڑے لکھنے مین آچکے جو لوگ ڈر والے ہین باغون مین ہین اور نہرون مین بیٹھے سچی بیٹھک مین

عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ ع

نزدیک بادشاہ کے جسکا سب پر قبضہ

ع ۳ ۱۵

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ جو لوگ مجرم ہین وہ ضلال و سعر مین ہین ف اس آیت کی تفسیر مین دو صورتین ہین اول یہ کہ آیت مین عذاب آخرت کا حال ہے دوم یہ کہ مجرمون کی دنیاوی حالت کا بیان ہے لہذا بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ جو لوگ مجرم ہین وہ ضلالت مین حق سے دور ہین چنانچہ طریق جنت سے مردود کرکے بھٹکائے جاوینگے اور یہ نجانینگے کہ کہان بھگائے جاتے ہین آخر جہنم پر پہونچ جاوینگے اور سعر یعنے جلتی بلتی آگ مین ہین یعنے دنیا مین حق سے گمراہ ہین آخر آخرت مین اُنپر جلتی بلتی آگ احاطہ کریگی بعض نے کہا کہ دنیا مین ہزیمت و قتل وغیرہ کے عذاب اُٹھاکر جب آخرت مین پہونچین گے تو وہان بھی حق سے دور و گمراہ ہونگے اور نار سعیر مین جلینگے اور شیخ امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ تفسیر یہ ہے کہ مجرمین حق سے بھٹکے ہوے اور سعر مین پڑے ہین یعنے حق سے مشکوک ہوکر مختلف رائین قائم کرتے ہین اور سعر یعنے اضطراب مین ہین اقول اسکا حاصل یہ ہے کہ جس بدکار مجرم نے اللہ تعالےٰ سے منھ موڑا اور اُسکے کلام مجید و رسول حمید احمد صلے اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا تو وہ حق سے بھٹک کر دور ہوگیا اور اسکے بعد ان مجرمون کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اپنی رائے مختلف کے اضطراب مین پھنسے رہتے ہین بعضے یقین کرتے ہین کہ آدمی جو یہان اشرف مخلوقات کہلاتا ہے اسکے لیئے یہی دنیا ہے اور یہی کمال نعمت ہے اس دنیا کے سوائے کچھ نہیں ہے لیکن آدمی چند روز کے بعد اس سے خاک ہوجاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اور یہ درخت اس نعمت کو ہزارون برس تک پاتا اور ہوا کھاتا ہے تو ایسے انسان کے حال پر ہزار افسوس ہے کہ سب مخلوقات سے کمتر اسکو یہ نعمت عظمیٰ ملی ہنود کہتے ہین کہ آخرت ضرور ہے لیکن انکے اصل مذہب مین ہزارون تحریفات ہوگئین کہ خود اصلیت نہیں پہچانتے ہین اور نصاریٰ و یہود کی تحریفات مین بہت کتابین تصنیف ہوگئین اور جب امر حق مخفی ہوگیا تو حق کے بعد سوائے ضلالت کے باقی نہ رہا اسیواسطے ان لوگون کی رائین مختلف ہین اور جب حق انکے پاس نہیں ہے تو سوائے اپنی رائے کے انکے پاس کچھ نہوگا اور اہل اسلام مین سے بھی بہت مختلف فرقے مانند خوارج و معتزلہ وغیرہ کے بہت سے حق اصول کو چھوڑکر اپنی رائے کے پابند ہین اور یہ رائین ایک دوسرے سے مخالف ہین لہذا شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس آیت مین کافر قومین اور اسلام کے بدعتی فرقے جو حق سے دور ہوکر اپنی مخالف رائے مین مضطرب ہورہے ہین سب شامل ہین مترجم کہتا ہے کہ کفار و بدعتیون مین فرق یہ ہے کہ کفار تو اصول حق یعنے کلمۂ توحید ہی سے منکر ہین اور اسلامی بدعتیون کی یہ حالت ہے کہ لا الہ الا اللہ ...

Marfat.com

اور دیا حاصل ہے لیکن اس کلمۂ توحید کے ساتھ جو لوازم ہین اُنسے گمراہ ہوگئے اور ایسے لوازم سے گمراہی بھی بہت شدید ہے اسکی مثال یہ ہے
تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا تو لازم ہے کہ صفات الوہیت کا اقرار کرے کہ وہی خالق ہے وہی رازق ہے اُسی مین سب قدرت ہے پھر اگر
جاہل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری ہر ہر گذری بات کو نہین جانتا ہے تو یہ گمراہی ہے جیسے یونانی فلسفی کفار کہا کرتے تھے اور اس گمراہی کا
یہ ہے کہ بندے جو اپنے رب عزوجل سے دعائین مانگتے ہین تو ان گمراہون کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہین سنتا ہے اور نہ جانتا ہے اور
ظاہر ہے کہ جب وہ ہر مخلوق جزوی کو نہین پہچانتا تو اُنکو رزق کیونکر دیسکتا ہے بلکہ اُنکو پیدا کیونکر کرسکتا ہے یہ سب کفر ہے اسیطرح جس
نے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو رازق یا خالق سمجھا مثلاً فلان پیغمبر ہمکو بیٹا دیتا ہے یا روزی دیتا ہے تو اُسنے اللہ تعالیٰ سے انکار کیا کیونکہ
الوہیت مین یہ صفات لازمی ہین حتی کہ انسے انکار کرنا الوہیت کا انکار ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین مشرکین عرب کا یہی
حال مخصوص فرمایا کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کو آسمان وزمین کا خالق جانتے تھے ولیکن بتون سے بیٹا بیٹی وغیرہ رزق ملنے کا اعتقاد کرتے تھے اور جہالت
سے یہ بھی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جزوی باتون کو نہین جانتا ہے چنانچہ تین ثقفیون کا قصہ بارہا ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکو
کافر و مشرک قرار دیا حالانکہ بدعتی فرقون سے اور اُنسے کچھ فرق نہین ہے بلکہ کفار عرب تو بعضے یہ بھی سمجھتے تھے کہ اگر زور سے بولین تو اللہ تعالیٰ
سنتا ہے بخلاف اُنکے یہ بدعتی گمراہ اپنے نزدیک خوب مدلل یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جزویات مین سے کچھ نہین جانتا پس یہ کفار عرب سے بھی
بڑھا ہوا ہے پس حاصل یہ ہوا کہ یہ اگر کلمۂ توحید سے صریح انکار ہے تو یہ کفر ظاہر ہے اور اگر لوازم الوہیت سے انکار ہے تو گمراہی اُسکو ایسی لازم ہے کہ
کفر پہونچ گئی ولیکن دنیاوی اصلاح اسکے باوجود ممکن ہے اور ان گمراہون کا نتیجہ آخرت مین اُنکے سامنے ہے۔ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلٰى
وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ جس دن یہ گمراہ لوگ اپنے چہرون کے بل آگ مین کھینچے جائینگے اب چکھو جہنم کا مزہ ف یعنے کافرون کی جبلت
پس ہوگئی تو قیامت کے روز اوندھے مُنھ کے بل اُٹھینگے اور اسیطرح جہنم کی جانب کھینچے جائینگے اور وہان پہونچکر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ
خوفناک جھڑکی کے ساتھ اُنسے کہینگے کہ اب اس سقر یعنے جہنم کا مزہ چکھو جس سے انکار کرتے تھے۔ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ہم نے ہر چیز کو
تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے ف جیسے اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت مین فرمایا وخلق کل شئ فقدره تقديرا۔ یعنے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کرکے قطعی
تقدیر کے ساتھ مقدر فرمایا۔ ھ۔ اسیطرح دیگر آیات کثیرہ ہین جنسے صریح معلوم ہے کہ اللہ عزوجل نے ہر چیز کو تقدیر کے ساتھ مقدر فرمایا ہے اور ہمیشہ
سے کفار و مشرکین و بدعتی لوگ انکار کرتے رہے اور اسمین جھگڑتے رہے حتی کہ مشرکین عرب نے کہا کہ ولو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ من شئ الآیۃ۔
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب پر طعنہ سے کہتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہتا تو اللہ تعالیٰ کے سوا ہم کسی چیز کو بھی معبود نہ بناتے۔ ھ۔
طعنہ دیتے تھے کہ جب تم تقدیر کے قائل ہو تو ہمپر بُت پرستی کا الزام کیون لگاتے ہو کیونکہ اُسی نے تقدیر سے چاہا تو ہم نے بتون کی عبادت کی اور
جب اُسی نے ایسا چاہا تو یہ کچھ برائی نہین ہے اور ہمپر کوئی الزام بھی نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ اسیطرح ہمیشہ کفار و مشرکین ہر زمانہ مین تقدیر کی بابت
مناقشہ و جھگڑے کیا کرتے ہین اور امام احمد و عبد بن حمید نے حدیث ابوہریرہؓ سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
قریش نے آکر تقدیر مین جھگڑا کیا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی (رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ وغیرہم ایضاً) امام خطابیؒ نے کہا کہ
بعض لوگ یہ سمجھتے ہین کہ تقدیر کے معنے یہ ہین کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اسپر قہراً و جبراً تمام مخلوق کو مجبور و مقہور کردیا ہے اور یہ
گمراہی وجہالت ہے بلکہ قضا و قدر کے یہ معنے ہین کہ اُسنے جو مخلوق پیدا فرمائی اسکو جانتا ہے کہ فلان زمانہ مین اور فلان وقت پیدا ہوگی
اور جیسے یہ باتین معلوم ہے اسیطرح یہ بھی معلوم ہے کہ وہ مخلوق کیا کام اختیار کریگی اور تمام عمر کی اوقات مین اس سے کیا افعال صادر ہونگے

Marfat.com

قال المترجم پس وہی بعینہ ہوتا ہے جو اسکا علم ہے کیونکہ یہ محال ہے کہ اللہ تعالے کو یہ علم نہوا اسلیئے کہ کافر مردود اپنے رب عزوجل کی
شان نہین پہچانتا تو اپنے رب کو جاہل بتلاتا ہے اور یہ اسکے قبیح کفریات مین سے ایک سخت قبح ہے اور جسنے اللہ تعالے کی شان الوہیت کو پہچانا
وہ معاذ اللہ تعالے اسکو جاہل نہین جانتا ہے بلکہ علیم و خبیر جانتا ہے پس جب مخلوق کو اللہ تعالے نے پیدا کیا وہ اسکے آغاز و انجام سب سے عالم ہے
اور اللہ تعالے نے دنیا و اسکی لعنت و بدانجامی سب اسکے واسطے ظاہر کر دی اور آخرت و اسکی عزت و نعمت دائمی سب اسکو بتلا دی پھر اگر کافر نے
دنیا اختیار کی تو اسکے حواس مین دنیا کی رغبت و حرص زندگی وغیرہ سب کی راہ کھل گئی اور عقل معرفت وغیرہ سب کی راہ مسدود ہو گئی اور
اگر مومن نے آخرت اختیار کی تو راہ عقل و نور روحانی و معرفت الوہیت اسپر کھل گئی اور دنیا کا ہیچکارہ و ناپائدار و ملعونہ ہونا اسکو ظاہر ہو گیا
پھر ہر ایک اپنے پسندیدہ چیز کے لیئے کوشش کرتا ہے اور ہر ایک سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جو اللہ تعالے کے علم مین مقدر یعنے ہونے والا ہے اور سمجھ لینا چاہیئے
کہ اللہ تعالے نے پیدا کرنے کی صورتین ہمکو دکھائی ہین اور خالق بیشک اللہ تعالے ہی ہے اسکے سوائے کوئی کسی چیز کا خالق نہین ہے لیکن آدمی کو
آدمی کے جوڑے سے پیدا کرتا ہے اور اناج کو کھیت سے اور بہت سی چیزون کو انسانی ترکیبات افعال سے پیدا کرتا ہے پس ہر فعل و سعی سے جو کچھ
پیدا ہوگا اسکو ہم نہین جانتے ہین لیکن تجربہ سے اٹکل دوڑاتے ہین کہ شاید یہ نتیجہ نکلیگا اور یہ فقط معمولی اٹکل ہے کبھی یہی ہوتا ہے اور کبھی اسکے
خلاف نتیجہ نکلتا ہے پس جو لوگ کہ اللہ تعالے عزوجل کی شان معرفت پہچانتے ہین تو وہ امر حق سمجھتے ہین کہ علم الٰہی مین اس کام کا یہی نتیجہ تھا جو
نکلا و ظاہر ہوا ہے اور جو لوگ جاہل ہین وہ گمان کرتے ہین کہ یہ اسباب جو ہمنے جمع کیئے انمین ہماری تدبیر نے خطا کی اور یہ انکی جہالت و بے ایمانی
ہے اور اسی گمراہی مین ہر چیز کو اپنا خالق بناتے پھرتے اور مضطرب الحال پراگندہ رہتے ہین نور معرفت سے جاہل اور دنیا کے لیئے مغرور اور آخر
جہنم کے سزاوار ہوتے ہین نعوذ باللہ من ذالک اور اسلام مین یہ معرفت اصل تھی ولیکن جب اللہ تعالے نے امتحان مین لیا تو ایک فرقۂ قدریہ نے
یہی زعم کیا کہ تقدیر کچھ نہین ہے بلکہ تدبیر ہے اور یہ کفر اس فرقے مین خوب ساری ہو گیا امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جماعت اعظم السنت
سلف سے صحابہ و تابعین و اتباع انکے مابعد سب آجتک تقدیر الٰہی عزوجل پر اجماع رکھتے ہین کہ اللہ تعالے نے خلق پیدا کرنے سے پہلے تقدیر کو
مقدر فرمایا اور تقدیر درحقیقت اللہ تعالے کا علم ہے اور اسکے علم کی شان غیر متناہی ہے حتی کہ سلیم القلب آدمی اپنے قلب کی نورانیت سے اُس کے
بے انتہا بے مثل و بیمثال ہونے کو سمجھ سکتا ہے پس اللہ تعالے نے تمام اشیا کو پیدا کرنے سے پہلے اُنکے حالات کو خوب جانا کیونکہ اُسکا علم قدیم ہے
اور ہمیشہ ابد تک ایک شان پر ہے کہ اُسمین کچھ تغیر نہین ہے اور جمیع مخلوقات جب موجود ہو ہر دم اُسکے قبضۂ قدرت مین ہے کیونکہ اُسی کی قدرت سے
ہر چیز کا قیام ہے پس کوئی مخلوق کبھی ایک دم بھی اُسکے قبضۂ قدرت سے باہر نہین ہے اور ہر مخلوق سے ہر دم وہی ظاہر ہوتا ہے جو اللہ تعالے کے
علم مین تھا اور یہ اعتقاد عین توحید اسلام ہے کیونکہ یہ معرفت الٰہی عزوجل ہے کیونکہ اللہ تعالے کی وحدانیت جاننا عین اسلام ہے اور آخر زمانہ مین
ایک فرقہ قدریہ پیدا ہوا جنھون نے اسلام مین اپنے ناقص خیالات دوڑائے اور یونانی فلسفیون سے مدد لی پس اُنکے قلوب پر شیطان حاوی ہوا
حتی کہ اُنھون نے تقدیر الٰہی سے انکار کیا بلکہ مترجم کہتا ہے کہ ابتدا اُسکی خوارج سے شروع ہوئی چنانچہ خوارج کمبختون نے حضرت امیر المومنین
علی رضی اللہ تعالے عنہ کے ذمہ اپنی خبیث رائے سے بہت الزام لگایا یہانتک اپنی خبیث زبانون سے یہ بھی کہا کہ یہ شخص خلیفہ نہین رہا بلکہ کافر
ہو گیا ولیکن جب اُنپر یہ مشکل پیش آئی کہ اللہ عزوجل نے خلفائے راشدین و عشرہ مبشرہ و مہاجرین و انصار کو سچے مومنین بلکہ عشرہ مبشرہ کو قطعی جنتی
فرمایا ہے تو پھر یہ خوارج کا گمان کیونکر ٹھیک ہو سکتا ہے کہ وہ کافر ہو گیئے اب غور کرو تو ان خبیث خوارج کو قطعاً لازم تھا کہ اپنے خیال کو چھوڑ دیتے
اور اللہ تعالے و اُسکے رسول کی آیات و احادیث کو بسر و چشم مانتے لیکن ان خبیثون نے اسکے برعکس یہ طریقہ نکالا کہ اپنے خیال کو قائم رکھا

کہ پہلے زمانہ مین حضرت علیؓ اچھے تھے تب اللہ تعالےٰ نے اُنکے حق مین ایسا فرمایا تھا اور اب یہ بگڑ گئے تو وہ بات باقی نہ رہی اس گمان پر خبیثون کے ذمہ یہ مشکل پیش آئی کہ اللہ تعالےٰ علیم وخبیر ہے اُسنے جسکے حق مین جنت مقدر فرمائی اور اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اُس کو بشارت سنائی تو بھلا تقدیر کیسے بدل سکتی ہے اس مشکل کے جواب مین خوارج خبیثون نے یہ رائے نکالی کہ تقدیر کوئی چیز نہین ہے آدمی خود مختار ہے جیسا کرتا جاوے ویسا ہوتا جاویگا مترجم کہتا ہے کہ ان احمقون نے اپنے نفسانی خیال کے پیچھے ایمان چھوڑ دیا اور جہنم مین جانا قبول کیا لیکن وہ عداوت نہ چھوڑی اور مترجم کہتا ہے کہ ہم ایسے احمقون سے پوچھتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے جو مخلوق پیدا فرمائی اُسکے آغاز وانجام سے آگاہ ہے یا نہین اگر یہ خبیث لوگ اُسکے جواب مین کہین کہ اللہ تعالےٰ نہین جانتا ہے یعنے کہین کہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق کے آغاز وانجام سے جاہل ہے تو یہ خبیث کھُلے ہوے کافر ہین اور اگر یہ لوگ کہین کہ ہان اللہ تعالےٰ بیشک آگاہ ہے تو ہم کہتے ہین کہ تمام طبقۂ صحابہ وتابعین مین مشہور ومعروف تھا کہ حضرت علیؓ مع اپنے بھائیون خلفاے راشدین وعشرۂ مبشرہ واہل بدر وغیرہ کے جنتی ہین اور اللہ تعالےٰ واُسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کو جنت کی بشارت دیدی اور اللہ تعالےٰ خوب آگاہ ہے جو یہ لوگ کرنے والے تھے پس ہمکو قطعی معلوم ہوگیا کہ جو کچھ یہ کرینگے کوئی ایسا فعل نہوگا جس سے انکے جنتی ہونے مین کچھ بھی روک ہو پس خوارج وروافض وغیرہ سب پر یہ حجت قائم ہے اور اس مین کچھ بھی شبہ نہین ہے واضح ہو کہ تقدیر کا مسئلہ طبقات صالحین صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم مین قطعی اجماعی مشہور تھا اور وہ برابر متواتر چلا آیا حتی کہ اسکو روایات مین نقل کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی جیسے نماز ونکی رکعتین متواتر معمول ہین اُنکی تعداد نقل کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ ایسی چیز نقل کی جاتی ہے جو کسی کی نظر سے پوشیدہ ہو اور نماز پانچون وقت لوگ خود مسجدون مین جاکر پڑھتے تھے تو یہ بات محض بیفائدہ تھی کہ مثلاً ظہر کی نماز پڑھکر جب صحابی بیٹھے اور تابعین اُنکے گرد بیٹھے تو وہ بیان کردے کہ ظہر کی نماز چار رکعت ہے اسواسطے کہ وہ لوگ ابھی چار رکعت نماز پڑھکر بیٹھے ہین جسمین جماعت کثیر شامل تھی اسیطرح نماز سے پہلے وہ ایمان لایا اور اسمین اللہ تعالےٰ کی تقدیر شامل ہے اور اُسکو بیان کرنے کی کوئی حاجت نہ تھی ہان اگر کوئی اسکو پوچھتا یا بیان کرنیکا کوئی سبب ہوتا تو البتہ بیان کیا جاتا اور ایسے اسباب کے طور پر روایات بکثرت ہین امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ مین نے صحیح البخاری کی کتاب الایمان کی شرح مین بہت تفصیل کے ساتھ احادیث کو بیان کیا ہے اور یہان مین چاہتا ہون کہ اس آیت قدسی کے متعلق کچھ احادیث بیان کرون امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین قریش کے مشرکون نے آکر تقدیر کے بارہ مین جھگڑنا شروع کیا تب یہ آیت نازل ہوئی یوم یسحبون فی النار علی وجوہہم ذوقوا مس سقر انا کل شئ خلقناہ بقدر (رواہ مسلم والترمذی وابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان المجرمین فی ضلال وسعر یوم یسحبون فی النار آلآیات ان آیتون کا نزول قدریون کے حق مین ہوا ہے (رواہ ابوبکر البزار) مترجم کہتا ہے کہ اسکی اسناد جید ہے قال البزار حدثنا عمرو بن علی حدثنا الضحاک بن مخلد حدثنا یونس بن الحارث عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بہذا مترجم کہتا ہے کہ عمرو بن علی الفلاس شیخ ثقہ ہین انسے ائمہ نے روایت کی اور ضحاک بن مخلد ابو عاصم النبیل ثقہ مشہور ہین انسے امام احمد وبخاری نے روایت کی اور باقی ائمہ وطحاوی وغیرہ نے ایک شیخ کے واسطہ سے روایت کی اور یونس بن الحارث کی حدیث ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ مین موجود ہے اور انکے حفظ مین اگرچہ ضعف ہے اور انکی بعض روایات کو منفرد کہا گیا لیکن اسی قسم کی روایات ہین اور اس سے انکار کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ صحیح مسلم وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوا کہ ان آیتون کا نزول قدریون کے حق مین ہوا ہے اسیطرح یونس ابن الحارث کی بھی یہی مراد ہے کہ جو تقدیر مین جھگڑتے تھے اُنکے حق مین ان آیات کا نزول ہوا اور یہ مراد نہین ہے کہ جس فرقہ کو تم لوگ قدریہ کہتے ہو انکے حق مین نزول ہوا تاکہ یہ کہے کہ یہ فرقہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین نہ تھا علاوہ اسکے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین قدریہ موجود تھے اور

Marfat.com

وہ مشرکین قریش تھے تو انھین کے نظائر قیامت تک موجود ہونگے علاوہ اسکے یہ خلل عظیم تھا تو مضائقہ نہین کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلے اللہ
علیہ وسلم کو اس سے آگاہ فرمایا اور آپ نے اُمت کو اس فرقے سے احتراز کرنے کے لیے تاکید شدید فرمائی چنانچہ اس بارہ مین احادیث کثیرہ ہین ابن ماجہ
نے حدیث روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم یسحبون فی النار تا قولہ خلقناہ بقدر پڑھکر فرمایا کہ میری اُمت کے کچھ لوگون کے حق مین اللہ
آیتون کا نزول ہوا یہ لوگ آخر زمانہ مین ظاہر ہونگے جو اللہ تعالےٰ کی تقدیر سے انکار کرینگے (اسناد حسن) عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ مین ابن عباس
رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا (یعنے حج کے زمانہ مین مین ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا) وہ اُسوقت چاہ زمزم سے پانی کھینچ رہے تھے
(یعنے بھر کر حاجیون کو پلاتے تھے) اور پانی سے اُنکے پانون کی طرف لٹکتے ہوے کپڑے بھیگ گئے تھے پس مین نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
عرض کیا کہ کچھ لوگون نے تقدیر مین کلام کیا ہے آپ نے تعجب سے فرمایا کہ این کیا ایسا کیا ہے مین نے عرض کیا کہ جی ہان تو آپ نے فرمایا کہ واللہ
(قولہ تعالےٰ ذوقوا مس سقر انا کل شئ خلقناہ بقدر الآیہ۔ کا نزول انھین لوگون کے حق مین ہوا ہے اس امت مین ایسے لوگ سب سے بدتر ہین پس
تم لوگ کبھی ایسے لوگون کے بیمارون کی عیادت نہ کرنا اور نہ کبھی انکے مردون پر نماز پڑھنا اور اگر مین نے انمین سے کسیکو دیکھا تو اپنی دونون انگلیون سے
اُسکی دونون آنکھین پھوڑ دونگا (اسناد جید) امام احمدؒ نے دوسری اسناد کے ساتھ محمد بن عبید المکی سے روایت کی کہ عبد اللہ بن عباس سے عرض
کیا گیا کہ یہان ایک شخص آیا ہے جو تقدیر کو جھٹلاتا ہے پس آپ نے فرمایا کہ تم مجھے اُسکے پاس لے چلو اس زمانہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی آنکھون سے
معذور ہو گئے تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ اُسکو کیا کرینگے آپ نے فرمایا کہ قسم اُس پاک عز و جل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے
کہ اگر مجکو قابو ملا تو مین دانتون سے اُسکی ناک کاٹکر پھینک دونگا اور اگر میرا ہاتھ اُسکی گردن پر پڑا تو مین اُسکی گردن توڑ دونگا اور مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ یون فرماتے تھے کہ گویا مین بنی فہر کی عورتین دیکھتا ہون کہ ایمان سے مشرک ہوکر خزرج مین چوتڑ مٹکاتی پھرتی ہین اس
اُمت مین یہ[1] پہلا شرک ہے اور قسم اُس پاک عز و جل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ آخر انکی بداعتقادی یہانتک اُنکی نوبت پہونچاویگی
کہ وہ اس سے بھی انکار کرینگے کہ اللہ تعالےٰ نے نیکی کو مقدر کیا جیسے انھون نے اس امر سے انکار کیا کہ اللہ تعالےٰ نے بدی کو مقدر کیا (اسناد جید) امام احمدؒ نے
باسناد صحیح روایت کی کہ نافعؒ نے بیان فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک دوست اہل شام سے انکے پاس خطوط لکھا کرتا تھا پھر ابن عمر
رضی اللہ عنہ کو خبر پہونچی کہ اُسنے تقدیر مین کلام کیا ہے) پس عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اُسکو لکھا کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ تو نے تقدیر مین کچھ کلام کیا ہے
اب خبردار تو کبھی مجکو کوئی خط نہ لکھیو کیونکہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ عنقریب میری اُمت مین سے لوگ ہونگے
جو تقدیر سے انکار کرینگے (رواہ ابو داود عن احمد بہ) اسکی اسناد بھی حسن ہے قال الامام احمد حدثنا انس بن عیاض حدثنا عمر بن عبد اللہ مولی غفرۃ عن
عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لکل اُمّۃ مجوس و مجوس امتی الذین یقولون لا قدر ان مرضوا فلا تعودوہم وان ماتوا فلا تشہدوہم
یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اُمت کے واسطے ایک فرقہ مجوس گذرا ہے (جو کئی خدا کے قائل تھے) اور میری اُمت کے مجوس وہ لوگ ہین
جو کہتے ہین کہ تقدیر کچھ چیز نہین ہے یہ لوگ اگر بیمار ہون تو اُنکی عیادت مت کیجیو اور اگر مرین تو انکے جنازے پر حاضر مت ہو جیو مترجم کہتا ہے کہ اسکی
اسناد بھی اچھی ہے کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عمر صحابی ہین اور انس بن عیاض مشہور ثقہ ہین انسے امام مالکؒ نے بھی روایت کی ہے اگرچہ وہ امام مالکؒ
کے شاگردون کے طبقے مین ہین پس اس اسناد مین صرف درمیانی راوی عمر بن عبد اللہ مولی غفرہ مین حفظ کی راہ سے کچھ کلام ہے لیکن دوسری اسناد
سے وہ کلام مرتفع ہو گیا قال الامام احمد حدثنا قتیبۃ حدثنا رشدین عن ابی صخر حمید بن زیاد عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ اس اُمت مین مسخ واقع ہوگا اور خبردار ہو کہ یہ مسخ ان لوگون مین واقع ہوگا جو تقدیر کو جھٹلاوینگے

[1] قولہ یعنے تقدیر سے انکار کرنا

تصدیق ہین (رواہ الترمذی وابن ماجہ) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حدیث حسن صحیح غریب کہا مترجم کہتا ہے کہ اگر عبارت صحیح ہے تو شاید امام ترمذی نے رشدین رحمہ اللہ تعالے کو ثقہ کہا ہے اگرچہ بعض محدثین نے کہا کہ یہ شخص اولیاے صالحین ہین سے تھے لیکن انکو صالحین کے مانند ایک طرح کی غفلت تھی اور شاید امام ترمذیؒ نے اسوجہ سے اسناد کو صحیح فرمایا کہ متعدد وجوہ حسنہ سے روایت کی گئی ہو واللہ تعالے اعلم اور امام احمدؒ نے صحیح اسناد کے ساتھ طاؤس رحمہ اللہ تعالے سے روایت کی کہ مین نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے حتی کہ چالاکی اور سُستی بھی مقدر ہے (رواہ مسلم) اس حدیث کے جامع معانی ہین وہ سب باتین داخل ہین جو اوپر کی روایات مین مذکور ہوئین امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ تو اللہ تعالے سے استعانت مانگ اور عاجز نادان مت بن پھر اگر تجکو کوئی بات پہونچے تو کہہ کہ اللہ تعالے کی تقدیر ہے اور جو کچھ اُسنے چاہا وہ واقع ہوا اور یون مت کہیو کہ اگر مین ایسا کرتا تو ایسا ہوتا کیونکہ ایسا اگر کہنا کار شیطان کا دروازہ کھول دیتا ہے اور صحیح کی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے لڑکے تو خوب جان لے کہ اگر تمام اُمت متفق ہوکر چاہین کہ تجکو ایسا نفع پہونچائین جو اللہ تعالے نے تیرے واسطے نہین لکھا ہے تو ہرگز تجھ کو یہ نفع نہین پہونچا سکتے ہین اور اگر سب متفق ہوکر چاہین کہ تجکو کوئی ایسا ضرر پہونچائین جو اللہ تعالے نے تجپر نہین لکھا ہے تو ہرگز تجکو یہ ضرر نہین پہونچا سکتے قلم خشک ہو چکے اور صحیفے لپیٹ دیے گئے (الصحیح) خطیبؒ نے لکھا کہ طاؤس یمانی رحمہ اللہ تعالے سے روایت ہے کہ مین نے ماشاء اللہ بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا وہ سب یہی کہتے تھے کہ ہر چیز اللہ تعالے کی تقدیر سے ہے اور مین نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہر چیز تقدیر سے ہے حتی کہ سُستی و چالاکی علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے کا ایمان اللہ تعالے پر ثابت نہوگا جب تک وہ چار باتون کی تصدیق نہ کرے (۱) یہ گواہی دے کہ لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ (۲) بعد مرنے کے اُٹھائے جانے پر ایمان لاوے (۳) اور موت پر ایمان لاوے (۴) اور تقدیر پر ایمان لاوے کہ نیکی و بدی اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی ہے (الخطیب فی السراج) مترجم کہتا ہے کہ امر سوم اسیطرح مذکور ہے کہ موت پر ایمان لاوے اور شاید اس سے مراد یہ ہے کہ قبر کی زندگی و سوال منکر و نکیر پر ایمان لاوے واللہ تعالے اعلم اور امام احمدؒ نے باسناد صحیح روایت کی کہ ولید بن عبادہ نے کہا کہ مین اپنے باپ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ بیمار تھے اور مین اُنپر موت کے آثار دیکھتا تھا پس مین نے عرض کیا یا حضرت مجھے وصیت کیجئے اور کوشش سے کامل وصیت فرمائیے پس آپ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے اُٹھاکر بٹھلاؤ جب وہ بٹھلائے گئے تو فرمایا کہ اے فرزند تجکو ایمان کا مزہ اور معرفت الٰہی کا حقیقی علم جیسا چاہیئے نہ حاصل ہوگا جبتک تو تقدیر پر ایمان نہ لاوے کہ ہر بھلائی و بُرائی اللہ تعالے کی پیدا کی ہوئی تقدیر ہے مین نے عرض کیا یا حضرت مین کیونکر جانون کہ تقدیر کی بھلائی اور برائی کسطرح ہے آپ نے فرمایا کہ تو یہ جان لے کہ جو بات تجکو نہین پہونچی وہ کسیطرح تجکو نہین پہنچنے والی تھی اور جو چیز تجکو پہونچ گئی اُسکو جان لے کہ وہ کسیطرح تجسے خطا کرنے والی نہ تھی (یعنے جو بھلائی یا برائی انسان کو پہونچی وہ کسی تدبیر کسی شخص سے ممکن نہ تھا کہ اُسکو روکے اگرچہ تمام دنیا ایک طرف ہو اور جو بھلائی یا بُرائی نہ پہونچی وہ کسیطرح نہین پہونچ سکتی تھی اگرچہ تمام دنیا طرفدار ہو) اے فرزند مین نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالے نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا پھر اُسکو حکم دیا پس اُسیوقت قلم نے جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب لکھدیا اے فرزند اگر تو مرے درحالیکہ اس اعتقاد پر نہو تو دوزخ مین ڈالا جاوے (الترمذی وقال حدیث حسن صحیح غریب) مترجم کہتا ہے کہ اگر کوئی نادان یہ گمان کرے کہ جب ہر چیز تقدیر سے ہے تو ہم کیون سعی و کوشش کرین جہال یون ہی گفتگو کرتے ہین بلکہ بعضے جاہل صوفیہ بھی لوگون کو توکل کے یہی معنے بتلاتے ہین یہ سخت غلط فہمی ہے کیونکہ اگر اُسکو تقدیر پر

ایمان تھا تو پہلی غلطی اور صریح غلطی یہ تھی کہ ہم ایسا کیون کرین کیونکہ اُسنے اپنے تئین خالق مختار گمان کیا بلکہ صحیح یہ تھا کہ اگر اُسکی تقدیر مین یہی
ہوا ہے تو وہ یہی کریگا بلکہ اگر اُسکے خلاف کرے تو بھی یہی نتیجہ حاصل ہوگا اگرچہ خلاف کرنا اُسکے اختیار مین نہین ہے اور اس سے یہ گمان رکھنا چاہیے کہ
انسان مجبور ہے بلکہ عطاے الٰہی کی قوت سے وہ کام کرتا ہے لیکن وہی کرتا ہے جو اُسکی تقدیر مین مقدر ہے اور ہر ایک کو وہی سامان میسر آتا ہے جو
اُسکی تقدیر مین ہے چنانچہ حدیث مین موجود ہے کہ عمل کرو کہ ہر شخص کے واسطے وہی آسان کیا گیا ہے جسکے واسطے وہ پیدا ہوا ہے (الصحیح) اور حدیث
مین ہے کہ اللہ تعالےٰ سے استعانت مانگ اور عاجز مت ہو پھر اگر کوئی امر تجکو پہونچے تو کہہ کہ اللہ عزوجل نے مقدر فرمایا تھا اور جو کچھ اُس نے چاہا
وہ کیا اور یہ مت کہہ کہ اگر مین ایسا کرتا تو یون ہوتا کیونکہ ایسے "اگر" سے شیطان کا دروازہ کھلتا ہے (الصحیح) امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص کا ایمان ٹھیک نہو گا جب تک چار باتون پر ایمان نہ لاوے ایک گواہی دے
کہ لا الٰہ الا اللہ یعنے اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی الوہیت والا نہین ہے اور گواہی دے کہ مین (محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) رسول اللہ ہون
مجکو اللہ تعالےٰ نے حق کے ساتھ بھیجا ہے اور بعد موت کے اُٹھائے جانے پر ایمان لاوے اور تقدیر کی بھلائی اور بُرائی پر ایمان لاوے (رواہ الترمذی و
ابن ماجہ وغیرہ) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانون و زمین کے
پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے خلائق کے مقدرات لکھ دیے (رواہ مسلم والترمذی) امام نووی نے کہا کہ اہل الحق کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ
کی تقدیر حق ہے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے علم قدیم مین تمام اشیا کو مقدر فرمایا اور وہ اپنے علم مین جانتا تھا کہ یہ اشیا فلان فلان
اوقات معلومہ مین واقع و پیدا ہونگی اور اسکے صفات و افعال ایسے و ایسے ہونگے پس موافق علم الٰہی و تقدیر کے اُسیطرح بعینہ واقع ہوتا ہے اور
جن گمراہون نے تقدیر سے انکار کیا انھون نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا علم سابق کچھ نہین تھا یہ لوگ خود جہال و بدزبان ہین اور اُنکی باطل باتون سے
اللہ تعالےٰ کی شان عالی پاک ہے ھ۔ بالجملہ نصوص قطعیہ قرآن مجید و حدیث شریف و اجماع صحابہ و تابعین و صالحین اُمت سب دلائل قطعیہ
اور عقلیہ سے تقدیر حق ثابت ہے اور جو شخص اس سے انکار کرے اُسکے واسطے عذاب جہنم ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سب کبیرہ گناہون سے یہ بدتر ہے
سواے شرک کے کیونکہ گناہون کے واسطے کفارہ و معافی ہے اور شفاعت کے تحت مین داخل ہے برخلاف تقدیر سے انکار کے کہ وہ کفر کی
شاخ ہے اسیواسطے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے جہنم اُسکی سزا فرمائی ہے پس چاہیے کہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے فرمایا اسیطرح
ایمان لاوے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو قدر مقدر کے ساتھ پیدا کیا ہے اور فرمایا۔ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ۔ اور نہین ہے ہمارا امر
مگر ایک بار جیسے نظر کا اشارہ ف یعنے جیسے کسیکو نظر کا اشارہ بہت آسان ہوتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ کا حکم سب چیزون مین نافذ ہے پس جیسے
اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو مقدر فرمایا اُسیطرح اُسکا امر قضا ہر چیز مین نافذ ہوتا ہے پس ایک بار یہ حکم دینا کہ ہوجا وہ ہوجاتی ہے اسیطرح مردون کا
زندہ کرنا اور قیامت قائم ہونا بھی اُسکے ایک مرتبہ کہنے مین ظاہر ہوگا اور اسیطرح اگر اللہ تعالےٰ کسی قوم پر عذاب یا ہلاکت کا حکم فرماوے تو ایک لحہ
مین سب قوم برباد ہوجاوے۔ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ اور بیشک ہم نے تمھارے مشابہ اُمتون کو ہلاک کیا اب کوئی
نصیحت لینے والا ہے ف یعنے اگلی اُمتون مین سے بھی اسیطرح اللہ تعالےٰ و اسکے رسولون سے کفر کرنے والے اور تقدیر سے انکار کرنے والے تمھارے
ہمجنس آدمی گذرے ہین اُنکو اللہ تعالےٰ نے ہلاک کردیا پس چاہیے کہ اُنکے واقعات سے عبرت حاصل کرو اور ڈرو کہ وہی مصیبت تم پر پیش آنیوالی ہے
اگر اسیطرح کفر و انکار کرو اور ہر ایک شخص کی بدکاریان اُسکے ساتھ رہتی ہین۔ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ۔ اور ہر چیز جسکو اُنھون نے کیا ہے وہ
کتابون مین موجود ہے ف یعنے جس قوم سے جو عمل سرزد ہوا وہ لوح محفوظ مین پہلے سے لکھا ہوا تھا بعض نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ ہر اُمت جو

عمل کرتی ہے بلکہ ہر شخص جو کچھ عمل کرتا ہے وہ اُنکے نامۂ اعمال مین لکھا جاتا ہے اور جب انکے اعمال کو لوح محفوظ سے یعنے سابق تقدیر سے مقابلہ کرتے ہین تو ایک نقطہ کا فرق نہین ہوتا وَكُلُّ صَغِيرٍ وَّكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ۔ اور ہر صغیر و کبیر لکھا ہوا ہے ف یعنے اُنکے اعمال مین سے خواہ بڑا کام ہو یا چھوٹا اگرچہ ذرہ برابر ہو سب مجموعہ مستطر ہے یعنے اُنکے نامۂ اعمال مین لکھا ہوا ہے یا لوح محفوظ مین لکھا ہوا ہے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ تو ایسے گناہون سے بچو جنکو حقیر و خفیف سمجھتے ہین کیونکہ اللہ تعالے کی طرف سے اُنکا مطالبہ کرنے والا بھی موجود ہے (رواہ احمد والنسائی وابن ماجہ) اور اس حدیث کے ایک راوی سعید بن مسلم نے کہا کہ مین نے اس حدیث کو عام بن ہشام سے بیان کیا تو انھون نے مجھسے کہا کہ سلیمان بن مغیرہ نے مجھسے بیان کیا کہ مین نے حقیر سمجھکر ایک گناہ کیا کہ وہ گناہ میری آنکھون مین ہلکا معلوم ہوا پس جب مین سویا تو خواب مین مجھسے یہ کہا گیا کہ اے سلیمان تو کسی گناہ کو حقیر مت سمجھا کر کیونکہ آج نہین تو کل وہ بڑھکر کبیرہ ہوجائیگا اور اگر صغیرہ بھی مدت دراز تک عمل مین لایا جائے تو اللہ تعالے کے یہان لکھا جاتا ہے پس خواہش نفس کے وقت اپنی خواہش کو جھڑک دیا کر اور مُنھ زور سرکش مت ہو بلکہ کمر باندھکر مستعد ہوجا کیونکہ بندہ جب اپنے پروردگار عزوجل سے محبت کرتا ہے تو اُسکا دل محبت مین مستغرق ہوجاتا ہے اور ہر قول و فعل مین اُسکو سمجھ حاصل ہوتی ہے پس اپنے رب عزوجل سے ہدایت کی درخواست کر کہ وہی ہادی کافی ہے (رواہ ابن عساکر) یہان سے خیال کرنا چاہیے کہ کفار جو اپنے رب عزوجل سے منکر اور اُسکے رسول و کتاب کے دشمن اور تقدیر سے منحرف اور گناہون مین مستغرق ہین اُنکو کیونکر سب طرف سے آگ گھیرے ہوے ہے ۔ اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۔ جن لوگون نے شرک سے تقوی کیا وہ جنتون و نہرون مین ہین ف یعنے جن لوگون نے کفر و شرک کو چھوڑا اور توحید و تقدیر پر ایمان لائے پس کوشش کے ساتھ اللہ تعالے کے احکام پر گردن جھکائی وہ دائمی مقام اور دار القرار مین ایسے جنتون مین عیش کرتے ہین جہان اللہ تعالے کی رحمت و قرب منزلت ہے اور اُسمین پاکیزہ قدرتی نہرین جاری ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۔ محفل حق مین بادشاہ قادر کے نزدیک ہین ف پس وہ مجلس باطل نہین ہے جہان جہنمی رہتے ہین بلکہ مجلس پسندیدہ و پاکیزہ ہے نہ وہان لغو ہے نہ جھوٹ ہے نہ کسی قسم کی بدکرداری ہے اور نہ وہان شقاوت و خواری ہے اور نہ دکھ و بیزاری ہے بلکہ وہان عرش آلہی سے قرب ہے اور اللہ تعالے ہر چیز کا مالک اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے پس یہ لوگ جو کچھ چاہین وہ وہان میسر ہے اور ہر وقت اُنپر ایک سے ایک بڑھکر رحمت کی نظر ہے والحمد للہ رب العالمین ف ۲ عرائس مین ہے کہ شیخ ابو یزید رحمہ اللہ تعالے سے پوچھا گیا کہ حدیث مین آیا ہے کہ تو دنیا مین غریب کیطرح رہ پس غریب کسکو کہتے ہین شیخ نے کہا کہ غریب وہ شخص ہے کہ اگر دنیا مین اللہ تعالے نے اُسکو طلب کرنیکا حکم دیا ہو تو لوگ اُس کو تلاش کرنے سے نہ پاوین اور جہنم کا خزانچی جسکا نام مالک ہے وہ اگر اُسکو جہنم مین تلاش کرے تو نہ پاوے اور اگر رضوان اُسکو جنت مین تلاش کرے تو نہ پاوے پس پوچھا گیا کہ اے شیخ پھر وہ کہان ہوگا شیخ نے یہی آیت پڑھی ۔ ان المتقین فی جنات ونہر الآیہ ۔ یعنے محفل صدق مین حضرت رب العزت کے یہان ہونگے ف ۳ شیخ ابن العربی نے لکھا کہ قولہ تعالے ان المجرمین فی ضلال وسعر ۔ جن لوگون نے جسم کی تاریکی مین بدکاریون کی صورتین کمائین اُنکے دلون پر نفس کی تاریکیان چھائین پس حق سے اُنکے دل اندھے ہوگئے اور وہ باطل اوہام مین گمراہ ہوکر جہنم کو چلے گئے ۔ یوم یسحبون فی النار علی وجوہہم ۔ جسدن اپنے چہرون کے بل کھینچکر جہنم مین ڈالے جاوینگے تو اُنسے کہا جائیگا کہ ذوقوا مس سقر ۔ جہنم کا مزہ چکھو ۔ چونکہ ان لوگون کے قلوب اُلٹے زمین کی طرف راغب ہین اور اسی زمین کی کدورت مین پھنسے ہوے ہین اسواسطے اوندھے مُنھ اُٹھین گے اور طرح طرح کے عذاب مین ڈالے جائینگے وما امرنا الا واحدۃ الآیۃ ۔ اللہ تعالے کی مشیت ازلیہ نے ہر چیز کے واسطے ایک وقت معلوم مقدر کردیا اور وہ ایک شان آلہی سے لوح محفوظ مین مثبت ہوگئی پھر جس زمانہ مین اُسکا وجود منظور ہے وہ دفعتہً واقع ہوتا ہے اسکو شرع مین کن فیکون کہتے ہین ۔ کل شئ فعلوہ فی الزبر

Marfat.com

ہر عمل اُسکے تختہ نفس پر منقوش ہے یعنے جیسے لوح محفوظ و نامہ اعمال مین لکھا جاتا ہے اسیطرح اُنکے لوح نفس پر بھی لکھا ہوا ہے مشہور ہے
کہ اسیوجہ سے کافر یا منافق جب مرتا ہے تو منکر و نکیر کو وہ یہ جواب دیتا ہے جو اُسکے نفس کی تختی پر لکھا ہے واللہ تعالے اعلم

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ آيَةً

اس سورۂ مبارک کو عروس القرآن بھی کہتے ہین کیونکہ اس سورہ مین نعمت و جمال ہے اور بہجت و کمال ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر چیز کے واسطے عروس ہے اور قرآن کا عروس سورۃ الرحمٰن ہے یہ سورہ مکیہ ہے یعنے ہجرت سے پہلے مکہ مین نازل ہوا ہے لیکن یہان دو قول ہین قرطبی و خطیب رحمہما اللہ نے کہا کہ حسن بصری و عروہ بن الزبیر و عکرمہ و عطا و جابرؓ نے فرمایا کہ پورا سورہ مکہ معظمہ مین نازل ہوا ہے ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس مین ایک آیت مستثنی ہے یعنے قولہ تعالے یسألہ من فی السموات والارض الآیہ لیکن شارح گازرونی نے کہا کہ دو آیتین مستثنی ہین ایک یہی قولہ یسألہ اور دوم فبای آلاء ربکما الخ۔ اور یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود و مقاتل سے روایت ہے کہ یہ سورہ پورا مدنیہ ہے لیکن قول اوّل اصح ہے اور یہی حضرت عائشہ و عباس وابن الزبیر سے روایت ہے اور حضرت اسماء بنت حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب تک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم نہین دیا گیا تھا کہ فاصدع بما تؤمر الآیہ۔ اس سے پہلے مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ رکن کعبہ کی جانب نماز پڑھتے اور اسمین یہ آیت پڑھتے تھے فبای آلاء ربکما تکذبان (رواہ احمد وابن مردویہ) شیخ سیوطیؒ نے کہا کہ اس روایت کی اسناد حسن ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکہ مین پہلے نازل ہوا تھا لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ہے کہ سورۃ الرحمٰن مدینہ مین نازل ہوا ہے اس روایت سے اشکال پیدا ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اوپر یہ روایت آئی کہ یہ سورہ مکہ مین نازل ہوا ہے پھر یہ دونون قول کیونکر صحیح ہو سکتے ہین جواب اسطرح ممکن ہے کہ دونون قولون مین اسطرح توفیق دیجاوے کہ سورۃ الرحمٰن مین سے کچھ مکہ مین نازل ہوا تھا باقی مدینہ مین نازل ہوا (تنبیہ) جب یہ سورہ پڑھا جاوے تو فبای آلاء ربکما تکذبان پڑھنے کے وقت خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ اسکے یہ معنے ہین کہ پھر تم لوگ اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ ھ۔ پس جب یہ پڑھی جاوے تو بندہ اسکے جواب مین کہے۔ لا بشئ من نعمک ربنا نکذب۔ یعنے اے رب ہم تیری کسی نعمت کو بھی نہین جھٹلا سکتے ہین چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم لوگون کی جماعت پر تشریف لائے اور آپ نے سورۂ رحمن اول سے آخر تک تلاوت فرمائی پس لوگ خاموشی کے ساتھ سنتے رہے پس آپ نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہے کہ مین تم لوگون کو چپ دیکھتا ہون حالانکہ جس رات کو جن میرے پاس آئے تھے اس رات مین نے یہی سورہ ان پر تلاوت کیا تو وہ لوگ جواب مین تمسے اچھے تھے کیونکہ ہر بار جب مین نے قولہ تعالے فبای آلاء ربکما تکذبان تلاوت کیا تو وہ برابر یہی کہتے جاتے تھے لا بشئ من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد۔ یعنے اے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہین جھٹلا سکتے ہین پس تیرے ہی واسطے سب حمد ہے (رواہ الترمذی وابن المنذر والحاکم والبیہقی) اور ترمذی نے کہا کہ روایت غریب ہے اور امام احمد بھی ولید بن مسلم کی روایت زہیر بن محمد سے غریب جانتے تھے لیکن اس روایت کو ابو بکر البزار وابن جریر و دارقطنی نے بھی روایت کیا اور بزار نے اگرچہ غریب کہا لیکن شیخ سیوطیؒ نے فرمایا کہ اسکی اسناد صحیح ہے مترجم کہتا ہے ابن جریرؒ نے دوسری اسناد کے ساتھ اسکو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے شاید اسیوجہ سے شیخ سیوطیؒ نے اسکی اسناد کو صحیح جانا واللہ تعالے اعلم اور امام ابن کثیرؒ نے بھی ترمذی و ابو بکر و ابن جریر کی روایات کو مع اسناد نقل کیا اور کہا کہ امام احمد نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو

Marfat.com

غریب جانا اور بعد اسکے روایت ابن عمرؓ کو غریب جانا مترجم کہتا ہے کہ شیخ سیوطیؒ نے دونون کو ملانے سے غرابت دفع کر دی واللہ تعالے اعلم خطیبؒ نے لکھا کہ عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کے علاوہ جس شخص نے مکہ مین سب سے پہلے قرآن کو بلند آواز سے پڑھا وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہین اور بات یہ ہوئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپسمین مشورہ کیا کہ قریش نے اس قرآن مجید کو آواز سے نہین سنا پس ہے کوئی شخص جو انکو بلند آواز سے سناوے پس عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین ہون تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہمکو تمھاری ذات پر خوف ہے بلکہ ہم ایسا شخص چاہتے ہین جسکے کنبے والے یہان بہت ہون تاکہ اگر مشرکین فجار اُسکو مارپیٹ کرنے پر آمادہ ہون تو اُسکے کنبے والے اُسکی حمایت کرین ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اسکی کچھ حاجت نہین ہے اور مین اپنے رب عزوجل پر بھروسہ کرتا ہون پس مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوکر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے بسم اللہ الرحمن الرحیم الرحمن علم القرآن پڑھنا شروع کیا اور برابر بلند آواز سے اُسکو پڑھتے رہے اور قریش کے کفار اپنی چوپال مین جمع تھے جب اُنھون نے غور کیا تو آپسمین کہنے لگے کہ ابن ام عبد کیا کہتا ہے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ابن ام عبد کہا کرتے تھے پس اُن مین سے بعضے یون کہنے لگے کہ ابن ام عبد وہی کہہ رہا ہے جسکو اُسکا صاحب گمان کرتا ہے کہ میرے اوپر نازل ہوا ہے پس وہ لوگ دوڑے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو مارنے لگے یہانتک کہ اُنکے چہرے پر زخم آگیا اس روایت سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سورہ مکہ مین نازل ہو چکا تھا اور روایت صحیحہ سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بطن نخلہ مین صبح کی نماز مین سورۃ الرحمن تلاوت فرمائی اور وہان چند جنون کا گذر ہوا تو وہ سنکر ایمان لائے اس سورۂ مبارک مین اٹھتر آیات ہین اور تین سو اکیاون کلمات ہین اور سولہ سو چھتیس حروف ہین (السراج) زر بن حبیش رحمہ اللہ تعالے نے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آکر پوچھا کہ ماءٍ غیر آسن ہے یا ماءٍ غیر یاسن ہے پس عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سب قرآن پڑھ لیا ہے صرف اسی حرف مین تجکو شک ہے اُس نے کہا کہ جی ہان مین سب پڑھ چکا ہون اور تمام مفصلات کو ایک رکعت مین پڑھتا ہون عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہان شعر پڑھنے کی طرح سے روان کرجاتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جن مناسب سورتون کو نماز مین ملاتے تھے اُن کو مین جانتا ہون اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مفصل کی ابتدا سورۃ الرحمن سے تھی (رواہ احمد وابوداؤد والطحاوی) بعض روایات مین اس کی تفصیل بھی مذکور ہے اور ہر رکعت مین دو سورتین ہین اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس ترتیب سے قرآن مجید کو جمع فرمایا تھا پس انکا جمع کرنا تلاوت کے اصل پر تھا اور اجماع صحابہؓ کا مجموعہ جو متواتر ہے وہ حفظ نزول بترتیب لوح محفوظ ہے فاحفظہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۙ وَّالنَّجْمُ

رحمن نے سکھایا قرآن بنایا آدمی پھر سکھائی اُسکو بات سورج اور چاند کو ایک ایک حساب ہے اور جھاڑ

وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ○ وَالسَّمَاۤءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ○ اَلَّا تَطْغَوْا فِى الْمِيْزَانِ ○ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

درخت لگے ہین سجدے مین اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ مت زیادتی کرو ترازو مین اور سیدھی ترازو تولو انصاف سے

وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ○ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۙ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ○ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

اور مت گھٹاؤ تول اور زمین کو رکھا واسطے خلق کے اسمین میوہ ہے اور کھجورین جنکے میوے پر غلاف اور اناج جسکے ساتھ بھس ہے

وَالرَّيْحَانُ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

اور پھول خوشبو ہے پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے تم دونوں

اس سورۂ مبارک میں اللہ تعالےٰ نے اپنی مخلوقات پر اپنے انعامات بے انتہا و فضل غیر متناہی کا نمونہ بیان فرمایا اور یہ انعامات دو قسم کے ہیں ایک دنیاوی اور ایک دینی لیکن دنیاوی چیزیں وہی انعام ہو جاتی ہیں جنکو اللہ تعالےٰ کی مرضی کے موافق لیا جاوے حتیٰ کہ اگر دنیا میں کوئی شخص سب سے عمدہ غذا کھاوے اور سب سے بہتر لباس پہنے اور اُس کی یہ نیت ہو کہ اللہ تعالےٰ کی نعمت ظاہر کرے اور مثلاً عالم ہے کہ اسکی حیثیت ہوا ایسے وقت میں اللہ تعالےٰ کے علم دین کی تحقیر نہو یا اُسکو علم آلٰہی پڑھانے میں اور لوگوں کو ہدایت کرنے میں قوت حاصل ہو تو یہ اُسکے واسطے ثواب ہے اور نعمت درحقیقت وہی ہے جس سے کوئی نیک نتیجہ حاصل ہو ورنہ اگر تمام دنیا کا خزانہ اُسکے حق میں جہنم کا انبار ہو تو یہ نعمت نہیں بلکہ وبال ہے پس جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ دنیا کی چیزیں وہی نعمت ہیں جو رضاء آلٰہی عزوجل کے موافق تصرف میں لائی جاویں ورنہ وبال ہیں اور رضاء آلٰہی عزوجل کا معلوم ہونا وحی آلٰہی عزوجل سے ممکن ہے لہذا سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے اسی نعمت کو بیان فرمایا۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ الرحمن تبارک وتعالےٰ نے قرآن تعلیم فرمایا ف الرحمن اللہ تعالےٰ کے صفتی ناموں میں سے ایک نام ہے لیکن دوسرے صفتی ناموں کی طرح یہ نام کسی دوسرے کے واسطے استعمال نہیں ہوتا اگر کہا جاوے کہ قوم بنو حنیفہ نے مسیلمہ کذاب کو اپنے ملک یمامہ کا رحمٰن قرار دیا تھا اور یہ استعمال پھیل گیا جواب یہ ہے کہ وہ فقط الرحمٰن نہیں کہلاتا تھا بلکہ الرحمن الیمامہ کہلاتا تھا۔ الرحمٰن رحمت سے صیغۂ مبالغہ ہے جسمیں دنیا اور آخرت کی کمال رحمت شامل ہے اور اس مقام کے مناسب بھی یہی ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام نعمتوں کے واسطے ایک نام پاک ہو قرآن کو اسواسطے مقدم کیا کہ اسی کے ذریعہ سے دنیا کی چیزیں بھی نعمت ہو جاتی ہیں اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کو کیونکر تعلیم فرمایا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید وحی فرمایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو تعلیم فرمایا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلیم فرمانا یہی بعینہٖ اللہ عزوجل کا تعلیم فرمانا ٹھہرا پھر دیکھنا چاہیئے کہ اس تعلیم کے واسطے دوسری نعمت کی ضرورت ہے اور وہ زبان کی گویائی ہے جس سے ایک دوسرے کا مافی الضمیر سمجھ سکیں لہذا فرمایا۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ۔ انسان کو پیدا کیا اس شان سے کہ اُسکو بیان سکھلایا ف حسن بصریؒ نے فرمایا کہ بیان سے مراد نطق ہے ضحاک و قتادہ وغیرہ نے فرمایا کہ بیان سے مراد بھلائی و برائی ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہاں حضرت حسن بصریؒ کی تفسیر بہتر ہے اسواسطے کہ سیاق کلام یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید تعلیم فرمایا اور تعلیم قرآن یہ ہے کہ اُسکی تلاوت ادا کرے اور ادائے تلاوت کی یہی صورت ہے کہ آدمیوں کو بولنا آسان ہو اور حروف اپنے مخارج سے ادا ہوں مترجم کہتا ہے کہ سب علماءؒ کے نزدیک حروف کو مخارج سے ادا کرنا لازم ہے اور جس شخص کی زبان سے اچھی طرح حروف ادا نہوں اُسکو ہمیشہ کوشش کرنا چاہیئے بعض مفسرینؒ نے لکھا کہ اہل مکہ کہا کرتے تھے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کچھ تلاوت کرتے ہیں یہ اُن کو کوئی جن سکھلاتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے یہاں اُسکو رد فرمایا کہ نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ سکھلاتا ہے اس قول کے موافق خلق الانسان میں انسان سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مراد ہونگے اور یہی ابن کیسان سے منقول ہے لیکن یہ قول زیادہ اعتماد کے قابل نہیں ہے جیسے حسن و قتادہ سے منقول ہے کہ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں یہ خصوصیت بھی قوی نہیں ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالےٰ نے عام احسان بیان فرمایا تو جمیع اولاد آدم شامل ہیں کہ اُنکو پیدا کر کے نطق عطا فرمایا کہ جسکے ذریعہ سے باہم ایک دوسرے کو اپنا مافی الضمیر ظاہر کر سکتے ہیں اور سب سے اعلیٰ قرآن مجید ہے جو اللہ نے انسان کامل یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اور آپ نے اسی نعمت نطق کے ذریعہ سے اپنی افضل اُمت یعنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے تابعین رحمہم اللہ تعالےٰ کو تعلیم فرمایا اگر کہا جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی جانب پیغمبر بھیجے گئے

واجب ہے کہ وہ جن اُمتیون کی جانب بھیجا گیا ہو اُنکو اللہ تعالے کا پیغام پہونچاوے حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرب کو تفصیلی پیغام پہونچایا اور شاہ روم وشاہ ایران وشاہ مصر وغیرہ کو اجمالی پیغام توحید پہونچایا یعنے لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پر ایمان لاؤ تو تمہارا بھلا ہوگا اور اگر نہ مانوگے تو تم مع اپنے تابعین کے گناہگار ٹھہروگے پھر اللہ تعالے نے آپکو اپنے جوار قدس مین اُٹھا لیا جواب یہ ہے کہ آپ نے اصل پیغام توحید اُنکو سُنا دیا تھا اور تفصیلی پیغام توحید پہونچانے کے لیئے آپ کے اصحاب مین سے کاملین کو اپنا خلیفہ کیا یعنے قائم مقام کیا اسیواسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے اور اسکے بعد بادشاہت ہوگی اور دوسری حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم کے طریقہ دینی یعنے سنت قویم کو اپنا طریقہ دینی فرمایا ہے چنانچہ حدیث مین ہے کہ تم لوگ میرے طریقہ سنت کو اور میرے خلفاے راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو اور اُسکو دانتون سے مضبوط پکڑو (الطحاوی واہل السنن) پس خلفاے راشدین آپکی رسالت کو تمام جہان کی طرف پہونچانے کے واسطے آپ کے نائب کامل تھے اسیواسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ جس چیز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جس طریقہ پر رکھا ہے مین اُسی طریقے پر اُسکو پورا کرونگا اور اُسمین کچھ تغیر نہین کرونگا (مسند احمد) واضح ہو کہ ہر نبوت کے بعد سلطنت ہوتی ہے اور سلطنت مین سلطان اگرچہ عادل ہو لیکن بہتیرے صوبہ دار وغیرہ ایسے بھی ہوتے ہین جو امام حق سے بغاوت کرین اور ظاہر ہے یہ بغاوت کسی دینی عذر کے سبب سے بیان کی جاتی ہے پس کبھی تو درحقیقت جیسے ظاہر کیا گیا ویسے ہی باطن مین بھی دینی عذر ہوتا ہے اور ایسی حالت مین اگر امام برحق کے ساتھ باغی نے قتال کیا تو ہر ایک اپنی نیت کے موافق بخشا جاتا ہے اور گناہگار نہین ہوتا اور اللہ تعالے نے قرآن مجید مین یہ حکم بیان فرمایا ہے بہرحال بغاوت کیوجہ سے اگرچہ وہ دینی نیت پر ہو کوئی شخص کافر نہین ہوسکتا ہے غایت یہ ہے کہ اگر بغاوت کرنے والا دینی نیت مین سچا ہو تو بھی وہ دین اسلام سے منکر نہین ہے پس کافر نہین ہوسکتا لیکن بدنیتی سے گناہگار ہوگا چنانچہ قرآن مجید مین صریح منصوص ہے کہ اگر مومنون مین سے دو فریق باہم قتال کرین تو تم لوگ اُن لوگون مین باہم صلح کرادو جب یہ بات معلوم ہوچکی تو ہم کہتے ہین کہ یہ مسئلہ بھی شریعت اسلام سے متعلق ہوا پس اللہ تعالے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہلے اپنے جوار قدس مین اُٹھا لیا پھر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت سے پیغام رسالت تمام جہان کو پہونچایا اور طریقہ عدل نبوت سب پر ظاہر کردیا پھر حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کی خلافت سے فتنہ و بغاوت وغیرہ کا مسئلہ تعلیم فرمایا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیندہ بادشاہون کے واسطے علم نبوت حاصل ہوگیا کہ جو شخص سلطان سے باغی ہو اُس سے کسطرح قتال کرنا چاہیئے اور اُنکے قیدیون و مال کے ساتھ کیونکر برتاؤ کرنا چاہیئے اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ مین علم کا شہر ہون اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اُسکا دروازہ ہین (الترمذی وغیرہ) پس اسی باب نبوت سے آیندہ قیامت تک اُمت کے واسطے احکام شریعت حاصل ہوگئے کیونکہ بعد خلافت کے آیندہ قیامت تک سلطنت ہے اسیواسطے فقیہ جلیل امام ابوحنیفہؒ نے فقہ مین باب بغاوت کے مسائل مین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تمام عملدرآمد کو اصل اصول قرار دیا ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ موافق نص نبوت کے سب معاملات مین حق پر تھے اور جن لوگون نے آپ سے بغاوت کی وہ خطا پر تھے لیکن ان لوگون کو اپنی خطا خود نہین معلوم تھی بلکہ دینی نیت سے سچائی کے ساتھ لڑتے تھے اور یہ بات بھی قطعی دلائل سے ثابت ہے پس یہ مسئلہ بھی اسلام کے مشکل و اہم مسائل مین سے ہے جو اللہ تعالے نے بندگان حق کو تعلیم فرمایا کیونکہ اسکے جاننے سے باوجود قتال و جدال کے اللہ تعالے کے بندے بخشدیے گئے جو شخص دین کا عالم ہو کر اس مقام پر غور کرتا ہے وہ اللہ تعالے کی بہت بڑی نعمت دیکھتا ہے کہ مثلاً باہم قتال کرنا اگرچہ ظاہر مین بہت گناہ معلوم ہوتا ہے لیکن امر حق اللہ تعالے نے تعلیم فرمایا اُسکو جاننے سے اور سچی نیت رکھنے سے شیطان نے کچھ بھی قابو نہ پایا حدیث مین ارشاد فرمایا کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے پس سب نے جنت مین اپنا درجہ پایا اور شیطان خوار ہو کر رہ گیا اگرچہ بہت سے نیک بندے اس دنیا سے اُٹھ گئے الغرض اللہ تعالے کی

یہ نعمت بڑی نعمت ہے کہ اُسنے قرآن مجید تعلیم فرمایا اور انسان کو پیدا کرکے اسکو بیان سکھلایا جس سے وہ دنیا مین اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت دیکھتا اور
اُسکے آثار قدرت پہچانتا ہے جیسے قولہ تعالیٰ اَلشَّمۡسُ وَالۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ۔ سورج اور چاند حساب سے چلتے ہین ف انکی رفتار کے واسطے برجون
و منزلون مین تسخیر قدرت کا ایک حساب معین ہے کہ اُس سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہین کرسکتے ہین جیسے دوسری آیت مین فرمایا لا الشمس ینبغی لہا ان
تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار کل فی فلک یسبحون۔ یعنے سورج سے یہ نہین ہوسکتا کہ چاند کو پالے اور نہ رات سے ہوسکتا ہے کہ دن سے پہلے
ہوجاوے اور ہر ایک اپنے فلک مین سیر کرتے ہین۔ ھ۔ اور جیسے فرمایا جعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیز العلیم۔ رات کو سکون کا
محل بنایا اور سورج اور چاند کو گنٹے ہوے حساب کے ساتھ کردیا یہ سب قدرت والے دانا کار کا باندھا اندازہ ہے۔ ھ۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حسبان
اُنکا مرکز ہے جیسے چکی اپنے مرکز پر گھومتی ہے مترجم کہتا ہے کہ قولہ تعالیٰ کل فی فلک یسبحون مین بھی فلک سے چرخ کے تکلے کے مانند مرکز مراد لیا گیا ہے
تو معنے یہ ہونگے کہ ہر ایک اپنے چرخ پر گھومتا ہے لیکن اسکا حاصل بھی وہی نکلیگا کہ ہر ایک کے واسطے جو اندازہ مقرر کیا ہے اُس سے تجاوز نہین کرسکتے ہین
بلکہ اپنے اپنے مقرری مرکز پر گھومتے ہین اور اُنکا دائرہ اپنے اپنے فلک پر ہے بعض نے کہا کہ یہ حساب ہمارے متعلق ہے یعنے چاند و سورج کی گردش سے
ہمارے واسطے ایک حساب ہے جس سے ہر ایک کی عمر کا اندازہ ہوتا ہے اور اسی سے اوقات عبادت کا شمار کیا جاتا ہے مثلاً چاند سے چاند تک روزہ
ہے اور ذی الحجہ کے چاند سے حج ہے اور دن کے اوقات سے نمازون کے اوقات ہین اور اگر چاند و سورج نہ ہوتا اور رات و دن نہ ہوتے تو یہ
حساب دشوار ہوجاتا کیونکہ زمانہ سب دن ہی ہوتا یا رات ہی ہوتا مترجم کہتا ہے کہ تفسیر اول بہتر ہے کیونکہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ روشن سیارے
جنکی روشنی دیکھکر بہت سے کور باطن انکو اپنا معبود بناتے ہین کسطرح قدرت الٰہی عزوجل مین مسخر ہین کہ ایک ذرہ بھی اپنے حساب معین سے تجاوز نہین
کرسکتے ہین بلکہ خالق عزوجل کے مقہور فرمانبردار ہین اور انھین کی رفتار سے اہل زمین پر مختلف فصلین آتی ہین اور توحید و عبادت کے مختلف وقت
گذر جاتے ہین جن مین کفار اپنی غفلت مین خوار رہتے ہین اور دیندار اپنے رب عزوجل کی بندگی کرتا ہے ولیکن کوتاہی سے شرمسار ہے۔ وَالنَّجۡمُ
وَالشَّجَرُ یَسۡجُدَانِ۔ اور نجم اور شجر دونون سجدہ کرتے ہین ف یہان دو باتین سمجھنا چاہیئے اول النجم سے کیا مراد ہے دوم یہ کہ انکے سجدہ کرنے مین کیسی
قدرت ظاہر ہے خطیبؒ وغیرہ نے لکھا کہ نجم سے مراد وہ گھاس ہے جو زمین سے نجوم یعنے طلوع کرتی ہے اور اُسمین ڈنڈی یعنے پیڑی نہین ہوتی ہے
جیسے وہ نباتات جو زمین پر پھیلتی ہین اور شجر وہ نباتات ہے جسمین ساق یعنے پیڑی ہو جیسے انار کا درخت اگر کہا جاوے کہ سورۂ الصافات مین حضرت
یونس علیہ السلام کے حال مین فرمایا۔ وانبتنا علیہ شجرۃ من یقطین۔ یعنے ہم نے اُسپر کدو کا درخت اُگایا۔ ھ۔ حالانکہ کدو کے درخت مین ساق نہین
ہوتی اور اُسکو شجر فرمایا تو تم کیونکر کہتے ہو کہ بغیر ساق کو شجر نہین کہتے بلکہ نجم کہتے ہین جواب یہ کہ ہم نے وہان اس سوال کا جواب دیدیا ہے حسن و مجاہدؒ نے کہا
کہ نجم سے آسمان کا ستارہ مراد ہے اگر کہا جاوے کہ دونون تفسیر کے موافق سجدہ کرنے کی کیا صورت ہے جواب یہ کہ اگر نجم و شجر سے پھیلی ہوئی گھاس و درخت
مراد ہون تو اُنکے سجدہ کرنے کے یہ معنے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح انکو پیدا کیا اُسیطرح مطیع و منقاد ہین جیسے سجدہ کرنے والا اپنے رب عزوجل کا مطیع
ہوتا ہے یعنے انکی خلقت ایسے طور پر واقع ہوئی کہ مشیت الٰہی سے کچھ بھی تجاوز نہین کرتے ہین تو گویا وہ سجدہ کرنے والے ہین اور ضحاکؒ نے کہا کہ
اُنکا سایہ سجدہ کرتا ہے فراءؒ نے کہا کہ اُنکا سجدہ یہ ہے کہ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو روبرو ہوتے ہین پھر اُسکے ساتھ جھکتے جاتے ہین یہانتک
کہ سایہ جاتا رہتا ہے اور زجاجؒ نے کہا کہ اُنکا سجدہ یہ ہے کہ سایہ اُنکے ساتھ گھومتا ہے اور اگر نجم سے آسمانی ستارہ مراد ہو تو بھی سجدے سے یہ مراد ہے
کہ اُسکا سایہ گھومتا ہے اور ماوردیؒ نے نقل کیا کہ ستارہ کا سجدہ یہ ہے کہ وہ غروب ہوجاتا ہے اور درخت کا سجدہ یہ ہے کہ جو شخص اُسکے
پھل توڑے وہ مطیع رہتا ہے اور نحاسؒ نے کہا کہ سجود کے معنے لغت مین یہی ہین کہ فرمانبردار و مطیع ہو فتح البیان مین ہے کہ شیخ ابن جریرؒ نے

Marfat.com

[قو]ل حسن ومجاہد کو ترجیح دی کیہان نجم سے ستارہ آسمانی مراد ہے اور اُسکا سجدہ یہ ہے کہ طلوع کرے (ف مں) امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ شیخ ابن جریرؒ کی تفسیر مین مذکور ہے کہ مفسرین بالاتفاق کہتے ہین کہ شجر وہ ہے جو ساق پر قائم ہو یعنے جس نباتات مین پیڑی ہو اُسکو شجر کہتے ہین لیکن نجم مین اختلاف ہے پس علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نجم وہ نبات ہے جو روے زمین پر پھیلی ہو یعنے پیڑی پر قائم نہ ہو اور یہی سعید بن جبیر وسدی وسفیان الثوری کا قول ہے اور اسیکو امام ابن جریرؒ نے پسند کیا ہے اور مجاہد وحسن وقتادہؒ نے کہا کہ نجم سے مراد آسمانی ستارہ ہے اور میرے نزدیک یہی قول زیادہ ظاہر ہے واللہ تعالے اعلم کیونکہ اللہ تعالے نے نجم وشجر کا سجدہ کرنا دوسری آیت مین اسطرح بیان فرمایا۔ الم تران اللہ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض والشمس والقمر والنجوم والجبال والشجر والدواب وکثیر من الناس الآیۃ یعنے کیا تو نے دیکھا نہین کہ اللہ تعالے کی شان یہ ہے کہ اسی کے واسطے سجدہ کرتا ہے جو شخص آسمانون مین ہے اور جو شخص زمین مین ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ و درخت اور سب زمین پر چلنے ولے جانور اور بہتیرے لوگ آخر آیت تک۔ھ۔ اس آیت مین تارون کا اور درختون کا سجدہ کرنا مذکور ہے اسیطرح یہان بھی نجم وشجر سے تارے ودرخت مراد لینا اولی ہے (ابن کثیر) اور کہا گیا کہ نجم سے زمین پر پھیلی ہوئی گھاس مراد لینا شجر سے زیادہ مناسب ہے علاوہ اسکے سورج وچاند آسمانی ہین اور نجم وشجر زمینی ہین پھر واضح ہو کہ خطیب وغیرہ نے ان چیزون کے سجدہ کرنے مین اپنی راے کے موافق تاویل کی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ یہ چیزین اسطرح اللہ تعالے کے پیدا کرنے سے مسخر ہین جیسے سجدہ کرنے والا مطیع ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ تاویل محض بعید وہیچ ہے اور اسکا باعث یہ واقع ہوا کہ انھون نے سجدہ کے معنے یہ قرار دیے کہ پیشانی کو زمین پر رکھے چونکہ ان چیزون مین پیشانی نہین ہے بلکہ سورج وچاند کے پاس زمین بھی نہین ہے لہذا اُنھون نے سجود کے حقیقی معنے محال سمجھ کر یہ تاویل کی اور مرد عاقل سمجھتا ہے کہ یہ بنیاد ہی غلط ہے اگرچہ علامہ تفتازانیؒ نے تلویح مین اسکو ترجیح دی اگرچہ شیخ امام صدر الشریعہ نے تاویل کو قبیح قرار دیا تھا بلکہ کہا کہ جو لوگ معرفت سے جاہل ہین وہی ایسی تاویل کرتے ہین مترجم کہتا ہے کہ یہی قول ٹھیک ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ منطق الطیر ثابت ہے اور سلیمان علیہ السلام کے واسطے اسکا سمجھنا قطعی معجزہ تھا پھر کیا تاویل کرنے والے کے واسطے یہ جائز ہو سکتا ہے کہ وہ دعوے کرے کہ منطق تو ان حروف سے ہوتی ہے جو انسان کے لب و دانتون وزبان وتالو وحلق وغیرہ مخارج سے نکلتے ہین اور پرندون مین یہ چیزین معدوم ہین تو اُسکی منطق بھی معدوم ہے بلکہ پرند کے چین چین کرنے سے ایک تجربہ حاصل ہو گیا تھا معاذ اللہ ایسی تاویل کفر ہے اور جو شخص اپنے حواس واوہام کا پابند ہے وہ پہاڑون کی تسبیح کرنے مین ضرور ایسی ہی تاویلین کریگا کہ پہاڑ جاندار نہین اُسکے واسطے نطق کہان سے آیا پس پہاڑ کی یہی تسبیح ہے کہ آواز گونجنے کی صدا اُس سے نکلے ایسے خیالات فقط اُنھین لوگون تک محدود ہین جو اسلام مین سے صرف لفظی حصہ رکھتے ہین حالانکہ قرآن مجید مین معنے اصل ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ یہودیون کی نسبت اللہ تعالے نے قرآن مجید مین فرمایا۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب الآیہ۔ یعنے یہودیون کو کتاب توریت مین سے ایک حصہ دیا گیا۔ھ۔ وہ حصہ فقط لفظی گفتگو ہے اور جن لوگون نے فقط اسی قدر علم پر غرہ کیا انکے خیالات ہمیشہ ایسے ہی فساد کرتے ہین اور لفظون مین جدال سے بال کی کھال نکالنے کے نام سے محقق مشہور ہوتے ہین اسلیے کہ انکے ہمجنس بہت ہین ولیکن تحقیق سے کوسون دور پڑ جاتے ہین جیسا اس مقام پر واقع ہوا بلکہ قولہ تعالے لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا الآیہ کو اقناعی قرار دیا یعنے معتقد کے لیئے کافی ہے ورنہ حجت عامہ کاملہ نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ سخت تعجب ہے حتی کہ امام غزالی علیہ الرحمہ وغیرہ محققین جامع معقول ومنقول نے اسکو قطعی حجت کاملہ قرار دیا جس سے تفتازانیؒ نے اقناعی کہنے والون پر خوف کفر کیا یہان بھی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالے نے جس قدر چیزین پیدا کین ہر ایک کو ہدایت دی اور ہر ایک کی ہدایت اُسکے اندازہ معرفت پر ہے اور اسی اندازہ پر اس سے اللہ تعالے کی تسبیح واقع ہوتی ہے مترجم نے اس مقام کو اسی تفسیر مین جابجا بیان

Marfat.com

کیا ہے اور اصل اسمین قول تعالیٰ وان من شئ الا یسبح بحمده ولکن لا تفقهون تسبیحهم الآیہ ہے پس ہر تسبیح کرنے والے کی تسبیح ہم نہین سمجھتے ہین البتہ ہمارے
نا سمجھی سے اسکا عدم لازم نہین ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو منطق الطیر عطا ہوا تھا اور داؤد علیہ السلام کے ساتھ مین پہاڑ تسبیح کرتے تھے
پس ان دونون پیغمبرون کو انکا تسبیح کرنا اور بولنا معلوم تھا اور جیسے ہر ایک کے لیے تسبیح کا طریقہ ہے اسیطرح ہر ایک کے لیے سجدہ کا بھی طریقہ
اسکے مناسب ہے اور آدمی کے لیے پیشانی زمین پر رکھکر سجدہ کی صورت ہے تو یہ ضرور نہین کہ دیگر چیزون مین بھی یہی صورت ہو اور حدیث میں
حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب جاکر زیر عرش سجدہ کرتا ہے اور اجازت مانگتا ہے
(الحدیث فی الصحیح) اور قولہ تعالیٰ یسجد لہ من فی السموات ومن فی الارض الآیہ مین صریح درخت کا سجدہ کرنا منصوص ہے پس ان جانداروں کو
کیا چیز روکتی ہے کہ اسی نص پر ایمان لادین اگر کہا جاوے ہماری نظر مین نہین آتا ہے جواب یہ کہ تمہاری روح بھی نظر نہین آتی ہے اور بہت
چیزین ہین جنکا شمار کرنا تطویل ہے پھر بے فائدہ اس سے انکار کی کوئی وجہ نہین ہے پس صحیح ثابت ہوا کہ نجم و شجر اپنے رب عزوجل کے لیے
سجدہ کرتے ہین اور جسنے اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع و عاجزی اختیار کی اُسکو اللہ تعالیٰ بلند فرماتا ہے اور جسنے عدل اختیار کیا وہ کمال پر پہونچتا
ہے وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الۡمِيۡزَانَ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِي الۡمِيۡزَانِ ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند فرمایا اور میزان کو قائم کیا یہ کہ تم
لوگ میزان مین تجاوز نہ کرو ف یعنے اللہ تعالیٰ نے آسمان کو زمین پر بلند چھت کر دیا بقاعیؒ نے کہا کہ پہلے آسمان و زمین دونون مادہ ایک ہی
مین ملے ہوے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے جدا کرکے آسمان کو بلند چھت کر دیا بیضاویؒ نے کہا کہ آسمان کی بلندی باعتبار اُسکے رتبہ و محل کے ہے یعنے
آسمان کا مقام اونچا ہے اور زمین سے اُسکا رتبہ بلند ہے صاحب کشافؒ نے کہا کہ اسکی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور قضاے
مقدر اور اُسکے اوامر و نواہی کا نزول آسمان سے ہوتا ہے اور ملائکہ بھی وہین رہتے ہین (السراج) مترجم کہتا ہے کہ صاحب کشافؒ نے اشارہ کیا کہ
ملائکہ کا رتبہ بھی آدمیون سے افضل ہے لیکن یہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ ملائکہ کی پیدائش مانند دیگر مخلوقات کے حرف کُن سے واقع ہوئی اور
آدمی کی پیدائش دست قدرت سے ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ مین نے جنکو حرف کُن سے پیدا کیا اُنکو صالحین اولاد آدم کے برابر نہین
کرونگا جسکو مین نے اپنے ید قدرت سے پیدا فرمایا ہے (المشکوٰۃ) اور واضح ہو کہ زمین اس آسمان کے واسطے مثل مرکز کے ہے اور انبیا علیهم السلام
مع اپنے صالحین اصحاب کے دنیا مین بعد ادائے خدمات و حصول کمالات کے آسمانون مین اپنے اپنے محل پر ہین چنانچہ سبحان الذی اسریٰ کی تفسیر
معراج مطالعہ کرنے سے ظاہر ہے بالجملہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو سقف مرفوع بنایا اور میزان کو وضع فرمایا میزان یعنے ترازو سے اعتدال معلوم
ہوتا ہے پس یہان مراد عدل ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے عدل کو قائم فرمایا اور یہی شرع الٰہی ہے مجاہد و قتادہؒ وغیرہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین
مین اپنی شریعت عدل کو رکھا اور اُسکے موافق عمل کرنیکا حکم دیا بعض مفسرینؒ نے کہا کہ میزان سے مراد قرآن ہے مترجم کہتا ہے کہ خواہ شریعت کہو یا
قرآن کہو دونون کا ایک ہی حاصل ہے اگر کہا جاوے کہ زمین مین میزان عدل رکھ دینے کے کیا معنے ہین جواب یہ کہ ان لا تطغوا فی المیزان
یہ کہ تم لوگ عدل مین تجاوز مت کرو بعض مفسرینؒ نے کہا کہ میزان رکھنے سے یہ مراد ہے کہ قرآن و شریعت عدل پر عمل کرو تاکہ عدل سے تجاوز
مین نہ پڑو اُسکا حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرماکر آدمیون کے واسطے شریعت عدل بھیجدی تاکہ عدل پر قائم رہین اور عدل ہی
سے سب کمالات حاصل ہوتے ہین پس دنیا چھوڑنے کے بعد اپنے کمالات پر پہونچین اور صراط مستقیم یہی عدل ہے جو جہنم کی پشت پر قائم ہوگا
پس جو شخص دنیا مین صراط مستقیم پر تھا وہ اس راہ کو طے کر جائیگا اور جو یہان اس راہ سے بہک گیا اور گمراہ ہو گیا تھا وہان بھی دائین بائین
لغزش کھاکر جہنم مین جائیگا اگر کہا جاوے کہ جب اللہ تعالیٰ نے میزان عدل وضع فرمائی تو یہان کسیکو اُس سے تجاوز کرنیکی مجال نہین ہوسکتی تھی

جواب یہ کہ وضع کرنے سے یہ مطلب نہین ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قہری طور پر پیدا کر دیا بلکہ وضع کرنے سے یہ مراد ہے کہ میزان عدل کو نازل فرماکر اُسی پر چلنے کا حکم دیا یعنے تم لوگ میزان مین طغیان نہ کرو اور میزان عدل سے تجاوز مت کرو لہذا ارشاد فرمایا۔ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔ اور ٹھیک کرو وزن کو عدل کے ساتھ اور میزان مین خسارت مت کرو۔ ف ابن عیینہؒ نے فرمایا کہ ٹھیک کرنا ہاتھ سے ہے اور قسط دل سے ہے یعنے عدل کی نیت سے وزن کو اپنے ہاتھون ٹھیک رکھو اور میزان مین خسارہ مت کرو اسمین دو باتین شامل ہین اول معاملات دنیاوی دوم معاملات دینی پھر معاملات دنیاوی مین بھی دو طریقے ہین ایک یہ کہ جب کسی شخص سے مثلاً اناج خریدے تو نہین چاہیئے کہ تول مین اُسکا خسارہ کرے اسطرح کہ باٹون کی طرف ڈنڈی مارکر اناج زیادہ لے دوسرے یہ کہ جب کسیلئے ہاتھ فروخت کرے تو یہ نہین چاہیئے کہ اناج کی طرف ڈنڈی مارکر کم دے اور حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بازار مین تشریف لے گئے تو فرمایا کہ اے گروہ موالی تم لوگون نے ایسے دو کام اختیار کیئے ہین جنسے سابق مین ایک اُمت ہلاک کی گئی وہ ناپ اور تول ہے یعنے انکو ٹھیک عدل کے ساتھ رکھو (حدیث صحیح) جاننا چاہیئے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جن بدکاریون کی وجہ سے ہلاک کی گئی ان مین سے ناپ اور تول مین خسارہ بھی ہے کیونکہ وہ لوگ اسطرح ڈنڈی مارتے تھے رہا بیان دین کا تو جاننا چاہیئے کہ دنیا مقام تجارت ہے یہان سے روحانی کمالات موافق عدل کے حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ جو خصلت موافق عدل ہو وہی قابل تعریف ہے حتی کہ شجاعت بھی صفت اعتدال ہے کیونکہ اگر کمی ہو تو نامردی کہلاتی ہے اور اگر حد سے بڑھے تو حماقت و تہور ہے مثلاً ایک شخص بغیر ہتھیار کے ننگے ہاتھون کلان شیر سے بھڑ جائے حتی کہ وہ شیر اُسکو چیر پھاڑ کر ٹکڑے کر دے تو یہ شجاعت نہین بلکہ حماقت ہے اور شجاعت اُسوقت یہ تھی کہ اپنے حواس قائم رکھکر حسن تدبیر کے ساتھ اپنے نفس کو محفوظ رکھے اسطرح دیگر صفات مین بھی حد اعتدال قابل تعریف ہے اور اُس سے کسی جانب تجاوز کرنا مذموم ہے اور ہر صفت مین یہ تینون مرتبہ ظاہر ہوتے ہین حتی کہ خرچ کرنے مین بھی اگر بیجا تنگی کرے تو بخل مردود ہے اور اگر بیجا زیادتی کرے تو اسراف مذموم ہے اور اسکے درمیان مین حد اعتدال سخاوت ہے جب یہ معلوم ہو گیا تو دینی معاملات مین انسان کو چاہیئے کہ نفس کی طاقت کے موافق اللہ تعالےٰ کی عبادت کرے اور بے اعتدالی نہ کرے مثلاً کوئی شخص ہمیشہ دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھے اور حقوق ضائع کرے تو یہ قابل تعریف نہین ہے اسیواسطے حدیث مین فرمایا لاصام من صام الدہر یعنے جسنے ہمیشہ روزہ رکھا اُسنے روزہ نہین رکھا (السنن) یہ ایسے شخص کے واسطے ہے جو کبھی افطار نہ کرتا ہو اور نفس وغیرہ کے حقوق ضائع کرتا ہو اور حدیث مین ہے کہ تیرے نفس کا تجپر حق ہے اور تیرے مہمان کا تجپر حق ہے اور تیری زوجہ کا تجپر حق ہے (الصحیح) اور رات کی شب بیداری دائمی اور دن کے روزۂ دائمی سے نفس مخبوط اور حواس مکدر ہو جائینگے جیسا کہ حدیث مین تنبیہ فرمائی گئی ہے تو اللہ تعالےٰ کی آیات قدرت مین فکر کرنے سے جو معرفت کاملہ حاصل ہوتی اُس سے بالکل محروم رہجائیگا حالانکہ یہ کمال عظمیٰ ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات مین ایک ساعت آیات مین فکر کرنا تمام رات کی نوافل سے بہتر ہے (مشکوٰۃ وغیرہ) اور اللہ تعالےٰ نے آیات قدسی مین فکر کرنے والون کی تعریف فرمائی ہے اور اس فکر کی لیاقت انھین بندون کو حاصل ہوتی ہے جو علم قرآن وحدیث کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی آیات قدرت اور اُسکی مخلوقات مین فکر کرتے ہین جس سے اللہ تعالےٰ کی صفات کاملہ کے عکس انوار سے اُنکے قلوب مالامال ہو جاتے ہین اور اُسکی شان کبریائی کی عظمت سے متحیر و خود رفتہ ہو جاتے ہین الحاصل تمام امور دین مین اعتدال عین کمال ہے اور خوبی ایمان اور حسن نیت سب کی جوٹی ہے اور یہ اللہ تعالےٰ ہی اپنے فضل سے توفیق دینے والا ہے اور جبتک انسان کی زندگی ہے تب ہی تک اُسکے واسطے یہ زمین اُسکا بسیرا ہے اور یہ جسم اُسکی سواری ہے اور اسی جسم کے ذریعہ سے وہ قرب کی منزلین طے کرتا ہوا اللہ کی طرف جاتا ہے۔ پس اس راہ سے یہ جسم اُسکے واسطے بہت بڑی نعمت ہے اور اسکو بیوقت ضائع نہین کرنا چاہیئے جیسے بعضے جاہلون کو شیطان

سکھلاتا ہے کہ نفس کشی کرو اور اسکے معنے یہ بتلاتا ہے کہ جسم کو چلہ وغیرہ فاقہ سے مضمحل کرو اور اُسکے حواس کو مخبوط کرو اور ایسے لوگ انہی جہالاتون
بغیر کسی کمال کے برباد ہوجاتے ہین حالانکہ نفس کشی کے معنے یہ ہین کہ نفس اپنے قوتون کے ساتھ فقط انھین نیکیون کے تابع رہے جو شرع مین
بتلائی گئی ہین اگرچہ نفس کی خوشی وتازگی وقوت فقط ایسی باتون سے ہوتی ہے جنکو جی چاہتا ہے اور عموماً ایسی باتین لہو ولعب وشہوات ہین
جب نفس کو اسکی قوت وتازگی وعیش کی چیزون سے روک لیا گیا اور برخلاف اسکے عبادات وکمالات کے کامون پر مجبور ومقہور کیا گیا تو گویا آدمی
نے خود اپنے جی کو یعنے نفس کو مار لیا اور یہی نفس کو مارنا نفس کشی ہے اور جاہل صوفی اسکو بھی نہین سمجھتے ہین بلکہ شیطان نے جو معنے اُنکو بتلائے ہین یعنے
قوائے بدن وحواس نفس کو بیکار کرنا جیسے نصرانیون کے راہب اور ہندؤن کے جوگی کیا کرتے ہین یہی انکے خیال ہین نفس کشی کے معنے ہین اور یہ سب
باطل خیال ہے اور ایسے جاہلون پر زیادہ افسوس یہ ہے کہ اُنھون نے یہ باتین خود نفس کے وسوسہ سے اختیار کین اور دنیا مین بھی اس حالت خواری
سے بسر ہوئی اور آخرت مین بھی حسرت وندامت پائی تو دین ودنیا دونون برباد ہوئی لیکن دنیا مین بہت سے لوگ انکے معتقد ہوجاتے ہین اور اپنی
کمال شناخت سے پرکھ کے انکو اعلیٰ درجہ کا ولی وقطب ٹھہراتے ہین اور اوپر کے بیان سے معلوم ہوچکا کہ وہ بیچارہ خود نفس کے پنجہ مین دوربھک گیا ہے
اور اگر سچی نفس کشی کی راہ مین ہوتا تو کمالات مین ہوتا اگر نفس کو اسکے شہوات باطلہ سے مار لیا ہوتا تو کمالات روحانی کی جانب ترقی پاتا کیا نہین
جانتے کہ حدیث صحیح مین ہے کہ تم مین سے کوئی ایمان مین ٹھیک نہوگا جب تک اسکی یہ صفت نہ ہوجاوے کہ اسکے نفس کی خواہش اس امر حق کے
تابع ہوجاوے جسکو مین لایا ہون (الصحاح) اور صبر سے یہی مراد ہے کہ نفس یعنے اپنے جی کو اسکے لغو خواہشات سے مار لے اور آیات مین صبر وصلوٰۃ
سے مدد لینے کا حکم ہے اس تمام بیان سے معلوم ہوا کہ ایک طرف تو نفس کو مضمحل کرنے سے اور اسکے حواس بیکار ورائگان کرنے سے آیات واحادیث مین
ممانعت ہے اور جاہل صوفی اسکو نفس کشی سمجھکر اُلٹی راہ چلتے ہین اور یہ مذموم ہے اور دوسری طرف احادیث صحیحہ مین جی کو یعنے نفس کو مارنے اور صبر کرنیکی
تاکید ہے پس اگر عالم ہو تو وہ اپنی نعمت علم سے اس میزان عدل کو عمل مین لاوے اور اگر عام اہل اسلام مین سے ہے تو وہ کسی عالم شیخ کی خدمت مین
یہ معاملہ سیکھے اور اسکو پیری مریدی کہتے ہین تاکہ میزان عدل مین خسارہ نہ اُٹھاوے اس بیان سے آیت قدسی سمجھنے کا ایک نمونہ معلوم ہوگیا اور
اب تمام تفاصیل کے لیئے اسکو سمجھ حاصل ہوگئی اور ہر شخص کے لیئے اسکے حالات کے لحاظ سے بھی میزان عدل کے طریقے ہین بلکہ ایک ہی شخص کے لیئے
اسکی بعض حالتون کی راہ سے مختلف طریقے ہوجاتے ہین (اول مثال) یہ ہے کہ جیسے حدیث قدسی مین آیا ہے کہ اس زمانہ مین حالت یہ ہے کہ واعظ
بہت ہین اور مال کو خدا کی راہ مین قربان کرنے والے بہت ہین اور نور ایمان ہر طرف منور ہے تو علم حاصل کرکے اسپر عمل کرنا چاہیئے کہ دسوان حصہ بھی
بے عمل نہ چھوڑے اور آخر ایک زمانہ اسکے برعکس آنے والا ہے تو اسوقت علم حاصل کرنا چاہیئے اور عمل کا موقع حاصل نہونے سے اگر دسوین حصہ پر بھی عمل
کریگا تو پورا ثواب پاویگا یہ اصل حدیث کتب سنن ومشکوٰۃ وغیرہ مین موجود ہے دوسری روایت مین ہے کہ اُسوقت کے سچے عامل قلیل کو پچاس گونہ تم
ایسے صالحین کا ثواب ملیگا ایک حدیث مین ہے کہ فساد اُمت کے وقت جو شخص میری سنت پر عمل کریگا اسکو سو شہیدون کا ثواب ملیگا ایک حدیث
مین یہ بھی تنبیہ کی گئی ہے اور ہمت دلائی گئی ہے کہ اُسوقت مین طریقہ سنت قویم پر عمل کرنا ایسا دشوار ہوگا جیسے ہاتھ مین چنگاری دبانا مترجم کہتا ہے کہ
ہم اپنے رب سبحانہ تعالےٰ ہی سے توفیق وقوت مانگتے ہین کہ اسکے رسول مکرم مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت قویم پر عمل کی توفیق پاوین ولاحول ولاقوۃ
الا باللہ العلی الحکیم وحسبنا اللہ ونعم الوکیل (مثال دوم) یہ ہے کہ آدمی ایک وقت مین اولاد وزوجہ کے حقوق سے فارغ ہوتا ہے تو اسکو میزان
اعتدال کے ساتھ نفس سے روح کی خدمت لینے کا موقع فراخ حاصل ہوتا ہے برخلاف زمانہ فکر کے اسیطرح جس زمانہ مین وہ جوان قوی ہے تو اسکو
روزہ رکھنے کی حاجت میزان عدل مین زیادہ ہے بہ نسبت اسکے کہ جب وہ بڑھاپے مین داخل ہوا کیونکہ اسوقت قوائے شہوت خود کمزور ہوگئے

Marfat.com

لیکن اگر کوئی شخص ہمت مین برابر اپنے دوامی طاعت پر قیام رکھے تو یہ اس جہت سے زیادہ خوبصورت ہے کہ آخرت ولقاء الٰہی اسکو مرغوب ومحبوب ۱
ہے لیکن اگر مثلاً ایسا اتفاق ہو کہ جوانی مین اسکے پاس زوجہ یا زوجات تھین اور بڑھاپے مین اسکی کوئی زوجہ نہین ہے اور نہ مصلحت ہے اور اس کو
بدنظری وشہوت سے خوف ہوا تو اسکو روزے رکھنے مین زیادہ کثرت کرنا عین مصلحت وعدل ہے الغرض دینی معاملات مین میزان عدل کا یہی
خلاصہ ہے کہ اپنے نفس کے اعمال خیر وشر کو ایمان کی ترازو مین تولے اور حساب لے تاکہ نفاق سے بچے اور اپنی ترازو کا پلہ نیکیون سے بھاری پاوے
اور نفس کو کمالات ودرجات پر عروج کرنے کے لیئے عمدہ گھوڑا بناوے اور اسکو ضائع نہ کرے واللہ تعالےٰ ہو الموفق اور دین مین عالم وسمجھدار ہونا کامل
نعمت ہے اور حدیث مین ہے کہ منافق مین دو باتین جمع نہین ہوتی ہین ایک نیک خلق اور دوسری دین کی سمجھ (صحیح الترمذی) اور حدیث مین
ہے کہ ایک فقیہ عالم بہ نسبت ہزار عابدون کے شیطان پر سخت بھاری ہوتا ہے (صحیح الترمذی) پس عالم فقیہ خود اپنے آپکو میزان عدل پر رکھتا ہے
اور جو لوگ اسکے تابع ہدایت ہوتے ہین اُنکو عدل پر لے چلتا ہے پس اللہ تعالےٰ کا حکم عالی پورا ہوتا ہے کہ تم لوگ وزن کو عدل کے ساتھ ٹھیک
رکھو اور میزان مین خسارت مت کرو۔ وَالْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَالنَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ۔
اور زمین جسکو خالق عزوجل نے انام کے واسطے رکھا ہے اس زمین مین فاکہہ ہین اور اکمام والے نخل ہین اور بھوسی والے دانے ہین اور ریحان ہین
ف یعنے زمین کی جاندار مخلوقات کے حق مین جن مین سب سے اشرف انسان ہے اللہ تعالےٰ نے اپنی بیشمار نعمتین پیدا فرمائی ہین اور کسی آدمی کی
مجال نہین ہے کہ ان نعمتون کا تفصیلی حال اپنی تمام عمر مین بھی سن سکے یا سمجھ سکے لہذا رب تبارک وتعالےٰ نے اُنکو مجمل بیان فرمایا تاکہ عالم وجاہل
اس مقدار کو یکسان سمجھ لین اگرچہ عالم اس سے تفصیلی انعامات غیر متناہی کی جانب بفضل الٰہی ترقی کرینگے پس اجمالی بیان یہ کہ آسمان کو سقف مرفوع
بنایا اور اُسکے مرکز مین زمین کو بچھایا اور زمین مین انس وجن وجمیع حیوانات کے واسطے فاکہہ پیدا کیئے فاکہہ ہر ایسی چیز کو کہتے ہین جس سے تفکہ
کیا جاوے اور اسمین سب قسم کے پھل داخل ہین اور خاصکر نخل کو بیان فرمایا نخل یعنے خرما اور جب خرما کی گودھ نکلتی ہے تو اسپر کمامہ ہوتا ہے
یعنے اُسکے سبز گودے پر خوبصورت لباس چڑھا ہوتا ہے جیسے یہان کیلون کی گودھ پر اُسکے مناسب کمامہ ہوتی ہے کمامہ کی جمع اکمام ہے تو نخل کی
صفت ہوئی کہ وہ اکمام والا ہے اور اس کمامہ سے بھی منفعت حاصل کرتے ہین جیسے اُسمین سے جمار نکلتا ہے اُسکو بھی کھاتے ہین بلکہ نخل کی کوئی
چیز بیکار نہین جاتی جیسے ہندوستان مین گنوار لوگ چنے کی نسبت یہ کہتے ہین کہ اُسکے ساگ کو کھاؤ پھر بونٹ کھاؤ پھر ہولا کھاؤ پھر چنا بھون کر
یا ابال کر کھاؤ اور اُسکی دال بناؤ یا پیسکر پکاؤ اور اُسکی بھوسی بھی کام مین لاؤ اسیطرح زمین مین حبوب یعنے اناج کے دانے پیدا کیئے اور حب کے
پر ایک قسم کا غلاف ہے جسکو ہندی بھوسا اور عربی عصف کہتے ہین اور بعض نے کہا کہ دانے کے سوائے ڈنٹھل وپتیان سب عصف ہین پھر
ال حب کی یہ صفت ہے کہ وہ ذو العصف ہوتا ہے اسیطرح اللہ تعالےٰ نے ریحان پیدا فرمایا جو خوشبودار ہوتے ہین اور کلبیؒ وغیرہ نے کہا کہ
مت مین سے جو پتیان کھائی جاتی ہین وہ عصف ہین اور جو دانہ کھایا جاتا ہے وہ ریحان ہے اور فراءؒ نے کہا کہ جو پتیان نہین کھائی
جاتی ہین وہ ریحان ہین اور صحاح مین مذکور ہے کہ ریحان خوشبودار نباتات مشہور ہے اور رزق کو بھی ریحان کہتے ہین ابن عباسؓ سے منقول ہے
قرآن مجید مین جہان ریحان آیا وہان رزق مراد ہے مترجم کہتا ہے کہ اس قول کے موافق آیت مین معنے یہ ہونگے کہ اللہ تعالےٰ نے فواکہہ ونخل و
حبوب پیدا کیئے اور ریحان یعنے رزق پیدا کیا اگر کہا جاوے کہ خرما واناج خود رزق ہین پھر اسکے بعد رزق ریحان سے کیا مراد ہے جواب یہ کہ
دو فائدے ہین اول یہ کہ نخل وحبوب مین رزق منحصر نہین ہے بلکہ گوشت وغیرہ سے بھی رزق حاصل کیا جاتا ہے بلکہ نخل وحبوب سے
کے حلوے ومٹھائیان وحریرہ وروٹیان وغیرہ لطیف غذائین بنائی جاتی ہین دوم یہ کہ رزق فقط ایسی چیزون مین منحصر نہین ہے

جو کھانے کے واسطے نصیب ہون بلکہ رزق مال رزق اولاد بھی مشہور محاورہ ہے اور حدیث شریف مین اولاد صغیر کو پیار کرنے کے موقع مین فرمایا
کہ تم ہی لوگ غافل کرتے ہو اور جہاد سے بزدل کرتے ہو حالانکہ تم ریحان الٰہی مین سے ہو اور دوسری حدیث مین بھی حضرت سیدنا امام
حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی نسبت فرمایا کہ دنیا مین سے تم دونون میرے ریحان ہو (الصحاح والسنن) پس معلوم ہوا کہ اگر الریحان سے خوشبودار نبات
مراد ہو تو معنے ظاہر ہین اور اگر ریحان سے رزق مراد ہو تو اُسمین نباتات و خوشبودار کے علاوہ سب قسم کی ترکیبی غذائین اور گوشت وغیرہ ہر قسم کی
لحمی غذائین اور اُنکے مرکبات اور رزق مال و اولاد وغیرہ بھی شامل ہین بلکہ انسان کو اپنی ذات مین جو فضل الٰہی سے جسمانی خوبیان از قسم حسن و
خوبصورتی وغیرہ نصیب ہوئین اور صفاتی خوبیان جو از قسم علم و اخلاق وغیرہ نصیب ہوئین وہ بھی داخل ہین۔ فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ
پس تم دونون اپنے رب عزوجل کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف یہ نعمتین جو مجمل بیان ہوئین اُنکا اجمال بھی ایسا طویل ہے کہ بندون
کی استعداد سے باہر ہو گیا پس مجمل بھی مجمل کر دیا گیا پھر انام کو خواب غفلت سے بیدار فرمایا کہ ان نعمتون مین سے کس نعمت کا انکار کر سکتے ہو اگر کہا جاوے
کہ انام سب جاندارون کو شامل ہے پھر یہان تثنیہ کا خطاب دونون کی جانب فرمایا تو دونون سے کیا مراد ہے مفسرینؒ نے کہا کہ جمیع انام مین سے
خطاب کے لائق فقط دو فریق ہین جنکو عقل دی گئی ہے اور وہ فریق جن و فریق انس ہے پس اسیواسطے ان دونون کی جانب خطاب فرمایا
بعض نے کہا کہ خطاب فقط انسان ہی کی جانب ہے لیکن عرب کی عجیب بلاغت مین سے یہ بھی بلیغ محاورہ ہے کہ مخاطب کو تثنیہ کی لفظ سے خطاب
فرماتے ہین کیونکہ اس صورت مین اُسکی شرمندگی دونی ہو جاویگی اور اسکی لطافت ظاہر ہے مترجم کہتا ہے کہ بالجملہ یہ خطاب فقط انسان کیواسطے
انکو شرمندہ کرنے کے طور پر ہے یا انسان و جن دونون کو خطاب کیا گیا ہے بہرحال امین سے دیگر انام حیوانات چرند و پرند کو یہ خطاب نہین کیا گیا
لیکن میرے نزدیک خطاب نہ کرنے کی یہ وجہ نہین ہے کہ اُنکو عقل نہین ہے کیونکہ یہ خیال صرف عوام الناس و فلسفی وہمیون کے دماغ مین جما ہوا
ہے اور تحقیق مین صحیح نہین ہے اور احادیث و آثار متواترہ سے بلکہ اللہ تعالے کی سب آسمانی کتابون سے یہ بات خوب ثابت ہو گئی کہ جمیع حیوانات
اپنے رب عزوجل کو پہچانتے اُسکی نعمتون پر تسبیح کرتے ہین اور ہر حال مین اُسکی مشیت کے مطیع ہین اور منکر نہین ہین پس یہی تحقیقی وجہ ہے کہ اُنکو اس
خطاب مین شامل نہین کیا گیا کیونکہ وہ اصناف امم منکر نہین ہین اور خلاصہ یہ نکلا کہ رب عزوجل نے جمیع انام کے واسطے آسمان و اُسکی عجائبات
پیدا فرمائین اور زمین و اُسکے انعامات سب جاندارون کو عطا کیئے اور ان جاندارون کے بھی انواع و اقسام بے انتہا و بے شمار ہین پھر یہ سب
اقسام بے انتہا اپنے رب خالق عزوجل کی نعمتون پر شکر گذار ہین اور اُسکی وحدانیت پر تسبیح پڑھتے ہین سوائے دو قسم کے اور وہ جن و انس ہین پس انھین
دونون کو خطاب فرمایا کہ تم دونون گروہ باوجودیکہ سب اقسام انام پر جمعیت حواس و دعوے عقل سے فوقیت کے مدعی ہو پھر بھی اللہ تعالے کی
وحدانیت سے انکار کرتے ہو پس اللہ تعالے نے اپنی نعمتین دنیاوی و دینی ان سب کی سمجھ کے لائق شمار فرمانی شروع کین کہ دیکھو تمکو اس قسم کی
نعمتین دی گئین پھر ان مین سے تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو بعد اُسکے دوسری قسم کی نعمتین شمار کر کے اُنکو شرمندہ کیا کہ ان مین سے کسکا انکار
کرتے ہو اسیطرح آخر تک سب نعمتون پر اُنکو شرمندہ کیا جیسے دنیا مین ایک آدمی نے دوسرے آدمی پر بچپن سے لیکر آخر جوانی تک پے در پے بکثرت
احسانات کیئے آخر مین وہ کمبخت اپنے محسن کا دشمن بن بیٹھا اور کفران نعمت کرنے لگا تو محسن نے اُسکے حال پر افسوس کیا اور چاہا کہ اسکو کفران نعمت
سے ہدایت پر لاوے ایسا نہ ہو کہ یہ عذاب الٰہی مین مبتلا ہو جاوے پس اُسنے کہنا شروع کیا کہ اے عزیز کیا یہ بات نہ تھی کہ مین نے تجکو یتیمی کی حالت مین
محتاجی کی تکلیف سے بچا کر اپنے بچون کی طرح پرورش کیا کیا تو اس سے انکار کرتا ہے پھر جب تو ہاتھ پاؤن والا ہوا تب مین نے تیرے ساتھ اپنی
اولاد کے برابر اپنے مال سے تجھے حصہ دیا کیا تو اس سے انکار کرتا ہے پھر تجھے کوئی نہین پوچھتا تھا اور مین نے اپنی قرابت سے تجھے سرفراز کیا کیا اس

Marfat.com

بہت ہے کہ تو اُس سے انکار کرتا ہے اسیطرح اپنی نعمتون کو متعدد شمار کرتا رہا کہ ہر ایک ان مین سے حق و صدق تھی آخر وہ شخص ان بے شمار نعمتون کے
انکار سے گھبرایا اور اُسنے اپنے نفس کی جانب غور کیا کہ اُسکے احسان سے میرا بال بال مالا مال ہے اور اُسکو اپنا وقت یاد آیا تو وہ رو کر اُسکے پیرون پر
گر پڑا اور اُس مرد محسن نے کہ جسکی صفت عالی مین سے یہ احسانات تھے اب بھی اُسکا سر اُٹھا کر اپنے گلے سے لگا لیا غور کر کے دیکھو تو اس محسن کا اس
طریقے سے سمجھانا بھی لطیف احسان تھا اس سے زیادہ غور کے قابل یہ ہے کہ ان دونون آدمیون مین یہ معاملہ مجازی تھا پھر بھلا رب تبارک و تعالے
کے فضل عظیم کو دیکھو کہ کس بلیغ عنایت سے ہم لوگون کو اس سورۂ مبارک مین اپنے حقیقی انعامات سے متنبہ فرمایا حتی کہ ہمارا موجود ہونا اور بال بال
اور جان و مال سراسر اُسیکا حقیقی احسان و انعام ہے پس مبارک بندہ وہ ہے کہ اسکے جواب مین اسطرح کہے کہ اے رب ہم تیری نعمتون مین سے کسی نعمت کا
بھی انکار نہین کر سکتے ہین اور سب حمد و ثنائے جمیل تیری ہی ذات پاک کے واسطے لائق ہے اللّٰہم کذلک نقول فتمم علینا نعمتک وانت ارحم الراحمین
آمین شیخ امام ابن کثیرؒ کی تفسیر مین ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے یہان انام کے واسطے زمین کا وضع کرنا بیان فرمایا اور اسکے تفصیلی انعامات مین سے
بعضے بہت ظاہر ہین کہ آسمان کو اسپر چھت کے مانند سقف محفوظ کر دیا اور زمین کو بمنزلہ گہوارہ کے انام کے واسطے راحت کر دیا نہ وہ سخت پتھر ہے اور
نہ نرم دلدل ہے اور کشتی کی طرح اُسمین ہالہ ڈولا بھی نہین آتا بلکہ پہاڑون سے مثقل ہے اقول پہاڑون کا جال زمین کے اوپر اور سمندرون کے
اندر عجیب صنعتون سے پھیلا ہوا ہے کہ کسی بشر کی سمجھ اُسکی عجائبات حکمت تک نہین پہونچتی ہے اور بہت سے دیوانے مدعی جنکا یہ خیال ہے کہ ہم
حکیم بن بیٹھے ہین وہ بجائے خود اپنی کوٹھری مین اپنے نفس کے نزدیک بڑے حکیم ہین اُنکے نفس نے اُنکو خوب میان مٹھو بنایا ہے لیکن جب کبھی وہ
کسی ایسے بندۂ خدا کے سامنے آتے ہین جسکی نظر اپنے رب عز و جل کی عجائبات قدرت مین متحیر ہے اور وہ اس مدعی حکیم سے ایک خفیف سوال بھی کرتا ہے
تو میان مٹھو کا ناطقہ بند ہو جاتا ہے گویا بلی نے دبوچ لیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ قال الشیخ اور اللّٰہ تعالے نے روے زمین پر انام یعنے انواع خلائق
مین سے بے شمار پیدا فرمائے اگر اُنکی شکلین و رنگ و زبانین و آوازین و حرکات و سکنات کو نظر غور سے دیکھا جاوے تو اُسکی قدرت مین تحیر ہوتا ہے
ابن عباسؓ و مجاہدؒ و قتادہؒ وغیرہ نے کہا کہ انام سے مراد مخلوقات ہے اسیطرح انکے واسطے اقسام فواکہہ پیدا کیے مترجم کہتا ہے کہ اگر ان فواکہہ کے
منافع و مضرتین اور شکلین و صورتین و رنگ و مزہ وغیرہ دیکھے جاوین تو حیرت پر حیرت طاری ہوتی ہے اور مخلوقات مین جس جڑی بوٹی و پھل
پھول کو بعضے عوام الناس محض بیکار و مضر سمجھتے ہین وہی بعضے اہل عقل کے تجربہ سے ایسی نافع ثابت ہوتی ہے کہ اپنی منفعت مین اُسکا بدل نہین
ملتا لیکن جاہلون کو اس سے یہ نتیجہ نہین حاصل ہوتا کہ مخلوقات فی نفسہ جاہل ہین تا کہ اللّٰہ تعالے نے جو کچھ اپنی وحی عالی سے اپنے پیغمبرون کو تعلیم
فرمایا اُس سے یہ جاہل نفع پاوین کہ اللّٰہ عز و جل کی مخلوقات بے انتہا ہے اور یہ دار دنیا اُسکی مخلوقات مین ایک ذرہ ہے تو اسی مین منہمک ہونا
بے فائدہ ہے قولہ والنخل ذات الاکمام فواکہہ مین سے خاصکر نخل کو اسواسطے علحدہ بیان کیا کہ یہ اکثر وجوہ سے عمدہ ہے اور اُسکا نفع عام ہے ابن جریجؒ نے
ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کی کہ خرما کی گودھ پر جو غلاف ہوتا ہے اُسکو کمامہ کہتے ہین اور ایسا ہی دیگر مفسرینؒ نے بیان کیا ہے اور اسی مین
تو د نکلتا ہے پھر عنقود سے سبز کیریان نکلتی ہین جنکو بُسر کہتے ہین پھر وہ گدر ہو کر رطب ہو جاتے ہین پھر پختہ ہو کر خرما ہو جاتے ہین شعبیؒ سے روایت
کہ قیصر روم نے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللّٰہ عنہ کو لکھا کہ میرے ایلچی آپکی خدمت سے واپس آئے اور انھون نے بیان کیا کہ آپکے
ملک مین ایک ایسا درخت ہوتا ہے کہ وہ ہر طرح کی خوبیون مین سے کسی خوبی سے خالی نہین ہے پہلے اُسمین سے لنبا خوبصورت غلاف نکلتا ہے جیسے
گدھے کے کان ہوتے ہین پھر اُس سے موتیون کے مثل نظر آنے لگتے ہین پھر وہ سبز ہو کر زمرد کے مثل ہو جاتے ہین پھر سرخ ہو کر یاقوت کے مانند ہو جاتے
ہین بعد اسکے پک جاتے ہین تو عمدہ فالودہ کے مانند اُنکا مزہ ہو جاتا ہے پھر وہ خشک ہو جاتے ہین تو مقیم کے واسطے خزانہ ہین اور مسافر کے واسطے

زاد راہ مین اگر میرے ایلچیون نے مجھسے یہ بات سچ بیان کی تو مین یہی سمجھتا ہون کہ بالضرور یہ جنت کے درختون مین سے ایک درخت ہے ا
جواب مین حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ تیرے ایلچیون نے تجھسے سچ کہا ہے یہ درخت ہمارے یہان موجود ہے او
یہی درخت ہے جسکو اللہ تعالے نے مریم کے سرہانے اگایا جب مریم کو اپنے بیٹے عیسی علیہ السلام کے جننے کا وقت آیا اگر تجکو سمجھ حاصل ہو گئی ا
اللہ تعالے کی جناب مین تقوی اختیار کر اور اُسیکو اللہ وحدہ لاشریک جان لے اور اُسکے سوائے عیسیٰ کو اپنا اللہ مت بنا کیونکہ اللہ تعالے کے نزدیک
عیسیٰ کی مثال ایسی ہے جیسے آدمؑ کہ اُسکو خاک سے بنایا پھر فرمایا کہ ہوجا پس وہ موجود ہوگیا رواہ ابن ابی حاتم باسناد لاباس بہ قولہ والحب
ذو العصف الخ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عصف سے مراد بھوسہ ہے عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی
کہ جب کھیتی سے بالیان کاٹ لیجاتی ہین تو باقی خشک ہونے کے بعد عصف ہے اور اسی کے مانند قتادہ وضحاک وابو مالکؒ کا قول ہے مترجم
کہتا ہے کہ اگر بھوسہ فقط اُس چیز کا نام ہے جسکے اندر دانہ ہوتا ہے تو البتہ دونون قول مین کچھ فرق ہے اور اگر دانہ کے سولے باقی جو چیز بھوسہ کی
طرح کام آوے وہ سب بھوسہ ہے تو دونون قول مین کچھ تفاوت نہین ہے اور دوسرے قول سے یہی مراد ہے گویا دانہ تو آدمیون کے کام آتا ہے
اور باقی اُنکے جانورون کے کام آتا ہے اور اس تقریر کے موافق الریحان سے دوسری خوشبودار نباتات مراد لینا چاہیئے جیسا کہ حسن بصریؒ کا
قول ہے ولیکن ابن عباسؓ ومجاہدؒ وغیرہ سے روایت ہے کہ ریحان سے مراد پتیان ہین اور علی بن ابی طلحہ نے بھی ابن عباس سے روایت کی کہ
کھیتی کی سبزی ریحان ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس صورت مین معنے یہ ہونگے کہ گیہون وجو وغیرہ حبوب واناج کے ساتھ دو چیزین ہوتی ہین ایک
عصف جو خاصکر بالیون کے اوپر ہوتا ہے جسکے اندر دانہ ہوتا ہے اور دوم وہ پتیان جو کھیتی کی ڈنڈی پر لپٹی ہوئی ہوتی ہین واللہ تعالے اعلم
مترجم کہتا ہے کہ اسکی توضیح کافی اوپر بیان ہوچکی ہے ف قولہ تعالے علمہ البیان کی تفسیر مین ابن عباسؓ وقتادہؒ وحسن بصریؒ سے منقول ہے
کہ انسان سے مراد آدم علیہ السلام ہین اور اُنکو بیان تعلیم فرمایا یعنے ہر چیز کے نام سکھلائے جیسے قولہ تعالے وعلم آدم الاسماء کلھا۔ اور بعض نے کہا کہ اس سے
یہ مراد ہے کہ آدم علیہ السلام کو سب لغات یعنے روے زمین کی کل زبانین تعلیم فرمائین اور حاشیۂ جمل وسراج مین مذکور ہے کہ آدم علیہ السلام سات سو
زبانین بولتے تھے اور سراج کے ایک نسخے مین ہے کہ سات سو ہزار زبانین بولتے تھے ظاہر الفظ ہزار غلط ہے یعنے کاتب نے غلطی سے لکھ دیا ہے
اوران تفسیرون مین مذکور ہے کہ ان سب زبانون مین سے زبان عربی افضل ہے مترجم کہتا ہے کہ عربی زبان کے افضل ہونے پر ایسے سب لوگ
متفق ہین جو عربی زبان کو مع دوسری زبانون کے جانتے ہین حتی کہ اسکے بیان مین کتابین تصنیف ہوگئی ہین اور عربی زبان کے افضل ہونے پر
بالکل بدیہی دلیل جسکو ہر شخص سمجھ سکتا ہے خواہ وہ عربی زبان جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ ہے کہ سب زبانین جو اسوقت موجود اور بولی جاتی ہین
اُنکے الفاظ جن حرفون سے مرکب ہین سب زبانون مین ایسے حروف ضرور موجود ہین جنکا مخرج سخت وناگوار ہے سولے زبان عربی کے مثلاً
زبان سنسکرت مین۔ ڑان۔ ڈان۔ گان۔ جھان۔ وغیرہ موجود ہین اور انگریزی مین اس سے بھی زیادہ ہین حتی کہ فارسی بھی۔ پ۔ چ۔ گ
اپنے خاص حروف سے خالی نہین ہے سولے عربی کے کہ اُسکے مخارج حروف صاف فصیح پاکیزہ شیرین ہین اور اس بدیہی دلیل سے کسی شخص کو
انکار کی مجال نہین ہے سولے ایسے جاہل کے جسکو الف بے کے حروف بھی معلوم نہون کیونکہ جہالت وتعصب سے حواس مخبوط ہوجاتے ہین پھر
واضح ہو کہ ہر زبان مین الفاظ موضوع ہین یعنے معنے کے لیئے فقط بنائے گئے ہین اور جو لوگ زبانون سے واقف ہین وہ ہمیشہ سے کوشش کرتے آئے
کہ یہ بات دریافت کرین کہ ہر ایک زبان کی ابتدا کیونکر ہوئی اور کس شخص نے الفاظ کو معنے کے واسطے وضع کیا بعض نے یہ خیال کیا کہ جیسے ا
زمانہ مین کوئی نئی چیز پیدا ہوئی تو اُسکے واسطے ایک نام رکھ لیا جاتا ہے اسیطرح ابتدا مین بھی بنانے والون نے ہر معنے کے مقابلے مین الفاظ

لیکن دوسرے علما رحمہ نے کہا کہ یہ خیال فقط سرسری ہے اور تھوڑی سمجھ کا آدمی ایسے خیال سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہے کیونکہ بالفعل جب کسی نئی چیز کے واسطے کوئی نام رکھ لیا جاتا ہے تو انھین الفاظ مین سے جو زمانہ سابق سے بنائے ہوئے موجود ہین کوئی مفرد یا مرکب لفظ لے لیا جاتا ہے خواہ اسمین معنے کی رعایت ہو یا نہو جیسے زنگی غلام کا نام کافور رکھا جاتا ہے اور آخر اس سے چارہ نہین ہے کہ جس زبان مین جو حروف الف بے کے موجود ہین جنکو حروف تہجی کہتے ہین اُنھین حرفون سے ملا کر کوئی لفظ بنایا جاتا ہے پس کوئی نئی ایجاد نہین ہے اور ابتدا مین کیا اس قوم کے دو آدمیون نے حروف تہجی نکالے تھے یہ بات بعید اور اسکا سمجھنا بہت دشوار ہے اور روئے زمین کی بے شمار مختلف زبانون کو دیکھنے اور اُنپر غور کرنے سے یہ دشواری بڑھتی چلی جاتی ہے اور کسی طرح یہ عقدہ حل نہین ہوتا مگر جبکہ توحید الٰہی پر ایمان لاوے تو ایمان توحید سے یہ عقدہ صاف حل ہو جاتا ہے چنانچہ اس روایت مین بھی جو اوپر مذکور ہوئی ایک اشارہ موجود ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اُنکو ہر چیز کے نام سکھلائے یعنے کل زبانین تعلیم فرمائین اور حضرت آدم علیہ السلام کو یہ علم مجموعی حاصل تھا لیکن اُنکی اولاد نے جو اُنکی پشت سے اُسیوقت ذریات نکالی گئی تھین جنسے اقرار ربوبیت لیا گیا تھا جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے تو ان ذریات مین ہر ایک سے اُسکی زبان مین اقرار ربوبیت لیا گیا اور یہ زبانین اُنکی ذریات مین مختلف طور پر مضمر ہوئین پس آدم علیہ السلام کی ذریات مین سے ہر ایک ذریت اسی زبان مین کلام کرتی ہے جو عالم ازل مین اُسکی زبان قرار پائی تھی پس اس تحقیق کے موافق کچھ مشکل نہین باقی رہی اور یہ مسئلہ صاف حل ہو گیا جبکہ اُسکو حق سبحانہ تعالے کی شان الوہیت سے معرفت حاصل ہوئی والحمد للہ رب العالمین قولہ تعالے والشمس والقمر بحسبان آفتاب مین اللہ تعالے نے اپنی قدرت کاملہ سے نور کا لطیف طریقہ رکھا ہے بعضے علما کہتے ہین کہ آفتاب کے اس رخ سے جو سامنے موجود ہے جہنم مین سخت حرارت کی شعاع پڑتی ہے اگرچہ جہنم خود آگ ہے اعاذنا اللہ تعالے من حرہا وعذابہا۔ اور دوسرے رُخ سے جنت کی جانب لطیف خنکی ہے نہ سردی ہے نہ گرمی ہے مترجم کہتا ہے کہ اس روایت کے واسطے بیان نبوت سے دلیل چاہیئے اور خالی قیاسی بیان ایسے مقام پر کافی نہین ہے اگرچہ جہنم کی حدت و حرارت معلوم ہے لیکن اُسمین آفتاب کی حدت ملانے کی کوئی حاجت نہین ہے بلکہ عذاب جہنم اس سے سیکڑون درجہ بڑھا ہوا ہے بلکہ ہر طرح کی سختی و عذاب جو انتہا درجہ قیاس مین آوے جہنم اُس سے بھی زیادہ سخت ہے اور رہی جنت کی روشنی تو احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ مقام جنت ایک جگمگاتا ہوا نور ہے اور رب عزوجل کے نور رحمت سے وہان ایسی نورانیت ہے کہ انتہا درجہ عقل و قیاس مین جو کچھ آوے اُس سے وہ کرور درجہ بہتر ہے فسبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عکرمہ رحمہ اللہ تعالے نے بیان کیا کہ آفتاب مین اسقدر تیزی و چمک ہے کہ اگر آفتاب کا کوئی پردہ ہٹا دیا جاوے تو کسی بندہ کو اُسکے دیکھنے کی طاقت نہو بلکہ اگر اللہ تعالے تمام چرند و پرند و جن و انس کی آنکھون کی روشنی کسی ایک شخص کی آنکھ مین جمع فرماوے پھر آفتاب کے ستر پردون مین سے ایک پردہ ہٹا دیا جاوے تو بھی اُسکو یہ طاقت نہوگی کہ آفتاب کو نظر اُٹھا کر دیکھ سکے یعنے اس سے قیاس کر سکتے ہو کہ آفتاب کی حرارت کے علاوہ آفتاب مین نورانیت بہت زیادہ ہے اور کرسی کی نورانیت آفتاب سے بھی ستر گونہ زیادہ ہے اور کرسی کی نورانیت سے عرش کی نورانیت ستر درجہ زیادہ ہے اور عرش کی نورانیت سے حجاب نور کی نورانیت ستر درجہ زیادہ ہے اب غور کرنا چاہیئے کہ جب کسی بندے کو اللہ تعالے اپنی رحمت سے اپنا دیدار پاک عنایت فرماویگا تو اُسکی آنکھ مین کیسا نور و قوت عطا فرمایا جاویگا رواہ ابن ابی حاتم۔ مترجم کہتا ہے کہ حجاب نور سے مراد حجاب ہے جو اللہ عزوجل نے مخلوقات پر رکھا ہے کیونکہ اگر وہ حجاب مرتفع ہو تو مخلوقات کو تاب نہو بلکہ سب فنا ہو جاوین جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہے اور طبرانیؒ کی روایت مین آیا ہے کہ اللہ تعالے نے مخلوقات پر ستر حجاب نور ڈالے ہین لیکن محدثین نے فرمایا کہ یہ روایت صحیح نہین واللہ تعالے اعلم ف عرائس مین ہے کہ قولہ تعالے الرحمن علم القرآن۔ قرآن مجید ایک صفت الٰہیہ ہے کیونکہ یہ کلام الٰہی ہے اور کلام

اُسکی صفات قدس مین سے ایک صفت ہے پس قرآن کا تعلیم فرمانا عین صفت کی تعلیم ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم
حضرت آدم پر فضیلت ہے اسکی دلیل یہ ہے کہ قرآن کا تعلیم فرمانا بیشک محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اول ہے تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاص صفت کلام تعالیٰ
ربانی اور اسمار سے صفات کا مرتبہ اعلیٰ ہے اور آدم علیہ السلام کو اسما تعلیم فرمائے تھے پس خلاصہ یہ نکلا کہ آدم علیہ السلام کو اسما تعلیم فرمائے اور اسما سے
صفات کا مرتبہ اعلیٰ ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قرآن تعلیم فرمایا جو صفت ہے تو افضل ہونا ظاہر ہو گیا پھر جبرئیل علیہ السلام کے واسطہ سے قرآن کی
وحی ہے اور یہان تعلیم کا ذکر ہے تو معلوم ہوا کہ یہ تعلیم کشف حجاب کے ساتھ بالمشافہہ ہے اور اسیوقت حاصل ہوتی ہے کہ صفات سمع و بصر وغیرہ عطیۂ
قدس ہو کیونکہ انسانی حواس اسکو برداشت نہین کر سکتے ہین۔ اقول اس سے ظاہر ہوا کہ اس شان مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے بھائیون
یعنے دیگر انبیا علیہم السلام پر فضیلت ہے کیونکہ جسکو معلمون نے تعلیم کیا ہو اُس سے وہ افضل ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے تعلیم فرمایا و لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے
کہ دیگر انبیا علیہم السلام کو بھی علم الکتاب تعلیم آلہی ہے لیکن رسمی تعلیم مین اُنکے اُستاد موجود تھے شیخ ابن العربیؒ رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا کہ قولہ الرحمٰن یہ
اللہ تعالیٰ کے نامون مین سے خاص نام ہے اور اسی نام پاک کے فیض سے سب طرح کی نعمتون کے اصول خواہ اشیاء عینیہ ہون یا کمالات اولیہ
ہون مخلوقات کو حاصل ہوتے ہین اور اسی نام پاک کے فیض سے ابتدا ہے اور یہان اسی نام پاک کو اسواسطے فرمایا کہ آیندہ طرح طرح کی نعمتین جو
مخلوقات پر بیان کی گئی ہین سب اس نام پاک کے فیض مین شامل ہون قولہ تعالیٰ علم القرآن۔ قرآن کو تعلیم فرمایا یہ بھی نام پاک الرحمٰن کے فیض عام
مین سے ہے اگر کہا جاوے کہ اس سورۂ مبارک مین اللہ تعالیٰ نے عموماً مخلوقات پر اپنے انعام بیان فرمائے ہین جس سے اُنپر واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر
ایمان لاوین کہ وہ الرحمٰن ہے تو یہان تعلیم قرآن بھی ایسے طور پر ہونا چاہیئے جسمین سب مخلوق شامل ہو شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسکے جواب کی جانب
اسیطرح اشارہ کیا کہ قرآن مجید تعلیم فرمانے سے عموم مجاز مراد ہے یعنے اللہ تعالیٰ نے انسانی استعداد کامل عنایت فرمائی جسکو عقل قرآنی کہتے ہین پس
علم القرآن کے معنے یہ ہین کہ جملہ مخلوقات کو عقل قرآنی عطا فرمائی اور عقل قرآنی مین جمیع اشیا کے حقائق و اوصاف و احکام وغیرہ مجموعہ موجود ہوتے
ہین پس فطرت انسانی مین اس عقل قرآنی کو ایجاد فرما کر مرکوز کر دیا پھر جب بندۂ سعادت مند نے سعادت ازلی کے موافق ایمان کو پسند کیا تو اُسکی
استعداد کے موافق جو مجموعہ موجود تھا تفصیل وار ظاہر ہو جاتا ہے اور انجام مین یہی فرقان ہو جاتا ہے اگر کہا جاوے کہ اس بیان کے موافق فرقان
بہ نسبت قرآن کے اعلیٰ نعمت ہے تو یہان فرقان کا تعلیم کرنا کیون نہین بیان فرمایا اسمین کیا حکمت ہے جیسے قولہ تعالیٰ تبارک الذی نزل الفرقان
علی عبدہ الآیہ مین فرقان بیان فرمایا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک مین سے الرحمٰن اور الرحیم دونون پاک نام ہین اور اسم الرحیم کی
رحمت سے موافق فرقان ہے اور اسم الرحمٰن سے موافق قرآن ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکا نکتہ یہ ہے کہ الرحمٰن تو عموم رحمت کو عطا فرماتا ہے حتیٰ کہ اس ذیل
مین دنیاوی حالت کی راہ سے کفار بھی شامل ہین اور الرحیم سے ظہور رحمت خاص ہے جو اہل سعادت کو انجام کار مین حاصل ہوگی اور اس سورۂ مبارک
مین الرحمٰن کے موافق انعامات رحمت کا عطیہ بیان کیا گیا ہے تو اُس سے موافق القرآن ہے اور قولہ تعالیٰ تبارک الذی الآیہ مین خصوص آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر نزول رحمت کا ذکر ہے لہذا وہان فرقان بیان فرمایا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم قولہ تعالیٰ خلق الانسان یعنے الرحمٰن نے انسان کو
پیدا فرمایا اگر کہا جاوے کہ اس سورۂ مبارک مین اللہ تعالیٰ کے انعامات کا بیان ہے اور ہر انعام کا ظہور ایک عجیب قدرت کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ
اُسکی شان پاک مین ہر فعل اُسکی آیات قدرت مین سے عجیب قدرت ہے اگرچہ کافرون کو اپنی بدبختی سے نظر نہین آتی ہین پس انسان کی پیدائش تو
انھین انعامات مین سے ایک انعام خاص ہونا چاہیئے جواب یہ کہ ہان اور اس مین کچھ شک نہین کہ انسان کی ذات مین آیات قدرت و آثار حکمت
ایسے کمال کے ساتھ موجود ہین جو کسی دوسری مخلوق مین نہین ہین اسیواسطے انسان اشرف المخلوقات ہے اور شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ

Marfat.com

اللہ تعالےٰ نے انسانی فطرت کو ایجاد فرمایا اور اُسکو قرآن تعلیم کیا یعنے اُسمین عقل قرآنی مضمر فرمائی تو اس پیدائش دنیا مین اُسکو اس صورت عجیبہ کیسیاتھ ظاہر فرمایا قولہ تعالےٰ علمہ البیان انسان کو بیان سکھلایا یعنے وہ نطق عطا کیا کہ جس سے انسان کو دیگر مخلوقات سے امتیاز ہے پس انسان اسی قوت بیان کے ذریعہ سے اُس عقل قرآنی کو ظاہر کرتا ہے جو اُسکے اندر ودیعت ہے قولہ تعالےٰ الشمس والقمر بحسبان سورج و چاند اپنے حساب معلوم مقدر کے ساتھ روان ہین مترجم کہتا ہے کہ اس آیت کے یہی معنے ہین اور اُسکی توضیح و تفسیر اوپر بیان ہوچکی ہے اگر کوئی عاقل آدمی اس مقام پر یہ دریافت کرے کہ اس تفسیر کے موافق جو انعام آلٰہی ہم بندون پر ظاہر ہوا ہے اسکو ہم جہانتک غور کرین برابر بڑھتا جائیگا کیونکہ شان آلٰہی غیر متناہی ہے اور ہر مخلوق کا مرجع اپنے خالق عزوجل کی صفت ہے پس اسمین ہمکو کچھ تردد نہین ہے ولیکن ہم ایک حکمت دریافت کرنا چاہتے ہین کہ بزرگون نے اپنی عقل قرآنی سے ہمکو بتلایا کہ اس عالم مین جو آسمان و زمین وغیرہ کی حالت سے ایک وسیع خلقت ہے انسان اُسکی مجموعی صورت ہے یعنے انسان کو چھوٹا عالم کہتے ہین گویا یون قیاس کرنا چاہئیے کہ گویا تمام عالم کی عکسی تصویر یہ انسان ہے پس اس عالم اصغر مین شمس و قمر کی تاویل بیان کیجئے اور علمائے اسرار کو یہ اشارات ظاہر ہوتے ہین اُسکا جواب یہ ہے کہ شیخ رحمہ اللہ تعالےٰ نے اسکے اشارے مین یون کہا کہ شمس و قمر اس انسان مین روح و قلب ہے یہ دونون ایک انداز معلوم کے حساب سے قدرت آلٰہیہ مین سیر کرتے ہین اور ہر ایک کے واسطے منازل اور مراتب مقدر و معلوم ہین پس ان دونون مین سے کوئی اپنے اندازہ و مرتبہ سے تجاوز نہین کرسکتا ہے اور ہر ایک کے واسطے کمالات کے مراتب ہین اور اُنکی حد مقرر ہے کہ وہانتک اُنکا عروج ہوتا ہے مترجم کہتا کہ اسمین دو صورتین ہین اول یہ کہ جنس انسانی کمالات کے انتہائی حدود ہین مثلاً انبیا علیہم السلام کے حدود بہ نسبت مخلوقات کے اعلیٰ ہین لیکن اس راہ سے یہ ضرور نہین ہے کہ ان کمالات کی استعداد ہر فرد بشر مین موجود ہو کیونکہ بعض افراد مین بھی یہ صفت حاصل ہونے سے یہ حکم صادق آجاتا ہے صورت دوم یہ ہے کہ استعداد جسکا ظہور ہونیوالا ہے ہر ایک کے واسطے محدود ہے اور اسمین ہر فرد بشر کے واسطے ہر نوع مین استعداد خاص ہے مثلاً انبیا علیہم السلام مین بحکم قولہ تعالےٰ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض الآیہ۔ ہر پیغمبر کے واسطے مراتب محدود ہ ہین اور سب سے اعلیٰ مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وسیلہ ایک مقام ہے جو مراتب قرب مین سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور وہ ایک ہی فرد بشر کے واسطے لائق ہے اور مجھے اُمید ہے کہ وہ بشر مین ہون اور ایک حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا جسنے میرے واسطے وسیلہ مانگا وہ میری شفاعت سے سرفراز ہوگا مترجم کہتا ہے کہ اذان کے بعد جو دعا معمول ہے اُسمین اہل ایمان آپ کے واسطے وسیلہ مانگتے ہین اور اذان کے بعد بھی دعا قبول ہونیکا عمدہ وقت ہے یہان سے قیاس کرنا چاہئیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اصلی وطن آخرت کے مقامات مین کیسا اہتمام عالی مقصود تھا اور ہم لوگ بھی کس خوشی سے اُمیدوار ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ درجہ وسیلہ عطا فرماوے ہم لوگون کو آپؐ کی شفاعت نصیب ہو اور رب ارحم الراحمین کے نزدیک یہ بہت آسان ہے آمین یا ارحم الراحمین بالجملہ سوائے انبیا علیہم السلام دیگر مراتب اُمت مین بھی ہر شخص کے واسطے منازل محدود ہین اور ہر شخص اپنے مرتبہ تک ترقی کرتا ہے اور رب عزوجل کی رحمت غیر متناہی ہے واسطے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق۔ ھ۔ یعنے بارگاہ عزوجل مین ہر فرد بشر واسطے رسائی ہے اور ہر ایک کی رسائی کے واسطے ہر ایک کا خاص راستہ ہے لیکن ہر ایک کی راہ جب ہی کشادہ ہوتی ہے جب وہ حضرت سرور عالم اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے ورنہ سب راہین مسدود ہین۔ ھ۔ قولہ تعالےٰ والنجم والشجر یسجدان۔ نجم اور شجر سجدہ کرتے ہین اسکی تفسیر سابق مین ہوچکی اور عالم اصغر مین اسکا اشارہ یہ ہے کہ جسم کی تاریکی مین جو بمنزلہ رات کے ہے نفس حیوانیہ اپنے حواس کے شعور سے جسم کی جانب ساجد ہے بنا بہ ہے کہ نجم سے مراد ستارہ ہے اور اگر نجم سے بغیر ساق کے پھیلی ہوئی گھاس مراد ہو تو بھی مترجم کے نزدیک یہی اشارہ ٹھیک ہے یعنے نفس حیوانیہ

Marfat.com

اپنی قوتوں کی شاخوں کے ساتھ زمین جسم میں پھیلی ہوئی ہے اور شجر یعنے نفس نباتی جس سے جسم انسان کو نمو ہوتا ہے دونوں کا [illegible]
طبعی میلان سے اس جسم کی جانب متوجہ ہین اور اصلیت انکی بجانب صنعت الٰہی عزوجل ہے لیکن اُسکی ربوبیت کا ظہور اسی جسم کی [illegible]
جس سے انکی تربیت ونمو وکمال ہے مترجم کہتا ہے کہ اس اشارے مین ایک لطیف نکتہ سمجھ لینا چاہیے جس سے یہ معلوم ہو کہ نفس کو جہالت [illegible]
یعنے وہ اپنی تربیت ونمو کو اسی جسم سے سمجھتی ہے پس اس التباس مین وہ بمنزلہ ایسے مشرکون کے ہے جو سورج وچاند وبت وغیرہ پوجتے ہین لیکن نفس
بہالت ان مشرکون سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے کیونکہ یہ نفس کی جبلی طبیعت ہے بخلاف مشرکون کے کہ انھون نے اپنے نفس کو اپنے اوپر غالب
کرنے کی وجہ سے یہ طریقہ سیکھا ہے یعنے اپنے نفس کی تقلید کی ہے اور انکی جبلی حالت یہ نہین تھی حتی کہ اگر اپنے نفس کی پیروی چھوڑ دین اور عقل کی
تقلید اختیار کرین تو التباس وگمراہی سے بفضل الٰہی نجات پاوین اور یہان سے یہ نکتہ بھی ظاہر ہوا کہ بندۂ خاص جو ایمان سے مشرف ہو چکا ہو
وہ اگرچہ درجۂ معرفت تک پہونچ جائے تو بھی اپنے نفس سے مطمئن نہین ہو سکتا ہے جب تک اُسکے جسم مین روح باقی ہے سوائے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے کہ آپ کے واسطے یہ خصوصیت خاصہ تھی اور باقیون مین کوئی خصوصیت نہین ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ بعد نبوت کے سب سے اعلیٰ
مرتبہ صدیقیت ہے اور اس اُمت مین جسقدر صدیق ہین سب سے اعلیٰ صدیق حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہین
ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اپنے زمانۂ خلافت مین ایک شخص پر بہت ناخوش ہوئے پس ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ آپ اجازت دین تو
مین اس نامعقول کی گردن ماردون وہ صحابی روایت کرتے ہین کہ جب مین نے یہ کلمہ کہا تو آپ نے مجھے گردن مارنیکی اجازت نہین دی بلکہ چپ
ہو گئے اور آپکا غصہ بالکل اُتر گیا پھر جب سب لوگ رخصت ہو گئے تو مین بھی چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص مجھے بلانے آیا کہ خلیفۂ رسول اللہ
تجکو بلاتے ہین جب مین آپکی خدمت مین پہونچا تو مین نے سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا کہ اے فلان تمنے وہ کیا کلمہ کہا تھا مین نے
غور کیا تو مجھے کچھ یاد نہ آیا کیونکہ مجھے اس کلمہ کی جانب کوئی خاص خیال نہ تھا مین نے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے تو یاد نہین آتا ہے آپ ہی یاد دلائیے
آپ نے مجھے وہ کلمہ یاد دلایا کہ تمنے اُسوقت اسطرح کہا تھا مین نے عرض کیا کہ جی ہان مجھے یاد آیا مین نے کہا تھا لیکن آپ نے مجھے اُسوقت کچھ حکم
نہین دیا اگر آپ اُسوقت اجازت دین تو اب بھی مین اس نامعقول کی گردن ماردون کیونکہ اُسنے ہمارے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے
خلیفہ کو رنج پہونچایا آپ نے فرمایا کہ کیا تو سچ کہتا ہے کہ اگر مین حکم دون تو تو اُسکی گردن ماردے مین نے عرض کیا کہ جی ہان واللہ مین سچ عرض کرتا ہون
آپ نے فرمایا کہ اے شخص خبردار ہو کہ یہ بات فقط حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھی اور بعد آپ کے یہ بات کسی کے واسطے
نہین ہے (رواہ الامام احمد وغیرہ باسناد جید) بالجملہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس حکم مین مستثنیٰ ہین اور سوائے آپ کے کوئی شخص اپنے نفس سے
مطمئن نہین ہو سکتا ہے کیونکہ نفس کی یہ حالت جبلی ہے اور کسی چیز کی ذاتی جبلت کبھی زائل نہین ہوتی ہے اور بعضے جاہل صوفیہ اپنے قلب کی
جانب توجہ کرتے ہین اور اس توجہ سے جو ارادہ اُنکو ظاہر ہوتا ہے وہی کرنے لگتے ہین اور اسکو الہام تصور کرتے ہین یہ اُنکی سخت غلط فہمی ہے اسوجہ سے
کہ جب انھون نے قصداً چاہا کہ اس بارہ مین ہمکو کوئی بات ظاہر ہو تو انھون نے ایک امر کی خواہش کی اور خواہش کا اصلی مرکز نفس ہے اور
روحانی ظہور بہت نادر ہے پس ظاہر یہ ہے کہ ایسی صورت مین ضرور تسویل نفس ہوگی اور بالخصوص شیطانی تعلیم سے یہ تسویل ایسے مکر کے لباس مین ہوگی
کہ عالم عارف بھی دھوکا کھا جائے چہ جائیکہ کم علم ہو پس طریقہ صواب وہ ہے جو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ کبھی کبھی
بعض نکتہ میرے قلب مین ظاہر ہوتا ہے لیکن مین اُسکو اپنے دل مین آنے نہین دیتا ہون بلکہ اُس سے مطالبہ کرتا ہون کہ تیرے حق ہونے پر قرآن
واحادیث سے کیا دلیل ہے چنانچہ اکثر اوقات اسی بحث مین چالیس دن گذر گئے اور مین نے اُسکو قبول نہ کیا جب تک کہ مجکو وحی صادق سے

دلیل نہ ملی مترجم کہتا ہے کہ اہل حق کا یہی طریقہ ہے کہ وہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی وحی صادق سے ذرہ برابر بھی تجاوز نہین کرتے اگرچہ دوسری جانب غوث وقطب کا کلام بیان کیا جاوے اسلیئے کہ سوائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کوئی معصوم نہین ہے یہان بعضے جاہلون کلئے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ غوث وقطب بھی خطا پر نہین ہو سکتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اول تو ہم نے غوث وقطب کی زبان سے یہ کلمہ نہین سُنا بلکہ روایت کیا جاتا ہے اور شاید راوی کے سمجھنے مین خطا ہوئی ہو یا راوی نے وہ کلمہ سنا لیکن اُسکے نفس نے تسویل دیکر اُسکی یاد مین فتور ڈالدیا اور شیطان نے اسواسطے تائید کی تاکہ ہزارون معتقد اس فتنہ مین پڑجاوین اور اگر مان لیا جاوے کہ غوث وقطب نے وہی کلمہ کہا تھا اور اپنے نزدیک اُسکے کچھ معنے خیال کیئے تھے جو خطا تھے لیکن وہ غوث وقطب ایک بحر ذخار تھا کہ اُسمین یہ خطا اگر گری تو دُھلکر پاک ہوگئی یا اُسنے کچھ ضرر نہ کیا جیسے ایک دریاے روان مین پیشاب کی چھینٹ پڑجاوے تو اُسکا کچھ نشان بھی نہین ہے لیکن ہم لوگون کو یہ مرتبہ حاصل نہین ہے کیونکہ ہم بیچارے ایک آبخورہ یا ایک پیالہ پانی کی ہستی رکھتے ہین کہ اگر اُسمین ایک قطرہ نجاست کا گرے تو سب نجس ہوجاوے پھر ہمکو اس ہستی پر یہ غرہ نہ کرنا چاہیئے بلکہ بہت بڑی احتیاط کرنی چاہیئے کیونکہ اگر ہم یہ کلمہ نہ کہین تو کچھ ضرر نہ ہوگا بلکہ اگر ہم اُن قطب کو تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے رہین اور کہین کہ ہمکو نہین معلوم کہ اُنکا کیا مطلب ہے ولیکن ہم یہ کلمہ اس نیت سے نہین کہنا چاہتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واصحاب نے نہین فرمایا ہے تو اس نیت مین ہمکو ثواب بھی حاصل ہوگا واللہ تعالے اعلم بالصواب قولہ تعالے والسماء رفعها اشارہ یہ ہے کہ آسمان عقل کو آفتاب روح تک بلند فرمایا جس سے قلب مین لطیف سہل حاصل ہوتا ہے قولہ تعالے ووضع المیزان ان لا تطغوا فی المیزان اسمین اشارہ ہے کہ میزان عدل کو زمین بدن ونفس کی جانب نازل فرمایا اگر کہا جاوے اس صورت مین یہ انعام ہر شخص کے واسطے عام ہوگیا اور وہ اللہ تعالے کی طرف سے سب پر حجت بھی ہوا لیکن یہ میزان عدل ہر ایک ابدان مین کہان ہے اسواسطے کہ کفار ومشرکین بے حد ظالم ہوتے ہین کہ اپنے پیدا کرنے والے پروردگار ہی کے ساتھ شرک کرتے ہین جواب یہ ہے کہ جبلت مین جیسے عقل قرآنی مرکوز ہے اسیطرح یہ میزان عدل بھی موجود ہے کیونکہ عدل بالضرور ایک ہیأت نفسانی ہے اگر یہ حاصل نہوتی تو انسانی فضیلت بھی حاصل نہوتی اور اسی سے بدن مین اعتدال ہے کہ اگر وہ نہو تو بدن کا وجود نہو اور اگر فرق آوے تو بدن قائم نرہے مترجم کہتا ہے کہ یہ تحقیق بہت نفیس ہے اور توضیح یہ ہے کہ ہر ایک بدن کے ساتھ اللہ تعالے نے مزاج رکھا ہے یعنے خاک باد آب آتش چارون متضاد ومتنافی عناصر سے ملکر ایک کیفیت خاص پیدا ہوتی ہے اور وہ اس بدن مین اسکے مناسب خاص معتدل ہے اگرچہ فی نفسہ معتدل نہو اور یہ سب حکما واطبا کے نزدیک بالاتفاق ثابت ہے جسمین کچھ بھی تردد نہین ہے حتی کہ جس فرد بشر کا مزاج سوداوی ہے اسکے لیئے اسی سودا کے غلبہ کے ساتھ جو کیفیت موجود ہے اس بدن کے واسطے بہت لائق ہے حتی کہ اگر اسمین خون زائد کرنے کی کوشش کیجاوے تو وہ بدن خراب ہوجاوے پھر اگر اسکے ایام زندگی مین کوئی خلط اس اعتدال سے جو اول سے موجود تھا زائد ہوگئی جو اندازہ سے متجاوز ہے اگرچہ وہ عمدہ خون ہو تو اس انسان کو موت لاحق ہوگی اور باقی نہین رہیگا الحاصل بدن مین جو طبعی اعتدال ہے کہ اگر وہ زائل ہو تو بدن زندہ باقی نرہے یہ اعتدال بھی ایک قوت عدل سے حاصل ہوا ہے جو اس بدن مین اللہ تعالے نے دو طرح کی کیفیت سے رکھی ہے ایک وہ عدل جس سے یہ مزاج معتدل قائم رہتا ہے اور یہ بدن کے ساتھ متعلق ہے اور اسی کو حکما واطبا اپنی اصطلاح مین حرارت غریزی کہتے ہین اور دوم ایک ہیأت نفسانیہ ہے جسکا تعلق اُسکے اخلاق سے ہوتا ہے اگرچہ اطبا کے نزدیک اخلاق اُسکے مزاج کے تابع ہین لیکن شیخ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہیأت نفسانیہ اُسکے انسان ہونے کا اصلی جوہر ہے اور یہ خیال بھی بجائے خود قوی ہے کیونکہ اگر اخلاق کو مزاج کے تابع رکھا جاوے تو مزاج کسیطرح تغیر وتبدیل کے قابل نہین ہوتا ہے ورنہ موت عارض ہوگی جیسا کہ اوپر بیان ہوا پھر کسی شخص کے اخلاق درست کرنے کی کوشش بے فائدہ ہوجاویگی کیونکہ مزاج نہین بدل سکتا تو اخلاق بھی نہین بدل سکتے ہین

جنکو مزاج کے تابع قرار دیتے ہو اور حکمانے اگرچہ اسکے جواب مین تکلف کیا ہے لیکن اس تکلف سے یہ دلیل بہتر ہے کہ عدالت ایک ... نفسانیہ
اگرچہ اُسکا تعلق فی الجملہ اُسکے مزاج سے بھی ہو پس یہ قوت عدل ہر شخص مین موجود ہے اور حدیث شریف مین بھی اس جانب اشارہ ہے جس مین حدیث ...
... بیان ہے کہ ہر شخص کے اندر ایک ہادی موجود ہے جو اُسکو حق کی جانب بلاتا ہے اور یہ حدیث صحاح مین موجود ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ حق کی جانب
بلانے والا ہادی ضرور عدل ہے کیونکہ عدل ہی حق کے ساتھ لازم ہے فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب شیخؒ نے کہا کہ جب دنیا و دین کا سب کام عدل
ہی سے ٹھیک ہوتا ہے اور اسی سے نفس و بدن کا کمال حاصل ہوتا ہے کہ اگر یہ نہو یا اسکی حفاظت نہو تو سب بگڑ جاوے تو اسیکا اہتمام زیادہ فرمایا
لہذا قولہ السماء رفعہا اور قولہ والارض وضعہا۔ ان دونون کے درمیان مین عدل کا احسان پہلے بیان کر دیا کہ اس میزان عدل سے تجاوز مت
کرو کہ اگر اسکی حد سے افراط کروگے تو خراب ہوگے اور اگر تفریط و کمی کروگے تو برباد ہوگے مترجم کہتا ہے کہ عدل کی ضرورت ایسی چیزون مین ہوتی ہے
جہان متخالف و متضاد چیزین جمع ہون تاکہ عدل کے ذریعہ سے اُنمین اعتدال و انصاف رکھا جاوے اور یہ ضرورت آسمانی خلقت مین نہین ہے
کیونکہ ملائکہ محض نیک ہی نیک ہین لہذا قولہ السماء رفعہا۔ سے پہلے اسکے بیان کرنے کی حاجت نتھی کیونکہ ملائکہ مین ایسا مادہ نہین جس سے عصیان
ممکن ہو کیونکہ اُنکی نیکی مین کوئی چیز مانع نہین ہے اسیواسطے ملائکہ کی صفت مین فرمایا۔ لایعصون اللہ ما امرہم۔ یعنے جو کچھ اللہ تعالے انکو حکم فرماوے
اُسمین نافرمانی نہین کرتے ہین۔ ھ۔ لیکن یہ شبہہ ہو سکتا تھا کہ شاید وہ کام ہی اُنسے نہو سکے لیکن یہ شبہہ فقط ایسے جاہل کو ہو سکتا ہے جو اپنے نفس پر
نظر کرنے سے مغالطہ اُٹھاوے اسیواسطے اللہ تعالے نے تتمہ آیت مین تخصیص فرمائی۔ ویفعلون ما یؤمرون۔ یعنے جو کچھ اُنکو حکم دیا جاتا ہے اُسکو ٹھیک
پورا کرتے ہین۔ ھ۔ بالجملہ آسمانی خلقت مین عدل ذاتی ہے یا کہو کہ وہان عدل کی ضرورت نہین ہے کیونکہ کوئی چیز معارض نہین ہے اور زمینی
خلقت مین عدل کی سخت ضرورت ہے کیونکہ انسان مین جیسے ملکی قوت ہے ویسے ہی جسم و بدن کے مادیات سے اُسکی معارض شیطانی قوت بھی
موجود ہے اور یہی کیفیت جن مین بھی ہے اگرچہ اُنکی پیدائش مین آتشی مادہ غالب ہے لہذا آسمانی خلقت کو بیان فرمانے کے بعد عدل کا حکم دیا کہ
اسمین افراط و تفریط نہ کرنا اگر کہا جاوے کہ مثلاً محبت مین اگر افراط ہو تو جائز ہے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ۔ والذین آمنوا اشد حبًا للہ۔ یعنے جو
لوگ ایمان والے ہین وہ اللہ تعالے سے محبت مین اشد ہوتے ہین۔ ھ۔ تو معلوم ہوا کہ محبت مین افراط و اشد ہونا کچھ مضر نہین ہے حالانکہ تم تو کہتے
تھے کہ افراط و تفریط دونون سے فساد ہو جاتا ہے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین کافرون کا مومنون سے مقابلہ فرمایا ہے کہ کفار اپنے
بتون کی محبت مین ایسے مستغرق ہین کہ اللہ تعالے سے مُنھ موڑتے تو اُنکو اللہ تعالے کی بہ نسبت بتون سے اشد محبت ہے اور انکے مقابلہ مین اہل ایمان کو
اپنے رب عزوجل سے اشد محبت ہے اور یہ اُنکو اپنے رب عزوجل سے عین تعلق ربوبیت ہے کیونکہ وہ بتون کو بالکل مانتے ہی نہین ہین اور اہل تحقیق کے
نزدیک یہ مومنون کے واسطے لطیف عفو و رحمت کا اشارہ ہے کیونکہ انسان کو جسمی معارضہ مین ضرور اپنی طبیعت و جبلت سے اپنے والدین و اولاد
بلکہ اپنی جان کی طرف میلان ہوتا ہے پس اسقدر عفو فرمایا جبکہ اُسکو اپنے رب عزوجل سے ان سب کی بہ نسبت اشد محبت ہو اسیواسطے حدیث مین
آیا ہے کہ تم مین سے کوئی مومن نہوگا جب تک کہ مین اُسکو اُسکے والدین و اولاد و سب لوگون سے زیادہ محبوب نہون (الصحاح) اور علمائے نے کہا
کہ یہ محبت جسپر ایمان موقوف ہے اُسکی شان یہ ہے کہ جب اللہ و رسول کے مقابلے مین والدین و اولاد وغیرہ معارض ہون تو وہ اللہ و رسول
ہی کی جانب اختیار کرے اور واضح رہے کہ محبت ایمانی اور محبت جبلی دونون کی اصلی ذات مین فرق ہے کیونکہ محبت ایمانی کا تعلق جوہر روحانی
سے ہے اور محبت طبعی کا تعلق قوائے جسمانی سے ہے لیکن انسان کی نفسانی کیفیت مین دونون کا اثر باہم معارضہ کرتا ہے اور یہ امتیاز بغیر کمال کے
نہین ہو سکتا ہے اور اصلی غرض یہی ہے کہ معارضہ کے وقت آدمی اپنے آپکو اعتدال پر رکھے اور یہان یہی انصاف و اعتدال ہے کہ جس خالق

عزوجل نے پیدا فرمایا اُسکے حکم شرع یا اُسکے حکم قضا و قدر کے مقابلے مین کسی مخلوق کے حکم و محبت کا اثر نہو یا ہو تو وہ اُسکو دفع کردے بخلاف کافرونکے کہ وہ مخلوق ہی کی محبت مین گرفتار ہو گئے یا جیسے نصاری نے مسیح علیہ السلام کی محبت مین اسقدر افراط کیا کہ اُنکو خدا کا بیٹا بنانے لگے اور یہودیون نے اسکے معارضہ مین موسیٰ علیہ السلام اور شریعت موسوی سے یہانتک افراط محبت بڑھائی کہ بعد اُسکے شریعت عیسوی سے انکار کر دیا پس خیال کر سکتے ہو کہ افراط محبت سے یہانتک نوبت پہونچی کہ کفر کا درجہ ہو گیا لہذا اعتدال و استقامت فرض و لازم ہے اور عدل جسطرح اعتقادات مین فرض ہے اسیطرح اعمال مین بھی واجب ہے لہذا تاکید فرمائی بقولہ تعالےٰ واقیموا الوزن بالقسط۔ یعنے طریقۂ دینی و عملی مین نقطۂ اعتدال سے خارج مت ہو بلکہ فضیلت انسانیہ کی حد پر قائم رہو کیونکہ اس فضیلت سے گرجانا خسارت ہے لہذا فرمایا۔ ولا تخسروا المیزان۔ اور خسارت جانب تفریط ہے تو جیسے افراط خراب ہے ویسے ہی تفریط بھی خراب ہے حتی کہ قوم شیعہ نے اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب کو دیگر خلفاے راشدین و صحابۂ صالحین سے راجح رکھا تو خیر ورنہ قلیل افراط تفریط ہے کیونکہ اتنی حالت مرتبۂ اخفا مین ہو سکتی ہے جیسے شرک خفی کو اللہ تعالےٰ نے معاف فرمایا ہے جیسے کسی نے کہا کہ میرے پیٹ مین چنے چبانے سے درد ہوا۔ اسیطرح یہان بھی طبقہ صحابہ و تابعین مین یہ امر قطعی متواتر تھا کہ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علیؓ و اُنکے بعد باقی عشرہ مبشرہ و اُنکے بعد باقی اہل بدر پھر اہل بیعۃ الرضوان اصحاب کبار مین سے ہین ولیکن یہ تفضیل کسیقدر خفی تھی کہ اول کے چارون صحابہ مین سے سب سے افضل کون تھے اگرچہ صدیق کا لقب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطے متواتر تھا اور بعد نبوت کے صدیقیت ہے اس معنے کر ظاہر تھا تاہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تفضیل دینا عفو ہے بخلاف روافض کے کہ اُنھون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعوے اپنی نفسانیت سے یہانتک کیا کہ باقیون کے حق مین انکار بلکہ طعن و تشنیع کرنے لگے بلکہ اس نفسانیت کا بدتر نتیجہ اُنکو یہ ملا کہ اُنکے نفس نے اُنکو پکے منافقو نکی طرح اندھا و بہرا کر دیا حتی کہ بعضے ناپاک الزام بجانب اہلبیت اطہار رضی اللہ عنہم لگائے اور اس جھوٹ بہتان باندھنے سے یہ غرض نکالی کہ دوسرپر الزام ثابت کرین غرضکہ اعتدال چھوڑنے سے یہانتک اُنکی نوبت پہونچی کہ نفسانیت کی نجاست مین غوطہ کھایا جہان قلتین بھی پانی نہین بلکہ چلو بھر ڈوب مرنے کے قابل وہ نجس ہے اسی طرح خبیث خوارج نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عداوت مین یہانتک افراط کیا کہ یہ شقی بالکل نجاست ہی مین ڈوب گئے نعوذ باللہ من ذلک پھر خیال کرنا چاہیے کہ اشارات کی تفہیم مین سماء عقل و آفتاب روح کے بعد اسکے معارضہ مین خاکی بدن و اُسکے حواس کا انتظام ہے لہذا پہلے عدل و اعتدال کی تاکید فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس محل امتحان مین جہان کمالات حاصل کرنے کے واسطے ایک مدت معلومہ عمر کی دی گئی ہے اس خاکی بدن مین اس روح کی وضع ہے کہ اُسمین فواکہہ بھی ہین یعنے حواس کی لذتین ہین اور نخل بھی ہین اور وہ حواس باطنہ کی قوتین جو ابتدا مین ہوا نفس پر حاصل ہوتی ہین مگر اُنپر اکمام ہین یعنے غلاف ہین کیونکہ یہ مادیات کے اندر ہین اور حبوب یعنے قوت غذائیہ جس سے کھانے پینے وغیرہ کی خواہش پیدا ہوتی ہے مگر اُسکے ساتھ مین اوراق وغیرہ ساقین ہین جو اس تن بدن مین پھیلی ہوئی ہین اور اُنکی قوتین جاذبہ و ماسکہ و ہاضمہ و دافعہ وغیرہ ہین اور اسیطرح مادۂ نطفہ کے ساتھ مین قوت مغیرہ جس سے اُسکی صورت بدلتی ہے اور مصورہ جس سے اُسکے متحد مادہ سے دیون دسر و پیٹ و پیٹھ و نر و مادگی کی جزئیات علحدہ ہوتے ہین جسکے عجائب کیفیات کے بیان مین علحدہ رسالہ لکھنا چاہیے کیونکہ اس سے خالق عزوجل کی عجیب قدرت ظاہر اور ریحان ایک لذت طیب ہے اور یہ قوت موجب لذت الجماع ہے جس سے بقائے نوعیت کا مادہ حاصل ہوتا ہے پس اللہ عزوجل کی ایسی ظاہری و باطنی نعمتون کا انکار سوائے جاہل بے وقار کے کوئی نہین کر سکتا ہے وللہ الحمد والمنۃ

خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ كَالۡفَخَّارِۙ وَخَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍۚ فَبِاَىِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

آدمی — کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا — اور بنایا — جان — آگ کی ڈیک سے — پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤگے

منزل

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۙ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

مالک دو مشرق کا اور مالک دو مغرب کا پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھوٹھلاؤگے چلائے دو دریا بھڑ چلنے اُنمین ہے ایک پردہ

لَّا يَبْغِيٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

زیادتی نہین کرتے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھوٹھلاؤگے نکلتا ہے اُنسے موتی اور مونگا پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھوٹھلاؤگے

وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ ع ۲۵

اور اُسی کے ہین جہاز اونچے کھڑے دریا مین جیسے پہاڑ پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھوٹھلاؤگے

ان آیات مین اللہ تعالے نے انسان پر اُسکی پیدایش سے اور پیدایش کی ضروریات سے انعام بیان فرمایا اور اسیطرح جنون پر بھی یہی انعام بیان فرمایا اور دیگر حیوانات کو اسواسطے چھوڑ دیا کہ اُنکو اپنے رب عزوجل کی توحید مین کچھ شبہہ نہین ہے علاوہ اسکے وہ سب اپنی استعداد کے موافق تسبیح پڑھتے ہین اور جن کی تسبیح اُنسے افضل ہے کیونکہ انمین رحمت وغضب دونون صفات کا ظہور ہے اور انسان سب سے افضل ہے اسیواسطے دیگر حیوانات کو انسان کے واسطے پیدا کیا جیسے قولہ تعالے خلق لکم ما فی الارض جمیعا الآیہ- یعنے جو کچھ زمین مین ہے سب تمہارے منافع کے واسطے پیدا فرمایا- ھ- پھر ان منافع کے حاصل کرنے مین اگر افراط وتفریط ہو تو گناہ ہے یا گمراہی ہے اور اگر اعتدال ہو تو ثواب وہدایت ہے لہذا اسیلئے عدل کی تاکید فرما کر انسان اور جن کو اُنکی ہستی سے آگاہ فرمایا خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ- پیدا کیا انسان کو سوکھی کھنکھناتی مٹی سے جیسے آگ سے پکا برتن اور جانّ کو پیدا کیا آگ کی لپٹ سے ف قرطبیؒ نے کہا کہ مفسرین متفق ہین کہ یہان انسان سے آدم علیہ السلام مراد ہین پس آدمیون کے واسطے اُنکے باپ آدم کی اور جن کے لیئے جانّ کی ابتدائی خلقت بیان فرمائی اگرچہ اُنکی اولاد کی پیدایش ہر ایک کے مادہ کے موافق بذریعہ نر و مادہ کے ہوتی ہے اور اس سے ہر ایک کے واسطے اللہ تعالے کی قدرت کاملہ طرح طرح سے ظاہر ہے صلصال پانی مین گوندھی ہوئی مٹی جو ایسی خشک ہو گئی ہو کہ اُس سے کھنکھناہٹ کی آواز آنے لگے جیسے فخار یعنے آگ سے پکے ہوئے برتن کو جب بجا کر ثابت یا پھوٹا دیکھتے ہین تو اُسمین سے آواز نکلتی ہے پس خلاصہ یہ کہ آدم کو گوندھی ہوئی خشک مٹی سے پیدا کیا اور اس سے آدم کا جسم مراد ہے اور جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے جسم آدم کی پیدایش قرآن مین کئی جگہ بیان فرمائی ہے چنانچہ سورۂ آل عمران مین (خلقہ من تراب) یعنے آدم کو خاک سے پیدا کیا سورۂ حجر مین فرمایا (من حمأ مسنون) یعنے بدبودار گارے سے پیدا کیا سورۂ صافات مین فرمایا (من طین لازب) یعنے چپکتے ہوئے گارے سے پیدا کیا اور ایک جگہ یہ بھی فرمایا (من ماء مہین) یعنے خفیف پانی سے پیدا کیا جس سے نطفہ مراد ہے اور اس مقام پر (من صلصال) فرمایا پس ان سب کے ملانے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جیسے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام اس زمین کی طرف بھیجے گئے پس انھون نے روے زمین سے ایک مشت خاک ہر قسم سے لی اسیوجہ سے آدمیون کے رنگ مختلف ہین اور اُنکی مزاجی خصلتین بھی مختلف ہین پس سب سے پہلے اُنکی خلقت کیواسطے یہی خاک لی گئی پھر اسمین پانی ملایا گیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ چالیس دن تک اسیطرح پانی ملی ہوئی پڑی رہی تو وہ حمأ مسنون یعنے سیاہ بدبودار گارا ہو گئی پھر جسم کی خلقت اُسکی خشک صلصال سے ظاہر فرمائی اور اسمین ہوا و آگ کا بھی میل ہو گیا لیکن اصل اسمین خاک ہی تھی لہذا سورۂ آل عمران مین فقط خاک ہی کا ذکر کیا اور جہان ماء مہین مذکور ہے اُس سے آدمیون کی نسل پیدا کرنا مراد ہے اسیطرح جن مین بھی اصل غالب فقط آتشی مادہ ہے اگرچہ ہوا و پانی و مٹی کا بھی میل ہے پس یہان جن کی خلقت مین اصلی مادہ کا بیان ہے کہ اُنکو آگ کی آنچ سے پیدا کیا ضحاکؒ نے ابن عباس سے روایت کی کہ آگ کی لپٹ مین جو زبان اوپر ہوتی ہے وہ مارج ہے یہی قول عکرمہ

ف جن کا باپ جانّ ہے جیسے آدم علیہ السلام آدمیون کے باپ ہین ۱۲

Marfat.com

حسن وابن زیدؓ سے منقول ہے عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مارج النار یعنے آگ کی لپٹ مین سے جو بہتر ہے علی بن ابی طلحہ نے
ابن عباس سے روایت کی کہ مارج من نار یعنے آگ مین سے خالص سے پیدا کیا اور یہ قول بھی عکرمہ ومجاہد وضحاک وغیرہ سے منقول ہے (ابن کثیر)
شاید جنون کی پیدائش مین یہ مادہ مخلوط اصل ہے یعنے آگ کی لپٹ مین بعض جزء بالکل صاف وخالص ہے اور بعض مین دھوین کا جز ملا ہوا
ہے تو اسمین درجہ بدرجہ کدورت ہے پس جو افراد ان مین سے پاکیزہ طینت ہین وہ خالص مادہ سے ہین اور باقیون مین کدورت ہے جیسے انسانی
پیدائش مین ہر قسم کی مٹی شامل ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی غرض یہان فقط ابو الجن ہے اور لغت سے یہ معنے موافق ہین چنانچہ ابو عبادہؒ نے
کہا کہ مارج خلط النار ہے یعنے جب وہ مختلط ومضطرب ہوا اور بعض نے کہا کہ سرخی وزردی وسبزی وغیرہ لپٹین مختلط ہون لیثؒ نے کہا کہ مارج
وہ شعلہ ہے کہ اچھی طرح جلنے وتیز لپٹ مارنے مین پیدا ہوا اور جوہریؒ نے کہا کہ آگ مین سے مارج وہ ہے کہ اسمین دھوان نہ ہو اور یہ بھی احتمال ہے
ہے کہ شاید ایک قسم کی خاص آگ مراد ہو واللہ تعالے اعلم مترجم کہتا ہے کہ جنون کے آنے اور ایمان لانے کی بعض روایات مین یہ مذکور ہے کہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایسا نظر آیا کہ جب بعض جن رخصت ہوے تو ایک دھوان اٹھتا ہوا چلا گیا اور بعض لوگون نے ابن خزیمہ یا ابن حبان
کی کتاب سے ایک قصہ نقل کیا کہ ایک شخص کے یہان ایک جن اس شکل سے ظاہر ہوا کہ پہلے کچھ دھوان نظر آیا پھر وہ بلند ہوا یہانتک کہ ایک بہت
دراز قد صورت نظر آئی ان روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکے مادہ مین دھوان ہے اور شاید کہ اصل مادہ فقط مارج النار ہو لیکن پانی وہوا ومٹی کے
خلط سے اسمین دھوین کی کیفیت پیدا ہو گئی ہو واللہ تعالے اعلم پھر جاننا چاہیئے کہ اس بیان مین دو طرح سے انعام ہے اول یہ کہ ہر موجود کے
واسطے جو انعامات دیے جاوین ان سب مین سے اعلی وافضل انعام اسکے حق مین یہ ہے کہ وہ عدم سے موجود کیا گیا کیونکہ مثلاً جو شخص موجود نہین ہوا
اگر فرض کرو کہ اسکے حق مین جنۃ الفردوس عطا کی گئی تو اسکے حق مین بالکل فضول وباطل ہے پس موجود ہونا سب سے اول نعمت ہے دوم یہ کہ
انسان وجن کو ہر ایک چیز سے جو مزہ وادراک ومعرفت حاصل ہوتی ہے وہ انھین مختلف عناصر کی ترکیب سے ہے جو بظاہر محال نظر آتی ہے مگر
ہر ایک اپنی ذات سے بخوبی واقف ہے کہ اسکے جسم مین چارون اخلاط ضدی مرکب موجود ہین پھر انکے ساتھ مین روح اصلی بھی موجود ہے پس یہ
ایسی قدرت الٰہی ہے کہ انسان اپنے جسم وجان سے متحیر ہے اور اسی جسم وجان سے اسکو تمام جہان کے منافع ومزے ہین۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ۔ پس تم دونون کون سی نعمت اپنے رب کی جھٹلاتے ہو ف پس جن وانس مین سے جو لوگ عاقل وسعید ہین وہ اپنی جان ومال و
اپنا بال بال اپنے رب ذوالجلال الکبیر المتعال کے انعام وقدرت مین مستغرق پاتے ہین تو بندگی کے ساتھ یہ التجا لاتے ہین کہ اے رب ہم تیری کسی
نعمت کو نہین جھٹلا سکتے ہین سب حمد وثنا تیرے ہی واسطے ہے اور ان عجائب قدرت کو دیکھکر اللہ تعالے کے سب کلمات پر یقین لاتے ہین کہ بیشک
بعد موت کے جزا وسزا ہے اور دار آخرت کا سامنا ہے (تنبیہ) حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ملائکہ کی پیدائش نور سے ہوئی اور جن کی پیدائش مارج النار سے ہوئی اور آدمؑ کی پیدائش کا بیان تمسے قرآن مین کہا گیا ہے (رواہ احمد ومسلم)
جب معلوم ہوا کہ جن وانس مین مختلف عناصر کی ترکیب ہے تو مختلف فصلون سے انپر نعمتون کا اظہار فرمایا بقولہ تعالے۔ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ
پروردگار ہے دونون مشرق کا اور دونون مغرب کا ف مشرق جہان سے آفتاب نکلتا ہے اور مغرب جہان غروب ہوتا ہے اور سرما مین مشرق
ومغرب جدا ہے اور گرما مین جدا ہے پس سردی وگرمی دونون کو ملا کر سال مین دو مشرق ہوے اور دو مغرب ہوے اور اسی رفتار سے جیسے سردی
گرمی کا اثر جداگانہ ظاہر ہے اسیطرح انسانی بدن مین اور درختون وپھلون مین طرح طرح کے جداگانہ آثار قدرت ظاہر ہوتے ہین اور یہ سب
دیکھنے مین آتے ہین اور باطنی تعلقات بھی اسمین عجیب وغریب ہین چنانچہ گرمی کے موسم مین فرمایا کہ جب گرمی کی شدت ہو تو نماز کو یعنے ظہر کی نماز کو

Marfat.com

ٹھنڈے مین لیجاؤ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے (البخاری وغیرہ) اور بخار کی نسبت فرمایا کہ یہ گرمی جہنم کی بھاپ ہے اسکو پانی سے ٹھنڈا کرو (صحیح وغیرہ) اور ایک حدیث مین ہے کہ جہنم نے جناب باری مین عرض کیا کہ الٰہی میرے اجزا مین سے بعض نے بعض کو کھا لیا یعنے الٰہی حدت بڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالےٰ نے اسکو دو سانس کی اجازت دی ایک گرمی جسکو تم زیادہ تپش پاتے ہو اور دوسری سردی جسکو تم زیادہ ٹھنڈ پاتے ہو (صحیح) یہ معنے بجائے خود بہت صحیح ہے لیکن مادی لوگ اسکے سمجھنے سے عاری ہین وہ بیچارہ کیا کرے کہ اسکے پاس سوائے حیوانی حواس کے عقل کی راہ نہین ہے اسلئے تو حیوانات کے متفرق حواس سے تھوڑا حصہ مانگ لینے پر کفایت کی ہے خیر اگر مادی اسکے سمجھنے سے عاری ہے تو بہت سے نورانی عقل کے لوگ باقی ہین جو اسکے اسرار سے بیدار ہونگے اور کم سے کم یہ ہے کہ ابھی اس جسم کی قید سے نکلکر ہمکو عجیب تماشے نظر آنے والے ہین جنکے ظاہری آثار کچھ یہان پتہ بتلاتے ہین اہل عرب سب جانتے تھے کہ قائم الظہیرہ یعنے آفتاب کے ٹھیک سر پر قائم ہونے اور وقت الہجیرہ کی سیدھی کرنون سے حرارت قوی اثر کرتی ہے لیکن عقلا نے معدن نبوت سے اسکے باطنی آثار حاصل کیئے اور اللہ تعالےٰ نے خبر دی کہ یہ سمندر دہکتی ہوئی آگ ہوکر جوش مارینگے لیکن نیچری بیچارے کو اسپر ایمان لانے مین بہت دشواری لاحق ہے بالجملہ ایسے نیچریون مادیون سے مخاطب ہونا مردانگی کے خلاف ہے اصل مقصود کیطرف رجوع کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس عالم مین اظہار قدرت وانعامات کے لیئے دو مشرق و دو مغرب رکھے انسے مختلف آثار حاصل ہوتے ہین بادشاہون کو ہر طرح خس وکافور مین بھی ضرور کسی نہ کسی وقت گرمی کا جھونکا اُٹھانا پڑتا ہے اور وہ نمونہ آثار جہنم ہے آعوذ باللہ منہا اور فقیر ونکو جاڑون مین گرمی کی تپش و کھولتے پانی کا صدمہ اُٹھانے کے بعد سرد پانی میسر آتا ہے جو گرمیون مین کسی برف وغیرہ کی ترکیب سے اس لطافت کے ساتھ میسر نہین آیا تھا حدیث مین ہے کہ جس شخص نے عمر بھر دنیا مین اللہ تعالےٰ کی یاد مین انواع تکالیف اٹھائین جب اسکو جنت کی نعمت مین ایک سیرابی ملی تو کبھی اسکو تکلیف کا نشان یاد نہ آویگا اور جسنے دنیا مین عمر بھر ناز ونعمت مین پرورش پائی جب وہ جہنم مین ایک لپٹ اُٹھاویگا تو اسکو یاد نہ آویگا کہ اسپر کبھی راحت و عیش کا نشان تھا (الصحاح) جب لوگ سرکشی وفسق وفجور مین مبتلا ہوتے ہین تو طرح طرح کے امراض سب بادشاہون وانکے تابع ظالمون پر پیش آتے ہین تاکہ انکو اپنی سرکشی کی سزا ملے اور انکو معلوم ہو کہ اس جہان کا مالک سب غریبون کا خدا ہے وہی جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور قلوب اسی کے قبضۂ قدرت مین ہین اسی مشرق ومغرب سے گرمی وسردی کے مناسب پھل پیدا ہوتے ہین اور انھین اختلافات مین مختلف لباس بدلتے ہین یہ جنت نہین کہ ایسی تکلیفون سے نجات ہو بلکہ مقام محنت ہے اور جو لوگ دنیا کی زندگی پر مرتے ہین انکو بھی ایسے خوفناک تغیرات مین اور طرح طرح کے آفات مین خوفناک افکار سے نجات نہین ملتی ہے یہ جنت نہین بلکہ دار محنت ہے الحاصل اللہ تعالےٰ ہی نے یہ مشرقین ومغربین بنائے ہین جنسے تم لوگون کو مختلف فصول کے انعام بے شمار میوے وپھل وغیرہ حاصل ہوتے ہین واضح ہو کہ یہان چونکہ مختلف انعامات کا ذکر ہے اور یہ مختلف فصلون سے حاصل ہوتے ہین لہذا فقط مشرقین ومغربین دو ہی ذکر فرمائے اگرچہ جہان سے گرمی مین آفتاب ظاہر ہوتا ہے وہان سے جاڑے کے مشرق تک فاصلہ ہے اور آفتاب رفتہ رفتہ بڑھتا گھٹتا ہے تو ہر روز نیا مشرق ہوتا ہے لہذا جہان قدرت الٰہی کا ذکر ہے وہان فرمایا۔ فلا اقسم برب المشارق والمغارب الآیہ مشرقون ومغربون کے رب کی قسم ہے۔ ھ۔ تو یہان بہت سے مشرق ومغرب بیان فرمائے جس سے قدرت الٰہی سے عالم مخلوق مین تغیر ظاہر ہوتا ہے اور جہان موجودات سے عبرت کا ذکر ہے وہان فرمایا رب المشرق والمغرب لا الٰہ الا ہو الآیہ مغرب ومشرق کا پروردگار اسکے سوائے کسی مین الوہیت نہین ہے۔ ھ۔ تو یہان ایک ہی مشرق ومغرب مذکور ہے کیونکہ آفتاب کے واسطے اسنے مطلع بنایا وہ مشرق ہے خواہ کسی جگہ سے طلوع ہو خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے جن وانس پر انکی مصالح ومنافع کے لیئے سردی وگرمی کے دو مطلع و دو مغرب ایسے بنادیے کہ اُنسے فصل بدلتی ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پھر تم دونون فریق

[illegible]ب کی نعمتون مین سے کس نعمت کا انکار کرتے ہو ف کیونکہ اس صنعت آلہیہ مین تیرے بےشمار انعام خود ظاہر ہین اگر کہا جاوے کہ ان فصول کے
بدلنے سے مختلف امراض بھی پیدا ہوتے ہین جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے جواب لیکن اوپر یہ بھی اشارہ ہوا کہ فسق و فجور سے یہ سزائین نازل ہوئین حدیث مین ہے
کہ وبا ایک عذاب ہے کہ اگلی بعض اُمت پر بھیجا گیا تھا یہ اسی کا بقیہ ہے کہ کبھی آتی اور کبھی غائب ہوجاتی ہے پھر اللہ تعالےٰ نے دوسری قسم کے
انعامات کو مع عظیم قدرت کے بیان فرمایا بقولہ تعالے۔ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۔ دو سمندرون کو چھوڑ دیا کہ باہم ملتے ہین ف ابن عباسؓ نے کہا
کہ مرج البحرین یعنے دو سمندرون کو روان کردیا (ابن کثیر) یلتقیان ای باہم ملتے ہین یعنے ظاہر نظر مین بندون کو آنکھون سے دکھلائی دیتا ہے کہ
دونون سمندرون مین کوئی چیز حائل نہین بلکہ آپس مین ملے ہوے ہین (خطیبؒ) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۔ ان دونون کے بیچ مین برزخ ہے
کہ وہ دونون ایک دوسرے پر اپنی حد سے تجاوز نہین کرتے ہین ف یعنے یہ اُس پر یا وہ اِس پر اپنی کیفیت و حالت سے غلبہ نہین کرتا ہی (خطیب)
ابن زیدؒ نے فرمایا یعنے اللہ تعالے نے دونون سمندرون کو چھوڑا کہ باہم ملتے ہوے تمکو نظر آتے ہین لیکن اللہ تعالے نے انکو منع کردیا کہ ایک دوسرے
مین خلط ملط ہوجاوین کیونکہ اللہ تعالے نے انکے درمیان مین ایک برزخ کو حائل کردیا۔ ھ۔ اور اس آیت کے مانند سورۂ فرقان مین قدرت آلہیہ
ظاہر کرنے مین فرمایا وہو الذی مرج البحرین ہذا عذب فرات وہذا ملح اجاج الآیۃ۔ یعنے اللہ تعالے وہی پاک عزوجل ہے جسنے دونون سمندرون کو
روان کیا ہے یہ سمندر تو شیرین خوشگوار ہے اور یہ دوسرا سمندر کھاری کڑوا گلا پکڑنے والا ہے اور اللہ تعالے نے دونون کے درمیان برزخ اور
روکنے والا محکم بنادیا ہے۔ ھ۔ (ابن کثیر) اس سے اس کلام بلیغ کے معنے ظاہر ہوگئے یعنے اللہ تعالے نے دو قسم کے پانی بہتے ہوے سمندرون کو
ایک مین ملتا ہوا چھوڑ دیا لیکن اسکی قدرت کاملہ سے کوئی سمندر دوسرے پر بغاوت نہین کرسکتا کیونکہ اللہ تعالے نے اپنی قدرت سے ان مین برزخ
حائل فرمائی ہے اور وہ حکم آلہی عزوجل ہے اور اس سے گویا شیشہ کا پردہ حائل ہے جیسے انسان خاکی آبی ہین اور جن آتشی ہین اسی دنیا مین مجاورت
اور ملان ہے لیکن قدرت آلہیہ سے پردہ دونون کے درمیان ہے اسیواسطے جب کبھی اللہ تعالے کی طرف سے وبا کسی شخص کو پہونچانا منظور ہوتی ہے
تو اس سے یہ پردہ ہٹا دیا جاتا ہے حدیث مین اُسکو وخز الجن۔ فرمایا ہے پھر یہ پردہ ہٹانا جس شخص سے ہوا اگر وہ بچہ معصوم یا جوان صا[illegible] یا عورت ہے
تو اسکے واسطے دنیاوی پرخطر مقام سے نجات ہے اور جنت کے واسطے شہادت کا درجہ ہے اور اگر وہ کافر یا فاسق و ظالم ہے تو اسکے لیئے یہ موت وبال ہے
نعوذ باللہ من الشرک والنفاق اور حدیث کے مضمون مین ہے کہ جب آدمی پخانہ وغیرہ قضائے حاجت کے لیئے برہنہ ہوتا ہے تو اسکے اور جن کے
نگاہ کے درمیان پردہ نہین ہوتا ہے مگر جبکہ وہ بسم اللہ پڑھکر اعوذ باللہ من الخبث والخبائث پڑھ لے اور حدیث مین حکم ہے کہ پخانے کے وقت صحرا مین
اگر کوئی چیز آڑ کرنے کو نہ ملے تو صرف تودہ ریگ ہاتھ سے سمیٹ کر اُسی سے آڑ کرلے اور نیز حدیث مین ہے کہ قضاے حاجت کے وقت آدمیون کے
مقاعد سے شیاطین کھیل کرتے ہین یعنے اُسوقت دعاے مذکور پڑھ لینا چاہیئے تاکہ شیاطین کی خباثت سے بچاؤ اور پردہ ہوجاوے بالجملہ اس دنیا مین
جنّی خلقت اور آدمی سب ملے ہوے ہین لیکن قدرت آلہیہ سے انمین پردہ ہے کہ ایک دوسرے پر تعدی و تجاوز ظلمی نہین کرسکتے ہین اسیطرح جسم انسانی
مین آگ و پانی و ہوا و مٹی ممزوج ہین لیکن تجاوز نہین ہوسکتا کیونکہ قدرت آلہیہ سے حاجز برزخ ہے حتی کہ جسوقت بچپن یا جوانی یا بڑھاپے مین
حکم تقدیر آلہی اسکی موت آئی اور انمین سے کسی خلط نے تجاوز کیا اور چارون اضداد مین سے کوئی غالب ہوئی تو جان شیرین اس قالب سے نکل آتی ہے
یا مرغ کا قفس ٹوٹ گیا اگرچہ بعضے لوگ جنھون نے عمر کو نادانی و بطالت مین برباد کیا تھا وہ کمال سے محروم رہجاتے ہین اور اس زمانے مین تو عموماً
سکے لیئے اس زمانے کے کفار و مشرکین و فجار کے جلسہ سے نجات ہونے مین عین راحت ہے اگرچہ آدمی کو دار آخرت و اسکی خوبیون کی قدر نہین
مگر اہل ایمان جو ضعیف الاعتقادی مین پڑے ہین اپنی دار آخرت کی شان سے آگاہ ہوجاوین کہ اسکے مقابلے مین یہان ہفت اقلیم کی سلطنت پر

Marfat.com

تھوک ہے جبکہ اس سلطنت سے فقط دنیاوی عیش وعشرت وناموری مقصود ہو تو کچھ ذرہ برابر شک نہیں ہے کہ دنیا بے ثبات ...
کہ ہمکو بہت جلد ہمارے وطن پہونچا دیا جاوے اے لوگو کیا تم غور نہیں کرتے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جنکو مصر کی سلطنت حاصل تھی جو ...
اس دنیا کی سب سلطنتوں سے قوی زبردست سلطنت تھی تو بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے جب پردہ آخرت اٹھا لیا گیا تو اپنی موت کے ...
ہوے اور دعا مانگنے لگے یہ قرآن مجید مین منصوص ہے یہ جان رکھو کہ اللہ تعالے ایک وقت اپنے پیغمبر کو آخرت دکھلاتا ہے اور بعد اسکے فرماتا ہے کہ ...
یہان آؤ یا ابھی دنیا مین رہنا جتنے دن تک چاہو پسند کرو آنحضرت سرور عالم سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی آخر وقت مین یہ دعا مانگی شروع کی کہ ...
الرفیق الاعلی حضرت ام المومنین عائشہ کی گود مین سر مبارک تھا آپ فرماتی ہین کہ مین نے اسوقت یہ حدیث یاد کی جو مین نے آپ سے پہلے سنی ...
اور مجھپر مایوسی چھا گئی کہ آپ اب ہم لوگون کے پاس دنیا مین رہنا نہین پسند فرماتے ہین ضرور آپ یہان سے رحلت فرماوینگے مترجم کہتا ہے کہ ناظرین ...
معاف رکھینگے کہ سلسلہ بیان تطویل کے ساتھ سمجھانے مین دوسری طرف بڑھ جاتا ہے اور اصل مقصود بیان یہ ہے کہ اللہ تعالے نے مخلوقات کی نظر ...
... قدر قوت دی ہے جسقدر مقتضائے حکمت ہے جس سے اسکے کفر وایمان کا امتحان قائم ہے چنانچہ اللہ تعالے نے یہان آیت مین ہمکو آگاہ کر دیا ...
کہ تم لوگ دو سمندرون کو دیکھتے ہو کہ اپنی بہنے والی طبیعت کے ساتھ چھوڑ دیے گئے ہین کہ باہم ملاقات کرکے ہاتھ مین ہاتھ ملاوین بلکہ سراپا معانقہ کرین
لیکن اسطرح قبضۂ قدرت مین مسخر ہین کہ ایک دوسرے مین اسطرح خلط ملط نہین ہو سکتے جیسے پانی و دودھ کا پیالہ ملانے سے امتزاج ہو جاتا ہے
اور کیونکر ان سمندرون مین ایسا امتزاج ہو کہ اللہ تعالے نے انمین برزخ حائل کر دی ہے جیسے دنیا وآخرت کے درمیان برزخ ہے یہان بعض باتین
سمجھ لینا چاہیئے اول یہ کہ ان دونون سمندرون مین بالضرور برزخ حائل ہے لیکن ہمکو نظر نہین آتی ہے تو ہم ضرور سمجھ سکتے ہین کہ اللہ تعالے نے ہماری
نظر مین جو قوت رکھی ہے وہ اپنی لیاقت سے زیادہ نہین دیکھ سکتی ہے تو ہم ہمیشہ اپنی ہستی سے زیادہ مدعی نہون بلکہ خیال رکھین کہ ہماری نظر کو مادیات
دیکھنے کی قوت دی گئی ہے مادیات سے مراد یہ ہے کہ اس جسم کی پرداخت کے لیئے جہان تک ضرورت ہے اسمین امتیاز پاوین اگر کہا جاوے کہ یہ کیا بات ہے
جواب بات یہ ہے کہ اللہ تعالے نے انسان کو اس جسم مین پیدا کیا جیسے دوسرے جانور پیدا کیئے اور یہ دار دنیا ہے پھر انکو آگاہ کیا کہ تمہارے واسطے
دوامی مقام دار آخرت ہے اور وہان اس دنیا سے کرورہا درجہ وسیع دو مقام ہین ایک جنت مع اپنی نعمتون کے ہے اور دوسرا جہنم مع اپنے عذاب و
وبال کے ہے پس اگر تم پیغمبرون سے سیکھکر جنت حاصل کرنے کی کوشش کرو تو اللہ تعالے کے یہان کوئی کمی نہین ہے تمکو جنت ملے گی اور اسکا اصل اصول
یہ ہے کہ اپنے پیدا کرنے والے رب عزوجل کو اُسکے پیغمبر علیہ السلام کی زبانی مانو اور صدق دل سے پہچانو اگر لوگ سچی نظر سے غور کرین تو یہ اللہ تعالے کی کمال
مہربانی ہے کہ خالی اپنے پہچاننے والے بندے کو اپنے جوار قدس مین ایسی نعمتون کے ساتھ سرفراز فرمایا جنکو کبھی زوال نہین ہے بلکہ روز بروز ترقی
بے انتہا ہے اور یہ نہایت آسان ہے اور اگر ایسی سچی اور ایسی آسان بات کو نہ مانو تو آخرت مین تمہارا مقام جہنم ہے اور اسمین غور وفکر کے واسطے عمر کی
ایک مدت مقدر فرمائی پھر جسنے اپنے رب عزوجل کو اُسکے پیغمبر علیہ السلام سے پہچانا وہ اپنے جسم کو جنت کے درجات وکمالات حاصل کرنے کے واسطے
پیغمبر علیہ السلام سے سیکھے ہوے نیک کامون مین لگاتا ہے لیکن یہ جسم اس دار دنیا مین ہزارون آفات کے درمیان پھنسا ہوا ہے تو اُسکو حواس دیئے
جنکے ذریعہ سے وہ جسم کو اُسکی اجل تک موافق قدرت الٰہی کے رکھتا ہے جیسے دوسرے جانور اپنے جسم کو پرورش کرتے ہین لیکن دوسرے جانورون کی
تسبیح سے انسانی تسبیح افضل ہے حتی کہ اگر انکا جسم انسان کی غذا ہو جاتا ہے تو یہ اُنکے واسطے بہتر ہے بشرطیکہ وہ انسان اپنے رب عزوجل کو پہچانتا ہو
حتی کہ اگر کافر ہو تو ان جانورون کو حلال کرکے کھانا بھی اُسکے حق مین وبال ہے بالجملہ جب انسان کو حیوانات کی ضرورت ہے تو انسانی حواس
ایسے رکھے جس سے وہ ان جانورون کو شکار کر سکے اور جانورون کے حواس مثل انسان کے کامل نہین کیئے کہ وہ انسان کے ہاتھ نہ آوین ...

جیسا کہ انبیاء اور اہل ایمان کے قلوب مین بھی نورانی روح کی جانب دروازہ کھل جاتا ہے اور اس دروازے کی کیفیت بھی ویسی ہی لطیف کیفیت ہے جیسے دونون سمندرون کے درمیان برزخ ہے گویا جسم وروح کے اتصال مین یہ برزخ ہے پس بندۂ عارف کو دنیا کی حقیقت نظر آتی ہے اور وہ اپنے حواس کو اپنے قابو مین رکھتا ہے اگرچہ اُسکا جسم وجسمانی حواس اپنی ذات سے اس زمین کی جانب اور زمین کی کمیاب چیزون کی جانب جھکتے ومائل ہوتے ہین کیونکہ وہ اسی زمین سے پیدا کیا گیا ہے تو اُسکی ذاتی کشش کبھی زائل نہو گی لیکن روح اپنی ذات سے اپنے عالم اعلےٰ کی جانب مائل ہوتی ہے اور عقل عرفانی سے بندہ خوب پہچان چکا کہ فردوس مقام اعلیٰ ہے پس روح اپنی روحانی تعلیم سے جسم کو ایسے کامون مین لگاتی ہے جس سے وہان کے بلند درجات حاصل ہون اور یہ بندۂ مومن بھی اپنی معرفت سے اسکو جان چکا تو وہ خوشی سے اسکی مین کوشش کرتا ہے اگرچہ اُسکے جسم اور جی کو تکلیف ہوتی ہے اور جی کو لوگ جان کہتے ہین یعنے اُسکی جان پر تکلیف ہوتی ہے مگر جی اُسکا خود مختار نہین رہا بلکہ وہ پیغمبر علیہ السلام کی تعلیم کے موافق نیک کامون کے تابع کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کی مدت کو کمالات کے ساتھ پورا کرکے یہان سے مالامال جاوے اور ہمیشہ عیش وراحت پاوے بخلاف کافرون کے کہ انھون نے آخرت کو ایک خیال سمجھا بلکہ احمق نے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دوربین سے دیکھنا شروع کیا کہ اگر وہ جہان ہوتا تو نظر آتا حالانکہ اُسکی نظر اسواسطے نہین پیدا کی گئی ہے حتی کہ اُسکو دونون سمندرون کے درمیان برزخ حاجز نظر نہین آتی ہے اور آیندہ ہم اسکی حماقت کو زیادہ بیان کرینگے لیکن یہان مقصود یہ ہے کہ جب اُسنے آخرت کو نہ مانا اور اپنے پاک خالق عزوجل کو نہ پہچانا اگرچہ ہمیشہ دعوی کرتا رہا کہ مین خوب پہچانتا ہون تو وہ روحانی علم سے اور ایمانی معرفت سے بالکل محروم رہا اور قلب کا دروازہ بالکل بند رہا تو اُس کے پاس صرف جسم واُسکے حواس ہین اور ہم پہلے بیان کر چکے کہ یہ بالذات اسی زمین کی جانب جھکتے ہین تو اُسکو زمین کی آرایش سے اور زمین کی کمیاب چیزون سے بے انتہا رغبت ہوتی ہے اور جب کبھی وہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ ان چیزون کا مالک دیکھتا ہے تو کم سے کم اُسکی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اُسکا دل ان چیزون کے واسطے ہمہ تن خواستگار رہتا ہے کہ کسی طرح مجھے بھی حاصل ہوین حتی کہ بادشاہ بھی دوسرے بادشاہون کی نفائس دیکھ کر آرزومند رہتا ہے لیکن بہت سے کفار اس حالت مین ہین کہ جب انکو عالم شباب مین ابتدائی ہوش ہوا اور انھون نے ان آرزوون مین غرقاب ہوکر چندروز تک اپنے خیالات کو ہر طرح دوڑایا تو چار قسم کے لوگ پائے اول بادشاہ دوم امیر کبیر لوگ سوم نہ امیر کبیر نہ محتاج فقیر چہارم فقیر پس وہ جس درجہ مین ہوتا ہے اُسکی کوشش وآرزو اس جانب رہجاتی ہے کہ اپنے سے اونچا درجہ حاصل کرلیگا اور اُس سے بالاتر مراتب کی طرف سے اُسکے دل مین یکبارگی ناامیدی ویاس کا پتھر اڑجاتا ہے بلکہ جب تجربہ سے معلوم کرو تو بادشاہ کے دل پر بھی دوسری قسم کا ایسا ہی پتھر ضرور اُڑا رہتا ہے اگرچہ ہر روز اس پتھر کی جانب خیال نہ آوے چنانچہ جب کبھی بادشاہ کو یہ خیال گذرتا ہے کہ ایسا نہو مین مضمحل ہوکر یہان سے معزول کردیا جاؤن یا امراو وزرا متفق ہوکر انقلاب سلطنت کی کوشش کرین یا آنکھین جاتی رہین یا چند ہی روز کے بعد عیش اُٹھانے سے پہلے وہ مرجاوے لیکن آخر مین وہ اسکا علاج یہی دیکھتا ہے کہ ہر طرح اپنے بدن کی حفاظت مین حواس سے کام لینا چاہیئے اور سلطنت کی حفاظت مین راے وتدبیر سے کام لینا چاہیئے اور سوا اسکے اور کوئی ایسی صورت نہین ہے جس سے اس دغدغہ سے نجات ہو پس آخر اس مایوسی کا پتھر اڑجاتا ہے اور وہ اپنے حواس وراے سے کام لینے مین ہمہ تن مستغرق ہوجاتا ہے تو کچھ شک نہین رہا کہ کافر ان کو اس دنیا کی زندگی مین ضرور اپنے حال کے موافق ایک پتھر اپنے دل پر اُٹھانا پڑتا ہے جو اُسکے حق مین ضیق ہے ولیکن مثل مشہور ہے کہ یاس بھی ایک راحت ہے پس یہ گویا اسکی طبیعت ہوجاتی ہے کہ اُسکو یہ امتیاز نہین رہتا کہ اُس کے دل پر ایک پتھر بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اُسکا جسم اپنی ذات سے اور اُسکے جی کے خیالات اور سب حواس اپنی قوت سے اس دنیا کی ترقیان حاصل کرنے مین بالکل مستغرق رہتے ہین حتی کہ یہان سے مرنا اُسکو بہت ہی ناگوار ہے کیونکہ وہ اپنی دنیا کو اپنے حق مین سب کچھ

Marfat.com

سمجھتا ہے اور یہی اُسکی جنت ہے لیکن یہ ثابت ہوگیا کہ اُسکے حواس فقط اسی دنیاوی مادیات کی قوت رکھتے ہین لیکن ایسی ... تک انھین خیالات مین اپنے نفع وضرر کو حاصل کرے پھر جب اُس احمق نے ان حواس سے وہ چیز حاصل کرنی چاہی ... اور جسکے حاصل کرنے کے واسطے اُسکے پاس سامان نہین ہے تو اس سے سوائے اسکے کوئی نتیجہ نہین نکلیگا کہ وہ اپنے جی کے واسطے ... بات حاصل کرے اگرچہ وہ بچون کو بہلانے سے بھی زیادہ باطل ہے اور بالکل اُسکی مثال ایسی ہی ہے جیسے بچون نے ملکر نجومون کی نقل اُتاری ... نرکل لیکر آنکھون مین لگائے اور اُس سے آسمانی ستارے دیکھنے لگے گویا اُنکے واسطے دوربین ہے پھر کیا کسی طفل نادان کی جانب سے یہ قول قبول ہوگا اُسکو مشتری ستارہ نظر نہین آیا ایسے ہی احمق کافرون کا فعل ہے کہ اُسکی آنکھ فقط اُسکے جسم کی پرورش کے واسطے تھی اور اُسمین یہ قوت نہین رکھی گئی ہے کہ وہ عالم آخرت بلکہ عالم برزخ بھی دیکھ سکے تو وہ کیونکر اس نگاہ سے نہ دیکھنے پر نادان بچون کی طرح یہ حکم لگاتا ہے کہ وہان کچھ نہین ہے اور اگر ہوتا تو مجکو نظر آتا بلکہ دو سمندرون مین ضرور یہ کیفیت ہم دیکھتے ہین کہ دونون پانی بہنے والے ہین اور دونون ملے ہوے ہین پھر بھی دونون اپنی اپنی کیفیت سے علحدہ ہین تو ضرور ان مین جدائی حاصل ہے کافر کہتا ہے کہ مین اپنے حواس سے سمجھ گیا یعنے جو حواس اُسکے جسم کی اجل طبعی تک برداخت کے واسطے دیے گئے تھے انھین حواس کو بیچارہ یہان لایا کیونکہ اُسکے پاس سوائے ان حواس کے کوئی چیز نہین ہے اور جب تک جسم قوی ہے تب ہی تک یہ حواس بھی قوی رہتے ہین اور جسم کی قوت کو بھی وہ انھین حواس کے ذریعہ سے قائم رکھ سکتا ہے تو یہ بیچارہ اپنی کرگا چھوڑ کر نرکل کی دوربین لیکر یہان تماشہ دیکھنے آیا اور کہنے لگا کہ مین پہچان گیا کہ دونون سمندرون مین سے کھاری سمندر کا پانی بھاری ہے اور میٹھے سمندر کا پانی ہلکا ہے اسواسطے میٹھے کا مرکز ثقل جدا ہے اور کھاری کا جدا ہے اسیوجہ سے وہ دونون ایک مین نہین ملتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اہل عقل کے نزدیک اس کرسی کے لال بجھکڑ کی باتین اچھا مضحکہ ہین ذرا انصاف کرکے دیکھو جو شخص سچے دل سے سچی زبان بولنے کی عادت نہین رکھتا ہے بلکہ ہذیان بکتا ہے جیسے مجنون اپنی بڑ بکتے ہین تو کیا کوئی شخص اس بات کو روا رکھتا ہے کہ مجنون کی باتون کے جواب مین کوئی عاقل اپنا وقت صرف کرتا رہے ہرگز روا نہین ہے بلکہ لوگ اسکو بھی دیوانہ کہینگے کیونکہ لوگ خوب سمجھتے ہین کہ یہ محض دیوانہ کی بڑ ہے پھر عاقل کو کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایسی دیوانگی کا جواب دے اور کسکے نزدیک سطح زمین پر کھاری اور میٹھا پانی دو گھڑے بہانے سے مرکز ثقل مانع نہین ہے اور سمندرون مین بھی اصلی مرکز ثقل کی سطح مین ہم اختلاط نہین پاتے ہین اور وہان مرکز ثقل مختلف نہین ہے اللہ تعالےٰ ہم لوگون کو ایسے مشرکین احمق کے اوہام سے بچاوے کیونکہ انکے جھگڑے کی بالکل یہ مثال ہے کہ مارون گھٹنا پھوٹے خیر آباد اسلیئے کہ جسکو کچھ بھی عقل ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کھاری و میٹھا سمندر مختلط نہونے مین مرکز ثقل کو کچھ بھی دخل نہین ہے اور جب ان لوگون کو کوئی جواب نہین آتا تو آخر یہ کہکر اپنی گمراہی مین پڑ جاتے ہین کہ یہان ضرور یہ کوئی سبب ہوگا جو ابھی تک ہمکو ظاہر نہین ہوا اور ہمارے نیچر نے ضرور ہر ایک چیز کے لیئے کوئی سبب بنایا ہے جو قانون نیچر یعنے عادت کے موافق ہے مگر ہمکو معلوم نہین ہوتا مترجم کہتا ہے کہ اس مرتد سے تعجب ہے کہ خالق عزوجل کے ماننے سے منحرف ہوتا ہے اور نیچر پر ایمان لاتا ہے ابتدائے عالم سے آج تک کسی مشرک قوم کی یہ کیفیت سنی نہین گئی اب مین ایسے احمقون سے کلام کرنا نہین چاہتا بلکہ روحانی بندون کو کلام الٰہی کی تفسیر سناتا ہون کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے دو سمندر روان چھوڑے گئے کہ آپسمین ملتے ہین لیکن مختلط نہین ہوتے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے انمین حجاب حاجز ہے

(**دونون سمندرون کی تفسیر**) بعضے لوگون نے جو مفسرین کے اقوال جمع کرنے والے ہین جیسے ہماری نظر مین تفسیر کی کتابین موجود ہین مختلف اقوال جمع کرنے پر خوش ہوتے ہین اس کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ تفسیر کرنے والے درحقیقت صحابہ و تابعین ہین اور انکے اقوال بذریعہ اسانید کے روایت کیئے جاتے تھے جیسے تفسیر امام ابن ابی حاتم و ابن جریرؒ مین مذکور ہین پھر متاخرین ...

بیان کہین جو کوئی قول پایا اسکو نقل کر لیا چاہے اسکی اسناد بری ہو یا اچھی ہو بلکہ آخر اس زمانہ مین بہت بے علم لوگون نے اقوال جمع کرنے پر کمر باندھی
لایبغیان اس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا کہ دونون سمندرون مین سے ایک بحر ہند ہے اور دوسرا بحر روم ہے اور دونون کے بیچ مین عرب حائل ہے
مترجم کہتا ہے کہ یہ قول محض جہل ہے کیا نہین سمجھتے کہ اگر کوئی کہے کہ مین نے پانی ایک لوٹے مین رکھا اور دوسرا پانی دوسرے لوٹے مین رکھا اور وہ
دونون مختلط نہین ہوتے ہین کیونکہ ان دونون مین روک ہے یہ کلام کچھ مفید گفتگو نہین ہے اگر کہا جاوے کہ امام ابن جریرؒ نے بعضے تابعین سے
روایت کیا کہ ایک آسمانی سمندر ہے اور دوسرا زمین کا سمندر ہے۔ھ مین کہتا ہون کہ اس تفسیر مین لطیف اسرار ہین لیکن اسرار دقیق سمجھنے کی لیاقت
ہر شخص کو نہین حاصل ہوتی ہے اور یہان اللہ تعالیٰ نے عالم قدرت ظاہری سے تنبیہ فرمائی ہے کیونکہ تمام جن وانس کو الوہیت کی نشانی دکھلائی
ہے پھر ایسی تفسیر اس مقام پر مناسب نہین ہے علاوہ اسکے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام ابن جریرؒ نے اس مقام پر موافق اپنی روایات کے یہ تفسیر
اختیار کی کہ مراد آسمانی سمندر اور زمینی سمندر ہے اور کہا کہ آسمانی پانی سے موتی پیدا ہوتا ہے اور وہ زمینی سمندر کی سیپ مین بنتا ہے ابن کثیرؒ نے
کہا کہ ہان موتی کی پیدائش تو اسیطرح ہوتی ہے لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ آیت مین بحرین سے بحر سماوی وبحر ارضی مراد ہو اور کلام قرآنی
سے یہ معنے نہین نکلتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ نے اعلام فرمایا کہ لایبغیان یعنے دونون مین کوئی دوسرے پر تجاوز نہین کرتا اور اللہ تعالیٰ نے دونو نکے
درمیان مین برزخ فرمائی ہے تاکہ یہ بات نہو کہ ہر ایک دوسرے کو بگاڑ دے اور ہر ایک سے اسکی صفت زائل ہو جاوے ہم خوب جانتے ہین
کہ یہ جوف جو آسمان وزمین کے درمیان ہے اسکو برزخ نہین کہتے ہین پس صحیح قول اس مقام پر یہ ہے کہ ایک سمندر کھاری ہے اور دوسرا میٹھا ہے
چنانچہ دوسری آیت مین صریح تفسیر موجود ہے ہذا عذب فرات وہذا ملح اُجاج وجعل بینہما برزخا یعنے یہ میٹھا سمندر ہے اور یہ کھاری ہے اور دونو نکے
بیچ مین برزخ پیدا کر دی ہے۔ھ خطیبؒ نے لکھا کہ دونون سمندرون کے لیئے اللہ تعالیٰ نے جو حد مقرر کر دی ہے کوئی اپنی حد سے تجاوز
نہین کرتا حتی کہ شیرین پانی جو شور مین داخل ہوتا ہے وہ اپنی اصلیت پر باقی رہتا ہے وہ کھاری سے ملکر کھاری نہین ہو جاتا چنانچہ کھاری کے
پہلو مین کنوان کھودو تو میٹھا پانی نکلتا ہے بقاعیؒ نے کہا بلکہ اکثر بہت قریب سے بہت میٹھا ظاہر ہوتا ہے پس دونون پانی ہماری سمجھ مین
جمادات کی قسم سے ہین نہ بولتے ہین اور نہ ادراک کرتے ہین پھر یہ کیفیت عجیبہ دیکھو کہ ایک دوسرے پر تجاوز نہین کرتے ہین یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت
ہے (مں) اگر کوئی کہے کہ نہین ہم دیکھتے ہین کہ زمین کے کنوین بھی کھاری ہوتے ہین ہان کہین ایسے بھی واقع ہوتے ہین جیسے تم کہتے ہو بلکہ دونون
کنوین ایک دوسرے کے پہلو مین واقع ہوتے ہین اور دونون مین چار گز بھی فاصلہ نہین ہوتا مگر ایک شیرین پاکیزہ ہے اور دوسرا کھاری بدمزہ
بلکہ کہین ایسا بھی واقع ہے کہ ایک ہی کنوین مین دو طرف سے دو طرح کا پانی نکلتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اسیطرح ہم نے دیکھا کہ چند گز کے فاصلہ
ایک کنوان معمولی یا کھاری مائل تھا اور دوسرا بہت شیرین اور بہت سرد تھا کہ روزہ افطار کرنے والے بجاے آب برف کے اسکو غنیمت جانتے
جواب مین مترجم کہتا ہے کہ ہم لوگون کو آیت قدسی مین یہ قدرت دکھلائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے میٹھا وکھاری تجاوز نہین کرتا تو جس جگہ
ایسا پاتے ہو وہان اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہے کہ اُسی نے دونون مین حاجز پیدا کر دیا ہے اور آیت مین اللہ تعالیٰ نے یہ نہین فرمایا کہ ہر جگہ
پیدا کر دیا گیا ہے پس قدرت الٰہی عزوجل صاف ظاہر ہے بلکہ مترجم کہتا ہے کہ جب تم اس معاملہ مین سچی اور صاف نظر سے غور کرو تو ضرور
معلوم ہو جاوے کہ عجیب قدرت ہے اسکا بیان یہ ہے کہ دنیا مین تین قسم کے خیال کے لوگ اسوقت نظر آتے ہین بعضے زمین کو تختہ مسطح سمجھتے ہین
ساکن سمجھتے ہین بعضے اسکو گول اور آفتاب کے گرد چکر کھانے والا کہتے ہین اور مترجم نے دلیل عقلی وریاضی سے بعض اقوال کو باطل ثابت
کیا لیکن یہان مطلب یہ ہے کہ یہ سب لوگ اس بات کے قائل ہین کہ خشکی کے گرد پانی بھرا ہوا ہے اور سمندر محیط کا پانی کھاری وبدمزہ تلخ

اسقدر شور ہے کہ جاری ہے لوگ اسکو ہرگز نہین پی سکتے ہین اگرچہ بہت سی ترکیبین لگا کر جوش دیتے ہین اسوقت کسی قدر پینے کے قابل ہو جاتا
بہرحال جب خشکی و پانی کا اندازہ کیا جاوے تو سہ چند سے زیادہ پانی ہے اور ایک چہارم سے کم مٹی ہے اور خشکی کے بعد بحکمت حضرت [illegible]
آباد ہین اور وہان میٹھا پانی موجود ہے اگر مٹی کا ڈھیلا پانی مین ڈالا جاوے تو سب پانی چوس جاوے اور اگر بھیگا ہو تو گل جاوے اور [illegible]
چھنے سے بچے تو بہت آسانی سے باہر کا پانی اسکے رگ و ریشہ مین سرایت کرے کیونکہ خشک ڈھیلے مین جتنی دیر مین پانی سرایت کر سکتا ہے اس
بہت جلد بھیگے مین سرایت کرتا ہے اور جتنی دیر تک پڑا رہے اسیقدر تری کا اثر گلانے مین ظاہر ہوگا حتی کہ اگر پتھر ہو تو بھی مدت دراز تک پانی مین
گل جاوے حتی کہ جو لوگ زمین کو متحرک کہتے ہین انکے قول پر یہ خرابی بہت بدیہی ہے مگر مجھے اس مقام پر ایسے خیالی لوگون کے سب خیالات دہمی
باطل کرنیکا قصد نہین ہے بلکہ اس سے یہ نتیجہ ضروری ظاہر ہے کہ پانی اندر سرایت کرنے سے کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے سوائے اسکے کہ اللہ تعالے کی قدرت
کاملہ سے آب شیرین اس زمین کے درمیان مین ودیعت ہے اور گرد اسکے شور سمندر ہے اور برزخ سے دونون مین خلط و فساد نہین ہوتا ہے
اور اسیطرح سمندر سے موجون کے بخارات اٹھکر ہوا مین مختلط ہوتے ہین اور ترکیب سماوی کے وہ تعلقات جنسے مادیون کی آنکھین بےنصیب ہین
اللہ تعالے کی قدرت سے آب باران کے لطافت مین ایسے ظاہر ہین کہ انکے بیان کی حاجت نہین ہے سبحان الخلاق العلیم الحکیم اور اگر وہمیون نے
ہر چیز کے معارضہ مین اپنے اوہام بیان کیئے ہین تو وہ قیاس و اٹکل کی انتہا ہے جس سے وہ لوگ ضرور مطمئن ہوتے ہین جو حواس کے سوائے عقل سے
بےنصیب ہین اور یہ تقسیم دو قسم مین منحصر ہے اول وہ لوگ جنھون نے دنیا اختیار کی اور خالق عزوجل سے منکر ہوے تو خواہ مخواہ وہ صرف اٹکل و
اوہام کی باتین سچ مانینگے اور کیسے ہی عمدہ مدلل طریقہ سے ہم انکو عقلی نورانی اقوال و حقیقی تحقیقات سناوین وہ کبھی نہ مانینگے اسلیے کہ انکے واسطے
عقل کی راہ نہین ہے تو یہ عقلی قول بھی انکے فہم سے باہر ہے اور باقی حواس موجود ہین تو خیالی و قیاسی بات سمجھ لینگے دوم وہ لوگ جو ایمان لائے
اور انکی راہ عقل کشادہ ہے وہ اول کے برعکس ہین حتی کہ جو لوگ صدق ایمان و معرفت الرحمن کے ساتھ مین علم ظاہری سے بےبہرہ ہین انسے
جب اہل الکفر اپنے خیالی اقوال بیان کرتے ہین تو انکے قلوب کبھی اسکو یقین مین نہین لاتے اگرچہ انکو ایسے ہی خیالات کی تعلیم دی جاوے واللہ
یہدی من یشاء الی صراط مستقیم الحق کہ حق سبحانہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین یہ تمام عالم ذرہ سے عرش تک مسخر ہے اور جس شان حکمت سے اسکا انتظام
و تعلق تمام ہے وہ نہایت مستحکم ہے لیکن ہم قطعی دلیل رکھتے ہین کہ کسی مخلوق کو اسکا ادراک کرنا درحقیقت محال ہے دلیل یہ ہے کہ علم و حکمت آلہیہ کے
مقابلے مین کوئی چیز نہین ہے اور تمام مخلوقات کا علم اسقدر بھی نہین ہے جسقدر ایک بحر زخار و بحر ظلمات مین سے ایک قطرہ ہو اس لیے کہ
بحر ظلمات بلکہ مع تمام بحر محیط کے آخر ایک محدود چیز ہے اور محدود کے مقابلہ مین ایک قطرہ ضرور ایک نسبت رکھتا ہے اگرچہ حساب کسر مین ایک کا
نسب نما جسپر وہ مقسوم قرار دیا جاوے وہ لاکھ کرور پدم یا سنکھ ہو بخلاف اسکے جبکہ ایک کا نسب نما بے انتہا ہو تو وہ غیر ممکن ہے کہ لکھا جاوے یا
شمار مین لایا جاوے اور حکمت و علم آلہی بھی غیر متناہی ہے اور مخلوقات اسی حکمت پر مبنی ہے تو غیر ممکن ہے کہ مخلوقات کا نظام حکمت کسی مخلوق
ناچیز ذرہ کی سمجھ مین آجاوے بلکہ ہر ایک جاہل مغرور کے لیئے ہم کمتر نظیر دیتے ہین کہ اگر کل کے پرزے علحدہ کر دیے جاوین تو وہ نہین جانتا کہ انکے نظام کا
کیا سلسلہ ہے اور یہ پرزہ اسطرح ٹیڑھا کیون ہے اگرچہ مدت تک وہ اٹکل لگانے سے ہر ایک پرزے کی نسبت ضرور کوئی رائے قائم کریگا افسوس ہے
کہ جب ایسے امور آلہیہ جو مخلوقات کی جسمانی کلون سے پیدا ہوے ہین ان لوگون کی سمجھ مین نہین آتے ہین اور ہر ایک مدعی اسوقت طفل نادان
طرح حیران نظر آتا ہے اور اقرار کرنا ضروری دیکھتا ہے تو عجب ہے کہ یہ احمق لوگ افعال و صنائع آلہیہ مین جہان انسان کے حواس خود ایک
مصنوع حقیر ہین کیونکر اسقدر حماقت سے مدعی ہین کہ ہم سب سمجھتے ہین پس ثابت ہوا کہ عجائبات صنعت آلہیہ مین سے دو سمندر ہین شور و شیرین

خالص شیرین نے اکو باہم ملا ہوا چھوڑا لیکن اُنکے درمیان برزخ حاجز رکھا ہے کہ باہم تجاوز نہین کر سکتے ہین فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ پھر تم
دونون فریق اپنے رب کی چیزون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف الاٰء مین وہ سب چیزین داخل ہین جو اللہ تعالے نے پیدا فرمائی ہین اور
انمین ضرور تعلقات ہین کہ ہر چیز نوع انسان وجن پر انعام ہے اگرچہ سمجھ مین نہ آوے پس جو لوگ انعام ایمان سے سرفراز ہین وہ ایسے عجائبات قدرت
کے انعامات دیکھتے اور کہتے ہین کہ اے رب ہر گز ہم تیری کسی نعمت قدرت کو نہین جھٹلا سکتے ہین اور سب حمد و ثنا تیری ہی واسطے شایان ہے اگر
کہا جاوے کہ سمندرون کے منافع مین سے لفائس کا نمونہ کیا ہے جواب یہ کہ غذا و لباس و آرائش وغیرہ ہر قسم کے منافع ہین از انجملہ اللہ تعالے نے فرمایا
یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ ان دونون سمندرون سے موتی اور مرجان نکلتے ہین پھر تم دونون فریق
اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف لؤلؤ موتی جو مشہور چیز ہے اور تفسیر مرجان مین اختلاف ہے مجاہد و قتادہؒ و ابو رزین و
ضحاکؒ نے کہا کہ چھوٹے موتی مراد ہین یعنے جنکو یہان کے لوگ گوگے کہتے ہین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی روایت کیا گیا ہے
امام ابن جریرؒ نے بعض سلف سے نقل کیا کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے نایاب موتی ہین اور یہی قول حضرت علیؓ و ابن عباسؓ و مجاہد و سدیؒ و ربیع
بن انس و مرۃ الہمدانی سے روایت کیا گیا ہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مرجان سرخ جوہر ہے یعنے جسکو مونگا کہتے ہین سدیؒ
نے کہا کہ فارسی مین اسکو بسد احمر کہتے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آسمان سے پانی برستا ہے تو سمندر مین سیپیان اپنے منہ کھول دیتی
ہین پس جو قطرہ سیپ کے مُنھ مین گرتا ہے وہی موتی ہے (ابن ابی حاتم باسناد صحیح) عکرمہؒ نے کہا کہ جو قطرہ سیپ مین نہین گرتا تو اُس سے عنبر
پیدا ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ یہان مشہور یہ ہے کہ ایام بہار مین جو بارش ہوتی ہے اُسکا جو قطرہ سیپ کے مُنھ مین گرتا ہے اگر وہ گرنے سے ٹکڑے
ٹکڑے ہو گیا تو چھوٹے چھوٹے موتی ہوجاتے ہین ورنہ ایک ہی موتی ہوتا ہے اور جیسا بڑا قطرہ ہو ویسا ہی بڑا موتی ہوتا ہے واللہ تعالے اعلم اب جاننا چاہئے
کہ آیت مین اسطرح مذکور ہے کہ موتی اور مرجان ان دونون سے نکلتے ہین یہان ایک سوال یہ ہے کہ یہ دونون چیزین فقط کھاری سمندر سے نکالی
جاتی ہین تو آیت مین کیا معنے ہین اخفش نے جواب دیا کہ کچھ لوگ کہتے ہین کہ میٹھے سمندر سے بھی موتی نکلتے ہین بعض نے جواب دیا کہ دو سمندر ہین
ایک مین سے موتی نکلتے ہین اور دوسرے مین سے مرجان نکلتے ہین بعض نے جواب دیا کہ جس جگہ کھاری سمندر اور میٹھا ملا ہے وہین سے یہ دونون
چیزین نکلتی ہین مترجم کہتا ہے کہ جیسے ہندوستان مین مدراس کے کنارے اور لنکا کے کنارے نکالے جاتے ہین اور مسقط کے قریب بھی نکالے جاتے
ہین الغرض اس جواب دینے والے کا مطلب یہ ہے کہ کھاری و میٹھے سمندرون کے ملان کی جگہ سے یہ دونون چیزین نکلتی ہین اسواسطے فرمایا کہ
ان دونون سمندرون سے موتی و مرجان نکلتے ہین بعض نے جواب دیا کہ لوگون کے اقوال سے قرآن مجید کا اعتبار بہتر ہے کیونکہ یہ بات جائز ہے
کہ میٹھے سمندر مین بھی موتی و مونگا پیدا ہوتا ہو لیکن وہان سے کھاری سمندر مین چلا جاتا ہو پس لوگون نے کھاری سمندرون سے نکالا اور
میٹھے سمندرون مین انکو معلوم نہوا اور یہ کچھ بعید نہین ہے اسواسطے کہ خشکی مین جہان ہزارون تاجر پھرتے ہین وہان جنگلون و پہاڑون مین
ایسی چیزین مخفی رہتی ہین پس اگر سمندر کے قعر مین کوئی چیز مخفی رہی ہو تو کچھ تعجب نہین ہے لیکن ابن عادلؒ نے یہ قول رد کر دیا کہ اللہ تعالے
بندون سے انکی دانست کے موافق خطاب فرماتا ہے اور لوگون کو میٹھے سمندر مین موتی نہین ملے ہین پس ہمکو اس تکلف کی کوئی ضرورت
نہین ہے بلکہ جواب وہ ہے جو اکثر علمائےؒ نے آیت کی تفسیر مین بیان کیا ہے یعنے محاورہ یہ ہے کہ جہان ایک ہی قسم کی دو چیزین بیان کی گئین
ان مین سے جسقدر فائدہ حاصل ہوتے ہین وہ مجموعی طور پر ان دونون کی طرف منسوب کر دیئے جاتے ہین، اگرچہ بعض فائدہ ایک سے ہو
اور بعض فائدہ دوسرے سے ہو اسیطرح اللہ تعالے نے یہان جن و انس پر اپنا انعام بیان فرمایا کہ انکے واسطے ہم نے دو سمندر کھاری و میٹھے

Marfat.com

پیدا کر دیے اور اُن مین اللہ تعالے کی بہت بڑی قدرت یہ ہے کہ باوجود متصل ہونے کے دونون خلط ملط نہین ہوتے اور انکے [illegible]
کہ اُنسے موتی و مرجان نکلتے ہین اگرچہ یہ فقط کھاری سمندر سے نکلتے ہین جیسے قولہ تعالے یامعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یعنے اے گروہ [illegible]
انس کیا تمھارے پاس تم مین سے رسول نہین آئے۔ ھ۔ دیکھو یہان بھی تم مین سے فرمایا حالانکہ رسول فقط انسانون مین سے آئے ہین پس یہ محاورہ
مشہور ہے اور اسیطرح قولہ تعالے من کل تاکلون لحماً طریاً وتستخرجون حلیۃ۔ یعنے ہر ایک سمندر سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور نکالتے ہو زیور۔ ھ
یہان بھی گوشت مچھلی وغیرہ ہر ایک مین سے نکلتا ہے اور حلیہ یعنے موتی و مونگا وغیرہ فقط کھاری سمندر سے نکالتے ہین پس یہ محاورہ معروف ہے
اور چونکہ یہ زیور وغیرہ بھی انکے حق مین نعمت ہے لہذا انس و جن پر احسان رکھا کہ اپنے رب عز وجل کی کس نعمت کو جھٹلاتے ہو۔ وَلَهُ الْجَوَارِ
الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ۔ جوار یعنے جواری جمع جاریہ اور سمندر مین جاری یعنے روان ہونے والیان فقط کشتیان و جہاز ہین اور مجاہدؒ نے
کہا کہ جس کشتی پر قلعہ کے مانند بنا ہوتا ہے وہ منشات کہلاتی ہین یہ اُن کشتیون کا بیان ہوا جو جہاز کہلاتے ہین قتادہؒ نے کہا کہ منشأت کے معنے
مخلوقات ہین یعنے پیدا کی ہوئی اور دوسرے علمائے نے کہا کہ منشات بکسرۂ شین معجمہ بمعنے ظاہرات ہے پس بنا بر قول مجاہدؒ کے معنے یہ ہین اللہ ہی
کی قدرت سے کشتیان قلعہ دار سمندر مین مثل پہاڑونکے روان ہین بقول قتادہ یہ معنے ہوے کہ اللہ تعالے ہی کی قدرت سے سمندرون مین
کشتیان پیدا کی ہوئی مثل پہاڑون کے روان ہین اور دیگر علمائے کے نزدیک یہ معنے ہین کہ اللہ تعالے ہی کی قدرت ہے کہ سمندر مین یہ
کشتیان جو چلتی ہین مثل پہاڑ کے ظاہر ہوتی ہین اعلام جمع علم بمعنے پہاڑ اور ان سب کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی مخلوقات مین انسان کو
پیدا کیا اور انسان سے طرح طرح کی دوسری چیزین پیدا فرمائین جیسے درخت سے پھول پیدا کرتا ہے اگرچہ جاہل انسان یہ سمجھتا ہے کہ مین نے
بنایا کیونکہ اُسکو معرفت نہین ہوتی اور حق معرفت یہ ہے کہ اللہ تعالے ہی کی قدرت سے سمندر مین بڑے بڑے جہاز مثل پہاڑون کے پیدا ہو کر
روان ہوتے ہین پھر ان کشتیون و جہازون سے انسان کو جو کچھ منفعت حاصل ہوتی ہے وہ بخوبی ظاہر ہے لہذا فرمایا۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبَانِ۔ پھر تم دونون فریق اپنے رب کی کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف صالحین جن وانس نے جواب دیا کہ اے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہین جھٹلاتے
ہین پس سب حمد و ثنا تیرے ہی واسطے ہے (زنبیلہ) واضح ہو کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوے اور باغیون نے فساد عظیم برپا
کیا اور صبح کو بقیہ اصحاب مہاجرین وانصار کو خبر پہونچی کہ باغیون نے خلیفۂ برحق کو شہید کر ڈالا تو اُنکو نہایت تعجب ہوا اور کسی طرح اُنکو پہلے
یہ گمان بھی نہ تھا کہ مسلمانون مین سے کوئی شخص خلیفۂ رسول اللہ کو قتل کرنے کی جرأت کر سکتا ہے پس وہ لوگ نہایت افسوسناک حالت مین
اُٹھے اور اُنھون نے ہتھیار باندھے اور چاہا کہ باغیون سے قتال کرین لیکن شرط یہ تھی کہ امام برحق کے جھنڈے کے نیچے ہو اور اس امامت کیواسطے
سب سے افضل حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جانتے تھے پس آپ کی خدمت مین جا کر بیعت کی درخواست کی آپ اُسی وقت زمین غابہ سے تشریف
لائے تھے اور اس واقعہ کے سبب سے بہت ملول تھے آپ نے سب کو نکالدیا اور بیعت سے انکار کیا پھر ان لوگون نے حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما
سے درخواست کی اُنھون نے بھی انکار کیا علاوہ اُسکے یہ بھی کہا کہ حضرت علی بہتر ہین اور اُدھر باغیون کا فساد بڑھتا جاتا تھا پھر اصحاب نے
جا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قسم دلائی کہ اُٹھیے اب مدینۂ رسول اللہ کو ان کمبخت باغیون کے فتنہ سے محفوظ رکھیے اور اُمت کی خبر لیجیے قبل اسکے
کہ تمام جہان مین فتنہ پھیلے حضرت علی رضی اللہ عنہ خود اس بات کو زیادہ جانتے تھے آپ نے منظور کیا اور وعدہ کیا کہ ظہر کی نماز کے بعد ایسا کیا
اتنے مین عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آکر عرض کیا کہ یا حضرت مجھے یہ شبہہ ہے کہ جب آپ ابھی خلافت قبول کر لین گے تو بنی اُمیہ کے دل مین
شک پیدا ہوگا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل مین آپکی بھی سازش تھی اور اگر آپ چند روز تامل فرماوین حتی کہ معاویہ مع بنی اُمیہ کے

[illegible] اپنا قصاص لیوین تو انکے بعد خلافت کے واسطے ضرور مہاجرین و انصار بلکہ تمام بنی امیہ بھی آپ ہی کو تلاش کرینگے
[illegible] چھپ جاوین تو وہ لوگ [illegible] سے آپکو ڈھونڈھ نکالین گے کیونکہ یہ بات سب مین مشہور و معروف ہے کہ
[illegible] آپ طلحہ و زبیر وغیرہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسکو قبول نہین فرمایا اور کہا کہ سب صحابہ جانتے ہین کہ مین نے
[illegible] عثمان رضی اللہ عنہ کی خیر خواہی کی اور معاویہ و بنی اُمیہ کا کوئی خوف نہین ہے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ یہ سنکر دل مین کبیدہ
[illegible] وہان سے چلے گئے یہانتک کہ ظہر کے وقت بعد نماز کے بیعت مین حاضر ہوے اور مہاجرین و انصار نے آپ سے بیعت کی اور سبھون نے
[illegible] کیا کہ ہتھیار اٹھا کر مفسدون کو سزا دین لیکن مفسدون نے اپنے سرغنہ بھیجے اور آپ سے اطاعت و بیعت کا اظہار کیا اب یہان یہ مسئلہ پیش آیا
کہ باغیون نے اگر امام برحق کی اطاعت کر لی تو اُنکا کیا حکم ہے اسکے جواب مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ باغیون نے حالت بغاوت مین جو کشت و
خون کیا ہے اسکا قصاص لیا جاوے دوسرا قول یہ ہے کہ قصاص نہین ہو سکتا ہے کیونکہ باغیون نے قتال کیا اور قتل نہین کیا اور ان دونون
مین فرق یہ ہے کہ اگر چند آدمیون نے جمع ہو کر زید کو قتل کیا تو یہ قتل ہے اور اسکا قصاص لیا جائیگا کیونکہ یہان کوئی تاویل نہین ہے بلکہ تعدی و ظلم
ہے اور اگر باغیون نے لشکر سے قتال کیا تو یہ باہمی مقاتلہ ہے اگرچہ طرفین سے لوگ مارے جاوین تو اسمین کسی خاص شخص سے قصاص نہین ہوتا ہے جبکہ
[illegible] اطاعت کرین اور اللہ تعالے کے حکم سے بھی یہی حکم معلوم ہوتا ہے کہ باغیون سے قتال کرو یہانتک کہ فرقۂ باغیہ امر الٰہی کی جانب رجوع لاوے
قرآن مجید مین اسیقدر حکم ہے اور اسکے آگے یہ حکم نہین ہے کہ ان باغیون سے قصاص لو اور یہ اجتہاد بہت دقیق و قوی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا
یہی اجتہاد تھا لیکن بعضے صحابہ کا اجتہاد قول اول تھا پس وہ لوگ اپنے اجتہاد کے موافق پہلے تو منتظر رہے کہ اب باغیون سے قصاص لیا جائیگا
کیونکہ اسلام مین یہ بہت بڑا اور بہت عظیم ہولناک فتنہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ اسطرح بے گناہ ظلماً قتل کیا جاوے تو جب ان
لوگون نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قصاص کی جانب مائل نہین ہین تو انھون نے اپنے اجتہاد کے موافق توحش کیا اور کچھ متنفر ہوے
اتنے مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا تو معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیادہ وحشت ہوئی اور لوگون مین بدگمانی
پھیلنے لگی کیونکہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس بات کا رنج کیا کہ مین حکومت کی حالت مین باغیون سے قصاص لے سکتا ہون اور اگر مین معزول ہوا تو
کیونکر ان ہر طرح مفسدون کا مقابلہ ہو سکتا ہے اور عوام الناس مین یہ بدگمانی پھیلی کہ شاید باغیون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشارہ سے
[illegible] کیا ہے تاکہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہونچے اور جس شخص کی طرف سے باغیون کو قصاص کا خوف تھا اُسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ
[illegible] دیتے ہین بلکہ باغی لوگ آپ کی مجلس مین جگہ پاتے ہین اور دیگر اصحاب مہاجرین و انصار مین سے بعضے لوگ جو قصاص چاہتے ہین
[illegible] بات نہین سنی جاتی ہے حتی کہ وہ لوگ بھی متنفر ہوتے جاتے ہین ادھر خلیفۂ برحق حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے اہل اسلام
[illegible] مہاجرین و انصار نے بہت معیوب جانا کہ امیر معاویہ و اہل یمن و شام یہ کیسی حرکت کرتے ہین کہ خلیفۂ برحق کے حکم کو نہین سنتے ہین یہ اسلام مین
[illegible] ہونے والا ہے القصہ دونون طرف سے فوجین آراستہ ہوئین اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عراق کی جانب کوچ فرمایا مترجم نے یہان اس
[illegible] کے واسطے بیان کیا کہ شیخ ابن کثیرؒ نے قولہ تعالے لہ الجوار المنشآت فی البحر کالاعلام۔ کے تحت مین لکھا کہ امام ابن ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا ابی یعنے
[illegible] باپ ابو حاتم رازی نے حدیث بیان کی کہ ہم سے موسی بن اسمعیل منقری تبوذکی امام ثقہ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے امام معروف حماد بن سلمہ
نے حدیث بیان کی کہ ہم سے جعفر بن سوید نے حدیث بیان کی کہ عمیرہ بن سوید نے کہا کہ مین دریاے فرات کے کنارے حضرت علی ابن ابی طالب
[illegible] کے ساتھ تھا کہ اتنے مین دریاے فرات مین ایک کشتی نظر آئی جو بہت بڑی کشتی تھی اور اُسکا اونچا بادبان تھا پس حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

اُسکو دیکھکر اپنے دونون ہاتھ پھیلائے جیسے دعا کے واسطے پھیلاتے ہین پھر کہا کہ اللہ عز وجل فرماتا ہے ولہ الجوار المنشآت فی البحر کالاعلام
اُس پاک عز وجل کی جسنے ایسی کشتیون کو پیدا کیا کہ وہ اپنے سمندرون مین چلتی ہین کہ مین نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہین کیا
عثمان کے قتل پر کسیکو میلان رلایا ورنہ اشارہ کیا (اسنادہ جید) اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ منشآت مشتق انشاء
ہے تو منشآت بمعنے پیدا کی ہوئین واللہ سبحانہ تعالے اعلم ف شیخ ابن العربیؒ نے یہان بعض اشارات بیان کیئے ہین قولہ تعالے رب المشرقین و
رب المغربین۔ اسکی تفسیر تو سابق مین بیان ہو چکی اور شیخ نے اسکے اشارہ مین لکھا کہ ظاہر و باطن دو مقام ہین اور ہر ایک کے واسطے مشرق و مغرب
ہے پس یہان دو مغرب اور دو مشرق ہوے اور مشرق کا وجود اسطرح ہے کہ ظاہری اجسام کی ماہیات پر وجود مطلق کے نور نے طلوع کیا
یہ مشرق ہے اور جب انکو انکی ماہیات کے ساتھ حجاب تعیین مین ڈالا تو اس حجاب سے غروب ہوا کیونکہ اسی حجاب کی وجہ سے انکو نور مطلق نظر
نہین آتا ہے پس یہ انکا غروب ہے پس ظاہر ہوا کہ اللہ تعالے کی ربوبیت مین ہر موجود کے واسطے اُسکی ایجاد مین نور وجود سے ایک مشرق
ہے جس سے ظہور ہے اور اُسکو اپنے وجود مین پوشیدہ کرنے اور مخفی کرنے سے غروب ہے اور یہ جیسے ظاہر مین ہے ویسی ہی باطن مین بھی ہے
کمال قدرت مین عقلین حیران ہین جیسے قولہ تعالے مرج البحرین یلتقیان بینہما برزخ لایبغیان۔ یعنے جیسے شور و شیرین سمندر مین باوجود
اتصال کے ایک برزخ ہے کہ دونون مخلوط نہین ہو سکتے اور نہ اپنی حد سے تجاوز کر سکتے ہین تو اسمین قدرت کاملہ کا عجیب ظہور ہے شیخؒ نے
اسکے اشارے مین لکھا کہ ہر شخص مین دونون سمندر مختلط ہین ایک ہیولا جسمانیہ ہے اور یہی کھاری سمندر ہے اور دوم روح منور ہے یعنے
نور مجرد ہے اور یہی شیرین سمندر ہے اور وجود انسانی مین ان دونون کا ملان ہے لیکن خلط نہین ہو سکتا بلکہ ان دونون کے درمیان مین
ایک برزخ ہے کہ اُسکا لگاؤ دونون طرف ہے اور وہ نفس حیوانیہ ہے کہ اُسکو ایسی صفائی و نور نہین حاصل ہے جو روح مجرد کی ذات ہے
اور ایسی کدورت و کثافت بھی نہین ہے جیسی جسم تاریک مین ہوتی ہے اور اللہ تعالے کی قدرت سے یہ دونون ضدین آپسمین جمع ہین لیکن اپنی
حد سے تجاوز نہین کر سکتے چنانچہ روح مجرد سے یہ نہین ہو سکتا کہ بدن کو اپنے مثل نورانی مجرد کر لیوے اور بدن سے بھی یہ نہین ہو سکتا کہ روح کو
مکدر کر کے اپنے مانند مادی کثیف کر لے پس پاک ہے وہ خالق عز وجل جسکی قدرت کے عجائبات عقل کو کمال تعجب سے حیران کرنے والے ہین
یخرج منہما اللولؤ والمرجان۔ یہان اشارہ ہے کہ جسم و روح کی ترکیب سے انسان کے واسطے موتی یعنے عقلی علوم کلیہ حاصل ہوتے ہین اور مرجان
یعنے علوم جزئیہ حاصل ہوتے ہین پس انسان دونون قسم کا جامع ہو جاتا ہے یعنے حقائق معارف بھی حاصل ہوتے ہین اور اخلاق و شرائع بھی
حاصل ہوتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس سے یہ بھی سمجھ لیا گیا کہ ہر روح پاکیزہ کے واسطے اُسکا جسم پاکیزہ بھی نعمت ہے کیونکہ انسان کو کمالات حاصل
ہونے کے واسطے اپنی منزل بعید مین یہ معقول سواری ہے حتی کہ اگر کوئی جاہل اسکو ضائع کرے تو وہ کمال سے محروم رہیگا جیسے کوئی شہوتی جاہل
اگر اسی جسم کی خواہشون مین منہمک ہو جاتا ہے اور جو کچھ اُسکا جی چاہتا ہے وہ کرتا ہے تو وہ بھی جانورون سے بدتر ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ خبیث
پلید ہے قولہ تعالے ولہ الجوار المنشآت فی البحر کالاعلام۔ یہان کشتیون سے اوضاع شریعت و مقامات طریقت کا اشارہ ہے کہ جنکی ترکیب سے
جو صالحین بندے اس بحر ناپیدا کنار مین سلوک الی اللہ کا قصد کرتے ہین تو انھین کشتیون پر سوار ہو کر غرقاب سے بچتے اور عبور کر کے مقصد کو
پہونچ جاتے ہین اگر کہا جاوے کہ پھر انکو اعلام سے تشبیہ دینے مین کیا نکتہ ہے جواب یہ کہ اسمین اشارہ ہے کہ سالک کے واسطے شریعت ظاہرہ
دینیات خالصہ مین سے اسیقدر ضرورت ہے جو مثل اعلام کے مشہور و معروف ہین اسیواسطے خلوص نیت کو اور نماز و روزہ وغیرہ شریعت کے
اعلام دین کہتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اگر یہ کہا جاوے کہ بہت سے اجتہاد و قیاس دقیق بھی ہین تو اسکا جواب یہ ہے کہ جو نیک دل بندے کو

...رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر خالص مستقیم راستہ سے چلے جاتے ہین انکو ایسے قیاسی مسئلہ کی کوئی حاجت نہین ہوتی ہے ...ایسے لوگ پیدا کرتے ہین جو اپنی چال چلن مین بدنیتی سے طرح طرح کے مسئلہ بناتے ہین اور نئی نئی صورتین پیدا ...حکم نکالنے مین مجتہد کو قیاس کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ ایسے جھگڑالو لوگون کا فیصلہ کیا جاوے مثلاً نکاح کرنے مین یہ فائدہ تھا کہ ...پاکیزہ تعلق سے عافیت وشایستگی کے ساتھ دنیا کی تن پروری کی ضرورت پوری ہوجاے اور آخرت کا سامان اچھی طرح جمع ہو لیکن ...عورت دنیا کی خواہشون مین منہمک ہوکر لڑائی جھگڑا کرتی رہتی ہے اور کبھی مرد اپنی خواہشون مین اُسکو طلاق دینے پر آمادہ ہوتا ہے پھر کاش ...وہ طریقہ سنت کے موافق اُسکو ایک طلاق دیدیتا تاکہ جب اُسکی عدت گذرجاتی تو وہ جدا ہوجاتی ولیکن وہ شیطانی غصہ مین کبھی ...کہتا ہے کہ تو ایک طلاق کیا چاہتی ہے تجھے ڈھیر بھر کے طلاق ہین پھر جب وہ شیطانی غصہ اترتا ہے تو عالم کو جاکر دق کرتا ہے کہ مین نے اُسکو ڈھیر بھر طلاق دی ہے اسکا کیا حکم ہوا پس عالم لاچار ہوکر شریعت مین غور کرکے اسکا حکم نکالتا ہے کیونکہ اگر نہ بتلاوے تو یہ جاہل ایسی حرکات سے دین کو خلط ملط کرکے شیطان کے حوالہ ہوجاوے لہذا وہ رضاے الٰہی کی اُمید پر اُنکے واسطے محنت اُٹھاتا ہے اور فضل الٰہی سے ثواب بھی پاتا ہے ولیکن یہ معلوم ہوگیا کہ ایسے مسائل کی کوئی ضرورت نہ ہوتی اگر یہ جاہل سیدھی راہ چلے چلتے کیونکہ اصلی مقصود یہی ہے کہ دنیا مین پاکیزہ کمالات حاصل ...کے اپنے اصلی وطن آخرت مین ناز ونعمت سے سرفراز ہون فافہم اگر کہا جاوے کہ ان کشتیون کو منشآت فرمایا یعنے پہاڑون کی طرح بلند ہین ...مین کیا نکتہ ہے جواب یہ ہے کہ جب ان مقامات شریعت سے کچھ کمال حاصل ہوتا ہے تو عالم علوی کی تعلقات سے جب اُسکو نسیم قدس کی خوشبو پہونچتی ہے تو شوق اُنکو بلند کرتا ہے بلکہ یہانتک بلند کرتا ہے کہ اس بلندی وارتفاع مین وہ اپنی حالت سے فنا ہوجاتے ہین اور اسکی خوبیان بیان سے باہر ہین لہذا اسکے بعد اللہ تعالےٰ عز وجل نے فرمایا۔

ع كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يَسْئَلُهٗ مَنْ

جو کوئی ہے زمین پر نبٹنے والا اور رہے گا منھ تیرے رب کا بزرگی اور تعظیم والا پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اس سے مانگتے ہین

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝

جو کوئی ہین آسمانون مین اور زمین مین ہر دن اُسکو دھندا ہے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

...آیت منجملہ اعلیٰ معارف توحید والوہیت کے اہل ایمان کو جان ودل سے زیادہ عزیز ہے اور اکمل نور ہدایت ہے آول اللہ تعالےٰ نے آسمان و زمین واسکے مخلوقات سے منافع بیان کیئے پھر انکو راہ راست دکھلائی یعنے ان چیزون سے منافع ایسے طور سے حاصل کرین جو انکے آغاز وانجام کے لائق ہے کیونکہ طفل نادان مال ومتاع سے نفع نہین پاتا بلکہ اسکے ساتھ اپنا دل بہلاتا ہے اسیطرح جن وانس کا انجام یہ نہین ہے کہ انھین چیزون ...دل بستہ ہوکر اندھے وبہرے ہوجادین بلکہ یہی نعمت ہے کہ اپنے انجام کے موافق ان چیزون کو کام مین لادین لہذا فرمایا كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ہر وہ شخص جو زمین پر ہے فانی ہے اور تیرے رب کا وجہ ذوالجلال والاکرام باقی رہیگا ...بعض اہل تفسیر نے گمان کیا کہ علیہا کی ضمیر جوار کی طرف راجع ہے جو اوپر کی آیت مین مذکور ہے یعنے اللہ تعالےٰ ہی کی صنعت ہے کہ سمندرون ...جہاز وکشتیان بلند مانند پہاڑون کے روان ہین پھر تنبیہ فرمائی کہ جو لوگ ان جہازون پر ہین سب فانی ہین اور زمین کی طرف ضمیر اسوجہ سے نہین ہوسکتی کہ زمین کا ذکر اوپر نہین ہے۔ ھ۔ یہ قول رد کردیا گیا دو طرح سے آول تو لفظی ترکیب مین گمان غلط ہے کیونکہ والارض وضعہا ...سے سب زمینیات وانپر طرح طرح کے انعامات برابر بیان ہوتے ہین چنانچہ یہ بھی منجملہ انعام کے ہے کہ زمین کے سمندرون مین جہاز

Marfat.com

پیدا کر دیے پس جن و انس ان چیزون سے منفعت حاصل کرین کہ زمین و اسکی چیزین وہم کچھ اصل مقصود نہین الکہ [illegible]
علاوہ اسکے اگر من علیہا سے جہاز مراد ہون یعنے جو شخص جہاز پر ہو ہر ایک فنا ہے تو یہان دو حال سے خالی نہین یا تو [illegible]
کی حالت مین فنا ہے یا بغیر اسکے فنا ہے اگر جہاز پر سواری کی حالت مین یہ معنے لگاتے ہو تو تمھاری غلطی ہے اسواسطے کہ یہ بات [illegible]
نہین ہے کہ جہازون پر جو لوگ سوار ہون وہ سلامت نہ بچین بلکہ ہر ایک فانی ہو جاوے اور اگر یہ معنے لیتے ہو کہ جہاز پر سوار ہونے والے [illegible]
ہین وہ زمین پر فنا ہونے والے ہین تو پھر جہاز پر سوار ہونے کو دخل نہ رہا بلکہ معنے مین ایک طرح کا وہم یہ پیدا ہوا کہ جو لوگ جہاز پر سوار نہین وہ
فنا نہین ہوتے ہین علاوہ اسکے جن بھی فنا ہین اگرچہ جہاز پر سوار نہون اور یہان حق عز و جل کی ذات پاک باقی ہے اور اسکے مقابلہ مین سب
فانی ہے لہذا جمہور مفسرین کا قول ٹھیک ہے کہ زمین پر جو شخص ہے وہ فانی ہے اگر کہو کہ پھر آسمان والے بھی فانی ہین جواب ہان لیکن یہان جن
و انس کو ہدایت کرنا مقصود ہے کہ زمین و اُسکی چیزون سے دل نہ لگاوین شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہے کہ سب زمین والے
عنقریب مر کر چلے جاوینگے کوئی بھی باقی نہین رہیگا اور اسیطرح آسمان والے بھی فنا ہونگے اور کوئی باقی رہنے والا نہین ہے سوائے وجہ ذو الجلال
و الاکرام کے کیونکہ رب تبارک و تعالے حی القیوم ہے اسکے واسطے فنا نہین ہے اقول بلکہ فنا کو بھی اُسی نے پیدا کیا ہے قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالے
نے پہلے آگاہ فرمایا کہ اُسنے آسمان و زمین و اُنکے مخلوقات کو پیدا فرمایا پھر آگاہ کیا کہ یہ سب فانی ہین وجہ ربک یعنے ذات رب عز و جل ذو الجلال و الاکرام
یعنے صاحب عظمت و کبریائی یہ ابن عباسؓ نے تفسیر بیان کی ہے اور ذو الجلال صاحب جلال ہے مراد یہ کہ اسکی یہ شان ہے کہ اسکی عظمت کی فرمانبرداری
ہو کہ اس سے نافرمانی نہو و الاکرام صاحب اکرام ہے یعنے اسکی بزرگی مین مخالفت نہو جب اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ اہل زمین سب موت مین برابر ہین
اور سب یہان سے مر کر دار آخرت مین جانے والے ہین وہان اللہ تعالے انمین حکم عدل نافذ فرماویگا تو فرمایا کہ۔ فَبِاَیِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ تم
دونون فریق اپنے رب کی نعمتون سے کسکو جھٹلاتے ہو ف بلکہ اس نعمت کی شکر گزاری کرو ابن کثیر خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے کل من علیہا
فان زمین پر جو کوئی وجود مین آیا وہ ہالک یعنی مرنیوالا ہے اگر کہا جاوے کہ من سے اہل حواس دانش مراد ہوتے ہین تو فقط یہی لوگ فانی ٹھہرے جواب
یہ کہ دنیا سے آخرت افضل و اعلی ہے پس جب اہل عقل کو فنا ہے تو دوسری اشیاء بالضرور اُنکے تابع ہو کر فانی ہین غیر عاقل کیلئے عرب مین کلمہ (ما) بولتے ہین
پس یہان۔ ما نہین بلکہ من بیان کیا تاکہ جن و انسان کو ہوش ہو کہ ہم اس دنیا سے رخصت ہونیوالے ہین علاوہ اسکے دوسرے جانور وغیرہ اپنے خالق عز و جل سے منکر
نہین ہین اور اُسکے ساتھ شرک کا اعتقاد کرتے ہین لہذا اہل عقل کو تنبیہ کی کہ تم فانی ہو اقول یہان ایک لطیف نکتہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ آخر تمہین جانا اہل معرفت کیلئے اپنے
وطن کیطرف ہے اور انسان سب مین اشرف ہے لہذا اشرف کیلئے یہ عزت سب سے پہلے رکھی گئی اسیواسطے انسان کی زندگی اس دار محنت مین کمتر ہے اور دوسری چیزین دیر تک
باقی رہتی ہین مادی فرقے پر یہ حجت قائم ہے کہ اگر فقط یہی دنیا انتہائی نعمت ہوتی تو انسان سے درخت اچھا ہوتا کیونکہ وہ دنیا مین مدت تک زندہ رہتا اور
ہوا کھاتا ہے پھر انسان کیونکر افضل ہو سکتا ہے تو ضرور معلوم ہوا کہ افضل کے لئے آخرت افضل ہے اور اسمین تو کچھ تردد نہین کہ سب ہی آدمی
آخر طفلی و جوانی و بڑھاپے کے بعد ضرور مرتے ہین خطیب رح نے لکھا ہے کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کل من علیہا فان تو ملائکہ نے
گمان کیا کہ اہل زمین کے واسطے فنا ہے اور اپنے حق مین شک کیا کہ شاید ہم لوگ آسمانی مخلوق ہین ہمارے واسطے فنا نہوگی پھر اللہ تعالی نے
نازل فرمایا کل شئ ہالک الا وجہہ یعنی سوائے وجہ ذو الجلال کے ہر چیز ہلاک ہونیوالی ہے۔ ھ۔ تو ملائکہ نے بھی یقین کیا کہ ہم بھی ہلاک ہو
جاوینگے اقول اس سے معلوم ہوا کہ آیت مین کسی مخلوق کی تخصیص نہین ہے حتی کہ ابلیس بھی مریگا قولہ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام
اور باقی رہیگی ذات تیرے رب کی جو ذو الجلال و الاکرام ہے یہ بقاء دائمی ابدی ہے جسکے واسطے ابتدا نہی اگر کہا جاوے کہ ہر جگہ [illegible]

Marfat.com

خطاب تھا اور یہاں ربک مفرد فرمایا تو اسمین کیا حکمت ہے جواب یہ کہ یہان یہ خطاب ہر عاقل کے واسطے ہے تاکہ ہر شخص جان لے کہ دوسرا نہیں ہے اور اگر ایسا نہوتا تو جسکو یہ خطاب پہونچتا وہ اپنے نفس کو اور یار صادق کو اس سے مستثنیٰ کرتا۔ ذوالجلال سے مراد صاحب عظمت وکمال ہے والاکرام سے مراد صاحب احسان وانعام ہے اگر کہو کہ یہان تو نعمتون کا شمار ہوتا تھا اور فنا مین موت ہے تو کیا یہ نعمت ہے جواب یہ کہ موت اعلیٰ نعمت ہے کہ فناے کل کے بعد اللہ تعالےٰ ہمیشہ کے واسطے انکو باقی فرماویگا اور دائمی مقام آخرت مین لاویگا پھر وہان فنا وزوال نہین ہے پس بہت بڑی نعمت ہے اسیواسطے فرمایا فبای الآء ربکما تکذبان (سراج المنیر) موت ہی کی وجہ سے دار آخرت مین جانا نصیب ہوگا شیخ یحییٰ بن معاذ رازی نے فرمایا کہ موت کی مبارکباد یعنے موت نہایت مبارک مہمان ہے کہ اسکے قدم کی برکت سے حبیب کو حبیب سے وصال ہوتا ہے بعض مشائخ نے فرمایا کہ موت ایک پل ہے کہ جسکے پار باغ جنت ہے جو کمینہ دون ہمت اس پل سے اسی طرف پڑا رہنا چاہتا ہے ایسے غافل پر افسوس ہے اگر کہا جاوے کہ وجہ الرب نہین آیا بلکہ وجہ ربک فرمایا حالانکہ وجہ الرب کہنے مین سب کی فنا اور حق کی بقا صاف ظاہر ہے جواب یہ کہ ربک کہنے مین ایک طرح کا لطف پرورش ظاہر ہے اور پہلے سب کو فانی کیا جس سے خوف سماتا ہے اسلیئے وجہ ربک سے لطف فرمایا جس سے بندون کے دل ٹھہرین اور سمجھین کہ ہم اس دار محنت سے فنا ہوکر اپنے رب کے یہان جاتے ہین پس اس فنا کو ہزار جان نثار کرکے قبول کرینگے اسیواسطے بندۂ مومن کو وقت موت کے ملائکہ بشارت دیتے ہین کہ اپنے رب رحیم کی حضوری مین چلو یہان ذوالجلال والاکرام بھی زیادہ فرمایا جس سے دل کو شوق دوبالا ہوگیا کہ اول تو وہ ہمارا رب ہے پھر اسکی یہ صفت کہ ذوالجلال والاکرام ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ دعا مین ذوالجلال والاکرام سے لپٹے رہو (الترمذی والحاکم) یعنے اس نام پاک کے ترحم سے دعا کی قبولیت ہے خطیبؒ نے لکھا کہ ذوالجلال صفت ذات ہے اور ذوالاکرام صفت فعل ہے یعنے اسکا احسان واکرام عام وتام ہے لہذا کافرون پر تشنیع فرمائی کہ کیا تم اللہ تعالےٰ کی اُن نعمتون سے انکار کرتے ہو اور اس شان وعظمت والوہیت کو جھٹلاتے ہو یا کوئی دوسری بات سے منکر ہو

یَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ تعالےٰ ہی سے دعا مانگتا ہے جو کوئی آسمانون مین ہے اور جو زمین مین ہے ف سب اُسکی طرف ہاتھ پھیلائے اپنی محتاجی ظاہر کرتے ہین اہل تفسیر نے کلام کیا کہ یہ لوگ کیا چیز مانگتے ہین خطیبؒ نے لکھا کہ ابن عباس وابو صالحؓ سے روایت ہے کہ آسمان والے مغفرت مانگتے ہین اور زمین والے رزق ومغفرت دونون مانگتے ہین ابن جریج نے کہا کہ آسمان والے بھی رزق مانگتے ہین لیکن وہ زمین والون کے لیئے مانگتے ہین جیسے قولہ یستغفرون لمن فی الارض یعنے زمین والون کے لیئے ملائکہ اپنے رب عز وجل سے مغفرت مانگتے رہتے ہین قرطبی نے کہا ایک حدیث مین آیا ہے کہ ملائکہ مین سے ایک فرشتہ ہے جسکے چار چہرے ہین ایک چہرہ مثل آدمی کے ہے اس سے آدمیون کیلیئے رزق مانگتا رہتا ہے اور دوسرا چہرہ مثل شیر کے ہے اس سے درندون کے لیئے رزق مانگتا رہتا ہے اور تیسرا چہرہ مثل بیل کے ہے جس سے وہ اللہ تعالےٰ سے چوپایون کے لیئے رزق مانگتا ہے اور چوتھا چہرہ مثل نسر طائر کے ہے جس سے وہ پرندون کے لیئے رزق مانگتا ہے ان روایتون کا حاصل یہ ہے آسمان والے بھی اللہ تعالےٰ سے زمین والون کے لیئے دعا مانگتے ہین ابن عطار نے کہا کہ ملائکہ اپنے رب عز وجل سے عبادت کی قوت مانگتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اسمین تامل ہے اسواسطے کہ آدمیون مین عبادت بدنیہ کا طریقہ مادی جسم سے ہے جسمین تغیر وضعف وقوت وغیرہ بعض لاحق ہوتے ہین تو بندہ انسان قوت عبادت مانگتا ہے برخلاف ملائکہ کے کہ وہ ایک حالت پر قائم ہین جیسے سورج وچاند بلکہ سورج گہن بھی ہوتا ہے بدلی بھی آڑ ہوتی ہے اور ملائکہ مین یہ بھی غیر ممکن ہے پھر انکے قوت مانگنے سے کیا مطلب ہے فافہم بعض نے لکھا کہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالےٰ سے اسکے بندے رزق وموت وزندگی مانگتے ہین اقول یہ بھی اہل زمین کے لیئے ہے لہذا قتادہؒ نے کہا کہ

آیت مین یہ معنے ہین کہ آسمان والے ہون یا زمین والے ہون جناب باری تعالے مین درخواست کرنے سے کوئی مستغنی نہین
اللہ تعالے احد الصمد ہے اسکی جانب سب محتاج ہین اور سب سے بڑھکر ذات کی محتاجی ہے حتی کہ اگر اللہ تعالے کی تیومی سے ایک لمحہ
تو عدم ہو جاوے پس تمام مخلوقات کی ذات ہر دم وہر لحظہ رب عزوجل کے محتاج ہے اگر کہو کہ ہم دیکھتے ہین کہ سب لوگ دنیا مین یہ
رکھتے ہین کہ اللہ تعالے نے ہمکو پیدا کر دیا اب ہم اپنی طاقت سے اپنے کام کاج کیا کرتے ہین جیسے باغبان نے پیڑ جما دیا اب وہ بلا اعتقاد پھل
پھول لاتا ہے اور جیسے کمہار نے برتن بنا دیے وہ اپنی جگہ پر جیسے یا رکھے ہین جواب یہ کہ ایسا خیال خالص کافرون بے عقلون کا خیال ہے
ایسے خیال کا آدمی بالکل کافر ہے وہ ہرگز ایمان نہین لایا اور کیونکر ایمان لاوے کہ اُسنے خدائے تعالے کو نہین پہچانا اور اگر وہ ہزار بار کہے
کہ مین خدا پر ایمان لایا اور مین اسکو ایک جانتا ہون تو بھی وہ کافر ہے کیونکہ اُسنے اپنا خدا اُسکو سمجھا جسکا یہ حال سمجھتا ہے کہ جو بیان ہوا اس
مقام کو خوب غور سے سمجھ لو کیونکہ یہ عین ایمان ہے اور بہت سے لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ کہنے والے خود اس سے غافل ہوتے ہین
اگرچہ ہر شخص پر لازم ہے کہ توحید الٰہی وصدق رسالت کو اچھی طرح سمجھ لے کیونکہ ایمان کے مقابلے مین تمام آسمان وزمین بھر کے جواہرات وسونا
کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا ہے حالانکہ آدمی بازار مین ایک روپیہ کی چیز خریدنے مین خوب تحقیق وتفتیش کرتا ہے واللہ تعالے ہو الموفق المعین
جب ہر چیز اپنی ذات مین جناب باری تعالے کی ہر دم محتاج ہے تو اپنی صفات مین اور اپنے افعال مین ضروری محتاج ہے پس معلوم ہوا کہ
آسمان واسکے ملائکہ وغیرہ سب جناب باری تعالے کی بارگاہ عظمت مین اپنی ذات سے لیکر افعال تک سائل ومحتاج ہین اور زمین والے
مع سب چیزون کے دعا مانگنے والے ہین۔ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ۔ ہر روز وہ پاک عزوجل ایک شان مین ہے ف عبد اللہ بن منیب الازدی
نے کہا کہ ہم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ شان الٰہی کیونکر ہے فرمایا کہ گناہ بخشتا اور کرب دور کرتا اور یہ کہ ایک قوم کو بلند کرتا ہے اور
دوسری قوم کو پست کرتا ہے (ابن جریرؒ وحسن بن سفیان وبزار وطبرانی وابن مندہ وابن مردویہ وابو نعیم وابن عساکر) اور اسی کے مثل
ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا لیکن یون فرمایا کہ اللہ تعالے کی شان مین سے یہ ہے کہ گناہ کو بخشتا ہے
اور کرب دور کرتا ہے اور ایک قوم کو بلند اور دوسری کو پست کرتا ہے (ابن ابی حاتم وابن عساکر) اور بخاریؒ نے اسکو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کا
کلام نقل کیا اور اس حدیث کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مختصر روایت کیا (مسند البزار تاریخ البخاری سنن ابن ماجہ
وابن ابی عاصم) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے ایک لوح محفوظ کو سفید موتی سے پیدا کیا جسکی دفتیان یاقوت سرخ ہین اور
اُسکا قلم نور ہے اور کتابت نور ہے اور اُسکی چوڑائی آسمان وزمین کے برابر ہے اللہ تعالے ہر روز اُسمین تین سو ساٹھ مرتبہ نظر فرماتا ہے ہر نظر مین
پیدا کرنا اور زندگی دینا اور موت دینا اور عزت دینا اور ذلت دینا اور جو کچھ چاہتا ہے وہ کرتا ہے (ابن جریرؒ) مترجم کہتا ہے کہ بظاہر اسکی اسناد مین
کچھ مضائقہ نہین ہے اور ظاہرا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اسکو کسی معتمد طریقہ سے سنکر روایت کیا ہے کیونکہ اسمین قیاس کو کچھ دخل نہین ہے
پھر جاننا چاہیئے کہ اس روایت مین مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اللہ عزوجل نے لوح محفوظ مین مقدر فرمایا ہے اُسکو نافذ فرماتا ہے اور یہ مطلب
نہین ہے کہ نئے سرے سے حکم دیتا ہے کیونکہ اگر جدید حکم ہوتا تو لوح محفوظ کی کچھ ضرورت نہ تھی اور جان لینا چاہیئے کہ شان الٰہی عزوجل کا
قیاس مخلوق پر نہین ہو سکتا ہے پس کوئی نادان یہ خیال نہ کرے کہ جیسے آدمی کچھ باتین اپنی یادداشت کے واسطے لکھ رکھتے ہین پھر بھول
جاتے ہین تو کتاب دیکھ کر یاد کر لیتے ہین پس جناب باری عزوجل مین ایسا قیاس بالکل باطل ہے اور یہ بھی خوب معلوم ہے کہ جناب باری تعالے
کی ذات وصفات مین کسی قسم کا تغیر نہین ہو سکتا پس ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اللہ تعالے کی شان عظمت کا بیان ہو کر

تھا بین نافذ ہونے کے وقت موجود ہے اور اُسکی شان اسطرح ازل سے ابدتک قدیم ہے اور خبردار رہنا چاہیئے کہ شیطان تمھارے دل مین یہ تصویر نہ باندھے کہ اللہ تعالے کا نظر فرمانا اس صورت سے ہے جیسے آدمی نظر کرتے ہین کیونکہ اللہ تعالے کی ذات وصفات قدس عقل سے بہت بالاتر ہین بلکہ اُسکے افعال پاک بھی کسی مخلوق سے مشابہ نہین ہین اور یہی تمام صحابہ وتابعین وجمیع مومنین اُمت کا قطعی اعتقاد ہے اور یہی عقل کے نزدیک صواب ہے پھر جاننا چاہیئے کہ تفسیر کی ہر ایک روایت مین جو کچھ شان مذکور ہوئی یہ بطور مثال کے ہے چنانچہ حدیث ابوالدرداء رضی اللہ عنہ مین خود یہ دلیل موجود ہے خطیبؒ نے لکھا کہ اکثر مفسرین نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی شان مین سے یہ ہے کہ زندگی دیتا اور موت دیتا اور رزق دیتا ہے اور ایک قوم کو عزت اور دوسری قوم کو ذلت دیتا ہے اور کسیکو شفا دیتا اور کسیکو بیماری دیتا ہے اور کسیکا کرب دور کرتا ہے اور کسیکی دعا قبول کرتا اور مانگنے والون کو مراد عطا کرتا اور گناہ بخشتا ہے اسیطرح اللہ تعالے کے پاکیزہ کام اپنی مخلوقات مین بے انتہا ہین جنکا بیان غیر ممکن ہے یعنے یہ بطور مثال کے سمجھا دیا گیا سفیان بن عیینہؒ نے کہا کہ ازل سے بے انتہا زمانہ سب اللہ تعالے کے نزدیک دو دن ہین ایک دن تو اس دنیا کی تمام عمر ہے پس اس دن مین اللہ تعالے کی شان ہر روز یہ ہے کہ حکم فرماتا اور ممانعت فرماتا اور زندگی دیتا اور روزی بخشتا ہے اور اسیکے مانند تمام افعال قدرت نافذ فرماتا ہے دوسرا دن وہ ہے جو قیامت سے شروع ہے جس مین حساب وکتاب وسوال وعقاب ہے یعنے ابتدا مین اس دنیا والون کے حساب وکتاب ہونگے پھر جو لوگ جنت مین جاوین انکے واسطے ابتدائی ثواب ہے اور ہر روز اُسمین نئی نئی ترقیان ہوتی جاوینگی جنکی انتہا نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے کی قدرت بے انتہا ہے اور آخرت مین کبھی فنا نہین ہے اور جو لوگ جہنم مین جاوینگے انکے واسطے عذاب ہے اور آئندہ جو کچھ علم الٰہی عزوجل مین مقدر ہو چکا ہر روز نئی نئی شان سے ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالے کے سوائے کوئی نہین جانتا ہے شیخ ابو سلیمان الدارانی نے کہا کہ اللہ تعالے کی شان مین سے یہ ہے کہ بندون پر ہر روز نیا احسان ہوتا ہے بعض مفسرین نے کہا کہ اللہ تعالے کی شان مین یہ ہے کہ ہر روز تین لشکر نکالتا ہے ایک لشکر تو مخلوقات مین سے جنس مذکر کی پشت سے مومنات کے پیٹ مین لاتا ہے یعنے مخلوقات کے جوڑے جفت پاتے ہین کہ اس طریقے سے اللہ تعالے بے شمار بچہ اُنکی مادیون کے حمل مین پیدا کرتا ہے دوسرا لشکر یہ ہے کہ حمل سے عالم دنیا مین ظاہر فرماتا ہے تیسرا لشکر یہ ہے کہ دنیا سے اُنکو کوچ کراتا ہے کہ اپنے اپنے مدفن مین چلے جاتے ہین پھر ایک دن آویگا کہ سب کے سب مجتمع ہو کر اللہ تعالے کی حضوری مین حاضر ہونگے روایت ہے کہ عبداللہ بن طاہر امیر خراسان نے شیخ حسین بن الفضل سے عرض کیا کہ قرآن مین تین آیتون کی تفسیر مجھ پر مشکل ہوگئی لہذا مین نے آپکو تکلیف دی کہ آپ میری اس پریشانی کو رفع فرمایئے اول یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ہابیل وقابیل کے قصہ مین قابیل کے حق مین فرمایا فاصبح من النادمین یعنے وہ نادم لوگون مین سے ہوگیا۔ ھ۔ اسمین مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ نادم ہونا توبہ ہے تو اُسکا گناہ معاف ہو جانا چاہیئے تھا شیخ حسینؒ نے جواب دیا کہ نادم ہونے سے توبہ ہونا اللہ تعالے نے اس اُمت کے واسطے رکھا ہے تو شاید یہ اسی اُمت کی خصوصیت ہو اور یہ معلوم نہین ہوا کہ حضرت آدم کے وقت مین بھی ندامت سے توبہ ہو جاتی تھی مترجم کہتا ہے کہ آیت قدسی کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے کہ قابیل کو ہابیل کے قتل پر ندامت نہین ہوئی تھی بلکہ وہ ایک مدت تک اُس کی لاش کو لادے پھرتا تھا اور اتنی سمجھ نہ تھی کہ اسکو زمین مین دفن کردے یہانتک کہ ایک کوّے کو دیکھا کہ اُسنے دوسرے مردہ کوّے کو زمین کُرید کر دفن کر دیا اب قابیل کو اپنی اس حرکت پر ندامت ہوئی واللہ تعالے اعلم پھر امیر نے دوسری آیت یہ پیش کی کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کل یوم ہو فی شأن اور ہم لوگون کو حدیث صحیح سے یہ بات مشہور معلوم ہو چکی کہ قلم جو کچھ ہونیوالا تھا وہ لکھ گیا اُسمین کچھ کمی بیشی نہ ہوگی پھر ہر روز نئی شان سے کیا مطلب ہے شیخؒ نے جواب دیا کہ جو کچھ علم الٰہی مین

مقدر تھا وہ لوح محفوظ مین لکھ گیا تو اُسمین کوئی تغیر نہین ہوتا ہے بلکہ مقدر کے موافق ہر روز جو کچھ نافذ ہونیوالا ہوتا ہے وہی شان ہے
نے کہا کہ تیسری آیت یہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا وان لیس للانسان الا ما سعی مین اسکے یہی معنے سمجھتا ہون کہ جسقدر سعی کرے وہی ملیگا
نیکی کا دس گونہ ثواب کیونکر ہے شیخ نے کہا کہ اسکے یہ معنے ہین کہ انسان کا حق سعی باعتبار عدل کے وہی ہے جو کیا تھا لیکن نیکی کے
اللہ تعالے اپنے فضل سے چاہے ایک کے عوض ہزار دیدے ابن طاہر کا دل مطمئن ہوا اور اُسنے کھڑے ہوکر شیخ کے سر کو بوسہ دیا حکایت
ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے اس آیت کے معنے پوچھے کل یوم ہو فی شان وزیر نے مہلت مانگی کہ مجھے ایک روز کی مہلت ملے تاکہ مین دوسرے
روز بیان کرون شاہ نے اُسکو مہلت دی لیکن وہ بہت متفکر تھا پس وہ گھر سے نکلکر ایک ٹیلے پر اسی فکر مین بیٹھ رہا اور کھانے پانی سے بھی
غافل ہوگیا اسکے پاس ایک حبشی غلام تھا جو ایمان و دین مین مرد صالح تھا اُسنے عرض کیا کہ اے سید مین آپکو متفکر دیکھتا ہون اگر مناسب ہو
تو وجہ فکر سے مجھے آگاہ فرمائیے شاید اللہ تعالے میری کوشش سے آپ پر معاملہ آسان فرما دے وزیر نے اس بات کو بیان کیا اُسنے کہا کہ اچھا اگر
آپ مناسب سمجھین تو مین اسکو بادشاہ سے بیان کرون وزیر نے بادشاہ سے یہ حال بیان کیا بادشاہ نے اسکو بلایا اور آیت کی تفسیر پوچھی اُسنے کہا کہ
اے سلطان اللہ تعالے کی شان ہے کہ بعض ایام مین دن بڑھتا اور رات گھٹتا ہے اور بعض دور مین رات بڑھتا اور دن گھٹتا ہے
اور اگر وہ چاہے تو دونون برابر ہو جاوین اور کبھی کمی بیشی نہو اور وہی مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور زندے کو مردے سے نکالتا ہے اور
اُسی کی شان ہے کہ بیمار کو تندرست کرتا ہے اور تندرست کو بیمار ڈالتا ہے اور غنی کو نفیر اور فقیر کو غنی کرتا ہے اور عزیز کو ذلیل اور ذلیل کو عزیز کرتا ہے
یہ سب اللہ تعالے کی شان سے ایک شمہ ہے بادشاہ نے کہا کہ تونے خوب بیان کیا اور وزیر کو حکم دیا کہ اس غلام کو وزارت کی خلعت پہناوے
غلام نے کہا کہ اے میرے سید یہ بھی اللہ تعالے کی شان مین سے ہے کہ مجھے غلام کو وزارت کی خلعت پہنائی (خطیب) الحاصل اللہ تعالے کی
شان پاک سے بے انتہا کمالات قدرت اور بے شمار انعامات حکمت تسپر ظاہر ہین۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون فریق اپنے رب عزوجل
کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلانے ہو ف اے رب ہم تیری نعمتون مین سے کسی نعمت کو نہین جھٹلا سکتے ہین پس تیرے ہی واسطے حمد و
ثنا ہے ف۲ قولہ تعالے کل من علیہا فان زبان اشارت کا بیان یہ ہے کہ شریعت و طریقت کے جہاز بعد فنا کے واصل بحق ہین یا زمین
بدن پر روح و عقل و قلب و نفس وغیرہ اعیان فاضلہ اصل مقصود تک پہونچنے کے بعد فانی ہین ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔ یعنے
ذات حق مع جمیع صفات کے بعد فناے خلق کے باقی ہے ذو الجلال یعنے صاحب عظمت و علو ہے اسواسطے کہ ظہور شان بصفت قہر و سلطان ہے
کیونکہ ہر مخلوق اُسکے قبضۂ قدرت مین مقہور ہے اور وہی ہوتا ہے جو اُسکو منظور ہے اور اُسکی عظمت سے مخلوقات پر نور و ظلمات کے حجاب ہین
قولہ والاکرام اُسکا اکرام و احسان مخلوقات پر اسطرح ہے کہ تجلیات صفاتی کی صورت سے بندون کو قرب عطا ہوتا ہے اور جب ذات کا
ظہور بصفت لطف و رحمت ہو تو اُنکو نزدیکی عطا ہوتی ہے قولہ یسئلہ من فی السموات والارض۔ کلمہ من اہل عقل بندون کے لیئے ہے اور
نصوص سے معلوم ہوا کہ ہر چیز جو آسمانون و زمین پر ہے سب ہی بقدر اپنی استعداد اور محتاجی کے ہمیشہ اللہ تعالے سے دعا مانگتے ہین خواہ فرشتہ
ملکوت و جبروت کے ہون یا جن و انسان ہون یا دیگر اشیا ہون چونکہ اہل عقل کی درخواست بصفت جامعیت ہے لہذا کلمہ من سے انھین کو
غالب کیا اور باقیون کو انکے ذیل مین مغلوب و مندرج فرمایا۔ کل یوم ہو فی شان ہر روز اللہ تعالے عزیز السلطان ایک شان مین ہے ف
یعنے ہر مخلوق کہ جو اپنی ذات و استعداد سے ہر لحظہ و ہر روز سائل ہے اسکو اپنی شان قدس و حکمت کے موافق وہ فیض عطا فرماتا ہے جو اس کے
لائق ہے حاصل یہ کہ اللہ تعالے کا علم قدیم ہے اور اسکے علم مین ہر مخلوق کے لیئے ہر روز بلکہ ہر لحظہ جو کچھ مناسب مقدر ہو چکا ہے وہ ہر روز اُسکو

لطف اور عین حکمت ہے چنانچہ ہر چیز و ہر مخلوق کو وہی پہونچتا ہے جو اسکے لائق ہے کیونکہ اللہ تعالے کی شان الوہیت پہچاننے کے بعد ہم
اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ جسکو جو کچھ دیتا ہے وہ عین صواب ہے اسیواسطے ایمان کا یہ جزو ہے کہ جو کچھ پہونچے اسپر راضی ہو اور توکل کرے شیخ نے کہا
کہ اس سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالے کی شان ہر وقت ہر مخلوق کے ساتھ اسکی استعداد کے لائق فیض پہونچانے مین ظاہر ہے پس جو مخلوق کہ صفائے
جوہر و خوبی استعداد سے کمالات عالیہ حاصل کرنے کے لائق ہے اسکو انوار رحمت کے فیض سے حسب لیاقت حاصل ہوتا ہے اور جو مخلوق کہ
اسکے برعکس ہے یعنے جوہر ناپاک و مکدر تاریک سے گندہ ہے اسکو شرک و دہریت و نیچریت کے خیالات و اعتقادات و اسکے مناسب افعال
حاصل ہوتے ہین اگر کہا جاوے کہ شیطان ہمکو وسوسہ دلاتا ہے کہ اسکے تابعین کفار کو غلبہ و ثروت حاصل ہے تو اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ
تم نقل و عقل سے اسکو صاف جواب دیدو کہ یہ سب جو اسکے تابعین کو دیا گیا ہے تمام دنیائے ملعونہ ہے اور اسکی کثرت محض لعنت ہے سوائے اسکے
کہ اہل ایمان کو بنظر جسم کی طبیعت کے فی الجملہ دنیاوی چیزون کی ضرورت ہے پس جب تک اہل ایمان کی یہ شان رہے کہ دنیا کو طلب نکرین
بلکہ اپنی حکومت مین دنیا کو آخرت کا ذریعہ بناوین اور اہل کفر و شرک سے دنیا کو دریغ نکرین اور جہانتک دنیا سے انکا حصہ ہے سب انکو دیدین
حتی کہ خود اس دنیا سے بقدر ضرورت و آسانی کے لیوین اور مخلوقات کے جان و مال کی حفاظت کرین تب تک اہل ایمان غالب رکھے جاوینگے
اور جب یہ کیفیت نہو جیسے اس زمانے مین بلکہ کئی سو برس پیشتر سے ان ملکون مین یہی کیفیت پیدا ہوئی کہ اہل اسلام صرف نام کے مسلمان
ہونے لگے یعنے غالباً کلمۂ توحید کو مانتے تھے اور سوائے اسکے دنیا کے عیش و راحت کے لیئے تمام زخارف دنیا کو سمیٹتے اور اسکو فسق و فجور مین
خرچ کرتے تھے بلکہ کافرون سے بھی زیادہ دنیا کی دولت سمیٹنا چاہتے تھے تو سلطنت و حکومت کے واسطے انمین کوئی خاص معدلت نہ رہی
اسلیئے انکی حکومت کو زوال ہوا واللہ تعالے اعلم اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی دولت و ثروت کافرون کو دینا کافرون کے حق مین وبال و نکال
و مکروہات ہین قال اللہ تعالے

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ
ہم فارغ ہوتے ہین تمھاری طرف اے دو بھل قافلو پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اے فرقے جنون کے اور انسانون کے اگر تم سے ہو سکے کہ
تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا
نکل بھاگو آسمان اور زمین کے کنارون سے تو نکل بھاگو نہین نکل سکنے کے بن سند پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی
تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝
جھٹلاؤ گے چھوٹتے ہین تمپر شعلے آگ کے صاف اور دھوان ملے پھر تم بدلا نہین لے سکتے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

ان آیات مین اللہ تعالے نے جن و انس کو انکے انجام سے آگاہ کیا ثقلان تثنیہ ثقل ہے اور اس سے یہان جن و انس مراد ہین کیونکہ زمین کی سب
چیزون سے زیادہ انکو شرف حاصل ہے خطیبؒ نے لکھا کہ ان دونون گروہ کو اللہ تعالے نے شرافت عبادت سے مکلف کیا تو یہ دوسری
چیزون سے زیادہ بھاری بھرکم ہین جس سے انکو شرف حاصل ہے اور ہر عظیم و شریف کو ثقل کہتے ہین جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تارک فیکم الثقلین مین تم مین ثقلین چھوڑنے والا ہون ایک کتاب اللہ تعالے کی اور دوم میری عترت ہین۔ھ بعض نے کہا کہ جن و انس نے
گرانبار کر دیا کہ زندگی مین زمین پر بھاری ہین اور مردگی مین زمین کے اندر مدفون ہین اور ثقل بھاری ہے و قال تعالے اخرجت الارض
یعنے جسدن زمین اپنی ثقل نکالیگی بعض اہل المعانی نے کہا کہ جس چیز کی کچھ قدر ہوتی ہے وہ ثقل کہلاتی ہے اسیوجہ سے نعامہ کے انڈے کو

Marfat.com

ثقل کہتے ہین اسواسطے کہ بس کسیکو نعامہ یعنے شترمرغ کا انڈا مل جاتا ہے وہ خوشی وقیمت سے ثقل وگرانبار ہوجاتا ہے جعفر الصادق نے کہا کہ یہ دونون فریق جن وانس اسواسطے ثقلین کہلاتے ہین کہ گناہون سے گرانبار ہین بعض نے کہا کہ ثقل بوجہ شرف کے ہے کیونکہ انسان کو زمین پر شرف ہے اور جن انکے جوار و پڑوس مین ہونے سے ثقل کہلائے پس دونون ملاکر ثقلین ہوئے قال اللہ تعالے۔ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ اب ہم فارغ ہونگے تمھارے لیئے ای ثقلین ف یعنے اے گروہ جن وانس اب ہم تمھارے لیئے فارغ ہونگے واضح ہو کہ اہل تفسیر کے نزدیک آیت کی تفسیر مین دو طرح نظر ہے بعض اس سے نعمتون کا وعدہ اور خوشخبری کی بشارت سمجھے کیونکہ یہان نعمتون کا شمار ہورہا ہے اور اللہ تعالے نے فرمایا۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون اپنے رب کی نشانیون سے کس چیز کو جھٹلاتے ہو ف اس سے ظاہر ہے سنفرغ لکم مین نعمت دینے کے لیئے فارغ ہونا مراد ہے علاوہ اسکے۔ لکم۔ بھی نفع پر دلالت کرتا ہے جیسے خلق لکم ما فی الارض یعنے تمھارے نفع کے لیئے پیدا کیا جو کچھ زمین مین ہے۔ ھ۔ بعض نے اس سے وعید و دہمکی سمجھی اس نظر سے کہ اسکے بعد اللہ تعالے نے فرمایا یرسل علیکما شواظ من نار چنانچہ آیندہ معلوم ہوگا علاوہ اسکے سنفرغ لکم دھمکی مین بولا جاتا ہے مثلاً جب کسی شخص کو دھمکاتے ہین تو بولتے ہین کہ اذاً اتفرغ لک یعنے اگر یہی تیری حالت ہے تو اب مین بھی تیرے لیئے فراغت حاصل کرونگا مراد یہ کہ خاص توجہ سے تجھے سزا دینے کا قصد کرونگا (سراج) علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ تعالے سنفرغ لکم الآیہ۔ اللہ تعالے کی طرف سے بندون کو دھمکی ہے اسیطرح ضحاکؒ نے کہا کہ یہ اللہ تعالے کیطرف سے عذاب کی وعید ہے بخاریؒ نے کہا سنفرغ لکم ای نحاسبکم یعنے قریب ہے کہ ہم تمھارا حساب لینگے ابن جریجؒ نے کہا کہ یعنے عنقریب ہم تمھارے حق مین فیصلہ فرماوینگے قتادہؒ نے کہا کہ جن وانس کے حق مین یہ بات قریب آئی کہ اللہ تعالے اُنکے فیصلہ کا قصد فرماوے پس آیت کے معنے یہ ہوے کہ اے گروہ جن وانس تمھارے حق مین بہت نزدیک ہوگیا کہ ہم تمھارے درمیان محاسبہ وفیصلہ کا قصد فرماوین (ابن کثیر وغیرہ) روایت ہے کہ جب اہل مکہ نے دس برس سے زیادہ مدت تک ہر طرح کے معجزات دیکھے اور ہر طرح کے نصائح ومواعظ سُنے پھر بھی ایمان نہ لائے سوائے خاص خاص صحابہ کے جو ایمان مین ایسے کمال کو پہونچ گئے کہ اُنکے دلون مین سب سے زیادہ اللہ تعالے واُسکے رسول کی محبت ہوئی حتی کہ گھر وبار اہل وعیال چھوڑ دینا اُن پر آسان ہوگیا اور ہجرت کا وقت قریب آیا اور دوسری جانب کفار قریش مانند ابوجہل وغیرہ کو بھی ایک مدت تک مہلت ملی اور اُنکے واسطے کوئی عذر وحجت باقی نہ رہی تو اللہ تعالے نے اُنکے خوار وہلاک کرنے کا حکم دیا اور اہل ایمان کو قوت دینے کا سامان نازل کیا اور یہ سب حکمت آلہی مین مقدر تھا پس اُسکا ظہور اس طرح ہوا کہ مدینہ کے انصار جو پہلے بنی قیلہ کہلاتے تھے موسم حج مین مکہ مین آئے اگرچہ اُنکا قصد یہ تھا کہ قریش سے صلح کرین لیکن یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک دیکھکر اور کلام پاکیزہ سنکر ایمان پر شیفتہ ہوگئے اور رات مین عقبہ گھاٹی پر جمع ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پس شیطان نے کفار کو آواز دی کہ ارے تم لوگ ہوشیار ہوجاؤ کہ یہ شخص تمھاری لڑائی کے واسطے بنو قیلہ سے بیعت لیتا ہے یہ آواز سُنکر انصار رضی اللہ عنہم اگرچہ بہتر آدمیون سے زیادہ نہ تھے لیکن اُسی وقت قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکر کھڑے ہوگئے اور اجازت مانگی کہ اگر حکم ہو تو ہم ابھی ان کافرون پر جہاد کرین یعنے ان دشمنون کو قتل کرین آپ نے اُنکو دعا دی اور فرمایا کہ مجھے ابھی قتال کی اجازت نہین ہوئی ہے اور آگاہ فرمایا کہ یہ شیطان کی آواز ہے پھر شیطان سے خطاب کیا کہ اے دشمن خدا واللہ لاتفرغن لک یعنے واللہ مین تیرے ہی سلطنت مٹانے کا قصد کرتا ہون پھر انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ ان دشمنون مین قیام نہ کیجئے بلکہ ہمارے یہان چلئے آپ نے فرمایا کہ ابھی مجھے ہجرت کا حکم نہین ملا لیکن مجھے اُمید ہے کہ عنقریب مجھے حکم ملیگا (السراج) اس حدیث مین بھی یہ محاورہ موجود ہے جو بیان ہوا کہ دھمکانے کے واسطے قصد کرنے کے معنے مین بولا جاتا ہے

Marfat.com

خلاصہ یہ کہ اسکی تفسیر مین دو قول بیان ہوے اور دونون قول مین سنفرغ بمعنے سنقصد یعنے ہم قصد کرینگے" لیا گیا لیکن فرق یہ ہے کہ قول اول مین آیت کے حاصل معنے یہ ہین کہ اے گروہ جن وانس عنقریب ہم تمھارے واسطے بے مثل نعمتین پہونچانے کا قصد کرینگے قول دوم کا حاصل یہ ہے کہ اے گروہ جن وانس عنقریب ہم تمھارا حساب لینگے یعنے ہوش مین آؤ ورنہ سزا پاؤگے مترجم کہتا ہے کہ خطیبؒ نے یہان تیسرا قول بھی نقل کیا کہ اسمین وعدۂ ثواب اور وعید عذاب دونون شامل ہین اور خلاصہ یہ کہ اے گروہ جن وانس ہم نے تمکو ثواب وعذاب کی راہین بتلا دین پس وہ وقت بہت نزدیک آگیا کہ ہم تمھارے حساب کے واسطے فارغ ہونگے پس جو ثواب کی راہ چلا اُسکو جنت دینگے اور جو عذاب کی راہ چلا اُسکو جہنم مین ڈالینگے اگر کہا جاوے کہ یہ معنے کیونکر بیان کیئے جاتے ہین کہ عنقریب ہم تمھارے واسطے فارغ ہونگے" اس لیئے کہ اللہ تعالےٰ کو کسی چیز مین مشغولی نہین ہے کہ جس سے فراغت حاصل ہو چنانچہ علی ابن ابی طلحہ نے بھی ابن عباس سے اسی آیت مین روایت کی کہ اللہ تعالےٰ فارغ ہے اُسکو کوئی شغل نہین ہے بخاری نے بھی کہا کہ اللہ تعالےٰ کو کوئی چیز مشغول نہین کر سکتی ہے جواب یہ ہے کہ ہان یہ تو جمیع اہل اسلام وتمام انبیاے سابقین کے نزدیک متعین ہے کہ اللہ عز وجل کی شان مین کسی چیز سے مشغولی غیر ممکن ہے پس یہان فراغت سے صرف یہ مراد ہے کہ قطعی فیصلہ کا قصد فرماوینگے اور اسمین عمدہ بلاغت یہ ہے کہ آدمی اپنے محاورہ مین بولا کرتے ہین سنفرغ لک آور یہ ایسے موقع پر بولتے ہین جب کسی مجرم کو سخت دھمکی دینی منظور ہوتی ہے گویا آدمی اپنے دشمن سے یہ کہتا ہے کہ مین سب کام سے فارغ ہو کر اور سب تعلق چھوڑ کر فقط تیرے ہی سزا دینے کے قصد مین ہو جاؤنگا اس سے وہ دشمن بہت خوفناک ہوتا ہے پس جب اس محاورہ پر اللہ تعالےٰ نے جن وانس کو خطاب کیا تو بدکارون کو نہایت خوف ہوا اور اسیطرح نیک بندون کو نہایت خوشی بھی ہوئی اسلیئے کہ اللہ تعالےٰ کی شان مین کوئی شغل نہین ہے اور کوئی چیز روکنے والی نہین ہے تو جو کچھ وہ قصد فرماوے لامحالہ وہ ویسا ہی واقع ہوگا پس اس آیت سے گروہ جن وانس کو بہت بڑی عبرت یا بہت بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ عنقریب قطعی فیصلہ واقع ہوگا اور دنیا نیست ہو جاویگی اور یہ حکم کسیطرح رک نہین سکتا تو دنیا کے واسطے جمع کرنا اور لوگون کو تکلیف دیکر مال وملک کا انتظام کرنا سب فضول ہے اور یہان سے لامحالہ دائمی مقام مین جانا چاہیئے اور درحقیقت مومنون ونیکون کے واسطے یہ بہت بڑی نعمت ہے لیکن اس موقع پر شیطان اپنے تابعین کفار کو یہ وسوسہ دلاویگا کہ ہم مرجاوین تو ہماری قوم قوی اور دولتمند رہیگی اور دنیا کا سلسلہ تو یونہی چلا جاتا ہے کیونکہ قیامت تو ہم دیکھتے نہین ہین جواب مین اہل عقل صاف کہینگے کہ یہ تمھارا دعوی کہ ہم قیامت نہین دیکھتے ہین محض حماقت ہے جیسے کوئی شخص پیدا ہوا اور اپنے پہاڑ مین دس برس تک اُسنے کسی کی موت نہ دیکھی تو انکار کرنے لگا کہ موت کوئی چیز نہین ہے کیونکہ ہم موت نہین دیکھتے ہین اور اگر ہم کو دکھلاؤ تو ہم مان جاوین اس طفل نادان کی حماقت ہر شخص کو ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ موت کا مزہ چکھے تو اُسکے بعد اُسکا ماننا فضول ہے اور اگر اُسمین کچھ بھی عقل ہوتی تو اپنی قوم کے بڈھے پھوس لوگون کی حالت سے عبرت حاصل کر لیتا کہ یہ عنقریب فنا ہونے کے واسطے گور مین پاؤن لٹکائے بیٹھا ہے اسیطرح دنیا کے لوگون کو یہ آثار عبرت دکھلا دیئے گئے اور آثار قیامت اُنکو بتلا دیئے گئے اور اگر اُنکو کچھ عقل ہوتی اور تاریخین اُٹھا کر نگاہ عبرت سے دیکھتے تو اُنکو معلوم ہوتا کہ دنیا کی رونق وتازگی وجوانی مدت سے مٹ گئی اور احادیث متواترہ مین جو آثار قیامت بے شمار مذکور ہین وہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے جاتے ہین اور اگر طبعیات کے طور پر بھی نگاہ کرین تو جسقدر امراض ووبائین وبلائین اسوقت تمام جہان مین پھیلتی جاتی ہین اگلے زمانون مین انکا نشان نہ تھا اور اگر کافرون کے نزدیک زندگی فقط اسی دنیا کی زندگی ہے تو نہایت تعجب یہ ہے کہ بچپن سے موت تک کبھی اُنکو راحت وفراغت نہین ہے بلکہ بعض قومون کے ہاتھون سے کرورون آدمی بہت پریشانی وذلت وتکلیف مین بسر کرتے ہین تو فی صدی دس گویا

پیدا ہوئے تو کسی قدر کھانے پینے سے راحت اُٹھا کر مرے اگرچہ عمر بھر شغل مین رہے اور باقی نوے بلا مبالغہ اس خیال کے موافق
و بے چینی کے واسطے پیدا ہوے تھے اور اگر نہ پیدا ہوتے تو اس سے بہت بہتر تھا یہ سب اس خیال پر مبنی ہے کہ دنیا مین خود بخود یون ہی پیدا
ہوکر مرتے ہین اور سواے اس دنیا کے کوئی چیز نہین ہے اور اگر اہل عقل کے خیال کے موافق اس جہان کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالےٰ ہے تو ضرور دار
قوم کا حساب و کتاب ہے اور ان غریب مظلومون کو چاہیئے کہ آسان بندگی کے ساتھ اپنی آخرت کو برباد نہ کرین اگر بعضے جاہلون کو وہم ہو کہ
اس زمانہ مین بہت سی حرفت و صنعت ایسی ہے جو اگلون کو کہان میسر تھی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس صنعت و حرفت سے اس بڑھیا
دنیا کو نچوڑنے کا کام لیا جاتا ہے اور اسکے نتائج ہر ایک شخص غور کرکے سمجھ سکتا ہے تو خاصکر ایسی حرفت و صنعت کا وجود اگلے زمانہ مین اسیوجہ سے
نہ تھا کہ وہان لوگ باہم ایک دوسرے کو راحت پہونچانے کی فکر کرتے تھے اور اپنے اپنے مقاصد دنیات کے موافق اُنمین صنعتین و حرفتین تھین
اور مختلف ملکون مین اُنکے آثار صنعت ایسے ایسے موجود ہین کہ اسوقت دشوار بلکہ محال سمجھے جاتے ہین جیسے مثلاً دہلی کے قلعہ پتھی راج مین تھم
گول ستون زمین سے بہت بلند کھڑا ہوا ہے اور وہ سر سے پاؤن تک ایک ڈال پتھر ظاہر ہوتا ہے پس بہت لوگون کے خیالات متحیر ہین کہ
کس پہاڑ سے تراشا گیا اور کیونکر آیا اور کیونکر قائم کیا گیا اور اسیطرح مینار مصر اور ہزارون برس کی لاشین مصالحہ دی ہوئی مع چرمی صندوق
کے وغیر ذٰلک بہت سے آثار عجیبہ ہین پھر کیونکر احمق لوگ یہ گمان کرتے ہین کہ اگلون مین یہ دانائی نہ تھی جو اسوقت کے مثل کلین بناتے ہین اور
یہ کیون نہین کہتے کہ جن مقاصد سے اور جیسی نیتون سے یہ بنائی گئین وہ انکے مقاصد دنیات نہ تھے تو انھون نے اسطرف توجہ نہ کی کیونکہ
اُنکی دانائی کے آثار تو اُسوقت متحیر کرنیوالے موجود ہین پس ہر صاحب عقل کو اس آیت مین مقام عبرت ہے اور پیش نظر اُسکے حدیث کی
نصیحت یہ کہ دنیا کی تازگی و رونق جاتی رہی اور اس دنیا نے پیٹھ پھیری اور قیامت کا سامنا ہے پس ہوشیار ہو جاؤ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ
جب اللہ عزوجل نے محاسبہ کا قطعی قصد فرمایا تو لامحالہ واقع ہوگا اور یہی قیامت ہے اور اس سے بچاؤ اور مفر کی صورت نہین ہے یٰمَعْشَرَ
الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا۔ اے گروہ جن و انس اگر تمسے ہو سکتا ہے
کہ آسمانون و زمین کے اقطار سے نفوذ کر جاؤ تو نفوذ کرو ف یعنے جو امر کہ اللہ عزوجل نے چاہا ہے اُس سے کسی مخلوق کو مفر نہین ہو سکتا اور
اگر تم مین سے کسیکو یہ طاقت ہو کہ آسمانون و زمین کے اقطار سے گذر جاؤ اور خود مختاری سے قادر بنجاؤ تو گذرو یعنے یہ غیر ممکن ہے کہ تم اللہ تعالیٰ
کے امر تقدیر سے بھاگ سکو بلکہ امر آلٰہی تمپر محیط ہے اور اُسیکا حکم تم مین نافذ ہے پس تمکو مجال نہین ہے کہ اسکے حکم سے گریز کرسکو اور جدھر چاہو
نفوذ کرسکو۔ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ نہین نفوذ کرسکتے ہو مگر بقوت ف یعنے تمکو حکم آلٰہی سے مفر نہین ہے مگر جبکہ اُسکے مقابلے کی قوت ہو
حالانکہ یہ محال ہے پس تمکو چاہیئے کہ بندگی کے ساتھ اپنے آپکو اپنے خالق عزوجل کے سپرد کرو روایت ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو ہر طرف سے
ملائکہ کی سات صفین گھیر لینگی پس ابلیس و اسکے ساتھی جن جدھر بھاگنے کا قصد کرینگے اسیطرف ملائکہ پاوینگے پس کسی طرح اُنکو نفوذ کی گنجائش نہوگی
یہانتک کہ زمین کا قطر شق ہوگا اور ابلیس مع ساتھیون کے اسطرف گھس جائیگا حالانکہ وہ جہنم کی راہ ہے ویقول الانسان این المفر اور
آدمی کہیگا کہ آج کہان مفر ہے۔ ھ۔ درحقیقت کوئی مفر نہوگا سوائے اسکے کہ اللہ عزوجل کے حضور مین حاضر ہو (تنبیہ) یہان جن کو
انس پر مقدم کیا تو اسکی یہ وجہ ہے کہ ہر طرف نفوذ کرنا جن کے جسم خفیف سے زیادہ مناسب ہے بخلاف اسکے جہان کافرون کو شرمندہ کیا گیا کہ
اگر اس قرآن کو کلام آلٰہی نہین مانتے ہو تو سب انس و جن مجتمع ہوکر اسکے مثل بناؤ پس یہان انس کو جن پر اسواسطے مقدم کیا کہ اس بلاغت مین
انس کو جن سے زیادہ لیاقت ہے الغرض قیامت کے روز جن و انس کسی فریق کو مفر نہوگا سوائے رحمت آلٰہی کے جو فقط اہل ایمان کے واسطے

Marfat.com

خاص ہوگی اور باقی لوگ قہرا محشر کے واسطے مجبور کئے جائینگے۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ پھر تم اپنے رب کی نشانیون مین سے کنکو جھٹلاتے ہوف کیونکہ آثار قدرت ظاہر و باہر ہین۔ یُرۡسَلُ عَلَیۡکُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ تمپر آگ سے شواظ اور نحاس چھوڑا جائیگا پس تم اُسکو روک نہین سکوگے پھر تم اپنے رب کی نشانیون مین سے کسکو جھٹلاتے ہوف جمہور کی قرأت مین شواظ بالضم ہے اور بعض قرات مین بالکسر بھی آیا ہے اور دونون کے ایک ہی معنے ہین یعنے آگ کی لپٹ جسکے ساتھ دھوان نہو اور ضحاکؒ سے روایت ہے کہ اس سے مراد لپٹ کا دھوان ہے لیکن لکڑی کا دھوان نہین ہے اور ابن عباسؓ سے قول اول روایت کیا گیا ہے نحاس بھی جمہور کی قرأت مین بالضم ہے اور بعض قرأت مین بالکسر بھی آیا ہے لیکن اسکی تفسیر مین مجاہدؒ و قتادہؒ وغیرہ نے کہا کہ نحاس سے مراد گلا ہوا پیتل یا تانبا ہے جو کافرون کے سرون پر چھوڑا جائیگا اور معنے یہ کہ اے گروہ جن وانس اگر یہان تم لوگ متفق ہو کر کفر مین ایک دوسرے کے مددگار بنے ہو تو یہ تمھارے حق مین وبال ہے کیونکہ عنقریب وہ وقت آتا ہے کہ تم پر آگ کی لپٹ بغیر دھوین کے اور گلائی ہوئی دھات چھوڑی جائیگی پس تمھارا اتفاق کچھ کام نہ آویگا کہ تم اُس عذاب کو روک نہین سکوگے ابن عباسؓ و سعید بن جبیرؒ و خلیلؒ سے روایت ہے کہ نحاس جلتے ہوے دھوین کو کہتے ہین جسکے ساتھ لپٹ نہو پس معنے یہ ہین کہ تمپر آگ کی لپٹ اور جلتا ہوا دھوان چھوڑا جائیگا پس تم اُسکو روک نہین سکوگے اور ایک روایت مین ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نحاس پیتل یا تانبے کی دھات ہے جس سے کافرون کو عذاب کیا جائیگا بعض علماءؒ نے کہا کہ شاید کبھی آگ لپٹ چھوڑی جاے اور کبھی گرم دھات اور شاید دونون ساتھ ہی چھوڑے جاوین ابن کثیرؒ نے کہا کہ بہر صورت معنے یہ ہین کہ اے گروہ جن وانس اگر قیامت کے روز تم لوگ بھاگنا چاہو تو کسی طرح ممکن نہین ہے بلکہ تمپر یہ آفت آویگی کہ ہر طرف سے ملائکہ اور دوزخ کے زبانیہ تمپر آگ کی لپٹین چھوڑینگے اور گلا ہوا نحاس چھوڑینگے پس تم مقہور ہو کر واپس آوگے مترجم کہتا ہے کہ یہان بھی اگرچہ جن وانس کو جمع کر دیا گیا ولیکن یہ بات درحقیقت کفار جن سے صادر ہوگی جو بے فائدہ بھاگنے کا قصد کرینگے کیونکہ انسان سے یہ بات ممکن ہی نہین ہے لیکن چونکہ دونون فریق اس حکم مین مجموعہ ہین لہذا اس مجموعہ پر یہ حکم دیا گیا اگرچہ مجموعہ مین سے بعض اسکے مرتکب ہون اور اسکے نظائر کلام عرب مین بہت ہین بلکہ اسی سورہ مین قولہ تعالیٰ یخرج منہما اللؤلؤ والمرجان گذر چکا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ف۲ شیخ ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالیٰ سنفرغ لکم ایہا الثقلان اس آیت مین ایسے کامون سے جھڑکی و دھمکی ہے جنکی وجہ سے لائق عذاب ہو جاتا ہے اور جن وانس کو ثقلین اسواسطے کہا گیا کہ ان مین سے ہر ایک ثقیل ہے کیونکہ روحانیت کو ترک کرکے انھون نے جسمانیت کو اختیار کیا ہے اور یہ ایک سفلی اور پست چیز ہے جسکا اصلی مرکز خاک ہے تو یہ لوگ بھی اسفل سافلین کی جانب مائل ہین قولہ تعالیٰ ان استطعتم ان تنفذوا الآیہ یعنے تمھارے حق مین مناسب یہ تھا کہ اس ہیأت جسمانیہ اور تعلقات بدنیہ سے پاکیزہ ہو کر اسفل سافلین سے ترقی کرو اور یہ بذریعہ ایمان و عمل صالح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات یعنے انسان سب اسفل سافلین کی جانب مردود ہین سوائے اُنکے جو ایمان لائے اور نیک کام کیئے۔ ھ۔ پس ایسے لوگ اسفل سافلین سے اعلیٰ علیین کی جانب ترقی کرنے والے ہین پس اگر تم سے ہو سکے تو ترقی کرو قولہ لاتنفذون الا بسلطان لیکن بدون سلطان الٰہی کے یہ ترقی غیر ممکن ہے اور سلطان الٰہی توحید و تجرید ہے پس جسنے اللہ تعالیٰ کی درگاہ مین عاجزی کے ساتھ یہ ہدایت مانگی اسکو عطا ہوتی ہے اور بدون اسکے شیطانی آگ و دھوان قلب پر چھایا رہتا ہے قولہ تعالیٰ یرسل علیکما شواظ الآیہ پس حواس خمسہ کے نباتات اور جسم مکدر کا دھوان اُنکو روکتا ہے کہ ترقی کر سکین پس نفس کے دھوئین سے اُنکو زمین کے زر و جواہر وغیرہ پیداوار کی جانب

Marfat.com

سیلان رہتاہے اور اس خسر کی روشنی مین جو آگ کی لپٹ ہے اسی دنیا کی تدبیرین خوب سوجھتی ہین پس قلب و عقل میلان ... ترقی غیر ممکن ہے جب تک اللہ تعالے کی طرف سے سلطان توحید کی توفیق حاصل نہو واللہ تعالے ہو الموفق

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ فَيَوْمَئِذٍ لَّا

پھر جب پھٹ جاوے آسمان تو ہو جاوے گلابی جیسے تیل کی تلچھٹ ۔ پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پھر اُس دن

يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَاۤنٌّ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

پوچھ نہین اُسکے گناہ کی کسی آدمی سے نہ جن سے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے پہچان پڑینگے گنہگار اپنے چہرے سے

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا وقف لازم

پھر پکڑا جاویگا ماتھے کے بال سے اور پاؤن سے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے یہ دوزخ ہے جسکو جھوٹھ بتاتے

الْمُجْرِمُوْنَ ۞ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ ع ۲

گنہگار پھرتے ہین بیچ اُسکے اور کھولتے پانی کے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

اللہ تعالے نے ان آیات مین ہولناک منظر قیامت کو اور کافرون مجرمون کے بدانجام کو پھر مومنون صالحین کے اعزاز و انعام کو بیان فرمایا۔ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاۤءُ پھر جب آسمان شق ہوا ف بعض نے کہا کہ یہ قیامت کے ہولناک منظر کا بیان ہے کہ قیامت شروع ہونیکا پہلا واقعہ یہ ہے کہ آسمان خراب ہوگا بعض نے کہا کہ حدیث سے ثبوت ہے کہ آسمان موج مکفوف ہے۔ ھ۔ یعنے آبی موج منجمد ہو گئی ہے جو قیامت کے روز جہنم کے ظہور سے پگھل جائیگی مترجم کہتا ہے کہ شاید اسکے پگھلنے سے مراد یہ کہ بخارات کی طرح دہوان ہو جائیگا اور روایت و آیت سے ثبوت ہے کہ روئی کے گالے کی طرح اُڑیگا بعض نے اسکے شق ہونے سے یہ معنے سمجھے کہ آسمان مین دروازے ظاہر ہو جاوینگے جس سے ملائکہ کے افواج اُتر کر چارون طرف آفاق سے احاطہ کر لینگے پس جن مین سے کسی کو یہ مجال نہو گی کہ پراگندہ ہو مترجم کہتا ہے کہ تفسیر مین اختلاف کی اصل وجہ یہ ہے کہ قیامت کے روز یہ آسمان پارہ پارہ ہو کر نیست ہوگا اور دوسرا آسمان بجاے اسکے قائم ہوگا اب یہان آیت مین اگر ابتدائی حالت کا بیان ہے تو شق ہونے سے وہ مراد ہے جو قول اول مین مذکور ہوئی کہ آسمان ریزہ ریزہ ہو کر خراب ہو جائیگا اور اگر دوسرا آسمان قائم ہونے کے بعد شق ہونا مراد ہے تو دوسرا قول ہے یعنے جو آسمان قائم ہوگا اسمین شق ہونے سے دروازے ظاہر ہونگے جس سے ملائکہ نازل ہونگے خواہ اسواسطے کہ اہل محشر مقہور کیئے جاوین خواہ اسواسطے کہ اللہ تعالے کے فیصلہ قضا کا سامان ہے پس جب آسمان شق ہوا فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ۔ تو وہ وردہ مانند دہان کے ہوگا ف وردہ گل سرخ یا سرخ گھوڑا یا سرخ چمڑا دہان جمع دہن یعنے روغن اور بعض نے کہا کہ ہر چیز جس سے چکنائی کیجاوے اسکو دہان کہتے ہین یہ زمخشری نے لکھا ہے سعید بن جبیر و قتادہ نے کہا کہ آسمان اس حالت مین سرخ ظاہر ہوگا جیسے روغنون مین رنگ بدلتا ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ سرخ گھوڑے کی طرح ہوگا ابو عبیدہ نے کہا کہ شدت حرارت کی وجہ سے آسمان سرخ چمڑے کی طرح ہوگا اور یہی ابن عباسؓ سے بھی روایت ہے اور بعض نے کہا کہ معنے یہ ہین کہ وردہ یعنے روغن زیت کے عصیر کی طرح پگھل کر سرخ ہوگا جیسے تیل کے رنگ بدلتے ہین مترجم کہتا ہے کہ یہان اہل تفسیر کے کلمات مضطرب واقع ہوئے ہین لیکن علامہ خطیبؒ نے لکھا کہ قولہ فاذا انشقت السماء فکانت وردۃ کالدہان یعنے جب نزول ملائکہ کے لیئے آسمان شق ہو کر دروازے ظاہر ہونگے کہ وہ گل سرخ کے رنگ پر مانند سرخ چمڑے کے ہو جائیگا ف یہ حالت آسمان کی کیسی

Marfat.com

...میں نہیں آئی ہے اور اسوقت آتش جہنم کی حرارت سے ایسی صورت ہوجائیگی مجاہد وضحاکؒ وغیرہ نے کہاکہ دہان جمع دہن ہے یعنے اسوقت کوئی چیز مانع نہوگی تو روغن صافی کی طرح شفاف نظر آویگا لیکن اسکی طبعی کدورت سے پانی کے مانند صفائی نہوگی بلکہ تیل کے مانند نظر آویگا سعید بن جبیر وقتادہ نے کہاکہ رنگ میں ورد کی طرح سرخ ہوگا اور روان ہونے میں تیل کے مشابہ ہوگا حسن بصریؒ نے کہا کہ روغن بہانے کے مانند نظر آویگا اسواسطے کہ روغن جب بہایا جاوے تو اُس سے رنگ نظر آتے ہین۔ ھ۔ مترجم کہتاہے کہ اصل مقصود اس آیت سے یہ کہ اللہ تعالے کی عظیم قدرت نظر آوے اور ہول قیامت کا نقشہ اُسکی آنکھون مین پھر جاوے اور ظاہر ہے کہ جس وقت اللہ تعالے حکم فرماویگا کہ قیامت شروع ہو تو پہاڑ وپتھر ریزہ ریزہ ہوکر اُڑینگے اور چاند وسورج سیاہی کی طرف دھندلا وینگے اور آسمان کی صورت اگر نگاہ کرو تو ایسی نظر آویگی جیسے گلابی مائل روغنی کوئی چیز ہے یا چمڑے پر سرخ رنگ روغنی جھلکتا ہے امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اس آیت مین روز قیامت کے آثار ظاہر فرمائے ہین جیسے اسی کے مانند دیگر آیات کقولہ تعالے وانشقت السماء فهي يومئذ واهية الآیہ۔ اور قولہ تعالے یوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائكة تنزيلا۔ ھ۔ واذا السماء انشقت الآیہ مترجم کہتاہے کہ قولہ تعالے بالغمام ونزل الخ یہ تو ظہور آثار عظمت وعرش کبریائی بعد ہولناک واقعہ اول کے ہے اور ابتدا مین اذا الشمس کورت آفتاب بے نور ہوجائیگا۔ ھ۔ اور ظاہر ہے کہ اسوقت سب چیزون مین ایسا سخت تغیر نظر آویگا کہ آسمان کی یہ رنگت وصورت ہوجائیگی پس حاصل یہ کہ جب آسمان شق ہوا کہ وہ گلابی مانند دہان کے ہوگیا تو عظیم ہولناک منظر کافرون کی نگاہون پر طاری ہوگا قولہ فکانت وردة كالدهان یعنے پگھلیگا جیسے گھریہ مین چاندی یا تلچھٹ پگھلتی ہے اور اس کے رنگ متغیر ہوکر بدلنے لگینگے جیسے روغن مین نظر آتے ہین کہ کبھی سرخ اور کبھی زرد اور کبھی سبز نظر آتاہے یہ سب اس حالت کی سختی اور ہولناک تغیر سے ہے امام احمد نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیاکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایاکہ قیامت کے روز لوگ اُٹھائے جاوینگے حالانکہ آسمان اُنپر طش ریز ہوگا۔ (مسند) جوہریؒ نے کہاکہ طش خفیف بارش کو کہتے ہین مترجم کہتاہے کہ شاید یہ واقعہ نفخ صور کے بعد ہی ہوگا کیونکہ حدیث دیگر مین آیا ہے کہ چالیس روز تک پانی برستا رہیگا حتی کہ آدمیون ومخلوقات کے اجسام زمین مین اُگینگے یعنے جیسے زمینی پھل جمتے ہین پس شاید کہ جب بعث کا صور پھونکا جائیگا تو اس وقت خفیف مینہ باقی ہوگا پھر انکو ہولناک منظر دکھلایا جائیگا کہ آسمان شق ہوگا وغیر ذلک واللہ تعالے اعلم ابن عباسؓ سے روایات متعدد ہین ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ قولہ وردة كالدهان۔ کہاکہ وہ ادیم احمر ہے یعنے سرخ چمڑا یہ وردة کی تفسیر ہے یا دہان کی تفسیر ہے لیکن بعض اہل تفسیر نے اسکو دہان کی تفسیر خیال کیا واللہ تعالے اعلم ابوظبیان حصین بن جندبؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ فکانت وردة كالدهان کہاکہ مانند فرس ورد کے ہوگا عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ (اسکا رنگ متغیر ہوجائیگا) ابو صالح نے کہاکہ گلگون گھوڑے کا رنگ ہوگا پھر اسکے بعد مثل دہان کے ہوجائیگا مترجم کہتاہے کہ اس سے ظاہر ہوتاہے کہ یہ سب (وردة) کی تفسیر ہے بغویؒ وغیرہ نے ذکر کیاکہ گلگون گھوڑا شروع ربیع مین زردی مائل ہوتا ہے اور جاڑے مین سُرخ ہوجاتا ہے پھر جب سردی زیادہ ہوتی ہے رنگ بدلتا ہے مجاہدؒ نے کہاکہ كالدهان یعنے روغن کے مختلف رنگون پر ہوگا عطار خراسانیؒ نے کہاکہ زردی مین روغن کی طرح ہوگا قتادہؒ نے کہاکہ آسمان آج سبزی مائل نظر آتاہے اور اس دن سرخی مائل ہوجائیگا ابو الجوزاءؒ نے کہاکہ صفائی مین روغن کے مانند ہوگا شیخ ابن جریرؒ نے کہاکہ آسمان اُس دن ایسا ہوجائیگا جیسے پتلا روغن ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ اسکو جہنم کی آگ پہونچیگی ابن کثیر۔ مترجم کہتاہے کہ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ آسمان موج مکفوف ہے یعنے موج بستہ کردی گئی ہے گویا جہنم سے اسقدر حائل چیزون سے

بے حد دوری پر ۔ ہ موج مکفوف سے جسم تیار ہوا جسکا نام آسمان ہے اور اللہ تعالےٰ نے اسمین سے زمین کو پانی دیا اور وہ دو قسم شور جو آسمانی طبیعت پر نہین ہے اور دوم شیرین جو زمین مین ودیعت ہے اور یہ آسمانی طبیعت ہے گویا دونون قسم مین کو مشابہت ہے اسیواسطے سمندر شور کھولتا پانی حمیم ہوجائیگا پھر اسوقت دنیا مین زمین سے جو بخارات تلخ اڑتے ہین انکو آسمان ج سے پانی ملتا ہے جو اسکو مستحیل کرکے پاکیزہ طبیعت پر لاتا ہے پھر ہوا سے وہ جہان جہان حکم ہوتا ہے پہونچاتا ہے واللہ تعالےٰ اعلم اور نے لکھا کہ متقدمین نے زعم کیا کہ آسمان کی اصلی رنگت مین سرخی ہے لیکن وہ نیلگون اس وجہ سے نظر آتا ہے کہ ہماری نگاہون سے بہت دور ہے اور ہوا کے طبقات درمیان مین حائل ہین اور اسیطرح بہت سی چیزین مانند زمہریر وغیرہ کے حائل ہین مترجم کہتا ہے کہ ہوا اسکے جسم پر چمکدار چیزون کے مانند آفتاب و ماہتاب وغیرہ کے عکس پڑتے ہین اور درمیان مین ہوائی والی چیزین ہین اور سیارات مین بہت قسم کے مادہ ہین علاوہ انکے ہماری نگاہین وہانتک پہونچتے پہونچتے عاجز و کالعدم ہوجاتی ہین کیونکہ وہ جسم نورانی نہین ہے جسکے نور کو نور باصرہ سے ارتباط ہوتا ہے تو نظر قوت پاتی ہے پس اسکا رنگ اسطرح نیلگون نظر آتا ہے جیسے تم اپنے جسم مین دیکھو کہ رگ اوپر سے نیلی نظر آتی ہے حالانکہ اسکے اندر سرخ خون ہے (کرخی وعمادی وگازرونی) مترجم کہتا ہے کہ بعضے اٹکل کے احمقون نے کہا کہ سیارات سب مانند زمین کے ہین اور اُنپر روشنی بوجہ سورج کے یا اسکے متعلق چاند کے ذریعہ سے پڑتی ہے اور اس سے اس شخص کا مطلب یہ ہے کہ جیسے سیارات نظر آتے ہین اسیطرح آسمان بھی ضرور نظر آتا اگر ہوتا پس نتیجہ یہ نکالا کہ آسمان کا وجود نہین ہے کیونکہ دوربین سے ہمکو نظر نہ آیا اور سیارے نظر آتے ہین مترجم کہتا ہے کہ ایسے احمق اس زمانہ مین دنیا کے حاکم کیئے گئے ہین اور اللہ تعالےٰ نے جو فتنہ چاہا وہ اس سے ظاہر ہے اور اسمین اللہ تعالےٰ کی عجیب حکمت ہے لیکن ہم اہل الحق کے لیئے ثابت کرتے ہین کہ احمق کی اٹکل محض حماقت ہے (اول) جب غبارے پر اُڑکر بہت بلندی سے دیکھا جاتا ہے تو زمین ہرگز روشن ستارہ نظر نہین آتی بلکہ تاریکی سے کچھ بھی نظر نہین آتا سوائے اسکے کہ ہر چہار طرف چاند کی روشنی دکھلائی دیتی ہے (دوم) مدعی مذکور کو دوربین سے آسمان نظر نہین آتا تو کچھ عجب نہین اسواسطے کہ کوئی آنکھ سوائے نبوت کے اور کوئی دوربین ایسی نہین ہوسکتی کہ اتنی دور تک کام دے لیکن عقلی دلیل سے اور حسی ترکیب سے اُسکا وجود نظر آتا اور ثابت ہوتا ہے جسکو ہم مقدمہ مین مفصل بیان کرچکے ہین اور حسی دلیل تو آئینہ و پانی مین سب طرح سے نظر آنا ثبوت کرتی ہے اگر کہا جاوے کہ جب جسم ٹھوس نظر آتا ہے تو اُسکا رنگ نیلگون کیون نظر آتا ہے (جواب) یہ کہ ہر جسم ٹھوس کے نیچے جو بادہوائی رنگ ہو وہ بھی آئینہ مین جسم کے تابع ہوکر البتہ نظر آتا ہے چنانچہ مشاہدہ کرلو اگرچہ بدون جسم کے نظر نہین آتا ہے عجب کہ یہ لوگ ایسے منحرف واقع ہوے ہین کہ قطب ستارے کی نسبت اقرار کرتے ہین کہ انتہائی دوری سے ہر جگہ سے نظر کرنے مین فرق نہین معلوم ہوتا اور یہان جو قطب سے بھی زیادہ دوری ہے صریح دلیل کو تسلیم نہین کرتے ہین اسکا بیان یہ ہے کہ آفتاب جسکا محیط ان لوگون کے اقرار کے موافق ستاون کروڑ میل سے زیادہ ہے جب دعوی کرتے ہین کہ اسکے گرد زمین اس بے انتہا دوری سے دورہ کرتی ہے تو اس مرکز کا محیط کس درجہ عظیم ہوگا پس جب زمین اس دائرہ کے جنوب مین ہے تو اس سے جب وہ جانب شمال ہو تو بے انتہا فرق ہے لیکن ہمکو ہر جگہ سے قطب اپنے موقع پر معلوم ہوتا ہے کچھ بھی تفاوت ہم سال بھر مین نہین پاتے ہین پس تم لوگون کا یہ خیال محض غلط نکلا کہ زمین اسطرح آفتاب کے گرد گھومتی پھرتی ہے بلکہ وہ اپنی جگہ پر قائم ہے اسکے جواب مین یہ لوگ کہتے ہین کہ قطب اس قدر دور ہے کہ چاہو جنوب سے دیکھو چاہو شمال سے دیکھو نظر کام نہین کرتی مترجم کہتا ہے کہ اس احمق نے یہ کیون نہ کہا کہ میری اٹکل پر چلے چلو ایسی باتون پر خیال نکرو مین حق بات کو ہر طرف سے یکسان بگاڑتا ہون نعوذ باللہ

من الزفات اب مین اس تقریر کو چھوڑ کر اصل تفسیر کا ملخص اعادہ کرتا ہون تاکہ سلسلۂ بیان مرتبط و منضبط رہے اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس دنیا مین فنا کے لئے نہین پیدا کیا ہے بلکہ وہ اس لباس جسمانی کو چھوڑ کر عالم برزخ کے لباس مین جائیگا پھر قیامت کے بعد عالم آخرت کے لباس مین جائیگا وہ کبھی فنا نہین ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کی عظیم قدرت ہے ہم کسی طرح اسکے آثار عظمت و آلاء قدرت سے انکار نہین کر سکتے ہین اللہ تعالےٰ نے اس نعمت آخرت کے لئے دنیا کا فنا ہونا مقدم کیا ہے اور فنا ہونے کے وقت نہایت ہولناک منظر کا سامنا ہوگا چنانچہ اس مقام کی آیت سے بھی ظاہر ہے کہ آسمان شق ہوگا پس تمام چیزون کے درہم برہم ہونے کے ساتھ جہنم کا ظہور ہوگا پھر نیک بندے اس سے نجات پا کر پل صراط سے گذر کر داخل جنت ہو جاوینگے اسوقت آسمان کی رنگت گلگون ہوگی اور رقیق و روان ہونے مین پگھلے گھی کی طرح نظر آویگا جب یہ ہولناک منظر دیکھوگے تو حیرت و دہشت سے آنکھین ٹکٹکی باندھ کر پتھرا جاوینگی۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پس ایسے وقت کوئی انسان و جن اسکے گناہ سے نہین پوچھا جائیگا پس تم دونون اپنے رب تعالےٰ کے آلاء سے کسکو جھٹلاتے ہو ف یعنے جس دن آسمان شق ہوگا تو انسان یا جن مین کسی سے کچھ پوچھا نہین جائیگا جیسے قولہ تعالےٰ لا یسئل عن ذنوبهم المجرمون گنہگارون سے انکے گناہ نہین پوچھے جاوینگے اگر کہا جاوے کہ گناہون پر مواخذہ و سوال ضرور ہوگا چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فوربک لنسئلنهم اجمعین قسم ہے تیرے رب کی کہ ضرور ہم ان سب سے پوچھینگے۔ ھ۔ اور اسکے مانند بہت آیات و احادیث مین (جواب) یہ کہ ہان پوچھ کچھ ضرور ہوگی لیکن دونون قسم کی آیات اپنے اپنے موقع پر ہین اور علماء نے اسکی تاویل مین کئی طرح کا کلام کیا ہے۔ (اول) یہ کہ جب آسمان شق ہوگا اور مردے نکلینگے اسوقت کسی سے کچھ مطالبہ نہوگا اسواسطے کہ ہر ایک کی پیشانی سے حال ظاہر ہوگا اور ہر ایک خود اپنا اپنا ٹھکانا اور اپنی اپنی راہ جان لیگا پھر جہان حساب ختم ہوگا وہان جا کر ہر ایک سے مطالبہ ہو کر حجت پوری کی جائیگی (تقریر دوم) یہ کہ ہر ایک جن و انس سے اول پوچھا جائیگا پھر انکے مُنہ پر مہر لگائی جائیگی اور انکے ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا سے سوال ہوگا مترجم کہتا ہے کہ یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن میرے نزدیک یہان یہ معنے مراد نہین ہین (تقریر سوم) بعض نے کہا کہ یہان سوال نہونے سے یہ مطلب نہین ہے کہ ان لوگون سے مواخذہ و مطالبہ نہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ انسان و جن کے گناہ خود ان لوگون سے نہین پوچھے جاوینگے تاکہ ان سے دریافت کر کے معلوم کئے جاوین بلکہ اللہ تعالےٰ خود جانتا ہے اور ملائکہ حافظین نے ذرہ ذرہ سب لکھے ہین پس انکے گناہ انسے نہین پوچھے جاوینگے بلکہ ان گناہون پر ملامت کرنے کے لئے انسے مواخذہ ہوگا کہ تو نے یہ کام کیون کیا (چہارم) ابو العالیہؒ سے روایت ہے کہ کسی مجرم کے گناہ کا سوال غیر مجرم سے نہوگا (پنجم) ابن عباسؓ نے کہا کہ یہ نہین پوچھا جائیگا کہ کیا تو نے یہ گناہ کیا بلکہ یہ پوچھا جائیگا کہ تو نے یہ گناہ کیون کیا مترجم کہتا ہے کہ یہ تیسری وجہ کا حاصل ہے (ف) خطیبؒ نے کہا کہ یہ قول عوفیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے اگر کہا جاوے کہ تاویل اول کیونکر درست ہوگی کیونکہ آیت مین فرمایا (یومئذ) یعنے جسدن آسمان شق ہوگا اور یہ روز قیامت ہے تو معنے یہ ہوے کہ قیامت کے روز کسی جن و انس سے اسکے گناہ کی پرسش نہوگی (جواب) یہ کہ قیامت کا روز پچاس ہزار برس ہے اور اسمین طرح طرح کے تغیرات ہونگے پس ہر ایک تغیر گویا ایک دن ہے امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس آیت کے مانند دوسری آیت ہے قولہ تعالےٰ ہذا یوم لا ینطقون ولا یوذن لهم فیعتذرون۔ یعنے روز قیامت ایسا دن ہے کہ لوگ بول نہین سکینگے اور نہ انکو اجازت ملیگی کہ عذر داری کرین۔ ھ۔ اور معنے یہ کہ اُس دن کے حالات مختلف ہونگے پس ایک حالت مین انسے کچھ سوال نہوگا اور دوسری حالت مین سوال ہوگا لہذا قتادہؒ نے کہا کہ پہلے گناہون کی پرس ہو چکی پھر انکے مُنہ بند کر دیے گئے اور انکے ہاتھ پاؤن بولے علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انس و جن سے اُنکا گناہ

Marfat.com

اسطرح نہین پوچھا جائیگا کہ کیا تمنے یہ گناہ کیا ہے بلکہ یون سوال ہوگا کہ تم نے یہ گناہ کیون کیا ہے مجاہدؒ نے کہا کہ جب مجرمون کو جہنم کا حکم ہوگا تو ملائکہ انسے انکے گناہ نہین پوچھینگے تاکہ ہر ایک گناہگار کو اسکے طبقہ دوزخ مین لاوین بلکہ بدون پوچھے جان جاوینگے۔ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمٰهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ مجرم لوگ اپنے سیما سے پہچان لیے جاوینگے پس وہ اپنی پیشانیون وقدمون سے پکڑے جاوینگے پس تم دونون فریق جن وانس اپنے رب کی آلاء مین سے کسکو جھٹلاتے ہو ف یہ اُسکی قدرت کاملہ الوہیت سے واضح ہے معنے یہ کہ جب مجرمون کو جہنم کی جانب حکم ہوگا تو حاجت نہین کہ ملائکہ ہر ایک کو اسکے طبقہ مین ڈالنے کے لیے ہر ایک اسکے گناہ دریافت کرین جیسے دنیاوی مجرمون کے لیئے قیدخانہ کا داروغہ کرتا ہے بلکہ وہان ہر ایک مجرم کی پیشانی پر اسکی حالت ظاہر ہوگی پس ملائکہ اسکی پیشانی وقدم پکڑکر اسکو اسکے جہنم کے طبقہ مین ڈال دینگے جیسے آذربت تراش کو ساہی جانور کی شکل مین چارون پانون پکڑکر پھینکینگے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ملائکۃ الزبانیہ اسکی پیشانی وقدم ملاکر جہنم مین اسی ہیات سے ڈال دینگے اعمش نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ مجرم کی پیشانی وقدم پکڑکر توڑکر جہنم مین ڈالینگے جیسے لکڑی توڑکر تنور مین ڈالی جاتی ہے ضحاکؒ نے کہا کہ مجرم کی پیٹھ پر ایک زنجیر ہوگی جس سے اسکی پیشانی وقدم پکڑکر کس دینگے سدیؒ نے کہا کہ کافر کی پیشانی وقدم ملاکر کس دینگے اور اسکی پیٹھ مروڑ دینگے نواصی جمع ناصیہ بمعنے وہ بال جو آگے پیشانی پر ہوتے ہین (ابن کثیر وغیرہ) بعض نے کہا کہ ملائکہ جہنم بعض مجرمون کو پیشانی کے بال پکڑکر گھسیٹینگے اور بعض کو قدم پکڑکر پیشانی کے بل کھینچینگے (ف) امام ابن ابی حاتم نے یہان ایک روایت لکھی جسکے بعضے الفاظ سے نکارت ظاہر ہے اور اسناد ٹھیک نہین ہے چنانچہ کندہ مین سے ایک شخص مجہول نے روایت کی کہ مین حضرت ام المومنین عائشہؓ کی خدمت مین حاضر ہوا اور مین نے عرض کیا کہ اے ام المومنین کیا آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی یہ بھی بیان فرمایا کہ قیامت کے روز کسیوقت مین آپکو شفاعت کی قدرت نہوگی ام المومنینؓ نے کہا کہ ہان مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو ایسی حالت مین دریافت کیا تھا جب مین اور آپؐ ایک ہی لحاف مین لیٹے تھے تو آپ نے جواب دیا کہ ہان بعض اوقات مجھے شفاعت کی قدرت نہوگی پھر فرمایا کہ جب پل صراط رکھا جائیگا تو مجھے قدرت نہوگی کہ مین کسی کی شفاعت کرون یہانتک کہ یہ معلوم کرون کہ میرا انجام کیا ہوتا ہے اور جب چہرے سفید اور سیاہ ہونگے تو اسوقت مجھے شفاعت کی طاقت نہوگی جب تک مجھے یہ معلوم نہو کہ میرے ساتھ کیا کیا جاتا ہے یا یون کہا کہ مجھے کیا وحی کیا جاتا ہے اور جب صراط پر استحداد اور استحرار ہوگا مین نے عرض کیا کہ استحداد اور استحرار کیا ہے فرمایا کہ استحداد یہ کہ وہ چھری کی دھار سے زیادہ تیز ہوگا اور شعلہ سے زیادہ گرم ہوگا پس مومن تو اس سے صاف پار ہوجائیگا اسکو کچھ ضرر نہین پہونچیگا اور منافق البتہ اس سے لٹک جائیگا یعنے چپٹ جائیگا حتی کہ جب اسکے بیچ مین پہونچیگا تو اپنے پانون سے پھسل پڑیگا پس اسکے ہاتھ اسکے پانؤن تک پہونچکر مل جاوینگے ام المومنینؓ نے کہا کہ تو نے کبھی دیکھا کہ جو شخص ننگے پانون دوڑتا ہے اور اسکے پانون مین کریل کا کانٹا ایسا لگتا ہے کہ گویا پانؤن توڑکر اوپر نکل آویگا اسیطرح یہ شخص ہوگا کہ جو سر کے بل پانؤن پر گریگا پس ملائکہ زبانیہ جو جہنم پر موکل ہین خطافؑ سے اسکی پیشانی اور قدم پر مارینگے اور اس خواری سے اسکو جہنم مین گرادینگے پس وہ جہنم مین پچاس برس تک گرتا چلا جائیگا مین نے عرض کیا کہ اس آدمی کا وزن کس قدر ہوگا۔ ام المومنینؓ نے فرمایا کہ موٹی تازی دس اونٹنیون دودھار کے برابر ہوگا پس یہی وہ وقت ہے کہ فرمایا یعرف المجرمون بسیاہم فیوخذ بالنواصی والاقدام امام ابن کثیرؒ نے اس روایت کو ذکر کرکے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور اسمین الفاظ منکر ہین اور حدیث رسول اللہ قرار دینا ٹھیک نہین ہوسکتا اور اسناد مین راوی مجہول ہے اور ایسے روایت سے استدلال نہین ہوسکتا ہے۔ ۃ مترجم کہتا ہے کہ شیخؒ نے سچ کہا اگرچہ باقی اسناد کے راوی سب

Marfat.com

ثقات ہین لیکن مرد ہولی نہین معلوم کون شخص ہے اور کیونکر اُسنے ایسے الفاظ سے روایت کیا ہے ہان اگر یہ تاویل کی جاوے کہ جہان جہان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات مبارک کو فرمایا اُس سے لوگون کا تعلق مراد ہے مثلاً فرمایا کہ جسر جہنم پر مجھے شفاعت کی طاقت نہوگی یہانتک کہ مجھے معلوم ہو کہ مجھے کہان لیجاتے ہین یا میرا انجام کیا ہوتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ انمین سے کون لوگ اس قابل کے ہوتے ہین کہ مین انکے حق مین شفاعت کرون اگر کہا جاوے کہ پل صراط پر جب لوگ پار ہونگے تو انبیا علیہم السلام فرماوینگے کہ رب سلم سلم آلٰہی سلامت رکھیو پس یہی شفاعت ہے جواب یہ کہ میرے نزدیک اس روایت مین دو دفعہ پل صراط کا ذکر ہے اور شاید واقعہ یون ہو کہ جب زمین تبدیل ہوگی تو لوگ پل صراط پر ہونگے چنانچہ اٹھاروین پارہ مین تحت قولہ تعالے یوم تبدل الارض غیر الارض الآیہ اسکا بیان گذرا ہے اور اسوقت لوگ جنت کے واسطے پار نہونگے پھر جب جسر جہنم بال سے باریک اور دھار سے تیز ہو کر رکھا جائیگا اُسوقت انبیا علیہم السلام کا یہ مقولہ ہوگا اور حق یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حق مین اُس دن معزز و ممتاز و بیخوف ہونگے چنانچہ سورۂ انا فتحنا کے شروع مین مترجم نے اس تحقیق کو ثابت کر دیا ہے رہا عرصات قیامت مین کس ترکیب سے واقعات ہونگے اسکا بیان غیر ممکن ہے کیونکہ وہ ملک دیگر اور انسانی پیدائش دوسری ہے اور خیالات و حواس جو یہان مایہ لساط ہین وہان یہ سب گمنام ہونگے اور عقل روحانی اپنے جوش کے ساتھ ظہور کریگی اور سب پردہ اُٹھ جاویگا ہر ایک اپنے حال سے آگاہ ہوگا سوائے اسکے کہ کافرون نے دنیا مین عقل کو گم کیا ہے تو وہان انکو عقل حاصل نہوگی اور ملائکہ سب کو خوب پہچانینگے اور سوائے اسکے کہ ہم یہ خوب جانتے ہین کہ جو کچھ آیات و احادیث مین بیان ہوا ہے سب ضرور واقع ہوگا اور یہ عظیم قدرت آلٰہی ہے کہ ہر فرد مخلوق جس قابل ہے اسکو معلوم ہے پس کسی مخلوق کو اسکے بے انتہا عظیم قدرت مین سے ذرہ برابر انکار کی مجال نہین ہے پس مجرمون کو پیشانی و قدم سے گرفتار کرکے ملائکہ جہنم مین ڈالینگے اور کسی مجرم کو اُس دن نجات نہوگی جرم کفر و شرک و نفاق ہے اور کوئی مجرم اُس دن پوشیدہ نہین ہو سکتا ہے ملائکہ ہر ایک کے سیاہ چہرے اور گندہ حال سے پہچان لینگے۔ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ یہ جہنم وہ ہے جسکو مجرمین جھٹلاتے تھے ف یہ مجرم کافر ہین کیونکہ جس کسی نے جہنم سے انکار کیا وہ کافر ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ جو کچھ سزا و عذاب اوپر مذکور ہوا وہ کافرون و مشرکون و منافقون کے لئے خاص ہے اور جو لوگ انبیا علیہم السلام کی امتیون مین سے اہل توحید مین سے گنہگار ہونگے وہ کوئی بھی جہنم سے منکر نہین ہین بلکہ لا آلٰہ الا اللہ کے قائل اور سب حشر و نشر و آخرت کے مقر و مصدق ہین پس اگر گناہون کی کثرت سے جہنم مین جاوین تو بھی صرف گناہون سے پاک کرنے کے لئے جلائے جاوینگے اور عذاب کرنے کے لئے ہوش مین نہین رکھے جاوینگے بلکہ دنیا کی طرح آگ مین مردہ ہو کر جل جاوینگے پھر نکالکر آب حیات مین زندہ کئے جاوینگے برخلاف انکے جو کافر مجرم ہین اور جہنم سے انکار کرتے ہین وہ جہنم مین عذاب کے لئے ڈالے جاوینگے اور ہوش و حواس جسمانی کے ساتھ اس عذاب شدید کو ہر دم اُٹھاوینگے اللہ تعالے نے اس آیت مین تہدید فرمائی کہ یہ جہنم وہ ہے جس سے مجرم لوگ انکار کرتے اور اسکو جھٹلاتے تھے جب اس عذاب شدید و قعر بعید مین پڑینگے تو صاف اقرار کرینگے کہ بیشک سچ تھا لیکن وہی انکا مقام ہے وہین انکا ہمیشہ گھر ہے۔ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ۔ وقتاً فوقتاً جہنم اور بیحد حمیم گرم کے درمیان دورہ کرینگے ف کسی وقت مین جہنم کے درمیان پھرینگے اسطرح کہ آنتین کٹ کر نکل پڑی ہین اور سر سے کھال گل کر پاؤن پر گری ہے اور نئی نئی پیدا ہوئی ہے اگر کروڑ بار اسیطرح ہوگا تو بھی عذاب بدستور ہے بھوک کی شدت اور پیاس کی شدت مین زقوم کھاوینگے آہ آہ وہ زقوم کہ جسکی آگ کے ساتھ ہونٹ و زبان و منہ کی سب کھال چلی جائیگی آہ آہ کبھی وہ حمیم پینے جاوینگے کہ اس کی شدت سے تمام سر کے اور چہرے کی کھال جو تازی جمی تھی سب پیالہ مین بھگر گئی اور لاچار شدت پیاس مین وہی پی جاوینگے اعاذنا

عزوجل مین عذاب جہنم کہ۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون گروہ جن وانس اپنے رب کی آلاء مین سے کس چیز کو جھٹلاؤ گے
اہل الحق کہتے ہین کہ الٰہی ہم تیری، الآء مین سے کسیکو نہین جھٹلاتے اور نہ ہم جھٹلا سکتے ہین سب حمد وثنا تیری ہی ذات پاک کے لئے ثنا ہے
تیری حمد وثنا وہ ہے جو تونے اپنی ذات پاک کے واسطے فرمائی ہے اے رب ہمکو عفو کردے کہ ہم یہ طاقت نہین رکھتے ہین کہ تیری حمد وثنا تیرے
لائق ادا کر سکین تیرا احسان عظیم ہے کہ تو نے ہمکو ایمان دیا اور اس عذاب سے نجات دی مترجم کہتا ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کیا شان اعلیٰ و
اجل ہے کہ اس تمام عذاب ہولناک سے ہم بندون کو صرف اتنی سی بات پر نجات دی کہ ہم نے صدق دل سے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اللہ تعالے کے سوائے کوئی بھی الوہیت والا نہین ہے جب غور سے دیکھو تو کیسی پاکیزہ بات ہے کیونکہ ہم خوب جانتے ہین کہ اللہ تعالے
کے سوائے کوئی الٰہ نہین ہے اور نہ ممکن ہے اور نہ کسی طرح عقل مین آتا ہے بلکہ محال اور کرور مرتبہ محال بلکہ محال در محال ہے پھر اسی سچے کلمہ پر
ہمارے رب رحیم ارحم الراحمین نے ہمکو اس عذاب شدید سے نجات دی فللہ الحمد والثناء لا الٰہ الا ہو الحی القیوم الرحمن الرحیم شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ
قولہ تعالے یطوفون بینہا الآیہ۔ یعنے کبھی جحیم مین ہر طرف آگ سے عذاب شدید اٹھاوینگے اور کبھی پیاس کی شدت سے حمیم کی طرف پینے جاوینگے
حمیم ان جہنمیون کے پینے کے لئے ایک قسم کا گاڑھا پانی ہے جیسے گلا ہوا رانگا و تانبا ہوتا ہے کہ پیتے ہی انکی آنتین کاٹ کر اوجھ و گردہ وغیرہ
سمیت مقعد سے بہا ویگا اسیطرح جحیم اور حمیم آن کے درمیان چکر لگاتے پھرینگے کہین تسکین نہین پاوینگے اور آتشی طوق و زنجیرون سے جکڑے
ہونگے جیسے قولہ تعالے اذ الاغلال فی اعناقہم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون حمیم آن یعنے حمیم گرم جسکی حرارت بے انتہا پہنچ گئی
کہ کسی طرح برداشت نہین ہو سکتی ہے ابن عباسؓ نے کہا کہ آن یعنے غلیان اسکا بعید پہونچا اور حرارت بلحاظ غایت یہی معنے مجاہد وضحاک و
سعید بن جبیر وحسن وثوری وسدیؒ نے بیان فرمائے ہین محمد بن کعب القرظیؒ نے بیان کیا کہ کافر کی گردن و پیشانی پکڑ کر اس حمیم گرم مین ڈوبا دیا
جائیگا تو اسکا گوشت گلکر بہ جائیگا اور سر مین خالی ہڈی و آنکھین رہجاوینگی آن بمعنے گرم بعید ہے اور بعض نے قرظیؓ سے روایت کیا کہ آن بمعنے
حاضر ہے شیخؒ نے کہا کہ دونون باتین جمع ہو سکتی ہین یعنے یہ جہنم جو انکے گردیش موجود محیط ہے اسمین حمیم آن یعنے بعید گرم حمیم حاضر ہے واضح ہو کہ
ان آیات مین اللہ تعالے کی کمال رحمت ہے کہ جن وانس کے لئے جو انجام سامنے ہے اسکے حال سے آگاہ فرمایا تو یہ کمال احسان ہے تاکہ کفر و
شرک وغیرہ جس سے عذاب الیم و جحیم و حمیم مین گرفتار ہوتے اس سے بچکر ایمان لاوین تاکہ اسکی رحمت و فضل سے کمالات قرب و نعمت جنت سے
سرفراز ہون وللہ الحمد والمنۃ ف شیخ ابن العربیؒ نے ان آیات کے اشارات شخصیہ مین لکھا کہ قولہ تعالے لقا اذا انشقت السماء۔ آسمان دنیا
اور وہ نفس حیوانیہ ہے مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے تمام عالم کی قیامت بیان فرمائی ہے اور بارہا یہ نکتہ ذکر کیا گیا کہ انسان عالم اصغر ہے
تو اس قیامت کے جملہ حالات کا نمونہ خود انسان کے نفس مین موجود اور واقع ہے پس دنیا کا آسمان قیامت مین شق ہوگا اور نمونہ اسکا
عالم اصغر مین یہ ہے کہ نفس حیوانیہ قیامت صغری یعنے موت مین زائل ہوتی ہے اور اسکا شق ہونا یہ ہے کہ روح نکلنے کے وقت وہ کھل جاتی
اور بکھر جاتی ہے کیونکہ روح کو نفس حیوانیہ سے وہ نسبت ہے جو نفس حیوانیہ کو بدن سے ہے پس جیسے بدن کی زندگی نفس حیوانیہ سے ہے
اسیطرح نفس حیوانیہ کی زندگی روح سے ہے پس روح نکلنے سے نفس حیوانیہ شق ہوگی جیسے نفس حیوانیہ کے شق ہونے سے جسم مردہ ہوجاتا
ہے۔ فکانت وردۃ کالدہان۔ پس نفس حیوانیہ گلگون ہوگی مثل دہان کے اسوجہ سے کہ نفس حیوانیہ کا رنگ درمیان روح مجرد اور بدن کے
ہے اور روح مجرد کا رنگ سپید براق ہے کیونکہ وہ نورانی لباس مین ہے اور بدن کا رنگ تاریک ہے کیونکہ وہ مادہ مظلمہ ہے اور اسکو لذات
ادراک نہین ہے پس انھین دونون رنگون کے بیچ مین نفس حیوانیہ کی رنگت وردی یعنے سرخ ہے اگر کہا جاوے کہ سورۂ بقرہ مین گا

Marfat.com

... مین جو انبہ ہے حالانکہ وہان اسکو صفر کہا گیا ہے اور وہ زرد چٹکیلا ہے پھر یہان کیونکر تم اشارے مین اسکو لیتے ہو جبکہ رنگت
سرخ ہے (جواب) یہ کہ یہان موت کا حال ہے اور وہان زندگی کا حال ہے اور زندگی مین جب اسپر طراوت و نورانیت کا عکس پڑا تو
زردی مائل ہو گیا اور نورانیت سے چٹکیلا ہوا اور یہان موت کی وجہ سے استعداد مٹ گئی تو اصلی استعداد تھوڑی تھوڑی کر کے
واقع ہو گی اور آخر عذاب و بلیات کی صورت مین ظاہر ہو گی جیسے بہت گرم پانی کے سرد کرنے مین تھوڑی تھوڑی کمی ہو کر گنگنا درجہ
ہوتا ہے پس ایسا شخص اول حال سے مطرود ہے کیونکہ اسکی استعداد زائل ہونے کے کنارے لگی ہے لیکن کبھی ٹھہر کر اس سے سوال ہوتا ہے
جبکہ حالت اول کی استعداد کی طرف رجوع ہونا نزدیک ہوا اور ملکوت سے متصل ہونا ممکن ہو رہے وہ لوگ جو شقی مردود ہین کہ دائمی
عذاب مین پڑے رہینگے اور وہ لوگ جو سعید مقبول مقرب ہین کہ ہمیشہ جنت کے لائق ہین حتی کہ فوراً داخل ہون تو ایسے لوگون سے کچھ سوال
نہین ہے بلکہ شقی مردود تو بغیر حساب کے جہنم کی طرف بھیجدیے جاوینگے اور سعید مقبول بغیر حساب کے جنت کو بھیجدیے جاوینگے اس سے
معلوم ہوا کہ قولہ تعالے قفوہم انہم مسئولون۔ یعنے بعض گروہ کو جہنم کی طرف حکم ہوگا پھر ارشاد ہوگا کہ انکو ٹھہراؤ انسے پوچھ گچھ ہوگی۔ ۱ھ ایسے
آیات و نصوص سے خاص وہ گنہگار مراد ہین جو اسلام لائے تھے مگر استعداد خراب کر دی تو فی الجملہ عذاب کے بعد نجات پانے والے ہین
قولہ یعرف المجرمون بسیماہم مجرمون یہان ایسے لوگ ہین کہ روحانی استعداد مٹا کر انھون نے جسمانی بدکرداریون اور ذمیمہ اخلاق کو غالب کر لیا
ہے اور یہ حالت انمین ملکہ راسخہ ہو چکی ہے حتی کہ ہزار برس تک جیتے رہین تو اسی حالت کو ترقی دین پس یہ حالت انپر اسطرح ظاہر و منجلی ہو گی
کہ ہر شخص انکو پہچان لیگا خصوصاً ملائکہ کہ وہ نور سے شناخت کر لینگے۔ فیوخذ بالنواصی والاقدام۔ پس انکے ناصیہ پیشانی اور اقدام سے گرفت
عذاب ہو گی یعنے اوپر سے نیچے تک اور سر سے پیر تک عذاب مین گرفتار ہونگے پس اوپر سے مجوب و طوق و زنجیر مین مقید ہونگے اور پاؤن
بیڑیون مین مقید ہونگے کیونکہ جہل مرکب کی رذالت سے اور بد اعتقادی کے رسوخ سے انکی کمائی یہی عذاب بالائی شنیع ہے اور اقدام کی
جانب سے کھینچکر چہرون کے بل قعر جہنم مین ڈالے جاوینگے چنانچہ روایت ہے کہ ستر خریف تک گرتے چلے جاوینگے کیونکہ انمین اعتقادی و
عملی خرابیان جم گئی تھین اور انمین افراط کے ساتھ حرص و بخل و طمع و بدکاریان فواحش وغیرہ راسخ ہو گئے تھے لہذا اس کیفیت کیساتھ
جہنم کے غار مین گرے قولہ ہذہ جہنم التی الخ طبیعت جسمانیہ کی پستی مین گرنا عین جہنم مین گرنے کا سبب ہے اور یہی اسکی جزاے عدل ہے قولہ
مین حمیم آن یعنے جہل مرکب سے حرارت انتہا کو پہونچی اور ہمنے جہل مرکب اسواسطے کہا کہ کفر و شرک وغیرہ گمراہی کے اقسام سب اپنے خیال کو
درست سمجھتے ہین حتی کہ اہل ایمان کو گمراہ جانتے ہین اور یہی جہل مرکب ہے کہ باطل کو درست سمجھے اور یہ علمی و اعتقادی عیب ہے اور علم و
اعتقاد بمنزلہ سر کے ہے اور عمل بمنزلہ کام کے ہے اسیوجہ سے روایت ہے کہ حمیم ان لوگون کے سر پر ڈالا جائیگا اور بدفعلی کی وجہ سے جو عذاب
ہوگا وہ قدم کے نیچے سے جہنم کی آگ ہے اسیواسطے نواصی و اقدام سے گرفتار کیے جاوینگے مترجم کہتا ہے کہ اللہ تعالے نے انسان کو اشرف
بالذات پیدا کیا اور اسکی فطرت صاف پاکیزہ ہے جسمین نقش توحید لا الٰہ الا اللہ لائق ہے یہانتک کہ اولاد کو مان باپ اپنے نصرانی و یہودی وغیرہ
خیالات پر کر لیتے ہین حتی کہ اب اس لوح فطرت پر کسی قسم کا شرک و کفر منقش ہو جاتا ہے اور وہ بلندی سے پستی مین اوندھا ہو جاتا ہے
کما قال تعالے ثم رددناہ اسفل سافلین اور آیندہ اعمال قبیحہ وغیرہ سے اسی اوندھی پستی مین ترقی کرتا ہے حتی کہ جس خوبصورت ہیات پر
پیدا کیا گیا تھا کہ سر اوپر اور قلب بجانب اعلی علیین ہے اس سے برعکس ہو گیا اور زمین کی جانب دل و جان سے متوجہ ہوا اسیواسطے
صحیح مین آیا کہ یحشرون علی وجوہہم۔ یعنے کفار اپنے چہرون کے بل حشر کیے جاوینگے یعنے قدم اوپر ہونگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

کہ جنہنے انکو قدمون پر چلایا تھا وہی انکو سر کے بل چلاویگا اور قسم ہے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے سر سے ہر کانٹے کو [illegible]
یعنے جیسے پاؤن کے بل چلنے مین اپنے پیرون کو کانٹے وغیرہ سے بچاتے ہین اسیطرح سر کے بل چلنے مین سر کو کانٹے وغیرہ سے بچاوینگے
اس سے معلوم ہوا کہ نواصی واقدام سے ماخوذ ہونے کی کیا صورت ہے نعوذ باللہ من الکفر والطغیان قال اللہ تعالیٰ

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۙ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
اور جو کوئی ڈرا کھڑے ہونے سے اپنے رب کے آگے اسکو ہین دو باغ پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے جن مین بہت سی ٹہنیان پھر کیا کیا نعمتین
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ
اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُنمین دو چشمے بہتے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُن مین ہر میوے کی
زَوْجٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ
قسم قسم پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

جب اللہ عزوجل نے مجرمین منکرین کا ہولناک عذاب جحیم وحمیم بیان کیا تو اپنے بندون کو اپنی رحمت عمیم سے بھی آگاہ فرمایا اور وہ نہایت آسانی سے حاصل ہوتی ہے یعنے اپنے خالق مالک جل شانہ کی الوہیت کو دل سے حق جاننے حدیث مین ہے کہ اللہ تعالیٰ روز حساب کے مجرم کافر سے فرماویگا اگر تیرے پاس تمام دنیا وما فیہا ہو تو کیا تو اسکو اس عذاب شدید کے فدیہ مین دیگا وہ عرض کریگا کہ اے رب مین بہت رضامندی سے دیدونگا اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے جھوٹے مین نے دنیا مین تجھسے بہ نسبت اسکے بہت کم چاہا تھا کہ فقط لا الٰہ الا اللہ کہے لیکن تو نے نہ مانا (الصحیح) وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔ اور جس کسی نے خوف کیا اپنے رب کے مقام کا اسکے لئے دو جنتین ہین ف مقام رب کے دو معنے ہین ایک یہ کہ حساب کے روز اپنے رب عزوجل کے حضور مین قائم کیا جائیگا مراد یہ کہ دنیا مین اسکو یقین آیا کہ ایسا ضرور ہونے والا ہے پس اسنے اس عظیم مقام کی حضوری سے خوف کرکے گناہ چھوڑا اور طاعت پر عمل کیا اگرچہ اسکا جی مرگیا کیونکہ جی تو چاہتا ہے کہ فاحشات سے عیش اڑاوے اور کھیل تماشے مین جی بہلاوے مگر اُسنے نفس کشی کرکے یہ اعلیٰ مرتبہ لیا جس سے اسکے جی کو بھی ہمیشہ کے لئے چین ملا اور بجائے فاحشات کے حورات طیبات ملین اور وہ نعمتین جنکا وجود تمام روے زمین پر غیر ممکن ہے قال تعالیٰ یوم یقوم الناس لرب العالمین وہ دن جسمین لوگ رب العالمین کے لئے کھڑے ہونگے۔ ھ۔ الغرض اسنے اس مقام سے خوف کیا (دوم) یہ معنے کہ رب عزوجل ہر نفس پر قائم ہے وہ خوب دیکھتا و جانتا ہے کہ یہ نفس کیا کرتی ہے مراد یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے صفات الوہیت پر ایمان لایا کہ وہ حاضر وناظر ہے پس اُسنے معصیت سے خوف کیا اور طاعت پر عمل کیا ایسے خوف کرنے والے کے لئے دو جنتین ہین عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو جنتین چاندی کی ہین مع ظروف کے اور جو کچھ انمین ہے اور دو جنتین سونے کی ہین مع ظروف کے اور جو کچھ انمین ہے اور انکے رہنے والی قوم کے درمیان اور انکے رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان حجاب نہین سوائے ردا الکبریا کے اسکے وجہ ذو الجلال پر جنت عدن مین (الصحیحین وغیرہما) بیہقی نے کہا کہ قوم مقربین کی نظر پر حجاب اجلال ہوگا جسوقت وہ اُٹھا دیا جاویگا تو اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے دیدار سے وہ فرحت وجان نفیس پاوینگے کہ اسکا تصور کرنا محال ہے پھر سوال یہ ہے کہ ہر خائف کے لئے دو جنتین ہین یا جو لوگ اسطرح رب عزوجل سے خوف رکھتے ہین سب دو جنت مین ہونگے (جواب) آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر بندہ خائف کے لئے دو جنتین ہین اور یہی آیت سے ظاہر ہے اور میزان الاعتدال مین ذہبی نے روایت لکھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

زمانہ مین ایک نوجوان مسجد مین عبادت کیاکرتا تھا اسپر ایک بدکار عورت فریفتہ ہوئی اور اسنے آتے جاتے اسکو لبھایا ایک روز وہ اسکو اپنے گھر مین لے گئی جب وہ کوٹھری کے دروازے پر پہونچا تو اس معصیت کے خوف سے بیہوش ہوکر گرا اور عورت نے رسوائی کے خوف سے اسکو اپنی لونڈیون کے ذریعہ سے باہر کردیا جب اسکے باپ کو خبر ہوئی تو لے گیا آخر اسکو کچھ ہوش آیا تھا کہ پھر خوف کھاکر گرا اور مرگیا اس کے باپ نے صبر کے ساتھ دفن کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکی قبر پر تشریف لے گئے اور پکارا کہ اے فرزند اللہ تعالے فرماتا ہے لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ اسنے جواب دیا کہ اللہ تعالے نے یہ دونون جنتین مجھے عطا فرمائی ہین مترجم کہتا ہے کہ امام ابن کثیرؒ نے فی قولہ تعالے اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون الآیہ کے تحت مین اس قصہ کو دوسری طرح روایت کیا ہے اور اسکی اسناد صحیح ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قصہ مذکور زمانہ تابعین مین واقع ہوا تھا جب وہ جوان خوبصورت جو اپنے باپ کا اکلوتا بیٹا تھا اس عورت جمیلہ کے دام محبت مین پھنسکر اسکے مکان مین داخل ہوا اور عورت نے تخلیہ مین اسکو لینا چاہا تو اسنے شیطانی مکر کو پہچان لیا اور اللہ تعالے کو یاد کرنے سے شیطان کا وسوسہ سب اسکے قلب سے ہٹ گیا اور اسکو مکر شیطانی صاف نظر آنے لگا پس اسکو خوف الٰہی عزوجل سے غش آگیا عورت نے گھبراکر گلاب وغیرہ چھڑکا کہ اسکو ہوش آیا اور اسنے آنکھ کھول کر اُسی پری جمال عورت کو اپنے اوپر جھکا ہوا پایا تو پھر خوف الٰہی سے دوبارہ غش کھایا اور اس مرتبہ اسکی روح بدن سے مفارقت کرگئی عورت نہایت خوف رسوائی سے مضطرب ہوئی اور اسنے چاہا کہ دروازے سے باہر لیجائے لیکن بھید کُھل گیا بعض روایات مین ہے کہ عورت پر اسکے عشق کی تاثیر سے صلاحیت نے ایسا اثر کیا کہ وہ مدت العمر یاد حق مین رہی بالجملہ جب اسکے باپ کو خبر ہوئی تو وہ اپنے اکلوتے فرزند صالح کی لاش لے گیا اور صبر کے ساتھ مقابر اسلام مین دفن کیا اُسوقت ایک اولیاے صالحین سے تھے وہ اسکی تعزیت کے لئے آئے دیکھا تو وہ نیک مرد مغموم ومحزون ہے اگرچہ اپنے رب عزوجل کی جناب مین اسکی تقدیر سے شکایت نہین رکھتا لیکن فراق لخت جگر سے دل پارہ پارہ ہے شیخ صالح نے بعد تعزیت کے اسکو ساتھ لیا اور قبر کی زیارت کے لئے روانہ ہوے وہان جاکر طریقہ زیارت کے بعد اللہ تعالے نے اپنے بندہ صالح کے لئے یہ کرامت ظاہر فرمائی کہ شیخ نے اس جوان صالح کو آواز دی کہ اے فرزند السلام علیکم ہمارا رب رحیم فرماتا ہے کہ لمن خاف مقام ربہ جنتان۔ اس جوان نے قبر سے آواز دی وعلیکم السلام اے شیخ بے شک اللہ تعالے نے مجھے وہ دو جنتین عطا کین اور انکے سولے دوسری دو جنتین عطا فرمائی ہین یہ سنکر اسکے باپ کو بہت تسکین ہوئی مترجم کہتا ہے کہ اس روایت مین بہت سے فوائد ہین ازانجملہ ایک یہ کہ جو کچھ خوف اُس جوان صالح کو حاصل ہوا اسکا صلہ رب عزوجل نے چار جنتین قرار دیا دوم یہ کہ ہر فرد کے لئے دو جنتین ہین اسکے معنے یہ کہ درجات جنات مین سے جس درجہ مین جو شخص ہو اس درجہ مین اسکے لئے دو جنتین ہین فعلی ہذا جنت کے درجات آٹھ ہین اور ہر درجہ مین بے شمار جنتین ہین (سوم) جو بندے کہ رب عزوجل کی توحید سے عارف ہوے وہ کسی چیز سے نہین ڈرتے ہین سولے رب عزوجل کے یہان سے معلوم ہوگیا کہ اس زمانہ مین بعضے کفار مشرکین اور ملحدین نے جو مغرور جاہل ہین یہ طعنہ دیا کہ اسلامی لوگ ایسا فرقہ ہین جو خوف کھائے ہوے بزدل ہوتے ہین (جواب) یہ کہ اگر ان ملحدون کو کچھ بھی ایمان توحید کا مزہ حاصل ہوا ہوتا تو جانتے کہ یہ فرقہ نہایت دلیر جوانمرد ہے کیونکہ دنیا مین جسقدر فرقے ہین سب حیات دنیا کے لئے مرنے سے جی چُراتے ہین اور درحقیقت انکے حال کے مناسب بھی یہی ہے کیونکہ اسی زندگی تک انکو یہ سب عیش و لذت حاصل ہے اور جب مرے تو خاک برباد ہوے پھر کیونکر اس زندگی کو غنیمت نہ جانین برخلاف انکے اہل اسلام جو درحقیقت ایمان توحید سے سرفراز ہین موت کو غنیمت جانتے ہین اور سولے اللہ تعالے کے کسی مین نفع وضرر کی قدرت نہین دیکھتے پس اللہ تعالے سے ڈرتے ہین اور باقی تمام جہان انکی نظر مین ہیچ ہے پس انسے زیادہ بیخوف وجوانمرد کوئی مرد نہین ہے اب مین تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون علماؒ نے کہا کہ ایسے بندے

خائف مین دو باتین جمع ہوئین اول صدق اعتقاد جسکی جزا بھی جنت ہے دوم عظمت قدس کبریائی کا ظہور کہ خوف [illegible] اُسکی جزا بھی جنت ہے پس دو جنتین حاصل ہوئین مجاہدؒ و نخعیؒ نے کہا کہ یہ ایسے بندۂ صالح کا حال ہے جسنے بہت جی چاہنے سے گناہ کا [illegible] پھر اسنے اللہ تعالے کو یاد کیا تو اسکے خوف سے معصیت کو چھوڑ دیا (ف) شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حضرت عطا خراسانی اور ابن شوذبؒ نے ذکر کیا کہ اس آیت قدسی کا نزول حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق مین ہوا ہے (ابن کثیر) اور روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ دودھ پیا پھر انسے کہا گیا کہ اس دودھ کو غلام نے ایسے طریقہ سے حاصل کیا تھا کہ اسکے حلال ہونے مین شبہہ ہے پس حضرت ابوبکر نے جنکا نام عبد اللہ بن عثمان ہے ابوبکر کنیت ہے اور اس اُمت کے صدیق اکبر ہین رضی اللہ عنہم آپ نے اُنگلی سے قے کرنی شروع کی تاکہ وہ سب دودھ نکل جاوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو دیکھکر فرمایا کہ اے ابوبکر اللہ تعالے نے تمھارے حق مین سچ نازل فرمایا ولمن خاف مقام ربہ جنتان یعنے جیسے اللہ تعالے نے علم الغیب سے تمھارے لئے یہ کرامت عظیم نازل فرمائی اسیطرح اسکے آثار ظاہر ہین (خطیب) مترجم کہتا ہے کہ اس روایت مین دو معنے ہو سکتے ہین ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہو کہ اے ابوبکر اس آیت کا نزول تمھارے واسطے خاصۃً ہوا ہے اور دوم یہ کہ آپکی مراد یہ کہ اے ابوبکر تمسے متقی لوگون کے واسطے اس آیت کا نزول ہوا ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی دوسرا احتمال صحیح ہے یعنے آیت کا نزول ہر ایسے متقی کے حق مین عام ہے جو اپنے رب عزوجل کے مقام سے ڈرتا ہے اگر کہا جاوے کہ کیا عطا خراسانی و ابن شوذبؒ کا بیان غلط ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکا جواب یہ ہے کہ غلط نہین بلکہ صحیح ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے اُنکی غلطی ثابت نہین کی بلکہ مراد یہ ہے کہ یہ آیت اقدسی درحقیقت ایسے بندون کے حق مین نازل ہوئی جو اپنے رب عزوجل کے مقام سے ڈرتے ہین پھر ایسے بندون مین سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہین کیونکہ وہ اس اُمت کے صدیق ہین تو جتنی صفتین کہ معرفت الٰہی سے متعلق ہین سب مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے پس اس آیت مین سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ داخل ہین مترجم کہتا ہے کہ اس بیان سے ایک سخت مشکل حل ہو گئی اور وہ یہ ہے کہ اہل السنت نے اجماع کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل ہین حالانکہ بعضی حدیثون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بعضے دوسرے صحابہ مین بعض بات مین افضلیت ہے جیسے مثلاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب مبارک بیان فرمایا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ پہلے مین نے ایک کنوین سے پانی کھینچکر پلایا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کھینچکر پلایا پھر وہ ڈول بدل کر چرس ہو گیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے بڑی قوت سے اُسکو کھینچکر تمام لوگون کو سیراب کر دیا (الصحیح) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارہ مین افضلیت حاصل ہے اسیطرح قولہ علیہ السلام اقضاہم علی یعنے فیصلۂ قضا مین علی رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہین جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین اس ترکیب سے سورۂ نسا مین بندگان مقبولین کو بیان فرمایا ہے اور یہ بات بدرجۂ متواتر ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین صدیق فقط حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ معروف تھے لیکن یہ کمال متعلق بمعرفت ہے پس امور معرفت مین اُنکا افضل ہونا معلوم ہو گیا اور سوائے امور معرفت کے بعض دیگر امور مین دوسرون کی افضلیت مانع نہین ہے پس کچھ بھی اشکال باقی نہین رہا اور مقام رب عزوجل سے خائف ہونا متعلق بمعرفت ہے پس اسمین ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے اول و افضل ہین پھر واضح ہو کہ خوف الٰہی دو طرح پر ہے ایک خوف متعلق بصفات الٰہی اور ایک متعلق بافعال الٰہی یعنے خواہ عظمت و جلال الٰہی سے خوف ہو اور یہ افضل ہے یا عذاب الٰہی سے خوف ہو اور کمتر ہے لیکن خائفین کی صفت مین دونون قسم کے بندے داخل ہین لہذا عطیہ بن قیسؒ نے کہا کہ اگلی امتون مین سے ایک گنہگار نے موت کے وقت خوفناک ہو کر اپنے لوگون سے کہا کہ جب مین مر جاؤن تو مجھے آگ سے جلا کر راکھ اڑا دینا شاید مین گم ہو جاؤن کہ اللہ تعالے

Marfat.com

مجھے عذاب نہ کرے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ وہ مجھپر سخت عذاب کریگا اس کہنے کے بعد وہ ایک رات و دن جیتا رہا یہی زمانہ اُسکی توبہ کا تھا پھر اللہ تعالے نے اُسکی راکھ کو جمع کیا اور اُسکا خوف قبول کر کے اُسکو بخشدیا تو یہ آیت اسی شخص کے حق مین ہے (ابن ابی حاتم) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس شخص کی کوئی خصوصیت نہین ہے بلکہ آیت سب خائفین کے حق مین عام ہے اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے بیان فرمایا ہے اگر کہا جاوے کہ دوسری آیت مین فرمایا من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی الآیہ- یعنے جسنے اپنے رب کے مقام سے خوف کیا اور خواہش نفس سے اُسکو روکا تو جنت اُسکا ٹھکانا ہے- اسمین دو جنتون کا بیان نہین ہے تو جواب یہ کہ یہان جہنمیون و جنتیون کا ذکر ہے یعنے بیخوف و بدکار لوگ جہنمی ہوتے ہین اور شان الٰہی سے خوف کرنے والے و بدکاری سے بچنے والے جنتی ہوتے ہین پھر جب جنت مین جائیگا تو وہان اُسکو دو جنتین عطا ہونگی ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ سونے کی دو جنتین مقربین کے واسطے ہین اور چاندی کی جنتین اصحاب الیمین کے واسطے ہین (ابن جریرؒ) اس سے معلوم ہوا کہ خوف بھی دو طرح کا ہوتا ہے ایک مقربین کا خوف جو اللہ تعالے کی عظمت و جلال سے ہوتا ہے اور یہ اولیائے مقربین کا مرتبہ ہے پس اُنکے درجہ کے موافق جنتین ملینگی دوم عذاب الٰہی سے خوف ہے تو اُنکو اپنے درجہ مین سے دو جنتین ملینگی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے ایک روز منبر پر یہ آیت پڑھی ولمن خاف مقام ربہ جنتان تو مین نے عرض کیا کہ کیا خوفناک کو دو جنتین ملینگی اگرچہ اُسنے زنا اور چوری کی ہو پس آنحضرت صلعم نے دوبارہ یہی آیت پڑھی پھر دوبارہ مین نے عرض کیا کہ کیا دو جنتین ملینگی اگرچہ اُسنے زنا و چوری کی ہو پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہی آیت پڑھی پھر مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا اُسکو دو جنتین ملینگی اگر اُسنے زنا و چوری کی ہو تو آپ نے فرمایا کہ جسنے اپنے رب کے مقام سے خوف کیا اُسکے واسطے دو جنتین ہین اگرچہ ابو الدرداء کی ناک خاک آلودہ ہو (ابن جریرؒ و نسائی ترمذی احمد بزار ابو یعلی طبرانی) اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی تو ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا الخ آخر تک یہی قصہ روایت کیا اور آخر مین ہے کہ ہان اگرچہ اُسنے زنا اور چوری کی ہو اُسکو دو جنتین ملینگی اگرچہ ابو الدرداء کی ناک خاک آلودہ ہو (ابن مردویہ) یہ ایک محاورہ ہے یعنے وہ شخص ضرور دو جنتین پاویگا اگرچہ ابو الدرداء اسکو نہ چاہے تو اُسکے نہ چاہنے سے کچھ نہوگا علمائے نے اختلاف کیا ہے کہ اگر گنہگار خوفناک ہو تو کیا وہ بھی اس فضیلت کا مستحق ہے اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپکی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو شخص چوری و زنا کرے وہ بھی خوف کے ساتھ یہ مرتبہ پاویگا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص اپنے رب عز و جل کے مقام سے خوف کریگا وہ زنا و چوری نہین کریگا ابن شہاب زہری جو علمائے تابعین مین سے بڑے عالم ہین وہ بیان کرتے ہین کہ مین ہشام بن عبد الملک بادشاہ کے پاس بیٹھا تھا تو ہشام نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنے رب عز و جل کے مقام سے خوف کرے اُسکے واسطے دو جنتین ہین اگرچہ اُسنے زنا یا چوری کی ہو مین نے ہشام سے کہا کہ یہ حکم اُسوقت تک تھا جب تک فرائض و حدود نازل نہین ہوے تھے پھر جب احکام نازل ہوے تو یہ حکم جاتا رہا (ابن مردویہ) مترجم کہتا ہے کہ ابن شہابؒ نے کوئی دلیل نہین بیان کی اور گمان کیونکر صحیح ہو سکتا ہے اسلئے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث مین خود ہی یہ امر مصرح ہے کہ اگرچہ اُسنے زنا و چوری کی ہو تو بھی وہ اس نعمت کا مستحق ہے بشرطیکہ خوف رکھتا ہو اگر کہا جاوے کہ ابو الدرداء سے خود روایت گذری کہ جو شخص خوف رکھتا ہے وہ زنا و چوری نہین کرتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اس سے تحقیق حال ظاہر ہو گیا اور اسکا بیان یہ ہے کہ آیت قدسی مین بیشک یہی معنے ہین کہ جو شخص اپنے رب عز و جل کے مقام سے خوف کرے اُسکے واسطے بالضرور دو جنتین ہین لیکن جب کوئی شخص خاص دعویٰ کرے کہ مین اپنے رب عز و جل سے خوف کرتا ہون تو اس دعوی پر کوئی دلیل نہین ہے سوائے اسکے کہ وہ گمان کرتا ہے اور سوائے گمان کے اُسکو کوئی دلیل حاصل بھی نہین ہو سکتی کیونکہ دلیل یہ ہے

Marfat.com

کہ اللہ تعالےٰ آگاہ فرماوے کہ یہ بندہ مجھسے ڈرتا ہے اور یہ دلیل بدون وحی کے غیر ممکن ہے اور اب وحی غیر ممکن ہے تو فقط گمان ہی گمان رہا ہان یہ گمان کبھی قوی ہوسکتا ہے جیسے مثلاً کسی جوان کو کسی مالدار خوبصورت عورت نے اپنی جانب لبھایا مگر اس شخص نے خوف الٰہی سے نکار کیا تو گمان قوی ہے کہ اسکے دل مین خوف تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر گمان ہی گمان پر یہ حکم ہو تو بہت سے فاسق بدکار زانی و شرابی بے دھڑک اپنے افعال کے مرتکب ہون اور کسی وقت خمار کی ترنگ مین انکا نفس و شیطان جو اُنکے قلب پر حاوی ہے یہ گمان جماوے کہ تم اپنے رب سے بہت خائف ہوا اور تمہارے واسطے دو جنتین طیار ہین اور خمار کے ابخرات جو دماغ مین بھرے ہوے ہین اُنکو آنسوؤن کے ذریعہ سے فوراً اُنکی آنکھون سے ٹپکاوے اور ظاہر کرے کہ اس سے زیادہ کیا دلیل ہوگی کہ تم خوف الٰہی سے روتے ہو کیونکہ یہ بات نفس پر بہت آسان ہے اسیواسطے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ایسے احمق مغرورون کے واسطے تنبیہ کی کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ سے خوف رکھتے ہین وہ زنا و چوری نہین کرتے ہین حالانکہ یہ بات کلیہ نہین ہوسکتی کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ بندہ صالح کسی گناہ کا مرتکب ہوجاوے ایک بزرگ سے پوچھا گیا کہ ولی سے زنا سرزد ہوتا ہے فرمایا کہ ہان ولیکن اللہ تعالےٰ اُسکو توبہ سے پاک فرماتا ہے اور یہ بات صحیح ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ ماعز رضی اللہ عنہ سے زنا سرزد ہوا ولیکن انھون نے اس گناہ کے خوف سے بہت اصرار کے ساتھ بار بار عرض کیا کہ مجکو سنگسار کیا جاوے تاکہ مین پاک ہوجاؤن آخر اپنی جان فدا کردی اسیطرح غامدیہ عورت نے ماعز سے بھی زیادہ دلیری کے ساتھ اپنی جان فدا کی پس یہ لوگ بیشک اللہ عز وجل سے خوف کرنے والے تھے بخلاف انکے مغرور فاسقون کا دعوی قبول نہین ہے جو دیدہ دلیر ہوکر افعال شنیعہ کے مرتکب ہون باوجود اسکے دعوی کرین کہ ہم ایسے لوگ ہین کہ اللہ تعالےٰ سے خوف کرتے ہین فافہم واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب (**مسئلہ**) قرطبیؒ نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر مین اہل جنت مین سے نہون تو تو طالقہ ہے پس دیکھنا چاہیئے کہ اگر اُسنے اللہ تعالےٰ سے خوف و حیا کر کے کسی گناہ کا قصد چھوڑ دیا ہو تو اُسکی زوجہ پر طلاق واقع نہوگی اور یہ سفیان ثوریؒ کا قول ہے اور اسی پر انھون نے فتوی دیا (سراج ف) مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن حجرؒ نے ایک رسالہ مین جو امام لیث بن سعد مصری رحمہ اللہ تعالےٰ کے مناقب مین لکھا ہے یہی واقعہ ذکر کیا کہ ایک دفعہ ہارون الرشید نے اپنی خاتون زبیدہ سے غصہ مین کہا کہ اگر مین اہل جنت مین سے نہون تو تجھے طلاق مغلظہ ہے پھر جب غصہ فرو ہوا تو ہارون رشید کو ندامت ہوئی اور یہ خوف پیدا ہوا کہ کہین طلاق واقع نہ ہوئی ہو کہ بعد اسکے زبیدہ سے اختلاط کرنا حرام ہوجائیگا پس اُسنے علماے بغداد کو لایا اور یہ مسئلہ حل نہوا آخر اُسنے مصر و شام و خراسان وغیرہ تمام ممالک اسلام کے علما جمع کیے آخر مین لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا انھون نے کہا کہ مین اپنا جواب تخلیہ مین بیان کرونگا اُسنے تخلیہ مین انکو جگہ دی اور انھون نے کہا کہ اے امیر المومنین شرط یہ ہے کہ میرے ساتھ کوئی برائی مت کرو اور جو مین کہون اُسکا صاف جواب دو ہارون نے اس بات کو منظور کیا لیثؒ نے فرمایا کہ تم مجھے بتلاؤ کہ تمنے خدا تعالےٰ کے خوف سے اس مسئلہ کی تحقیق چاہی ہے تاکہ مبتلاء معصیت نہو ہارون نے کہا کہ جی ہان لیثؒ نے فرمایا کہ اچھا قرآن مجید نکالو ہارون نے کہا کہ مین کیا نکالون کیونکہ مین ایسا عالم نہین ہون لیثؒ نے فرمایا کہ تم شرط کے خلاف نہ کرو پس ہارون نے قرآن مجید ہاتھ مین لیا تو آپ نے اسی سورہ رحمٰن کو پڑھوایا جب اس آیت پر پہونچا تو فرمایا کہ پس یہ ایک جنت نہین بلکہ دو جنتین ہین یعنے جب تمنے اللہ تعالےٰ سے خوف کیا اور اپنی پیاری خاتون سے بخوف معصیت اپنے نفس کو روکا تو ایک جنتی نہین بلکہ دو جنتی ہو ہارون کو اس سے نہایت خوشی ہوئی اور اُسنے ہزار دینار انکی نذر کیے اور مصر کا صوبہ جیزہ انکو دیا اور زبیدہ خاتون نے بھی نذرانہ پیش کیا اس صوبہ کی حاصلات اسّی ہزار دینار تھے لیکن لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سب راہ خدا مین صرف کردیا کرتے تھے کہ کبھی سال مین ان پر زکوٰۃ واجب نہین ہوتی تھی (**مسئلہ**)

جن کے واسطے بھی جنت وثواب ہے جواب یہ کہ ہان جمہور کے نزدیک جن کے واسطے بھی جب ایمان لاوین تو جنت وثواب ہے کیونکہ یہ آیت جن وانس سب کے واسطے عام ہے اور یہ بہت قوی دلیل ہے کہ جن بھی جنت مین داخل ہونگے جبکہ ایمان لاوین اور تقوی اختیار کرین (ابن کثیر) پھر جاننا چاہیئے کہ ابتدا ے تفسیر مین آگاہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالے نے مجرمین کا عذاب بیان کرنے کے بعد مجرمین کے مقابلے مین خائفین یعنے مومنین کا ثواب عظیم بیان فرمایا اور وہ جنت ہے بلکہ جو شخص توحید مین اسطرح مستقیم ہے کہ کسی مخلوقات سے خوف نہین کرتا ہے بلکہ فقط اپنے رب عزوجل کے مقام سے خوف کرتا ہے تو اُسکے واسطے دو جنتین ہین جنکی ذات وصفت ہر ایسے انسان کے خیال مین آنا محال ہے جو بوجہ کفر کے عقل سے محروم ہے اور فقط حواس کا پابند ہے لیکن اللہ تعالے نے اپنے مومنین بندون کو جو سمجھ رکھتے ہین فی الجملہ انکی صفت سے آگاہ فرمایا بقولہ۔ ذَوَاتَا اَفْنَانٍ۔ شاخون والیان ہین ف یعنے دونون جنتین خوبصورت درختون سے سرسبز اور انکی شاخین ہر کوشک و محل مین اپنی تازگی سے پختہ پھلون سے لدی ہوئی لہلہا رہی ہین عطاء خراسانی وایک جماعت نے فرمایا کہ افنان شاخین درخت کی جو اپنی خوبصورتی و گنجانی سے آپسمین گندھی ہوئی ہین جس سے درخت کی ہیئت نہایت خوبصورت خوشنما ہوگئی ہے اور ابن ابی حاتم نے باسناد جید روایت کی کہ عکرمہؒ فرماتے تھے کہ ذواتا افنان سے یہ مراد ہے کہ جنتی درختون کی شاخین اپنی خوبصورتی سے دیوارون پر سایہ ڈالے ہوے ہین مترجم کہتا ہے کہ جنت کے درخت مانند دنیاوی درختون کے بے جان وبے شعور نہین ہین اور اُن کی شاخین اپنے اپنے موقع سے خوشنما نکلتی ہین اور اُس خوش قطعہ مکان جنت مین اپنے قصد وارادہ سے سایہ ڈالتی ہین برخلاف دنیاوی درختون کے کہ انمین یہ تمیز نہین ہے وقد قال تعالے ان الدار الآخرۃ لہی الحیوان لو کانوا یعلمون۔ یعنے دار آخرت سب جاندار ہے کاش یہ لوگ سمجھتے ہوتے۔ ھ۔ یعنے کفار ایسے احمق ہین کہ دار الآخرت کی چیزون سے زیادہ ناسمجھ ہین۔ م۔ بغوی نے مجاہد وعکرمہ وکلبی سے نقل کیا کہ ذواتا افنان یعنے اُنکی شاخین مستقیم ہین مترجم کہتا ہے کہ مستقیم سے فقط سیدھا ہونا مراد نہین ہے بلکہ ہر چیز کی اُستقامت وہ ہوتی ہے جو اُسکی شان سے مناسب ہو جیسے نماز کی اُستقامت یہ ہے کہ ہر ایک رکوع وسجود وغیرہ اپنے اپنے موقع پر ٹھیک ہو تو اس قول کے بھی وہی معنے ہوے جو اوپر مذکور ہوے ہین اور سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ذواتا افنان اے الوان یعنے طرح طرح کے رنگ والی شاخین ہین مترجم کہتا ہے کہ الوان کا لفظ بھی عرب کے محاورہ مین اقسام کے معنے مین بولا جاتا ہے تو معنے یہ ہوے کہ یہ دونون جنتین اپنی وضع مین بھی طرح طرح کی خوبصورتی رکھتی ہین اور اپنے پھلون و درختون مین بھی طرح طرح کے مزے وخوبصورتیان رکھتی ہین اور یہی قول سعید بن جبیر وحسن وسدی وخصیف ونضر بن عدی وابن سنان سے منقول ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس قول کے معنے یہ ہین کہ ان دونون جنتون مین طرح طرح کی خوبصورتیان اور طرح طرح کے مزے ولذتین حاصل ہین اور اسی قول کو شیخ ابن جریر نے پسند کیا ہے مترجم کہتا ہے کہ بیشک یہی قول بلاغت کلام ونظم سے زیادہ ظاہر ہے اور معنے کی راہ سے بھی بہت بلیغ ہے اسواسطے کہ ان دونون جنتون مین فقط شاخون ہی کی خوبصورتی نہین ہے بلکہ اُسمین ہر طرح کی لذات ونعمتین حاصل ہین بلکہ اُسکی ہر شاخ مین طرح طرح کی لذتین موجود ہین چنانچہ عطاءؒ نے کہا کہ ان جنتون مین جو عیش ولذت بے انتہا حاصل ہے اُسکا نمونہ یہ ہے کہ اُسکی ہر شاخ مین طرح طرح کے میوے موجود ہین حتی کہ جس چیز کو دل چاہے وہ فوراً حاصل ہوگا ربیع بن انس نے فرمایا کہ ذواتا افنان سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے ہر محل وکوشک کے سامنے فناء وسیع ہے یعنے صحن خوشنما مع باغ ہے مترجم کہتا ہے کہ اُس باغ کی شاخین اپنی خوبصورتی کے ساتھ ہر کوشک مین پہونچی ہوئی ہین اور جب چاہو وہان سے ہٹ جائین مترجم کہتا ہے کہ اس تعریف کا بیان کرنا حیطۂ امکان سے باہر ہے لیکن بیان کرنے والے کو یہ افسوس ہوگا

کر اُسکے بیان کا فائدہ کم ہے اسلیئے کہ وہ اہل ایمان سے بیان کرے تو وہ خود اُسکو سمجھتے ہین اور اگر مذبذب منافق یا کافر ومشرک سے بیان کرے تو وہ کچھ نہین سمجھتا ہے لیکن اس بیان سے یہ فائدہ ضرور ہے کہ بہت سے مسلمان سچے ایمان والے جو علم قرآن وحدیث سے محروم رہتے ہین اُنکے دل اس بیان سے خوش ہونگے اور اُنکو چاہیئے کہ جب سمجھنے کا قصد کرین تو جنت کی مربع خوبصورتی اور اُسکی زمین کی پاکیزگی وغیرہ کو خیال کرین کیونکہ بدون اسکے دنیاوی باغ کا تصور اُنکے خیال مین آویگا بلکہ بہت سی باتین سمجھنے سے عاری ہونگے اور محمد بن اسحاق نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے اور سدرۃ المنتہی کا ذکر کیا تھا کہ اس درخت عظیم کی شاخ کے سایہ مین اگر سوار روانہ ہو تو سو برس تک سایہ مین چلا جاوے اور شاید یہ بھی فرمایا کہ شاخ کے سایہ مین سو سوار چلے جاوین اور اُسکے نیچے سونے کا فرش ہے اور اُسکے پھل مثل قلال کے ہین (رواہ الترمذی) اور سدرۃ المنتہی کی تمام تعریف بیان سے باہر ہے مگر جابجا اُسکی تعریفین بہت گذر چکی ہین اور اُسکی جڑ سے نہرین جاری ہین اور اُسکی بوندیون سے اہل جنت کے لباس طرح طرح کے حاصل ہوتے ہین کیونکہ جنت مین ہر ایک چیز پیدائشی ہے اور ہاتھ کی بنائی ہوئی نہین ہے اور جس شخص کو اللہ تعالے نے عقل دی وہ خوب جانتا ہے کہ اگر کمہار نے مٹی کا آبنہ بنایا تو اس سے اور پیدائشی آبنہ سے بہت بڑا فرق ہے پس اللہ تعالےٰ ان نعمتون کے واسطے دونون فریق جن وانس کو ہدایت فرماتا ہے کہ توحید کے ساتھ انکو حاصل کرو۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ پھر تم اپنے رب کی نعمتون مین سے کسکو جھٹلاتے ہو ف یہ سب نعمتین اللہ تعالے کی قدرت مین نہایت آسان ہین اور نیک بندے جنکو اللہ تعالے نے عقل ایمانی عطا فرمائی ہے وہ کہتے ہین کہ اے رب تیری حمد وثنا بے انتہا ہے تیری الوہیت کا کوئی شریک نہین ہے ہم تیری رحمت سے امیدوار ہین کہ اس مقام قرب ونعمت مین تیری شان عظمت کی بزرگیان دیکھین اور تیری رحمت سے ان نعمتون سے سرفراز ہون۔ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ۔ دونون جنتون مین قدرتی چشمہ جاری ہین ف حسن بصریؒ نے کہا کہ ایک نہر کا نام تسنیم ہے اور دوسری نہر کا نام سلسبیل ہے بعض علماءؒ نے بیان کیا کہ ہر ایک نہر وچشمہ کی وسعت اس تمام دنیا سے بدرجہا زیادہ ہے جیسے دنیاوی چشمون مین پتھر وغیرہ پڑے ہوتے ہین جنسے پانی کی روانی مین ایک خوبصورتی نظر آتی ہے تو جنت کی نہرون مین اور چشمون مین سرخ یاقوت اور سبز زبرجد پڑے ہوے ہین اور بجائے خاک کے کافور پیدائشی ہے یعنے دنیاوی کافور کی طرح کسی درخت کا گوند نہین ہے بلکہ وہ اصلی ہے اور نہر کی تہ مین مشک اذفر ہے یعنے یہ بھی اصلی پیدائشی ہے اور کنارے زعفران ہین اور واضح ہو کہ یہ دنیاوی بے تمیز پانی نہین ہے بلکہ وہ اپنے شعور کے ساتھ نہایت خوبصورت رفتار پر جہان چاہو اور جدھر چاہو چلتا ہے شیخ ابوبکر وراقؒ نے کہا کہ جن بندون کی آنکھین دنیا مین خوف الٰہی سے روان تھین اُنکے رب عزوجل نے اسکے عوض مین وہان اُن کو دو چشمے عطا فرمائے جو اُنکے حکم پر روان ہوتے ہین اُنکا پانی جس بلندی پر چاہو چڑھکر روان ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ دنیا کے بندے اپنی نجس فطرت کے موافق اس دنیا کی آرائش مین بہت ترکیبون اور مشقتون سے بلند مکانون کی چھت پر پانی لیجاتے ہین اور اس غلیظ چیز پر بہت فخر کرتے ہین اور چند روز کے بعد اُسکو چھوڑ کر مر جاتے ہین بخلاف اہل جنت کے کہ انھون نے اپنی علو ہمت سے اس دنی دنیا کو چھوڑا تو رب عزوجل نے اُنکو جنت کی عالی منزلت عطا فرمائی۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۔ تم دونون اپنے رب کی نعمتون مین سے کسکو جھٹلاتے ہو ف اے رب ہم تیری کسی نعمت کو نہین جھٹلاتے ہین تیری شان اعلی واجل ہے ہم تیری رحمت سے ان نعمتون کے اُمیدوار ہین۔ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ۔ ان دونون مین ہر ایک فاکہہ سے جوڑے ہین ف بعض نے کہا کہ شیرین وترش کا جوڑا مراد ہے اور اسکے مانند ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا جاتا ہے ولیکن یہ خوبیون مین جوڑ کا بیان ہے اور اسکے نظائر بہت ہین شیخ

Marfat.com

ابن کثیر نے کہا کہ ہر قسم کے پھل ومیوے وہان موجود ہین اور بکثرت ایسے ہین کہ انکو کسی مخلوق کا عالی دماغ نہین سمجھ سکتا ہے اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ اللہ عزوجل نے آگاہ فرمایا کہ مین نے اپنے صالحین بندون کے واسطے ایسی نعمتین مہیا فرمائی ہین جنکو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور کسی کان نے نہین سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر اُسکا تصور گذرا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آخرت مین جو چیزین موجود ہین دنیا مین فقط انکا نام ہی نام ہے یعنے اگر کہا جاوے کہ دنیا مین بھی انار موجود ہے تو یون سمجھنا چاہیئے کہ دنیا مین جو انار ہے فقط نام ہے اور اسکو آخرت کے انار سے کچھ بھی نسبت نہین ہے۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ پھر تم اپنے رب کی نعمتون مین سے کسکو جھٹلاتے ہوف نیک بندونکا جواب یہ ہے کہ اے رب ہم تیری نعمتون مین سے کسی نعمت کو نہین جھٹلاتے تیرے ہی واسطے حمد وثنا ہے بلکہ ہم تیری رحمت سے تیری نعمتونکے اُمیدوار ہین انت الحنان المنان انت ذوالجلال والاکرام ف۲ شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالے ولمن خاف مقام ربہ جنتان مقام رب عزوجل سے خوف یہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ افمن ہو قائم علی کل نفس بما کسبت اس سے ثابت ہے کہ ہر نفس جو کچھ کماتا ہے اللہ تعالے اسپر قائم ہے یعنے حافظ رقیب ہے وہ حاضر وناظر ہے اس سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہین ہے پس بندہ مومن نے اپنے رب عزوجل کے مقام سے خوف کیا یعنے شرم سے ایسے افعال سے باز رہا جو مخالفت ومعصیت ہین اور یہ بھی معنے ہوسکتے ہین کہ رب عزوجل سے خوف کیا چنانچہ محاورہ مین بولتے ہین کہ خدام عالی کا خوف ہے یعنے خود فلان شخص کا خوف ہے اسیطرح مقام رب عزوجل یعنے رب عزوجل سے خوف کیا اور حاصل اسکا بھی یہی ہے کہ رب عزوجل عالم الغیب حاضر وناظر ہے اس سے خوف کیا تو اسکے لیئے دو جنتین ہین اور یہ دونون اسی عالم اصغر مین موجود ہین ایک جنت نفس ہے اور دوم جنت قلب ہے اسلیئے کہ خوف اسی نفس کے صفات سے ہے اور اسکا مرتبہ اسوقت ہے کہ جب نور قلب سے نفس منور ہوجاوے مترجم کہتا ہے کہ اس خوف مین دو معنے شامل ہین اول اعتقاد جازم کیونکہ جب تک آدمی کو یہ اعتقاد نہو کہ حق عزوجل اپنے صفات قدس سے حاضر وناظر ہے تب تک آدمی کو یہ خوف نہوگا اور جب یہ اعتقاد پورا ہوا تو معنے توحید جم گئے اسوقت خوف ظاہر ہوا اور اس خوف کی کیفیت یہ ہوگی کہ ایسا شخص دنیا وما فیہا مین کسی چیز سے متعلق نہوگا حتی کہ اپنے نفس سے بھی تعلق نہ رہیگا کیونکہ وہ سب نفع وضر اپنے رب عزوجل کی طرف سے دیکھیگا تو لامحالہ اپنے نفس کا فنا وبقا بھی اپنے رب تبارک وتعالے ہی کی طرف سے جان لے گا پس یہ جوانمرد تمام موہوم وفانیات سے بے پرواہوگا یعنے تمام مخلوقات مین سے کسی سے اسکا خوف باقی نہ رہیگا بلکہ فقط رب عزوجل سے خائف ہوگا اور اس صورت مین اسکا ہر ذرہ مقہور ہوکر تحت صفات الوہیت مطیع ہوجائیگا اگرچہ رب عزوجل نے جو کچھ مقدر فرمایا اسیقدر عمل طاقت اس سے صادر ہو لیکن اسکے نفس کے فانی ہونے مین کچھ شک نہین ہے اور اسی کو فنا یا نفس کشی کہتے ہین اور اس صورت مین نفس تاریک اپنے رب عزوجل کے صفات قدس الحی القیوم سے مع اسماے صفات کے وقتاً فوقتاً منور ہوگا اور منشا اسکا ایمان قلب ہے اسیواسطے شیخؒ نے کہا کہ یہ اسوقت ہوتا ہے کہ نور قلب سے نفس منور ہو جب یہ معلوم ہو تو غور کرنا چاہیئے کہ شیخؒ نے اسکو جنت کہان سے سمجھا ہے جواب یہ کہ معرفت قلبی سے معارف توحید ظاہر ہوتے ہین اور یہی آخرت مین مدارج قرب ہین اور نورانیت نفس سے اللہ تعالے کے افعال حکمت وآثار صنعت کے فنون طرح طرح کے حاصل ہوتے ہین اسیواسطے فرمایا۔ ذواتا افنان۔ یعنے دونون جنت افنان والیان ہین اول باعتبار علوم معارف کے اور دوم باعتبار فنون تقوی واحوال کے لہذا شیخؒ نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ انمین تقوی وصفات کی شاخین بے تعداد نکلی ہین اور شاخون مین اعمال واخلاق کے پتے ہین جنسے علوم واحوال عجیبہ حاصل ہوتے ہین جو آخرت مین اپنے مدارج جنت مین ظاہر ہونگے اس اشارہ کی تقریر یہ ہے کہ افنان وہ شاخین کہ درخت سے پھوٹی ہین اور اُنپر پتیان وپھل نکلتے ہین شیخؒ نے اشارہ کیا کہ اہل تقوی کے یہ علوم معارف و

حالات جو یہان کافرون کی نظر مین محتاجی وفقیری کی صورت مین حقیر ہین آخرت کے لئے عین جنت کے مدارج ہین فیہما عینان تجریان
اسمین دو چشمہ جاریہ ہین شیخ نے کہا کہ علوم جزئیہ اور علوم کلیہ ہین یعنے کمال نفس سے جزئیہ حکمتین حاصل ہوتی ہین اور دو مصنائع
ار فیضان روح سے توحید کے معارف کلیہ حاصل ہوتے ہین اور اسی مین تجلیات صفات بھی داخل ہین فیہما من کل فاکہۃ زوجان
کے اشارہ مین کہا کہ ان دونون جنتون مین ادراکات لذیذہ سے دو قسم حاصل ہین ایک صنف جزئی معروف مالوف ہے اور دوم صنف کلی غریب
ہے اسواسطے کہ قلب مین جو معنے کلیہ حاصل ہوتے ہین نفس مین اسکی ایک صورت جزئیہ ہوتی ہے اور اسکے برعکس بھی ہے واللہ تعالےٰ اعلم قال تعالےٰ

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞

لگے بیٹھے بچھونون پر جنکا استر تافتہ اور میوہ اُن باغون کا جھک رہا پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞

اُن مین عورتین ہین نیچی نگاہ والیان نہین بیاہا اُنکو کسی آدمی نے انسے پہلے اور نہ کسی جن نے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۚ ۞ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۚ ۞

وہ کیسی جیسے لعل اور مونگا پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اور کیا بدلا ہے نیکی کا مگر نیکی

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۞

پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

جنتون کی نہرین و درخت وپھلون وغیرہ کی خوبصورتی بیان فرمانے کے بعد جنتی مکانون کی آرائش وراحت کا اشارہ فرمایا مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى فُرُشٍۢ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ یہ لوگ تکیہ لگائے ہونگے ایسے بچھونون پر جنکے استر استبرق ہین ف تکیہ لگانے سے مراد یہ کہ لیٹے ہونگے اور بعض نے کہا کہ چار زانو بیٹھے ہونگے (ابن کثیرؒ) اور بہر صورت اسمین یہ اشارہ ہے کہ وہ کمال تندرستی وناز ونعمت مین ہونگے کیونکہ جو شخص متفکر یا بیمار ہوتا ہے وہ اس طرح نہین بیٹھتا ہے (خطیب) اگر کہا جاوے کہ تکیہ لگانے کی تاویل کیون کی گئی جواب یہ کہ ظاہر مین فروش پر تکیہ لگانا معروف نہین ہے بلکہ لیٹنا یا بیٹھنا معروف ہے مترجم کہتا ہے کہ ایسی صورت مین ہوگا کہ فروش پر تکیہ لگانا سمجھا جاوے لیکن بدون تاویل کے یہ معنے ہو سکتے ہین کہ وہ لوگ تکیہ لگائے ہوے ایسے فروش پر بیٹھے ہونگے جنکا استر استبرق ہے اور تکیہ کا حال بیان نہین کیا گیا کیونکہ اعلیٰ درجہ اُسکا سمجھ سے باہر ہے جیسے ان فروش کا ابرہ بیان نہین فرمایا چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اُسکا استر استبرق ہے تو بھلا اُسکا ابرہ کیسا ہوگا۔ دنیا مین جو استبرق بنتا ہے وہ خالص عمدہ ریشم سے بہت موٹا دلدار اور سونے سے مذہب ہوتا ہے (ابن کثیرؒ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے تمسے اُنکے استر بیان فرمائے تاکہ تم سمجھو کہ اُنکا ابرہ ایسا ہوگا کہ سوا اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب استر کی یہ شان ہے تو بھلا ابرہ کسکے خیال مین آسکتا ہے اسکی نظیر یہ ہے کہ جنت کے حق مین فرمایا عرضہا السموات والارض۔ یعنے اُسکی چوڑائی آسمان وزمین ہے پس جس چیز کی چوڑائی سمجھ مین آنا دشوار ہے تو اُسکی لنبائی بیان کرنا کچھ ضرور نہین ہے استبرق جو دنیا مین بُنا جاتا ہے وہ بھاری دیباج ہے اور یہ بطور تشبیہ کے ہے کیونکہ جنت مین جو لباس ہے وہ دنیا کا بُنا ہوا کپڑا نہین ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ جو استبرق جنتی پیدائش سے ہوگا وہ بمنزلہ اصل ہے اور یہ استبرق جو دنیا مین بُنا جاتا ہے اُسکی نقل بھی نہین ہو سکتا الا اسی طرح جیسے اصلی میوے کی نقل مٹی کے کھلونے سے بنائی جاتی ہے پس یقینی معلوم ہو گیا

استر کی کیفیت اندازہ کرنا درحقیقت غیر ممکن ہے۔ ھ۔ سفیان الثوریؒ یا شریکؒ نے فرمایا کہ استبرق کا استر ہے اور اسکا ابرہ نور جامد ہے قاسم بن محمدؒ نے کہا کہ ابرہ رحمت ہے ابوعبداللہ الشامیؒ نے کہا کہ اُسکی خوبی کا سمجھنا غیر ممکن ہے (ابن ابی حاتم) قرطبیؒ نے لکھا کہ ایک حدیث مین یون آیا ہے کہ اسکا ابرہ جھگاتا ہوا نور ہے بعض نے گمان کیا کہ سندس کا ابرہ ہوگا اور بعض علمائے سے روایت ہے کہ استر و ابرہ ایک ہی ہے جیسے دیوار کا ظاہر و باطن بدلا جاتا ہے حالانکہ دونون یکسان ہین لیکن ابن قتیبہ وغیرہ نے اسکو رد کر دیا کہ یہ فقط دیوار وغیرہ ایسی چیزون مین درست ہے جس کے دونون رخ یکسان ہون جیسے دو مکانون کے درمیانی دیوار سر ایک کی طرف ظاہر اور دوسرے کی طرف باطن ہے اور اگر دونون یکسان نہون تو ایسا نہین کہا جاتا ہے پس اقوی قول یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُسکے استر کی تشبیہ بیان فرمائی اور جب استر کی حقیقت سمجھنے سے معذوری ہے تو ابرہ کا قیاس کرنا چاہیئے کہ اُسکو سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہے اسیطرح جب اُنکے بچھونے ایسے ہون جنکا قیاس مین آنا محال ہے تو اُنکے لباس کی خوبی بیان سے باہر ہے پھر جن مکانون مین اس شان سے وہ لوگ تکیہ لگائے ہونگے وہان درختان جنت اپنی خوبصورتی کے ساتھ اپنی خوشنما شاخین دیوارون پر جھکائے ہونگے اور طرح طرح کے میوے ظاہر کرینگے لہذا فرمایا۔ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ۔ دراصل دانی تھا۔ اور جنی دراصل مصدر ہے بمعنے میوہ چننا اور یہان خود چنا ہوا میوہ مراد ہے بلکہ وہ میوہ جو چننے کے لائق ہے المعنی اور چننے کے لائق میوہ نزدیک ہے دونون جنتون مین ف یعنے جب اہل جنت اسطرح تکیہ لگائے آرام ناز سے بیٹھے ہونگے تو درختان جنت کی خوشنما ڈالیان اپنے اپنے موقع پر رنگ رنگ کے میوے نکالے ہوے حاضر ہونگی کہ جسوقت توجہ ہو تو فوراً مُنھ سے قریب ہوجاوین امام رازیؒ نے کہا کہ باغ جنت مین تین باتین ایسی ظاہر ہین کہ اس دنیاوی گلزار مین اگرچہ سلطانی باغ ہو میسر نہین ہوسکتی ہین (اول) یہ کہ باغ دنیا مین جو پھل درخت پر ہے وہ تکیہ لگانے والے آدمی سے دور ہے اور جنت مین آدمی تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اور پھل اسکے پاس نزدیک ہوگا (دوم) یہ کہ دنیا مین انسان خود پھلون کی جانب جنبش کرکے جاتا ہے اور آخرت مین پھل اسکی جانب آوینگے اور اُسکے گردپیش حاضر ہونگے (سوم) یہ کہ دنیا مین آدمی جب ایک قسم کے پھل سے یا ایک شاخ کے پھل سے نزدیک ہوا تو دوسرے پھلون سے دور ہوجاتا ہے اور جنت کے پھل سب اس سے نزدیک ہونگے مترجم کہتا ہے کہ امر حقیقت کو رازیؒ نے ظاہر نہین کیا اور وہ مترجم نے سابق مین بیان کر دیا ہے یعنے دار آخرت سب حیات ہے وہان موت نہین ہے اسیواسطے جہنمیون پر جہنم کی آگ اپنی سمجھ کے ساتھ مسلط ہوگی اور اپنے لوگونکو پہچان لیگی اسیطرح جنت کے میوہ جات و درخت بھی سب حیات ہونگے اور نہرین سب حیات اور آب حیات ہین پس اہل جنت جب تکیہ لگائے ہونگے تو درخت اپنے ادب و شعور کے ساتھ نہایت خوش وضع سے ہر قصور پر سایہ کرینگے اور ہر موقع پر ادب سے ڈالیان جھکا دینگے اور جب کوئی جنتی چاہے کہ کھڑا ہو تو ڈالیان سلام کے بعد اُسکی راہ سے خود بخود ہٹ جاوینگی چنانچہ ان امور کا بیان متفرق احادیث مین پہلے گذرچکا ہے پس اس اصل کے موافق دنیا و آخرت کے درختون مین فرق سمجھ لینا چاہیئے اور ایسی نعمتین اس دنیا مین غیر ممکن ہین۔ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پھر تم اپنے رب کی نعمتون مین سے کسکو جھٹلاتے ہو ف اہل ایمان کا جواب یہ ہے کہ لا بشئ من نعمک ربنا نکذب فلک الحمد۔ یعنے اے رب ہم تیری کسی نعمت کو بھی نہین جھٹلاتے ہین پس تیری ہی شان پاک کے واسطے سب حمد و ثنا ہے۔ فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ۔ جنتون مین نگاہ مقصور کرنے والیان ہین ف یعنے ان تمام نعمتون کے باوجود ان جنتون مین ایسی عورتین بھی ہین جو فقط اپنے شوہرون پر اپنی نگاہ کو مقصور رکھنے والیان ہین کہ انکی نگاہ اپنے شوہرون سے تجاوز کرکے کسی دوسرے پر نہین جاتی ہے اور اُنکی صفت یہ ہے کہ۔ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۗنٌّ۔ انکے شوہرون سے پہلے کسی انسان یا جن نے اُنکے ساتھ مساس نہین کیا ہے ف بلکہ یہ عورتین باکرہ خوبصورت نوجوان ہین کہ انکے شوہرون سے

پہلے کسی انسان یا جن نے نہ ہمبستری نہین کی بلکہ ہاتھ سے بھی نہین چھوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ وقتادہؒ وعطا خراسانی وابن [illegible]
کہ اہل جنت تمام نعمتون مین ان زوجات سے بڑھکر کوئی چیز نہین دیکھینگے اور روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان بیبیون مین سے [illegible]
شوہر سے کہیگی کہ واللہ جنت مین مین نے تجھسے خوبصورت کوئی چیز نہین دیکھی اور نہ جنت مین تجھسے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب ہے پس مین [illegible]
رب عزوجل کا شکر ادا کرتی ہون کہ جسنے تجھے میرا اور مجھے تیرا بنایا۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون گروہ اپنے رب عزوجل کی
نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو یعنے اے گروہ جن وانس اللہ تعالے نے تمھارے واسطے ایسی نعمتین پیدا فرمائی ہین اور اُس کی
قدرت بے انتہا ہے پس یہ نعمتین برحق ہین تم ایمان لاؤ اور انکو پاؤ اور تمھارا کفر وانکار کرنا تمھارے حق مین عذاب و وبال ہے شیخ ابن کثیرؒ
نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہے کہ ایک گروہ جن مین سے جو ایمان لائے وہ جنت مین داخل ہونگے اور زمرہ بن حبیب رحمہ اللہ تعالے
سے پوچھا گیا کہ کیا جن بھی جنت مین داخل ہونگے فرمایا کہ ہان اور وہان اُنکے واسطے زوجات ہونگی جن کے واسطے جنیہ ہوگی اور انسان
کے واسطے انسیہ ہوگی (ابن کثیرؒ) اگر کہا جاوے کہ بندہ مومن کے واسطے اُسکی زوجہ جو ایمان کے ساتھ اُسکے نکاح مین مری ہے جنت
مین اُسکی زوجہ ہوگی اور اُسکا مرتبہ بھی اعلی ہوگا حالانکہ دنیا مین وہ اسکی منکوحہ رہ چکی ہے اور آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زوجات
بالکل باکرہ ہونگی جنکو کسی جن وانس نے پہلے نہین چھوا ہے جواب دیا گیا ان عورتون کی دنیاوی حالت بالکل بدل جائیگی بلکہ بحکم قولہ
انشاناہن انشاءً فجعلناہن ابکارا۔ یعنے ہم انکو نہایت لطیف پیدائش سے پیدا کر کے باکرات بناوینگے۔ھ۔ پس جب یہ عورتین آخرت
مین پیدا ہونگی تو کسی جن وانس کا ہاتھ اُن تک نہین پہونچیگا بلکہ جب جنت مین داخل ہونگی تو اپنے شوہرون کی محبوبہ ہونگی پھر جاننا
چاہیئے کہ یہ کچھ ضرورت نہین ہے کہ اہل جنت کے واسطے فقط اُنکی دنیاوی زوجات ہون بلکہ اُنکے واسطے حور العین بھی ہونگی جن کو
دنیا مین کسی نے نہین دیکھا سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور اکثر محققین علما نے فرمایا کہ حورون سے انکی دنیاوی مومنہ
زوجات بوجہ اپنے ایمانی کمالات کے زیادہ اشرف واحسن ہونگی اور یہ فضیلت فقط انھین عورتون کو حاصل ہے جو دنیا مین ایمان کیساتھ
شریعت حقہ پر قائم تھین اور حدیث مین آیا ہے کہ اگر دنیا مین کوئی بدمزاج عورت اپنے نیک شوہر کو دُکھ دیتی ہے تو اُسکی جنتی زوجہ کہتی ہے
کہ اری کمبخت تو کیون اُسکو دُکھ دیتی ہے کیونکہ وہ چند روز تیرے پاس ہے پھر ہمارے پاس آجائیگا اس سے معلوم ہوا کہ ہر زوجہ اس لائق
نہوگی کہ اپنے شوہر کے پاس جاوے بلکہ جب وہ اپنے شوہر کو راضی نرکھے اور آخرت مین اُسکے ساتھ ہونے کی آرزو کرے واللہ تعالے اعلم
پس حاصل یہ ہوا کہ جنت مین قصر ومحل ومکانات نفیس اور گلزار و بوستان ونفیس نہرون وعمدہ غذاؤن ومیوہ جات اور نفیس فروش
ولباس کے بعد تمام نعمت یہ ہے کہ اُنکے پہلو مین نہایت خوبصورت زوجات باکرات موجود ہونگی جن مین باوجود اس کمال خوبصورتی کے
خوب سیرتی بھی کامل ہوگی کہ وہ اپنے شوہرون کو اپنی آنکھون سے زیادہ محبوب رکھینگی اور کسی چیز کو اپنے شوہر سے زیادہ پسند نہین کرینگی
کیونکہ اُنکے طبائع متحدہ ہین پس جسقدر اُنکو اپنا شوہر محبوب ہوگا اُسقدر کوئی جنتی مرد بھی محبوب نہوگا اگرچہ وہ اُسکے شوہر سے اعلی درجہ [illegible]
کیونکہ وہان نفس کے اخلاق مذمومہ کا نشان بھی نہوگا اور جسکو اللہ تعالے نے نور عقل عطا فرمایا وہ اسکو بہت صاف سمجھتا ہے مگر جو شخص کہ
عقل کے نور سے محروم ہے اور نفسانی حواس مین منہمک ہے تو اُسکا قیاس اپنے نفسانی خیالات کی قوت سے ادراک کرنا چاہتا ہے مگر غیر ممکن [illegible]
لہذا وہ ایسی نورانیت کے سمجھنے سے عاجز ہوجاتا ہے اسیواسطے اہل ایمان کی راہ یہ ہے کہ سلامتی کے ساتھ ظاہر وباطن سے تسلیم کرتے ہین اور
آخرت کی نعمتین دنیاوی تشبیہات سے سمجھتے ہین چنانچہ انھین پاکیزہ زوجات کے حق مین فرمایا۔ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔ گویا

ہوئین یاقوت ومرجان ہین ف مجاہد وحسن وابن زید وغیرہ نے کہاکہ صفائی مین مانند یاقوت کے اور تازگی وسفیدی مین مانند مرجان کے ہونگی
ابن کثیرؒ نے کہاکہ مرجان سے یہان درخوش آب یعنے عمدہ موتی مراد ہے اگر کہا جاوے کہ لوگون مین یہ بات مشہور ہے کہ انکے رنگ مین صفائی
وسپیدی وتازگی کے ساتھ ایک قسم کی چمکدار زردی کی جھلک ہوگی جس سے خوبصورتی چوگنی ہوجاتی ہے لیکن یہان آیت کی تشبیہ سے
بعضے وہم کرتے ہین کہ انکی موتی سی سفیدی مین سرخی ملی ہوئی ہوگی کیونکہ یاقوت سرخ ہوتا ہے اور مشہور یہ ہے کہ اسمین آگ اثر نہین کرتی ہی اور
وہ شفاف جوہر نفیس ہوتا ہے جواب دیا گیا کہ یہان تشبیہ رنگت کی راہ سے نہین ہے بلکہ صفائی جوہر وتازگی کی راہ سے ہے اسیواسطے حسن بصریؒ
وغیرہ نے کہاکہ صفائی مین مثل یاقوت کے ہونگی اور آب وتاب وتازگی وسفیدی مین مثل مرجان یعنے چھوٹے چھوٹے موتیون کے ہونگی (ف)
اور چھوٹے موتیون سے تشبیہ اسواسطے فرمائی کہ بڑے موتی بوجہ ضخامت جرم کے ایسے صاف نہین ہوتے جیسے چھوٹے ہوتے ہین اگرچہ بڑے ہونے سے
لوگ انکی قیمت زیادہ رکھتے ہین لیکن یہان قیمت کی تشبیہ نہین ہے بلکہ بےبہا چیز جسکی قیمت کا اندازہ غیر ممکن ہے یعنے جنتی حور کو صفاے ذاتی مین
تشبیہ دی گئی ہے اور یہ دنیاوی نظر کی راہ سے ہے ورنہ اہل ایمان سمجھتے ہین کہ تمام دنیا ومافیہا ہرگز درخت جنت کی ایک پتی کی برابری نہین
کرسکتی ہے اور حدیث ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ مین ہے کہ مرد جنتی اپنی زوجہ کے چہرے پر نگاہ کریگا حالانکہ اسکے چہرے پر نقاب ہو تو بھی آئینہ سے
زیادہ صاف نظر آویگا اور اسکے بدن پر جو موتی ہونگے اگر سب سے چھوٹا موتی ظاہر ہو تو مشرق سے مغرب تک روشن ہوجاوے اور اس زوجہ کے
بدن پر ستر حلے ہونگے انسے نگاہ پار ہوکر ساق پر پہونچیگی حتی کہ مغز ساق نظر آویگا (رواہ احمد وابن حبان والحاکم والبیہقی) اور ابن مسعودؓ نے کہاکہ
جنت کی عورتون مین سے عورت کے ساق اسکے ستر حلے کے اوپر سے نظر آویگی حتی کہ اسکا مغز نظر آویگا اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کانہن
الیاقوت والمرجان اور یاقوت ایک جوہر شفاف ہے کہ اگر اسکے سوراخ مین تاگا پرویا جاوے پھر تو نگاہ کرے تو اوپر سے وہ تاگا نظر آتا ہے (رواہ
الترمذی ورفعہ ابن جریر وابن ابی حاتم وابن حبان وابن ابی شیبہ وابن ابی الدنیا) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون گروہ اپنے
رب کی نعمتون مین کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف بلکہ ایمان لاؤ کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے جو بیشمار نعمتین آخرت مین موجود ہین انسے ہمیشہ کے لئے
سرفراز ہو امام احمد نے بسند صحیح حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت مین سے ہر مرد کے لیے
دو زوجہ حور العین سے ہونگی ہر ایک پر ستر حلے ہونگے کہ جنکے اوپر سے اسکا مغز ساق نظر آویگا رواہ عن عفان عن حماد بن سلمہ عن یونس عن ابن سیرین
اور امام مسلمؒ نے بطریق ابن علیہ عن ایوب عن ابن سیرین اسکو روایت کیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین باہم ذکر ہوا کہ جنت مین مرد زیادہ ہونگے
یا عورتین پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یون نہین فرمایا کہ جنت مین جو اول زمرہ داخل ہوگا وہ چودھوین
رات کے چاند کی صورت پر ہوگا اور جو زمرہ اسکے بعد ہوگا وہ آسمان کے سب سے روشن ستارے کی صورت پر ہوگا اور انمین سے ہر مرد کے واسطے
دو زوجہ ہونگی جنکا مغز ساق انکے گوشت کے اوپر سے نظر آویگا اور جنت مین کوئی مرد بغیر زوجہ کے نہوگا (الحدیث فی الصحیحین) اور حضرت انس
رضی اللہ عنہ نے کہاکہ حضرت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی راہ مین ایک صبح سفر کرنا یا ایک شام کو سفر کرنا تمام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور
تمہارے گوشۂ کمان برابر یا تمہارے کوڑے برابر جنت مین سے تمام دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور اگر جنتی عورتون مین سے کوئی عورت اس دنیا پر طلوع کرے
تو تمام زمین سے آسمان تک روشن ہوجاوے اور تمام جوف دریائی خوشبو سے معطر ہوجاوے اور ذرا سی نصیف جو اسکے سر پر ہے تمام دنیا ومافیہا سے
بہتر ہے (رواہ احمد والبخاری) واضح ہو کہ دنیا ومافیہا سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ جب سے دنیا کا وجود ہوا اور آخر روز یعنے قیامت تک جو کچھ اس دنیا مین
ہوا ہے مع زمین وجواہرات وسونا وچاندی وغیرہ سب ملاکر مجموعہ کیا جاوے اسمین سے کچھ بھی کان وسمندر وغیرہ مین مخفی نہ رہے تو اس مجموعہ سے

Marfat.com

حور العین کے سربند کو خریدنا غیر ممکن ہے فافہم۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ بھلا کچھ اور بھی جزا احسان کی سوائے احسان کے
ف یعنے احسان کا عوض نہیں سوائے احسان کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ تم لوگ سمجھتے ہو کہ تمھارے رب نے
کیا فرمایا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالے واسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ مین نے جس شخص پر توحید
سے انعام کیا اسکا عوض کچھ نہیں ہے سولے جنت کے (رواہ البغوی) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون فریق اپنے رب کی نعمتون مین
سے کسکو جھٹلاتے ہو ف کیونکہ توحید ایسی نعمت بھیجی اور عوض مین جنت سی نعمت دی اور یہ سب اللہ تعالے کا فضل واحسان ہے پھر انمین سے
کسی نعمت کا انکار نہین ہو سکتا حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہے کہ جس شخص نے مقام آلہی سے خوف کیا وہ راتون رات چلدیا اور جو رات
سے چلا وہ منزل پر پہونچ گیا تم لوگ ہوشیار رہو کہ اللہ تعالے کا مال بھاری داموں کا ہے آگاہ ہو کہ یہ مال جنت ہے (الترمذی والبغوی) مترجم
کہتا ہے کہ اسکے دو معنے ہین (ایک) یہ کہ جسنے توحید سمجھکر عظمت وجلال آلہی کو پہچانا اور اُسکے مقام عظمت سے خوف کیا تو وہ دنیا سے الگ ہٹ جاتا
ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک یہ دنیا ملعون ہے تو وہ خوف کرکے اس سے دور ہو جاتا ہے اور آخرت کی طرف سفر کرنے مین جلدی کے
ساتھ کوشش کرتا ہے کیونکہ وہی اصلی مسکن ہے تو اپنے وطن کی طرف کوشش سے قصد کرتا ہے جیسے مسافر اپنی منزل مقصود کو پہونچنے کے لئے اندھیری
رات سے سفر کرتا ہے کہ آسانی سے قطع مسافت کرے اور گرمی کی شدت لُون سے عاجز نہو پس وہ منزل مقصود پر جلد پہونچ جاتا ہے اور یہ منزل مقصود
بہت بزرگ مقام ہے اور تخت سلطنت سے بہت بہتر ہے تو اسکے لئے اتنی مشقت اُٹھانا کوئی بڑی چیز نہین ہے بلکہ یہ بھی اللہ تعالے کی محض رحمت
ہے کہ اتنی محنت پر یہ نعمت دیدی کیونکہ درحقیقت جنت بے قیمت چیز ہے ہمسے ناچیز بندے بھلا کہان سے اسکے دام ادا کر سکتے ہین (دوم) یہ کہ
ادلاج سے نماز شب مراد ہے یعنے جس بندے نے اللہ تعالے سے خوف کیا وہ رات مین نماز کے لیے مستعد ہوا آخر منزل مقصود کو پہونچ جاتا ہے
اور حدیث مین (شئی من الدلجۃ) وارد ہے یعنے اے لوگو آپسمین محبت سے ملے رہو اور نیکیون پر ایک دوسرے کو ہمت دلاؤ اور حسد وبغض وعیب جوئی
مت کرو اور رات مین کچھ دیر نماز پڑھو تو جنت مین داخل ہو جاؤ اور ایک حدیث مین ہے کہ آپسمین سلام پھیلاؤ اور مسکینون کو کھانا کھلاؤ اور رات
مین کچھ نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہین تو جنت مین سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ (صحیح) اور واضح ہو کہ معنے اول ودوم گویا ایک دوسرے کو
لازم ہین کیونکہ جسنے مقام آلہی سے خوف کیا وہ رات سے سفر کرتا ہے اور اسکے یہی معنے کہ آخرت کے لئے کوشش کرتا ہے اور کوشش یہی ہے کہ فرائض
پنج وقتی ادا کرکے رات مین کچھ دیر قیام کرتا ہے خطیبؒ نے لکھا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مین ہے کہ اول زمرہ جو جنت مین داخل ہوگا
چودھوین رات کی چاند کی صورت پر ہوگا پھر جو زمرہ کہ انکے پیچھے داخل ہوگا وہ آسمان کے نہایت روشن ستارے کی صورت پر ہوگا جنت مین
ان بندون کو تھوک نہین آویگا اور نہ ناک سے رینٹ آوے اور نہ پیخانے کی ضرورت ہو انکے برتن سونے وچاندی کے ہین اور ان کی کنگھیان
سونے کی ہین اور انکی دھونی عود ہندی ہے اور انکے بدن سے جو عرق آوے وہ مشک ہے اور انمین سے ہر ایک کے لئے دو زوجہ ہونگی کہ اُنکی
ساق کا مغز انکے گوشت کے اوپر سے نظر آوے یعنے بوجہ حسن کے یہ کیفیت ہے ان بندون مین باہم اختلاف وبغض نہوگا اور انکے دل ایک قلب
واحد پر ہونگے یعنے سب یکدل ہونگے (تنبیہ) یہان دلیل ہے کہ جنی بھی آپسمین وطی کرتے ہین اور دنیا مین بھی یہ بات ثبوت ہے چنانچہ
مجاہدؒ نے کہا کہ آدمی جب اپنی زوجہ سے جماع کرتے وقت بسم اللہ نہین کہتا ہے تو جنی مرد کے ذکر پر اپنا ذکر لپیٹ کر اسکے ساتھ دخول کرتا ہے مترجم
کہتا ہے کہ ایک عورت نے اپنی فرج مین آگ کی طرح چنگاری پائی گویا اسکو مرض ہو گیا تو اسکے مرد نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین
اس امر کو عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جن کی وطی سے ہے (السنن) شاید معنے یہ ہین کہ آپ نے اسکو بسم اللہ کی تاکید فرمائی پس جن کا تسلط ساقط ہو گیا

واللہ تعالیٰ اعلم حضرت شیخ ابن العربیؒ نے اس مقام کے اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالےٰ متکئین علی فرش بطائنہا من استبرق یعنے جنتی بندے ایسے فروش پر تکیہ لگائے ہونگے جنکے استر استبرق ہین۔ ھ۔ سابق مین معلوم ہو چکا کہ استبرق بہت بھاری دیباج ہے جو اعلیٰ درجہ کے نفائس مین مثال دیا جاتا ہے اور بارہا بدلائل صحیحہ یہ نکتہ بیان کر دیا گیا ہے کہ جو استبرق دنیا مین اسقدر نفیس ہوتا ہے درحقیقت یہ آخرت کے استبرق سے کچھ نسبت نہین رکھتا کیونکہ یہ استبرق جولاہہ کی کارگاہ مین بُنا گیا ہے اور وہ استبرق اللہ تعالےٰ کی قدرت سے پیدا ہوا ہے بلکہ نظیر یہ ہے کہ جیسے کسی نے پھول گلاب کی نقل بنائی اور اسکو نہایت عمدہ قسم کے گلاب بصرہ سے مقابلہ کیا یہ نظیر بھی ناقص ہے اسواسطے کہ نقلی پھول اور اصلی پھول دونون اسی دار فانی سے ہین اور یہان ایک استبرق فانی مصنوعی ہے اور دوسرا اصلی پیدائشی مگر یہان نہین بلکہ آخرت کے جہان مین ہے پس اس استبرق کو اس سے کچھ بھی نسبت نہین ہے یہ ریشم کیسا ہی شفاف نرم نفیس ہو آخر کیڑون سے پیدا ہوا ہے اور وہ قدرتی ہے جیسے یہ دودھ و شہد یہان تھنون و مکھیون سے پیدا ہوا ہے اور وہان نہرون مین پیدائشی ہے جسکی خوبی و نفاست کا بیان غیر ممکن ہے جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ عالم اصغر انسانی مین یہ مراتب کمالات و مقامات نفس ہین آستر سے نیچے کی جہت مراد ہے یعنے نفس پس ان پاکیزہ بندون کے نفوس کی بوجہ اعمال صالحہ و فضائل اخلاق و محاسن ملکات کے آثار کے یہ صورت ہے اور یہ نفس کے سفلی رخ کی صورت ہے اور اسکا بالائی رخ جسکو ابرہ کہتے ہین سندس ہے یعنے تجلیات انوار و لطائف احوال سے ہے جو مکاشفات علوم و معارف سے حاصل ہوتے ہین اور سورۂ دخان مین اسکا بیان گذر چکا ہے چونکہ علوم و معارف کے کشوف ہر قیاس و گمان سے اعلیٰ ہین اسیواسطے بیان نہین ہوا قولہ جنی الجنتین دان۔ اشارہ مین یہان ثمرات مدرکات ہین کہ انکا حصول قریب ہے جب چاہین اور جس وضع پر چاہین حاصل ہین جیسے ثمرات جنت انکو ہر حالت مین کھڑے اور بیٹھے و لیٹے ہر طرح حاصل ہین اور جس جگہ سے جو پھل انھون نے لیا فی الفور وہان دوسرا موجود ہے قولہ فیہن قاصرات الطرف اتصال نفوس ملکوتیہ اپنے مراتب مین و ماتحت مین خواہ ارضیہ ہون یا سماویہ ہون بالکل صاف پاکیزہ ہین اپنے مراتب سے تجاوز نہین کرتے ہین پس ہر ایک اپنے استعداد سے زیادہ طالب نہین ہے اور اللہ تعالےٰ کی عظیم قدرت سے اس بے شمار انسانی خلقت مین استعداد شخصیہ خاص ہے جیسے تم دیکھتے ہو کہ باوجود محدود اعضا و جوارح کے تمام بے شمار مخلوق مین شخصی امتیاز موجود ہے یعنے ہر فرد بشر دوسرے سے ممتاز ہے اور جو شخص غور کرے اسمین عجیب قدرت دیکھتا ہے پس اسیطرح ہر جنتی کے واسطے استعداد خاص ہے اور نفوس اپنے استعداد پر اپنا جوڑا پاوینگے اور وہ اُسکی استعداد کی زوج ہے پس دونون طرف سے اتحاد کامل ہے اور افتراق مادی ندارد ہے لہذا انکی نظر تجاوز نہین کریگی قولہ لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان۔ انس سے مراد نفوس بشریہ ہین اور نفوس بشریہ کو ان قاصرات الطرف تک پہونچنے کی مجال اسوجہ سے نہین ہے کہ آخرت کی پیدائش مین دونون کا اتصال رکھا گیا ہے اور پیدائش آخرت سے پہلے یہ وصال غیر ممکن ہے علاوہ اسکے قاصرات الطرف کی ذات بہت پاکیزہ ہے حتیٰ کہ نفوس انسانیہ جو بدن مین ڈوبی ہوئی ہین انکا وہان تک پہونچنا ممتنع ہے اسیطرح اشارہ مین جو معارف و ادراکات نفوس ملکوتیہ کو حاصل ہونگے وہ فقط اسی جہان کی زندگی مین حاصل ہونگے اور یہان نفوس انسانی کو ان معارف تک پہونچنا غیر ممکن ہے اور نفوس جنیہ کی بھی رسائی نہین ہے جان سے مراد قوائے وہمیہ اور نفوس ارضیہ ہین جو سفلی ہیئت سے حجاب مین پڑے ہین اور اس سے اشارہ کے معنے بھی ظاہر ہو گئے قولہ کانہن الیاقوت والمرجان یاقوت سے مشابہت ان حوریات سے ہے جو جنت نفس مین ہین اور مرجان سے مشابہت ان حوریات سے ہے جو جنت قلب مین ہین پھر جنت نفس کی حوریات کو یاقوت سے اسواسطے مشابہت دی گئی کہ یاقوت باوجود اپنی خوبصورتی و صفائی کے رنگ مین سرخ ہوتا ہے جو رنگ نفس کے مناسب ہے اور جنت قلب کی ضروریات کو مرجان سے مشابہت اسوجہ سے

دی گئی کہ مرجان سے مراد چھوٹے چھوٹے موتی ہین جو اپنے رنگ مین نورانیت کی وجہ سے نہایت شفاف ہوتے ہین اور بعض لغت والے کہتے
ہین اور بعض نے کہا کہ چھوٹے موتی بہ نسبت بڑے موتیون کے زیادہ صاف وشفاف ہوتے ہین قولہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان شیخ نے
احسان سے حضوری کی عبادت مراد لی جیسے حدیث جبرئیل مین وارد ہوا ہے کہ جبرئیل نے آدمی کی صورت مین آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم مین اسلام وایمان واحسان وقیامت وعلامات قیامت کو دریافت کیا تھا پس اسمین مذکور ہے کہ احسان کے
جواب مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالے کی عبادت اسطرح ادا کرے گویا تو اُسکو دیکھتا ہے پس شیخ نے لکھا
کہ جس بندے نے حضوری کے ساتھ عبادت ادا کی اُسکا عوض بھی احسان ہے یعنے ثواب بدرجۂ کامل اسطرح عطا کیا جاوے کہ ان دونون
جنتون مین داخل کیا جاوے مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن کثیرؒ نے بھی اس آیت کی تفسیر مین لکھا کہ جسنے دنیا مین عبادت کو بطریق احسان ادا کیا
اُسکا ثواب یہی ہے کہ دار آخرت مین اُسکے ساتھ احسان کیا جاوے یعنے ان جنتون مین داخل کرنا اُسکے احسان کا عوض ہے بعض اہل تفسیر نے
لکھا کہ یہ آیت عام ہے چنانچہ محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ یہ آیت نیکوکار وبدکار دونون کے واسطے عام ہے پس نیکوکار کے واسطے
آخرت مین ہے اور بدکار کے واسطے دنیا مین ہے اور ابن عدی وابو الشیخ وابن مردویہ ودیلمی وبیہقی نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے سورۃ الرحمن مین یہ آیت ہل جزاء الاحسان الا الاحسان عام نازل فرمائی کہ
جسمین ہر کافر ومسلمان داخل ہے مترجم کہتا ہے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ کافر نے آخرت سے مُنہ موڑا اور دنیا کو اختیار کیا پس کافر نے اگر اپنے
قرابتیون کے ساتھ بھلائی کی یا صدقات وغیرہ دیے یا دنیا مین عدل وانتظام کا قصد کیا جیسے نوشیروان کا عدل مشہور ہے تو اسکے اعمال
اس قابل نہین ہوتے کہ آخرت مین اُنکی بقا ہو پس دنیا مین اُسکا عوض کافر کو دیدیا جاتا ہے اور مسلمان چونکہ آخرت کا معتقد ہے لہذا دنیا مین
اُسکو خوبی کے ساتھ دیا جاتا ہے اور باقی اُسکے لئے آخرت مین رکھا جاتا ہے اگر کہا جاوے کہ اسمین کیا بھید ہے کہ کافر کا عمل اس قابل نہین ہوتا
کہ آخرت مین منتقل ہو اسکا جواب یہ ہے کہ دار آخرت سب زندہ ہے وہان مردگی کا نام نہین ہے اور کافر نے رب عزوجل پر ایمان نہین لایا اور
بعضے کافر جو اللہ تعالے پر ایمان لانیکا دعوی کرتے ہین وہ اپنے زعم کے موافق ایک امر تصور کرتے ہین اور اُسیکو خدا سمجھتے ہین مثلاً یہودی ایسے خدا پر
ایمان لایا جسکا بیٹا عزیر ہے اور نصرانی ایسے خدا پر ایمان لایا کہ جسکا بیٹا مسیح ہے اور یہ بات پیغمبر عیسی علیہ السلام وعزیر علیہ السلام پر صادق نہین ہے
پس نہ ان دونون پیغمبرون پر ایمان ہے اور نہ اللہ تعالے پر ایمان ہے اسیطرح ہنود وغیرہ بت پرستون کا بھی یہی حال ہے کہ اپنے خیالی خدا پر
ایمان لائے ہین بخلاف سچے ایماندار کے جو اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم پر ایمان لایا جسکی الوہیت کے صفات مین کسی مخلوق کو کچھ دخل نہین اور نہ
مشابہت ہے اور نہ حلول ہے اور اس ایمان سے جو کام نیک آخرت کے واسطے کرتا ہے وہ زندہ ہے کیونکہ کافر ومشرک خود مردہ ہوتا ہے اور
جو اعمال اُس سے صادر ہوئے وہ بھی مردہ ہین کہ وہ دار آخرت مین جانے کے قابل نہین ہین اور مومن جیسے خود زندہ ہو جاتا ہے
اُسیطرح اُسکے اعمال توحید بھی زندہ ہین پس یہی اعمال اُسکے واسطے جنت مین درجات ہین اور یہ دو طرح ہین (اول) بدرجۂ احسان یعنے
اللہ تعالے کی عبادت اسطرح ادا کی اور نیکیان سب اسطرح بجا لایا گویا اللہ تعالے کی حضوری مین ہے تو یہ درجہ احسان ہے اور اس کے واسطے
اعلی درجہ کی دونون جنتین ہین (دوم) ایمان چنانچہ انکا بیان فرمایا بقولہ تعالے

وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝ مُدْهَامَّتَانِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ۝

اور اُن دو کے سوا اور دو باغ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے — گہرے سبز جیسے سیاہ — پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے

فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ۚ فَبِاَيِّ
اُن مین دو چشمے ابلتے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اُن مین میوہ اور کھجورین اور انار پھر کیا کیا
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ
نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے سب باغون مین نیک عورتین خوبصورت پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے گوریان رکی رہتیان
فِي الْخِيَامِ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۚ فَبِاَيِّ
خیمون مین پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے نہین پایا اُنکو کسی آدمی نے پہلے نہ کسی جن نے پھر کیا کیا
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے لگے بیٹھے سبز چاندنیون پر اور چھاپے کی خوش طرح پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی
ع۱۳ ۳ تُكَذِّبٰنِ ۚ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۚ
جھٹلاؤ گے بڑی برکت ہے نام کو تیرے رب کے جو بزرگی رکھتا ہے تعظیم والا

وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ۔ اور ان دونون کے دون دو جنتین ہین ف دون کے معنے مین اہل تفسیر کے دو قول ہین ایک یہ کہ رتبہ مین ادون ہو اور دوم یہ کہ دون یعنے ادنی و اقرب ہو کیونکہ دون کے معنے سامنے اور پہلے بھی آتے ہین چنانچہ کسائی رح نے کہا کہ من دونہما ای امامہما و قبلہما ۔ یعنے سابق مین جن دونون جنتون کا ذکر ہوا ہے اُنکے سامنے اور پہلے دوسری دو جنتین ہین ضحاک رح نے کہا کہ پہلی دونون جنتین سونے و چاندی کی تھین اور یہ جنتین یاقوت کی ہین اس بیان سے لازم آتا ہے کہ پہلی دونون جنتون سے یہ دونون جنتین افضل ہون اور حکیم ترمذی رح نے نوادر الاصول مین اسکو اختیار کیا اور کہا کہ دونہما سے رتبہ مین دون ہونا مراد نہین ہے بلکہ دون العرش یعنے عرش سے قریب ہونا مراد ہے یعنے پہلی دونون جنتون کی بہ نسبت یہ دونون جنتین عرش سے زیادہ قریب ہین اور اکثر مفسرین رح نے کہا کہ دون سے مراد مرتبہ مین دون ہے یعنے پہلی دونون جنتین اعلی ہین جو محسنین مقربین کے واسطے ہین اور اُنکے بعد دو جنتین اصحاب الیمین کے واسطے ہین ابن جریج نے کہا کہ یہ چار جنتین ہین از انجملہ دو جنتین مقربین سابقین کیلئے ہین جنمین ہر قسم کے فواکہ اور دو زوجین ہین اور باقی دو جنتین اصحاب الیمین و تابعین کیلئے ہین جنمین فواکہ و خرما و انار ہین مقاتل رح نے کہا کہ پہلی دونون جنتین جنت عدن و جنت النعیم ہین اور پچھلی دونون جنتین جنکا بیان کیا جاتا ہے جنت الفردوس و جنت الماوی ہین (السراج) شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ دونون جنتین جنکا بیان کیا جاتا ہے بہ نسبت پہلی دونون جنتون کے جنکا بیان گذر چکا ہے رتبہ مین کم ہین اور یہ بات صریح نص قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ من دونہما جنتان فرمایا یعنے پہلی دونون جنتون سے یہ دونون جنتین دون مرتبہ یعنے کم رتبہ ہین اور حدیث صحیح مین پہلے بیان گذر چکا کہ دو جنتین سونے کی ہین اُنکے ظروف وغیرہ سونے کے ہین اور اُنکے بعد دو جنتین چاندی کی ہین اُنکے ظروف اور جو کچھ اُنمین ہے سب چاندی کا ہے پس پہلی دونون جنتین اصحاب مقربین کے واسطے ہین اور دوسری دونون جنتین اصحاب الیمین کے واسطے ہین ۔ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سونے کی دو جنتین اصحاب مقربین کے واسطے ہین اور اُنکے بعد چاندی کی دو جنتین اصحاب الیمین کے واسطے ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ من دونہما جنتان یعنے سابق کی دونون جنتون سے درجہ مین کم دو جنتین ہین اور ابن زید رح نے بھی کہا کہ پہلی دونون جنتون سے فضیلت مین کم دو جنتین ہین پھر شیخ ابن کثیر رح نے دونون قسم کی جنتون کے بیان مین جو آیات وارد ہین اُنکے مقابلے سے یہ بات ثابت کی اور اس مقام کی آیات کی تفسیر بھی اسی ذیل مین بیان کی تاکہ تفسیر مین تکرار لازم نہ آوے اور منجملہ دلائل کے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اول

Marfat.com

دونون جنتون کو پہلے بیان فرمایا اور یہ بھی انکی بزرگی کی دلیل ہے اور اُسکے بعد فرمایا ومن دونهما جنتان اور ان دونون [illegible]
اُنسے ادون ہین۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون فریق اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہوف [illegible]
ہین اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے کہ تمکو ایسی جنتون کی ہدایت فرمائی جنکی تازگی وخوبصورتی بے مثل ہے۔ مُدْهَآمَّتٰنِ۔ [illegible]
یعنے جنتی پانی کی تروتازگی سے اُنمین اسقدر سبزی ہے کہ شدت تیزی سے اُن پر سیاہی کی جھلک نظر آتی ہے مدہام سیاہ کو کہتے ہین ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مدہامتان یعنے پانی کی سیرابی وتروتازگی سے اُنکی سبزی مین سیاہی کی جھلک نظر آتی ہے سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے
روایت کی کہ مدہامتان یعنے خوب سبز ہین (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہے کہ ابن عباسؓ نے اشارہ کیا کہ مدہام سے اُنکی سیاہی بیان کرنا منظور
نہین ہے بلکہ درحقیقت انکی سبزی وتازگی کا بیان منظور ہے کہ اُنمین پانی کی سیرابی سے انتہا درجہ کی سبزی ہے اور بہت گنجانی سے اُن مین
ایک قسم کی سیاہی نظر آتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جنت کے درخت بھی دائمی باقی ہین اور اُنکے واسطے خزان نہین ہے تو اُنکے پتے ہمیشہ
گنجان رہتے ہین۔ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ پھر تم دونون فریق اپنے رب کی نعمتون مین سے کسکو جھٹلاتے ہوف بلکہ شکر کرو کہ جسنے
تمکو ان جنتون کی جانب ہدایت فرمائی اگر تم اُسکی توحید کرو خطیبؒ نے لکھا کہ سبزی جب بدرجہ کامل ہوتی ہے تو آنکھ پر ایک قسم کی سیاہی
کی جھلک نظر آتی ہے چنانچہ یہ بات مشاہدہ سے معلوم ہے اور اسیوجہ سے عراق کے گرد ونواح کو سواد عراق یعنے سیاہی عراق کہتے ہین کیونکہ
اُسکے نواح مین بوجہ شادابی کے درختون کی کثرت ہے رازیؒ نے لکھا کہ تحقیق یہ ہے کہ ابتدائی رنگ سفید ہوتا ہے اور انتہائی رنگ
سیاہ ہے کیونکہ سفید تو ہر رنگ کو قبول کرتا ہے اور سیاہ جب بدرجہ کمال پہونچ گیا تو وہ کسی رنگ کو قبول نہین کرتا (سراج) ابو ایوب
انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مدہامتان کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ سبز وتروتازہ ہین
(الطبرانی وابن مردویہ) شاید ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو شبہہ ہوا کہ جنت کے درخت سیاہ ہونگے کیونکہ مدہام کے بظاہر یہی معنے ہین پس
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو آگاہ فرمایا کہ اس سے اُنکی کمال سبزی مراد ہے (ف) ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یہی تفسیر ابن عباس وابو ایوب
انصاری وعبد اللہ بن الزبیر وعبد اللہ بن ابی اوفی وعکرمہ وسعید بن جبیر وعطا وعطیہ وحسن بصری ویحیی بن رافع وسفیان الثوری وغیرہ
سے منقول ہے اور محمد بن کعب القرظیؒ نے کہا کہ مدہامتان یعنے سبزی مین ڈوبی ہوئی ہین قتادہؒ نے کہا کہ نہایت تازگی سے کمال سبزی
مین لہلہاتے ہوے گنجان ہین ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جب شاخین نہایت سبز وگنجان ہون تو نظر اچھی طرح
نہین کام دیتی بلکہ سیاہی کی جھلک نظر آتی ہے پھر دیکھنا چاہیے کہ اول دونون جنتون کو فرمایا ذواتا افنان یعنے اُنکی شاخین تروتازہ
سب لذتون کی جامع ہین اور یہان دونون کو مدہامتان فرمایا ہے پس اول افضل ہین اسیطرح اول دونون کی تعریف مین فرمایا فیهما
عینان تجریان۔ ان دونون جنتون مین دو نہرین جاری ہین جنتی نہرون کی خوبی سابق مین بیان ہوچکی ہے اور یہان فرمایا۔ فِیْهِمَا
عَیْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ ان دونون مین دو نہرین نضاخہ یعنے لبریز روان ہین پھر تم دونون گروہ
جن وانس اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہوف جسنے تمکو انکی جانب ہدایت فرمائی بلکہ شکر کرو اور اللہ تعالےٰ کی توحید
وعبادت کرو ابن کثیرؒ نے کہا کہ اول دونون جنتون کی نہرین جاری ہین اور یہ صفت بہ نسبت نضاخہ کے اقوی ہے علی ابن ابی طلحہ
نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ نضاختان یعنے فیاضتان ہین مترجم کہتا ہے کہ عرب اپنے محاورہ مین فیضان بمعنے سیلان بولتے ہین
یعنے دونون بہتی ہین ضحاکؒ نے کہا کہ نضاختان یعنے بھری ہوئی ہین کبھی کم نہین ہوتی ہین (ابن کثیرؒ) یہان نضخ آخر حاء مہملہ [illegible]

Marfat.com

آنکا پانی منقوطہ ولغت مین نضخ بحاء مہملہ چھڑکنے کے معنے ہین اور نضخ بجائے معجمہ زیادہ قوی ہے جسکے معنے جوش مارنا حسنؒ ومجاہدؒ نے کہا کہ اللہ تعالے کے جنتی بندون پر دونون نہرین نضخ کرینگی یعنے مشک وعنبر وکافور چھڑکینگی بعض نے کہا کہ انسے ہر طرح کی خیر وبرکت ان کے گھرون مین پہونچیگی (ف س) اور سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ اقسام کی لذیذ چیزین انکے یہان پہونچاوینگی (س) مترجم کہتا ہے کہ نہر کے مناسب جو امور راحت وآرام وعیش کے قسم سے ہین وہ سب انسے حاصل ہین اور باقی فواکہہ وغیرہ خود درختون سے حاصل ہین پس نضاخہ انکی صفت باعتبار ذاتی خوبی کے ہے واللہ تعالے اعلم (م) ابن کثیرؒ نے کہا کہ اول دونون جنتون کی صفت مین فرمایا فیہما من کل فاکہۃ زوجان انمین ہر فواکہہ سے جوڑے ہین اسمین ہر قسم کے لذیذ فواکہہ باعتبار ذات وصفات وغیرہ کے اعلی درجہ پر ہین اور یہان اسکے قریب قریب فرمایا۔ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۔ ان دونون جنتون مین فاکہہ ودرخت خرما وانار ہین پھر تم دونون گروہ اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف اس آیت مین تین چیزین بیان فرمائین فاکہہ ونخل ورمان اور فاکہہ پر نخل ورمان کو عطف کیا اور معطوف ومعطوف علیہ مین جدائی ہوتی ہے اسیواسطے ابو حنیفہؒ نے کہا کہ نخل ورمان فواکہہ مین سے نہین ہین چنانچہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ فواکہہ نہ کھائیگا پھر اسنے خرما یا انار کھایا تو قسم مین جھوٹا نہ ہوگا اور صاحبینؒ نے کہا کہ نہین بلکہ قسم مین جھوٹا ہو جائیگا اور یہی جمہور علمائے کا قول ہے خطیبؒ نے کہا کہ فاکہہ عام ہے اور نخل ورمان خاص ہین پس دونون مین فقط عام وخاص ہونیکا فرق ہے پھر خرما وانار دونون مین فاکہہ کے معنے بھی ہین اور غذا کے معنے بھی ہین کہ روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہے پس عام پر خاص کا عطف ہے کیونکہ عام فواکہہ سے ان دونون کو خصوصیت وفضیلت حاصل ہے جیسے قولہ تعالے ملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال الآیہ کیونکہ جبرئیل ومیکال بھی ملائکہ مین سے ہین مگر خاص ہونے کی وجہ سے علیحدہ بیان کیا گیا اور جیسے قولہ تعالے حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطی۔ اسمین بھی نماز وسطی کو سب نمازون پر عطف کیا گیا (س) امام بخاری وغیرہ نے کہا کہ فاکہہ عام ہے اس پر نخل ورمان کو خاص کر عطف کیا تا کہ ان دونون کی بزرگی ظاہر ہو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کچھ یہودیون نے آکر عرض کیا کہ اے ابو القاسم کیا جنت مین فواکہہ ہین آپ نے فرمایا کہ اسمین فواکہہ ونخل ورمان ہین ان لوگون نے عرض کیا کہ کیا جنتی لوگ اسیطرح کھائینگے جیسے دنیا مین کھاتے ہین آپ نے فرمایا کہ ہان بلکہ اس سے کئی گونہ زیادہ کھائینگے یہودیون نے کہا کہ پھر قضاے حاجت کے واسطے بھی جائینگے آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ انکو پسینہ آئیگا یعنے جس سے مشک کی خوشبو آویگی (رواہ عبد بن حمید) ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خرماے جنت کی شاخون سے اہل جنت کا لباس حاصل ہوگا اور اسی سے انکے زیور ہونگے اور یہ سب سرخ سونا ہین اور اسکی پیڑی زمرد سبز ہے اور اسکا پھل شہد سے زیادہ شیرین اور مسکہ سے زیادہ نرم ہے اور اسمین گٹھلی نہین ہے (ابن ابی حاتم بسند جید) اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے جنت کی جانب نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ اسکا انار بہت بڑا ہے کہ اونٹ مع قتاب کے مانند ہے (ابن ابی حاتم) یہ ابن کثیرؒ کی تفسیر مین مذکور ہے اور بغویؒ نے ذکر کیا کہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ خرماے جنت کی پیڑی زمرد سبز ہے اور اسکے پتے سرخ سونا ہین اور اسکی شاخ یعنے چھال سے اہل جنت کا لباس ہے اور اسی سے انکا زیور حاصل ہوگا اور اسکے پھل مثل مٹکے وچرس کے ہین کہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیرین اور مسکہ سے زیادہ نرم ہین جنمین گٹھلی نہین ہے اور روایت ہے کہ جنت کا انار اسقدر بڑا ہے کہ مقتب اونٹ کی کھال مین بھر جاوے اور روایت ہے کہ نخل جنت مین گودھین ہین اور اسکے پھل مثل مٹکے کے ہین اور جب کوئی گودھ توڑی جاوے

Marfat.com

تو فوراً اُسکی جگہ دوسری قائم ہوجاتی ہے اور ہر گودھ بارہ گز کی لمبی ہے (السراج) مترجم کہتا ہے کہ علما مین دو گروہ ہین کہ آدم علیہ السلام
جس جنت سے نکالے گئے وہ دنیا مین کسی جانب تھی یا جنت آسمانی تھی جسمین قیامت کے بعد اہل ایمان داخل ہونگے اور مترجم لُباب …
اول کی تفسیر مین اسکو مفصل بیان کیا ہے اور مصنفین اخوان الصفا کا قول یہ ہے کہ یہ جنت جانب مشرق زمین سے بہت بلند کوہ یاقوت پر
واقع تھی جہان کسی بشر کا گذر نہین ہوسکتا اور کوہ یاقوت اُسکو سب طرف سے محیط ہے اور اُسکے پھل بہت لطیف و شیرین ہین اور اُسکے جانور
بہت خوبصورت و دراز قد ہین۔ ھ۔ شیخ ابن القیم نے بھی حادی الارواح مین اسی جانب میل کیا کہ وہ جنت دنیاوی تھی لیکن قول سابق
سے اسکے معنے ظاہر ہوگئے یعنے جنت دنیاوی سے یہ مراد نہین ہے کہ وہ زمین کے کسی گوشہ مین واقع تھی جیسے یہود و نصاری وغیرہ جماعت کثیر
نے گمان کیا ہے بلکہ اسکے معنے یہ ہین کہ وہ آسمان کے نیچے اسی عالم دنیا مین واقع ہے لیکن زمین سے اتنی دور بلند ہے کہ زمین کو اُس سے
کوئی تعلق نہین ہے اسیواسطے جب آدم علیہ السلام کو وہان سے نکلنے کا حکم دیا تو فرمایا۔ قلنا اہبطوا منہا جمیعا۔ اور ہبوط کے معنے بلندی
سے نیچے گرنے کے ہین اسیواسطے بعض نے گمان کیا کہ وہ جنت آسمانی تھی جہان سے زمین کی جانب ہبوط کا حکم ہوا لیکن قول سابق سے
یہ دغدغہ رفع ہوگیا کیونکہ کوہ یاقوت کی بلندی سے زمین کی جانب نزول کا حکم دیا گیا پھر قیامت کے بعد اللہ تعالے اپنے مومنین بندونکو
ایسی جنت مین داخل فرماویگا جو دار آخرت مین پیدا کی گئی ہے۔ ھ۔ بالجملہ اس جنت مین فاکہہ و نخل و رمان ہین قرطبیؒ نے کہا کہ فاکہہ
کے بعد نخل و رمان کو اسواسطے مکرر فرمایا کہ یہ دونون اُس زمانہ مین عرب کے نزدیک نفاست مین بمنزلہ گیہون کے تھے اسواسطے کہ اکثر
غذا اُنکی نخل سے تھی اور انار مثل پھلون کے تھے پس حاجت کی وجہ سے یہی زیادہ جمائے جاتے تھے اور فواکہہ عرب کے یہان طرح طرح
کے پھلون سے تھے جنکو پسند کرتے تھے اور مکہ سے مدینہ تک بلکہ یمن کی زمین متصلہ مین بھی یہی چیزین زیادہ تھین پس فواکہہ کو علیحدہ بیان
فرمایا اور نخل و رمان کو علیحدہ بیان کیا اور بعض نے کہا کہ نخل کا خرما بطور غذا کے بھی کھایا جاتا ہے اور بطور لذت کے فاکہہ بھی ہوتا ہے اور
انار سے تفکہ بھی ہے اور دوا بھی ہے پس یہ دونون چیزین فواکہہ مین سے نہین ہوئین (سراج) مترجم کہتا ہے کہ جب عقل و نقل سے یہ بات
مدلل معلوم ہوگئی کہ جنت مین ہر چیز جو متفرق ملکون مین نفیس و لذیذ سمجھی جاتی ہے موجود ہے بلکہ جو کچھ جی چاہے سب موجود ہے تو جو کچھ
بیان فرمایا وہ بطور نمونہ و مثال کے ہے اور دنیا و آخرت کے میوہ جات مین صرف نام ہی نام ہے ورنہ خوبی مین نقل و اصل کا فرق ہے پس
اسی نظر سے آیات کی تفسیر کو سمجھنا چاہیئے پھر ان دونون جنتون مین پانی و درختون کی تروتازگی اور آب و ہوا کی لطافت اور میوہ جات کی
خوبیون کے ساتھ دوسری خوبیان بھی حاصل ہین جیسے قولہ تعالے فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ ان جنتون
مین بہتر عورتین خوبصورت ہین پھر تم دونون گروہ اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ
مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ خیرات حسان کیا ہین آپ نے فرمایا کہ اخلاق مین خیر ہین اور شکل و صورت مین حسین ہین
حکیم ترمذیؒ نے کہا کہ اُنکے خیر ہونے کو کیونکر قیاس کیا جاوے کیونکہ اللہ عز و جل نے اُنکو خیر و خوبی کے واسطے چھانٹا پس اپنے اختیار سے
اُنکو پیدا فرمایا پھر اُنکا حسن بیان کیا پس خالق عز و جل اُنکا حسن بیان فرماوے تو غور کرلے کہ تیرا قیاس وہان کیونکر پہونچ سکتا ہے
رازیؒ نے کہا کہ ظاہر مین حسین ہین اور باطن مین خیر ہین۔ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ فِي الْخِيَامِ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ حورین
اپنے خیمون مین کہ اپنی نگاہین فقط ایک حد پر کوتاہ کرنے والیان ہین پھر تم اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف خطیب
کہ انھین خیرات حسان کا وصف ہے کہ وہ حور ہین یعنے خوبصورتی کے ساتھ گوری اور سیاہ آنکھون والیان ہین اور مقصورات …

ان شہرون پر اپنی نگاہ کو مقصور رکھتی ہین اور انسے تجاوز نہین کرتی ہین فی الخیام یعنے انکے رہنے کے واسطے حجلہ بنے ہین اور وہ موتی
کے بنے ہین آراستہ پیراستہ ہین جو اللہ تعالے نے قدرتی پیدا فرمائے ہین یعنے دنیا کی بنائی چیزون پر انکا قیاس غیر ممکن ہے اگر کہا جاوے کہ حجلہ
مین ہونا کیا وصف ہے جواب یہ کہ وہ گلی کوچے بازارون مین پھرنے والیان نہین ہین اور جو لوگ حیادار اور لطیف مزاج ہین وہ اس وصف کو
بہت خوبی خیال کرتے ہین بخلاف دنیاوی کفار کے جنکا حال معلوم ہے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ خیرات جمع خیرہ یعنے وہ صالحہ عورت کہ سیرت
اچھی اور صورت مین اچھی ہو اور یہی جمہور مفسرینؒ نے بیان کیا اور یہی حضرت ام سلمہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے پھر
ان جنتی عورتون کی تعریف مین بیان فرمایا حور مقصورات فی الخیام اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ پہلی جنتین بہتر تھین کیونکہ انکی حورون کو فرمایا
قاصرات الطرف اور یہان فرمایا مقصورات اور یہ بات معلوم ہے کہ قاصرات و مقصورات مین قاصرات افضل ہے اسواسطے کہ قاصرات الطرف
کے یہ معنے ہین کہ عورتین بذات خود اپنی نگاہ کو قاصر و کوتاہ کرنے والیان ہین اور مقصورات کے یہ معنے ہین کہ ان عورتون کی نگاہ مقصور کوتاہ
کیگئی ہے اور ان دونون مین فرق ظاہر ہے کیونکہ قاصرات کی ذات ایسی خوبی پر واقع ہوئی ہے کہ انکی نگاہ خود بخود کوتاہ ہے اور مقصورات مین
یہ بات نہین ہے کیونکہ انکی نگاہ کوتاہ کر دی گئی ہے پس پاکیزگی و پاکدامنی دونون مین حاصل ہے لیکن قسم اول مین افضل ہے بالجملہ حاصل یہ ہے کہ
باوجود کھانے پینے و باغ و محل کی نعمتون کے انکے ساتھ مین انکی زوجات نفیسہ پاکدامن بھی موجود ہونگی اور انکے واسطے عروسی حجلہ بھی شاہانہ
تجملات سے بہتر ہونگے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے واسطے خیرہ یعنے خوبصورت پاکیزہ سرشت عورت ہوگی
اور ہر حور کے واسطے ایک خیمہ ہوگا اور ہر خیمہ مین حجلہ کے تختگاہ اور چالیس دروازے ہونگے اور ہر دروازے سے اسکے واسطے فرشتے تحفہ و کرامت
لیکر آیا کرینگے اور ہر روز نیا تحفہ دنیا ہدیہ و کرامت ہوگی ان عورتون کی خوبیان بیان سے باہر ہین انکی پاکیزگی بے مثل ہے وہ ادھر ادھر
اپنے صاحب کے لئے بناؤ سنگار کرکے نہین پھرینگی اور نہ کسی اجنبی پر اپنی نگاہ اٹھاوینگی انکے بدن یا منھ سے کسی قسم کی بدبو نہوگی وہ حور عین ہین
گویا موتیون مین در یتیم ہین جو اپنی سیپ مین موجود ہو کہ کسی ہاتھ نے اسکو کبھی نہین چھوا (ابن ابی حاتم) اور عبد اللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین موتی کا خیمہ ہوگا وہ مجوف موتی کا خیمہ پیدا کیا گیا ہے جسکی چوڑائی ساٹھ میل تک ہے
اور اسکے حجلات مین جنتی مومن کی زوجات ہونگی جنکے پاس وہ دولہا کے طور پر جایا کریگا اور باوجود اس صفائی کے ایک دوسرے کو نہین
دیکھینگے (بخاری و مسلم) اور معنے یہ ہین کہ جسوقت وہ ایک زوجہ کے پاس آئیگا تو اسوقت دوسری زوجات کی نظر اسپر نہین پڑیگی اور ابو الدرداء
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس خیمہ مین موتی کے ستر دروازے ہونگے (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہے کہ یہ شاید عام درجہ کے مومنون کا حال ہے ورنہ
ہر ایک کے واسطے طرح طرح کے خیمہ اور قصر و مکانات حاصل ہونگے چنانچہ ابن عباسؓ نے قولہ تعالے فی الخیام کی تفسیر مین کہا کہ یہ موتی کے قبہ ہین
اور جنت مین بعض شخص کے واسطے چار فرسخ مربعہ موتی کا قبہ ہوگا جسمین چار ہزار سونے کے دروازے ہونگے (ابن ابی حاتم) مترجم
کہتا ہے کہ دنیا کی طرح بنائی ہوئی چیزین نہین ہین بلکہ اللہ تعالے نے انکو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا ہے اسیواسطے جن و انس کو تنبیہ فرمائی کہ
اللہ عز و جل نے تمکو ایسی نعمتون کی جانب ہدایت فرمائی پھر تمہارے جھٹلانے کے کیا معنے ہین مترجم کہتا ہے کہ اس مقام پر ہم کہتے ہین کہ کافرون نے
جو جھٹلایا حالانکہ انکو اسطرح غور کرنا چاہیئے کہ اگر وہ لوگ اسکو سچا مان لین اور جھٹلانا چھوڑ دین تو یہ بات ظاہر ہے کہ جس پلید دنیا مین وہ
گرفتار ہین اور تمام عمر اسکے حاصل کرنے مین برباد کرتے ہین پھر بھی چند روز کے بعد ضائع چھوڑ کر مرجاتے ہین حالانکہ رب عز و جل نے انکو
جنت کی جانب ہدایت فرمائی جسکی نظیر اس دنیا مین کسی طرح حاصل نہین ہو سکتی ہے اور ان پر کوئی مشقت نہین رکھی بلکہ لا الٰہ الا اللہ و

Marfat.com

محمد رسول اللہ کا اقرار لیا اور اس اقرار مین انکو کوئی وجہ تردد کی نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے ہی انکا خالق ومالک ہے پھر ان ۔۔۔ نہین ہے کہ اللہ تعالے کی نعمت کو جھٹلاوین مگر کافر اسوجہ سے جھٹلاتے ہین کہ یہ باتین اُنکے قیاس سے باہر ہین ہم پوچھتے ہین کہ خالق عزوجل کی قدرت کاملہ مین انکو شک ہے کہ ایسا پیدا کرنا غیر ممکن ہے اور یہ انتہاے حماقت ہے کیونکہ اگر ایک پھول پر غور سے نگاہ کرے تو اسکی سمجھ مین آ جاوے کہ اللہ تعالے کی قدرت مین یہ نہایت آسان ہے پھر انکار کی کوئی وجہ نہین ہے سوائے اسکے کہ خبثِ نفس کی بدبختی نے انکو گھیر لیا جو پیغمبر علیہ السلام نے جس نعمت کی انکو ہدایت فرمائی اُسمین انکا کچھ نہین بگاڑا سوائے اتنی بات کے کہ اُنکو فحش ونجس باتون سے منع فرمایا لیکن اپنی جبلی نجاست کی وجہ سے ان چیزون پر ایسے فریفتہ ہین کہ اُنکو چھوڑنا اپنی موت خیال کرتے ہین پس جب یہ حال ہے تو ایسے نجس لوگون کے واسطے یہ پاکیزہ نعمتین بھی غیر ممکن ہین یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالے کا کلمہ توحید انکی زبان سے نہین نکلتا جس سے یہ نعمتین حاصل ہوتی ہین اور اہل ایمان کے واسطے یہ مقام عبرت ہے لہذا وہ لوگ اپنے رب عزوجل کی جناب مین نہایت عاجزی والحاح سے عرض کرتے ہین کہ اے رب ہم تیری نعمتون مین سے کسی نعمت کو نہین جھٹلاتے ہین پس سب حمد وثنا تیرے ہی واسطے ہے اور جب اپنی توحید سے اس نجاست سے پاک ہو جاتے ہین جسمین کفار گرفتار ہین تو اُنکے نزدیک یہ بات نہایت ہی آسان نظر آتی ہے کہ اللہ تعالے نے ان نعمتون کو پیدا فرمایا بلکہ وہ خوب سمجھتے ہین کہ اللہ عزوجل کی قدرت اس سے بہت زیادہ ہے جو ہم قیاس کرتے ہین اور یہ بات صحیح ہے اسلئے کہ جنت کی حور وقصور کی کیفیت زیادہ سے زیادہ کسی پاکیزہ عاقل کے خیال مین آئی درحقیقت جنت اس سے بہت اعلی ہے کیونکہ اسکا قیاس اس جہان سے کسیطرح تجاوز نہین کر سکتا اور جنت دوسری جہان کی چیز ہے بلکہ اُس جہان مین جو نعمتین ہر روز بڑھتی جائینگی اُنکا بیان نہین کیا گیا بلکہ جو نعمتین انبیا و اولیا کو ابتدائً حاصل ہونگی اُنکا بیان بھی نہین فرمایا کیونکہ کفار پلید بدحواس تو عام مومنون کے ابتدائی نعمتون کو سمجھنے سے عاری ہین لہذا اعلی نعمتون کی نسبت آیت وحدیث مین یہی فرمایا کہ ایسی نعمتین ہین جنکو کسی آنکھ نے نہین دیکھا اور کسی کان نے نہین سُنا اور کسی دل پر اُسکا تصور بھی نہین گذرا۔ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ۔ ان پاکیزہ زوجات کو اُنکے شوہرون سے پہلے کسی انسان وجن نے نہین چھوا ہے۔ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ۔ پھر تم دونون گروہ جن وانس اپنے رب کی نعمتون مین سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو حالانکہ جنے تمکو ایسی نعمتین حاصل ہونے کی ہدایت فرمائی فقط اتنی بات پر کہ تم اپنے پیدا کرنے والے خالق ومالک کی الوہیت پہچانلو اور لا اله الا الله محمد رسول الله دل سے مانو یہ نہایت آسان کلمہ ہے اور بالکل سچ ہے پس اُس شخص کے حال پر افسوس ہے جو دنیا مین ایسے آسان کلمہ سے انکار کرے اور ان نعمتون کو چھوڑے اور جب آخرت کا عذاب شدید سامنے آوے تو بہت الحاح وعاجزی سے التجا لاوے کہ مین تمام دنیا وما فیہا اس عذاب کے فدیہ مین دینا منظور کرتا ہون اور مجھے ایک مرتبہ اس عذاب سے نجات ملے لیکن وہ جھوٹا ہے کہ اسوقت دنیاوی زندگی مین بہت آسان کلمہ اور بالکل سچا کلمہ اُسکو سکھلایا جاتا ہے اور اسکے عوض اُسکے دنیاوی مال سے ایک کوڑی بھی نہین لیجاتی ہے تو بھی وہ اپنی شہوت وخودرائی وتکبر سے اسکو نہین مانتا پس مبارک اُن بندون کو جنھون نے اپنے رب عزوجل کی الوہیت کا اقرار کیا اور اپنے گناہون سے مغفرت مانگی تو عذاب شدید سے چھوٹے اور ایسی نعمتون مین پہونچے جنکا تصور بھی خیال مین نہین آتا ہے ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین جو بندہ سب سے کم درجہ مین ہے اُسکی یہ شان ہوگی کہ اسی ہزار خادم اُسکی خدمت کرینگے اور بہتر جنتی حورین اُسکی زوجات ہونگی اور اُسکے محل وقصور مین سے اُسکا ایک قبہ موتی وزبرجد ویاقوت کا اسقدر وسیع ہوگا جیسے جابیہ سے صنعا تک (رواہ الترمذی)، یہ ابن کثیرؒ کی تفسیر مین ہے اور خطیبؒ نے لکھا کہ حکیم ترمذیؒ نے اپنی کتاب مین لکھا کہ ہمکو یہ روایت پہونچی ہے کہ

درخت کے نیچے ایک سحاب نفیس نورانی پیدا ہوگا اور اُسکے قطرات رحمت سے حور العین پیدا ہوتی جائینگی اور نہرون کے کنارے اُن کے رہنے کے واسطے جابجا ایک میل چوڑا مجوف موتی کا قبہ پیدا ہوگا اور جب اللہ تعالے کا ولی بندہ یعنے مومن بندہ اپنے خیمہ مین داخل ہونا چاہیگا تو اسی وقت ایک دروازہ پیدا ہوکر کھل جائیگا تاکہ اُسکو معلوم ہو کہ اُسکی زوجہ کو ملائکہ وخدام مین سے کسی نے نہین دیکھا (سراج) مترجم کہتا ہے کہ اہل جنت سب اہل حیا ہین کیونکہ ایمان وحیا ایک دوسرے سے جدا نہین ہوتے ہین اور جو روایت حکیم ترمذی نے لکھی شاید اس سے مراد یہ ہے کہ اہل جنت کے واسطے ہر روز جو نعمتین مزید پیدا ہونگی اور بڑھتی جاوینگی اُن مین سے ایک یہ بھی کیفیت ہے چنانچہ دوسری روایات مین بھی اسی قسم کے نظائر وارد ہوئے ہین مثلاً اہل جنت اپنی مجلس مین جمع ہونگے کہ ناگاہ اُنکے واسطے اللہ تعالے کی طرف سے تحفہ آویگا اور اسیطرح نورانی سحاب سے حور عین وغیرہ پیدا ہونگی اور حکیم ترمذی کی روایت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حورون کی پیدائش جو اس سحاب سے ہوگی باوجود عام جلسہ کے اس خوبی کے ساتھ ہوگی کہ باران رحمت کے ہر قطرہ سے ایک قبہ ظاہر ہوگا جسکے اندر وہ حور بیمثل پیدا ہوگی تاکہ اُسپر دوسرون کی نظر نہ پہونچے (فائدہ) حور جنت کی اصلی خوبی قیاس مین آنا غیر ممکن ہے لیکن بطور نمونہ کے احادیث مین فی الجملہ بیان وارد ہوا ہے جیسے حور اگر اس افق آسمان سے اپنی چھنگلیا ظاہر کرے تو اُسکے زیور کی نورانیت سے مشرق سے مغرب تک روشن ہوجاوے اور اُسکی خوشبو سے یہ تمام افق اعظم اس دنیا تک معطر ہوجاوے پھر یہ بات ظاہر ہے کہ نیک وپاکیزہ عورتین جو دنیا مین ایمان لائی ہین وہ جنت مین معزز ومکرم ہونگی اور لامحالہ مرد مومنین مین سے اُنکے ازواج ہونگے خواہ دنیا مین دونون کا نکاح تھا یا جنت مین اللہ تعالے اُنمین نکاح فرماویگا اسی قیاس سے صاحب درمختار نے لکھا کہ نکاح ایسی شریعت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جنت تک ہمارے لئے باقی ہے حالانکہ جسطرح عقد نکاح دنیا مین مع گواہ ہوتا ہے اسطرح جنت مین ہونا بعید ہے اسواسطے کہ یہان گواہون کی حاجت فقط اعلان کے واسطے ہے تاکہ زنا سے فرق ہوجاوے اور وہان اسکی کوئی حاجت نہین ہے بہرحال یہان اس بیان سے غرض یہ ہے کہ زوجہ مومنہ کا حسن وجمال زیادہ ہوگا یا حور جنت کا حسن وجمال زیادہ ہوگا جواب یہ کہ اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ حور العین کو حسن وجمال کی راہ سے زیادتی حاصل ہوگی اسلئے کہ قرآن وحدیث مین انکا وصف جمیل مذکور ہے اور اس دلیل سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے جنازہ کی نماز مین جو دعا فرمائی اُسمین یہ بھی فرمایا (وَاَبْدِلْہُ زَوْجاً خَیْراً مِّنْ زَوْجِہٖ) یعنے اے رب اس بندے کے واسطے اسکی زوجہ سے بہتر زوجہ بدل دے۔ پس اسمین دلیل ہے کہ اسکی دنیاوی زوجہ سے بہتر آخرت کی زوجہ حاصل ہوئی قول دوم یہ کہ انسانی مومنہ زوجہ بہ نسبت حور العین کے حسن وجمال مین افضل ہوگی بلکہ ستر ہزار گونہ افضل ہوگی اور یہ بات ایک حدیث مین بھی روایت کی گئی ہے اور بعض علماء نے کہا کہ حور العین جنکا وصف قرآن وحدیث مین مذکور ہے وہ درحقیقت یہی مومنہ عورتین ہین جنھون نے دنیا سے ایمان وصلاحیت پر انتقال کیا پس اللہ تعالے اُنکو آخرت کی زندگی مین نہایت خوبصورت پیدا کریگا اور یہ قول حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے بھی روایت کیا جاتا ہے شیخ ابن عادل رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ دین مین مشہور بات یہ ہے کہ حور العین یہ دنیاوی عورتین نہین ہین بلکہ جنت کی مخلوقات ہین چنانچہ اللہ تعالے نے اُنکی صفت مین فرمایا لم یطمثہن انس قبلہم ولا جان پس اگر دنیاوی عورتین ہون تو اُن پر یہ بات صادق نہین آتی کیونکہ اکثر اُون مین کی موطوءہ ہوتی ہین چنانچہ اگر انسانیہ عورتین ہین تو وہ آدمیون کی جنت ہوچکی ہین اور اگر جنیہ ہین تو جنون کی جنت ہوچکی ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات صحیح نہین ہے کہ یہی دنیاوی مومنہ عورتین آخرت مین حور العین ہوجاوینگی بعض علماء نے کہا کہ اسکا جواب یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالے نے جو اُنکا یہ وصف فرمایا کہ جنتیون سے پہلے ان عورتون کو کسی جن وانس نے نہین

چھوا تو اس سے یہ مراد ہے کہ آخرت میں پیدا ہونیکے بعد کسی جن وانس نے نہیں چھوا (السراج) مترجم کہتا ہے کہ [illegible]
ہے کہ دنیاوی مومنات عورتیں جب آخرت کی خلقت میں پیدا کیجائینگی تو بیشک انکا حسن وجمال ایسی شان پر ہوگا [illegible]
بمقابلہ حور العین کسی قسم کا رشک ہو اور اپنے خاوندوں کی نظر میں معزز ومحترم ہوں اسوجہ سے کہ دنیا میں ان عورتوں نے [illegible]
اور کمی عقل کے اپنے رب عز وجل کی توحید وبندگی کے ساتھ قیام کیا اور شیطان کے ساتھ معارضہ ومجادلہ کیا حتی کہ شیطانی [illegible]
اور اسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنی بخشش ورحمت سے مومنہ عورتوں کو بھی جنت میں داخل فرمائیگا اور جنت میں داخل کرنا
آخرت کا کمال اعزاز واحترام ہے پس لامحالہ انکے حق میں کوئی کمی نہوگی اور حور العین اگرچہ جنتی مخلوقات ہیں لیکن دنیاوی تکلیفات سے
بچی رہیں تو مومنات صالحات کے ساتھ انکا مقابلہ نہیں ہوسکتا واللہ تعالےٰ اعلم اور یہ بات بعید ہے کہ یہی مومنات ہی آخرت کی زندگی میں
حور العین ہوجائینگی اسواسطے کہ مومنات صالحات جو جنت میں جاوینگی وہ بہت کم ہیں اور جہنم کی رہنے والیاں البتہ عورتیں زیادہ ہیں پس
جنت میں مردوں کی کثرت ہوگی پس اگر مومنات عورتیں ہی حور العین ہوں تو ہر مرد کو ایک عورت بھی نہ ملیگی اس سے صاف ظاہر ہے
کہ حور العین دنیاوی عورتیں نہیں ہیں ذکرہ القرطبی ایضاً پس اس مسئلہ میں حاصل یہ ہے کہ ہر مرد مومن کو حور العین ملینگی اور وہ جنتی مخلوقات
ہیں اور مومنات صالحات جو جنت میں داخل ہونگی ان سے افضل ہیں ہاں ایک احتمال باقی ہے کہ شاید مومنات صالحات باعتبار درجہ
وکرامت کے افضل ہوں اور ظاہری حسن صورت میں حور العین ان سے زیادہ ہوں ولیکن مومنات صالحات کو رشک وحسد اس وجہ سے
نہوگا کہ وہاں نفسانی مادہ کدورت باقی نہیں ہے واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب پھر اہل جنت ان نعمتوں کے ساتھ شاہانہ مسند پر بیٹھینگے چنانچہ
فرمایا مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ جنتی لوگ رفرف سبز پر اور عبقری خوبصورت پر
تکیہ لگائے ہونگے پھر تم دونوں گروہ اپنے رب کی نعمتوں میں سے کس نعمت کو جھٹلاتے ہو ف رفرف لغت میں بمعنے بلندی ہے ابو عبیدہ نے
کہا کہ رفرف سے مراد فرش ہے اور یہی حسن بصری ومقاتل وضحاک وغیرہ کا قول ہے اور سفیان بن عیینہ نے کہا کہ رفرف نہالیاں
ہیں لیث بن سعد نے کہا کہ رفرف ایک قسم کا سبز لباس ہے اور زجاج نے کہا کہ بعضے کہتے ہیں کہ یہاں رفرف سے سبزہ زار جنت مراد ہے
اور اس قول کے موافق یہ معنے ہونگے کہ وہ لوگ سبزہ زار جنت پر تکیہ لگائے ہونگے ولیکن یہ قول بعید ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ عبقری سے مراد حاشیہ دار نہالیاں ہیں اور فراء نے کہا کہ نرم پر کار نہالیاں ہیں اور خلیل بن احمد نے کہا کہ عرب ہر جلیل عمدہ
فاخر چیز کو عبقری کہتے ہیں اگرچہ وہ آدمیوں میں سے ہو اور جوہری وابن الانباری کے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ عرب کے خیال میں
عبقر ایک شہر ہے جسمیں جن رہا کرتے ہیں پھر انھوں نے جس چیز کو نفیس نادر صنعت سے دیکھا جسکی خوبی سے حیرت ہو اسکو عبقر کی جانب
منسوب کر کے عبقری کہا یعنے گویا یہ انسانی صنعت سے باہر ہے بلکہ جنوں کی صنعت سے ہے (ف) امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ علی بن ابی طلحہ
نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رفرف مجالس ہیں اور یہی مجاہد وعکرمہ وحسن وقتادہ وضحاک وغیرہ سے مروی ہے اور علاء
بن زید نے کہا کہ تخت پر لٹکتے ہوئے مجالس کی طرح رفرف بچھایا جاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ گویا شاہانہ تخت پر جو فرش بچھایا جاتا ہے وہ
رفرف ہے اور بعض نے کہا کہ نہالچہ مراد ہے اور یہی عاصم وحسن بصریؒ سے منقول ہے مترجم کہتا ہے کہ کنارہ دار نہالچہ مقصود ہے جسکے
حاشیہ تخت سے لٹکتے رہیں پس دونوں قول کے ایک ہی معنے ہوئے اور ابو داؤد طیالسی نے باسناد جید سعید بن جبیرؒ سے روایت کی
کہ رفرف ریاض جنت ہیں مترجم کہتا ہے کہ شاید رفرف کے یہ بھی معنے ہوں لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ یہاں رفرف کی یہی تفسیر ہو اسواسطے

[illegible] ہے کہ اہل جنت رفرف وعبقری پر تکیہ لگائے ہونگے اور اسکے معنے یہ ہین کہ ان چیزون پر بیٹھکر تکیہ دیے ہوے ہونگے پس
عبقری پر بیٹھنا مقصود ہے لیکن رفرف یعنے سبزہ جنت پر بیٹھنا بعید نظر آتا ہے مگر آنکہ یون کہا جاوے کہ ریاض جنت مین تخت شاہانہ پر
[illegible] بیٹھینگے واللہ تعالے اعلم اور عبقری حسان کی تفسیر مین لکھا کہ ابن عباسؓ وقتادہ وضحاک وسدی رحمہم اللہ تعالے نے کہا کہ عبقری
نہالی ہے اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نہایت نفیس نہالی کو عبقری کہتے ہین اور مجاہدؒ نے کہا کہ وہ بھاری ریشمی دیباج کی ہوتی
ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ تعالے سے اسکی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ارے نادانو یہ جنتیون کا فرش ہے تم اسکی تفسیر مت پوچھو بلکہ اُسکے
حاصل ہونے کی کوشش کرو اور ایک روایت مین حسنؒ نے کہا کہ یہ تکیے ہین مترجم کہتا ہے کہ حسنؒ بصری رحمہ اللہ تعالے نے اشارہ فرمایا کہ
فرش ونہالی وغیرہ سے جو تفسیر بیان کیجاتی ہے یہ فقط اُسکی ظاہری صورت کی تصویر ہے ورنہ اُسکی حقیقی ماہیت کیسکے قیاس مین نہین آسکتی ہے
اسیواسطے یعقوب بن مجاہد نے صاف فرمایا کہ یہ جنتی کپڑے ہین جنکو کوئی شخص نہین پہچان سکتا ہے اور ابو العالیہ نے کہا کہ مخملی نہالیان ہین
کہ انکی خوبی کو کسکا قیاس پہونچ سکتا ہے قتیبیؒ نے کہا کہ ہر نفیس چیز کو خواہ مرد وعورتین ہون یا دوسری چیز ہون عبقری کہتے ہین چنانچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق مین فرمایا فلم ار عبقریا یفری فریہ۔ یعنے مین نے کسی عبقری کو نہ دیکھا کہ عمرؓ کے
مثل اپنی قوت سے پامال کرنے والا ہو مترجم کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ لوگون کے واسطے پہلے مین نے
ڈول سے پانی کھینچا پھر ابوبکرؓ نے کھینچا پھر عمرؓ نے اپنے ہاتھ مین لیا تو وہ ڈول بدلکر چرس ہوگیا اور عمرؓ نے ایسی قوت سے اُسکو کھینچا کہ لوگ سیراب
وآسودہ ہوگئے پس مین نے کوئی عبقری نہ دیکھا جو عمرؓ کے مثل ہوا اور یہ حدیث صحاح وغیرہ مین موجود ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ بہرحال
ان دونون جنتون کے لوگون کے واسطے رفرف سبز وعبقری خوب شاہانہ ناز ونعمت کے بچھونے ہین ولیکن پہلی دونون جنتون مین
اس سے بڑھکر ہے لیکن وہان فرمایا متکئین علی فرش بطائنہا من استبرق۔ چنانچہ اُنکے فرش کا استر استبرق بیان فرمایا اور اُسکے ابرہ کی
خوبی گویا بیان سے باہر ہے بلکہ آخر مین جزاء الاحسان سے درجۂ اعلی بیان فرمایا شیخؒ نے کہا کہ ہم اپنے رب عز وجل الکریم الوہاب سے بندون
کی طرح عاجزی کے ساتھ دعا مانگتے ہین کہ اپنے فضل ورحمت سے ہمکو بھی اول جنتین والون کے ساتھ کردے مترجم کہتا ہے کہ آمین یارب
آمین یارب آمین یارب۔ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔ پاک بزرگ نام تیرے رب ذو الجلال والاکرام کا ف یعنے
رب سبحانہ تعالے کی شان پاک یہ ہے کہ اُسکے بزرگ نام کی عظمت کیجاوے پس اُسکے حکم کی نافرمانی نہو اور اُسکی تعظیم کیجاوے پس عبادت
کرنا رہے اور اُسکا شکر ادا کیا جاوے پس کفر نہو اور اُسکا نام پاک یاد رکھا جاوے پس کبھی نہ بھولے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ذو الجلال
والاکرام یعنے صاحب عظمت وکبریائی ہے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عز وجل کو اعلی و
اجل کہے جاؤ وہ تمکو بخشدیگا (احمد) یعنے اللہ عز وجل کی عظمت وکبریائی کو دل مین رکھو پس اُسکی عظمت کے سامنے آسمان وزمین
وگناہ وغیرہ کوئی چیز بھاری نہین ہوسکتی ہے اور ایک حدیث مین مذکور ہے کہ اللہ ذو الجلال والاکرام کی جلال وعظمت کا یہ بھی اثر ہے کہ
آدمی بوڑھے مسلمان کی تکریم رکھے اور جسکو اللہ تعالے نے سلطان کیا اُسکی تکریم رکھے اور جسکو اللہ عز وجل نے قرآن اُٹھانے والا کیا ہے
اُسکی تعظیم رکھے لیکن نہ اسمین حد سے زیادہ غلو کرے اور نہ کوتاہی سے بے ادبی کرے (ابن کثیرؒ) مترجم کہتا ہے کہ قرآن کے اُٹھانیوالے
اول وہ عالم ہین جو دنیا جمع کرنے کی خواہش نہ کرتے ہون اور کسی سے روپیہ حاصل کرنے کی ہوس نہ کرتے ہون اور نہ کسی سے اپنے عالم ہونے کی
تعظیم چاہتے ہون اور اللہ تعالے کے فرائض وواجبات کی حفاظت رکھتے ہون پس ایسے لوگ اکسیر ہین اور بعد انکے جو لوگ قرآن کے

حافظ ہون اُنکی بھی تکریم رکھے اور اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو تو سب لوگ متفق ہوکر ادب کے ساتھ انکو فہمائش کریں جیسا ...
مین یہ بات واجب ہے کہ ایک دوسرے کو گناہ سے بچاوین اور ظاہر مین اور خفیہ ہر ایک کے لیئے مغفرت کی دعا مانگین ... واضح ہو کہ اس ...
مین اللہ تعالے کا ایک پاک نام مذکور ہے جسمین اسم اعظم کی خاصیت ہے اور وہ ذوالجلال والاکرام ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ تم لوگ دعا مین یاذا الجلال والاکرام سے لپٹے رہو (ابویعلی والترمذی واحمد والنسائی) اور اسکے معنے یہ ہین کہ الحاح وعاجزی کے ساتھ ... دعا مین
یاذا الجلال والاکرام کہا کرو تاکہ تمھاری مغفرت ہو اور دعا قبول ہو اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام
پھیرنے کے بعد اُس جگہ فقط اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ یہ کہتے اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام (صحیح مسلم وسنن) اور
ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار استغفار فرماتے اور کہتے کہ اللھم انت السلام ومنک
السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام (صحیح مسلم) خطیبؒ نے کہا کہ رب سبحانہ وتعالے نے تبارک اسم ربک فرمایا یعنے تیرے رب کا نام پاک
کمال رحمت وعظمت کے ساتھ بزرگ ہو پس جب نام پاک کی یہ شان ہے تو رب ذوالجلال والاکرام کی عظمت وکبریائی کے سامنے بندہ فنا ہے
پس نام پاک سے اسکو باقی رکھا پھر گویا اس نام پاک سے بندون کو آگاہ فرمایا کہ اس سورۂ مبارک مین جو نعمتین بیان ہوئین سب میرے نام پاک
کی برکت سے اور الرحمن کی عام رحمت سے تمھارے واسطے ظاہر ہوئین پس میرے نام پاک الرحمن کی رحمت مین سے یہ ہے کہ مین نے تمکو پیدا کیا
اور تمھارے واسطے آسمان وزمین ومخلوقات وجنت ودوزخ سبکو پیدا کیا (السراج) پس الرحمن ذوالجلال والاکرام کے نام پاک کو توحید کے
ساتھ یاد کرو تاکہ جیسے ابتدائے دنیا مین تمھاری پیدائش سے رحمت شروع ہوئی ہے اسیطرح آخر ابدالآباد تک رحمت سے سرفراز ہو جنکا نمونہ اس
سورۂ مبارک مین نازل ہوا ہے جس سے جنتیون کا شاہانہ عروس وعروج ظاہر ہے اسیواسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہے کہ ہر چیز کے
واسطے عروس ہے اور قرآن مجید کا عروس سورۂ الرحمن ہے (رواہ الثعلبی) تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام فـ۲ شیخ ابن العربیؒ نے اشارات
مین لکھا کہ قولہ تعالے ومن دونھما جنتان یعنے جنتین سابقہ کے ماورای ان سے قریب دو جنتین ہین پس کلمۂ دون بمعنے بعد یا غیر ہے جیسے قولہ تعالے
اتعبدون من دون اللہ یعنے غیر اللہ اور یہ دونون جنتین مقربین سابقین کیواسطے ہین اور اشارہ مین ایک جنۃ الروح ہے اور دوسری جنۃ الذات ہے
اور یہ مشاہدہ کے بعد مقام روح مین شہود ذاتی کے وقت عین الجمع مین ہے یعنے مقام الجمع مین جب مشاہدہ روحانی ہو تو شہود ذاتی کے وقت
اُسکا ظہور ہوتا ہے قولہ مدھامتان یعنے غایت تازگی وحسن ولہلہاہٹ کے ساتھ ہین قولہ فیھما عینان نضاختان۔ ان مین دو چشمے جوش
مارنے والے ہین اشارہ ہے کہ ایک علم توحید الذات ہے اور دوم توحید الصفات ہے یعنے علم فنا وعلم مشاہدہ کیونکہ ان دونون چشمون کا ظہور
انھین دونون جنتون مین ہے بلکہ یہ دونون علم مذکور دونون جنتون مذکورہ مین بھی جاری ہین لیکن انکا منبع انھین دونون جنتون سے
شروع ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخؒ نے بھی موافق تاویل حکیم الترمذیؒ کے دونون جنتون سابقہ سے ان دونون جنتون کو اعلی قرار دیا گویا
بیان مین پہلے کمال حاصل ہوا پھر ان کے بعد کمال اعلی حاصل ہوا واللہ تعالے اعلم قولہ فیھما فاکھۃ اس فاکہہ کی کنہ حقیقت کسی طرح
معلوم نہین ہو سکتی اور کوئی اسکا اندازہ نہین کر سکتا ہے کیونکہ یہان انواع مشاہدات وانوار تجلیات وسبحات الذات ہین جو وہم و
خیال سے بلکہ عقل کی مجال سے اعلی واجل ہین قولہ ونخل یہ قسم طعام وتفکہ ہے اور اشارہ ہے کہ مقام روح مین اسکی غذا وفرحت کے
واسطے مشاہدہ انوار وتجلیات جمال وجلال ہے قولہ ورمان اس مین تفکہہ ودوا دونون کا مزہ ہے پس یہ مقام عین الجمع مین جنت
ذاتی ہے یعنے شہود ذاتی اسطرح حاصل ہوتا ہے کہ بندہ اپنی خودی سے محض فانی ہو جائے تب یہ انار بیدانہ حاصل ہوا اور اُس کو طعام

Marfat.com

حاصل ہوتا ہے اور جو تلوین کا بقیہ تھا جسکو ایک قسم کا مرض تصور کرنا چاہیئے اسکی دوا ہے حالانکہ صورت انسانیہ کے پوست مین عین الجمع کا مغز پوشیدہ ہے اور پوست مین بظاہر صورت ایک قسم کی خودی ہے جسکا علاج اس انا بیدانہ سے کیا گیا قولہ فیہن خیرات حسان۔ یہان اشارہ ہے کہ اُسکو انوار اور سجات خالص حاصل ہوتے ہین جسمین امکان کا نشان نہین ہے اور صفات کی خوبیون اور جمالی وجلالی تجلیات کی خوبیون سے انکو حسان یعنے محض خوبی قرار دیا قولہ حورٌ مقصوراتٌ فی الخیام۔ یہ حور اپنے خیمون مین مقصور ہین اشارہ ہو کہ اسمائے حسنیٰ کے پردون مین بلکہ وحدت واحدیت کے پردون مین ہین کہ اس مقام سے پہلے کچھ بھی انکشاف نہین ہوسکتا اور دوسری جانب بھی کوئی مرتبہ باقی نہین ہے جہان عروج ہو پس یہ اسی دائرہ مین مقصور ہین قولہ متکئین علی رفرف خضر۔ رفرف ایک قسم کا لطیف کپڑا ہو انتہائے لطافت پر ہوتا ہے اور اس سے اشارہ نور ذات کی جانب ہے جسکی بہجت ولطافت بدرجۂ کمال ہے یا نور صفات کہ بعد فنا کے حالت بقا مین مشاہدہ ہے کیونکہ جب وجود مطلق کی صمدیت سے بقا رہجاتی ہے تو ظہور صفات بھی ہوتا ہے قولہ وعبقری حسان لغت مین عبقری نہایت عجیب وغریب لباس ہے جو عبقر کی جانب منسوب ہے اور عرب گمان کرتے تھے کہ عبقر جنون کا ملک ہے پس یہان اشارہ ہے کہ اس بندۂ حقانی کو ایک وجود حقانی عطا ہوتا ہے جو نہایت عجیب وغریب ہے اور اُسمین انتہائے حسن کی تجلیات ہین اور وہ عبقر کی طرح عالم غیب کی جانب منسوب ہے بلکہ عبقر کی نسبت تو یہ گمان بھی تھا کہ وہ جنون کا ملک ہے اور اس بندۂ حقانی کا وجود ایسے غیب الغیب سے ہے جسکو کوئی نہین جان سکتا کہ وہ کہان ہے مترجم کہتا ہے کہ اس زمانہ مین بعضے احمق لوگ یہ وہم کرتے ہین کہ قرآن مجید مین حقیقت حال کا بیان جابجا نہین کیا گیا بلکہ عرب کے گمان کے موافق چھوڑ دیا گیا جیسے عبقری اور جیسے ذوالقرنین جب مغرب الشمس پر پہونچا تو اُسنے پایا کہ وہ ایک سیاہ دلدل کے چشمے مین ڈوبتا ہے مترجم کہتا ہے کہ ان احمقون کی غرض یہ ہے کہ قرآن مجید کلام ربانی نہین ہے یا حقائق دریافت کرنے کے واسطے اسپر اعتماد نہین ہے لہذا انھون نے عام مسلمانون کو دھوکا دینے کے واسطے یہ مغالطہ دیا اور محض جھوٹا بہتان باندھا اور قرآن مین کسی مقام پر عرب کے گمان کے موافق کلام نہین کیا گیا اور عبقری کا اطلاق ایسی عجیب وغریب چیز پر ہوگیا جسکی صنعت سے عقل متحیر ہو اگرچہ ابتدا مین عرب نے اس لفظ کے واسطے کوئی گمان کیا ہو اس سے ہمکو کوئی غرض نہین ہے کیونکہ قرآن مجید نے یہ نہین فرمایا کہ عبقر کہ جسکو تم ملک جن کہتے ہو وہان کا لباس ہوگا بلکہ یہ تلایا کہ جیسے عجیب وغریب چیز کو تم عبقری کہتے ہو ویسا عمدہ ونفیس وبےمثل لباس ہوگا پس خلاصہ یہ ہے کہ عبقری کا لفظ ہر ایسی چیز کو کہتے تھے جو اپنی لطافت مین بےمثل ہو الحاصل عبقری کا لفظ جس معنے مین بولا جاتا تھا اس معنے مین اُنکو لباس جنت کی رغبت دلائی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ عرب نے جسوجہ سے اس معنے مین استعمال کیا تھا اس وجہ کا بھی ثبوت ہو جاوے جیسے کہا جاوے نیکیون سے تم پارس ہوجاؤگے تو اسکے یہ معنے ہین کہ تم اکسیر کے مانند کامل ومکمل ہوجاؤگے اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ پارس کی وجہ تسمیہ بھی ٹھیک ہو کہ ایسا پتھر ہے جو لوہے مین لگایا جاوے تو اُسکو سونا کردے کیونکہ اس سے حقیقت مراد نہین ہے اور یہ بات ظاہر ہے اسلیے کہ کہنے والے کا یہ مقصود نہین ہے کہ تو درحقیقت پتھر ہوجائیگا ورنہ وہ نیکیون مین رغبت کے بجاے نفرت کرنے لگے اسی طرح یہان بھی دونون گروہ جن وانس کو جنت کی رغبت دلائی گئی پس اگر وہ جنون کا بنایا ہوا کپڑا ہوتا تو اُنکو کوئی رغبت نہوتی رہا ذوالقرنین کے قصہ مین سورج کا دلدل مین ڈوبنا اس سے یہ مقصود نہین ہے کہ سورج درحقیقت دلدل مین ڈوبتا تھا بلکہ کنارۂ زمین تک پہونچنے کا بیان ہے یعنے وہ دیکھتا تھا کہ گویا سورج سمندر مین ڈوبا جاتا ہے جہان سیاہ مٹی کی دلدل ہے اور یہ بات دیکھنے سے ہر شخص کو ظاہر ہوا کرتی ہے مثلاً میدان مین غروب کے وقت کھڑا ہو تو اُسکو ایسا نظر آویگا کہ گویا آسمان کا کنارہ ان درختون کی چوٹیون سے ملا ہوا ہے جو دور سے نظر آرہے ہین اور اسی کنارۂ آسمانپر

Marfat.com

پہونچکر سورج انھین درختون کے اندر ڈوبا جاتا ہے ورنہ عرب مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جو یہ نہ جانتا ہو کہ سورج آسمان پر ...
کسی وقت بھی زمین پر اُتر کر کسی کیچڑ کی جھیل مین نہین ڈوبتا ہے اور نہ کبھی یہان سے نکلتا ہے پس عرب اس محاورہ کو بخوبی ...
ہر شخص جسکو اللہ تعالٰے نے کچھ بھی سمجھ دی ہے وہ کلام کی بلاغت وحسن نظام کو سمجھ لیتا ہے مگر تعجب ہے کہ اسے ملحدون نے نہین سمجھا ...
حدیث مشہور ہے کہ سورج جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے جب یہان سے غروب ہوتا ہے (الصحیح) ولیکن مین بیان کر چکا کہ ان ملحدون کی
غرض یہ ہے کہ مسلمانون کو دھوکا دین اور یہ دھوکا اسوجہ سے زیادہ سخت ہے کہ یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمانون کے لباس مین مسلمان ظاہر
کرتے ہین اور ویسے ہی نام رکھتے ہین اگرچہ باطن مین مسلمانون سے مخالف ہین اعاذنا اللہ من شرورہم پھر مین شیخ کے عبارات کی جانب رجوع
کرتا ہون اور حاصل یہ کہ عبقری حسان زبان عرب مین ہر ایسے لباس کو کہتے ہین کہ جسکی صنعت بہت عجیب وغریب ہو چونکہ مرد حقانی کا لباس
وجود بھی عالم غیب سے عجیب وغریب ہوتا ہے لہذا عبقری سے اسکی جانب اشارہ ہے اور اس اشارہ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جنتون مین
اگرچہ نہرین بہت ہین لیکن دو نہرون کی تخصیص اسی اشارہ سے ہے کہ علم الذات وعلم الصفات بروجہ کمال حاصل ہوتا ہے اور اس سے
معلوم ہوا کہ قرآن مجید مین ابتدائی سمجھ کے موافق ہدایت ہے اور انتہائی معارف کے واسطے بھی ہدایت ہے اور بے انتہا مخلوقات مین سے ہر
نفس والو سکے مشرب کی رعایت ہے اور یہ معجزہ کلام الٰہی ہے کہ کسی جن وبشر کو ہرگز اسکی طاقت نہین ہے قولہ تبارک اسم ربک ذی الجلال
والاکرام۔ اعلیٰ واقدس واعظم ہے تیرے پروردگار کا اسم اعظم کہ اسی کی برکت سے سالکین کا مرتبہ ابتدا سے انتہا تک ترقی پاتا ہے اور اپنے مرتبہ
کمال کو پہونچ جاتا ہے اور اس نام پاک کا حال عقل کی مجال سے باہر ہے یہان جمال بصورت جلال ہے اور جلال بصورت جمال ہے
اور جو بندگان موحدین سابقین اپنے درجات کی انتہا کو پہونچے اور بعد فنا کے باقی ہوے تو وہ جلال وجمال مین بدون ایک دوسرے کے
حجاب کے خوش حال ہین اور بخلاف اسکے پہلے جہان جلال واکرام مذکور ہے یعنے قولہ ویبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام تو وہان بندۂ حقانی سے
ایک دوسرے کا حجاب ہوتا ہے کیونکہ ابھی اس بندے کو فنا کے بعد وجود حقانی حاصل نہین ہوا اور ابھی وہ رجوع ہو کر عین الجمع مین مفصل
شہود صفات سے سرفراز نہین ہوا پھر جب فنا کے بعد بقا ورجوع حاصل ہوتا ہے تو عین الجمع مین حجاب نہین رہتا ہے مترجم کہتا ہے کہ
یہ سب اشارات اس بنیاد پر ہین کہ اول دونون جنتون کے بعد دوسری دونون جنتین اعلیٰ واقرب ہین اور اگر اسکے برعکس ہو جیسے شیخ
ابن کثیرؒ نے تفسیر مین بیان فرمایا ہے تو اشارات بھی برعکس ہو جائینگے اور یہی محتمل ہے واللہ اعلم

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَتِسْعُوْنَ اٰيَةً

اس سورۂ مبارک کا نام سورۃ الواقعہ ہے کیونکہ اسمین کامل واقعہ یعنے قیامت کا بیان ہے اور اسکو سورۃ الغنی بھی کہتے ہین اس کی شمار
آیات مین اختلاف ہے شیخ جلال محلیؒ نے کہا کہ آیات ۹۶ یا ۹۷ یا ۹۹ ہین اور خطیبؒ نے کہا کہ (۹۶) آیات ہین مترجم
کہتا ہے کہ بارہا یہ امر بیان کر دیا گیا کہ آیات کا شمار کرنا اجتہادی ہے خود حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی شمار نہین بیان فرمایا اور اس سے
زیادہ معانی کا تعلق نہین ہے بلکہ بعضے مسائل فرعیہ مین مجتہد کو البتہ دلیل مین کچھ حاجت ہوتی ہے خطیبؒ نے لکھا کہ اسمین کلمات کا شمار
(۳۹۸) ہے اور حروف (۱۷۰۳) ہین اور مشہور قول یہ ہے کہ یہ سورہ مبارک مکیہ ہے یعنے ہجرت سے پہلے مکہ مین اسکا نزول ہوا ہے اور جو کچھ
بعد ہجرت کے نازل ہوا وہ مدنی کہلاتا ہے لیکن یہ اصطلاح سب کے نزدیک عام نہین ہے بلکہ یہان دوسری اصطلاح بھی ہے کہ جو مکہ واس...

Marfat.com

تو اس مین نازل ہوا وہ مکیہ ہے اگرچہ ہجرت کے بعد ہوا اور باقی مدنیہ ہے اگرچہ ہجرت سے پہلے ہوا اور اسیوجہ سے روایات مین بعض جگہ اختلاف واقع ہوا کیونکہ مثلاً تابعی مفسر نے دوسری اصطلاح کے موافق بیان کیا اور پچھلے لوگون نے اسکو مشہور اصطلاح اول پر سمجھا بالجملہ حسن بصری وعکرمہ وجابر وعطا نے کہا کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور ابن عباسؓ وقتادہؒ نے فرمایا کہ سب مکیہ ہے سوائے ایک آیت کے جو مدنیہ مین نازل ہوئی وہ قولہ تعالے وتجعلون رزقکم انکم تکذبون۔ ہے اور محمد بن السائب کلبی نے جسکی روایت چندان قابل اعتبار نہین ہے بیان کیا کہ سب مکیہ ہے سوائے چار آیت کے کہ یعنے قولہ تعالے افبھذا الحدیث انتم مدھنون آلخ اور قولہ وتجعلون رزقکم الخ کہ انکا نزول ایک سفر مین ہوا جو مکہ کے جانب تھا اور قولہ تعالے ثلۃ من الاولین آلخ دو آیت تک کہ انکا نزول ایک سفر مین ہوا جو مدینہ کے جانب تھا خطیبؒ نے کہا کہ مشہور اصطلاح کے مخالف قول ہے معلوم نہین کہ کلبی نے کیا اصطلاح رکھی ہے اسلیے کہ مشہور اصطلاح مین تو ہجرت کے بعد جو کچھ نازل ہوا وہ مدنیہ ہے خواہ مدنیہ مین ہوا یا سفر مین ہو یا حج کے وقت مکہ مین ہو (السراج) ابن عباسؓ نے کہا کہ سورۂ واقعہ کا نزول مکہ مین ہوا ہے اور یہی ابن الزبیرؓ سے روایت ہے (ف) قرآن مجید کے عام فضائل کے با وجود اس سورۂ مبارک کے واسطے خاص فضائل بھی روایت کیے گئے ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے موے مبارک مین کچھ سفیدی دوڑ گئی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھے ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا (رواہ الترمذی وحسنہ) یعنے ان سورتون مین ہولناک امور قیامت کا بیان ہے تو اُمت کی فکر مین میرے بالون پر کچھ سپیدی آئی واللہ تعالے اعلم اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو ظبیہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوے اور آخر اسی بیماری مین انتقال فرمایا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا پس مرض کے زمانہ مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُنکی عیادت کے واسطے آئے اور فرمایا کہ آپکو کیا بیماری ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے گناہون کی بیماری ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کی کیا خواہش ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجکو اپنے رب عز وجل کی رحمت کی خواہش ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین آپکے علاج کیواسطے کسی طبیب کو حکم دون حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے طبیب ہی نے مجکو بیماری دی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا مین آپ کے واسطے بیت المال مین سے عطیہ کا حکم دون حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اسکی کوئی ضرورت نہین ہے تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ اچھا آپ کے بعد آپکی بیٹیون کے کام آئیگا حضرت عبد اللہؓ نے کہا کہ کیا آپکو میری بیٹیون کے حق مین فقر و فاقہ کا خوف ہے حالانکہ مین نے اپنی بیٹیون کو سکھلا دیا ہے کہ ہر رات کو سورۃ الواقعہ پڑھ لیا کرین کیونکہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا آپ فرماتے تھے کہ جسنے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا اُسکو کبھی فاقہ کی مصیبت نہین پہونچیگی (رواہ ابن عساکر باسناد حسن وابو یعلی والبیہقی والحارث بن ابی اسامہ وابن مردویہ) اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسی ہی نماز مین پڑھا کرتے تھے جیسے آج کل تم لوگ پڑھا کرتے ہو ولیکن آپ تخفیف فرماتے تھے آپکی نماز تمہاری نمازون سے زیادہ ہلکی ہوتی تھی اور آپ فجر مین سورۂ واقعہ اور اسکے مانند سورتین پڑھتے تھے (رواہ احمد) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ سورۃ الواقعہ سورۃ الغنا ہے پس تم لوگ اسکو تلاوت کیا کرو اور اپنی اولاد کو سکھلاؤ (ابن عساکر) سورۃ الغنا سے یہ مراد ہے کہ اسکا پڑھنے والا کبھی محتاج وفقیر نہوگا اور انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ تم لوگ اپنی عورتونکو سورۃ الواقعہ سکھاؤ کیونکہ یہ سورۃ الغنا ہے (رواہ الدیلمی) مسروق رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ جسکو یہ منظور ہو کہ اگلی امتون اور پچھلی امتون کے حالات معلوم کرے جنتیون اور دوزخیون کے انجام سے آگاہ ہو اور دنیا کے لوگون اور آخرت کے لوگون کا حال جان لے اُسکو سورۃ الواقعہ پڑھنا چاہیئے

Marfat.com

(ابن کثیر وغیرہ) اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ اس سورہ مین کیا علوم ہین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہے اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ وَّ

جب ہو پڑے ہو پڑنے والی نہین اُسکے ہو پڑنے مین جھوٹ اُتارتی ہے چڑھاتی جب لرزے زمین کپکپا کر اور

بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ۙ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ

ٹکڑے ہون پہاڑ ٹوٹ کر پھر ہو جاوین گرد اُڑتی اور تم ہو جاؤ تین قسم پھر داہنے والے کیسے داہنے

الْمَيْمَنَةِ ۙ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۙ

والے اور بائین والے کیسے بائین والے اور اگاڑی والے سو اگاڑی والے وہ لوگ ہین پاس والے

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۙ

باغون مین نعمت کے

اللہ تعالے نے ان آیات مین ہولناک قیامت کا واقع ہونا اور اُسوقت جن وانس کے تین گروہ ہوکر اپنے اپنے دائمی مقام مین جانا بیان فرمایا بقولہ تعالے اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ جب واقعہ واقع ہو گی ف یعنے قیامت قائم ہو گی اسطرح کہ قیامت کے واسطے اخیر مرتبہ صور پھونکا جاویگا تو اُس وقت سب کے سامنے ہولناک واقعات واقع ہونگے لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ اُسکے واقع ہونے کے واسطے کچھ کذب نہین ہے ف کاذبہ مصدر بمعنے کذب ہے اور ترکیب کلامی سے افادہ ہوا کہ کذب کچھ بھی نہین ہے اور اس تقریر کے موافق یہ گویا قیامت واقع ہونے کی تاکید ہے یعنے قیامت ضرور واقع ہو گی اسمین کچھ بھی دروغ نہین ہے اور اکثر علمائے نے کہا کہ لوقعتہا مین لام بمعنے وقت ہے یعنے قیامت واقع ہونے کے وقت کچھ بھی جھوٹ نہین رہیگا یعنے جسوقت آخری صور پھونکا جائیگا اور مردے اُٹھ کھڑے ہونگے تو قیامت صاف ظاہر ہو جائے گی اور اُس وقت جھوٹ کچھ بھی نہین ہو سکتا ہے یا یہ معنے ہین کہ اُس وقت کوئی آدمی یا جن ایسا نہوگا جو صریح یقین لاوے کہ قیامت و آخرت سب سچ ہے اسمین کچھ بھی جھوٹ نہین ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنے اُسوقت قیامت واقع ہونے کے واسطے کوئی جھوٹ کرنیوالا یعنے رد کرنے والا نہین ہے (س ف) الواقعہ قیامت کے نامون مین سے ایک نام ہے اور واقعہ اسواسطے نام رکھا گیا کہ اُسکا واقع ہونا تحقیقی وضروری ہے اور قولہ لیس لوقعتہا کاذبہ۔ یعنے جسوقت اللہ تعالے نے چاہا کہ قیامت قائم ہو تو کوئی اُسکو پھیرنے اور دفع کرنے والا نہین ہے کقولہ تعالے یوم لا مرد لہ من اللہ۔ یعنے یہ دن ایسا ہے کہ اُسکو کوئی رد کرنے والا نہین ہے کقولہ تعالے لیس لہ دافع کوئی واقعہ کو دفع کرنیوالا نہین ہے پس کاذبہ کے یہ معنے ہین کہ اُسکا ہونا ضرور ہے اسمین کچھ دروغ نہین ہے یہ محمد بن کعب القرظی کا قول ہے اور قتادہؒ نے کہا کہ اسمین کاذبہ نہین یعنے اسکو پھیر کر دوبارہ دنیا مین لوٹنا نہین ہے اور شیخ ابن جریرؒ نے کہا کہ کاذبہ مثل عاقبت وعافیت کے مصدر ہے یعنے اُسوقت کذب بالکل نہین ہے کیونکہ اسکو دیکھکر سب کافر بھی یقین لاوینگے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ وہ پست کرنے والی بلند کرنے والی ہے ف یہ قیامت کی صفات مین سے ہے کہ بہت لوگون کو خفض یعنے پست کریگی اور دوسرونکو بلند کریگی (رواہ ابن ابی حاتم عن ابن عباس) عثمان بن سراقہ نے بیان فرمایا کہ قیامت اللہ تعالے کے دشمنون کو جہنم کی جانب پست کریگی اور اللہ تعالے کے دوستون کو جنت کی جانب

بلند کریگی حاصل یہ کہ سوائے اہل ایمان کے سب قومون کو اسفل السافلین جہنم مین ڈالیگی اور اہل ایمان کو اعلیٰ علیین جنت مین پہونچاوے گی حسن وقتادہ وغیرہ نے کہا کہ کفار دنیا مین مغرور اور اپنے نزدیک معزز ومکرم تھے پس اُنکو جہنم کی خواری مین ڈالیگی اور اہل ایمان جو دنیا مین بیوقوف وخوار سمجھے جاتے تھے اُنکو عزت وجنت کی جانب بلند کریگی سدیؒ نے کہا کہ تکبر والون کو خوار کریگی اور تواضع والون کو بلند کرے گی اگر کہا جاوے کہ قیامت کو یہ قدرت نہین ہے جواب یہ کہ درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے لیکن اسی یوم قیامت مین واقع ہوگا لہٰذا قیامت کی جانب منسوب فرمایا بعض علماءؒ نے کہا کہ یہ پستی وبلندی تہ وبالا کرنے کے معنے مین ہے جسکو دیکھکر کفار انتہائے خوف سے مردہ کی صورت ہوجائینگے۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا۔ جب زمین جنبش کریگی سخت جنبش کرنا ف اُسکو سخت زلزلہ طاری ہوگا حتی کہ زمین پر جو مکانات ودرخت وپہاڑ وغیرہ ہین سب ٹوٹ ٹوٹ کر گرینگے۔ وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا۔ اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ ہوجاوینگے ف یعنے کچھ زمین کی جنبش سے نہین بلکہ شان الٰہی کی ہیبت سے پہاڑ بالکل پسکر ریزہ ریزہ ہوجائینگے۔ فَكَانَتْ هَبَاءً مُّنْۢبَثًّا۔ پس یہ پہاڑ منتشر غبار ہوجاوینگے ف جیسے شعاع آفتاب مین باریک ذرہ اُڑتے ہوئے نظر آتے ہین اور ہوا کے سخت جھونکون سے سب پراگندہ گرد باد ہونگے (س ف) زمین اپنے طول وعرض سے سخت مضطرب ہوگی ابن عباسؓ ومجاہدؒ وقتادہؒ وغیرہ نے کہا یعنے اُسکو سخت زلزلہ طاری ہوگا ربیع بن انس نے کہا کہ جیسے چھلنی مضطرب ہوتی ہے اور اسی زلزلہ سے زمین کے اندر جو کچھ مدفون ہے سب باہر ڈالدیگی قال تعالیٰ ان زلزلة الساعة شیٔ عظیم۔ قیامت کا زلزلہ بہت سخت چیز ہے وقال تعالیٰ کثیبا مہیلا۔ اور پہاڑ ریگ روان کی طرح ہوجائینگے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جیسے ہوا کے جھونکے سے غبار بلند ہوتا ہے پھر اُسمین سے کچھ بھی نظر نہ آویگا پس معلوم ہوا کہ قیامت کے روز پہاڑ پہلے تو بوجہ زلزلہ زمین کے اپنی جگہ سے زائل ہوجائینگے جیسے سورۂ نبأ کی آیت مین ہے پھر دُھنی ہوئی روئی کی طرح گالے ہوجائینگے پھر ریزہ ریزہ ہوکر ہوا کی شدت مین اُڑجائینگے پس زمین ایک برابر میدان رہجائیگی۔ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً۔ اور تم لوگ تین جوڑ ہوجاؤگے ف اگر تم سے خطاب جن وانس کے تمام اُمتون کو ہو تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مخلوقات حاضر ہے کیونکہ جو لوگ ہماری نظر سے مرگئے وہ درحقیقت دوسرے جہان مین منتقل ہوگئے ہین گویا انھون نے ایک لباس چھوڑدیا اور دوسرا لباس پہن لیا ہے اور معنے یہ کہ اے جن وانس تم سب تین گروہ ہوگے اور اگر یہ خطاب فقط اسی اُمت حاضرہ کے واسطے ہو تو باقی اُمتون کا بھی یہی حال ہے جیسے اس اُمت کے تین جوڑ یعنے تین قسم ہونگے ایک کا نام اصحاب المیمنہ ہے یعنے داہنے والے جنکے داہنے ہاتھ مین نامۂ اعمال دیے جائینگے یا اُنکو داہنی جانب جنت کو لیجائینگے یا میمنت یعنے برکت وسعادت والے جیسے دوسرے فریق کا نام اصحاب المشئمہ یعنے شوم ونحوست والے یا بائین جانب جہنم کے جانے والے یا بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال پانے والے اور تیسری قسم کا نام سابقین ہے یعنی اعلیٰ درجات جنت کے لوگ ہین پھر اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی تفصیل بیان فرمائی۔ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۔ پس اصحاب المیمنہ کیسے خوب اصحاب المیمنہ ہین ف یعنے اُنکی تعریف دنیا مین کافرون کی سمجھ سے باہر ہے اگرچہ اُنکے آثار ایمان واسلام سب پر ظاہر ہین لیکن کفار اُنکو بے تہذیب وبیوقوف سمجھتے ہین کیونکہ ان آثار کی حقیقت اُنکو نظر نہین آتی ہے اور قیامت کے وقت صاف نظر آویگی کہ ہر ایک شخص اُنکی تعظیم وتکریم دیکھکر بے ساختہ کہیگا کہ یہ اصحاب المیمنہ کیا خوب ہین ابن کثیرؒ نے کہا کہ اصحاب المیمنہ عرش کے یمین یعنے داہنی جانب ہونگے اور آدم علیہ السلام کے داہنی جانب سے نکلکر آئے ہین اور انکے نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھ مین دیے جائینگے اور فرشتے اُنسے التماس کرینگے کہ آپ داہنی جانب تشریف لے چلیے سدیؒ نے کہا کہ یہ گروہ اہل جنت ہین جو عام طور پر جنت سے سرفراز ہین۔ وَاَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ مَآ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ۔ اور اصحاب المشئمہ کیسے بدتر بائین والے ہین ف یہ وہ لوگ ہین جو عرش کے

بائین جانب سے نکلے اور یہ لوگ آدم علیہ السلام کے بائین جانب سے لائے گئے اور انکے نامۂ اعمال انکے بائین ہاتھ مین دیے جائینگے اور ان کو حکم دیا جائیگا کہ بائین جانب چلے جاؤ اور یہی جمہور دوزخی ہین اللہ تعالے ہمکو انکے میل سے پناہ مین رکھے (ابن کثیر) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب میمنہ وہ لوگ ہین کہ جب آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے اُنکی ذریات نکالی گئین اور ان سے عہد لیا گیا تو انکے دو حصہ ہوے ایک حصہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ کے دائین جانب سے نکالا گیا پس اللہ تعالے نے انکے حق مین فرمایا کہ یہ اہل جنت ہین اور مجھے کچھ پروا نہین ہے اور دوسرا حصہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ سے بائین جانب سے نکالا گیا اور اللہ تعالے نے انکے حق مین فرمایا کہ یہ جہنمی ہین اور مجھے کچھ پروا نہین ہے اور زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالے نے بھی اسیکے مانند فرمایا کہ اصحاب المشئمہ وہ لوگ ہین جو عہد اول کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے بائین جانب سے نکالے گئے ابن جریج نے کہا کہ اصحاب المیمنہ نیکیون والے لوگ ہین اور اصحاب المشئمہ بدکاریون والے ہین اور معراج کی حدیث ابوذر رضی اللہ عنہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ پھر جب ہم لوگ آسمان دنیا پر چڑھے تو ناگاہ مین نے دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اُسکے دائین جانب آدمیون کی صورتین ہین اور اُسکے بائین جانب بھی آدمیون کی صورتین ہین پھر جب وہ اپنے دائین جانب دیکھتا ہے تو ہنس دیتا ہے اور جب اپنے بائین جانب دیکھتا ہے تو رو دیتا ہے مین نے اُسکو سلام کیا تو اُسنے فرمایا کہ نبی صالح اور فرزند صالح کو مرحبا ہے مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جبرئیل نے کہا کہ یہ آدم علیہ السلام اور یہ صورتین جو انکے دائین و بائین ہین انکی اولاد کی صورتین ہین پھر دائین جانب والے اہل جنت ہین اور بائین جانب والے دوزخی ہین (صحیح مسلم) اور مبرد نے کہا کہ اصحاب میمنہ وہ ہین جو آگے بڑھے اور اصحاب مشئمہ وہ ہین جو پیچھے رہے کیونکہ عرب یہ محاورہ بولتے ہین کہ مجکو اپنے دائین والون پر رکھیو اور اپنے بائین والون مین نہ کیجیو (خطیب) مترجم کہتا ہے کہ شاید عرب کا یہ محاورہ اہل اسلام سے پیدا ہوا ہو کیونکہ حدیث کے موافق عطیہ دینے مین دائین لوگون سے شروع کرنا چاہیئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اصحاب المشئمہ سے پیچھڑنے والے مراد ہون تو بھی یہ جہنمی لوگ ہین اور یہ معنے لیے جائینگے کہ ایمان سے پیچھڑنے والے تھے حاصل یہی نکلا کہ اصحاب المشئمہ جہنمی ہین جنکو بائین جانب ہانکا جائیگا جدھر جہنم ہے۔ ھ۔ اور ایک گروہ باقی رہا جو حق عز وجل کے حضور مین سبقت کرنے والے ہین۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ اور سبقت کرنے والے خود سبقت کرنے والے ہین یہی جنۃ النعیم مین مقرب ہین ف یہ خاصان حق ہین اور انکو نعمت و کرامت سے درجۂ اعلیٰ حاصل ہے اور یہ لوگ اصحاب الیمین کے سردار ہین ان مین حضرات مرسلین و انبیا و صدیقین و شہدا ہین اور یہ لوگ اصحاب الیمین سے شمار مین کم ہونگے (ابن کثیر) شیخ نے سابقین مین صالحین کو شمار نہین کیا بلکہ فقط انبیا و صدیقین و شہدا کو شمار کیا تو شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے قولہ اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیہ مین اہل ایمان کی چار قسمین فرمائین پس صالحین عامۂ اہل جنت ہین تو یہی اصحاب المیمنہ ہوے اور باقی تین قسم یعنے شہداء و صدیقین و انبیاء سابقین ہوے اور محتمل ہے کہ صالحین بھی سابقین مین شامل ہون اور اُنکے رفیق لوگ سب اصحاب المیمنہ ہون اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہر زمانہ مین نبوت کے بعد صدیقین و شہداء و صالحین گذرے پس جو لوگ کہ نبی کے زمانہ مین تھے وہ اعلیٰ ہین اور دوسری صدی و تیسری وغیرہ مین جو لوگ ہوتے رہے وہ اپنے اپنے درجہ کے موافق صدیق و شہدا ہین اور انمین باہم تفاوت ہوتا ہے حتی کہ شہدا کے بھی بہت اقسام ہین چنانچہ جو شخص کہ تقوی و طہارت کے باوجود خالص نیت سے جہاد مین شہید ہوا وہ اعلیٰ درجہ کا شہید ہے اور اسکے سوائے جو سل یا وبا اور غرق اور اسہال وغیرہ سے شہید ہوئے وہ کم درجہ کے شہید ہین واللہ تعالے اعلم۔ ھ۔ اور اللہ تعالے نے آخر سورہ مین انھین تینون قسمون کو بیان فرمایا ہے اور بعض نے کہا کہ قولہ تعالے

ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا فمنھم ظالم لنفسہ ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ الآیہ۔ یعنے پھر ہمنے کتاب مجید کو اپنے ایسے بندون کی میراث مین دیا جنکو ہمنے برگزیدہ کیا پس بعضے انمین سے اپنے نفس کے ظالم ہین اور بعضے متوسط ہین اور بعضے اللہ تعالےٰ کے حکم سے سبقت کرکے نیکیون کو لیجانے والے ہین۔ ھ۔ بعض اہل تفسیر نے کہا کہ ان تین قسمون مین بھی جنکو ظالم فرمایا وہ اصحاب المشئمہ یعنے بائین جانب والے جہنمی ہین اور درمیانی لوگ اصحاب المیمنہ ہین اور سبقت کرنے والے سابقین ہین اور سفیان الثوریؒ نے جابر الجعفی کی اسناد سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی قول روایت کیا (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ جابر الجعفی کی روایت مستند نہین ہوتی ہے اور یہ قول خلاف سیاق ہے اسواسطے کہ اگر ظالم سے یہان اصحاب المشئمہ یعنے دوزخی مراد ہون تو لازم آویگا کہ دوزخی بھی برگزیدہ بندون مین ہوجاوین اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے کہا ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا یعنے پھر ہم نے کتاب مجید کو اپنے ایسے بندون کو میراث دیا جنکو ہمنے برگزیدہ فرمایا ہے۔ ھ۔ پھر انھین برگزیدہ بندون کی تین قسمین فرمائین ایک ظالم دوم مقتصد اور سوم سابق پس جہنمی کیونکر ان مین داخل ہوسکتے ہین کیونکہ انھون نے کتاب کی میراث ہی نہین پائی ہے پس حق یہ ہے کہ یہ تینون قسمین اہل جنت مین باعتبار درجات کے ہین چنانچہ اس آیت کی تفسیر مین اسکی توضیح اچھے طور سے بیان ہوچکی ہے یہان اُسکو دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے اور یہان جو اقسام ثلثہ مذکور ہین یہ تمام اُمت کے اقسام ہین جنمین کفار بھی شامل ہین اگر کہا جاوے کہ شاید اصحاب المشئمہ سے وہ مسلمان مراد ہون جو اپنے گناہون کیوجہ سے جہنم کو بھیجے گئے تو جواب یہ ہے کہ ایسا نہین ہوسکتا ہے اسلئے کہ اول تو ایسے لوگون کو اصحاب جہنم نہین کہتے ہین اور اگر اصحاب المشئمہ سے اصحاب جہنم مرادنہون بلکہ محض گناہگار مسلمان مراد ہون تو لازم آویگا کہ جہنمی کفار کا بیان ہی نہین ہے دوم یہ کہ اصحاب المشئمہ کی جو تفصیل آخر سورہ مین بیان ہوئی وہ جہنمیون پر صادق ہے پھر بیچارے گنہگار مسلمان کیون اسمین شامل کیئے جاتے ہین کیونکہ اللہ عزوجل کی توحید اپنے دل مین رکھتے تھے اور اُسکے نام پاک کی عظمت کے سامنے گناہون کو یہ مجال نہین ہے کہ ایسے شخص کو جہنمی کرین کیونکہ حق عزوجل کے نام کے سامنے کسی چیز کی کوئی ہستی نہین ہے پس صحیح یہی ہے کہ یہان تمام لوگون کے ازواج مراد ہین۔ ف۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ ازواج ثلثہ کے کیا معنے ہین فرمایا کہ اقسام ثلثہ مجاہد نے کہا یعنے تین فرقے میمون بن مہرانؒ نے کہا یعنے تین گروہ عظیم۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ازواج ثلثہ مین سے دو گروہ جنت مین ہین اور ایک جہنم مین ہے ابن ابی حاتم نے باسناد حسن روایت کیا کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت کرکے فرمایا کہ ضربا ہین اور قولہ اذا النفوس زوجت کی تفسیر مین بھی فرمایا کہ یہ ضربا ہین یعنے ہر قوم مین جو ایسا شخص ہوا کہ جسکے حکمون کو مانتے اور اُسکے قدم پر قدم رکھتے تھے یعنے جو قوم جسکے کہنے پر چلتی تھی اُسی کے ساتھ لائی جائیگی اور امام احمدؒ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کے واسطے اپنے مبارک ہاتھ سے دو مرتبہ اشارہ کیا اسطرح کہ ایک مرتبہ مٹھی بھر کر فرمایا کہ یہ جنت کے واسطے ہین اور مجھے کچھ پرواہ نہین ہے اور دوسری مرتبہ مٹھی بھر کر فرمایا کہ یہ جہنم کے واسطے اور مجھے کچھ پروا نہین ہے اور امام احمدؒ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ قیامت کے روز سایۂ الٰہی کیطرف اول مین سبقت کرنے والے کون لوگ ہین صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ یہ سابقین وہ لوگ ہین کہ اگر حق جب انکو دیا جاتا ہے تو اُسکو قبول کرلیتے ہین اور جب اُن سے حق مانگا جاتا ہے تو خوشی سے دیتے ہین اور لوگون کے واسطے اسطرح حکم کرتے ہین جیسے اپنی ذات کے واسطے حکم لگاتے ہین (اسنادہ لاباس بہ) محمد بن کعب اور یعقوب بن مجاہدؒ نے کہا کہ سابقین انبیا علیہم السلام

ہین سدیؒ نے کہاکہ یہ اہل علیین ہین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہاکہ یوشع بن نون نے موسی علیہ السلام کی جانب سبقت کی اور مومن
آل یاسین نے عیسی علیہ السلام کی جانب سبقت کی اور علی بن ابی طالب نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب سبقت کی (د) ابن
ابی حاتمؒ مترجم کہتا ہے کہ حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے منبر پر خطبہ پڑھنے کی حالت مین مومن
آل فرعون کی آیت پڑھی پھر فرمایا کہ اے لوگو بتلاؤ کہ ایمان مین سب سے زیادہ شجاع کون ہے لوگون نے عرض کیا کہ آپ ہین آپ نے فرمایا
کہ مین نے جس کسی سے مقابلہ کیا اس سے انصاف لیا یعنے برابر کا مقابلہ ہوا مگر یہ بتلاؤ کہ سب سے زیادہ شجاع کون ہے لوگون نے سکوت کیا
تو آپ نے کئی بار فرمایا کہ لوگو بتلاؤ بتلاؤ پھر اسکے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی کی حتی کہ بعض کافرون
نے آپ کے گلے مین چادر ڈال کر مروڑنا چاہا اور کفار ناپاک نے ہر طرف سے ہجوم کیا کہ تو ہی ہمارے آلہہ کو برا کہتا ہے اور ہم لوگ دور سے
دیکھتے تھے اور کسیکو ہمت وجرأت نہین ہوتی تھی کہ مساعدت کرے کہ ناگاہ ابو بکر رضی اللہ عنہ دوڑے اور ہر طرف سے کافرون کے ساتھ
لڑنا شروع کیا اور یہ کہتے جاتے تھے کہ اے کمبختو تمکو کیا ہوا ہے کہ تم ایسے بزرگ کو ایذا پہونچاتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور وہ تمہارے
پاس آیات بینات لایا ہے پھر یہانتک لڑے کہ کافرون کی چوٹ سے بیہوش ہوگئے اور اسی حالت مین انکے گھر والے انکو اٹھا لے گئے پھر جب
ہوش آیا تو کچھ فکر نہ تھی سوائے اسکے کہ آنکھ کھولتے ہی یہ پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیسے ہین اور بار بار یہی پوچھتے تھے یہانتک کہ انسے
کہا گیا کہ وہ اچھے ہین لیکن تمہارا تمام چہرہ وبدن زخمون سے ورم کئے ہوے ہے ابو بکرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحت کے بعد
ہم لوگون پر سب آسان ہے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو بتلاؤ کہ مومن آل فرعون بہتر ہے کہ ابو بکر الصدیق
رضی اللہ عنہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس سے بہت بہتر ہے اور اسی کے مانند کلمات فرماکر کہاکہ یہ اپنا ایمان اعلان کرکے اپنے آپ کو نثار کرتا تھا
پھر علی رضی اللہ عنہ نے چادر مبارک کا کونہ اپنے چہرۂ مبارک پر ڈال لیا اور یہانتک روئے کہ تمام محاسن مبارک آنسوؤن سے تر ہوگئی
(ھ) اور ابن ابی حاتم نے معلق اسناد کے ساتھ محمد بن سیرینؒ سے روایت کیا کہ سابقین وہ لوگ ہین جنھون نے دونون قبلہ کی طرف
نماز پڑھی ہے (رواہ ابن جریرؒ) اسکے معنے یہ ہین کہ ابتدا مین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ مین ہجرت کرکے تشریف لائے تو قریبا
ڈیڑھ سال کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہوا تھا پھر کعبہ معظمہ کیطرف حکم ہوا پس معنے یہ کہ جن صحابہؓ نے اسوقت ایمان کے
ساتھ دونون قبلہ کی طرف نماز پڑھی وہ سابقین ہین مترجم کہتا ہے کہ سبقت ایسی چیز ہے کہ دوسری چیز کی نسبت سے سابق ہونا صادق
آتا ہے پس آخری امت سے اس امت کے اولے قرون سابق تھے مثلاً حدیث مین صحابہ وتابعین وتبع تابعین تک عموماً خوبیون کا زمانہ تھا
پھر بدکاریون کا فتنہ پھیلنا شروع ہوا اور حدیث انسؓ سے ثابت ہے کہ آئندہ ہر روز بدتر ہوتا جائیگا پس معلوم ہوگا کہ پچھلون سے اگلے
بہتر ہین حتی کہ تبع تابعین سے تابعین بہتر تھے اور تابعین سے صحابہ بہتر تھے پس ہر زمانہ پچھلے سے سابقین بہتر تھے اسیطرح صحابہ رضی اللہ عنہم
جو اس امت مین سب سے بہتر تھے انمین بھی جو سابق تھے وہ افضل تھے لیکن سابقین بھی بعض بعض اعتبارات سے متعدد ہین پس
ان سب سے سابق وہ ہین جو سب سے پہلے ایمان لائے مانند حضرت علی وحضرت ابو بکر وبلال وغیرہ پھر جن لوگون نے ظہور اسلام تک
ایمان اختیار کیا چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان سے اسلام ظاہر ہوا اور اہل اسلام کو عزت ہوئی اسیطرح انصار مین
جو لوگ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ مین ایمان لائے پھر جنھون نے ہجرت کی اور انصار مین سے جو لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مدینہ
پہونچتے ہی ایمان لائے اور انھون نے دونون قبلہ کی جانب نماز پڑھی پھر اہل بدر پھر احد وعلی ہذا القیاس۔ ھ۔ اور حسنؒ وقتادہؒ نے

کہ سابقین ہر ایک اُمت مین سے گذرے ہین جو سبقت کرکے سب سے پہلے ایمان لائے (ابن کثیرؒ) اور واضح ہو کہ سابقین وہ لوگ بھی ہین جو ہر زمانہ مین نیکیون کی جانب سبقت کرتے ہین چنانچہ امام اوزاعیؒ نے عثمان بن ابی سودہ تابعی سے روایت کی کہ آپ نے یہ آیت پڑھکر فرمایا کہ ایسے لوگون کی صفت یہ ہے کہ سب سے پہلے مسجد مین جاتے ہین اور سب سے پہلے جہاد کے واسطے نکلتے ہین ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ سب اقوال صحیح ہین اسواسطے کہ سابقین سے وہ لوگ مراد ہین جو حکم کے موافق سبقت کرنے والے ہون پس جسنے اس دنیا مین سبقت کی وہ آخرت مین بھی کرامت کے واسطے سبقت پاویگا لہذا اللہ تعالے نے انھین کو جنات النعیم مین مقرب فرمایا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب تو نے آدم کی اولاد کو دنیا عطا فرمائی ہے وہ لوگ کھاتے اور پیتے اور نکاح کرتے ہین پس ہمارے واسطے آخرت کردے تو رب عز وجل نے فرمایا کہ ایسا نہین ہوگا پھر ملائکہ نے متفق ہوکر بار بار یہی دعا کرنی شروع کی آخر اللہ عز وجل نے فرمایا کہ جن بندون کو مین نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا انکو ایسے بندون کے برابر نہین کرونگا جنکو مین نے کہا کہ کن فکان یعنے ہو جا پس وہ پیدا ہو گئے پھر عبد اللہ نے یہی آیت پڑھی والسابقون السابقون الآیہ (رواہ ابن ابی حاتم) اور اس اثر کو **عثمان** بن ابی سعید الدارمیؒ نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین روایت کیا اور اُسکا آخری لفظ یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے فرمایا کہ جسکو مین نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اسکی نیک ذریت کو ایسا نہین کرونگا جیسے وہ مخلوق جنکو مین نے کہا کہ ہو جا پس وہ ہو گئی (اسنادہ حسن) مترجم کہتا ہے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ آدم علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ سے پیدا کرنا فرمایا اور اس سے مراد یہ ہے کہ جمیع صفات قدرت سے ظاہر فرمایا اور آدم علیہ السلام کی صالح ذریات مین انبیا و اولیا و مومنین و مسلمین ہین پس ان لوگون کو ملائکہ کے برابر نہین رکھا کیونکہ ملائکہ و دیگر مخلوقات کی نسبت پیدا کرنا اسطرح فرمایا کہ کن فیکون یعنے اللہ تعالے نے کہا کہ پیدا ہو جا پس وہ ظاہر ہو گئی **ف** شیخ ابن العربیؒ نے تاویل اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالے اذا وقعت الواقعۃ جب قیامت صغریٰ یعنے موت واقع ہو گی تو اُسوقت پردۂ امتحانی زائل ہو جائیگا لیس لوقعتہا کاذبۃ اُسکے واقعہ کے وقت کوئی نفس ایسا نہو گا کہ اللہ تعالے پر جھوٹ باندھے بلکہ صریح اقرار کریگا کہ قیامت اور جو کچھ حالات آخرت ہین سب سچ ہین کیونکہ روح نکلنے کے بعد ہر شخص اپنی حالت سعادت یا شقاوت کو مشاہدہ کر لیتا ہے **لطیفہ** شیخ ابن العربیؒ نے دعویٰ کیا کہ مرنے کے بعد بھی آدمی کا علم بڑھتا ہے اور اُسپر دلیل یہ بیان کی کہ اللہ تعالے نے فرمایا بدا لہم من اللہ مالم یکونوا یحتسبون۔ یعنے ان لوگون کو اللہ تعالے کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو خیال مین نہین رکھتے تھے شیخؒ نے کہا کہ اس سے ظاہر ہے کہ معتزلی جو کچھ یہان عقیدہ رکھتا تھا اُسکے سوائے آخرت مین اُسکو حق ظاہر ہوگا اور یہی اُسکے علم کی ترقی ہے مولانا بحر العلوم نے حواشی زاہدیہ مین اسکو تفصیل سے بیان کیا ہے اور شیخؒ کے زمانہ کے بعد شیخ علاء الدولہ سمنانی اس سے انکار فرماتے تھے مترجم کہتا ہے کہ شیخ ابن العربیؒ کے واسطے اس مقام کی آیت بھی دلیل ہو سکتی ہے کیونکہ سب کافرون کو امر حق ظاہر ہو جائیگا لیکن مترجم کہتا ہے کہ یہ علم فقط حواسی ہے یعنے اُسکے حواس کو ایسا منظر ظاہر ہوگا جو اُسنے دنیا مین نہین دیکھا تھا اور یہ فقط ایسا امر ظاہر ہوا جو حواس کے متعلق ہے اور شیخ ابن العربیؒ نے بھی جو آیت پیش کی اُس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کیونکہ یحتسبون صرف خیالی چیزین ہین یعنے جو چیزین خیال مین نہ تھین وہ اُنکے خیال مین ظاہر ہونگی اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ اُنکو علم معرفت مین سے کچھ ظاہر ہو کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالے نے فرمایا من کان فی ہذہ اعمیٰ فہو فی الآخرۃ اعمیٰ۔ یعنے جو شخص دنیا مین اندھا رہا وہ آخرت مین بھی اندھا ہے پس انکو معارف مین سے کچھ ظاہر نہوگا کیونکہ اگر معارف روحانیہ مین سے کچھ ظاہر ہوتا تو وہ بالکل حلیۂ ایمان سے آراستہ ہو جاتے حالانکہ یہ بات بدیہی ظاہر ہے کہ منافق سے جب منکر نکیر سوال کرینگے تو وہ یہی کہیگا

Marfat.com

کہ ہاہا مین نہین جانتا ہون مین نے دنیا مین کچھ لوگون کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ہین تو مین نے بھی یہی کہا چنانچہ احادیث مین وارد ہے پس اگر یہ ایمان معرفت و علم معرفت ہوتا تو وہ ایسے وقت مین صاف اقرار کرتا اور عذاب سے چھوٹ جاتا پس حاصل یہ ہوا کہ موت کے بعد ہر شخص کے حواس کے سامنے ایسے امور ظاہر ہونگے جنکو اُسکے حواس نے نہین دیکھا تھا لیکن اُسکی روح کو کوئی علم حاصل نہوگا جس سے معرفت پیدا ہوتی واللہ تعالے اعلم بالصواب قولہ خافضۃ رافعۃ یہ قیامت پست کرنے والی اور بلند کرنیوالی ہے چنانچہ بدبختون کو درکات اسفل کی جانب پست کریگی اور نیک بختون کو درجات اعلی کی جانب بلند کریگی قولہ اذا رجت الارض رجا قیامت کبری مین زمین کو زلزلہ سخت ہوگا اور قیامت صغری یعنے موت مین زمین بدن کو سخت زلزلہ ہوتا ہے کیونکہ روح نکلنے کے وقت بدن کے ہر رگ و ریشہ کو ایسا سخت زلزلہ ہوتا ہے کہ ہزار تلوار پڑنا اس سے آسان ہے اور تمام اعضا منہدم ہوجاتے ہین وبست الجبال بسا۔ بدن کے جبال اسکی ہڈیان ہین پس جیسے ہڈیون سے بدن کا فائدہ ہے اسیطرح پہاڑون سے زمین کا فائدہ ہے پس موت کے بعد ہڈیان الگ الگ ہوجاتی ہین اور آخر اُن کی یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ ریزہ ریزہ ہوجاتی ہین اور یہی حال قیامت مین پہاڑون کا واقع ہوگا مترجم کہتا ہے کہ اس سے ظاہر ہوگیا کہ پہاڑ ابتدا ہی سے ریزہ ریزہ نہونگے کیونکہ نفخۂ قیامت دیر تک رہیگا پس پہلے زمین سے علیحدہ ہونگے پھر ٹکڑے پھر ریزے ہوجائینگے جیسے بدن سے ہڈیان جدا ہونے کے بعد ہڈیون کا حال ہوتا ہے قولہ وکنتم ازواجا ثلثۃ ان اقسام ثلثہ مین اہل سعادت وہ لوگ ہین جو دنیا مین ابرار و صالحین تھے اور اہل شقاوت وہ ہین جو یہان شریر و مفسد تھے پھر اہل سعادت کو اصحاب المیمنہ فرمایا کیونکہ یہ لوگ یمن و برکت والے ہین اور اسیوجہ سے وہ سب سے افضل جہت یعنے بلندی و عالم قدس کی جانب بھیجے گئے اور اہل شقاوت کا نام اصحاب المشئمہ اسواسطے رکھا گیا کہ وہ لوگ اپنی ذات کے حق مین شوم و نحس ہین اسیواسطے وہ نحس جانب یعنے پستی جہنم کی جانب بھیجے گئے قولہ والسابقون السابقون یعنے اہل توحید جو اپنے آپکو فنا کرکے تجاوز کر گئے پس وہ اصحاب المیمنہ سے بھی سابق ہین اور اُنکا وصف یہی سمجھ لو کہ سابقین ہین یعنے اس سے زیادہ اُنکا وصف بیان نہین ہوسکتا ہے اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ عزوجل کا علم بے انتہا ہے اور اُسکی قدرت بے انتہا ہے لیکن حکمت مقتضی نہین ہے کہ تم لوگون کو وہ استعداد بالفعل عطا کیجاوے جس سے تم سابقین کا وصف دریافت کرسکو کیونکہ اگر ایسا ہو تو تم لوگ اپنی حالت سے فنا ہوجاؤ بلکہ سابقین سے لاحق ہوجاؤ اور اگر ایسا ہو تو اصحاب المیمنہ سے کوئی باقی نہ رہے اور اگر سابقین کا وصف اس طرح بیان کیا جاوے کہ تم لوگ سمجھو یا نہ سمجھو تو اس بیان سے کچھ فائدہ نہین ہے بلکہ بیان نہ کرنا تمھارے حق مین ایک قسم کا بیان ہے کیونکہ جب تمسے کہا گیا کہ سابقین تو سابقین ہی ہین پس تمنے سمجھا کہ یہ نہایت اعلی درجہ کے لوگ ہین کہ ہم مین اتنی استعداد نہین ہے جو اُنکا وصف سمجھ سکین شیخ نے لکھا کہ حدیث مین آیا ہے کہ یہ دونون میرے ہی اُمت کے فریق ہین اور آئندہ انکا بیان مفصل آتا ہے قال تعالے

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۝ مُّتَّكِئِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۝

انبوہ ہے پہلون مین اور تھوڑے ہین پچھلون مین بیٹھے ہین پلنگون پر سونے سے بنے تکیہ دیے اُنپر روبرو ایک دوسرون کے سامنے

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۝ بِأَكْوَابٍ وَأَبَارِيقَ ۝ وَكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ۝ لَّا يُصَدَّعُونَ

لیے پھرتے ہین اُن پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور تھیان اور پیالہ نتھری شراب کا سر نہ دکھے

عَنْهَا وَلَا يُنزِفُونَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَحُورٌ عِينٌ ۝

جس سے اور نہ بکنا لگے اور میوہ جون سا چن لیوین اور گوشت اُڑتے جانور کا جس قسم کا جی چاہے اور گوریان بڑی آنکھون والیان

كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَآءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَّلَا تَأْثِيمًا إِلَّا

کوئی برابر پڑے موتی چھپے بدلا اوسکا جو کرتے تھے نہین سنتے وہان بکنا اور نہ جھوٹ لگانا لیکن

قِيلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ۝

ایک بولنا سلام سلام

شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالے نے ان آیات مین سابقین مقربین کی تفصیل بیان فرمائی بقولہ تعالے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ اگلون مین سے ایک ثلہ ہین ف اہل تفسیر نے لکھا کہ ثلہ بمعنے جماعت ہے بلکہ بعض نے تصریح کی کہ جماعت خواہ قلیل ہو خواہ کثیر ہو ثلہ کہلاتی ہے لیکن زمخشریؒ نے کہا کہ یہان جماعت کثیرہ مراد ہین یعنے ثلہ کی تنوین کو کثرت کے معنے مین لیا یعنے اگلون ہین سے ثلہ کثیرہ ہے اور شاید زمخشریؒ نے سیاق کلام سے یہ معنے نکالے ہون کذا قال ابن عادلؒ ولیکن امام بغویؒ نے کہا کہ ثلہ ایسی جماعت کو کہتے ہین جسکا شمار کسی تعداد مین محصور نہو (خطیبؒ) وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ۔ اور پچھلون مین سے قلیل ہین ف خلاصہ یہ کہ سابقین مقربین جنکا بیان اوپر گذرا ہے وہ اگلون مین سے ایک ثلہ ہین اور پچھلون مین سے قلیل ہین اب سوال یہ ہے کہ اگلون اور پچھلون سے کیا مراد ہے تو ایک جماعت نے جنمین سے امام ابن جریر و زمخشری وغیرہ ہین یہ اختیار کیا کہ اگلون سے مراد وہ سب اُمتین ہین جو حضرت آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہین اور پچھلون سے مراد اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور مترجم یہان اہل تفسیر کے اقوال نقل کرتا ہے پھر آخر مین خلاصہ تحقیق بیان کی جائیگی انشاءاللہ تعالے خطیبؒ و بغویؒ و بیضاویؒ وغیرہ کا ملخص علحدہ اور امام ابن کثیرؒ کا ملخص علحدہ بیان کیا جائیگا خطیب وغیرہ نے لکھا کہ اولین سے مراد اگلی اُمتین ہین جو حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک پیدا ہوئین پس ان اُمتون مین سے جو لوگ سابقین ہین وہ ایک ثلہ ہین اور آخرین یعنے اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین سے قلیل ہین اور زمخشریؒ نے اسی قرینہ سے ثلّةٌ تنوین سے مراد جماعت کثیرہ ٹھہرائی اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب گذرے اور ان مین سے بعض اُمتین بھی بہت کثرت سے تھین چنانچہ موسی علیہ السلام کے ساتھ مصر سے جو بنی اسرائیل نکلے تھے وہی فقط ایک جم غفیر تھے بلکہ اس جم غفیر مین سے بیس سال سے ادھر اور ستر سال سے نیچے چھ لاکھ جوان تھے پس اُن کے سوائے بوڑھے و بچون و عورتون کو قیاس کرنا چاہیئے پھر جب اُنھون نے ارض مقدس یعنے شام مین قرار پکڑا تو جماعت روز بروز بڑھتی گئی اور دوسری قومون کے گروہا گروہ مسلمان ہوتے گئے پھر ان مین بکثرت انبیاء علیہم السلام پیدا ہوتے گئے اور موسی علیہ السلام سے پہلے ہزارون پیغمبر گذر چکے اُن کی اُمتون مین سے سابقین بکثرت ہوے اگر کہا جاوے کہ یہ قول تو حدیث صحیح کے خلاف پڑتا ہے اسواسطے کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ سابق کی تمام اُمتون سے میرے اُمت کے لوگ زیادہ ہونگے بیضاویؒ نے جواب دیا کہ حدیث اور آیت کو ملا کر یہ تاویل ہوسکتی ہے کہ اگلی اُمتون کے سابقین ملا کر اس اُمت کے سابقین سے زیادہ ہون ولیکن اس اُمت کے تابعین بہ نسبت اگلون کے زیادہ ہون مترجم کہتا ہے کہ اگر یہ جواب ٹھیک ہوتا تو یہ نتیجہ نکلتا کہ جنت کے اعلی درجات مین اگلی اُمتون کے لوگ زیادہ ہین اور ادنی درجات مین اس اُمت کے لوگ زیادہ ہین حالانکہ اللہ تعالے نے صریح فرمایا۔ کنتم خیر اُمة اخرجت للناس۔ یعنے آدمیون کے تمام اُمتون مین سے تم لوگ سب سے بہتر ہو۔ اور بہتری کا نتیجہ یہی کہ جنت کے اعلی درجات مین پہونچین اس صورت سے کہ اعمال توحید و معارف اخلاص مین ارجمند ہین پس کیونکر اعلی درجات مین کم ہوسکتے ہین اور آیندہ تحقیقات بیان ہوگی۔ اور بعض نے جواب دیا کہ اگلون مین سے سابقین زیادہ نہین رہے بلکہ اگلے

Marfat.com

امتون کے سابقین اور اس اُمت کے سابقین دونون برابر ہوگئے اور تابعین اس اُمت کے زیادہ ہوگئے اسواسطے کہ آیت پہلی منسوخ کردی گئی چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بہت شاق ہوا یعنے ہم لوگ بہت تھوڑے ہوے پس اللہ تعالے نے نازل فرمایا ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین یعنے اگلون مین ایک ثلہ ہین اور پچھلون مین سے بھی ایک ثلہ ہین پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کے چوتھائی ہو بلکہ نصف ہو اور باقی نصف مین دوسرے لوگون کے ساتھ ساجھی ہو (رواہ احمد وابن المنذر وابن ابی حاتم وغیرہ) اور اس جواب کو امام رازیؒ نے ذکر کیا اور اس حدیث کے معنے صحیح مسلم مین حدیث عبد اللہ بن مسعودؓ سے ثابت ہین گویا مراد یہ کہ قلیل من الآخرین کی آیت منسوخ ہے شیخ رازیؒ نے کہا کہ یہ جواب بہت ضعیف ہے اسواسطے کہ اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا شمار اول سے آخر تک بہ نسبت گزری ہوئی اُمتون کے بہت قلیل ہے علاوہ اسکے آیت مذکورہ خبر ہے یعنے اللہ تعالے نے خبر دی کہ آخرین مین سے قلیل ہین پس علم آلہی مین تبدیلی نہین ہوسکتی ہے تو منسوخ ہونا غیر ممکن ہے مترجم کہتا ہے کہ بات یہی ہے جو شیخ رازیؒ نے بیان کی اور اسکا نتیجہ یہ کہ تاویل مذکور ٹھیک نہین ہے کہ اولین سے اگلی اُمتین مراد ہون اور آخرین سے یہ اُمت مراد ہو (ملخص) امام ابن کثیرؒ نے ان آیات کی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالے آگاہ فرماتا ہے کہ یہ سابقین مقربین جو جنات نعیم کے درجات مین ہین دو گروہ ہین اولین مین سے ایک ثلہ ہین اور آخرین مین سے ایک ثلہ ہین پھر اولین و آخرین سے کیا مراد ہے جواب یہ کہ اسمین اہل تفسیر کے درمیان اختلاف ہے ایک قول یہ کہ اولین سے مراد گذری ہوئی اُمتین ہین اور آخرین سے مراد یہ اُمت ہے یہ قول ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہدؒ و حسن بصریؒ سے روایت کیا ہے اور اسکو شیخ ابن جریرؒ نے پسند و اختیار کیا اور کہا کہ حدیث مین بھی ہے کہ نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ یعنے ہم لوگ قیامت مین سابق ہین اگرچہ دنیا مین آخرین ہین او قول اس حدیث سے استیناس ہے کہ آخرین اس اُمت پر اطلاق کیا گیا ہے۔ مط اور اس قول کے دلائل مین سے وہ حدیث ہے جو ابن ابی حاتم نے بطریق شریکؒ کے ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ جب یہ آیت اتری ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر گران گذرا یعنے انکو غم ہوا کہ ہم لوگ اس نعمت مین کمتر ہین پس یہ آیت نازل ہوئی ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین یعنے اولین و آخرین دونون برابر کردیے گئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم لوگ اہل جنت کے چہارم ہو بلکہ نصف ہو اور باقی نصف مین سب اُمتون کے ساتھ بٹوارہ کے شریک ہو (رواہ احمد عن اسود بن عامر عن شریک) اور ابن عساکرؒ نے دوسری اسناد کے ساتھ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب سورۂ واقعہ اُتری اور اسمین یہ آیت نازل ہوئی کہ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اولین مین سے ثلہ ہے اور ہم لوگون مین سے قلیل ہین جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک سال تک اس سورہ کی آخری آیت نازل نہین ہوئی پھر نازل ہوا قولہ تعالے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین پس عمر رضی اللہ عنہ کو بلاکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ آگاہ رہو کہ آدمؑ سے لیکر مجھ تک ایک ثلہ ہے اور میری اُمت ایک ثلہ ہے اور ہم لوگ اپنا ثلہ پورا نہین کرینگے یہانتک کہ اونٹ چرانے والے حبشیون کو جنھون نے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ کا اقرار کیا ہے اپنے ساتھ ملا وین (رواہ ابن عساکر) لیکن اسکی اسناد ٹھیک نہین ہے اور شریک القاضی جو پہلی اسناد مین راوی ہین بکثرت غلطی کیا کرتے ہین پس اس قول کے واسطے کوئی قوی دلیل نہین ہے اور امام ابن جریرؒ نے اسی قول کو اختیار کیا حالانکہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ نص قرآن سے یہ ثابت ہے کہ یہ اُمت سب اُمتون سے بہتر ہے تو بہت بعید ہے کہ باوجود بہتری کے اسکے مقربین سب سے کم ہون اور میرے نزدیک اسکی کوئی صورت نظر نہین آتی سوائے اسکے کہ اس اُمت کے

مقابلے مین مجموعی سب اُمتین رکھی جاوین پھر بھی ظاہر یہی ہے کہ دیگر اُمتون سے اس اُمت کے مقربین زیادہ ہین واللہ تعالےٰ اعلم اور دوسرا قول اس مقام پر یہ ہے کہ اسی اُمت کے اولین وآخرین مراد ہین اور یہی قول خوب ٹھیک معلوم ہوتا ہے اور معنے یہ ہین کہ اس اُمت کے اولین مین سے مقربین ایک ثلہ یعنے جماعت کثیر ہین اور وہ صحابہ وتابعین وغیرہ ہین اور اس اُمت کے آخرین مین سے مقربین قلیل ہین اور ابن ابی حاتم نے باسناد جید روایت کیا کہ حسن بصری رحمہ اللہ جب اس آیت پر پہونچے تو فرمایا کہ سابقین تو گذر چکے الٰہی اب ہمکو اصحاب الیمین ہی مین کردے (ابن ابی حاتم) سری بن یحییٰ نے کہا کہ حسنؒ نے یہ آیت پڑھکر کہا کہ ثلۃ من الاولین یعنے اس اُمت مین سے جو گذر چکے وہ سابقین ہین (رواہ ابن ابی حاتم) محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے یا امید رکھتے تھے کہ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین سب اسی اُمت مین سے ہین (ابن ابی حاتم) پس حسن وابن سیرین سے باسناد صحیح یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ آیت فقط اسی اُمت کا بیان ہے مترجم کہتا ہے کہ اس تفسیر کے موافق شروع سورہ سے قولہ تعالےٰ کنتم ازواجا ثلثۃ واصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ الخ اسی اُمت کے لوگون کو خطاب ہے یعنے جب قیامت قائم ہوگی تو تم لوگ تین فریق ہو جاؤگے اگر کہا جائے کہ یہ فرقے سبھی اُمتون مین سے ہونا چاہیئے جواب یہ کہ ہر ایک اُمت سابقہ مین یہ بات ضرور نہین کیونکہ حدیث صحیح مین آپ نے فرمایا کہ انبیا وانکی اُمتین میرے سامنے پیش کیئے گئے الخ اس حدیث مین آپ نے بیان فرمایا کہ بعض پیغمبر گذرا کہ جسکے ساتھ فقط دو آدمی تھے اور بعض کے ساتھ ایک تھا اور بعض کے ساتھ کوئی نہ تھا مترجم کہتا ہے کہ ان پیغمبرون کی اُمتون مین اصحاب المشئمہ یعنے جہنمی موجود ہین باقی کوئی مومن نہین یا ایک ہے یا دو ہین ہان اس حدیث مین یہ بھی مذکور ہے کہ پھر مین نے ایک سواد اعظم دیکھا تو گمان کیا کہ شاید میری اُمت ہے لیکن مجھسے کہا گیا کہ نہین بلکہ یہ امت موسیٰ علیہ السلام ہے پھر آپ نے دیکھا کہ ایک اُمت نے تمام افق اعظم کو بھر لیا اور وہ آپکی اُمت تھی پس حاصل یہ کہ اگلی بعض اُمتون مین یہ تینون اقسام ہو سکتے ہین اور بعض مین بالکل کوئی قسم نہین ہے سوائے جہنمیون کے اور بعض مین فقط دو ایک جنتی ہین پس اللہ تعالےٰ نے اس اُمت کے تین اقسام بیان فرمائے اور یہ تینون اقسام اس اُمت مین موجود ہین پھر اگلی اُمتون مین بھی انھین اقسام پر قیاس کر لینا چاہیئے جہانتک ممکن ہو علاوہ برین اس اُمت کے واسطے اللہ تعالےٰ نے ایسے معارف رکھے ہین جو اگلی اُمتون مین حاصل نہین ہوے اور یہ بات علما کے درمیان مشہور ہے اور اُسکے آثار بھی ماثور ہین پس ظاہر ہے کہ اگلون مین اعلیٰ درجہ معرفت اس اُمت کے ادنی درجہ والون کو حاصل تھا واللہ سبحانہ تعالےٰ ولی التوفیق فافہم۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ہر اُمت مین سے اول طبقہ بہتر ہوتا ہے پس احتمال ہے کہ شاید یہ آیت سب اُمتون کو ہر ایک کی لیاقت کے موافق شامل ہو مترجم کہتا ہے کہ ہر ایک اُمت مین یہ بات غیر ممکن ہے جیسا مین نے پہلے بیان کر دیا ہے ہان بعض اُمتون مین البتہ ممکن ہے ولیکن جب کہ سب اُمتون کو شامل نہین ہو سکتا تو بعض اُمتون کی تخصیص بیوجہ ہے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ کنتم کا خطاب حقیقی فقط اسی اُمت کے واسطے ہے ہان دوسرون کو جن مین ممکن ہو اسپر قیاس کر سکتے ہین پس ثابت ہوا کہ حقیقت لفظ کی راہ سے خطاب فقط اسی اُمت کے واسطے خاص ہے اور عام ہونا بطریق مجاز ہو سکتا تھا لیکن جن پیغمبرون کے ساتھ کوئی نہین ہے اُنمین قطعاً یہ خطاب نہین ممکن ہے پس یہان عام ہونا بھی غیر ممکن ہے تو خطاب اپنی حقیقت پر صحیح ہے کہ یہ خطاب فقط اسی اُمت کے لوگون کو ٹھیک ہے اور حاصل یہ ہے کہ اس اُمت مین مقربین واصحاب الیمین ہین لیکن مقربین کو سابقین فرمایا تھا اس سے یہ شبہہ ہوتا تھا کہ فقط اس اُمت کے سبقت کرنیوالے مقربین ہین کیونکہ وہی سابقین ہین پس دوسری آیت سے فرمایا کہ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین یعنے سبقت سے زمانہ کی سبقت مراد نہین ہے سبقت ایمان واعمال ہے پس اولین مین سے ایک جماعت کثیر ایسی ہوگی اور آخرین مین سے قلیل ہونگے اور واضح ہو کہ بعضے تابعین

رحمہم اللہ تعالے اپنے لوگون سے فرمایا کرتے کہ ہمنے ایسے لوگون کو دیکھا کہ اگر تم اُنکی شان کو دیکھتے تو تمھارے قلوب جل جاتے بعضے اُنکی
شان کو برداشت نہین کر سکتے تھے اور یہ کلام جو مین نے نقل کیا ایسے بعضے تابعین کا قول ہے جنھون نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کو نہین پایا
بلکہ بعضے متاخرین صحابہؓ کو پایا تھا اور اکثر تابعین اولیائے صالحین سے جو فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم منقول ہین انکا شمار نہین ہے امام
ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حدیث مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ میرا قرآن سب سے بہتر ہے پھر جو انکے بعد ہے پھر جو انکے بعد ہے
الحدیث یہ صحاح و سنن و مسانید مین بدرجۂ مشہور متواتر ہے اس سے ثابت ہوا کہ اول طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم و اُنکے ملحق تابعین و اتباع نہایت
بزرگ مرتبہ کے لوگ تھے پھر شک نہین کہ پچھلے زمانون مین خاصان حق اور اولیائے اُمت ایک اعجوبہ و نادر چیز ہوگئے کہ انکے حالات
و کرامات مشہور و انکا ذکر کتابون مین تحریر ہوا جنکو عوام اولیا کہتے ہین اور اگر سچ پوچھو تو باوجود اس بزرگی و کرامت کے یہ لوگ اکابر سابقین
سے کسی طرح برابر نہین ہین تاہم سابقین مقربین سے ہین لیکن بہت قلیل ہین اگر کہا جاوے کہ حدیث مین وارد ہے کہ میری اُمت مثل مطر یعنے
بارش کے ہے یہ نہین معلوم ہوا کہ اول بہتر ہے یا آخر بہتر ہے (رواہ احمد وغیرہ) اس حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اول کی بہتری متعین
نہین ہے (جواب) یہ کہ اول تو اس حدیث کی اسناد مین تردد ہے اور اگر صحیح اسناد سے ثبوت ہو تو ہم کہتے ہین کہ اُس مشہور حدیث سابق کے
ساتھ اسکے معنے صحیح سمجھنے چاہیئے ہین کیونکہ بارش سے مشابہت دی گئی ہے اور بارش مین جو پانی پڑتا ہے وہ زمین کو سیراب و تازہ کرتا ہے
اور کھیتی کو فائدہ پہونچاتا ہے پس معنے یہ ہوے کہ میری اُمت مین میرے بعد پیغمبر نہونگے بلکہ علما و اولیا قائم مقام ہونگے انکے فیض ہدایت
سے دین قویم کا قیام ہے اور وہ ہر زمانہ مین ضروری ہے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ دین جیسے ابتدائے اُمت مین تعلیم و تفہیم کا محتاج تھا اسیطرح
آخر اُمت مین ہے کہ اسوقت بھی علما و محدثین اُٹھ کھڑے ہون اور لوگون کو عقائد حقہ سمجھاوین اور سنت طریقۂ رسالت پر لوگون کو قائم رکھین
اور حدیث کو روایت کرین اور واضح رہے کہ فضیلت ہمیشہ بزرگون متقدمین کو حاصل ہوتی ہے اسیطرح کھیتی بھی اول و آخر مین بارش کی
محتاج ہے لیکن اول مین پانی کی احتیاج بہت زیادہ ہے بلکہ اسی پر کھیتی کا مدار ہے کیونکہ اسی پانی سے کھیتی جمتی ہے اگر وہ نہو تو کھیتی کا وجود ہی
ندارد ہو جاوے اسیطرح اگر ابتدا مین صحابہ رضی اللہ عنہم و انکے تابعین و اتباع اس دین کو ہم تک نہ پہونچاتے تو یہ دین مٹ جاتا کیونکہ انھین
کے ذریعہ سے یہ دین ہمکو پہونچا ہے اور جب عموماً لوگ دین سے آگاہ ہوگئے تو اب فقط ہر ایک شہر مین دو ایک آدمیون کی ضرورت ہے
کہ لوگون کو اکثر اوقات نصیحت کر کے دین پر مستعد و قائم رکھین اور اسکے واسطے ایک قلیل گروہ کی ضرورت ہے اسیواسطے حدیث مین آیا ہے
کہ میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم و غالب رہیگا جو کوئی اُنکی خواری چاہے اور اُنکی مدد نہ کرے اور اُنسے مخالفت کرے تو اُنکو کچھ
ضرر نہین پہونچا سکتا اور یہ بات قیامت تک باقی رہیگی (الصحاح) اگر کہا جاوے کہ یہ لوگ دین اسلام مین اہل تقوی و جہاد ہین جواب یہ کہ
دین کا قیام دو باتون سے ہوتا ہے ایک دینی ہدایت ہو اور دوم کافرون کے غلبہ سے حفاظت ہو پس یہ گروہ ان دونون قسمون مین سے
ہوگا یعنے اس اُمت مین ایک گروہ ہوگا جو تلوار کے زور سے کافرون پر غالب رہیگا جہان مسلمانون کو دین ادا کرنے مین پریشانی ہو اور ایک
گروہ علما ہوگا جو سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و طریقۂ صحابہ رضی اللہ عنہم تعلیم کرین اور یہ ایسے خالص لوگ ہونگے جو دنیا کے لگاؤ سے
پاک ہونگے اور لوگون سے دنیا کے خواہش مند نہونگے اگرچہ یہ بھی حدیث مین آیا ہے کہ آخر زمانہ مین جاہل لوگ اپنے آپکو عالمون کی صورت
مین ظاہر کرینگے اور عوام الناس اُنکو اپنا پیشوا بنائینگے اور یہ لوگ دنیا کے واسطے دین مین فتنہ پھیلاوینگے شیخؒ نے کہا کہ حاصل کلام یہ ہے
کہ اُمت سب اُمتون سے اشرف ہے اور اسکے مقربین سب اُمتون سے زیادہ ہین اور اُنکے درجات بھی دوسرے مقربین سے اعلی ہین کیونکہ

Marfat.com

اُمت کی کتاب مجید سب کتابون سے اعلیٰ ہے اور رسول حمید محمد صلے اللہ علیہ وسلم بھی سب پیغمبرون سے افضل ہین اور حدیث صحیح مین وارد ہوا کہ اس اُمت مین سے ستر ہزار بلا حساب جنت مین داخل ہونگے اور ان ستر ہزار مین سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہونگے اور ابو مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ تم مین سے قیامت کے روز بہت بڑا گروہ چمکتے ہوے تارون کی طرح اُٹھایا جائیگا کہ تمام زمین گھیر لیگے اور اُسوقت ملائکہ کہینگے کہ سبحان اللہ کیا خوب بات ہے کہ سب انبیا علیہم السلام کے ساتھ جتنے لوگ آئے ہین اُنسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیون مین ہی لوگ زیادہ ہین یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کل اُمت بہت زیادہ ہے بلکہ اس اعلیٰ درجہ کے لوگ بھی انبیا کے سب ساتھیون سے زیادہ ہین (رواہ الطبرانی) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اُمت کے مقربین اس کثرت سے ہونگے کہ دوسرے انبیا علیہم السلام کی سب اُمتین مقربین وغیر مقربین ملائی جاوین تو اُنسے بھی یہ لوگ زیادہ نکلینگے مترجم کہتا ہے کہ اس مقام پر خطیبؒ وغیرہ کو یہ تردد ہے کہ اگلے انبیا کی اُمتین اگر شمار مین لائی جاوین تو اُنکی تعداد اس اُمت کی تعداد سے بہت زیادہ ہوگی حتی کہ موسی علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکلتے وقت چھ لاکھ مقاتل تھے اور پھر اُنکی اُمتین بڑھتی گئین تو کیونکر یہ گمان ہوسکتا ہے کہ اس اُمت کے مقربین سب سے زیادہ ہون مترجم کہتا ہے کہ یہ شبہہ کچھ نہین ہے کیونکہ ہمکو اصل معنے پر غور کرنا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ مقربین درحقیقت وہ لوگ ہین جو معارف توحید مین درجۂ اعلیٰ پر پہونچے اور فقط گنتی وشمار کر لینے سے کوئی بات حاصل نہین ہوتی ہے اور قلوب مین ہدایت پیدا کرنا حضرت حق سبحانہ تعالے کے قبضۂ قدرت مین ہے اب ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اس اُمت کے واسطے اپنی رحمت کامل فرمائی کہ ہدایت کے واسطے اُنکے قلوب بہت کشادہ کر دیے یعنے ہر اُمت کے واسطے ہدایت کی ایک مقدار مقرر ہوئی تھی مثلاً فرض کرو کہ قلب کے واسطے کمال ہدایت پورا صفحہ ہے تو یہ کمال اسی اُمت کے واسطے موعود تھا اور دوسری اُمتون کے واسطے درجہ بدرجہ کم تھا پس اگر فرض کرو کہ زیادہ سے زیادہ تین چوتھائی صفحہ اُنکو ملا ہو تو اس اُمت مین صدر اول کے بعد جو طبقہ آوے وہ اس اُمت کا اوسط ہوا اور اگلون کا درجۂ اعلیٰ ہوا پس یہ تو ابتدائی فرق ہے اور اسمین کرورون اولیاے مقربین اس اُمت مین ایسے داخل ہوے کہ انکا مثل کسی اُمت مین موجود ہی نہین ہے پھر ہم کہتے ہین کہ خطیبؒ وغیرہ نے موسی علیہ السلام کے ساتھ چھ لاکھ جوانون کا مصر سے نکلنا بہت عظیم شمار کیا اور اسی پر آیندہ قیاس دوڑایا ہم اسکی توضیح بیان کرنا چاہتے ہین لیکن یہ بات ہم پہلے ہی سے کہے دیتے ہین کہ ہم اپنی ذات سے انکا مقابلہ نہین کرتے کیونکہ ہم اپنے نفس کو اس سے زیادہ حقیر جانتے ہین کہ اہل ایمان کا مقابلہ کرین ولیکن ہم پیغمبرون کے اصحاب کا مقابلہ کرتے ہین پس ہم کہتے ہین کہ موسی علیہ السلام کے ساتھ جو لوگ مصر سے نکلے تھے انھون نے فرعون کے مقابلے مین معجزات موسی علیہ السلام بہت دیکھے تھے پھر بحیرۂ قلزم سے پار ہو کر انھین لوگون نے موسی علیہ السلام سے یہ درخواست کی تھی کہ اجعل لنا الٰھا کما لھم آلھۃ۔ یعنے جیسے ان لوگون کے بت ہین ہمارے واسطے بھی ایسا ہی ایک خدا بنا دیجئے اب ہم پوچھتے ہین کہ یہ معارف توحید مین کس درجہ کے لوگ تھے جنکو آپ نے مقربین خیال کیا ہے پھر ہم پوچھتے ہین کہ جب حضرت موسی علیہ السلام توریت لینے گئے تو سامری کا بنایا ہوا گوسالا کس نے پوجا تھا کیا مقربین کو اسطرح معرفت توحید حاصل ہوتی ہے پھر ہم کہتے ہین کہ تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی اور جب عمالقہ (نام قوم کا) پر جہاد کا حکم ہوا تو وہ لوگ بہت زیادہ تھے کیونکہ بنی اسرائیل نے خود روایات بیان کی ہین کہ چند بنی اسرائیل ملکر ایک کافر عمالقی پر ٹوٹ پڑتے اور اُسکو تلوارون سے کاٹتے تھے پس ظاہر ہے عمالقہ کے مقابلہ مین بنی اسرائیل کی تعداد زیادہ تھی باوجود اسکے موسی علیہ السلام کو یہ جواب دیا کہ فاذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ یعنے تم اور تمھارا رب اُنسے جاکر لڑو ہم یہین بیٹھے ہین حتی کہ موسی علیہ السلام نے رنجیدہ ہو کر دعا فرمائی کہ اے رب مین فقط اپنی

Marfat.com

جان اور اپنے بھائی کی جان کا مختار ہوں پس ہمارے درمیان اور اُن فاسقون کے درمیان مین فرق کر دے مترجم کہتا ہے کہ
مقربین عارفین ایسے ہی لوگ ہوتے ہین اور یہان دیکھو کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدر کی جانب اسواسطے روانہ ہوئے کہ قافلہ
کو روکنے کا قصد فرمایا تھا لہذا جو لوگ سامنے آگئے انھین کو ساتھ لے لیا اور یہ قلیل جماعت بھی کچھ ہتھیارون سے آراستہ نہ تھی بلکہ کسی کے
پاس زرہ بھی نہ تھی سوائے دو ایک کے اور پیدل اور ٹوٹے پھوٹے نیزے اور باڑھ رکھی ہوئی تلوارین تھین جب اس حالت سے آپ بدر مین
پہونچے تو وہان ایک لشکر عظیم کفار قریش کا سامنے آیا اور میدان بدر مین اُترا جو اونٹون وغیرہ کو کباب کرتے اور شراب پیتے اور پورے ہتھیارون
و زرہون سے مسلح اور تعداد مین چہار چند کے قریب تھے اور سب قوی و دلیر و سرکش تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو
جمع کرکے خطبہ سنایا اور فرمایا کہ انسے لڑنے مین تمھاری کیا رائے ہے سب نے سکوت کیا آخر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگون سے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ارشاد سے سکوت مت کرو اور تم تو اللہ تعالیٰ ورسول پر ایمان ویقین لائے ہو جب اُنھون نے یہ کلمہ سنا تو انصار کے سردار اور مقداد وغیرہ
اصحاب نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپکو یہ خیال ہے کہ ہم آپ کو وہ جواب دین گے جو بنو اسرائیل نے موسی علیہ السلام کو جواب دیا تھا کہ فاذہب
انت وربک فقاتلا الخ نہین واللہ بلکہ ہم کہتے ہین کہ انا معکما مقاتلون یعنے ہم ہر طرح آپ کے ساتھ جان فدا کرنے والے ہین اور کہا کہ اگر آپ
اس سمندر کے پار ہمکو جانیکا حکم فرماوین تو ہم فرمانبرداری کو حاضر ہین اور آپ کے تابع ہین پس اگر حضور کی یہ رائے ہے کہ ہم اسی حالت سے
اس لشکر قریش سے مقابلہ کرین تو ہم موجود ہین ہرگز سر نہین پھیرینگے اگرچہ سب شہید ہون یہ سنکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے
مترجم کہتا ہے کہ یہ البتہ معرفت توحید کا اعلیٰ مرتبہ ہے کہ انھون نے سب امور کو اللہ تعالیٰ کی قدرت مین جانا اور سمندر کے پار ہونا کچھ
اپنی موت یا زندگی کا سبب نہ دیکھا اور یہ دعوی بھی نہین کیا کہ خواہ مخواہ ہم فتح پانے کے مستحق ہین حتی کہ جب اسطرح انھون نے اپنی جانین
فدا کرنے پر جزم کر لیا اور اپنے نفوس سے علیحدہ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وحی فرمائی کہ تم ہی فتح پاؤگے اور کفار
مقتول و گرفتار ہونگے بلکہ ہر ایک سرکش کافر کے قتل ہونے کی جگہہ بھی بیان فرمائی اب ہم کہتے ہین کہ تبلائیے دونون گروہ یعنے اصحاب موسیٰ
واصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین کسقدر فرق عظیم تھا اور اب معلوم ہوا کہ چھ لاکھ یا چھ کرور کی تعداد سے کیا فائدہ ہے اور مخفی نہ رہے
کہ جو حصہ معرفت ہر ایک کے قلب پر پیش ہونا علم حق عزوجل مین مقدر ہوا وہ بالکل بے اختیاری چیز ہے اور وہ کسی طرح عبادت وغیرہ
سے حاصل نہین ہوسکتی ہے بلکہ عبادت کا ثواب اسی مقدار اصل ایمان پر مبنی ہے مثلاً ایک کے قلب مین نور مثل آفتاب ہے تو اُسکی شعاعین
جسقدر اعلیٰ وعمدہ ہونگی اُسکے مقابلہ مین ہزار چراغ بھی کوئی چیز نہین ہین بالجملہ قول تحقیق اس مقام پر یہی نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
وقت قیام قیامت کے اس اُمت کا حال بیان فرمایا کہ تین فریق ہوجاؤگے ازانجملہ سابقین مقربین جو جنات النعیم مین ہونگے وہ ایک ثلہ
اولین سے یعنے صحابہ وتابعین وغیرہ خیار اُمت سے ہونگے اور قلیل متاخرین سے ہونگے اور حافظ ابو بکر البیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابو زمیل
الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو قدم مبارک موڑے ہوئے یون فرماتے
سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ ان اللہ کان توابا ستر بار یعنے اسکو ستر بار فرماتے تھے پھر فرماتے کہ یہ ستر بڑھکر سات سو ہین پھر جس شخص کے
گناہ دن بھر مین سات سو سے بھی زیادہ ہون اُسمین کوئی بہتری نہین ہے پس اس کلمہ کو دو بار فرماتے تھے پھر لوگون کی طرف متوجہ ہوتے
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب پسند آتا تھا پس فرماتے کہ تم مین سے کسی نے کچھ خواب دیکھا ہے ابو زمیل کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ مین نے دیکھا ہے پس آپ نے فرمایا کہ بھلائی ملی اور بُرائی سے بچاؤ ہوا اور بھلائی ہمارے واسطے ہے اور بُرائی ہمارے دشمنون

Marfat.com

والعاقبۃ والحمد للّٰہ رب العالمین اب تو اپنا خواب بیان کر پس مین نے عرض کیا کہ مین نے دیکھا کہ سب لوگ ایک کشادہ راہ آسان برابر تھی پر جمع ہین اور لوگ ایک پگڈنڈی پر چلتے ہین اس حال مین مین کیا دیکھتا ہون کہ یہ راہ جا کر ایک سبزہ زار خوشنما پر منتہی ہوئی ہے مین نے ایسا سبزہ زار کبھی آنکھون سے نہین دیکھا وہ اپنے خوشنما سبزہ اور سہرے ہرے درختون سے لہلہا رہا ہے اُسکے چشمہ لبریز ہین اور جھرنون سے پانی کے قطرے موتیون کی طرح ٹپک رہے ہین اور اُسمین ہر طرح کی سبز گھاس و گل بوٹے کثرت سے پائے جاتے ہین پھر مین نے دیکھا کہ پہلی جماعت کثیر جب اس سبزہ زار پر پہونچی تو اُنھون نے تکبیر کہی پھر اپنی سواریون پر سوار ہوکر راستہ اختیار کیا اور اس خوشنما سبزہ زار مین کسی جانب داہنے یا بائین متوجہ نہین ہوتے تھے اور مین نے دیکھا کہ وہ برابر چلے گئے پھر دوسرا گروہ عظیم آیا اور یہ گروہ بہ نسبت گروہ اول کے بہت زیادہ تھا جب سبزہ زار پر پہونچے تو اُنھون نے تکبیر کہی پھر اپنی سواریون کو راستہ کی جانب متوجہ کیا پس بعضے کچھ میوہ جات لیتے تھے اور بعضے کوئی گلدستہ لیتے تھے اور اسی حالت مین بڑھتے چلے گئے پھر باقی حصہ عظیم آیا جب اس سبزہ زار پر پہونچا تو اُنھون نے تکبیر کہی اور آپسمین کہنے لگے کہ یہ مقام بہت اچھا ہے اور انھون نے اُسکے داہنے بائین سیر کرنی شروع کی جب مین نے یہ دیکھا تو راستہ لازم پکڑا یہانتک کہ سبزہ زار پر پہونچا (شاید مراد یہ کہ آگے دوسرے سبزہ زار پر پہونچا) تو مین نے وہان آپکو یا رسول اللہ پایا کہ آپ سات اونٹے کے منبر پر سب سے اونچے درجہ پر ہین اور مین نے دیکھا کہ آپ کی داہنی جانب ایک مرد گندم گون دراز بینی بلند پر انگشت کھڑا ہے جب وہ کوئی بات زبان سے کہتا ہے تو لوگ سنتے ہین حتیٰ کہ پنجون کے بل بلند ہوکر کان لگاتے ہین اور مین نے دیکھا کہ آپ کے بائین ایک مرد موٹے تازے جوڑ بند بھاری جنکے چہرے پر بہت سے مسّہ ہین وہ کھڑے ہین گویا اُنکے بال گرم پانی سے حمام کئے گئے ہین جب وہ کچھ کلام کرتے ہین تو گویا لوگ اُنکا اکرام کرنے کے لئے اُنکی باتون کی جانب توجہ فرماتے ہین اور مین نے دیکھا کہ آپ کے سامنے ایک پیر مرد بزرگ بیٹھے ہین جو چہرہ و صورت مین آپ سے زیادہ مشابہ ہین اور آپ سب صاحب اُنکی جانب متوجہ ہین اور اُنکی بات سنتے ہین پھر مین نے دیکھا کہ اسکے آگے اونٹنی دبلی پتلی بڑھیا کھڑی ہے اور گویا آپ یا رسول اللہ اُسکو بھیج رہے ہین جب مین یہ خواب بیان کر چکا تو مین نے دیکھا کہ کچھ دیر کے واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخی مائل ہوگیا پھر مین نے دیکھا کہ یہ کیفیت جاتی رہی اور آپ نے فرمایا کہ اے ابوزمیل جو تمنے دیکھا کہ کشادہ راہ مستوی فراخ آسان ہے تو یہ بھی راہ ہدایت ہے جسپر مین نے تم لوگون کو آمادہ کیا ہے اور تم اُسپر قائم ہوا اور وہ سبزہ زار پر بہار جسمین تو نے دیکھا کہ مین اور میرے ساتھی پہونچکر بغیر توجہ کے روانہ ہوگئے تو یہ دُنیا ہے کہ جسکی صورت ہری بھری نظر آتی ہے اور مین اور میرے اصحاب اس سے پاک چلے گئے کہ اُنھون نے اسکے داہنے بائین کسی طرف توجہ نہین کی اور نہ اُنکے دل کو اس سے کچھ بھی تعلق ہوا یعنے بالکل بے تعلق پاک چلے گئے نہ ہمنے اُسکا قصد کیا اور نہ دنیا نے ہمکو پھنسایا پھر ہمارے بعد دوسرا گروہ عظیم آیا انمین سے بعض نے اسمین سے کچھ پھل لیئے اور بعض نے کوئی گلدستہ لیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرکے نکل گئے اور نجات پا گئے اسکے بعد باقی گروہ عظیم اس امت کا آیا اور وہ اس سبزہ زار دنیا مین پھنسکر داہنے بائین پھرنے لگے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور رہا تو اے ابوزمیل پس تو اسی طریقہ صالحہ پر چلا گیا اور تو نے دنیا مین اُنکا ساتھ نہین دیا پس تو برابر اسی طریقۂ صالحہ پر رہیگا یہانتک کہ مجھسے ملیگا اور رہا وہ منبر جسکے سات درجات تو نے دیکھے اور مین اُسکے ساتوین درجہ پر ہون تو یہ دنیا سات درجہ ہے اور مین اُسکے آخری درجہ مین ہون اور رہا وہ شخص گندم گون تو وہ موسیٰ ہین کہ جب وہ گفتگو کرتا ہے تو لوگ بلند ہوکر اُسکی گفتگو سنتے ہین کیونکہ اللہ تعالے نے اُسکے ساتھ کلام فرمایا ہے اور وہ شخص جسکو تو نے منبر کے بائین جانب دیکھا کہ وہ موٹا تازہ ہے اور اُسکے چہرے پر مسّہ ہین اور اُسکے بال گویا حمام مین دُھلے ہین تو یہ عیسیٰ

بن مریم (علیہ السلام) ہے اللہ تعالے نے اُسکا اکرام فرمایا ہے تو ہم بھی اُسکا اکرام کرتے ہین اور وہ پیر بزرگ جنکو تو نے [illegible]
مشابہ دیکھا وہ ہم سب کے باپ ابراہیم (علیہ السلام) ہین کہ ہم سب اُنکی جانب متوجہ اور اُنکی اقتدا کرتے ہین اور رہی وہ اونٹنی [illegible]
کہ مین اُسکو بھیج رہا ہون اور اُٹھاتا ہون تو یہ قیامت ہے کہ ہمارے بعد قائم ہوگی اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہے اور میری اُمت کے بعد کوئی
اُمت نہین ہے ابو زمیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس خواب کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی سے اپنے شوق سے خواب نہین پوچھا سولے
اسکے کہ آدمی خود آکر اپنی خواہش سے اپنا خواب عرض کرتا (رواہ البیہقی) امام ابن کثیرؒ نے اس حدیث کو اس مقام پر اسواسطے بیان کیا کہ اس مین
سابقین صحابہ وتابعین کی کیفیت معلوم ہوگئی کہ وہ لوگ طریقہ سنت پر قائم ہین اور اُنکے قلوب اس دنیا کی تروتازگی سے کچھ بھی متعلق نہین
ہوتے ہین سولے اسکے کہ بعضے اس دنیا مین سے کسی قدر آسانی کے واسطے کچھ لیتے ہین پس متاخرین مین سے جو اولیاء اللہ کہ ٹھیک طریقہ سنت پر
قائم رہے اور دنیا سے بے پرواہ رہے وہ بھی سابقین مین لاحق ہین اور اس اشارہ کو سمجھنے کے بعد یہان کوئی اشکال باقی نہین رہتا کیونکہ ظاہر
مین یہان یہ مشکل پیدا ہوتی ہے کہ متعدد اسانید صحیحہ سے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔ یعنے صحابہ وتابعین وتبع تابعین تک بہتر
قرون فرمائے گئے ہین بلکہ ایک روایت مین چوتھے درجہ کو بھی بہتری مین شامل کیا گیا ہے لیکن اکثر روایات مین فقط تین ہی درجہ ہین پس
اعتراض یہ ہے کہ اس روایت بیہقیؒ مین فقط صحابہ وتابعین دو ہی درجے مذکور ہین اور تیسرے درجے مین عظیم جماعت وہ ہے جو دنیا مین
مبتلا ہوگئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت مین کسی راوی کو شبہہ ہوا اور اُسنے خواب کو اچھی طرح یاد نہین رکھا یعنے جسطرح ابو زمیل
رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا اُسطرح راوی کو یاد نہین رہا جواب یہ ہے کہ نہین بلکہ اس خواب مین فقط مجموعی اُمت کے اقسام کا بیان ہی
جیسے آیت قدسی مین اقسام ثلثہ کا بیان ہے اور حدیث شریف مین زمانہ کی راہ سے درجات کا بیان ہے پس زمانہ کی راہ سے صحابہ و
تابعین وتبع تابعین کا زمانہ اچھا ہے پھر لوگون مین فساد برپا ہوگا لیکن یہ معنے نہین ہین کہ بعد فساد کے کوئی بہتر باقی نہ رہیگا جیسے تینون
قرون بہتر ہین یہ مراد نہین ہے کہ سب کے سب بہتر ہونگے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اُنھین مین خوارج ومعتزلہ بلکہ روافض بھی پیدا ہوگئے تھے لیکن
جم غفیر واُمت کثیر طریقہ سنت پر مستقیم تھی اسیطرح آخر زمانہ مین جب فساد ہوگا تو اسکے برعکس ہونا شروع ہوگا یعنے دنیا چاہنے والے بکثرت
ہوتے جاوینگے اور نیکون کی قلت ہوتی جاویگی حتی کہ بالکل آخر زمانہ مین جیسے یہ وقت ہے جب مترجم اسکو لکھتا ہے کہ اس زمانہ مین نیک
اہل ایمان بہت شاذ ہین اور دنیا پر فریفتہ اور نام کے مسلمان بھی موجود ہین لیکن اکثر ان مین سے ایمانی یقین نہین رکھتے چنانچہ بکثرت ایسے لوگ
ہین جو اسلامی عقائد کو اور دار آخرت کو صرف خیالی موہوم باتین سمجھتے ہین اور ظاہر مین اُنکا نام مسلمان ہے اور برتاؤ بھی مسلمانون کی طرح
رکھتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ دنیا کی خواہش مین مبتلا ہین لیکن جب اُنکو آخرت یاد دلائی جاتی ہے تو اُسکو مانتے ہین اور اپنے حال پر جھجکتے ہین
اور ظاہر اہم لوگ اسی قماش کے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ اس زمانہ مین ایسے لوگ بالکل نہون جو اہل صدق و
صفا ہین اور طریقہ سنت پر دل سے آخرت کی طرف متوجہ ہین اگرچہ ہم لوگ اُنکو کم پہچانتے ہین اگر کہا جاوے کہ ہم مین سے بہت لوگ عوام
بے پڑھے ہوے ایسے ہین جو اولیا وپیرون کو پہچانتے ہین اور اُنکی کرامتین دیکھتے ہین اور اُنکے مرید ہوتے ہین جواب یہ کہ ولی را ولی می شناسد
یعنے ولی کو ولی پہچانتا ہے تو شاید ہمارے زمانہ کے عوام جہال سب اپنے آپکو ولی سمجھتے ہین اور جس شخص سے کوئی انوکھی بات دیکھتے ہین اُسکو
کرامت پہچان لیتے ہین اسیوجہ سے شیطان نے بہت بڑا قابو پایا کیونکہ انوکھی باتین دکھلانا شیطان کو بھی حاصل ہے پس بہت سے بے شرع
شرابی کبابی دیوانے مجذوب کی صورت مین بنا کر شیطان اُنکے ہاتھون انوکھی باتین دکھلاویگا تاکہ ہزارون احمق اس دام فریب مین

دنیا میں کہ یقین اور ایمان سے بے نصیب ہو جاوین کیونکہ دکھی باتین اصلی چیز نہین ہین بلکہ شریعت سنت پر قائم ہونا ایسا راستہ رکھا گیا تھا جسپر شیطان اور اُسکے چیلون کو کچھ قابو نہین ہے اور سابقین اولیا رآئمی جس کسی بزرگ کو سنتے تھے تو جاکر اُسکی حالت دیکھتے پس اکثر اوقات دیکھتے کہ وہ ہوا مین اُڑتا ہے یا سمندر پر چلا جاتا ہے کہ اُسکا قدم بھی تر نہین ہوتا ہے لیکن یہ لوگ ایسی باتون پر توجہ نہ کرتے بلکہ دیکھتے کہ شریعت سنت پر اُسکا کیا حال ہے پس اگر وہ شریعت سنت پر قائم نہ ہوتا تو اُسکو چھوڑ دیتے اور اگر کہا جاتا کہ یا حضرت آپ نے کیون چھوڑا اسلیے کہ شیخ تو یہ کرامت دکھلاتا ہے کہ ہوا مین اُڑتا ہے تو جواب دیتے کہ ہوا مین اُڑنے سے اُسکی وقعت ایک پرندسے زیادہ نہ ہوئی کیونکہ چڑیا بھی ہوا مین اُڑتی ہے اگر کہا جاتا کہ جناب وہ تو دریا پر چلے جاتے ہین تو فرماتے دریائی کیڑا بھی بہت تیزی سے چلا جاتا ہے پھر ان باتون مین کوئی کمال نہین ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہین فرمایا کہ جو کوئی ایسا کرے وہ خدا تعالے کے نزدیک مقبول ہے اور ہم سب جانتے ہین کہ شیطان بھی ایسا کرسکتا ہے تو ہم کیونکر سمجھین کہ یہ شخص مقبول بارگاہ ہے ہان اگر کوئی خواہش ہو تو اُسکے پاس جاؤ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے مان باپ آپ پر فدا ہون ہمکو یہ بتلا دیا کہ جو کوئی دل سے اللہ تعالے اور دار آخرت پر متوجہ ہو اور ظاہر مین شریعت سنت پر قائم ہو وہ اللہ تعالے کا مقبول بندہ ہے اور خوب جان لو کہ جو کوئی باطن مین خراب ہو وہ شریعت سنت پر قائم نہین ہوسکتا اور جو مریض و بیمار ہو وہ معذور ہے کہ جہاد نہین کرسکتا اور یہ بھی شریعت مین منصوص ہے اسیواسطے کہا گیا کہ ولی کو ولی پہچانتا ہے حاصل یہ نکلا کہ قیامت مین اس اُمت کے تین فرقے ہونگے ایک فرقہ کافر و مشرک ہے وہ جہنم کو بھیجا جائیگا اور جمیع اُمتون مین ہمیشہ کافر و مشرک زیادہ رہے اور ایمان والے کم رہے بلکہ اکثر اُمتون مین پیغمبر گئے بعد چندہی روز تک مسلمان باقی رہے پھر سب مشرک ہوگئے سوائے موسی علیہ السلام کے کہ اُنکے زمانہ مین امریکہ و یورپ و افریقہ بلکہ ایشیا کے جمیع ممالک مین کفر و شرک رہا سوائے ایک گروہ بنی اسرائیل کے کہ یہ لوگ ایمان لائے اور مدت تک شریعت موسوی پر قائم رہے لیکن درجہ اعلی پر کم لوگ تھے پھر آخر کار بگڑے اور اُنکی ہدایت کے واسطے بکثرت انبیا علیہم السلام بھیجے گئے بارہا وہ لوگ بگڑے اور بارہا وہ لوگ بنے اور کمتر اُن مین سے درجۂ اعلی پر پہونچے لیکن اُنکا درجہ اعلی بھی اسیقدر تھا جسقدر اللہ تعالے نے اس اُمت کے واسطے درجۂ کرامت رکھا تھا اسیقدر رہا اور اللہ تعالے نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت مرحومہ کے واسطے اپنی رحمت سے اعلی درجہ رکھا اور مدت دراز تک اُنکو طریق حق پر قائم رکھا بلکہ ایک فرقہ آپکی اُمت کا قیامت تک حق پر قائم رہیگا اور مدت دراز تک بلکہ اب تک ایشیا کے تمام ممالک مین اور افریقہ کے بعض ممالک مین اسلام دور دراز ملکون مین پھیلا رہا اور وہ لوگ اصل توحید پر قائم رہے اگرچہ گناہ مین مبتلا ہون بخلاف دیگر مذاہب کے کہ وہ اصل توحید سے منحرف ہوکر دین سے خارج ہوکر پھیلے اس سے ظاہر ہے کہ ثلۃ من الاولین وقلیل من الآخرین اسی اُمت کے لوگ ہین الحاصل اعلی درجہ کے سابقین اس اُمت مین سے اوائل بکثرت جماعت ہین اور پچھلون مین سے قلیل ہین اور یہ لوگ جنات النعیم مین اعلی درجہ پر ہونگے۔ عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ مُّتَّكِئِيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ۔ سونے کے جڑاؤ تختون پر تکیہ لگائے ہوے آمنے سامنے ہونگے ف موضونۃ کے اصل معنے یہ ہین کہ بنا ہوا کیونکہ وضن بمعنے بُننا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یعنے سونے سے بُنے ہوئے ہونگے اور یہی مجاہدؒ وعکرمہ وسعید بن جبیر وزید بن اسلم وقتادہ وضحاک وغیرہ سے منقول ہے اور سدیؒ نے کہا کہ سونے اور موتیون سے بُنے گئے ہین بعض علماءؒ نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ جو عکرمہؒ نے بیان فرمائے کہ سونے اور موتی اور یاقوت سے جالدار بنائے گئے ہین اور ابن جریرؒ کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تخت نیچے سے سونے اور جواہرات سے جڑاؤ ہونگے اور اُنکے اوپر نہایت عمدہ فرش ہونگے مترجم کہتا ہے کہ یہ تخت مصنوعی نہین ہین لہذا حواس وہان کام نہین کرسکتے کیونکہ مصنوعی چیزین البتہ حواس کی حد مین داخل ہوتی ہین اور یہ تخت اللہ تعالے کی قدرت سے

پیدا کیے گئے ہین پس حواس درحقیقت وہان کچھ کام نہین کر سکتے کیونکہ وہان عقل متحیر ہے پس ایسے تختون پر بدنگ بدن سے تکیہ لگائے ہوئے ایک دوسرے کے مقابل بیٹھینگے تاکہ کسیکی طرف دوسرے کی پیٹھ نہو اور اس سے مقام جنت کی بے انتہا وسعت ظاہر ہوتی کہ باوجود اس کثرت کے اس وسیع مقام مین سب لوگ روبرو ہونگے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جنت تمام قدرتی خوش قطع بنائی گئی ہے۔ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ۔ اطفال دائمی انکی خدمت کے واسطے طواف کرینگے ف ولدان یعنے لڑکے اور مخلدون یعنے ہمیشہ رہنے والے بعض علما کہتے ہین کہ کافرون کے نابالغ بچے جو بلوغ سے پہلے انتقال کر گئے وہ بھی جنت مین جائینگے لیکن ان بزرگون کے خادم ہونگے اور عرب پیش خدمت کو طواف کہتے ہین پس حاصل یہ کہ ان لوگون کی خدمت کے واسطے خوبصورت اطفال ہونگے جو کبھی فنا ہونے والے نہین ہین وہ بار بار ادب کے ساتھ تختون کے پیچھے سے گرد پھرتے رہینگے اور طرح طرح کی خوش مزہ شراب پلاوینگے۔ بِاَکْوَابٍ وَّاَبَارِیْقَ وَکَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ۔ یعنے چشمہ جاری سے اکواب اور اباریق اور کاس لیے ہوئے ف مراد یہ کہ غلمان قدرتی چشمہ شراب سے اپنے ہاتھون مین جواہرات جنت کے کوزے اور ابریق اور پیالے لیے ہونگے اور یہ اہل جنت کی خوشی کے واسطے ہے ورنہ اگر اہل جنت چاہین تو پیالہ خود شراب بھر کر انکے پاس آجاوے ولیکن آرائش اور خوشی کے واسطے یہ کام غلمان کے حوالہ کیا گیا ہے اکواب ایسے آبخورے یا گلاس جنمین دستگی وغیرہ نہین ہوتی ہے اور اباریق جمع ابریق وہ ہے کہ جسمین دستگی اور لب ہوتے ہین اور کاس یعنے پیالہ اور ان چیزون کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے کیونکہ یہ قدرتی طور پر سونے و جواہرات سے پیدا کیے گئے ہین اور دنیا مین کفار اسکی نقل اتارنا چاہتے ہین مگر نہ وہ سونا نہ ویسے جواہرات اور نہ قدرتی ساخت بلکہ بارہا بیان کر دیا گیا کہ اسکی مثال ایسی ہے جیسے خوشنما قدرتی پھول کی نقل کسی کاغذ سے بنائی جاوے اور بانس کی تیلیون سے تراش کر اسکی شاخین لگائی جاوین حاصل یہ کہ ان بزرگون کی خدمت کے واسطے جنت مین غلمان خوبصورت ہونگے جو اکواب و اباریق و کاس کو چشمہ شراب سے بھرے ہوئے ادب کے ساتھ انکے گرد پلاتے رہینگے اور وہ لوگ برابر اس عیش کے ساتھ پیتے رہینگے اس سے کچھ بھی گرانی یا دردسر لاحق نہ ہوگا۔ لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا یُنْزِفُوْنَ۔ نہ اس سے دردسر ہوگا اور نہ قے کرینگے ف جیسے دنیاوی شرابخوار اس نجس شراب کو پیتے ہین تو نہایت شوق اور ہوس کے ساتھ اسکو پینا چاہتے ہین لیکن اول تو تلخ و بدمزہ ہوتی ہے دوم یہ کہ اگر ذرا بھی زیادہ ہو گئی تو اسکے غلیظ ابخرات سے پیٹ مین آتشی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور بار بار پانی پیتے ہین جس سے اور بھی زیادہ ابخرے اٹھتے ہین آخر کار قے کر دیتے ہین اور جو ابخرے دماغ مین پہونچے اس سے دردسر لاحق ہو جاتا ہے اور اسکے پسینے سے تمام بدن گندہ ہو جاتا ہے بخلاف اہل جنت کے کہ وہ جو کچھ کھائین اور جاہے جسقدر رکھائین کبھی انکو ہیضہ یا گرانی کا نشان ظاہر نہوگا کیونکہ وہ مادی غلیظ مکدرات چیزین نہین ہین اور اہل جنت اس جسم فانی کے روگ سے پاک ہو چکے ہین پس ہیضہ و تخمہ وغیرہ بلائین جو اس جسم و اسکے پیٹ کے ساتھ تھین وہان ہرگز نہونگی اسیطرح قدرتی چشمہ شراب سے جسقدر چاہینگے پیتے رہینگے کبھی انکو گرانی کا نام بھی نہوگا کیونکہ وہان فضلہ پیشاب و پخانہ نہین ہے کیونکہ وہ غذائین گندی نہین ہین پس نہ کبھی دردسر ہو اور نہ نزف یعنے قے کرین اور اکثر مفسرین نے کہا کہ نزف سے مراد نشہ کی بیہوشی ہے معنے یہ ہین کہ لا ینزفون یعنے نشہ سے بدمست نہونگے کہ انکی عقل جاتی رہے بلکہ انکے حواس و عقل بدستور خوبصورتی کے ساتھ قائم رہینگے اور شراب سے جو لذت مقصود ہوتی ہے وہ انکو حاصل ہوگی مترجم کہتا ہے کہ یہ کلام اعلیٰ مرتبہ نبوت کی خبر دیتا ہے اگر کوئی شخص عاقل اسکو سنے تو ضرور کفر سے بیزار ہوگا اور یقین لاویگا کہ یہ کلام نبوت وحی الٰہی ہے کیونکہ یہ بہت بڑی حکمت کو شامل ہے اسلیے کہ دنیا مین کفار وغیرہ نے شراب کی ترکیب اپنے سرور و لذات کے واسطے نکالی اور جو شخص حکمت سے

Marfat.com

الہجرہ خوب جانتا ہے کہ بغیر ایسی آتشی ترکیب کے یہ مطلب حاصل نہیں ہو سکتا پس اگر یہ مطلب حاصل ہوتا ہے تو اس آتشی ترکیب کی مضرتین بیشمار اٹھانی پڑتی ہیں ورنہ یہ مطلب حاصل نہیں ہوتا لہذا دنیا میں بغیر اسکے لاچاری ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ آخرت کی قدرتی شراب کمال حکمت پر مشتمل و بے مثال ہے اور ایسی کمال حکمت کے ساتھ یہ آیت عین وحی نبوت ہے کہ اس شراب کے ابخرات سے سرور نہیں ہوتا کہ آخر دردسر لاحق ہو اور نہ ابخرات کے امتلا سے سرور ہوتا ہے کہ حواس جاتے رہیں اور عقلی مادہ فتور پذیر ہو بلکہ اسکی لطافت سے قدرتی خاصیت کے ساتھ لذت و سرور حاصل ہوتا ہے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دنیا وی شراب میں چار باتیں پلید ہوتی ہیں ایک تو نشہ ہوتا ہے کہ جسکی وجہ سے عقل و حواس خراب ہو جاتے ہیں یعنے آدمی اتنی دیر تک جانوروں میں ملجاتا ہے اور ویسی ہی خرمستیاں کرتا ہے دوم دردسر ہوتا ہے جسکو خمار کہتے ہیں اور وہ ہر ایک شراب کے ساتھ لازم ہے سوم شرابی کو قے لاحق ہوتی ہے مترجم نے اسکی وجہ اوپر بیان کردی ہے چہارم بدبودار پیشاب آتا ہے مترجم کہتا ہے بلکہ گندہ پسینا بھی آتا ہے اور جنت میں جو شراب قدرتی پیدا کی گئی ہے وہ ان پلید باتوں سے پاک ہے مجاہد و عکرمہ و سعید و عطیہ و قتادہ و سدی نے کہا کہ لایصدعون عنہا یعنے اس شراب طہور سے انکے سر ون میں درد نہیں ہوگا ولا ینزفون یعنے انکی عقلیں برباد نہونگی۔ع۔ پھر اسکے ساتھ میں طرح طرح کی لذیذ چیزیں بھی موجود ہیں چنانچہ فرمایا وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ۔ اور فواکہہ کی قسم سے جسکو پسند کریں ف یعنے غلمان انکے واسطے طرح طرح کے فواکہہ لیے ہوے انکی مجلس میں حاضر ہونگے اور یہ سب فواکہہ ایسے نفیس ہیں کہ رب عز وجل نے اس دار کرامت میں پسند فرما کر انکے لیے پیدا کیے ہیں پھر غلمانوں کے ہاتھ سے جس میوہ کو پسند کرینگے کھاوینگے۔ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ۔ اور پرندوں کے گوشت سے جسکو خواہش کریں یعنے وہان کے پرند سب ایسے ہیں جنکا گوشت تمام دنیا کا مال دیکر نصیب نہیں ہو سکتا غلمان طرح طرح کے پرندوں کے گوشت لیے ہوے حاضر ہونگے جس گوشت کی جانب انکی خواہش ہو وہ اختیار فرماوینگے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فواکہ میں تخیر جائز ہے یعنے جب جماعت کے درمیان فواکہ کا طباق رکھا جاوے تو فقط اپنے سامنے ہی سے لینا لازم نہیں ہے جیسے طعام میں لازم ہوتا ہے کہ فقط اپنے سامنے کے کنارے سے کھاوے اور ہر طرف ہاتھ نہ ڈالے اسلیے کہ فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہیں تو جادھر اسکی خواہش کے لائق پھل موجود ہو وہان سے اٹھالے چنانچہ اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ جب یہ بزرگ مرتبہ سابقین اہل جنت ایک مجلس میں اپنے اپنے مرصع تختوں پر متقابل بیٹھے ہونگے اور غلمان انکے لیے فواکہ کے طباق حاضر کرینگے تو ہر ایک اپنے اپنے تخیر کے موافق لینگے جسکی رغبت جس میوہ کی جانب ہوگی اسکو لیگا اور حدیث عکراش رضی اللہ عنہ بھی اسی پر دلالت کرتی ہے قال الحافظ ابو یعلی الموصلی حدثنا العباس ابن الولید النرسی حدثنا العلاء بن الفضل بن عبد الملک ابن ابی سوية حدثنا عبید اللہ بن عکراش عن ابیہ عکراش بن ذویب قال الخ یعنے امام ابو یعلی کے اس اسناد کے ساتھ عکراش رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک مرتبہ میری قوم نے اپنے اموال کے صدقات مجھے دیکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا جب میں مدینہ میں پہونچا تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مہاجرین و انصار کے درمیان مجلس میں بیٹھے ہیں اور میں اونٹ لایا تھا آپ نے پوچھا کہ کون شخص ہے میں نے عرض کیا کہ میں عکراش بن ذویب ہوں آپ نے فرمایا کہ نسب کو اوپر تک بیان کریں میں نے مرہ بن عبید تک اپنا نسب بیان کر کے عرض کیا کہ یہ قبیلہ مرہ بن عبید کے صدقات ہیں پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور لطف سے ارشاد کیا کہ یہ میرے قوم کے صدقات ہیں یہ میری قوم کے اونٹ ہیں اسکے بعد حکم دیا کہ صدقات کے اونٹوں کا داغ دیکر انکو بھی صدقات کے اونٹوں میں داخل کر دیا جاوے پھر آپ میرا ہاتھ پکڑ کر تشریف لے چلے اور حضرت ام سلمہؓ

Marfat.com

کے یہان تشریف لائے اور فرمایا کہ کچھ طعام ہے پس آپ کے پاس بڑا پیالہ ثرید سے بھرا ہوا لایا گیا اور آپ نے مجھے ساتھ بٹھا کر کھایا
اور مین نے سب طرف اپنا ہاتھ ڈالنا شروع کیا تو آپ نے بائین ہاتھ سے میرا ہاتھ تھام کر فرمایا کہ اے عکراش اسکو ایک ہی جگہ سے کھا
یہ ایک ہی طعام ہے پھر ہمارے سامنے ایک طبق آیا جسمین چھوہارے یا گدر چھوہارے بھرے تھے اسمین عبید اللہ راوی کو شک ہے
حضرات عکراش نے تمر کہا تھا یا رطب کہا تھا پس مین نے اپنے سامنے ایک کنارے سے کھانا شروع کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
مبارک ہاتھ اسمین سب طرف جاتا تھا اور آپ نے مجھسے فرمایا کہ اے عکراش اسمین سے جہان سے چاہو لیکر کھاؤ کیونکہ یہ سب ایک ہی رنگ
نہین ہے پھر ہمارے پاس پانی لایا گیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ دھویا اور اُسکی تری سے چہرہ و دونون ہاتھون اور سر پر
تین مرتبہ مسح کیا پھر فرمایا کہ اے عکراش جس چیز مین آگ نے اثر کیا ہو اس سے وضو بھی ہے (رواہ الترمذی وابن ماجہ ایضاً) اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ میوہ جات مین طرح طرح کے گدر و پختہ و تر و خشک وغیرہ ہوتے ہین تو طباق مین سے جہان کہین اسکے پسند کا دانہ ہو وہ اُٹھاوے
اور جنت مین اگرچہ کوئی دانہ خراب نہوگا اور نہ کوئی میوہ ناپسند ہوگا لیکن طرح طرح کے مزے کی رعایت سے جو میوہ پسند ہو وہ اختیار
کریگا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز مین آگ نے اثر کیا ہو اسکے استعمال کے بعد وضو کرے اور ابتدا مین یہ حکم عام تھا پھر منسوخ ہو گیا
اور دیگر احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ آپ نے بعد تناول طعام گوشت وغیرہ کے ہاتھ بھی نہین دھولے بلکہ رگڑ ڈالے اور نماز پڑھی کیونکہ
اس زمانہ مین چربی و روغن کا استعمال بہت ہی کم تھا اور اس حدیث سے شاید یہ مطلب ہو کہ بعد ہاتھ دھولے کے مُنھ پر مسح کرے اور یہ طریقہ
بطور شکرانہ کے بھی روایت کیا گیا ہے اور مراد یہ کہ تمام وضو کا حکم نہین رہا بلکہ ہاتھ و مُنھ صاف کرلے اور احتمال ہے کہ منسوخ ہونے سے پہلے
اسیقدر حکم ہو جو اس روایت مین مذکور ہے بہرحال اب جمہور فقہا کے نزدیک طعام پختہ کے بعد وضو کا حکم نہین ہے واللہ تعالے اعلم
(۵) امام احمدؒ نے بہز بن اسد اور عفان بن مسلم سے اور ابو یعلی نے شیبانؒ سے روایت کیا کہ ان تینون مشائخ نے سلیمان بن المغیرہؒ سے
اُسنے ثابت البنانیؒ سے روایت کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب پسند آتا تھا اور بسا اوقات کسی شخص
نے خواب دیکھا اور آپ نے اس شخص کا حال پوچھا حالانکہ آپ اُسکو نہین پہچانتے تھے پس اگر آپ سے تعریف کی گئی یعنے یہ شخص مومن متقی ہے
تو آپ خوش ہو جاتے اور اسکے خواب کو پسند فرماتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ ایک عورت آئی اور اسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے
خواب مین دیکھا کہ گویا میرے پاس آنے والا آیا اور مجھے مدینہ سے باہر لے گیا پس مین جنت مین داخل کی گئی اسی حال مین مجھے دھوم کی آواز
سنائی دی کہ جنت مین خوشی کی جنبش ہوئی پس مین نے نگاہ کی تو دیکھا کہ فلان بن فلان اور فلان بن فلان اسیطرح بارہ آدمیون کے
نام لیئے کہ وہ آئے ہین انکی شہرگ سے خون جاری ہے پس انسے کہا گیا کہ جاکر نہر بیدج مین غسل کرو پس مین نے دیکھا کہ اُنھون نے نہر مذکور
مین غوطہ مارا اور جب اسمین سے نکالے تو مین دیکھتی ہون کہ انکے چہرے چودھوین رات کے چاند کی طرح چمکنے لگے اور انکے سامنے سونے کا
تھال آیا جسمین بُسر خرما تھے پس جسقدر انکا جی چاہا انھون نے کھایا لیکن مین دیکھتی ہون کہ وہ جو دانہ اُٹھاتے ہین وہ انکی خواہش کے
موافق میوہ ہو جاتا ہے اور مین نے بھی انکے ساتھ اسیطرح کھایا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگون کو جنکا نام اس عورت نے لیا تھا
ایک لشکر جہاد مین بھیجا تھا پھر اس لشکر مین سے فتح کی خوشخبری دینے والا آیا اور اسنے یہ بھی بیان کیا کہ فلان و فلان بارہ آدمی شہید ہوئے
پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو طلب فرماکر کہا کہ اپنا خواب بیان کرے پس اسنے دوبارہ بیان کیا اور اس بیان مین اُسنے
انھین فلان و فلان بارہ آدمیون کے نام لیے جنکی شہادت کی وہ خبر شخص لایا تھا جو اس لشکر سے آیا تھا حافظ ابو یعلی نے کہا کہ یہ اسناد

بشرط مسلم صحیح ہے) اور حافظ ابو القاسم الطبرانیؒ نے معاذ بن المثنی عن علی بن المدینی باسنادہ روایت کیا کہ ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے تھے کہ جنت کے درختون مین سے جب کسی نے کوئی پھل توڑ لیا تو فوراً اسکی جگہ دوسرا پھل موجود ہو جائیگا (اسنادہ جید) مترجم کہتا ہے کہ غلمان اُن پھلون کو خوبصورتی کے ساتھ مجلس مین لاوینگے ورنہ اہل جنت خود جب چاہین وہ پھل انکے پاس آجاوے ولیکن کافر جاہلون کے حواس اسکے سمجھنے سے عاری ہین نعوذ باللہ من جہالۃ الکفر اور واضح ہو کہ اسیطرح اہل جنت کے واسطے مجلس مین خواہش و رغبت کے موافق طرح طرح پرندون کے گوشت حاضر کیئے جاوینگے اور اُنکا پختہ و خوش مزہ ہونا قدرتی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پرند جنت کے درازاونٹون کے برابر ہین جو جنت کے درختون سے میوہ جات وغیرہ کھاتے ہین پس ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ پرند اچھے عیش مین ہین آپ نے فرمایا کہ جسکو انکا کھانا نصیب ہو گا وہ انسے بڑھکر خوش عیش ہوگا آپ نے اسکو مکرر تین مرتبہ فرمایا اور کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ اے ابو بکر تجکو بھی ان پرندون کا گوشت کھانا نصیب ہوگا (رواہ احمد) مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث صحاح مین متعدد اسانید سے روایت ہے اور آخر مین ہے کہ اے ابو بکر مجھے اُمید ہے کہ تو بھی ان پرندون کے گوشت کھانے والون مین ہے مترجم کہتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے واسطے اعلیٰ درجہ جنت کی بشارت ہے وللہ الحمد والمنۃ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین طوبیٰ کا ذکر ہوا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر تمکو معلوم ہوا کہ طوبیٰ کیا چیز ہے ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالے و اُسکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ طوبیٰ جنت مین ایک درخت ہے جسکی درازی کو اللہ تعالے کے سوائے کوئی نہین جانتا ہے اسکی کسی شاخ کے سایہ مین سوار ستر خریفؔ تک چلا جاوے اور اُسکے پتے زیور ہین اور اُسپر اونٹون کے برابر پرند گرتے ہین پس ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ان پرندون کو مبارک ہو کہ بہت عیش مین ہین آپ نے فرمایا کہ جس شخص کو انکا کھانا نصیب ہوگا وہ اُنسے بھی زیادہ عیش مین ہوگا اور تو بھی انھین لوگون مین سے ہے انشاء اللہ تعالے (رواہ ابو عبد اللہ المقری) اور قتادہؒ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرنے مین کہا کہ ہمسے روایت کیا گیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ مین دیکھتا ہون کہ یہ پرند بہت عیش مین ہین آپ نے فرمایا کہ واللہ اے ابو بکر جسکو انکا کھانا نصیب ہوگا وہ اُنسے زیادہ عیش مین ہوگا اور وہ اونٹون کے برابر ہین اور مجھے اللہ تعالے سے امید ہے کہ اے ابو بکر تو بھی اُنکے کھانے والون مین ہے اور حضرت انسؓ نے کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوثر کو دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ جنت مین نہر ہے جو اللہ تعالے نے مجھے عنایت فرمائی ہے اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیرین ہے اور اسمین خوشنما پرند ہین جنکی گردنین اونٹون کی گردنون کے مانند ہین عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ پرند بہت عیش مین ہین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنکا کھانے والا اُنسے زیادہ عیش مین ہوگا (الترمذی وحسنہ وابن ابی الدنیا) اور کعب احبار رحمہ اللہ تعالے نے بیان کیا کہ جنت کے پرند مانند بختی اونٹون کے ہوتے ہین وہ جنت کے درختون کے پھل کھاتے اور اسکی نہرون سے پانی پیتے ہین جب جنتی کو کسی پرند کے گوشت کی خواہش ہوگی تو صف بستہ پرندون مین سے اسکی خواہش کے موافق اسکے حضور مین آویگا اور جنتی اسکے گوشت و دل و جگر وغیرہ سے جو کچھ چاہے کھاویگا پھر جب سیر ہوگا تو وہ پرند پورا تندرست اُڑ جائیگا اسمین سے کچھ بھی کم نہین ہوگا مترجم کہتا ہے کہ وہان نقص کا نام نہین ہے اور جنتی نے جو کچھ لیا اسی وقت وہان دوسرا پیدا کر دیا جائیگا اور وہان موت کا نام بھی نہین ہے اور جو کچھ جنتی کھایا چاہے وہ اُسکو پختہ مزہ دار قدرتی حاصل ہوگا عبد اللہ بن مسعود

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تو جنت کے پرند کی طرف دیکھکر اسکے گوشت کی خواہش کریگا وہ بھنا ہوا روبرو آجاویگا (حسن بن عرفہ والسنن) مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ جنتی کو وہ گوشت قدرتی بختہ مرہ دار ملیگا لیکن جب فارغ ہوا تو وہ پرند اُڑکر چلا جاویگا جیسے پہلے تھا کہ اسمین سے کچھ بھی کم نہوگا و للہ الحمد والمنۃ اور اہل ایمان اپنی عقل نورانی سے ان معانی کو سمجھتے اور اللہ تعالے کی عجیب قدرت مشاہدہ کرتے ہین اور واضح ہو کہ جہنم مین بھی موت نہین ہے لیکن وہان جہنمیون کے مناسب ہاں ان کو اور شاید کہ وہان بھی زقوم وغیرہ سے جو کچھ وزخی کھاوین وہ بدستور ویساہی ہوجاویگا نعوذ باللہ من جہنم وعذابہ۔ آور عیش تو جنت مین ہے اللہ تعالے مغفرت ورحمت کے ساتھ مجھے اپنے مومنین صالحین بندون مین داخل فرماوے وہو ربی ارحم الراحمین پھر جنت مین ان نعمتون کے باوجود ازواج ہین چنانچہ فرمایا۔ وَحُوْرٌ عِيْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۔ اور حور عین جیسے مثلا درمکنون ف درمکنون پوشیدہ موتی جو سیپ مین سے ہاتھون مین بھی نہین لیا گیا کہ اسکی آب وتاب وصفائی خالص باقی ہے عین جمع عیناء بڑی خوبصورت آنکھون والیان یعنے وہان ان جنتیون کی دلارام حورین ایسی خوبصورت آنکھون والیان ہونگی نہایت شفاف پاکیزہ جیسے درمکنون ہوتا ہے اور تمام لوگون مین عام مشہور ہے کہ پدمنی ایسی خوبصورت ہوتی ہے کہ اسکے حلق سے پان کی پیک سرخ نظر آتی ہے ان لوگون مین پدمنی کا یہ بیان تو مبالغہ ہے درحقیقت جسکا بیان یہان سمجھ سے باہر ہے وہ حور عین کی سچی صفت ہے چونکہ اصل حقیقت کا سمجھنا روحانیت عقل سے متعلق ہے تو بندونکی ترغیب کے لیے اُنکے حواس کے لائق مثل بیان فرمائی کہ گویا درمکنون ہین ابن عباسؓ نے کہا کہ یعنے سیپ مین موتی با آب وتاب ہین یہ سب انعام واکرام سابقین صالحین پر عین رحمت ہے جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہمنے انکو بدلا دیا بعوض اسکے جو عمل کرتے تھے ف یعنے انسانی عمل اگرچہ ایک انعام کے مساوی بدلا نہین ہوسکتا ہے حتی کہ پیدا کرنے وتندرستی وغیرہ کا مقابلہ غیر ممکن ہے لیکن اللہ تعالے نے ان بندون کو قبول فرمایا جبکہ انھون نے رب سبحانہ تعالے کو پاک توحید سے پہچانا اور یقین لائے اور رب سبحانہ تعالے کو اپنا رب مانا اور اُسی کے بندے رہے اور کسی خیالی معبود کے بندے نہین ہوے تو رب عز وجل نے انکو بندہ قبول کیا اور رحمت سے عین رحمت یعنے جنت مین داخل کیا اور جنت مین منازل ودرجات ہین تو وہان ہر ایک اپنی بندگی ونیک عمل کے موافق درجۂ عالی مین پہونچا یا گیا پس سابقین اپنے اعمال نیک کے موافق ان معالی درجات مین پہونچے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا۔ جنت مین نہین سنینگے لغو اور نہ تاثیم سوائے گفتگوے سلام سلام کے ف لغو بیہودہ بے معنے جسکا کچھ حاصل نہو جیسے دنیا مین اشعار وناول وقصہ وغیرہ لغویات ہوتے ہین اور تاثیم گناہ مین ڈالنا جیسے غیبت وغیرہ کی گفتگوے بد سے انسان مبتلائے معصیت ہوتا ہے اور گالی گلوچ وغیرہ ناگوار وبد گفتگو سے بدی مین پڑتا ہے اور اسکا باعث جسم کی قوتون نفسانیہ کے جوش ہین اور وہان ایسے بندے داخل جنت ہوے جنھون نے یہان نفس واسکی خراب خواہشون کو حق شریعت وروشن طریق سنت کے تابع کردیا تھا لہذا وہان روحانیت کے تابع نفس کو یہ سب عیش ہے اور روح کے معالی اسرار قابل بیان نہین ہین پس وہان نفس مین خرابی نہین تو یہ لغو وتاثیم بھی نہین سنینگے سوائے سلام سلام کے یعنے باہم ایک دوسرے کو سلام وتحیۃ پہونچاوینگے اور ملائکہ سلام پہونچاوینگے اور انسے جو انوار حاصل ہونگے وہ روز بروز نفائس درجات وبلند مقامات ہین اور اسکے تابع نفس کو بھی ہر روز عیش جدید ولذیذ ہے جسکی انتہا کب قیاس مین آسکتی ہے (دع) بعض نے کہا کہ باہم ایک دوسرے سے نہ لغو کہینگے اور نہ جھوٹ بولینگے بعض نے کہا کہ باہم عمدہ گفتگوے سلامتی کا افشا کرینگے یعنے بار بار باہم سلام وسلامتی پہونچاوینگے مترجم کہتا ہے کہ حدیث مین ہے کہ اے لوگو اپنے درمیان محتاجون کو طعام دو اور باہم افشا سلام کرو اور رات

Marfat.com

سونے والون کے بیچ مین نماز کا قیام کرو تو سلامتی کے ساتھ جنت دارالسلام مین داخل ہو (صحیح) اور واضح ہو کہ سلام مذکور دنیا مین
اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلامتی کی دعا ہے اور آخرت مین اسکا ظہور متعلق بروحانیت ہے جسکا درجہ عالی پہچاننا حواس انسانی سے
غیر ممکن ہے لہذا عام طور پر صرف اسی قدر ارشاد ہوا کہ باہم سلام سلام پاوینگے اور دیگر آیات مین منصوص ہے کہ ملائکہ سلام لاوینگے اور
رب عزوجل فرماویگا یہ کرامات احاطہ حواس سے اعلیٰ و اجل ہین والحمد للہ رب العالمین ف ۲ شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین لکھا کہ
قولہ تعالےٰ ثلۃ من الاولین یعنے جماعت کثیرہ طبقۂ اولین مین سے ہے یعنے محبوبین مین سے جو ارواح کی صفوف مین سے صف اول ہے
اور سب سے اول سرفراز عنایت ازل ہے وقلیل من الآخرین اور آخرین مین سے قلیل جماعت ہے یعنے محبوبین اول سے نیچے مرتبہ والے
اور یہ صف دوم ہے اور انکو قلیل اسلئے فرمایا کہ محب عاشق کمتر محبوب تک پہونچتا اور کمال تک واصل ہوتا ہے بلکہ اکثر انمین سے جنات
صفات مین ٹھہر جاتے ہین اگرچہ یہ بھی اہل سعادت کا درجہ ہے اور صف اول محبوبین سب جنت الذات مین انتہاے مراد کو پہونچے
ہوتے ہین اور اسیوجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دونون گروہ میری ہی اُمت مین سے ہین یعنے یہ مراد نہین ہے کہ اولین
اُمتون مین سے ایک جماعت کثیرہ ہوگی اور آخرین یعنے اس امت مین سے قلیل ہونگے بلکہ یہ مراد ہے کہ اس اُمت کے اول درجہ والے
بہت ہین اور دوم درجہ والے قلیل ہین پس یہ اُمت سب اُمتون سے بہتر ہے یا یہ مراد ہے کہ اس اُمت کے اول طبقہ والے جنھون نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت پائی ہے اور جنھون نے اُسکے قریب زمانہ مین وحی کی طراوت پائی ہے یہ جماعت کثیرہ درجۂ اول
ہین اور اخیر مین جب زمانہ دراز گزرنے سے قلوب مین قساوت آگئی اور زمانہ مہدی علیہ السلام قریب ہوا تو اُسوقت قلیل ایسے وصف جمیل
پر ہونگے کیونکہ بعد ظہور مہدی رضی اللہ عنہ کے جماعت کثیرہ مرتبۂ اعلیٰ پر پہونچینگے اگرچہ امتداد نہوگا کیونکہ بہت ہی نزدیک قیامت قائم
ہونے کا وقت آجاویگا واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب قولہ علی سرر موضونۃ۔ اشارہ ہے کہ انمین ہر قسم کے لائق صفات سے طرح طرح کے علی
وجود عطا ہونگے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض کی نسبت فرمایا کہ نور کے منبرون پر ہونگے یا یہ مراد ہے کہ صفات کے مراتب یہ
ہونگے مترجم کہتا ہے کہ اہل اشارت کے نزدیک دوسرا درجہ بحسب مراتب صفات ہے اور اسکا حاصل یہ کہ بندۂ مومن مین جب جمیع
صفات سے کمال نہوا تو بعض صفات سے ہوتا ہے اور کمتر یہ کہ صفت واحدہ ہو پس اسی لحاظ سے انکے مراتب متفاوت ہین اور اول درجہ والے
مرتبۂ ذات مین ہین اور ہر ایک کے لئے وجود روحانی جسکے تابع نفس ہے باعتبار انھین مراتب کے ہوتا ہے اور چونکہ وہان محض روحانیت
ہے اسلئے نفس کے عیوب مانند حسد وہوس وغیرہ ندارد ہین لیکن مترجم کے نزدیک غبطہ وہان بھی واقع ہوگا یعنے دوسرے کے واسطے
نعمت مبارک سمجھکر خود بھی ایسی نعمت کی خواہش کرنا مثلاً جو اولیا کہ منابر نور پر ہونگے بعض انبیا انپر غبطہ کرینگے جیسا کہ حدیث مین وارد
ہوا ہے اور شاید حدیث مین یہ تاویل ہو کہ انبیا علیہم السلام بنظر معرفت کاملہ اس دنیا مین اسکو دیکھکر غبطہ فرماتے ہین واللہ تعالےٰ اعلم
قولہ متکئین علیہا متقابلین۔ اشارت ہے کہ یہ لوگ اپنے مقامات مین اس سے باہم مظاہرت پاوینگے اور رتبہ مین مساوی ہونگے اور
عین وحدت مین انکے درمیان خود کچھ حجاب نہوگا اور انکو اختیار ہوگا کہ جس صفت مین چاہین ظہور کرین اور صفات کی وجہ سے ذات
سے محجوب نہونگے اور نہ ذات کی وجہ سے صفات سے محجوب ہونگے قولہ یطوف علیہم ولدان مخلدون۔ اشارت مین لکھا کہ معنوی صفات
مین انکے قولے روحانیہ خدمت کرینگے اور دوام ذات کے ساتھ انکو بھی دوام ہے یا یہ کہ اہل ارادت جو کمال شوق و ارادت سے انکے ساتھ
متصل تھے بدلیل قولہ تعالےٰ الحقنا بہم ذریاتہم۔ یا مراد ملکوت سماویہ ہین مترجم کہتا ہے کہ جنت حقیقی مین غلمان خادم ہونگے اور اشارت

Marfat.com

مین شیخ نے مقام معرفت سے خادم انکے قواے روحانیہ یا ملکیہ یا مریدین قرار دیے جو ارادت مین صادق ہون اور انکو دوام وجد و عالی حاصل
کے ہے اور یہ معاملہ متعلق روحانیت ہے اور اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جنت حقیقی مین اعمال کا ظہور بطریق ثواب ہے اور حدیث معراج
مین ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ اپنی اُمت کو ارشاد فرمائیے کہ جنت کی تربت پاکیزہ مین پود
لگانے کی کثرت کرین اور وہ تسبیح وتحمید وتکبیر وتہلیل ہین چنانچہ قولہ تعالے الباقیات الصالحات خیر الآیہ کی تفسیر مین اور نیز سورۂ معراج کے
ذیل مین یہ حدیث گذر چکی ہے قولہ باکواب واباریق الخ۔ شربت ارادت ومحبت وشوق وعشق ہے اور نفیس شیرین خوشگوار آب حکمت
وعلوم ہے۔ لایصدعون عنہا۔ انکو خمار اسوجہ سے لاحق نہین ہوتا کہ یہ عارف بندے واصل ہین تو وہان شوق کا درد اور خوف فراق نہین
ہے بلکہ عین لذت ہے جسکے ساتھ کچھ دُکھ درد نہین ہے۔ ولا ینزفون الخ اور انکی عقل وتمیز بوجہ نشہ کے زائل نہین ہوتی ہے اور شطحیات
مجذوبانہ انسے صادر نہین ہوتے ہین کیونکہ وہ لوگ اہل الصحو ہین اور اہل السکر نہین ہین کہ ذات کی وجہ سے صفات سے محجوب ہون کہ ان پر
نشہ بیہوشی طاری ہوا اور حالت غالب ہو پس بیخودی مین کلمات سرزد ہون قولہ وفاکہۃ مما الخ۔ وجد وکشف کے میوہ جات ذوقیہ سے
بہتر لیتے ہین کیونکہ انکو کل حاصل ہے تو عمدہ چھانٹ لیتے ہین قولہ ولحم طیر الخ غذاے روحانیہ لطائف حکمت ودقائق معانی ہین جن سے
قوت حاصل ہوتی ہے قولہ وحور عین الخ۔ تجلیات صفات وانکے مراتب کے ازواج مجردات ہین قولہ کامثال الخ صفائی ونورانیت مین
تشبیہ ہی اور مکنون اسوجہ سے کہ وہ خزانہ غیب مین ہین اور یہ خزانہ نظر اغیار سے محجوب ہی جو فقط ظاہر حواس کے پابند رہگئے ہین قولہ جزاء بما کانوا الخ
یعنے وصول مقصود سے پہلے شریعت سنت پر ٹھیک مستقیم تھے اور جو اعمال کہ خالص اللہ تعالے کے واسطے مقصود بالذات ہین انکو عمل مین لاتے تھے
اقول جیسے نماز وروزہ وتسبیح وتقدیس وغیرہ ہین اور مثلاً خرید فروخت اگرچہ شریعت پر عمل ہی لیکن یہ اعمال بقدر ضرورت ہین اور خالص مقصود
بالذات نہین ہین بلکہ انسے یہ غرض ہے کہ اپنے نفس کو کھانا پانی دیا جاوے اور زوجہ اور اولاد کو انکا نفقہ پہونچایا جاوے پس انکے اعمال سے ایسے
ہی اعمال مقصود ہین جو خالص مقصود بالذات ہین اور شاید ایسے اعمال مقصود ہون جو سلوک ووصول کے درمیان اپنے تصفیہ وتزکیہ کیلیے عمل مین لاتے
تھے قولہ لایسمعون فیہا الخ وہان حضوری کے آداب مین ایسے کلمات سننے مین نہین آتے جو محض دنیاوی لغویات وہذیانات بے فائدہ ہون جیسے
دنیاوی نفس کے بندے ناول وقصہ وحکایات وغیرہ سے خوش ہوتے ہین اور غیبت ودروغ وفحش بھی وہان نہین ہی جس سے آدمی گناہ مین مبتلا
ہوجاتا ہے قولہ الا قیلا الخ یعنے صرف ایسا قول البتہ جو بذات خود سلام ہی یعنے نقائص وعیوب وفواحش سے سالم ہی اور اسمین لغو اور فضول کچھ
نہین ہی یا یہ مراد کہ ایسا کلام سنینگے جس سے سننے والے کو عیب ونقصان سے سلامتی حاصل ہوتی ہی اور اسکا سرور بڑھتا اور کرامت حاصل ہوتی ہے
اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل معرفت کے کلمات سب معارف وحقائق ولطائف ہین (ابن العربی) یہانتک سابقین کا بیان ہوا

وَاَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ؕ فِىۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ۙ وَّطَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ ۙ وَّظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ۙ
اور داہنے والے کیسے داہنے والے بیری کے درختون مین لدے ہوے اور کیلے تہ پرتہ اور چھانون لبنی

وَّمَآءٍ مَّسۡكُوۡبٍ ۙ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيۡرَةٍ ۙ لَّا مَقۡطُوۡعَةٍ وَّلَا مَمۡنُوۡعَةٍ ۙ وَّفُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَةٍ ؕ اِنَّاۤ
اور پانی بہایا اور میوہ بہت نہ ٹوٹا اور نہ روکا اور بچھونے اونچے ہمنے

۱ ع ۳ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ۙ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ۙ عُرُبًا اَتۡرَابًا ۙ لِّاَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ ؕ ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ
وہ عورتین اُٹھائین ایک اُٹھان پر پھر کیا انکو کنواریان پیارو لانیان ایک عمر کیان واسطے داہنے والون کے انبوہ ہے پہلون مین

وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ ؕ

اور انبوہ ہے پچھلون مین

جب اللہ تعالیٰ نے سابقین مقربین کا درجۂ عالی بیان کر دیا تو اسکے بعد اصحاب الیمین کا درجۂ عیش و کرامت شروع کیا بقولہ تعالیٰ وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۔ اصحاب الیمین کیسے اصحاب الیمین ہین ف یعنے اصحاب الیمین کیسے اچھے درجہ والے لوگ ہین اور بڑے آرام مین ہین میمون بن مہران نے کہا کہ اصحاب الیمین بہ نسبت مقربین کے ادنیٰ درجہ پر ہین ۔ ع ۔ حدیث مین آیا ہے کہ جنت مین کوئی دنی نہین ہے یعنے کمینہ و رذیل کوئی نہوگا بلکہ اولاد آدم مین سے جو لوگ جنت مین داخل ہونگے سب اللہ تعالیٰ کے یہان معزز و مکرم ہین خواہ دنیا مین لوگ انکو غلام سمجھتے ہون یا جولاہہ وغیرہ حقیر جانتے ہون ابن کثیرؒ نے تفسیر مین کہا کہ اصحاب الیمین الخ یعنے اصحاب الیمین کیا اصحاب الیمین ہین یعنے انکی شان و صفت کیونکر ہے پھر اسکی تفسیر فرمائی بقولہ ۔ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ وَّفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ یعنے ایسی نعمت اسکے پھلون مین ہے کہ سدر مخضود ہے اور طلح منضود اور سایہ ممدود ہے اور آب مسکوب ہے اور فواکہہ بکثرت ہین ف انمین سے ہر ایک کی تفسیر بیان کرنا چاہئیے سدر درخت نبق جسکو ہندی مین بیری کہتے ہین مخضود اسکی صفت ہے بعض نے کہا یعنے پھلون سے لدے ہوے اور بعض نے کہا کہ مخضود بے کانٹے والے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابن عباس و عکرمہ و مجاہد و ابو الاحوص و قسامہ بن زہیر و سفر بن بشر و حسن و قتادہ و عبد اللہ بن کثیر و سدی و ابو حزرہ وغیرہم نے کہا کہ سدر مخضود یعنے بیر جسمین کانٹے نہون ابن عباس و عکرمہ و مجاہد سے دوسری روایت یہ ہے کہ مخضود یعنے پھلون سے لدے ہوے مترجم کہتا ہے کہ یہ دونون باتین اس سدر مین موجود ہین اسیواسطے قتادہؒ نے کہا کہ ہم سے حدیث کی جاتی تھی کہ سدر مخضود ایسے نفیس سدر ہین کہ پھلون سے لدے ہوے ہین اور انمین کانٹا نہین ہے ابو بکر احمد بن سلمان النجار نے امام عبد اللہ بن محمد البغوی سے بالاسناد روایت کیا کہ سلیم بن عامرؒ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو اعراب سے نفع پہونچاتا ہے اور جب وہ لوگ سوالات کرتے تو ہم کو نفع ہوتا تھا چنانچہ ایک روز ایک اعرابی آیا اور اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جنت مین اللہ تعالیٰ نے ایسا درخت ذکر فرمایا ہے جس سے آدمی کو اذیت ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ وہ کون درخت ہے اُسنے عرض کیا کہ وہ سدر مخضود ہے کیونکہ سدر مین کانٹا ہوتا ہے جس سے صدمہ پہونچتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسکو مخضود فرمایا ہے یعنے اسکے کانٹون کو خضد کرکے کانٹون کی جگہ پھل کر دیے ہین پس اس درخت مین پھل ایسا ہوتا ہے کہ جب اسکو کاٹو تو بہتر طرح کا مزہ اس سے ملتا ہے اور ہر ایک مزہ دوسرے سے مشابہ نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ اس نفیس میوہ کا نام جنت مین سدر ہے اور اسکی ماہیت کا ادراک کرنا غیر ممکن ہے کیونکہ دنیا مین جو چیز سب سے زیادہ عمدہ سمجھی جاوے وہ اس میوۂ جنت کے مقابلہ مین گویا نہایت بدتر و بدمزہ ہے اور اس مقام سے ایک بات یہ سمجھی گئی کہ جنت کی چیزون سے ہم فقط کلیہ طور پر یہ سمجھین کہ مثلاً میوہ بے انتہا عمدہ و بے مثل ہے اور نام اسکا مثلاً سدر ہے اور ہرگز اُسکو سنکر ایسی چیز کی طرف توجہ نکرین جسکو ہم لوگ سدر کہتے ہین کیونکہ یہ غلط فہمی فقط قیاس دوڑانے سے واقع ہوئی اور بارہا معلوم ہو چکا کہ جس عالم کی نظیر یہان کبھی نظر سے نہین گذری اسکا ادراک کیونکر ممکن ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قرآن مجید مین جو نام مذکور ہین وہ بروجہ شریعت ہین بیان یہ کہ قرآن مجید بزبان عربی فصیح ہے تو کیا ہم اسکے معنے وہ لین جو عربی حجازی مین کسی لفظ کے معنے ہین یا ایسا نہ کرین بلکہ حدیث سے اسکی تفسیر دریافت کرین تاکہ شرع سے جو معنے ظاہر ہون وہ لین علماءؒ کے دو قول اس مقام پر ذکر کیے گئے ہین اول یہ کہ قرآن عربی ہمارے تذکر کے لیئے نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہم پر قرآن آسان فرمایا پس معلوم ہوا کہ لغت حجازیہ پر اس کے معنے

Marfat.com

ہمپر لازم ہین اور یہی امام ابو حنیفہ وغیرہ ایک جماعت کا قول ہے دوم یہ کہ استفادہ مخصوص بشریعت ہے لہذا اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے حاصل کرنا چاہئے اور صحابہؓ ـ ـ ـ لینا ہمپر لازم ہے مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہان تفصیل حق ہے اور وہ یہ ہے کہ قرآن مجید مین جو احکام
ے متعلق بعبرت ہین انہین لغت پر مدار ہے اور نصیحت وتذکر جو آسان فرمایا ہے وہ اسی سے متعلق ہے جو امور آخرت سے متعلق ہون انہین قدر کیفیت
رانہ حقیقت غیر ممکن ہی اور ہمکو صرف نام ہی نام آتا ہے لیکن یہ ہم قطعی جانتے ہین کہ یہ نعمتین بے مثال ہین اور ریشم ودیباج جو وہان ہے وہ کیڑے کا
گو وہ نہین ہے اور نہ شہد اس مکھی کا لعاب ہے اور اسی طرح قبر کی کیفیت ادراک سے باہر ہے بلکہ جسوقت چند روز کے بعد موت سے ظاہر ہوگا سب
کھل جائیگا اسیوجہ سے رائے سے تفسیر کرنا حرام یا کفر ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اس سے بہت احتراز فرماتے تھے اور اگر فقط لغت ہی پر مدار ہوتا تو
کوئی وجہ خوف کی نہ تھی کیونکہ وہ لوگ خود اہل زبان تھے رہا یہ کہ بندون کے لئے اعمال عبادت تو یہ البتہ بربناے لغت ہین کیونکہ یہ انکے ذاتی اعمال
ہین اور شاید کہ یہ بھی بربناے شریعت ہون واللہ تعالے اعلم واضح ہو کہ سلیم بن عامر رحمہ اللہ تعالے تابعین کبار سے ہین جنھون نے حضرت ابو بکر رضی اللہ
عنہ کے پیچھے ایام خلافت مین نماز پڑھی ہے اور اسکا قصہ طحاویؒ نے آثار مین روایت کیا ہے اور یہ اسناد جید ہے بلکہ دوسری اسناد سے بھی اس کے مانند
حدیث روایت کی گئی ہے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قال ابو بکر بن ابی داؤد حدثنا محمد بن المصفی حدثنا محمد بن المبارک حدثنی یحیی بن حمزۃ حدثنی ثور
بن یزید حدثنی حبیب بن عبید عن عتبۃ بن عبد السلمی قال کنت جالسا الخ یعنے امام ابو داؤد صاحب السنن کے بیٹے عبد اللہ ابی بکرؒ نے کہا کہ ہم سے
محمد بن المصفی الحمصیؒ نے (ائمہ کے شیخ ثقہ ہین) روایت کی آخر تک حضرت عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس بیٹھا تھا کہ اتنے مین ایک اعرابی نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین سنتا ہون کہ آپ جنت مین ایسا درخت بیان فرماتے ہین کہ اس سے
زیادہ کانٹے دار کوئی درخت نہین ہوتا ہے یعنے طلح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اسکے ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا کر دیے ہین ہر ایک
پھل مین ستر رنگ کا مزہ ہے ہر مزہ دوسرے سے مشابہ نہین (رواہ الطبرانی وغیرہ واسنادہ حسن) اس اعرابی رضی اللہ عنہ نے طلح سے خار دار درخت
سمجھا تھا فراءؒ وابو عبیدؒ نے جو علماے لغت ہین کہا کہ طلح بڑا درخت ہوتا ہے جسمین کثرت سے سخت کانٹے ہوتے ہین اور عرب کے لوگ اس درخت خاردار کو
طلح کہتے ہین اور زجاجؒ نے کہا کہ وہ ببول کا درخت ہے بالجملہ اس روایت سے یہ بات ثابت ہے کہ طلح وسدر فقط نام ہے اور اسکی صورت وکیفیت بالکل
دوسری ہے چنانچہ سدر مخضود کی تفسیر سے ظاہر ہوا کہ اسکے پھل بہت بڑے بڑے ہونگے اور بغیر گٹھلی کے بہت لذیذ ہونگے بلکہ ایک پھل کے اندر سے بہتر
طرح کا عمدہ مزہ حاصل ہوگا اور طلح منضود نضد تہ بر تہ چنا ہوا اور پھلون مین گودہ کہلاتا ہے پس معنے یہ کہ طلح مذکور کی گودھین تہ بر تہ بکثرت ہین
طلح کسکو کہتے ہین جواب یہ کہ اکثر مفسرین نے کہا کہ طلح موز یعنے کیلا ہے اور بعض نے کہا کہ ببول اور بعض نے کہا کہ درخت عضاہ جو عرب مین سب سے
بڑا خار دار درخت ہوتا ہے ابن ابی داؤد اور طبرانی کی روایت مذکورہ بالا سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ درخت عضاہ ہے لیکن حدیث مین یہ تاویل ہو سکتی
ہے کہ خاصکر طلح کی تفسیر نہین فرمائی بلکہ جواب بطریق حکمت ہے کہ اگر خاردار درخت بھی ہو جیسے سدر تو بھی وہان اللہ تعالے نے اسکو نئی خلقت
سے پیدا فرمایا ہے کہ اسکے کانٹے سب پھل ہین اور پھل نہایت خوشنما مزہ دار ہین مجاہدؒ نے کہا کہ منضود یعنے متراکم الثمر اسکے پھل تہ بر تہ لدے ہوئے گندھے
ہوئے ہونگے اور اللہ تعالے نے اس سے قریش کو رغبت دلائی کیونکہ وہ لوگ طلح وسدر کے سایہ کو پسند کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ یہ درخت جنتی جسکا نام طلح ہے دنیا کے درخت طلح سے مشابہ ہے لیکن اسکا پھل شہد سے زیادہ شیرین ولذیذ ہوگا بعض مفسرینؒ نے کہا کہ طلح بمعنے
طلع ہے یعنے کیریان جو اول مین نکلتی ہین اور اس صورت مین یہ بھی سدر کی صفت ہے یعنے سدر مخضود وطلع منضود یعنے یہ کہ وہ سدر کانٹون سے
پاک ہے اور اسکے پھل گچھے لدے ہوئے ہین ابن ابی حاتم نے اسکو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا لیکن اسناد ضعیف ہے اور ابن ابی حاتم

Marfat.com

نے باسناد جید روایت کیا کہ ابو سعید خدری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ طلح یعنی موز ہے اور یہی قول حضرت ابن عباس وابو ہریرہ وحسن وعکرمہ و قسامۃ بن زہیر وقتادہ وابو حزرہ سے روایت کیا گیا ہے اور یہی مجاہدؒ کا قول ہے اور ابن زیدؒ نے یہ بھی کہا کہ یمن کے لوگ موز یعنے کیلا کو طلح کہتے ہیں قولہ ظل ممدود سایہ دراز اس سایہ خوشگوار کی درازی اللہ تعالے کے سوائے کسی کو نہیں معلوم ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک درخت ہے کہ اسکے سایہ مین آدمی سوا سو برس تک چلا جاوے اور اسکو قطع نہ کر سکے اور چاہو پڑھو قولہ تعالے و ظل ممدود الآیہ (البخاری ومسلم وغیرہ) اور یہی شجرۃ الخلد ہے یعنے دائمی درخت (رواہ احمد) اور ایک روایت مین ہے کہ اسکی ایک شاخ کے سایہ مین ستر برس چلا جاوے اور اسکو طے نہ کر سکے اور اسکی درازی کو سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا ہے (ابن جریر یا ابن ابی حاتم) اور حدیث مذکور کو ابو ہریرہ وانس وابو سعید رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن سنان حدثنا یزید بن ہارون عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ظلہا مائۃ عام لا یقطعہا واقرؤا ان شئتم وظل ممدود ترجمہ اسکا مثل حدیث بخاری ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ اسناد جید ہے اور صحاح الستہ مین اس طریق سے روایت نہین ہے اور ابن جریرؒ نے ابو کریب عن عبدہ وعبد الرحیم وغیرہ عن محمد بن عمرو اسکو روایت کیا اقول یہ اسناد بھی جید ہے اور ابن جریر نے دوسرے طریق سے جو اچھا ہے اس حدیث کو روایت کیا اور آخر مین یہ زیادہ ہے کہ کعب احبارؒ کو اس حدیث کی خبر پہونچی تو کہا کہ واللہ یہ سچ ہے اور مین قسم کھاتا ہون رب عز وجل کی جسنے موسیٰ پر توریت اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا کہ اگر ایک شخص اپنی تیز اونٹنی نوجوان پر سوار ہو کر اسکی بلندی پر صعود کرے تو عمر بھر چلا جاوے اور کبھی طے نہ کر سکے آخر بوڑھا ضعیف ناتوان ہو کر گر پڑے اس درخت کو اللہ تعالے نے اپنے ہاتھ سے جما یا یعنے خاص قدرت سے پیدا کیا اور اسمین اپنی طرف سے خاص روح پھونکی ہے اور اس درخت کی شاخین دیوار جنت کے اُس پار ہین اور جنت مین جو نہر ہے وہ اُسی درخت کی جڑ سے روان ہوئی ہے (ابن جریر) واضح ہو کہ دنیا کے درختون مین روحانیت ظاہر نہین ہے اور دار آخرت سب حیات ہے وہان مردگی کا نام نہین ہے اور اس حدیث کو ابو یعلی الموصلی نے محمد بن منہال الضریر عن یزید بن زریع عن ابن ابی عروبہ عن قتادہ عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت کیا اور بخاری نے روح عن یزید بن زریع روایت کیا اور ابو داؤد الطیالسی نے اسکو عمر بن داؤد القطان عن قتادہ روایت کیا اور عمر بن داؤد کی متابعت کی معمر وابو ہلال نے اور صحیحین مین حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ وابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے اسطرح کہ جنت مین ایک درخت ہے کہ اگر عمدہ مضمّر تیز گھوڑے پر سوار ہو کر سو برس تک کوئی شخص اسکے سایہ مین روان ہو تو قطع نہ کر سکے ابن کثیرؒ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث متواتر مشہور ہے اور اسانید جیدہ صحیحہ سے ائمہ حدیث کے نزدیک قطعی صحیح ہے قال ابن ابی حاتم حدثنا الحسن بن ابی الربیع حدثنا ابو عامر العقدی عن زمعۃ بن صالح عن سلمۃ بن وہرام عن عکرمہ عن ابن عباس قال الظل الممدود الخ یعنے ابن عباسؓ نے کہا کہ ظل ممدود جنت مین ایک درخت ہے کہ ایک ساق پر قائم ہے اور اسکے ہر کنارہ اگر سو برس تک سوار جاوے تو قطع نہ کر سکے ابن عباسؓ نے کہا کہ غرفات وغیرہ کے اعلی درجات والے بھی اس درخت کے سایہ مین جمع ہونگے (یہ غرفات جنت مین نہایت بلند درجات ہین اور انبیا علیہم السلام کے تو اُنسے بھی بلند ہین جو قیاس سے باہر ہے) اور آپسمین باتین کرینگے اس درمیان مین بعضے لوگ دنیاوی لہو یاد کر کے اسکی خواہش کرینگے (یعنے یہان لہو ہوتا جیسے دنیا مین گانا وغیرہ تھا) پس اللہ تعالے جنت سے ایک ہوا ارسال فرماویگا وہ اس درخت کے پتون سے دنیاوی ہر قسم کے لہو کو ظاہر کریگی (یعنے دنیا مین دنیا کے لائق لہو تھا اور یہان نہایت نفیس ظاہر ہوگا) ابن کثیرؒ نے کہا یہ روایت غریب ہے لیکن اسکی اسناد کے راوی سب ثقہ ہین مترجم کہتا ہے کہ لہو ہر ایسی چیز کو کہتے ہین جو کام کی بات سے غافل کر دے اور

ہر مقصود کے مقابلے مین لہو ہوتا ہے اور دنیا اور اسکی چیزین سب آخرت کے مقابلے مین لہو ہین اور یہان مراد یہ کہ گانا وغیرہ جو لوگ مقصود دل
قلب اور آخرت سے غافل کرتے ہین اور اسیطرح دوسری حدیث کے ضمن مین بھی صریح مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ ایک ہوا بھیجیگا جس سے اس
درخت کے پتون سے ایسی خوبصورت آواز نکلے گی جو دنیا مین کسی نے نہین سنی۔ ھ۔ ابن ابی حاتم نے باسناد جید روایت کی کہ عمرو بن میمون
رحمہ اللہ تعالےٰ تابعی ثقہ نے کہا کہ ظل ممدود ستر ہزار برس ہے (رواہ ابن جریر) اور دوسری اسناد ضعیف سے ابن جریرؒ نے روایت کی کہ
عمرو بن میمونؒ نے کہا کہ ظل ممدود پانچ سو برس ہے مترجم کہتا ہے کہ قول اول ثابت ہے اور شاید عمرو بن میمونؒ نے دونون قول بموافق سوال
کے بیان فرمائے ہون مثلاً کسی مکان کے سایۂ طوبیٰ کو پانچسو برس فرمایا ہو اور باقی شاخ کا سایہ ستر ہزار برس فرمایا ہو خطیب رحمہ اللہ تعالےٰ
نے لکھا کہ ابو عبیدہؒ نے اس کلام کے یہ معنے بیان کیے کہ ستر ہزار یعنے بے انتہا رہے جیسے ممدود بھی عرب اپنے محاورہ مین بے انتہا کو کہتے ہین
جیسے شاعر نے کہا ؎ دہر طویل دائم ممدود + یعنے دہر طویل دائمی ممدود ہے حسن بصریؒ نے مرسل روایت کی کہ مجھے خبر پہونچی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سایہ سو برس تک سوار سے طے نہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جنت مین ایک درخت ہے وہ پھل نہین
لاتا بلکہ وہ سایہ کرتا ہے (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہے کہ اس قول سے معلوم ہوا کہ طوبیٰ مین پھل نہین آتے ہین اگر کہا جاوے کہ احادیث مین
اسکا پھل لانا ثابت ہے جواب یہ کہ کھانے کے پھل نہین ہین بلکہ ان پھلون سے اہل جنت کے لباس و زیور نکلتے ہین چنانچہ خود حدیث مین
مصرح ہے خطیبؒ نے کہا کہ جو لوگ زعم کرتے ہین کہ درختون کا سایہ نہین ہے انکا قول مردود ہوگیا شیخ سبکی رحمہ اللہ تعالےٰ سے پوچھا گیا کہ
حدیث مین ایک شخص کا ذکر آیا ہے جو سب سے آخر مین جنت مین داخل کیا جائیگا چنانچہ جب وہ جنت کے قریب کردیا جائیگا اور اسنے عہد
کیا ہوگا کہ یارب مجھے اس سے نزدیک فرمادے مین آئندہ درخواست نکرونگا جب وہ قریب کردیا جائیگا اور خوشبو و تازگی دیکھے گا تو عرض کریگا
کہ الٰہی مجھے اسکے پاس کردے تاکہ اسکے سایہ مین بیٹھون الغرض سوال یہ ہے کہ وہان آفتاب مکدر ہوچکا پھر وہ کس چیز سے سایہ چاہتا ہے
سبکیؒ نے جواب مین لکھا کہ سایہ ثابت ہے جیسے قولہ تعالےٰ ظل ممدود الآیہ اور قولہ تعالےٰ فی ظلال علی الارائک الآیہ وغیر ذالک۔ اب ہم
کہتے ہین کہ آفتاب کے نہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ سایہ نہو اسواسطے کہ سایہ بھی اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا ہے اور وہ ایک چیز ہے جس سے
نفع حاصل ہوتا ہے تو سایہ کے یہ معنے نہین ہین کہ آفتاب نہو (سراج) مترجم کہتا ہے کہ دنیا مین اللہ تعالےٰ نے پردۂ امتحان مین ہر چیز کو
دوسری چیز سے منوط فرمایا ہے چنانچہ کھیتی کا وجود پانی سے اور سایہ کا وجود آفتاب سے منوط ہے اور جب یہ امر ثابت ہوگیا کہ یہ اسباب حقیقی
تاثیر نہین رکھتے ہین بلکہ ظاہری ہین اور اللہ تعالےٰ ہر چیز کو جب چاہتا ہے باطل فرماتا ہے حتی کہ قحط کے زمانہ مین سب چیزین متجاتی ہین
بلکہ ہوا بشدت چلتی ہے اور ابر ہرگز اس ملک ہندوستان کے مغربی حصہ سے آگے نہین بڑھتا بلکہ ابر بکثرت ہجوم کرکے آتا ہے اور بدون آندھی
کے نابود ہوجاتا ہے اور جسنے عقل کے دلائل سے اور مشاہدات سے عبرت حاصل کی ہو اسکو زیادہ طول کلام کی ضرورت نہین ہے اور جو بدمست
غافل ہو اسکو طول بیان سے کچھ فائدہ نہین ہے پس جب معلوم ہوگیا کہ اسباب فقط ظاہری پردہ ہین تو سایہ جسطرح اللہ تعالےٰ پیدا کرنا چاہے
پیدا فرماویگا علاوہ اسکے مترجم کہتا ہے کہ سورج بھی جہنم مین رکھا جائیگا اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ عمدہ خدمت نکرے اور جنت کے
آثار اس وجہ سے سمجھ سے باہر ہین کہ آدمی نے روحانی حیات کبھی نہین دیکھی حالانکہ جنت مین بھوک پیاس جو اس دنیا مین عوارض جسم سے ہین
وہان نہونگے باوجود اسکے ہر طرح کی لذت اس جسم سے ہزار گونہ زیادہ انکو حاصل ہوگی اسیطرح اہل عقل اس ہونے پر عقلی قیاس سے سب امور
سمجھ سکتے ہین اور جو لوگ فقط حواسی قیاس دوڑاتے ہین وہ جسم کے حواس سے قیاس کرکے روح کے آثار سمجھنا چاہتے ہین یہ محض انکی حماقت

Marfat.com

اور غلط فہمی ہے کیونکہ روحانیات کا قیاس کرنا حواس عقل سے البتہ ممکن ہے تو جب تک ان لوگون مین عقلی حواس ظاہر نہون یہ لوگ کچھ نہین
سمجھ سکتے ہین اور دنیا مین اللہ تعالےٰ نے سب کے لیئے عبرت کے نمونہ پیدا فرمائے ہین اسی قسم سے مرد اور عورت کا اجتماع ہے جسکی خوشی و لذت
بے قیاس خارج خیال ہے اور آتش ابلیس کو دوزخ مین عذاب ہے جیسے جسم خاکی کو زمین سڑاتی ہے (مد) ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ضحاکؒ و سدیؒ و ابوحزرہؒ
نے کہا کہ ظل ممدود یعنے سایہ جو کبھی منقطع نہوگا وہان آفتاب نہین اور نہ حرارت ہے جیسے طلوع فجر سے پہلے ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنت
مثل ہے جیسے طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اس مثال سے فقط یہ غرض ہے کہ وقت خوشگوار ہوگا ولیکن جنت
جگمگاتا ہوا نور ہے کیا نہین سمجھتے کہ تمام موتیون و جواہرات سے روشن ہے اور اسکی حور العین کی اُنگلی نظر آوے تو دنیا مشرق سے مغرب تک روشن
ہو جاوے (مد) یہانتک سدر مخضود اور طلح منضود اور ظل ممدود کی تفسیر بیان ہو چکی خلاصہ یہ کہ درخت بیر سے مشابہ وہان درخت زر و جواہر
جاندار سدر ہے اُسمین کانٹے کا نام نہین ہے۔ اور سر سے پیر تک خوبصورت پیراستہ آراستہ جھومتا ہوا ہر جگہ پھلون سے لدا ہوا اور ایک پھل مین
بہتر قسم کے عمدہ مزے ہین کہین گٹھلی کا نام نہین ہے سب مغز ہی مغز ہے چھلکا ندارد ہے نہایت نرم ہے جیسے مسکہ ہوتا ہے طلح منضود بھی اسیطرح
قیاس کرنا چاہیئے کہ کیلے کی صورت ہے نہایت خوبصورت خوش مزہ ہے ظل ممدود بے انتہا خوشگوار سایہ ہے قولہ تعالیٰ وماءٍ مسکوب آب روان مقطر ہے
یہ بارش کے بخارات سے نہین ہے اسمین مادیات کا عکس بھی چھو نہین گیا ہے یہ خاص قدرت سے پیدا ہوا ہے یہ حیات ہے دنیا مین آب حیات کی
تلاش احمق کرتے ہین اور درحقیقت آب حیات وہان جنت مین ہے وہ گڈھے مین گھیر کر کھودی ہوئی نہر مین نہین چلتا بلکہ شفاف لعل و گوہر کے
روڑون پر چاندی کے تختہ مشک پر روان ہے بلکہ جنتی اس سے جدھر اشارہ فرماوے اسی طرف روان ہو جاوے اور اسکے کنارے موتی کے جھومر
ہین یہ کیفیت و صورت ایسی دلکش ہے کہ دل اندر ہی اندر لوٹا جاتا ہے اور دنیاوی ہفت اقلیم کا بادشاہ اسکی صورت دیکھنے کا رونما تمام سلطنت دے
تو حقیر ہے لیکن وہ بندہ جو اپنے رب عزوجل کی جناب مین توحید کے ساتھ التجا لاوے اسکو رب رحیم اپنے قدس مین ان نعمتون کا مالک فرماتا ہے
سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ ماءٍ مسکوب بغیر نالے کے روان ہے ع۔ یعنے جنتیون کے مکانات مین بغیر حفر و گڈھون کے روان ہوتا ہے وہ لوگ
کہین سے پانی لانے کے محتاج نہین ہوتے اور نہ انکو رسی ڈول سے بھرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور عرب کے لوگ گرم ملک مین جنگلون مین رہتے
تھے اور دریا و نہرین وہان نایاب تھین لہذا انکو ایسے پانی سے ترغیب دی گئی جو بغیر ڈول و رسی کے حاصل ہوگا (السراج) مترجم کہتا ہے کہ
صاحب سراج نے سرسری بات فرمائی بلکہ اہل جنت کو ایسے پانی کی طرف رغبت دلائی گئی جسکا نمونہ اس دنیا مین صورت و سیرت دونون طرح
محال ہے سیرت یعنے اسکی ذاتی خوبی تو خود ظاہر ہے کہ دنیا مین جو پانی میسر ہو وہ بھی مادی عناصر مین سے ہے بخلاف اسکے جنت مین خالص قدرتی
چیز ہے جیسے وہان دودھ اور شہد وغیرہ بھی اسیطرح خالص قدرتی ہے صورت مین غور کرو تو وہ آب حیات ہے کہ نہایت ادب کے ساتھ
نہایت خوبصورت مستطیل و متوازی تحریر کے ساتھ جہان مالک کو منظور ہو روان ہوگا اور دنیاوی پانی کی طرح نہین ہے جو کھودے ہوے گڈھے
مین چلتا ہے اگر نہر کا کنارہ ٹوٹ جاوے تو سیلاب کی طرح پھیل جاوے اور نالہ کی جیسی صورت ہو اسی ٹیڑھی شکل سے چلیگا پس اللہ تعالےٰ نے
لوگون کو آگاہ فرمایا کہ اس دنیا اور اسکی چیزون سے متنفر ہون اور عالی ہمت سے ایسے محل عالی پر متوجہ ہون جو عقل صحیح مین اللہ تعالےٰ کی عظیم
قدرت کا نمونہ ہے اور یہ نمونہ اس مقام جنت کی اعلیٰ خوبیون کا پتہ بتلاتا ہے اور دنیا کے لوگ اسکو سمجھ نہین سکتے لیکن پانی و میوہ وغیرہ سے دنیا
واقف تھے تو نقل سے اصل کی جانب متوجہ فرمایا۔ وفاکھۃ کثیرۃ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ۔ اور فواکہ بکثرت ہین جنکی یہ صفت ہے کہ کبھی وہ منقطع نہین ہوتے
نہ کوئی ایسا ہے جو کسی طرح کسی وقت حاصل نہو سکے اول مین سدر و موز کا ذکر فرما کر یہان مجمل فاکہۃ کثیرۃ سے یہ ارشاد کیا کہ جو کچھ دنیا مین تمھارے

Marfat.com

حواس مین آیا اسکی اصلی حقیقت سے تم کو آگاہ فرمایا اور سوائے اسکے بکثرت وہ فواکہ ہین جو کبھی کسی دنیاوی شخص نے نہین دیکھے اور نہ انکی
بشر کے ذہن مین اسکا تصور گزرا (ابن کثیر) ابن عباسؓ نے کہا کہ جب پھل توڑ لیے جاوین تو منقطع نہو جاوینگے بلکہ اسی وقت دوسرے پھل
ہر نگے اور ممنوع نہ ہونے سے یہ معنے ہین کہ داموں کی وجہ سے حاصل نہونا وہان مفقود ہے اور اسیطرح یہ نہین ہے کہ موسم پر مقرر ہو جیسے دنیا کے
پھلون کا حال ہے کہ ہر ایک پھل اپنے موسم پر ملتا ہے اور بے موسم نہین ملتا بلکہ اگر اخیر موسم مین گذر کے خواہش ہو تو ممنوع ہے اسیطرح جنت کے
کانٹے سے یا دور ہونے سے یا ایسے ہی وجوہ سے آدمی ممنوع نہوگا بلکہ مکان مین جسوقت جس جگہ سے خواہش کرے فوراً خود وہ شاخ جھکا دیے سے
حاضر کرے اگرچہ زوجہ کے ساتھ تخلیہ کا محل ہو اور حدیث مین ہے کہ جنت کے درختون سے جو پھل توڑا جاوے اللہ تعالٰی بجاے اسکے فوراً پیدا فرماتا
ہے (السراج) صحیحین مین سدرۃ المنتہی کے بیان مین ہے کہ اسکے پتے ہاتھی کے کانون کے برابر ہین اور پھل کا دانہ جیسے ہجر کے قلال یعنے مٹکے ہوتے ہین
اور حدیث کسوف آفتاب مین ابن عباسؓ نے روایت کیا کہ سورج گرہن کے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو دو رکعت نماز پڑھائی
اور لوگون نے آپ کے پیچھے اقتدا کی پھر ابن عباسؓ نے نماز کی کیفیت ذکر فرمائی پھر اس حدیث مین مذکور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ہم نے عین نماز کی حالت مین دیکھا کہ آپ نے جیسے اپنے قیام اسی مقام سے ہاتھ بڑھا کر کسی چیز کو لے لیا پھر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ جیسے
آپ پیچھے کی طرف ٹھٹھکے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (کیا تمنے مجھے دیکھا تھا) مین نے جنت کو دیکھا تو چاہا کہ اسمین سے ایک خوشہ توڑ لون
اور اگر مین وہ خوشہ لے لیتا تو تم لوگ جب تک دنیا رہتی برابر اس سے کھاتے رہتے (یعنے وہ کبھی فنا ہونے والا نہ تھا) لیکن امتحانی حکمت الٰہیہ کی
مشیت سے خلاف تھا اسلیے آپ نے نہین لیا چنانچہ اسکی دلیل دوسری روایت ہے جو امام ابو یعلی الموصلیؒ نے ایسے اسناد سے جسمین چندان مضائقہ
نہین ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا مین نماز ظہر مین تھے کہ ناگاہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم آگے بڑھے تو ہم لوگ بھی آگے بڑھے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی چیز لینا چاہتے ہین پھر آپ پیچھے ہٹ آئے
پھر جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو (کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ آپ سے دریافت کرے) ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے آخر مین عرض کیا کہ
یا رسول اللہ آپ نے نماز مین ایسی بات کی جو پہلے نہین کرتے تھے (اور حالت عرض کی) تو آپ نے فرمایا کہ ہان میرے حضور مین جنت پیش
کی گئی مین نے اسکی بہار اور تازگی دیکھی اور مین نے چاہا کہ اسمین سے ایک خوشہ انگور لا کر تمھین دیدون مگر میرے و اسکے درمیان روک ٹوک
ہو گئی اور اگر مین اسکو تمھارے پاس لاتا تو آسمان و زمین کے درمیان جو لوگ ہین سب اسکو کھاتے اور اسمین کبھی کچھ کمی نہ آتی (ابو یعلی) جو معنے
اس حدیث مین مذکور ہین اسیکے مانند امام مسلمؒ نے حدیث جابرؓ سے روایت کیے ہین اور حدیث عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ مین ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی نے حاضر ہو کر حوض کوثر کو دریافت کیا اور جنت کا ذکر کیا پھر اعرابیؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
اسمین فواکہ ہین آپ نے فرمایا کہ ہان اور اسمین ایک درخت طوبی ہے پھر آپ نے کچھ بیان فرمایا وہ مجھے یاد نہین رہا اعرابیؓ نے عرض کیا کہ ہمارے
ملک مین کون درخت اس سے مشابہ ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے ملک کی زمین مین اسکے مشابہ کوئی درخت نہین ہے ولیکن تو کبھی ملک شام مین
گیا ہے اسنے عرض کیا کہ مین تو وہان کبھی نہین گیا ہون آپ نے فرمایا کہ شام مین ایک درخت جوزہ ہوتا ہے وہ ایک ساق پر قائم ہوتا ہے اور
اوپر سے چھتر کے مانند جھنڈ باندھے ہوتا ہے وہ مشابہت رکھتا ہے اعرابی نے عرض کیا کہ اس درخت جنت کا خوشہ کتنا بڑا ہوتا ہے آپ نے
فرمایا کہ تیز پرواز کوا جسکو ابقع کہتے ہین اگر رات دن برابر اڑتا چلا جاوے تو ایک مہینہ مین اسکی دوسری حد تک پہونچے اعرابی نے عرض کیا
یا رسول اللہ بھلا اس درخت کی پیڑی کس قدر موٹی ہوگی جسمین ہر ایک خوشہ اس قدر دراز ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے نوجوان

Marfat.com

چار سالہ اونٹ اسکے گرد چھوڑے جاوین اور برابر چلے جاوین تو اسکا چکر طے کرنے سے پہلے اسقدر بوڑھے ہو جاوین کہ آخر گر پڑین اعرابیؓ نے عرض کیا کہ بھلا جنت مین انگور ہین آپ نے فرمایا کہ ہان پس اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہر دانہ انگور کس قدر بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا کبھی تیرے باپ نے بہت بڑا موٹا تازہ قوی ہیکل بکرا ذبح کرکے اسکی کھال لیکر تیری ماں کو دی کہ میرے لیے اسکا ڈھول بنا دے اسنے کہا کہ جی ہان آپ نے فرمایا کہ اسی سے سمجھ لے اعرابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو مجھے اور میرے گھر والون کو ایک دانہ کافی ہے آپ نے فرمایا کہ ہان بلکہ تیرے سارے کنبہ وقبیلہ کو کافی ہے (رواہ الامام احمد) یہ فواکہ کثیرہ خواہ انکا نمونہ دنیاوی قیاس پر کچھ سمجھ مین آیا ہو یا قیاس سے باہر ہو سب اہل جنت کے لیے ہمیشہ موجود ہین چنانچہ فرمایا لامقطوعۃ ولاممنوعۃ یعنے کبھی جاڑے وگرمی مین منقطع نہین ہوتے ہین بلکہ جیسے وہان موسم متغیر و ناگوار نہین ہے اسیطرح پھل بھی دائمی ہین اور ہمیشہ بہار ہے اور کسی حالت مین ممانعت نہین بلکہ اللہ تعالے کی رحمت سے جب وہ بندے چاہین انکو حاصل ہو جائیگا اور یہ اللہ تعالی کی لطیف قدرت کا ایک نمونہ ہے اور قتادہؒ نے کہا کہ اہل جنت کو اسکے ہاتھ آنے سے کانٹا یا لکڑی یا دوری وغیرہ کوئی چیز مانع نہو گی اور یہ حدیث ہم پہلے بیان کر چکے کہ جب جنتی کسی پھل کو توڑیگا تو اسکی جگہ فوراً دوسرا پیدا ہو جائیگا پھر واضح ہو کہ یہ سب بہار وسبزہ زار وباغات ثمردار چاہتے ہین کہ مجالس رفیعہ وزوجات طیبہ بھی موجود ہون لہذا اللہ تعالے نے فرمایا۔

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ۔ اور فروش بلند ہین ف مرفوعہ یعنے رفیع القدر چنانچہ عرب بولتے ہین کہ ہذا ثوب رفیع یعنے یہ کپڑا نایاب اعلی درجہ کا ہر خوبی وقیمت مین بلند ہے کہ ہر شخص کے ہاتھ نہین آتا چنانچہ سابق مین یہ آیت گذری کہ متکئین علی فرش بطائنہا من استبرق الآیہ یعنے ایسے فروش پر تکیہ لگائے ہونگے جنکا استر استبرق ہے۔ ھ۔ اس سے خود ظاہر ہے کہ ابرہ ایسا نفیس ہوگا کہ بیان سے باہر ہے یہ تقریر اس بنیاد پر ہے کہ مرفوعہ سے مراد رفعت وبلندی باعتبار خوبی وقدر کے ہو بعض نے کہا کہ خوبی انمین بے مثل ہے لیکن یہان مرفوعہ سے یہ مراد کہ تخت شاہانہ پر مرفوع ہین اور فروش متعدد اپنی اپنی مناسبت سے نیچے اوپر لگے ہوے ہین اور ترمذی کی حدیث مین ہے کہ انکی اونچائی ورفعت جیسے زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ ہے ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (السراج) ترمذی ونسائی نے ابو کریب محمد بن المثنی عن رشدین بن سعد عن عمرو بن الحارث عن درّاج باسنادہ روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے اور ہم نہین جانتے کہ سوائے رشدینؒ کے کسی نے اسکو روایت کیا ہو (ع) غریب وہ حدیث کہلاتی ہے کہ کسی ایک راوی نے اسکو روایت کیا ہو اور ثقات کے خلاف نہو (ھ) اسیطرح اس حدیث کو ابو کریب سے ابن جریرؒ نے روایت کیا ہے اور رشدینؒ علماے مصر سے صالح ہین لیکن حافظہ ضعیف ہے (ابن کثیرؒ) لیکن سوائے رشدینؒ کے بعض ثقات نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اگرچہ امام ترمذیؒ کو معلوم نہین ہوا (ھ) چنانچہ ابن جریرؒ وابن ابی حاتم نے یونس بن عبد الاعلی عن ابن وہب عن عمرو بن الحارث عن درّاج روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے بطریق نعیم بن حماد عن ابن وہب الخ بھی روایت کیا اور امام احمد نے حسن بن موسی عن ابن لہیعہ عن درّاج روایت کیا (ابن کثیرؒ) پس معلوم ہوا کہ رشدینؒ کی طرح ابن وہبؒ نے بھی روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن وہب کبار علماے ثقات مین سے مشہور ہین اور یونس بن عبد الاعلی سے امام مسلم وابو حاتم وابوداؤد ونسائی وطحاوی وابن خزیمہ وابن ابی حاتم وابن جریر وجماعت کثیر علماے ثقات نے روایت کی اور جماعت نے انکو ثقہ کہا ہے اور عمرو بن الحارث ثقہ ہین اور ابن لہیعہ نے متابعت بھی کی اور امام احمد نے ابن لہیعہ کو حافظ محدث کہا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ روایت صحیح ہے لیکن بعض نے یہ تردد کیا کہ جنتی آدمی کا قد بالا ساٹھ ذراع مانند قد آدم علیہ السلام ہو گا تو فرش مرفوع اسقدر اونچا کیونکر ہو سکتا ہے (ھ) بعض علماء نے کہا کہ یہ تردد محض مہمل ہے اور حدیث کی مراد یہ ہے کہ جنت کے ہر ایک درجہ مین پانچ سو برس کی راہ کا فاصلہ ہوگا جیسے زمین

Marfat.com

سے آسمان تک ہے اور حدیث صحیحین مین یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ جنت مین سو درجات ہین ہر درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے پس ہر ایک درجہ مین، یہ فروش مرفوعہ ہونگے جنکا فاصلہ دوسرے درجہ تک پانچسو برس ہے اور یہ معنے مجازی صفات کے تعین ہین اور یہ مراد نہین کہ فروش اسقدر اونچے ہونگے اور مجاز جہان ظاہر متعین ہو وہان مجاز بلیغ ہے جیسے قرآن مجید مین ہے وجدھا تغرب فی عین حمئۃ۔ یعنے ذوالقرنین نے کنارۂ مغرب مین وہان تک رسائی پائی کہ آفتاب کو چشمۂ سیاہ مین ڈوبتے دیکھا اس سے صریح مجاز مراد ہے کیونکہ آفتاب زمین پر نہین ہے کہ وہ زمین کے اندر ڈوب جاوے اور نہ ایسا ممکن ہے اسیطرح قولہ تعالے اوتیت من کل شئ یعنے بلقیس کو ہر چیز سے دیا گیا۔ ھ۔ یعنے اسباب سلطنت وثروت ہر طرح اُسکو حاصل ہے اور یہ مراد نہین کہ اسکو آسمان وستارے ومردے اور اولاد بے شوہر کے حسب دیا گیا ہے کیونکہ یہ محال و خلاف ہے الحاصل حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جیسے جنتی کے لیے وسعت بے انتہا ہے اسیطرح ان رفیع مکانات شاہانہ تختون پر فروش مرفوعہ ہین (ع ھ) اور ابن ابی حاتم نے حسن بصریؒ سے روایت کی کہ جنتی کا فرش اسّی میل تک مرفوع ہوگا (ع) اس سے بھی مراد میرے نزدیک یہ ہے کہ جنتی کے بے شمار موتیون کے قبہ اور سونے چاندی کے مکانات مین کم سے کم ہر ایک فرش اسّی میل تک دراز ہوگا اور ازواج کے واسطے طرح طرح کے قدرتی پیدائش کے جملہ جواہرات و موتیون کی جھالر سے آراستہ ہونگے اور یہ کسی مخلوق کے ہاتھون سے جڑاؤ نہین ہین بلکہ قدرتی پیدا ہوئے ہین جیسے ازواج بھی صنعت خالق جل شانہ سے پیدا ہوئی ہین۔ اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ہم نے ان عورتون کو خاص قدرت سے پیدا کرکے اصحاب الیمین کے لیئے انکو باکرہ نازنین عاقلہ نامدہ کر دیا ف بعض اہل تفسیر نے کہا کہ اس آیت مین ضرور زوجات کی صفت ہے اور ہن ضمیر کا مرجع پہلے صریح مذکور نہین ہے مگر اس صورت مین کہ فرش مرفوعہ کی طرف ضمیر ہو اور وہ کنایہ زوجہ سے ہو یعنے اہل عرب زوجہ کو فراش کہتے ہین جیسے حدیث مین ہے کہ الولد للفراش وللعاہر الحجر۔ یعنے بچہ تو فراش کا ہے اور مرد زناکار کے لیئے پتھر ہے۔ ھ۔ اس حدیث مین اگر فراش سے شرعی فراش مراد ہو تو یہ معنے ہین کہ شرع نے جس عورت کو فراش کر دیا ہے اس سے جو بچہ ہو وہ خاوند کا ہوتا ہے لہذا جس مرد کی زوجہ یا باندی سے بچہ ہو وہ خاوند کا ہے اور اگر کوئی شخص اجنبی دعوی کرے کہ مین نے زنا کیا تھا لہذا یہ بچہ میرا فرزند ہے تو اُسپر پتھر ہین یعنے خاک نہین پاویگا بلکہ بعض صورت مین پتھرون سے مارا جاویگا اگر فراش سے لغوی معنے یہ عورت مراد ہے تو معنے یہ کہ عورت سے جو بچہ ہوتا ہے وہ فراش کے لیئے ہے حتی کہ اگر زناکار عورت ہو تو بھی بچہ اسی کی طرف منسوب ہوگا اور زانی مرد کی طرف کچھ نسبت نہو گی بلکہ پتھر پاویگا جیسے محاورہ مین ہے کہ اسکے لیئے خاک پتھر ہے اور اشارہ یہ کہ زانی کو پتھرون سے مارا جاتا ہے اگرچہ بعض وجہ سے دنیا مین یہ سزا موقوف رہی پھر اگر زانیہ کا بچہ بغیر شوہر ہو تو باپ نہین ہے اور اگر زانیہ کا خاوند ہو خواہ نکاحی شوہر ہو یا لونڈی کا مالک ہو تو یہ بچہ اسکی طرف منسوب ہوگا الغرض فراش عورت و زوجہ کو کہتے ہین پس آیت مین فرش مرفوعہ سے کنایہ ہے کہ انکے لیئے فراش یعنے زوجات منزلت مین رفیعہ ہونگی یہان دو ہی صورتین ہین ایک یہ کہ بعض زوجات دنیاوی یعنے ہمجنس ہون اور دوم یہ کہ آخرت کی حور ہون اور یہ دونون رفیع القدر اسلیئے ہونگی کہ اللہ تعالے نے اصحاب المیمنہ یعنے اصحاب الیمین کے لیئے ان عورتون کو پیدا کیا خاص پیدائش سے یعنے دنیاوی طور کی نجس آمیز ولادت سے نہین پیدا کیا بلکہ آخرت مین انکو آدم علیہ السلام کی طرح جدید پیدائش سے پیدا کیا اور یہ قیامت کی پیدائش نہین ہے جب قبرون سے اُٹھائے جاوینگے کیونکہ وہ دنیاوی حیات ہے کیونکہ وہ آخری روز ہے بلکہ اسکے بعد جنت مین داخل ہونے کے وقت خالص پاکیزہ مصفی آب حیات مین غوطہ مار کر ایک شکل حضرت آدم علیہ السلام پر خوبصورت نوجوان ہونگے اسیطرح عورتین بھی ان مقبول بندون کے لیئے نئی پیدائش سے پیدا فرمائی جاوینگی لہذا فرمایا کہ ہمنے انکو ابکار

[illegible] ہے چنانچہ جنت مین انکے ازواج شوہر جب انکے پاس جاوینگے تو ہمیشہ انکو باکرہ پاوینگے سوائے اسکے کہ نجاست خون [illegible] وغیرہ سے [illegible] بالکل طہارت خلقی حاصل ہے اور ایک جماعت علماء نے کہا کہ دنیاوی عورتون کو حور العین پر بہت فضیلت [illegible] ہوگی کیونکہ ان پاکیزہ بندیون نے اپنے رب عزوجل کی عبادت مین اپنے نفوس پر مشقت اُٹھائی اور فسق وفجور وغیرہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالے نے ان عورتون کو دنیاوی پیدایش کے سوائے آخرت مین دوسری پیدایش سے پیدا کیا اور ابن جریرؒ وابن المنذر وبیہقی وترمذی وعبد بن حمید نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا کہ یہ عورتین جنکو اللہ تعالے پیدا کریگا وہ عورتین ہین جو دنیا مین بوڑھی چپڑی چوندھی ہوکر مری ہین (ضعفہ الترمذی) سلمہ بن مزید الجعفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ یہ عورتین وہ ہین جو دنیا مین ثیبہ یا باکرہ تھین (الطبرانی وابن ابی حاتم والبیہقی) مراد اس سے وہ عورتین ہین جو دنیا مین سچے یقین وایمان کے ساتھ مرین کیونکہ کافرہ عورتین تو جہنم مین جائینگی (س ف) حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک بڑھیا عورت آئی اور اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ میرے واسطے دعا فرماوین کہ اللہ تعالے مجکو جنت مین داخل فرماوے آپ نے فرمایا کہ اے عورت جنت مین بڑھیا نہین داخل ہوتی ہین وہ سنکر بدحواس ہوئی اور روتی ہوئی چلی آپ نے فرمایا کہ اسے آگاہ کرو کہ عورت بڑھیا ہونے کی حالت مین جنت مین نہین جائیگی کیونکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے انا انشانا ہن انشاء فجعلناہن ابکارا (رواہ الترمذی) مترجم کہتا ہے کہ بظاہر اسمین نکتہ یہ تھا کہ یہ عورت قرآن مجید سے غفلت کرتی تھی چنانچہ اُسکو یہ آیت بھی معلوم نہ تھی اور باوجود اسکے اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے جنت کی دعا چاہی جس سے وہ اعلیٰ درجہ جنت مین داخل ہو پس رحمت الٰہی اُسکی دستگیر ہوئی کہ پہلے وہ اسطرح غمناک کی گئی پھر اُسکو بشارت دی گئی تاکہ وہ قرآن مجید کی تلاوت پر متوجہ ہو واللہ تعالے اعلم۔ ف عُرُباً یعنے دانائی ملاحت وحلاوت سے اپنے شوہرون کو محبوبہ ہونگی کیونکہ عرب جمع عروبہ وہ عورت جو اپنے ناز وادا کی وجہ سے اپنے شوہر کو محبوب ہو اور امام رازیؒ نے لوامع مین لکھا کہ اسمین ایسی دانائی بھی ہو جس سے اپنے شوہر کے اشارات سمجھ جائے اتراب جمع ترب جو عمر مین مساوی ہو گویا دونون کے بدن کو تراب یعنے خاک نے ایک ہی وقت چھوا یعنے ایک ہی وقت پیدا ہوکر زمین پر آئے مجاہدؒ نے کہا کہ اتراب امثال واشکال ہین یعنے ایک ہی مثل و ایک ہی شکل ہون قرطبیؒ نے کہا کہ انکا سن تینتیس سال ہوگا اور اتراب اگرچہ عورت ومرد سبکو شامل ہے لیکن عورتون مین اتراب بولتے ہین اور مردون مین اقران بولتے ہین واضح ہو کہ سن مین یکسان ہونے سے محبت والفت بھی زیادہ ہوتی ہے (س) قال الطبرانی حدثنا بکر بن سہل الدمیاطی حدثنا عمرو بن ہاشم البیروتی اخبرنا سلیمان بن ابی کریمہ عن ہشام بن حسان عن الحسن عن امہ عن ام سلمہ یعنے حسن بصریؒ نے اپنی ماں سے اُسنے ام المومنین ام سلمہ سے روایت کی کہ مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا حور عین آپ نے فرمایا کہ گوریان ملیح بڑی بڑی آنکھون والیان جنکے بال بمنزلہ بازوے نسر طائر کے تمام بدن کو گھیر لین مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کامثال اللؤلؤ المکنون آپ نے فرمایا کہ حورین اپنی ظاہری صفائی مین ایسی ہونگی جیسے سیپ مین موتی ہوتا ہے کہ اُسکو ہاتھون نے کبھی نہین چھوا مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے فیہن خیرات حسان۔ آپ نے فرمایا کہ اخلاق مین بہتر اور شکل مین خوبصورت ہونگی مین نے عرض کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے کانہن بیض مکنون آپ نے فرمایا کہ اُنکی نرمی وباریکی ایسی ہوگی جیسے انڈے مین چھلکے سے متصل سفید نرم جھلی ہوتی ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے عربا اترابا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ عورتین ہین جو دنیا مین بڑھیا چپڑی سپید بال مری تھین اُنکو اللہ تعالے نے قدرتی پیدایش سے پیدا کرکے ابکار یعنے کواریان بنایا اور عُرب یعنے شوہرون کی محبوبہ معشوقہ بنایا اور اتراب یعنے ایک ہی پیدایش پر

ہم سن بنایا مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دنیاوی عورتین افضل ہونگی یا حورعین افضل ہونگی آپ نے فرمایا کہ حورعین سے دنیاوی عورتین
افضل ہونگی جیسے استر سے ابرہ افضل ہوتا ہے مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ فضیلت کس وجہ سے حاصل ہوگی آپ نے فرمایا کہ اسلیے
روزہ رکھتی تھین نماز پڑھتی تھین اور اللہ عزوجل کی عبادت کرتی تھین اللہ تعالے نے اُنکے چہرون کو نور دیا اور اُنکے جسم پر حریر پہنایا [illegible]
گئین اُنکے سبز لباس ہونگے زرد زیور ہونگے اور اُنکی عطر دانیان موتی کی ہونگی اور سونے کی کنگھیان ہونگی اور کہینگی کہ ہم اسی شان پر ہمیشہ رہینگی
کبھی نہین مرینگے اور ہم اسی عیش وراحت مین ہمیشہ رہینگے کبھی محتاج نہونگے اور ہم ہین مقیم رہینگے کبھی یہانسے کوچ نہین کرینگے اور آگاہ رہو کہ
ہم ہمیشہ اپنے شوہرون سے خوش ہین کبھی ہم مین ناخوشی نہین آویگی اُسکو مبارک ہو جسکے لیے ہم ہین اور جو ہمارے لیے ہے آم سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ دنیا مین ہین دیکھتی ہون کہ مومنہ عورت یکے بعد دیگرے تین چار شوہرون سے نکاح کرتی ہے پھر مرجاتی ہے پس
جب وہ جنت مین جاوے اور اُسکے ساتھ سب شوہر بھی جنت مین جاوین تو اُسکا شوہر کون شخص ہوگا آپ نے فرمایا کہ اے ام سلمہ وہ عورت مختار ہے
جنے اُسکے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تو وہ دعا کریگی کہ اے رب اس شوہر نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تھا مجھے اسکے نکاح مین دیدے اے ام سلمہ نیک خلقی
ایسی چیز ہے کہ جو شخص نیک خلق ہوتا ہے وہ دنیا و آخرت کی سب بھلائی لیجاتا ہے۔ ع مترجم کہتا ہے کہ طبرانی کے شیخ بکر بن سہل الدمیاطی محدثین
دمشق سے مشہور ثقہ مین انسے امام طحاوی نے بھی روایت کی اور ذہبیؒ نے تذکرہ مین لکھا ہے کہ سنہ دوسو نواسی مین انتقال فرمایا امام ابن کثیرؒ
نے لکھا کہ حدیث صور جو مشہور طولانی حدیث ہے اُسمین یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین سب مومنون کے واسطے
جنت مین داخل ہونے کی شفاعت کرونگا پس اللہ عزوجل فرماویگا کہ مین نے تیری شفاعت قبول فرمائی اور مومنون کو جنت مین داخل ہونیکی
اجازت دیدی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسنے مجکو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ تم لوگ دنیا مین اپنے
گھرون کو اور اپنی بیبیون کو اتنا نہین پہچانتے جتنا اہل جنت پہچانینگے یعنے جنت مین جسوقت داخل ہونگے تو ہر ایک شخص سیدھا اپنے
گھر اور اپنی زوجات کی جانب جائیگا جیسے دنیا مین مسجد سے پھر کر آدمی اپنے گھر و زوجہ کی طرف واپس آتا ہے بلکہ اہل جنت اس سے زیادہ اپنے
جنتی گھر و زوجہ کو پہچانینگے پس مرد اپنی بہتر زوجات حور کے پاس داخل ہوگا جنکو اللہ تعالے پیدا فرماویگا اور آدمیون مین سے دو زوجات کے
پاس داخل ہوگا اور ان دونون عورتون کو حورون پر فضیلت ہوگی کیونکہ ان دونون نے دنیا مین اللہ تعالے کی عبادت کی تھی پھر ان دونون
مین سے ایک کے یہان یاقوت کے غرفہ مین داخل ہوگا جسمین سونے کا تخت مکلل بجواہر ہوگا اور تخت پر سندس و استبرق کے ستر جوڑ فرش
ہونگے پھر مرد اپنی زوجہ کے دونون کندھون کے بیچ مین اپنا ہاتھ رکھیگا تو اُسکا ہاتھ اُسکے کپڑون اور کھال اور گوشت کے پردہ سے اُسکے
سینہ مین نظر آویگا یعنے غایت صفائی سے مثل آئینہ کے کیفیت ہوگی اور مرد کو اُسکی ساق کا مغز نظر آویگا جیسے موتی و یاقوت کے اندر تاگا
نظر آتا ہے مرد کا جگر عورت کے واسطے آئینہ ہوگا اور عورت کا جگر بھی مرد کے واسطے آئینہ ہوگا پس وہ اسی عیش مین خوش ہوگا نہ کبھی مرد کو
اس سے ناگواری ہو اور نہ کبھی اُسکو اپنے شوہر سے ناگواری ہوگی اور ہر بار جب اُسکے پاس آویگا تو اُسکو اول مرتبہ کے مانند باکرہ پاویگا نہ کبھی مرد کو سستی ہو
اور نہ عورت کو شکایت ہوگی سوائے اسکے کہ وہان نجاست منی و رطوبت وغیرہ نہین ہے پس وہ اسی حال مین خوش عیش ہوگا کہ ناگاہ اُسکو اللہ تعالے کیطرف
سے آواز دیجائیگی کہ ہم جانتے ہین کہ تم دونون مین دائمی خوشی ہے نہ کبھی وہ تجھسے سیر ہوگی اور نہ تو اُس سے اُکتائیگا لیکن تیرے واسطے دوسری
زوجات بھی ہین پس وہ مرد اُسکے پاس سے نکل کر اپنی دوسری ازواج مین سے ایک ایک کے پاس جانا شروع کریگا پس جب وہ ان مین سے
کسیکے پاس پہونچے گا تو وہ کہیگی کہ واللہ جنت مین مجھے تجھسے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہین معلوم ہوتی ہے اور جسقدر تو مجکو پیارا ہے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جنت مین ازواج کے ساتھ صحبت بھی ہے آپ نے فرمایا کہ
[illegible] ہے جب فراغت کرے یعنے جس مدت تک خواہش ہوگی اتنی مدت تک خواہش پوری کر کے جدا ہوگا تو وہ عورت پھر بدستور
[illegible] بغیر کسی نجاست کے پاکیزہ اٹھ کھڑی ہوگی اور طبرانی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت جب اپنی عورتون کے ساتھ مباشرت جماع سے فارغ ہونگے تو یہ عورتین پھر بدستور باکرہ ہو جاوینگی (اسنادہ جید)
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین مرد کو عورتون کے بارہ مین ایسی والیسی قوت ہوگی
عرض کیا گیا کہ کیا ایسی طاقت ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا کہ ہر جنتی کو سو مرد کی قوت دی جاویگی (ابوداؤد الطیالسی والترمذی وقال صحیح غریب)
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کیا جنت مین ہم لوگ اپنی عورتون سے واصل ہونگے
آپ نے فرمایا کہ ہر روز جنتی آدمی سو باکرہ عورتون سے واصل ہوگا (الطبرانی) شیخ ابو عبداللہ المقدسیؒ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ حدیث جو
طبرانی نے روایت کی مطابق شرط صحیح کے صحیح الاسناد ہے مترجم کہتا ہے کہ ظاہر حدیث سے باقتضاء کلام یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک جنتی کے
پاس سو عورتین ہونگی کیونکہ اسی صورت مین وہ ہر روزہ سو باکرہ سے جماع کر سکتا ہے لیکن حدیث سے صریح یہ ثابت نہین ہوتا کہ ہر ایک جنتی
ایسا کریگا بلکہ مطلقاً جنتی مرد کی نسبت یہ ارشاد ہے تو یہ بات بعض جنتی کے حق مین صادق ہو سکتی ہے یعنے جنت مین جسکے پاس سو عورتین
ہونگی وہ سب کے پاس جاویگا اور میرے نزدیک حدیث کی تاویل یہ ہے کہ جنت مین ہر ایک مرد کو یہ قوت حاصل ہوگی کہ اگر سو باکرہ زوجہ
اسکے پاس ہون تو سب کے پاس جاوے پس سیاق کلام اسی بارہ مین ہے کہ جنتی مرد کو قوت بکثرت حاصل ہوگی واللہ تعالے اعلم قولہ عربا
سعید بن جبیر نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ عربا یعنے اپنے شوہرون کو بہت محبوبہ ہونگی ضحاکؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ عربا یعنے
یہ عورتین اپنے شوہرون پر عاشق ہونگی اور انکے شوہران پر عاشق ہونگے یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن سرجس ومجاہد وعکرمہ وابو العالیہ ویحیی بن
ابی کثیر وعطیہ وحسن بصری وقتادہ وضحاک وغیرہم سے منقول ہے کہ ان علما نے بھی اپنے اپنے شاگردون کو یہی معنے بتلائے چنانچہ انھون نے
اپنے اپنے شاگردون سے اپنے اپنے ملک مین روایت کئے زید بن اسلم وانکے بیٹے عبدالرحمنؒ نے کہا کہ عُرُبا وہ عورت جسکی زبان شیرین ہو اور
خوش گفتار ہو اور ابن ابی حاتم نے تعلیقاً روایت کیا کہ حضرت علی بن الحسینؓ نے آنحضرت سے روایت کی کہ عُرُبا یعنے انکا کلام عربی ہوگا
(ابن کثیر) اقول ابن ابی حاتم نے درمیان مین ایک دو شیخ کو چھوڑ دیا لہذا معلق اسناد ہے علاوہ ازین حضرت امام زین العابدین علی
بن الحسین نے حضرت علی بن ابی طالب کو بھی نہین پایا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت ہوئی لیکن ہمارے نزدیک امام
[illegible] کا ارسال ٹھیک ہے اور اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ جنت مین سب کی زبانین عربی ہوگی قولہ اترابا ابن عباسؓ نے کہا کہ سب ایک عمر کی
تیس سالہ ہونگی اور اسی معنے مین مجاہد وعطیہ نے تفسیر کی سدیؒ نے کہا کہ ان عورتون مین ڈاہ نہوگی جیسے سوتون مین ہوتی ہے بلکہ آپسمین بغیر
حسد وبغض کے محبت کے ساتھ رہینگی (ابن ابی حاتم) اور حسن ومحمد بن سیرین نے کہا کہ عربا اترابا ہمسن ہجولیان خوشی کے ساتھ مین ملینگی اور ساتھ ہی
[illegible] رہینگی (ابن ابی حاتم) پھر شیخ ابن کثیرؒ نے یہان حورون کی خوش الحانی اور دوام بقار کی روایات لکھین جنکا ترجمہ سابق مین گزر چکا
[illegible] روایت آتی ہے (ع ھ) اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین کمتر آدمی کے لیے حالانکہ
[illegible] مین کوئی کمتر وکمینہ نہین ہے ہر صبح وشام دس ہزار خادم خوان نعمت لاوینگے ہر خادم کے ساتھ جس لطافت کا طعام ہوگا دوسرے کے
[illegible] دوسری قسم کا لطیف ہوگا حدیث ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ مین ہے کہ اہل جنت مین سے کمتر وہ ہے جسکے پاس اسی ہزار خادم ہونگے اور

Marfat.com

بہتر زوجات ہونگی اور اسکا قبہ موتی و زبرجد و یاقوت کا اسقدر وسیع ہوگا جیسے جابیہ شام سے صنعاء یمن جا [illegible]
چہرہ مین آئینہ سے زیادہ صاف دیکھیگا اور اگر حور کے موتیون مین سے کمتر موتی ظاہر ہو تو مشرق سے مغرب تک دنیا روشن ہو جا [illegible]
حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہے کہ حورین جنت مین خوش الحانی سے گاتی ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر طرح سے خوب ہین اور [illegible]
نیک بندون کے واسطے پیدا فرمایا ہے (ابو یعلے و دحیم) انکی آواز کے مثل کبھی خلائق نے آواز نہین سنی (الترمذی عن علیؓ) ابو سلیمان الدارانی [illegible]
تعالے نے کہا کہ مین ایک رات نماز پڑھکر دعا مین مشغول تھا لیکن سردی کی شدت سے صرف مین نے ایک ہی ہاتھ نکالا تھا اور اسیطرح دعا کا [illegible]
کہ ناگاہ نیند کے غلبہ سے میری آنکھ لگ گئی تو مین نے خواب مین ایک حور دیکھی جسکے مثل کبھی عورت نہین دیکھی گئی اور اسنے مجھسے کہا کہ اے ابو سلیمان
آپ ایک ہی ہاتھ سے دعا مانگتے ہین اور مین آپ کے لیے پانچ سو برس سے جنت النعیم مین غذا پاتی ہون (ابن کثیرؒ) مترجم کہتا ہے کہ اسیطرح تفسیر
ابن کثیرؒ مین مذکور ہے حاصل یہ کہ حورین اصحاب الیمین کے لئے ہین اور مجھے اخیر جملہ کے معنے ظاہر نہین ہوے واللہ سبحانہ تعالے اعلم واضح ہو کہ قولہ
لاصحاب الیمین کے معنے مین اہل تفسیر کے اقوال ہین اول یہ کہ خلقن لاصحاب الیمین یعنے یہ عورتین جنکی یہ صفات ہین اصحاب الیمین کے لئے پیدا کی گئی
ہین دوم یہ کہ انشانا ہن کے متعلق ہے یعنے ہمنے انکو اصحاب الیمین کے لیے پیدا کیا ہے یہی قول زیادہ ظاہر اور اسکو ابن جریرؒ نے ذکر کیا ہے سوم یہ کہ
شاید یہ (اترابا) کی صفت ہو یعنے اصحاب الیمین کی ہم سن ہونگی چنانچہ حدیث صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول زمرہ (گروہ) جو میری اُمت سے جنت مین داخل ہوگا وہ چودھوین رات کے چاند کی صورت پر ہونگے اور انکے پیچھے جو گروہ
ہوگا اُنکے چہرے ایسے چمکتے ہونگے جیسے آسمان کے ستارون مین سب سے زیادہ روشن تارہ ہو یہ لوگ جنت مین نہ پیشاب کرینگے اور نہ پاخانہ پھرینگے
اور نہ انکو تھوک آوے اور نہ ناک سے رینٹ بہے اور انکی کنگھیان سونے کی ہونگی اور جو انکے بدن سے عرق ہو وہ مشک ہوگا اور انکی خوشبو دانیان
الوہ ہین اور انکی زوجات حور العین ہین انکی خلقت ایک ہی صورت پر انکے باپ آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ذراع بلند ہوگی (صحیحین وغیرہ)
اور حدیث ابو ہریرہ مین ہے کہ جنت مین اہل جنت داخل ہونگے اسطرح کہ بغیر داڑھی مونچھ کے انکے بدن پر مین ناگوار بال نہونگے گورے گورے
خوبصورت گھونگر والے گویا آنکھون مین سرمہ لگا ہے عمر مین سب ۳۳ سال والے چوڑان مین سات ہاتھ اور قد بالا مین ساٹھ ذراع ہونگے
(احمد والطبرانی) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جنت مین اہل جنت بغیر داڑھی مونچھ کے
بدون ناگوار بالون کے ۳۳ سال عمر کے گویا سرمہ لگائے ہوے داخل ہونگے (الترمذی) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلعم سے
روایت کیا کہ ہر ایک صغیر و کبیر جو جنتی ہے جب وہ مرتا ہے تو (۳۳ سال) عمر کا ہو جاتا ہے پھر کبھی اس سے زیادہ نہین بڑھتا اور یہی اہل جہنم کا
حال ہے (الترمذی وغیرہ) ترمذی کی اسناد مین رشدین بن سعد راوی مین حافظہ ضعیف ہونیکا کلام ہے لیکن ابن کثیرؒ نے ظاہر کیا کہ عبد اللہ
بن وہب نے متابعت کی ہے پس وہم دور ہو گیا اور واضح ہو کہ اہل جنت کی زبان عربی ہوگی اور مقدمہ مین ہم نے صریح دلیل سے ثابت کر دیا کہ
یہ زبان سب سے افضل ہے کیونکہ زبان مین فصاحت و خوش لہجہ ہونا ذاتی وصف ہے اور سب زبانون مین ۔ پ ۔ چ ۔ ژ ۔ گ وغیرہ ضرور
ایسے حروف موجود ہین جنمین کراہت ہے اور اکثر زبانون مین اس سے زیادہ ۔ ڈ ۔ ڑ ۔ ٹ ۔ ڈھ ۔ ڑان ۔ وغیرہ بکثرت مکروہات ہین اور عربی
زبان کے سوائے کوئی زبان اس سے پاک نہین ہے مین نے یہ بالکل صاف عام فہم صریح دلیل بیان کی اور دقیق دلائل سے تطویل نہین کی
ہان یہ سوال وارد ہوا کہ جنت مین زبان عربی ہونا دلیل وحی سے مستند ہونا چاہیے جواب یہ کہ ہان اور دلیل یہ ہے کہ امام ابو بکر بن ابی الدنیا نے
بسند صالح روایت کی کہ حدثنا القاسم بن الہاشم حدثنا صفوان بن صالح حدثنا رواد بن الجراح العسقلانی حدثنا الاوزاعی عن [illegible]

Marfat.com

عن معاذ بن جبل ... عن انس قال قال رسول الله صلے الله علیه وسلم یدخل اہل الجنة الجنة علی طول آدم ستین ذراعا بذراع الملک علی حسن یوسف وعلی میلاد عیسٰی ثلاث وثلثین سنة وعلی لسان محمد جرد مرد مکحول۔ یعنے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ جنت مین اس شان پر داخل ہونگے کہ انکے قد بالا کی درازی انکے باپ آدم (علیہ السلام) کے قد پر ساٹھ ہاتھ اس پیمانہ سے ہوگی جو بالفعل ذراع الملک کے نام سے معروف ہے اور یوسف (علیہ السلام) کے حسن پر خوبصورت ہونگے اور عیسی (علیہ السلام) کی میلاد پر (۳۳) سال کے عمر پر ہونگے اور زبان انکی محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی زبان ہوگی (یعنے فصیح عربی) اور وہ سب بے داڑھی مونچھ کے اور بغیر ناگوار بالون کے ہونگے گویا انکی آنکھون مین سرمہ دیا ہوا ہے قال المترجم قاسم بن ہاشم ثقہ ہین اور دارقطنی مین انکی روایات موجود ہین اور انکے باپ ابوالنضر ہاشم بن القاسم ثقہ امام احمد کے شیخ ہین صفوان بن صالح بن صفوان دمشقی ثقہ ہین رواد بن الجراح سواے روایت سفیان ثوری کے صدوق ہین اور یہان انھون نے ثوری سے نہین بلکہ اوزاعی سے روایت کی جو ثقہ امام مشہور ہین اور تابعی شیخ ثقہ مشہور ہین پس یہ اسناد صالح جید ہے قال ابو بکر بن ابی داؤد حدثنا محمد بن خالد وعباس بن الولید حدثنا عمر عن الاوزاعی الخ یعنے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی لوگ جنت مین جانے کے وقت اسطرح اٹھائے جاوینگے کہ آدمؑ کی صورت پر اور عیسی کے سن پر ۳۳ برس کے بغیر داڑھی مونچھ کے سرگلین ہونگے پھر انکو جنت کے ایک درخت کی جانب لے جاوینگے اس سے انکو لباس پہنائے جاوینگے پھر انکے کپڑے کبھی خراب نہونگے اور انکا شباب کبھی زائل نہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت مختصر ہے اور جس درخت سے انکو لباس عطا ہوگا یہ طوبی ہے جس سے جنتیون کے لباس وزیور حاصل ہونگے اور طرح طرح کے اعلی لباس حاضر ہوتے رہینگے اگرچہ کوئی لباس کبھی میلا و پرانا نہوگا الحاصل اصحاب الیمین اپنے باغات میوہ جات وانہار صافیہ اور مکانات عالیہ وتختہاے مرصع وازواج طیبات کے ساتھ دائمی نعمت اور عیش وفرحت مین جوار قدس مین مسرور رہینگے اور یہ مقربین کے بعد دوسرا طبقہ ہے جنکا نام اصحاب المیمنہ واصحاب الیمین ہے۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یعنے اولین مین سے ایک جماعت کثیرہ اور آخرین مین سے ایک جماعت کثیرہ ہے ف یعنے اصحاب الیمین جنکے واسطے یہ سب نعمتین بیان ہوئی ہین یہ اولین وآخرین دونون مین سے مساوی جماعت کثیرہ ہین مترجم کہتا ہے کہ اصحاب سابقین مقربین کے حق مین فرمایا تھا کہ ثلة من الاولین وقلیل من الآخرین یعنے اولین سے جماعت کثیرہ ایسے ہونگے اور آخرین مین سے قلیل ہونگے اور یہان اصحاب الیمین کے حق مین فرمایا کہ اولین وآخرین دونون مین سے ثلہ یعنے جماعت کثیرہ ہونگے اب یاد کرنا چاہیئے کہ ثلة من الاولین وقلیل من الآخرین کی تفسیر مین مفسرینؒ نے اختلاف کیا تھا کہ آخرین سے یہ امت اور اولین سے پہلی امتین مراد ہین یا دونون اسی امت کے اولین وآخرین ہین اور یہان اصحاب الیمین مین بھی اسی بنیاد پر اختلاف ہے پس قول اول کے موافق یہان یہ معنے ہین کہ اصحاب الیمین ایک ثلہ اس امت مین سے ہین اور ایک ثلہ امم سابقین سے ہین اور قول دوم کے موافق یہ معنے ہین کہ اس امت مرحومہ کے اولین طبقہ سے ایک ثلہ ہے اور آخرین طبقہ سے ایک ثلہ ہے مترجم کہتا ہے کہ اصحاب المقربین السابقین کی تفسیر مین بعد بیان اختلاف کے ہم نے مدلل بیان کر دیا تھا کہ اصح واقوی یہی قول ہے کہ اسی امت کے اولین وآخرین مراد ہین پس یہان بھی یہی قول ٹھیک ہے کہ اصحاب الیمین کے دونون ثلہ بھی اسی امت مکرمہ مرحومہ مین سے ہین اور حدیث انس رضی اللہ عنہ مین بھی آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونون ثلہ سب میری ہی امت مین سے ہین (رواہ ابن جریر) اگر کہا جاوے کہ اسکی اسناد مین ابان بن ابی عیاش ضعیف ہین اور اس روایت کو اگرچہ ابن عدیؒ وفریابیؒ وغیرہ نے بھی روایت کیا لیکن شیخ سیوطیؒ نے اسکی اسناد کو ضعیف کہا ہے جواب یہ کہ ابانؒ مین شعبہؒ نے کلام کیا اور سلم العلوی وغیرہ نے شعبہؒ کو اس سے منع کیا اور مترجم نے حاشیہ میزان مین بعد نقل کلام

کے یہ امر حق جانا کہ ابانؒ مرد صالح صدوق ہین لیکن کمال سادگی سے بار ہا یہ خیال کیا کہ حضرت انسؓ نے جو کچھ فرمایا [illegible]
اکثر حسن بصریؒ کے افادات کو حدیث مین خلط کر دیا اسوجہ سے البتہ اعتبار ساقط ہو گیا لیکن اس حدیث مین تردد نہین ہے اول [illegible]
سے کہ حضرت انسؓ سے صریح مرفوع قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے اور دوم اسوجہ سے کہ مسدد بن مسرہد اور ابن [illegible]
وطبرانیؒ نے حدیث ابی بکرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر مین فرمایا کہ یہ دونون میری اُمت
مین سے ہین سیوطیؒ نے کہا کہ اسکی اسناد حسن ہے اور حدیث ابن عباسؓ سے بھی یہی معنے روایت کئے گئے ہین پس ہر ایک سے دوسرے کی
تقویت ہوئی اور حدیث درجہ حسن سے بھی قوی ہو گئی اور حاصل یہ ہوا کہ اس اُمت کے اولین مین سے ایک جماعت کثیرہ اصحاب الیمین مین اور
آخرین مین سے بھی ایک جماعت کثیرہ ہے اگر کہا جاوے کہ اولین و آخرین کی کیا حد ہے جواب یہ کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم تو صدر اولین
ہین اور شاید کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جن قرون کو بہتر فرمایا ہے وہ اولین ہین چنانچہ حدیث مین ہے کہ خیر القرون قرنی الخ اور اس حدیث
کی اکثر روایات مین قرن صحابہ و تابعین و اتباع رضی اللہ عنہم بہتر ہین پس انکے بعد آخر زمانہ قیامت تک آخرین ہین اور دونون اسی اُمت مین
سے ہوے اور یہی قول مجاہد و ضحاک و ابو العالیہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالے سے منقول ہے اگر کہا جاوے کہ تین قرون اولین تو بہتر تھے جب اثنین
ایک ثلہ ہوا تو آخرین جو بہتر نہین ہین اثنین سے ایک ثلہ مساوی کیونکر ہوا حالانکہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ پیچھے جو زمانہ آتا جاویگا وہ
بدتر ہوتا جاویگا اور یہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (صحیح مسلم) پھر اثنین سے کیونکر ایک ثلہ حاصل ہوا جواب یہ کہ اول تو اولین فقط تین
قرون تھے اثنین سے بکثرت سابقین مقربین ہوے اور باقی ایک ثلہ اصحاب الیمین ہوے پھر آخرین مین قیامت تک بہت قرون ہین چنانچہ ۳۰۰ کے
بعد اسوقت تک گیارہ قرون کے قریب گزرے ہین اور آیندہ باقی ہین اگرچہ اسلام بہت قلیل رہگیا ہے پس ان قرون کثیرہ مین سے باوجود وسعت ممالک
اسلام کے صرف ایک ثلہ اصحاب الیمین حاصل ہوے دوم یہ کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ مین آخر زمانہ کی بدتری ایک وقت محدود تک ہے جب دجال
نکلیگا کیونکہ دجال ایسے وقت نکلیگا کہ زمانہ مین اسلام بہت ضعیف ہوگا اور کفار نصاری کا ہر طرف روے زمین پر غلبہ ہوگا صرف اہل علم مسلمان
اور ایک فرقہ کسی ملک اسلام مین البتہ غالب ہوگا پس اسوقت دجال سے امتحان کر کے مشرک و مومن جدا کر دیے جاوینگے پھر اسلام تمام روے زمین پر
حضرت عیسی علیہ السلام کے جہاد سے پھیل جاویگا اور اس آخری وقت مین جب قیامت ایسی قریب ہوگی جیسے پورے دنون کی حاملہ ہوتی ہے کہ
رات مین یا دن مین ولادت کا انتظار ہے اسوقت بزور شمشیر مسلمان کرنیکا طریقہ بھی حضرت عیسی علیہ السلام بوحی الٰہی عمل مین لاوینگے حالانکہ اب تک
یہ طریقہ نہین رکھا گیا اور اسلامی جہاد سے صرف یہ غرض تھی کہ ظلم و فساد چھوڑ و اور جس دین پر چاہو قائم رہو حتی کہ اہل اسلام نے تمام نصاری کی پوری
حفاظت کی جب یہ معلوم ہوا کہ اسکے بعد تمام دنیا مین مسلمان ہی مسلمان ظاہر ہونگے اور اسوقت مین قریب سو برس کے نہایت عمدہ لوگ ہونگے تو
اس طبقہ مین سے بھی ایک جماعت کثیر حاصل ہوگی تو آخرین مین سے ایک ثلہ حاصل ہونا کچھ بعید نہین ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے یہان لکھا کہ امام
ابن ابی حاتم نے کہا کہ حدثنا المنذر بن شاذان حدثنا محمد بن بکار حدثنا سعید بن بشیر عن قتادۃ عن الحسن عن عمران بن حصین عن عبد اللہ بن
مسعود قال وکان بعضهم یاخذ عن بعض قال اکرنا ذات لیلۃ عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم غدونا علیہ فقال عُرضت علی الانبیاء الحدیث
حسن بصریؒ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مجھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے روایت کی یعنے ایک صحابی انصاری نے
مہاجری صحابی سے روایت کی اور حسنؒ نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم باہم ایک دوسرے سے روایت لیتے تھے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
ایک رات ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سو رہے پس صبح کو اول ہی وقت ہم لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوے تو آپ نے آگاہ فرمایا

[illegible] کے حکم ہے سب انبیا مع اپنے تابعین اُمتون کے میرے حضور مین پیش کیے گئے پس مین نے دیکھا کہ کوئی پیغمبر میرے سامنے سے اپنے ساتھ [illegible] لیے گذرتا تھا اور کوئی نبی ایک ساتھ ہی لیے ہوے جاتا ہے اور کوئی نبی فقط تین ہی آدمیون کے ساتھ گذرا اور کوئی پیغمبر ایسا گذرا کہ جسکے ساتھ کوئی نہین ہے قتادہؒ راوی تابعی نے یہان یہ آیت پڑھی الیس منکم رجل رشید یعنے پیغمبر نے اپنی قوم کو سمجھاتے وقت فرمایا کہ ارے کیا تم مین کوئی بھی نیکبخت آدمی نہین ہے (جو میری بات مانے) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اسیطرح انبیا گذرتے جاتے تھے) یہانتک کہ موسی علیہ السلام بن عمران میرے سامنے سے بنی اسرائیل کا کبکبہ عظیم لیئے ہوے گذرا تو مین نے جناب باری تعالے مین عرض کیا کہ اے رب یہ کون ہے ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بھائی موسی بن عمران ہے اور اسکے پیچھے بنی اسرائیل مین سے فقط وہ جماعت ہے جو اسکی نبوت کے تابع حق پر رہے تب مین نے عرض کیا کہ اے رب پھر میری اُمت کہان ہے ارشاد ہوا کہ اپنے داہنے جانب ضراب مین نگاہ کر تو مین نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ مردان خدا کے چہرے نظر آتے ہین اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے محمد تو راضی ہوا مین نے عرض کیا کہ ہان اے رب مین راضی ہوا ارشاد ہوا کہ اپنے بائین جانب افق پر نگاہ کر پس مین نے نظر اُٹھا کر افق پر دیکھا تو مجھے مردان خدا کے چہرے نظر آئے ارشاد ہوا کہ اے محمد تو راضی ہوا مین نے عرض کیا کہ ہان اے رب مین راضی ہون اللہ تعالے نے فرمایا کہ اے محمد پھر انکے ساتھ مین ستر ہزار ایسے ہین کہ جنت مین بغیر حساب داخل ہونگے عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمایا تو عکاشہ بن محصن الاسدی نے عرض کرنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ آپ میرے حق مین دعا فرماوین کہ اللہ تعالے مجھے اُنھین لوگون مین کر دے سعید بن بشیر نے کہا کہ عکاشہؓ بدری صحابی ہین عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ الٰہی اسکو بھی اُنھین مین کر دے اتنے مین ایک دوسرے شخص نے عرض کرنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ میرے واسطے بھی دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالے مجھے بھی انھین مین کر دے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عکاشہؓ نے تجھے سبقت کر لی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگون سے فرمایا کہ میرے مان باپ تمپر فدا ہون اگر تمسے ہو سکے تو تم لوگ ستر ہزار والون مین سے ہو جاؤ اور اگر مغلوب ہو تو بھی کوشش کرو کہ ضراب والون مین سے ہو جاؤ اور اگر یہ بھی نہو تو ایسا کرو کہ افق والون مین سے ہو جاؤ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اُمید ہے کہ تم لوگ اہل جنت مین سے چہارم حصہ ہو پس ہم لوگون نے اللہ اکبر سے تکبیر کہی پھر فرمایا کہ مجھے اُمید ہے کہ تم لوگ تہائی اہل جنت ہو پس ہم نے بلند تکبیر کہی پھر فرمایا کہ مجھے اُمید ہے کہ تم نصف اہل جنت ہو پس ہم نے بلند تکبیر کہی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ثلة من الاولین وثلة من الآخرین عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم لوگ آپسمین فکر کرنے لگے کہ یہ ستر ہزار بے حساب کون لوگ ہین آخر ہم نے آپسمین کہا کہ شاید یہ لوگ وہ ہین جو مسلمان ہی پیدا ہوے اور کبھی اُنسے شرک نہین ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا کہ نہین بلکہ یہ وہ لوگ ہین کہ داغ نہین لیتے اور رقیہ نہین کرتے اور شگون نہین دیکھتے اور اپنے رب تعالے ہی پر بھروسا کرتے ہین (ابن ابی حاتم) اور اس حدیث کو ابن جریرؒ نے بھی دوسرے دو طریق کے ساتھ قتادہؒ سے روایت کیا ہے اور صحاح الستہ مین یہ حدیث بکثرت اسانید کے ساتھ روایت کی گئی ہے (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ اس مبارک حدیث مین اہل ایمان کے واسطے معارف عالیہ و اسرار آلہیہ ہین اور ارواح پاکیزہ طیبہ اس سے اپنے مرکز قدس کی جانب پرواز کرین اگر امر الٰہی سبحانہ تعالے سے چندروزہ حیات کے واسطے جسم مین پابند نہون اور مترجم نہایت مناسب دیکھتا ہے کہ فی الجملہ اس حدیث کی شرح بیان کرے اور آیات کی تفسیر یہانتک ختم ہو چکی ہے اور یہ مقام اُنس و رحمت ہے اللہ تعالے ہمکو اپنے پاک بندون کے ساتھ مین اہل ضراب مین سے کر دے آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین قولہ انبیا مع اپنی تابعین اُمتون کے الخ اس مقام پر یہ بات ظاہر ہے کہ انبیا علیہم السلام اپنی اُمتون کے دنیا سے گذر کر عالم آخرت مین پہونچ چکے ہین پس ہمارے بعض علمائے نے کہا کہ درحقیقت وہ لوگ اپنے اپنے مقام پر ہین

اور یہ عالم مثال میں آپکو مشاہدہ دیا گیا مترجم کہتا ہے کہ شاید ان بزرگون نے اسواسطے ایسا کہا تا کہ عوام جو خواب غفلت مین [illegible]
سمجھ کے لائق سمجھ جاوین ورنہ صحیح یہ ہے جو بعض محققین نے فرمایا کہ عالم حقیقت مین آپکو یہ مشاہدہ عطا کیا گیا کیونکہ حقائق عالم [illegible]
وجود سے پہلے اور دنیاوی وجود کے بعد بھی موجود مین کیا نہین دیکھتے ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک پیدا ہونے [illegible]
امت کو ضراب اور افق مین مشاہدہ فرمایا اور یہ ایسے اسرار لطیفہ ہین کہ ہم لوگون سے زیادہ اسکو اولیاے امت سمجھتے بلکہ دیکھتے ہین قولہ [illegible]
حضور مین پیش کیئے گئے۔ آخر اسکے یہ معنے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عالم حقیقت مین جناب احدیت جل شانہ کے حضور مین حاضر ہوئے اور
ادب کے ساتھ اپنے مقام پر مطمئن ہوے اور آپکی نظر مبارک کے سامنے انبیا علیہم السلام ایک ایک کرکے اپنی اپنی اُمت کے ساتھ گذرتے گئے
جیسے دنیا مین بادشاہ اپنی فوجون کو ملاحظہ کرتا ہے اور اس ملاحظہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اول سے آخر تک سب انبیا علیہم السلام کو دیکھا
اور اس ملاحظہ سے ظاہر ہوا کہ سابق مین بعض پیغمبر ایسے گذرے ہین کہ انھون نے ہر چند اپنی قوم کو دعوت فرمائی ان مین سے کوئی کمبخت بھی ایمان
نہ لایا لہذا قتادہؒ نے اسکی تائید مین قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی الیس منکم رجل رشید یعنے جب پیغمبر کے ارشاد کو قوم نابکار کے کسی شخص نے نہ سُنا تو
اُنھون نے لاچار ہوکر یہ کہا کہ کیا تم مین سے کوئی بھی مرد رشید نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض قومین ایسی گذری ہین کہ اُن مین ایک بھی پیغمبر کا
ارشاد نہین سُنتا تھا لہذا جب ایسے پیغمبرون کی باری آئی تو وہ تنہا گذرے کیونکہ اُنکے تابع اُنکی قوم مین سے ایک بھی نہین ہوا اور بعض ایسے گذرے
کہ اُنکی دعوت سے فقط دو تین ایمان لائے یہانتک کہ موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کے کبکبہ عظیم کے ساتھ گذرے چونکہ موسی علیہ السلام کی نبوت
اُنیس ۱۹ سو برس رہی تو اسمین بنی اسرائیل ایک خاص قوم مین سے بہت لوگ ایمان لائے لیکن یہ ظاہر ہے کہ تمام جہان مین اُنکی نبوت نہ تھی بلکہ
فقط بنی اسرائیل مین تھی اور باوجود اسکے بنی اسرائیل بھی حضرت موسی علیہ السلام سے چند روز بعد مختلف ہوگئے حتی کہ بعضون نے بت پرستی وغیرہ
بھی اختیار کی اور اسکے معنے یہ ہین کہ اہل کتاب مین سے جب کوئی بندہ صالح مرجاتا تو اُسکی تصویر بناکر یادگار رکھتے تھے اور اُسکے مزار پر دعائین مانگتے
اور اُسکے نام پر اپنی اولاد کا نام رکھتے تھے اور اسوجہ سے اکثر عوام مین بُت پرستی کے معنے پیدا ہوگئے الغرض موسی علیہ السلام کا یہ کبکبہ دیکھکر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو شبہہ ہوا کہ شاید یہ میری اُمت ہے لہذا آپ نے دریافت کیا تو ارشاد ہوا کہ یہ تیرا بھائی موسی بن عمران ہے واضح ہو کہ دیگر
احادیث مین بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اگلے انبیا علیہم السلام مین سے موسی علیہ السلام کی تابع اُمت سب سے زیادہ ہے اگر کہا جاوے کہ حضرت
عیسی علیہ السلام کے تابعین اس زمانہ تک بکثرت موجود ہین جواب یہ کہ تابعین دو قسم کے ہوتے ہین ایک فقط نام کے تابعین جو شریعت توحید سے
خارج ہوتے ہین اور فقط اپنے زعم مین یہ سمجھتے ہین کہ جو کچھ ہمارا اعتقاد ہے یہی ٹھیک ہے جیسے مجوس وہنود وغیرہ مین بھی یہی خیال ہے تو حقیقت
ان دونون مین کچھ فرق نہین ہے حتی کہ بکثرت ایسے نصاری گذرے جو صلیب کی پرستش کرتے تھے پس یہ فقط نام کے تابع ہین اور حقیقت
توحید و ایمان مین تابع نہین ہین تو یہ لوگ آخرت مین حضرت عیسی علیہ السلام کے تابع نہین دکھلائی دیتے ہین اور یہان کلام یہ ہے کہ ہر پیغمبر
کسکو تابع لیئے جاوین جو دین توحید مین اُسکے تابع ہوے اور خوب ظاہر ہے کہ اس معنے مین حضرت عیسی علیہ السلام کی بہ نسبت حضرت موسی
علیہ السلام کے تابعین بہت زیادہ ہین کیونکہ موسی علیہ السلام کے بہت مدت بعد بنی اسرائیل مین بدعت و شرک و فساد پھیلا اور عیسی علیہ السلام
سے چند روز کے بعد ہی بداعتقادی پھیل گئی بلکہ روایت یہ ہے کہ حواریین کے ساتھ جو جماعت تھی انھین مین سے بعض نے کہا کہ وہ خدا تھا اور
بعض نے کہا کہ نہین بلکہ وہ اسکا بیٹا تھا آخر ان دونون نے اتفاق کرکے تیسرے فریق کو جو یہ کہتے تھے کہ معاذ اللہ اس سے توبہ کرو بلکہ وہ
اللہ تعالے کا بندہ صالح و رسول مکرم تھا اس فرقہ توحید کو قتل کر ڈالا لہذا حقیقی تابعین بہت کم رہگئے پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ادب کے

ساتھ اپنی اُمت کا معائنہ چاہا اور اللہ تعالےٰ نے آپکو خوش کیا کہ آپکی تمام اُمت قیامت تک عالم حقیقت مین آپکو دکھلائی دائین و بائین تمام افق
بھرا ہوا تھا کیونکہ آپکی نبوت تمام جہان کے واسطے ہے اور کسی خاص قوم کی تخصیص نہین ہے لہذا عرب و شام سے دائین جانب ہندوستان
و تا تار تک بلکہ چین تک اور بائین جانب اندلس و اسپین تک بکثرت قومین دین توحید مین آئین اور اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے اس نور ایمانی
کے ساتھ عقلی معرفت کا دروازہ کھول دیا ہے لہذا جب کوئی بندہ دین اسلام مین داخل ہوتا ہے تو وہ نور عقل سے شرک کی بیہودہ حالت و بیجا حماقت
کو صاف پہچان جاتا ہے لہذا اگر وہ نفسانی غفلت سے دنیا کی ہوس مین بھی پڑتا ہے تو بھی شرک کا قبیح ہونا پہچانتا ہے اور اگر دنیا کے لالچ مین یا کسی
اضطراب کی حالت مین کوئی ایسی بات کرتا ہے جو غور کرنے سے شرک و بدعت ہے تو بھی اگر اُس سے صاف صاف پوچھا جاتا ہے کہ کیا تیرا یہ اعتقاد ہے
کہ چیچک نکلنے مین مالی بلانے سے مالی کو یا بھوانی کو کوئی قدرت ہے کہ خلاف تقدیر کے تندرست کرین تو وہ یکایک ہوشیار ہو کر کہتا ہے کہ نہین
ہرگز میرا یہ اعتقاد نہین ہے اور جو کچھ خداے تعالےٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے لیکن اولاد کی سخت محبت سے میرے حواس پراگندہ ہو گئے تھے یعنے نادانی سے
اُسنے یہ بھی اپنے نزدیک بطور دوا کے خیال کیا تھا قولہ ستر ہزار ایسے ہین کہ جنت مین بغیر حساب داخل ہونگے آنحضرت صلےٰ اللہ علیہ وسلم نے دوسری
حدیث مین آگاہ فرمایا ہے کہ اس جماعت مین سے ہر ایک ولی کے ساتھ ستر ہزار تابع ہونگے اور یہ روایت صحیح مین موجود ہے اور اصل ستر ہزار کی
صفت یہ ہے کہ وہ بیماری مین داغ نہین دلواتے یعنے اُنکی یہ نظر نہین ہوتی کہ اگر داغ دیا جاوے تو صحت ہوگی ورنہ صحت نہوگی بلکہ اللہ تعالےٰ
کی مشیت کو زیادہ محبوب رکھتے ہین اور آخرت کو سب سے بہتر بلکہ عین مراد سمجھکر موت کو محبوب رکھتے ہین اسیطرح رقیہ یعنے جھاڑ پھونک بھی اسی معنے مین نہین
کرتے ہان برکت و رحمت کی نظر سے کچھ مضائقہ نہین ہے اور اسیطرح شگون وغیرہ بھی نہین دیکھتے کیونکہ وہ لوگ خوب جانتے ہین کہ جو کچھ مقدر ہو چکا ہے
ضرور وہی واقع ہوگا پس یہ لوگ توحید مین ہر طرف سے کامل ہین قولہ عکاشہ رضؓ نے تجھسے سبقت کر لی آلخ علماے رحؒ نے کہا کہ اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ
عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بعد جس صحابی نے درخواست کی تھی کہ میرے واسطے بھی دعا فرمایئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی انھین ستر ہزار مین سے کر دے جو
بغیر حساب کے جنت مین جاوینگے تو یہ لازم نہین کہ یہ صحابی ان مین سے نہو کیونکہ آنحضرت صلےٰ اللہ علیہ وسلم نے بلیغ حکمت سے اسطرح جواب دیدیا کیونکہ
اگر ایسا نہ فرماتے تو تمام صحابہ مین کوئی بھی باقی نہ رہتا جو حضور مین حاضر ہو کر اس دعا کی تمنا نہ کرتا بلکہ کلام مین ایک اشارہ ہے کہ عکاشہ رضؓ نے تجھسے سبقت کی
یہ سچ فرمایا کیونکہ بیشک عکاشہ رضؓ نے سبقت کی تھی لیکن لاحق بھی سابق سے ملجاتا ہے قولہ میرے ماں باپ تجپر فدا ہون آلخ اگر غور کیا جاوے تو اس سے
حضرت سرور عالم صلےٰ اللہ علیہ وسلم کی شفقت اپنی اُمت پر کسقدر ظاہر ہے اسیواسطے اُمتی اپنے والدین و اولاد و جان و مال کو آپکے قدمون پر فدا کرنا عین راحت
و خوش نصیبی جانتے ہین قولہ تم نصف اہل جنت ہو آلخ چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کمال لطافت سے روحانی ہو گئے تھے اور متواتر ثابت ہے کہ موت کو زیادہ
چاہتے تھے کیونکہ وصال اسی سے حاصل ہوتا ہے لہذا اسلیے اُنکو یہ بشارت دی کہ مجھے امید ہے کہ تم اہل جنت مین سے چہارم حصہ ہو تاکہ ایسا نہو کہ یکایک
نصف کی خوشخبری سے شادی مرگ ہو جاوے اور اُنکی روحین جذب شوق مین اپنے مقامات کی جانب پرواز کرین حالانکہ دوسری حدیث صحیح مین
ثابت ہے کہ اس اُمت کی اَسّی صفین ہونگی اور باقی تمام اُمتون کی چالیس صفین ہونگی اور یہ دو تہائی حصہ ہے اور یہ اس اُمت مرحومہ کے واسطے
بشارت کمال ہے والحمد للہ رب العالمین اگر کہا جاوے کہ اس روایت سے ظاہر یہ ہوتا ہے کہ تم نصف اہل جنت ہو پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ثلۃ من
الاولین وثلۃ من الآخرین پس دونون ثلہ مساوی ہوے تو شاید یہ معنے ہوے کہ ایک ثلہ اس اُمت مین سے ہے اور ایک ثلہ اگلی اُمتون مین سے ہے
جواب یہ کہ اس سے یہ بات ثابت نہین ہوتی ہے بلکہ معنے یہ ہین کہ تم لوگ نصف اہل جنت ہو اسواسطے کہ اللہ تعالےٰ نے تمھارے اولین و آخرین مین
سے لیکے ایک ثلہ یعنے جماعت عظیمہ لیا ہے پس اس اُمت مین سے اولین و آخرین دونون پر اللہ تعالےٰ کی رحمت کثیر ہے بخلاف اگلی اُمتون کے کہ انمین

Marfat.com

اول مین سے کچھ لیے گئے اور وہ بھی فقط ایک خاص قوم مین سے لیے گئے کیونکہ اگلے انبیا فقط اپنی قوم کے واسطے خاص ہوتے تھے پھر ...
بلکہ وہ قوم خاص بھی بگڑکر ایسی خراب ہو جاتی تھی کہ دوسری قوم کے واسطے دوسرا پیغمبر بھیجا جاتا تھا بخلاف اس اُمت مرحومہ کے کہ اول تو کسی قوم
ساتھ خاص نہین ہے بلکہ آپ کی نبوت تمام جہان کے واسطے عام ہے پس اگر ایک بر اعظم مین ہزار قومین داخل اسلام ہوئین تو گویا ایک ہی صدی مین
اگلے ہزار پیغمبرون کی برابری ہوگئی اسیطرح تمام زمین کے بر اعظم قیاس کر لیے جاوین علاوہ اسکے وہ اُمتین بہت جلد مٹ جاتی تھین اور یہ اُمت
اللہ تعالےٰ کے فضل سے تاقیامت قائم ہے علاوہ اسکے اس اُمت کے اولین وآخرین مین سے یکسان جماعت کثیرہ لیے گئے پس اگلی تمام اُمتون کے
مقابلہ مین بھی یہ اُمت بہت زیادہ ہے کیونکہ انمین بہت پیغمبر ایسے گذر سکے انپر انکی قوم سے کوئی بھی ایمان نہین لایا اور نام کے تابعین یہان مراد
نہین ہین اور صریح دلیل یہ ہے کہ دوسری حدیث صحیح مین یہ اُمت تمام اہل جنت مین سے دو تہائی ہے پس ثابت ہوا کہ اس مقام پر صحیح قول یہی
ہے کہ سابقین واصحاب الیمین مین سے دونون جماعتین اسی اُمت مین سے ہین والحمد للہ رب العالمین ف شیخ ابن العربیؒ نے اشارات مین
لکھا کہ قولہ تعالےٰ واصحاب الیمین ما اصحاب الیمین یعنے یہ بندے شرفاء کرام ہین کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے جانب سعادت مین جو کچھ نعمت انکو
حاصل ہوئی وہ ایسی عظیم ہے کہ دیکھنے والے تعجب کرتے ہین شیخؒ نے کہا کہ انکے ظہور کے واسطے دنیا مین اُنکے اوصاف شاہد ہین اور آخرت کی نعمتون
پر مطابقت کرنے سے یہان اُنکے اوصاف معلوم کرنا چاہیئے قولہ فی سدر مخضود۔ شیخؒ نے کہا کہ اس کلام پاک کی دو تفسیرین گذرین ایک یہ کہ مخضود سے
یہ مراد ہے کہ ان درختون مین خار نہونگے بلکہ مخضود یعنے خار سے پاک ہونگے اور دوم یہ کہ مخضود یعنے پھلون سے گران بار اور لدے ہوئے ہونگے
انھین دونون تفسیرون کے مطابق اشارات مین بھی دو طریقہ ہین پس تفسیر اول کے مطابق یہان اشارہ ہے کہ ایسے بندگان کرام جنکا نفس مین
اسطرح مطمئن ہین کہ مختلف طبیعتون وقوتون کے خار سے اور طرح طرح کی خواہشون نفسانیہ کے خار سے پاک ہین بلکہ انکے نفوس مطمئنہ پاکیزہ
ہوتے ہین اسواسطے کہ نور قلب ونور روح سے انکے نفوس اپنی گندہ ہیات وبیہودہ خواہش سے پاک ہو چکے ہین تفسیر دوم کے موافق یہ اشارہ ہے
کہ انکے نفوس مین نیکیون کے پھل بکثرت لدے ہوئے ہین اور خیالات تصوری انکے پاکیزہ صالحہ ہین قال المترجم یہ کلام صریح دلیل ہے کہ جو کچھ
علماء صوفیہ نے لکھا ہے یہ تفسیر کلام الٰہی نہین کہتے ہین بلکہ اشارات نفیسہ ہین اور یہی اکابر صوفیہ کا قول ہے برخلاف بعضے جاہل لوگون کے جو
صوفی بن بیٹھے اور کہنے لگے کہ ظاہری تفسیرین تو فقط علماء ظاہر کے لیے ہین ہم کو انسے کچھ کام نہین ہے اور ہماری تفسیر حقیقت تو دوسری ہے
ایسے ہی جاہل صوفیہ کو شیخ ابن الصلاح وغیرہ ائمہ صالحین نے بدعتی مردود کہا ہے کیونکہ درحقیقت جو کوئی ان اشارات کو کلام کی تفسیر کہے وہ جاہل
خود رائے کافر ہے اور ایسے جاہل کو کچھ بھی فائدہ نہوا اسواسطے کہ ان اشارات کا فائدہ یہ تھا کہ جب وہ کلام اللہ کی تلاوت مین اصحاب الیمین کیلئے
یہ کرامت دیکھے تو اُسکے لیے اپنے نفس سے محاسبہ کرے کہ آیا وہ اس لائق ہے یا نہین ہے اور محاسبہ وہ شخص کر سکتا ہے جو یہ جانے کہ ان نعمتون کی
صفت یہان کیونکر ہے پس شیخؒ نے بیان کر دیا کہ انکے نفس کی یہ صفت ہوگی لیکن وہان لغت کی دو طرح تفسیر کی گئی ہے تو یہان اشارت مین بھی
دونون سے مطابقت ضروری ہے پس اگر مخضود کی تفسیر بے خار ہو تو یہان نفس کی یہ صفت ہوگی کہ اس بندہ صالح کے نفس مین نفسانی خواہشون
اور مختلف طبیعتون وقوتون کے کانٹے نہون بلکہ نفس طریقہ شریعت سنیہ پر اطمینان کے ساتھ قائم ہو اور اپنی خواہشون کے تابع نہو اور اگر مخضود
کی تفسیر یہ ہو کہ پاکیزہ پھلون سے لدے ہوئے ہین تو اشارہ یہ کہ انکے نفوس بھی یہان پاکیزہ اعتقادات کی خوبصورت خیالات سے اور اچھے اچھے حسنات
سے گران بار ہین یعنے ظاہری اعمال مین نیکیان کثرت ہون اور باطنی خیالات واعتقادات سب پاکیزہ ہون اسیواسطے کہا گیا کہ التصوف تصحیح
الخیال یعنے اپنے خیال کو صحیح رکھنا ہی تصوف ہے پس صوفی کو دنیا سے دنیہ کا خیال نہین آتا اور اگر آتا ہے تو وہ دور کر دیتا ہے اور دنیا مین

تنگی ومحتاجی کا خیال نہین آتا کیونکہ خالق عز وجل رزاق ہے اُسنے وعدہ فرمایا ہے قال تعالے الشیطان یعدکم الفقر یعنے شیطان تمکو محتاجی
سے ڈراتا ہے پس جب جہاد وغیرہ کے لئے مستعد ہوا تو شیطان نے اسکے تصور مین جمایا کہ آئندہ تیری صورت یہ ہوجائیگی اور اسطرح تو محتاج ہوگا
مومن اس خیالی تصور کو دفع کردیتا ہے اور بجاے اسکے اللہ تعالے کی رحمت سے نیک وعدہ کی صورت اسکے خیال مین پڑتی ہے پس ظاہر وباطن مین
سب صورتین نیک ہی نیک ہوتی ہین اور یہی جنت مین نعمتین ہین بالجملہ نفس مین تو سدر مخضود ہے قولہ وطلح منضود۔ یہ جنت قلب مین ہے اسواسطے
طلح سے درخت موز یعنے کیلا مراد ہے اور اُسکا پھل میٹھا چکنا لذیذ بغیر گٹھلی کے ہوتا ہے اسیطرح قلب کے علوم بھی جسمی ہیأت سے اور مادہ سے
پاک ہوتے ہین بخلاف سدرہ کے جو نبق یعنے بیر کا پیڑ ہے اُسمین گٹھلی بہت ہوتی ہے جیسے نفس جزئیہ کے معارف ہین کیونکہ انکے ساتھ ہیأت جسمیہ
اور لواحق مادیہ ملے ہوے ہوتے ہین پھر اُسکو منضود اسواسطے فرمایا کہ یہ جڑ سے پھُننگی تک پھلون سے لدے ہوے ہین اُسکی پیڑی کچھ کھلی نہوگی اور
یہی علوم قلبیہ کی مثال ہے کہ بے انتہا کثرت سے بھرے ہوتے ہین آنکی اصل انھین اعتقادات صالحہ ونیات خیر کا نتیجہ جنت مین یہ مقام ہے
قولہ وظل ممدود تفسیر مین ظل ممدود کا حال بیان ہوچکا اور وہ سایہ روحانیہ ہے اور یہان اُسکی مطابقت یہ ہے کہ نور روح کے ظہور سے راحت
ہوتی ہے جیسے سایہ سے راحت ہوتی ہے قولہ وماء مسکوب اشارہ مین یا ایسا علم ہے جو الہامی یا دل سے انکے قلوب پر ترشح کرتا ہے جیسے جنت کا
پانی بھی بخارات وبادل سے نہین ہوتا ہے اور اس پانی مین کثرت سے بہاؤ نہین ہے اسی طرح الہامی علوم بھی بہ نسبت اُنکے اعمال کے قلیل ہوتے
ہین بخلاف مقربین کے کہ اُن مین کثرت ہوتی ہے اور اصحاب الیمین کے اعمال زیادہ ہین لیکن ذوق ووجد ومعارف کے علوم روحانیہ قلیل ہین اور
یہ قلت فقط انھین روحانیات مین ہے اور اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئیے کہ یہ لوگ کم علم ہوتے ہین بلکہ انکے علوم نافعہ بہت کثرت سے ہوتے ہین یعنے
علوم شرعیہ فقہ وتفسیر وحدیث سے اچھی طرح عالم ہوتے ہین لیکن ذوق ومواجید البتہ کم ہوتے ہین قولہ تعالے وفاکہۃ کثیرۃ۔ جنت مین یہ فواکہ کثیرہ
اصلی حقیقت مین ظاہر ہین اور یہان اُنکا تطابق اس طرح ہے کہ نفس مین ادراکات یعنے معلومات جزئیہ وکلیہ بکثرت حاصل ہونگے اور اسمین
محسوسات وخیالات اور وہمیات مع قلبی علوم کے داخل ہین مترجم کہتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہین ہے کہ محسوسات وخیالات غیرہ زمانہ کی چیزون کا
تصور ہے کیونکہ یہ کیفیت تو جہنمی نفوس کی ہے بلکہ انکے محسوسات از قسم قولہ تعالے یتفکرون فی خلق السموات والارض یعنے آسمان وزمین کی پیدائش
مین فکر کرتے ہین۔ ھ۔ اسی طرح تمام مخلوقات الٰہی کو نظر عبرت سے دیکھتے ہین۔ قولہ تعالے لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ۔ یہ بھی تمام نہونگے اور نہ کسی
حالت مین انسے ممانعت ہوگی اشارہ یہ ہے کہ جو معارف ومحسوسات وغیرہ انکو حاصل ہوتے ہین یہ بوجہ روحانی فیض کے حقیقت رکھتے ہین تو
کبھی فنا نہونگے بلکہ جسقدر جسم کی تاریکی سے نجات ہوتی جاوے اسیقدر انکا ظہور زیادہ ہوتا ہے کیونکہ جسم کے حجاب سے اکثر ان مین سے نظر
نہین آتے ہین اور یہ سب معارف اُنکے اختیاری ہین ہر حالت مین اُنکی حضوری حاصل ہوسکتی ہے مولوی روم علیہ الرحمہ نے کہا ؎
آن خیالاتے کہ دام اولیاست ✝ عکس مہرویان بستان خداست ✝ یعنی جن خیالات مین اولیا گرفتار ہین وہ خوبرویان ازل کا عکس ہین انکا حاصل
یہ اگرچہ خیالات ہین لیکن ان مین روحانیات سے حقیقت موجود ہے بخلاف کفار ومشرکین کے کہ اُنکے خیالات فقط جسمانی ہین جو اُنکے جسم کے
ساتھ فنا ہوجائینگے اگرچہ عذاب وآلام کے واسطے انکے بداعمال اپنی حقیقی صورت مین اُنکے سامنے جہنم مین آوینگے اور برخلاف اسکے اہل ایمان کے
اعمال جیسے قبر مین اُنکے مونس وہمدم ہوتے ہین اسیطرح آخرت مین اپنی حقیقت سے ظاہر ہونگے کیا نہین دیکھتے ہو کہ حدیث مین آیا ہے کہ جسنے
اپنے مال کی زکوۃ نہ دی تو اُسکا مال ایک اژدہا زہریلا بنکر آویگا اور اُسکے گلے مین طوق کی طرح لپٹکر اُسکی مُنھ کی دونون باچھین پکڑلیگا اور
کہیگا کہ تو جانتا ہے کہ مین کون ہون مین وہی تیرا مال ہون جسکو تونے خزانہ بنایا تھا اور ایک روایت مین ہے کہ اگر یہ بھاگنا چاہیگا تو کہین مفر نہوگا

Marfat.com

بلکہ وہ اسکو پکڑکر اسکی گردن مین طوق ہوجائیگا الحاصل ہر ایک چیز کے واسطے حقیقت وصورت ہے جو کافرون کے خیال ہین وہ انکی
اور یہی انکے خیال اُنکی جان کا وبال ہین اور اسکے برعکس اہل ایمان کے اعمال وخیال اُنکے واسطے نیک اعمال ہین قولہ تعالے وفرش مرفوعۃ
تفسیر مین دوطرح اسکی تفسیر کیگئی ہے ایک یہ کہ فرش سے فراش معروف مراد ہے دوم یہ کہ فراش سے کنایہ زوجہ ہے اور انھین دونون تفاسیر حقیقت
سے تطابق سے اشارہ مین دوطرح کلام ہے پس تفسیر اول کے موافق اشارہ ہے کہ یہان جنت نفس ہے فضائل اخلاق وہیأت نورانیہ نفسانیہ جو
اعمال حسنہ سے حاصل ہوئی ہے تو یہ جہت پستی جسمانیہ سے بلند ہوکر عالی بلندی صدر کی جانب اُٹھائی گئی اور یہ بلندی کی جانب اسکے قلب سے
متصل ہے پس حاصل یہ ہے کہ فرش نفس کو عمدہ اخلاق اور نیک اعمال سے ترقی ہوئی کہ وہ بلندی کی جانب مرفوع ہوئی اور یہ قلب سے متصل
ہے تو ایسے اولیاء اللہ کے نفوس بوجہ علم وعمل کے بلندی قلب سے متصل ہوتے ہین اور موافق تفسیر دوم کے اشارہ ہے کہ انکے نفوس سفلیہ بوجہ معالی
اخلاق ومحاسن اعمال کے بلند ہوکر نفوس ملکوتیہ سے متصل ہوجاتے ہین تو اُنکے قلوب کے واسطے ملکوتی سواری انکی حوران نفس مین ہین قولہ تعالے
انا انشاناہن انشاءً یعنے ہمنے انکو عجیب پرورش سے تربیت فرمایا کہ مجرد نورانی ہوگئے اور عناصر ومادیات وطبیعت کی کدورت ولوث سے پاک
ہوگئے۔ فجعلناہن ابکارا پس ہم نے انکو باکرہ کردیا پس جیسے باکرہ مین شوہر کا اثر نہین ہوتا ہے اسیطرح انکے نفوس پر طبیعت وعادت کا اثر نہین پڑتا
ہے بلکہ انکے نفوس ان چیزون سے خلط نہین ہوتے ہین لہذا اللہ تعالے نے انکو ابکار کیا۔ عُرُباً۔ اب انکے نفوس انکو محبوب ہین یعنے پہلے تو نفس بوجہ
اختلاط ہواجس اور تسویلات شیطانیہ وکدورت مادیہ والفت طبیعت کے انکے نزدیک دشمن تھی اور اب اسکی خوبصورتی ایسی ہوگئی کہ اب انکو
محبوبہ ہوگئی کیونکہ کدورت سے صافی ہوگئی اور جوہر نفیس خوبصورت نکل آیا اقول اس سے ظاہر ہوا کہ جوہر اولیا اور جوہر اعداء دونون مین
ذاتی فرق ہے ؎ جوہر جام جم از طینت کان دگراست + تو توقع زگل کوزہ گران میداری + پس باوجود اس صفائے جوہر کے اب اُنسے جدائی
بھی نہو گی بلکہ دوام اتصال ہے۔ اترابا۔ مرتبہ واحدہ مین ہے کیونکہ جواہر ازلیہ سے ہے قولہ ثلۃ من الاولین۔ انمین ایک ثلہ اولین سے ہے اور
ایک ثلہ آخرین سے ہے اسوجہ سے کہ محبوبین مقربین بھی اصحاب الیمین کے جنات مین داخل ہوتے ہین جبکہ ابھی قرب ودرجات کی ترقی کا وقت ہوتا ہے
اور ایسے وقت مین بھی جبکہ نزول سے صفات کی جانب رجوع کا وقت ہوتا ہے پس اصحاب الیمین سے ملجاتے اور انھین کے سلسلہ مین داخل
ہوجاتے ہین اور قولہ ثلۃ من الآخرین اسواسطے کہ محبین مین سے اکثر اولیا اصحاب الیمین ہین جو صفات کی محبت مین ٹھہر گئے اور ذات اقدس کی
محبت تک ترقی نہین پائی یہ سب تکلف سے اشارہ اس صورت مین ہے کہ اولین وآخرین اسی اُمت مین سے نہون بلکہ اولین اگلی اُمتین ہون
اور آخرین یہ اُمت ہو اور اگر یہ قول لیا جاوے کہ اولین وآخرین اسی اُمت مین سے ہین تو اشارہ معرفت صاف ظاہر ہے کیونکہ آخر اُمت مین
اصحاب الیمین کی کثرت ہے اور سابقین مقربین کی قلت ہے مترجم کہتا ہے کہ سابق تفسیر حقیقی مین بدلائل صحیحہ یہ امر ثابت کردیا گیا کہ قول یہی ٹھیک ہے
کہ اولین وآخرین اسی اُمت مرحومہ مین سے ہین وللہ الحمد والمنہ چونکہ آیات کی تفسیر مین اچھی طرح توضیح کی گئی ہے شاید بعضے لوگ مضمون کا خلاصہ
بھول گئے ہون لہذا سابقین مقربین سے لیکر خلاصہ لکھا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے شروع سورہ مین ارشاد واعلام فرمایا کہ جب قیامت واقع ہوگی
اور اسکا واقع ہونا لامحالہ ضروری ہے کسی طرح ٹل نہین سکتا ہے تو وقوع قیامت کے وقت تم لوگ یعنے اس اُمت والے تین قسم ہونگے اصحاب المیمنہ
یعنے اصحاب الیمین اور اصحاب المشئمہ یعنے اصحاب الشمال اور سوم مقربین پھر اللہ تعالے نے ہر ایک قسم کا انجام مفصل فرمایا پس مقربین وہ سابقین ہین جو
جنت مین سب سے اعلیٰ درجہ پر ہین اور ایسے مقربین اس اُمت مرحومہ مین سے اولین طبقات مین سے زیادہ ہین اور آخرین مین سے کم ہین پھر انکے
بعض عیش ونعمتین قابل فہم بیان فرمائین پھر دوم یعنے اصحاب الیمین کا ذکر فرمایا اور یہ بھی اہل جنت ہین جو مقربین سے نیچے ہین اور انکی نعمتون کے ساتھ

گا فرمایا کہ ایسے صالحین اس اُمت کے اولین مین سے جماعت کثیرہ اور آخرین مین سے بھی جماعت کثیرہ ہین حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کے غرفات عالیہ کا بیان فرمایا کہ وہ اسقدر بلند درجات ہین کہ اہل جنت باہم ایک دوسرے کو دکھلاوینگے کہ دیکھو وہ نظر آتا ہے جیسے دنیا مین آسمان کے بہت ڈوبے ہوے تارے کو ایک دوسرے کو باہم اشارہ سے دکھلاتے ہین بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ تو فقط انبیا علیہم السلام کے عالی درجات ہونگے آپ نے فرمایا کہ نہین قسم ہے اس پاک عزوجل کی کہ ان مومنوں کے لئے بھی ہین جو اللہ تعالے پر ایمان لائے اور رسولون کی تصدیق کی (صحیحین)، یہ دونون فریق یعنے اصحاب المقربین اور اصحاب المیمنہ اللہ تعالے کے محبوب بندے ہین جن پر اللہ تعالے کی کامل رحمت ہی الٰہی ہمارے رب رحیم ہمکو بھی اپنے انھین بندون مین ثابت رکھیو لا آلہ الا انت سبحانک وبحمدک

وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیْمٍ ۝

اور بائوے والے کیسے بائوے والے آگ کی بھاپ مین اور جلتے پانی مین اور چھانون مین دھوین کی نہ ٹھنڈی اور نہ عزت کی

اِنَّهُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ۝ وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۝ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ اَئِذَا

وہ لوگ تھے اس سے پہلے آسودہ اور ضد کرتے اُس بڑے گناہ پر اور تھے کہتے کیا جب

مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۙ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۙ

ہم مرگئے اور ہوگئے مٹی اور ہڈیان کیا ہمکو پھر اُٹھانا ہے کیا ہمارے باپ دادون کو بھی اگلے تو کہہ اگلے اور پچھلے

لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَ ۙ لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ

سب اکٹھے ہونے ہین ایک دن مقرر کے وقت پر پھر تم جو ہو اے بہکو جھٹلانے والون البتہ کھاؤگے ایک درخت

زَقُّوْمٍ ۝ فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ۝ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ۝ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ۝ هٰذَا

سینہنڈکے پھر بھروگے اُس سے پیٹ پھر پیوگے اُسپر ایک جلتا پانی پھر پیوگے جیسے پیوین اونٹ تونسے یہ

نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝

مہمانی ہے اُنکی انصاف کے دن

یہان سے اللہ تعالے نے اصحاب المشئمہ یعنے اصحاب الشمال کا حال بیان فرمایا اور یہ لوگ بدبخت کافر مشرک ومنافق ہین اور انکے عذاب عظیم کا کوئی ٹھکانا نہین ہے لہذا فرمایا وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ۔ اصحاب الشمال کیسے اصحاب الشمال ہین ف یعنے اصحاب الشمال جو جہنم مین گئے ہین عجیب بدتر انکی حالت ہے کہ اُنکی شقاوت وبدبختی عام لوگونکی سمجھ سے باہر ہے پھر کسیقدر عام سمجھ کے لائق انکا بدتر حال اور سخت بدبختی کا عذاب جسمین وہ مبتلا ہونگے بیان فرمایا۔ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ سموم مین اور حمیم مین ہونگے ف سموم ہوائے گرم جسمین آتشی کیفیت ہوتی ہے اور دنیا مین ایسی ہوا کو لون کہتے ہین چنانچہ اگر کسی کو لون لگ جاتی ہے تو اُسکے قلب پر آگ سی جلن پیدا ہوجاتی ہے اور تھوڑی دیر کے بعد مرجاتا ہے لیکن ہم نے بارہا بیان کردیا کہ دنیا مین جو نظائر موجود ہین وہ آخرت کے مقابلے مین گویا نقلی ہین پس دنیاوی لون جسکی یہ کیفیت تم جانتے ہو گویا نقل ہے اور جہنم مین یہ لون اصلی ہوگی اور اس سے زیادہ شدت یہ ہے کہ دنیا کی لون سے تھوڑی دیر سوزش وجلن کے بعد آدمی جاتا ہی اور اُس جلن کا جو دل پر پیدا ہوئی تھی اسطرح خاتمہ ہوجاتا ہے برخلاف اسکے جہنم کی لون سے جو بے انتہا زائد ہے کبھی موت نہ آویگی نعوذ باللہ من ذلک آور حمیم نہایت گرم پانی ہے جیسے دنیا مین بہت سخت کھولتا ہوا پانی دیکھا گیا ہو لیکن یہ دونون یکسان نہین ہین بلکہ دنیاوی گرم پانی

Marfat.com

اسی دنیاوی آگ سے گرم ہوا ہے اگرچہ ایسا گرم ہو کہ اگر کسی آدمی پر ڈالا جاوے تو اُسکا تمام بدن آبلہ کردے بلکہ کھال گر پڑے تاہم جہنم کے حمیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اصل ہے وہ جہنم کی آگ سے گرم ہوا ہے اگر اُسکا پیالہ بھر جہنمی کو دیا جائیگا تو مُنھ کے قریب آتے ہی اُسکے چہرے کی تمام کھال کھلی کی جلن کی طرح اُس پیالہ مین گر پڑیگی اور یہ پانی اُسکے سر پر بھی ڈال دیا جائیگا جس سے اُسکے دماغ کی طرف سے پوست ہو کر اندر کی سب آنتین واحشا کاٹتا ہوا پیخانہ کی راہ سے نکل جائیگا کیونکہ جہنمیون کا میل کچیل ایسا زیادہ سخت ہے کہ وہ ہلکے گرم پانی سے صاف نہیں ہو سکتا بلکہ اسطرح صاف ہونے کے بعد بھی وہ کبھی جنت کے لائق نہوگا اور ابھی کرورون برس کا سامنا ہے پھر غور کرنا چاہیے کہ دنیاوی کھولتے پانی مین اگر تمام بدن آبلہ ہو گیا تو بھی آخر پہر دو پہر یا ایک دن اس تکلیف کے بعد مر گیا اور تکلیف شدید کا خاتمہ ہو گیا برخلاف اسکے جہنم مین موت نہیں ہے جو کھال گر گئی اور جو آنتین کٹ گرین اسی وقت اسکے مثل پیدا ہو گئین وہان موت نہیں ہے الغرض جہنم کے لوگ جس حالت مین ہین اسکا نمونہ یہ ہے کہ بادسموم چل رہی ہے آب حمیم پینے کو ہے۔ وَظِلٍّ مِّن يَحْمُومٍ لَّا بَارِدٍ وَلَا كَرِيمٍ یحموم کا سایہ ہے وہ نہ ٹھنڈھا اور نہ اُسمین کچھ کرامت ہے ف یحموم کی تفسیر مین ابن عباسؓ نے کہا کہ وہ دھوین کا سایہ ہے یعنے جب کثرت سے دھوان جمع ہو کر اُٹھتا ہے تو اس سے سایہ پڑتا ہے یہی مجاہد و عکرمہ وابو صالح وقتادہ وسدی وغیرہم کا قول ہے اور سورۂ والمرسلات کی تفسیر مین بھی اسکا بیان انشاء اللہ آویگا اور معنے یہ ہین کہ جہنمی لوگ اپنی بدحواسی وشدت اضطراب مین سایہ کی طرف دوڑینگے تو اسکو جہنم کے دھوین کا خراب سیاہ ہولناک سایہ پاوینگے نہ وہ ٹھنڈھا اور نہ اسمین کچھ خوبی ضحاکؒ نے کہا کہ جہنم سیاہ ہے اور جو کچھ اسمین موجود ہے سب سیاہ ہے رازیؒ نے کہا کہ آیت مین اشارہ ہے کہ عذاب اُنپر دائمی ہے کسی وقت فتور نہوگا کیونکہ پانی بھی حمیم ہے اور سایہ یحموم ہے اور مسکن جہنم ہے **قولہ لا بارد ولا کریم** نہ سرد ہے اور نہ کچھ کرامت والا ہے یعنے اس ہوا مین کچھ ٹھنڈک نہوگی اور یہ بات تو ظاہر ہے اور کریم بھی نہیں یعنے اس ہوا کی رفتار خوب نہیں اور نہ اسکا منظر خوب ہے یعنے جھکوڑے لون کے پریشان چلینگے یہ قتادہ وحسنؒ نے بیان فرمایا اور ضحاکؒ نے کہا کہ ہر چیز جو پینے مین آسکتی ہے نہ وہ گوارا ہے اور نہ کریم ہے شیخ امام ابن جریرؒ نے کہا کہ اہل عرب اپنے محاورات مین (کریم) کا لفظ اکثر خوبی کی نفی کرنے کے پیچھے لاتے ہین مثلاً ہذا لیس بطیب ولا کریم یہ چیز نہ طیب ہے اور نہ کریم ہے ہذا اللحم لیس بسمین ولا کریم یہ گوشت موٹا تازہ نہیں اور نہ کریم ہے ہذہ الدار لیست بظیفۃ ولا کریمۃ یہ گھر پاکیزہ ستھرا نہیں ہے اور نہ کریم ہے مترجم کہتا ہے کہ بجاے کریم کے کرامت بھی بولتے ہین مثلاً ہذا الرجل لیس بصدوق ولا کرامۃ یہ مرد کچھ سچا نہیں ہے اور نہ کرامت ہے یعنے اسکے واسطے کچھ بھی قدر کی نگاہ نہیں ہے پس لا بارد ولا کریم سے گویا سب طرح کی خوبی سے نفی ہو گئی یعنے اس ہوا وپانی وسایہ مین کچھ ٹھنڈک نہیں اور نہ کچھ قدر کی نگاہ ہے یا فقط سایہ سے متعلق ہے اور یہی اظہر ہے اور معنے یہ کہ سایہ یحموم مین کچھ ٹھنڈک نہیں ہے اور نہ اسمین ایسی کوئی بات ہے جسکی وجہ سے اسکی طرف کچھ بھی توجہ ہو پس وہ ہر طرح سے بدتر ہے کسی جہت سے بھی اس لائق نہیں ہے کہ اسکی جانب کچھ قدر کی نگاہ ڈالی جاوے بلکہ کچھ بھی توجہ کیجاوے اگر کہا جاوے کہ جہنمیون کو یہ بدلا کس چیز کا ملا تو اللہ تعالےٰ نے اس سے آگاہ فرمایا۔ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَٰلِكَ مُتْرَفِينَ۔ یہ لوگ اس سے پہلے بہت اسراف کرنے والے تھے ف یعنے یہ لوگ دنیا مین اپنی خواہشون کے موافق ہر طرح کی لذتین اُٹھاتے تھے اور کبھی ان امور کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے جو اللہ تعالےٰ کے رسولون نے انکو ہدایت فرمائی تھی (ع) یعنے دنیا مین اسطرح نعمتین کھاتے کہ وہ اس طریقہ سے انکو حلال نہیں تھین اور ان خواہشون مین ایسے منہمک ہوے کہ فسق وفجور سے باز نہ آئے اور انکو اپنے آغاز وانجام سے کچھ عبرت نہوئی اور دنیا مین نعمتون کو لینا اگرچہ درواقع حرام نہیں ہے لیکن جس طریقے سے ان لوگون نے لیا وہ حرام تھا اس سبب سے مذمت فرمائی گئی (س ف) مترفین اسراف کرنے والے سدیؒ نے کہا یعنے شرک کرنے والے بعض نے کہا کہ تکبر کرنے والے (س ف) مترجم کہتا ہے کہ مترفین ان جہنمون کی

Marfat.com

حالت کا بیان ہے پس معنے یہ ہین کہ اسوقت سے پہلے ان لوگون کی یہ حالت تھی کہ اُنھون نے عدل چھوڑ کر اسراف اختیار کیا تھا اور یہ بات ہر چیز مین ہوسکتی ہے چنانچہ نفس کا حق یہ ہے کہ اسکو اپنے خالق عزوجل کی عبودیت مین رکھے اور جب اُسنے بندگی سے سرکشی کی تو تکبر و اتراف ہے اسیطرح اپنے خالق عزوجل کو وحدہ لاشریک جاننے اور جب اُسنے برائے نام خالق کا نام لیا و لیکن اُسکے ساتھ شرک کیا تو یہ اتراف ہے اسیطرح دنیا کی چیزون مین تصرف کرنا دنیا کی حیثیت سے واجب ہے یعنے یہ سمجھے کہ دنیا مین یہ چیزین ہمکو فقط چند روزہ زندگی بسر کرنیکے واسطے دی گئی ہین کیونکہ دنیا مین ہر شخص فنا ہونے کے واسطے آیا ہے بلکہ دنیا خود فانی ہے تو یہان سامان جمع کرنے کے واسطے یہ چیزین نہین ہین پس جب کسی شخص نے دنیاوی مال و متاع کو اسطرح لیا کہ بڑے بڑے مکانات آرائش کے واسطے بنائے اور سجائے اور ہر چیز جسکو نفیس سمجھتا ہے اُسکے خزانے جمع کیے تو اسنے اتراف کیا کیونکہ یہ آخرت سے انکار ہے حتیٰ کہ جو اہل اسلام کہ آخرت کا یقین رکھتے ہین اگر وہ لوگ دنیاوی مال و متاع کو بیجا صرف کرتے اور شرعی جواز سے زیادہ اُٹھاتے ہین اور نفس کی خواہشون کے تابع ہوجاتے ہین تو اللہ تعالےٰ نے انکو زجر کیا اور فرمایا کہ اخوان الشیاطین ہین اگرچہ اسلام کی حیثیت سے انکو شیطان کا بھائی نہین کہا بلکہ اسراف کی حیثیت سے اُنکی مذمت کی گئی اور درحقیقت اخوان الشیاطین اہل کفر ہین تاہم نظر عبرت سے دیکھنا چاہیئے کہ اتراف و اسراف ایسی بُری چیز ہے پس کافرون کو قیاس کرو جو ہر طرح سے فقط دنیا چاہتے ہین اور آخرت کا یقین نہین رکھتے یا فقط برائے نام اقرار کرتے ہین لہذا آخرت مین جس سے انکار کرتے تھے وہ انکے سامنے آیا یعنے جہنم مین بادسموم و حمیم وظل یحموم مین عذاب و خواری کے ساتھ ڈالے گئے تو اُسکی وجہ یہی ہے کہ اس سے پہلے دنیا مین انھون نے دنیا اختیار کی اور آخرت سے انکار کیا اور خالق عزوجل کی توحید و عبادت سب مین اتراف کیا اور آیندہ اُنکے سب طرح کے اتراف کی توضیح آتی ہے پس یہ اُنکے عذاب و خواری کا سبب ہے اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالےٰ نے پہلے اصحاب الیمین کا ثواب جمیل بیان فرمایا لیکن وہان سبب مذکور نہین ہے مثلاً یہ نہین فرمایا کہ اس سے پہلے دنیا مین وہ لوگ اللہ تعالےٰ کا شکر کرنے والے اور یقین توحید کے ساتھ عبادت کرنے والے تھے پس اصحاب الیمین کے واسطے نعمتین حاصل ہونیکا سبب نہین بیان فرمایا اور اصحاب الشمال کے عذاب و نکال کا سبب بیان فرمایا تو اسمین کیا بھید ہے شیخ رازیؒ نے جواب دیا کہ اس مین یہ تنبیہ ہے کہ ثواب تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے فضل و رحمت ہے اور عذاب محض عدل و انصاف ہے پس فضل و رحمت کے واسطے اگر کوئی سبب ذکر کیا جاوے یا نہ کیا جاوے کبھی یہ گمان نہوگا کہ اس فضل عطا کرنے مین کچھ ظلم ہوا ہے بخلاف اسکے عدل کے ساتھ مجرم کو سزا دینے مین سبب بیان کردینا چاہیئے تاکہ مجرم کو جو محض بیہودہ ہے یہ وہم نہو کہ مجھپر بے وجہ عقاب کیا گیا اگر کہا جاوے کہ سابقین مقربین کے حق مین یہ بیان فرمایا۔ جزاءً بما کانوا یعملون یعنے مقربین کو یہ عالی درجات اُنکے اعمال نیک کا عوض ہے۔ ۵ پس غور کرو کہ ثواب کی صورت مین بھی سبب بیان فرمایا ہے لیکن اصحاب الیمین کے واسطے سبب بیان نہین فرمایا رازیؒ وغیرہ نے جواب دیا کہ سابقین مقربین کے واسطے نیکیان بہت کثرت سے تھین کیونکہ انھون نے عام اولیا کے قیاس سے زیادہ اپنی جان و مال کو عبودیت مین صرف کیا اور جب اولیا اُنکا قیاس نہین کرسکتے تو ہم لوگ عوام کیونکر اُنکی کیفیت کو سمجھ سکتے ہین سوائے اسکے کہ وہ ظاہر و باطن ہر حالت مین اپنے رب عزوجل کی بندگی مین رہے گویا بالکل بندے ہوگئے تو اللہ تعالےٰ نے اُنکی فضیلت ظاہر کرنیکے واسطے اُنکی حسن عبودیت کو بیان فرمایا یعنے اُنکے عمل بیان کرنے سے یہ غرض ہے کہ یہ بندے عبودیت مین کامل ہین اور یہ غرض نہین ہے کہ اُنکو ثواب فقط ان اعمال کی وجہ سے دیا گیا اور اسیوجہ سے تم دیکھتے ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنکے پاؤ بھر ستو کے مقابلے مین تم لوگون کا زمین و آسمان بھر کے سونا خیرات کرنا برابر نہین ہوگا (صحیحین وغیرہ) یہ اسیوجہ سے کہ جو کچھ اُنسے صادر ہوا وہ کمال عبودیت کے ساتھ ہے بخلاف اصحاب الیمین کے کہ اُنکی بخشش محض فضل و رحمت الہٰی

کیونکہ اگر غور کیا جاوے تو انسان سے جو کچھ طاعت ونیکی سرزد ہوتی ہے وہ اسکی زندگی وتندرستی وغیرہ کا عوض بھی نہین ہے بلکہ دو سو برس کی
عبادت ایک گھونٹ پانی کے عوض فروخت ہوتی ہے چنانچہ اگلی اُمتون مین سے ایک عابد کا قصہ اسی عبرت ونصیحت کے واسطے حدیث شریف
مین آیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ایک عابد نے پہاڑ پر چارسو برس عبادت کی اور اللہ تعالےٰ نے پہاڑ پر ایک چشمہ شیرین وخوشگوار مین ایک انار کا
درخت پیدا کر دیا جو ہمیشہ پھل لاتا تھا پس عابد کو ہر روز اسمین پختہ پھل ملتا تھا قیامت کے روز ارشاد ہوگا کہ ہم نے تجکو اپنے فضل سے بخشدیا تو جنت
مین داخل ہو ناگاہ عابد کے نفس مین یہ خیال پیدا ہوگا کہ مین نے اتنی مدت تک عبادت کی تھی حالانکہ آج یہ ارشاد ہے کہ جا تجکو ہم نے اپنے فضل
سے بخشدیا حضرت عالم الغیب جل شانہ کی طرف سے اُسکے محاسبہ کا حکم ہوگا اور آخر وہ اپنے حساب مین ماخوذ ہوکر چند روز سزا پانے کے واسطے
جہنم کی جانب بھیجا جائیگا حدیث مین آیا ہے کہ جس شخص سے حساب لیا گیا وہ ضرور تباہ ہوگا جب جہنم کی جانب وہ چلیگا تو اسکی حرارت سے جو بہت
دور تک اُسکے راستہ مین پھیلی ہے اُسکو شدت سے پیاس معلوم ہوگی اور اسیوقت ایک فرشتہ بشکل انسان ایک پیالہ پانی لیے ہوے اُدھر سے گذریگا
یہ شخص پیاس کی شدت سے اُس سے درخواست کریگا لیکن وہ کہیگا کہ بغیر قیمت کے پانی غیر ممکن ہے یہ شخص التجا کریگا کہ میرے پاس کچھ ممکن نہین
ہے وہ کہیگا کہ اچھا اپنی عبادت دیدو اور دو سو برس کی عبادت کے عوض دینا منظور کریگا یہ کہیگا کہ مین نے نہایت مشقت سے اپنی عبادت
جمع کی ہے مین اسکو کسی طرح نہین دینا چاہتا ہون آخر کچھ دور چلکر پیاس کی ایسی شدت ہوگی کہ وہ بیتاب ہوکر قبول کرلیگا کہ خیر دو سو برس
کی عبادت ابھی باقی رہیگی جب وہ پیالہ پانی پی کر کچھ دور آگے بڑھیگا تو جتنی حرارت کی تیزی ہوگی اُسیقدر پیاس کی شدت ہوگی اور اسیطرح
وہان بھی ایک فرشتہ بشکل انسان ملیگا آخر مجبور ہوکر دوسرا پیالہ بھی باقی دو سو برس کی عبادت دیکر لے لیگا لیکن اسکے بعد اُسکو مایوسی حاصل ہوگی
اور اُسوقت اپنی حقیقت پر بھی آگاہی حاصل ہوگی تب خیال کریگا کہ وہ نفیس سرد پانی چشمہ خوشگوار کا اور تر وتازہ انار کس قیمت کا تھا اور اس
عاجزی کی حالت مین رحمت آلٰہی اُسکی دستگیر ہوگی کہ اُسکو پھیر لاؤ اور ارشاد ہوگا کہ جا ہم نے تجکو اپنی رحمت سے بخشدیا تب وہ عرض کریگا کہ
اے رب اول و آخر سب تیری ہی رحمت ہے اور وہ عبادت بھی واپس پاویگا اور اسکے موافق جنت مین درجہ پاویگا الحاصل انسان اگر غور کرے
تو اُسکو معلوم ہو کہ ہر سانس کے عوض کامل شکر واجب ہے پھر پیدائش وصحت ورزق ونعمت کا شکریہ کس سے ادا ہوسکتا ہے اور انھین نعمتون کے
ذریعہ سے عبادت کی تو تمام عمر اگر کسی وقت ناغہ نہو اور شب وروز برابر عبادت مین قائم رہے تو فقط سانس کی آمد ورفت کا دوگانہ شکریہ ادا ہونا
اس عبادت سے محال ہے پس اگر حساب مین ماخوذ ہو تو سراسر خطاوار ہے لہذا مقربین واصحاب الیمین سب پر محض فضل وانعام ہے لیکن اصحاب الیمین
سے مقربین کا درجہ عالی ظاہر کرنے کے واسطے اُنکے اعمال کا ذکر فرمایا بخلاف اصحاب الشمال کفار ومشرکین کے کہ انکی سزا کا عدل ہونا ظاہر کرنے
کے لیے سبب بیان فرمایا کہ یہ لوگ دنیا مین ایسے اترائے کہ خالق عز وجل کی شان الوہیت بھولے اور آخرت سے انکار کرکے دنیا پرست ہو گئے۔
وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيمِ۔ اور بہت بڑی قسم توڑنے پر ہمیشہ اڑے رہے ف واحدیؒ نے لکھا کہ علماے مفسرینؒ نے فرمایا کہ اس سے
شرک مراد ہے کیونکہ تمام مخلوق سے اللہ تعالےٰ نے اپنی الوہیت پر تاکیدی عہد لیا تھا تو یہ عہد ومیثاق عظیم تھا اور اسکا توڑنا حنث عظیم ہے اور اُسپر
اصرار یہ کہ مدت دراز تک اُنکو عمر دیگئی مگر کبھی اُنھون نے توبہ نہ کی بلکہ اسی پر اصرار وہٹ کرتے رہے اور اصل مین گناہ پر اصرار کرنے کے یہ معنے ہین کہ جو
گناہ سرزد ہوا اُس سے کچھ پرواہ نہین کی اور جب کوئی شخص کسی گناہ کو دوبارہ اسطرح کرے کہ پہلے گناہ سے اُسکو کچھ پروا نہین ہوئی تو یہ اصرار ہے
اور اس سے اسکو سمجھ لینا چاہئے کہ اُسکا دل اندر سے کافر ہے اور اگر اُسکو پہلے گناہ سے خوف وجھجک پیدا ہوا اور اسپر ندامت چھا جاوے یعنے توبہ کرلے
تو یہ دلیل ہے کہ اُسکے باطن نفس مین ایمان موجود ہے اگرچہ غفلت سے دوبارہ گناہ بھی اُس سے سرزد ہوجائے لیکن جب وہ ہر گناہ پر خوفناک نادم

ہو جاوے تو یہ اصرار نہین ہے اگر کہا جاوے کہ بہت سے مجرم باوجود حرام کاری کے دعوی کرتے ہین کہ ہم خوب جانتے ہین کہ ہمارے دل مین ایمان ہے اور ہم کلمہ توحید پڑھتے ہین پھر تم کیونکر بے دلیل بیان کرتے ہو کہ اصرار سے اُسکے دل مین ایمان نہین ہے جواب یہ کہ اسی سرکشی و غفلت نے اس نادان کو اس حالت پر پہونچایا کہ اندر سے اُسکا قلب سیاہ ہو رہا ہے لیکن وہ بیچارہ یہی دعوی کیے جاتا ہے کہ مین حور سے زیادہ خوبصورت ہون اُسکو فوراً توبہ کرنا لازم ہے اور اُسکا زبانی دعوی مثل منافقون کے کوئی چیز نہین ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جب گناہون سے قلب سیاہ ہو جاتا ہے تو اُسمین کوئی بہتری نہین سماتی ہے اور تمنے وہ قصہ سُنا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ بوڑھے بنی اسرائیل جو نافرمانی کی وجہ سے جنگل مین قید ہوے تھے موسی علیہ السلام نے اُنکے حق مین قوم فاسق فرمایا پھر جب وہ لوگ اس جنگل مین فنا ہو گئے تو نوجوانون کو ساتھ لیکر پیغمبر علیہ السلام نے جہاد کیا تھا اسمین یہی بھید تھا کہ ان بوڑھون کے دل سخت ہو چکے تھے واللہ تعالے اعلم اور سب سے بدتر گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالے کی الوہیت مین شرک کرے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حنث العظیم شرک ہے یہی مجاہد و عکرمہ و ضحاک و قتادہ و سدی وغیرہم کا قول ہے اور جاننا چاہیے کہ ایمان کے مقابلہ مین حنث عظیم یہی شرک ہے اور اعمال کے مقابلے مین حنث عظیم یہ ہے کہ جان بوجھ کر اللہ تعالے کی جھوٹی قسم کھاوے مثلاً ایک شخص خوب جانتا ہے کہ مین کل کے روز ایسا کر چکا ہون پھر وہ جھوٹی قسم کھاوے کہ مین نے ایسا نہین کیا تو اللہ تعالے کے نام پاک کے ذریعہ سے وہ اپنی بریت کرتا ہے لیکن جھوٹ ہونے سے وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا اور اگر اُسنے اللہ جل شانہ کی شان پاک مین اپنا مُنھ جھوٹا کیا مثلاً کسی گواہ سے کہا گیا کہ اللہ تعالے کو حاضر و ناظر جانکر سچ بات بیان کر اور اُس کمبخت نے کہا کہ مین اللہ تعالے کو حاضر و ناظر جانکر کہتا ہون کہ یہ بات اسطرح ہے حالانکہ بالکل جھوٹ کہا تو یہ کافر ہو گیا کیونکہ اللہ عز و جل حاضر و ناظر اس شان سے ہے کہ یہ بات اسطرح نہین ہے یعنے جو در حقیقت واقع مین ہے وہی اللہ تعالے کے علم پاک مین ہے اور اُسنے اُسکے برخلاف اللہ تعالے کا علم بیان کیا تو یہ باطل ہے اور یہ شخص شان الٰہی سے منکر ہو کر کافر ہوا اور واضح ہو کہ جب اسطرح سے کوئی شخص گناہونکا ذخیرہ جمع کرتا ہے اور قلب سیاہ ہو کر بجھ جاتا ہے تو نور عقل کی راہ بالکل بند ہو جاتی ہے اور بعد اسکے یہ شخص فقط وہ باتین سمجھ سکتا ہے جو دماغی حواس سے متعلق ہون اور وہ باتین بالکل نہین سمجھ سکتا جو عقل روحانی سے سمجھی جاتی ہین اگر کہا جاوے کہ وہ تو علم طب وغیرہ بہت سے علوم عقلی جانتا ہے پھر تم کیونکر کہتے ہو کہ اُسکی عقل مسدود ہو جاتی ہے جواب یہ ہے کہ طبابت کا فن اس جسم کے حواس سے متعلق ہے اور جسم ہی کی تندرستی کے واسطے موضوع ہے اور ہم خود کہتے ہین کہ جب عقل مسدود ہو گئی تو جسم کے حواس سے بہت قوت کے ساتھ ایسی دانائی ظاہر کریگا جس سے اس جسم کی تندرستی زیادہ قوی ہو اور جسم کی قوت سے جسم کی تمام خواہشین بھی زیادہ قوی ہو جائینگی اور جسم کا ذاتی میلان اسی زمین اور اسکے مادیات کی جانب ہے تو بہت قوی شوق کے ساتھ یہ شخص دنیا و اُسکی متاع کی جانب رغبت کرتا ہے اور ہر قسم کی متاع دنیا کو حاصل کرنے کے واسطے اُسکے حواس ایسے ایسے سامان پیدا کرتے ہین جو بہتا سے حقیقی عقل والون کی سمجھ مین نہین آتے کیونکہ عقل کو اپنے نورانیات کی جانب میلان ہوتا ہے اور مکدر مادیات سے اُسکو ذاتی نفرت ہے اسیوجہ سے انبیا و اولیا کو دنیاوی متاع کیواسطے کلین نکالنے کی فکر نہین ہے اور اسیواسطے سلیمان علیہ السلام کے واسطے جب نبوت کے ساتھ دنیاوی بادشاہت بھی جمع کی گئی تو دنیاوی چیزون کے بنانے کے واسطے جن و شیاطین تابع کر دیے گئے چنانچہ سابق مین اسکا بیان مفصل گذر چکا ہے پس خلاصہ یہ ہوا کہ کفار و مشرکین جنکے قلوب پر مہر کرکے راہ عقل مسدود کیجاتی ہے وہ فقط نورانیات عقلیہ جو حقیقی دار الآخرت سے متعلق ہین یا حق عز و جل کی شان الوہیت کے معارف ہین انسے بالکل محروم ہوتے ہین کیونکہ انکا سمجھنا فقط نور عقل سے ممکن ہے اور وہ مسدود ہے اور حواس سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور ان منکرون کے واسطے دماغی حواس باقی رہتے بلکہ بہت قوی ہوتے ہین تو حواس سے جو فنون متعلق ہین وہ حاصل کر سکتے ہین یعنے اس جسم کی صحت و قوت اور اُسکے متعلق

آرائش وغیرہ حاصل کرنے کے اسباب اور آرائش دنیا حاصل کرنے کے فنون سب اُنکو حاصل ہوسکتے ہین اور یہ سب ایک کلیہ قاعدہ کے ماتحت
ہین اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ انکی دانائی سے اُنکے پسند کے لائق ایسی عمدہ عمدہ چیزین حاصل کرنے کے فنون اختراع کرسکتے ہین جنکا فائدہ ایکی
ر۔ بلکہ جسم کے ساتھ لازم ہے اسیوجہ سے دیکھو کہ حکماے یونان ارسطو و افلاطون کے مانند بڑے بڑے طبیب و حکیم گذرے لیکن ایمان سے
بے نصیب رہے اور اپنے زمانہ کے پیغمبرون پر ایمان نہ لائے اسلئے کہ نبوت کا سلسلہ نور عقل سے متعلق تھا اور اس سے یہ لوگ بے نصیب تھے حالانکہ
طب اور ریاضی وغیرہ عجائب فنون مین دستگاہ کامل رکھتے تھے کیونکہ یہ سب حواس سے متعلق ہے اگر کہا جاوے کہ یہ لوگ حواس باطنی کے قائل تھے
جواب یہ ہے کہ حواس باطنی حواس جسم کے ساتھ متعلق ہین وہ بھی اسی جسم کی قوتین ہین اور انتہا انکی حواس ہمزادی تک ہے اور فرق یہ ہوتا ہے
کہ حواس جسمانی خواہ ظاہری ہون یا باطنی ہون وہ جسم کے ضعیف و کمزور ہونے اور خون کم ہونے سے بیکار و خبط ہو جاتے ہین بخلاف حواس ہمزادی
کے کہ وہ باقی رہتے ہین چنانچہ جوگیون وغیرہ مین دیکھ لو یہ اپنے جوگ وغیرہ کی وجہ سے بہت کمزور ہو جاتے لیکن وہ اپنے ہمزادی حواس سے دنیا کی
باتین دور دور کی بتاتے ہین اگر کہا جاوے کہ حکماے یونان بڑے بڑے عقلا مشہور ہین بلکہ بہت سے مسلمان منطقی لوگون سے پوچھو تو وہ بھی نہایت
تعظیم سے انکا عاقل ہونا تسلیم کرتے ہین اور اُنکے فنون کو علم معقول قرار دیتے ہین بلکہ بہت ان مین سے ایسے برگشتہ ہوتے ہین کہ علوم شریعت کو صرف
منقول کہتے ہین جواب یہ ہے کہ ہمکو کسی شخص کی اصطلاح مین کوئی گفتگو نہین منظور ہے کیونکہ جن لوگون نے حواس کی تیزی و دانائی کا نام
عقل رکھا ہے وہ اپنے آپکو عاقل کہتے ہین اور اگر سچ پوچھو تو ایسے لوگ جب عقل نورانی کے معنے ہی نہین جانتے تو وہ کیونکر ایسی چیز کو مان لینگے
جسکو انھون نے عمر بھر کبھی نہین پایا اور کیونکر وہ لوگ اپنے حق مین یہ بات مان لینگے کہ ہم بے عقل ہین اگر کہا جاوے کہ عرب کی لغت مین بھی حواس کی
دانائی کا نام عقل رکھا گیا ہے تو جواب یہ ہے کہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ زمانہ دراز سے خود مشرک تھے اور لغت کے معنے فقط یہ ہوتے ہین
کہ اس زبان والے اس لفظ کو کس معنے مین بولا کرتے تھے پس ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ زمانہ جاہلیت مین عرب کے مشرک بھی یونان و روم وغیرہ تمام
جہان کے مشرکون کی طرح صرف حواس ہی حواس تھے الحاصل حواس کا یہی نتیجہ ہے کہ وہ معارف الوہیت سے بلکہ حالات آخرت سے بالکل
جاہل ہوتا ہے اور اگر سمجھاؤ تو بھی نہین سمجھتا جب تک کہ اپنے رب عزوجل کو سچے دل سے نہ مانے جسنے اُسکو پیدا کیا اور جب اُسکو اپنا خالق بے مثل
یگانہ الوہیت والا جانے تب اس نور ایمان سے عقل روحانی پاتا ہے اور اُسوقت اچھی طرح سب سمجھنے لگتا ہے اور بدون ایمان کے جیسے اصحاب الشمال
جہنمیون کا حال ہے کبھی آخرت کے حالات نہین سمجھیگا جیسے اصحاب الشمال کا حال رہا۔ وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ۔ اور یہ لوگ کہا کرتے تھے ارے کیا جب ہم مرے اور خاک و ہڈیان ہوگئے تو کیا ہم لوگ اُٹھائے جائینگے ف یعنے بڑے
تعجب سے کہتے اور کسیطرح اُنکے حواس مین نہین آتا تھا کہ خاک ہوجانے کے بعد کوئی شخص کیونکر دوبارہ پیدا ہوسکتا ہے تو مکرر تعجب سے اپنے
نزدیک بالکل محال سمجھکر یون کہتے کہ ارے کیا جب ہم مرگئے اور جسم سڑ کر خاک ہوگئے اور ہڈیان نکل آئین بلکہ ہڈیان بھی بوسیدہ ہوگئین تو کیا پھر ہم
زندہ کرکے اُٹھائے جائینگے۔ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۔ ارے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادے بھی ف زندہ کرکے اُٹھائے جائینگے یعنے یہ اس سے
بھی زیادہ محال و تعجب انگیز ہے یعنے ان احمقون نے اپنی نسبت تو بھلا یہ بھی تصور کیا کہ چند ہی روز کے مرے ہوے ہونگے شاید کسی ترکیب سے
اُٹھایا جانا ممکن ہو اگرچہ محال ہے لیکن پُرانے باپ دادے جنکو مرے سیکڑون برس ہوگئے ہین اُنکا زندہ ہوکر اُٹھنا تو بالکل ہی محال ہے مترجم
کہتا ہے کہ اے اہل عقل ذرا غور کرو کہ یہی لوگ وہ عقلا ہین جنکا نام بڑی تعظیم سے حکیمون کے دفتر مین لکھا جاتا ہے کیونکہ افلاطون اور ارسطو
بھی اسی خیال کے لوگ تھے اور اگر زیادہ سے زیادہ مانتے تو یہ کہتے کہ نفس بعد موت کے مجرد ہوکر یعنے جسم سے علحدہ چھوٹ کر جو کچھ اُس

ریاضی وہندسہ واقلیدس وغیرہ سیکھی تھی اسی علم سے مزے لیتا رہتا ہے اور اگر کچھ بھی نہین سیکھا تھا تو جاہل افسوس کرتا رہتا ہے مترجم کہتا ہی کہ یہان
تو بیچارہ مثلث پل سے سیکھتا رہا اور وہان اُسکو مشق کرنے کی فرصت ملی نعوذ باللہ من ذالک خیر یہ لوگ تو جس حماقت پر مرے وہ درگذرے لیکن
عجب ان لوگون سے ہے جو اسلامی صورت مین کو باطن ہین کیا یہ سخت تعجب کے قابل نہین ہے کہ ایسے احمق کی سمجھ مین یہ بھی نہ آیا کہ جس خالق
عزوجل نے ابتدائً عدم سے پیدا فرمایا وہ دوبارہ جب چاہے پیدا فرماوے اگر کہو کہ معدوم کا اعادہ ان دوگون کے نزدیک محال ہے تو مین
کہتا ہون کہ یہان وہ محال لازم نہین آتا ہے کیونکہ وہ لوگ اعادۂ معدوم کو محال اس معنے مین کہتے ہین کہ بعینہ وہی تشخص سابق اُسکے ساتھ ہو
اور یہ اسوجہ سے محال جانتے ہین کہ جب وہ معدوم ہوا تو تشخص ہونا بھی جاتا رہا پھر بعینہ وہی شخصیت جو فلان وقت مین تھی اب کیونکر ہو سکتی ہے
جیسے بعینہ وہ وقت اب نہین لوٹ سکتا اور یہان وہی بعینہ شخصیت لازم نہین ہے جسکے ساتھ وہی وقت ضروری ہوتا ہے بلکہ ہم خود کہتے ہین کہ
وہ قیامت کے روز پیدا کیا جائیگا پھر کچھ بھی محال نہین تھا لیکن فلسفی حکیم بیچارہ کیونکر مانے جبکہ وہ بدحواسی سے اپنے خالق عزوجل ہی کو نہین پہچانتا ہی
اور اگر اسکا بیان کرنا بہت طویل نہوتا تو مین اسکو مصرح بیان کرتا اور یہان اُنکے دوسرے بھائیون کا یہ قول ہے کہ جب مر کر خاک وہڈیان ہوگئے
تو کیونکر زندہ ہو سکتے ہین حالانکہ اسی خاک سے وہ اور اُنکی ہڈیان پہلے ابتدا مین ایسی صورت سے پیدا کی گئین کہ کچھ بھی وجود نہ تھا اور اہل عقل کے
نزدیک یہ ایسا بدیہی ہے کہ ذرہ برابر بھی تامل کی جگہ نہین ہے پس یہ حواس وعقل کا فرق ہے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا۔ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ
وَالْاٰخِرِيْنَ لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ۔ کہدے کہ سب اگلے اور پچھلے بے شبہ اکٹھا کیے جانے والے ہین ایک معلوم دن کی
میعاد پر ف یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ لوگ کفار و مشرکین جو دوبارہ اپنے اُٹھائے جانیکو محال جانتے ہین اُنسے کہدے کہ اس مین کچھ
بھی شبہہ نہین ہے کہ تم لوگ اور تمھارے باپ دادے بلکہ اول جب سے پیدائش شروع ہوئی ہے سب کے سب ایک وقت معلوم پر زندہ کرکے
اکٹھا کیے جاؤگے اور وہ ایک معین دن ہے جسکو قیامت کا دن کہتے ہین کیونکہ اس دن سبکی خاک اپنی مرقد سے قائم ہوگی اور حساب کیواسطے
محشر مین جمع ہونگے پھر جو لوگ اللہ تعالے کی الوہیت وقدرت سے انکار کرتے ہین وہ عذاب جہنم مین گرفتار ہونگے چنانچہ اس اُمت کے کفار بھی
اللہ تعالے کی قدرت سے منکر ہین کیونکہ مرنے کے بعد اُٹھائے جانے کو محال کہتے ہین اور درحقیقت ان لوگون کی یہ گفتگو قابل تعجب ہے کیونکہ
جس خالق عزوجل نے انکو پہلے پیدا کیا تھا تو اُسنے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا تھا پس بڑے تعجب کی بات ہے کہ اب کیون اُسکی قدرت سے
انکار کرتے ہین حالانکہ یہ تو دوبارہ پیدائش ہے اور جو چیز کہ اللہ تعالے کی قدرت مین داخل ہو اُس سے انکار کرنا محض حماقت ہے بلکہ عقل سے
لازم ہے کہ جو بات کہی جاوے پہلے ہم اُسکو دیکھین کہ وہ اللہ تعالے کی قدرت مین داخل ہے یا اللہ تعالے نے اُسکو منع کر دیا ہے پس اگر وہ
اللہ تعالے کی قدرت مین منع نہو تو ظاہر ہے کہ ایسا ہونا ممکن ہے یعنے یہ ایسی چیز ہے کہ اگر اللہ تعالے چاہے تو پیدا ہو جاوے پھر ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ
اگر اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا ہو کہ ایسا واقع ہوگا تو ہمکو قطعی یقین کر لینا چاہیئے کہ ایسا واقع ہوگا جیسے یہان اللہ تعالے نے ہمکو آگاہ فرمایا کہ تمام مخلوقات
کو بعد موت کے اللہ تعالے ایک دن زندہ کریگا اور حساب کے واسطے جمع فرماویگا پس اسمین کچھ بھی محال نہین ہے کہ ایسا واقع ہوگا اسیطرح
اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ جہنم مین ایک درخت زقوم ہے جس سے جہنمیون کی غذا ہوگی بعض علمائے نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ایک قسم زقوم ہی اور
اس قسم کے درخت بکثرت ہونگے کافرون نے اس سے بھی انکار کیا اور اپنی معمولی حماقت کے موافق کہنے لگے کہ یہ بھی محال ہے حالانکہ آگ مین جو
کیڑا پیدا ہوتا ہے وہ دنیا مین اُنکی آنکھون کے سامنے موجود ہے لہذا کافرون کو دونون باتون پر جھڑکی دی گئی کہ اول تو قیامت کے روز اول
سے آخر تک تم سب دوبارہ اُٹھائے جاؤگے۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ۔ پھر تم لوگ اے

Marfat.com

گمراہ جھٹلانے والو ضرور زقوم کے درخت سے کھانے والے ہو ف یعنے جسکو محال جانتے ہو وہ درخت زقوم ضرور جہنم مین [illegible]
کھاؤگے۔ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ۔ پس اس سے اپنے پیٹ بھرنے والے ہوگے ف اور اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ [illegible]
[illegible] لوگ ضرور جہنم مین ڈالے جائینگے جہان اُنکی غذا درخت زقوم سے ہوگی جسکو محال جانتے تھے اور یہ درخت تھوہڑ کے مانند [illegible]
کانٹے دار کڑوا بدبودار ہوتا ہے اور جہنمیون کو اسقدر شدت سے بھوک بھی غالب ہوگی کہ اسی آتشی درخت سے اسقدر کھائینگے کہ اُنکے پیٹ خوب
بھر جائینگے حالانکہ یہ مثل مشہور ہے کہ جو آگ کھائے وہ انگارے نکالے چنانچہ قولہ ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم۔ کی تفسیر مین اسکا بیان مفصل گذر چکا
ہے کہ یہ آتشی درخت اپنے زہر و کانٹون کی حرارت سے اُنکے ہونٹھ و زبان وغیرہ کو جلادیگا بلکہ انکی کھال و گوشت اُسکے کانٹون مین بچکر رہجائیگا
اور اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ جانورون کی طرح سے مُنھ سے نوچ نوچکر کھائینگے اسلئے کہ جہنمیون کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ طوق و زنجیر سے
جکڑے ہونگے تو یہی صورت باقی رہی کہ مُنھ سے نوچکر کھاوین اور یہ لوگ اپنی گمراہی وحماقت مین جانورون سے بھی زیادہ بدتر ہین تو جسطرح
انھون نے ہمت عالی کو معالی درجات سے اوندھا زمین کی پستی کی جانب مائل کیا اسیطرح اوندھے جہنم مین بھی ڈالے جائینگے اور جانورون کی
طرح مُنھ سے نوچ نوچکر کھائینگے۔ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ۔ پھر اسپر سے حمیم مین سے پینے والے ہو ف یعنے زقوم سے خوب پیٹ
بھروگے اور اسیطرح پیاس کی شدت سے حمیم سے پیوگے جس سے آنتین مع احشا کے کٹ گرتی ہین اور خود زقوم بھی زہر کے انگارے ہین۔
فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۔ پس جالندھر والے کا پینا پینے والے ہو ف اونٹ کو پیاس کی بیماری ہوجاتی ہے کہ اُسکو ہر چند پانی پلاؤ وہ
سیر نہین ہوتا ہے اور برابر پیتا چلا جاتا ہے اُسکو ہیم کہتے ہین پس معنے یہ ہین کہ ہیم کے پینے کے مانند تم لوگ حمیم سے پیوگے الحاصل زقوم سے برابر
کھاتے چلے جاؤگے کبھی بھوک کم نہوگی اور حمیم سے پیتے چلے جاؤگے کبھی پیاس کم نہوگی یہ سب اصحاب الشمال کا حال ہے۔ هٰذَا نُزُلُهُمْ
يَوْمَ الدِّيْنِ۔ بدلا پانے کے دن یہ سب اُنکی مہمانی ہے ف یعنے قیامت کے روز ہر قسم کے بندون کو اُنکے اعمال کا عوض ملے گا تو
کافرون و منکرون و مشرکون کو اُنکے تکبر و انکار و بد اعمال کے عوض زقوم و حمیم کا نزل ملیگا۔ نزل۔ وہ چیزین جو مہمان کے واسطے مہیا کیجاتی
ہین اور شاید سموم و حمیم و ظل یحموم اور مکان جہنم مع زقوم وغیرہ کے سب اُنکی مہمانی کا سامان دیا گیا یہ ان کافرون کے واسطے تکریم کی مہمانی نہین
ہے بلکہ ذلت و خواری ہے اور دنیا مین اُنکو تنبیہ کی گئی کہ تم لوگ سرکشی و بدکاری مین ایسے مست ہو جاؤ کہ جب یہانسے اپنے وطن پہونچو تو اس
خواری کے ساتھ تمھاری مہمانی ہو کیونکہ جو کچھ تم نے اپنے بد اعمال بھیج رکھے ہین وہ یہی ہین جو تمھارے سامنے آئے اور اللہ تعالے نے تمپر کچھ
ظلم نہین کیا بلکہ اللہ تعالے نے تمھارے کفر و سرکشی کا تم سے کچھ انتقام نہین لیا تو بھی اُسکا یہ فضل ہے کہ جو کچھ تمنے کیا تھا وہی تمکو دیدیا ولیکن افسوس
ہے کہ تم نے عقل کا دروازہ بند کر لیا پس ہرگز نہ سمجھوگے کہ تمھارے یہ اعمال زقوم و حمیم ہین ولیکن کچھ تعجب نہین ہے کیونکہ تمنے اپنے خالق عزوجل کی
الوہیت قاہرہ اور قدرت باہرہ سے انکار کیا ہے پھر اگر اپنی نجس حالت کو بھولے تو کچھ تعجب نہین ہے جیسا کروگے ویسا بھروگے ف۲۰ شیخ
ابن العربی رحمہ اللہ تعالے نے دنیا مین ان کافرون کے نفس کی صورت بیان فرمائی تاکہ ہر ایک شخص کے واسطے تنبیہ ہو قولہ تعالی و اصحاب
الشمال ما اصحاب الشمال اصحاب الشمال کیا اصحاب الشمال ہین یعنے ان لوگون کے حالات و صفات اپنی بدبختی و نحوست و خواری و ذلت مین
ایسے ہین کہ جنسے تعجب کیا جاوے اُنکی ظاہری ہیأت ایذا و بدکاری مین حد سے بڑھی ہوئی ہے اور ناپاک خواہشون مین جدید پہونچ گئی ہے
یہ لوگ وہان حمیم مین ہینگے اور یہان اُسکی صورت اُنکے فاسد اعتقادات ہین اور ایسے باطل علوم ہین جنکا کچھ انجام نہین پس جیسے یہان
دم تک انھین فاسد خیالات اور باطل اعتقادات سے بھرے رہے اور ہر روز ترقی پر تھے وہان یہی اعتقادات اپنی اصلی حقیقت مین

Marfat.com

ظاہر ہونگے اسیطرح یہان ان لوگون کے نفس مین دنیاوی ہیأت سیاہ روئی تھی اور دنیا کی بنیاد پر انھون نے اپنے اخلاق درست کیے تھے تو وہا
بھی سیاہ ردئی تھی کیونکہ دنیا دراصل ملعون ہے تو اس نیت پر جو چیز ہو وہ بھی ملعون وسیاہ ہوگی اور اسکی اصلی حقیقت وہان ظل یحموم ہے اور
یہ بات ظاہر ہے کہ اس حالت مین ان لوگون کے واسطے مال حاصل کرنے مین تعب ومشقت ہوتی ہے اور اُسکو جمع کرنے مین بے چینی وایذا پہونچتی ہے
اسیطرح وہان کی صورت حقیقی مین سایہ کی کوئی صفت نہوگی کیونکہ سایہ سے آدمیون کو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور راحت حاصل ہوتی ہے اور
وہان ظل یحموم سے انکو لپٹ ودکھ وضرر وکرب وتعب پہونچیگا **قولہ** انہم کانوا قبل ذلک مترفین۔ دنیا مین یہ لوگ اپنی طبیعت کی خواہشون مین
ڈوبے رہتے ہین اور جسم وجی جسکو چاہتا ہے اُسکے پیچھے لگ جاتے ہین پس ہر قسم کی شہوت وخواہش مین منہمک رہتے ہین **قولہ** وکانوا یصرون علی
الحنث العظیم۔ جب انھون نے عہد ازل کو توڑ دیا تو سخت کبیرہ گناہ کیا جس سے بڑھکر کوئی جرم نہین ہے لہذا اُسکی سزا بھی ایسا عذاب ہے جو انسانی
قوت سے باہر ہے ورنہ لازم آوے کہ اللہ تعالےٰ نے جو عہد باندھا تھا اُسکا توڑنا اور جو بندون کے ساتھ باندھا تھا اُسکا توڑنا یکسان ہو جاوے اور
چونکہ یہ لوگ عہد شکنی پر برابر اصرار کرتے رہے اسیوجہ سے برابر یہ لوگ عذاب وعقاب مین بھی ہمیشہ پڑے رہینگے **مترجم** کہتا ہے کہ شیخؒ کے اس قول سے
یہ معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک بھی جہنمیون کو کبھی جہنم سے نجات نہوگی کیونکہ کافر نے مرتے دم تک یہی قصد رکھا کہ برابر اسی اعتقاد پر قائم رہے اور
اللہ تعالےٰ نے اُسکو مدت دراز تک مہلت دی کہ اگر اس مدت مین باطل خیالات سے نہ پھرے تو ہمیشہ کے قائم مقام ہو **قولہ** وکانوا یقولون
یعنے اُنکے ناپاک اعتقادات مین سے ایک یہ بھی تھا کہ اپنے آپکو مثل نباتات کے فانی جانتے تھے اور آخرت کی زندگی کو نہین مانتے تھے **ایک**
مترجم کہتا ہے کہ نباتات مین سے بعضے ایسے درخت ہین کہ صدہا برس قائم رہتے ہین اور جیسے انھون نے اپنے آپکو درخت وپتھر سے بدتر بنا یا ویسے
ہی جہنم کے ایندھن بنے **قولہ** ایہا الضالون المکذبون الخ۔ یعنے اے جہال اپنی جہالت پر ہٹ کرنے والو تم انھین باطل اعتقادات کو جہنم مین
پاؤگے پس جیسے حق شیرین وخوشگوار ہے اور عمدہ غذاے روح ہے اُسکے برخلاف تمھارے عقائد جو فقط جسمانی حواس سے متعلق تھے وہان تمھارے
جسم کی غذاے تلخ زقوم ہونگے اور یہ نفس ناپاک کی صورت ہے جو شہوات مین مبتلا ہوکر طبیعت کی پستی مین اوندھی گرتی جاتی تھی اور تم اپنی طبیعت
کی عادت پر ہوگیے ہو اور روز بروز اسی حرص مین منہمک ہو اسیطرح وہان بھی زقوم سے بہت بھوک کے ساتھ پیٹ بھروگے اور یہان بھی شہوات
کے نتیجہ سے جو ہیأت تمھارے نفس کو حاصل ہوتی ہے وہ کمال سے مخالف بلکہ موجب وبال ہے پھر اسپر سے حمیم ہوگے جیسے دنیا مین جن قومون نے
کفر وشرک کا اعتقاد جمایا وہ اسی کے موافق باطل وہی احکام بھی نکالتے ہین چنانچہ کفار ومشرکین مین سے ہر قوم کو دیکھو کہ جسنے کوئی باطل
اعتقاد جمایا ہے وہ اپنے اپنے خیالات کے موافق بہت سے وہی احکام بھی اُسکے ساتھ رکھتا ہے اور اس سب کی اصلیت یہ ہے کہ اُنھون نے دنیا
اختیار کی اور دنیا کا خواہش کرنے والا کبھی سیر نہین ہوتا ہے جیسے جلندھر کا بیمار کبھی سیراب نہین ہوتا پس جسطرح دنیا کے واسطے یہ لوگ کبھی
وہمیات سے سیر نہوے اسیطرح آخرت مین حمیم سے کبھی سیر نہونگے نعوذ باللہ من ذلک پس اہل شرک کو لازم ہے کہ اس زندگی مین
نیک خواہون کی نصیحت سنین

نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ۝ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ۝

ہم نے تمکو بنایا پھر کیون نہین سچ مانتے بھلا دیکھو جو پانی ٹپکاتے ہو اب تم اُسکو بناتے ہو یا ہم ہین بنانے والے

نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۝ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا

ہم نے ٹھہرادیا تم مین مرنا اور ہم ہار نہین رہے اس سے کہ بدل لادین تمھاری طرح کے اور اُٹھا کھڑا کرین تمکو جہان تم نہین

Marfat.com

تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَلَقَدۡ عَلِمۡتُمُ النَّشۡاَةَ الۡاُوۡلٰی فَلَوۡ لَا تَذَكَّرُوۡنَ ۝

جانتے اور جان چکے ہو پہلا اُٹھان پھر کیون نہین یاد کرتے

لحدون بلکہ مشرکون نے حقیقت مین قیامت کو محال جانا کیونکہ اُنھون نے اپنے دماغ پر بھروسہ کیا کہ ہمارے خیال مین کسی طرح نہین سما تا کہ خاک و ہڈیان کیونکر اُٹھائی جائینگی اور یہ اُنکا قول درحقیقت عجب بے ادبی و حماقت ہے لہذا اللہ تعالے نے پہلے اُنکو جھڑک دیا کہ تم لوگ اپنی اس گفتگو سے کچھ فائدہ نہین اُٹھا سکتے ہو کیونکہ ضرور قیامت مین جمع کیے جاؤگے بلکہ اس گفتگو سے تم کو سخت ضرر ہے کہ اسکے وبال مین جہنم مین زقوم کھاؤگے پھر کسی طرح لائق نہین ہے کہ آدمی اپنے دماغ پر ایسا مغرور ہو کہ جو کچھ مُنھ مین آدے وہ بکے اُسکو چاہیئے کہ خدائے تعالے کی قدرت کو اور اپنی ضعیف ہیأت کو دیکھے چنانچہ اللہ تعالے نے سمجھایا۔ نَحۡنُ خَلَقۡنٰكُمۡ۔ ہم نے تمکو پیدا فرمایا ف یعنے عدم سے پہلے پہل ہم نے تمکو پیدا کیا اور اسوقت تمھارے من مانے دیوتاؤن مین سے کسی کا وجود بھی نہ تھا اور اس سے اللہ تعالے کی کمال قدرت ظاہر ہے کہ عدم سے تمکو موجود کیا پھر جسکی یہ قدرت ہے اُسکو دوبارہ پیدا کرنے مین ضروری بدیہی قدرت ہے۔ فَلَوۡ لَا تُصَدِّقُوۡنَ۔ پھر تم کیون نہین یقین لاتے ہو ف کہ جسنے ابتدا ًاس صنعت سے پیدا کیا وہ مخلوق کو باقی رکھنے اور دوبارہ پیدا کرنے پر بدرجۂ اولی نہایت قادر ہے اگر کہا جاوے کہ کیا اللہ تعالے کی قدرت بعض چیز کے پیدا کرنے مین دوسری چیز سے زیادہ ہوتی ہے اور بعضی مخلوق کا پیدا کرنا بہ نسبت دوسری مخلوق کے آسان ہے (جواب) یہ کہ یہ فقط عوام کے سمجھانے کے واسطے اُنکے قیاس کے موافق دلیل قائم کی گئی کیونکہ انسان کی یہی کیفیت ہے کہ جسکو مثلاً یہ قدرت ہو کہ چار لکڑیان ملاکر توڑ ڈالے تو وہ ایک لکڑی بہت آسانی سے توڑ ڈالیگا کیونکہ اُسکی قوت محدود و مخلوق ہے تو وہان کمی و بیشی ظاہر ہو سکتی ہے بخلاف اسکے قدرت آلہی عزوجل بے انتہا اور غیر محدود اور سب جہت سے کامل ہے تو وہان کی کمی بیشی ممکن نہین ہے پس اُسکی قدرت کاملہ ہر چیز پر یکسان ہے لیکن کافر اپنے رب عزوجل کو نہین پہچانتا پس اُسکی شان کبریائی و عظمت کو بھی نہین پہچانتا پس اُسکو بالکل بدیہی دلیل سے یہ سمجھایا جاتا ہے کہ اللہ تعالے نے تمکو اس حالت مین پیدا کردیا جب تمھارا کچھ بھی وجود نہ تھا تو اب تمکو دوبارہ پیدائش سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے کیونکہ دوبارہ پیدا کرنا بدرجۂ اولی صریح آسان ہوتا ہے علاوہ اُسکے پہلے تو تمھارا مادہ کچھ بھی موجود نہ تھا اور اب تو تمھارا مادہ موجود ہے کیونکہ تمھارے جسم کی خاک موجود ہے اور تمھاری ہڈیان بوسیدہ موجود ہین پھر جسنے خاک سے جسم بنایا تھا وہ اب بھی پیدا فرماویگا اور جسنے اُسکو ہڈیان بنایا تھا وہ اب بھی بدرجۂ اولی بنا سکتا ہے پھر تم کیون نہین تصدیق کرتے کہ اللہ تعالے دوبارہ پیدا فرماویگا۔ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ۔ بھلا بتلاؤ جو تم منی ڈالتے ہو ف یعنے تمھاری ذات سے تمھاری عورتون کے رحم مین جو منی پڑتی ہے اور اُسکو تم سمجھتے ہو کہ یہی پیدائش کا ایک طریقہ ہے تو بھلا بتلاؤ کہ اس صورت مین کون پیدا کرتا ہے۔ ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ۔ کیا تم اُسکو پیدا کرتے ہو یا ہم ہی اُسکے پیدا کرنے ہین ف یعنے اُس نطفہ سے صورت بناکر پورا آدمی کیا تم لوگ بناتے ہو یا سچی بات یہ یقین کرتے ہو کہ اللہ تعالے ہی نے اُسکو پیدا کیا یعنے تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تمھارے پیدا کرنے سے پیٹ مین کوئی بچہ نہین پیدا ہوتا ہے بلکہ تم خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالے ہی اُسکو اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے اور تمھارے حواس یہان بھی متحیر ہین کہ یہ کیونکر ایسے تنگ تاریک مقام مین اسطرح پورا انسان بنکر نکلتا ہے کیونکہ پہلے وہ فقط ایک قطرہ تھا پھر جیسے تمھارے خیال مین یہ بالکل نہین سماتا اسیطرح موت کے بعد پیدا ہونا بھی تمھارے خیال مین نہین آتا لیکن بچہ کا پیدا کرنا اللہ تعالے کی قدرت سے تم نے اپنی آنکھون دیکھ لیا ہے اس سبب سے اُسکو مانتے ہو اور بعد موت کے پیدا کرنا ابھی تم نے اپنی آنکھون نہین دیکھا اس سبب سے تمھارے حواس مخبوط ہین لیکن ہم نے یہ قدرت بارہا اپنے بندون مین ظاہر کردی چنانچہ عیسی علیہ السلام کے ہاتھ پر بطور معجزہ کے

مردہ جسم کو زندہ کرنا جاری کیا تھا اور یہ بات متواتر معلوم ہے گویا تمھاری آنکھون کے سامنے موجود ہے اور عیسی علیہ السلام تمھارے پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا علاتی بھائی تھے کیونکہ انبیا علیہم السلام سب آپسمین بھائی بھائی ہین پس یہ معجزہ تمھارے بھائی کے ہاتھ پر ظاہر کر دیا اور پہلے اس سے بنی اسرائیل مین سے ایک مردہ کو زندہ کیا تھا جسکا قصہ قولہ تعالے واذ قتلتم نفسًا فادرأتم فیہا الآیہ مین مفصل مذکور ہوچکا پس وہ بھی برابر متواتر منقول ہے پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالے مردہ کو جب چاہے زندہ فرماتا ہے اور سورۂ بقرہ مین کوہ طور والی جماعت اور قولہ الم تر الی الذین خرجوا من دیارہم وہم الوف حذر الموت الآیہ مین ہزارون کا زندہ کرنا بعد موت کے مذکور ہے اور موت بھی تمھارے اختیار مین نہین ہے پس زندگی کو بھیجدینا یا موت کو بھیجدینا اللہ تعالے کی قدرت مین ہے وہ جسطرح چاہے اور جب چاہے موت و زندگی بھیجے۔ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ۔ ہم نے موت تمھارے درمیان مقدر کی ف چنانچہ بعض مخلوق کو بچپن مین موت دیتے ہین اور بعض کو بوڑھا پھوس ہو جانے کے بعد موت دیتے ہین پس تمکو چاہیئے کہ اللہ تعالے کی قدرت والوہیت پر یقین لاؤ اگر کہا جاوے کہ اس مین کیا بھید تھا کہ اللہ تعالے نے مردہ کو زندہ کرنا حضرت عیسی علیہ السلام کا معجزہ رکھا جواب یہ ہے کہ جسم کا زندہ کرنا خاکی معجزہ ہے اور یہ عالم سفلی سے تجاوز نہین کرتا اور حضرت عیسی علیہ السلام کے وقت مین طبیبون کا بہت غلبہ تھا تو اُنکے عاجز کرنے کے واسطے اللہ تعالے نے عیسی علیہ السلام کو وہ معجزات دیے جس سے طبیب و حکیم لوگ عاجز تھے جیسے مادر زاد اندھے کو آنکھین دینا اور کوڑھی کو اچھا کرنا اور یہ طبقہ یعنے حضرت عیسی علیہ السلام سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک جو انسانی اُمت کا طبقہ تھا ان مین معرفت توحید کا حصہ جسم کی جانب پاک کرنے مین زیادہ تھا اور روح و عقل کا ظہور کم تھا اسیواسطے تم دیکھتے ہو کہ نصرانی اُمت والے جسمی تعلقات کی طرف منہمک ہین اور مادیات کے غلبہ سے حضرت عیسی علیہ السلام مین الوہیت کے قائل ہو گئے حالانکہ عقل روحانی کے ظہور مین یہ بات بالکل محال ہے کیونکہ عیسی علیہ السلام آدمی کی طرح پیدا ہوے اور آدمیون کی طرح کھاتے پیتے رہے قضاے حاجات کے واسطے جاتے تھے اور یہ بات غیر ممکن ہے کہ اسمین الوہیت مضمر ہو بخلاف اس اُمت محمدیہ کے کہ اس مین اللہ تعالے نے ظہور روحانی بدرجہ کمال رکھا اسیواسطے اس اُمت کے علما معارف توحید مین بدرجہ کمال پہونچے اور جسمانی معجزات کے خواہشمند نہین ہوے کیونکہ یہ سب مادیات سفلیہ ہین اور آثار علویہ کے طالب ہوے جیسے شق القمر وغیرہ اور اُنکے معارف توحید سایۂ عرش تک پہونچے لہذا اس اُمت کے صالحین اس کثرت سے ہین کہ تمام اُمتون سابقہ سے دوچند ہین اور اُنکے نزدیک نہایت بدیہی اور بہت ہی آسان یہ امر ہے کہ اللہ عز وجل اپنی قدرت سے جب چاہے پیدا فرماوے اور وہی جب چاہتا ہے موت دیتا ہے بلکہ اُسکی شان کبریائی بہت اعلی واجل ہے کہ ایسی چیزین اُسکی قدرت مین شمار کی جاوین پس ہم خوب یقین لاتے ہین جیسا فرمایا کہ ہمین خالق ہین اور ہمین موت کو مقدر فرماتے ہین۔ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ اور ہم مغلوب نہین ہین اس بات پر کہ تمھارے مثل بدل لاوین اور تمکو ایسی صورت مین پیدا کرین جسکو تم نہین جانتے ہو ف یعنے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ہم اس بات مین کچھ مغلوب و عاجز نہین بلکہ بالکل قادر ہین کہ جب چاہین تمھارے مثل پیدا کردین اور جب چاہین تمکو ایسی صورت مین پیدا کرین جسکا تمکو خیال بھی نہین ہے زجاج نے کہا کہ اگر ہم چاہین کہ تمھارے مثل کوئی مخلوق پیدا کرین تو فوراً پیدا کر سکتے ہین اور یہ نہین ہو سکتا کہ وہ ہم سے سبقت کرے اور ہم مسبوق ہو جاوین یعنے ہم اُسکے پیدا کرنے سے کسی طرح بھی نہین عاجز ہو سکتے ہین اور شیخ ابن جریرؒ نے یہ معنے لیئے کہ ہم نے تمھارے درمیان موت کو اس بنا پر مقدر فرمایا ہے کہ تمھاری موت کے بعد تمھارے مثل بدل لاوین یعنے ایک طبقہ کو موت دین اور بجاے اُسکے دوسرا پیدا کرین اور ہم مسبوق نہین ہین یعنے یہ نہین ہو سکتا کہ ہماری مشیت سے کوئی چیز سبقت کر سکے مثلاً جو وقت ہم نے ایک طبقہ کے واسطے مقرر کیا ہے یا کسی ایک جاندار کی موت کے واسطے مقرر کیا ہے وہ اسوقت سے

پہلے سبقت کرکے مرجاوے یا جس فرد کا پیدا ہونا ہم نے مقدر کیا ہے وہ سبقت کرکے اُسوقت سے پہلے پیدا ہو جاوے ہم کبھی عاجز نہیں معلوم ہوتے ہیں یعنے ہماری قدرت میں نہایت کمال کے ساتھ یہ بات داخل ہے کہ ہم جب چاہیں تمہارے مثل پیدا کریں یا تمکو بندر یا سور کے ایسی صورت میں پیدا کردین در بنادین کہ جو تمہارے خیال میں نہین ہے مثلاً نافرمانی و سرکشی کی وجہ سے یہودیوں کی ایک جماعت کثیر کو بندر سور کی صورت میں بنادیا اسیطرح نصرانیون میں سے بھی ایک جماعت کو مسخ کر دیا اور اسیطرح بعد موت کے تمہارے واسطے دوسری صورتین ہین حتے کہ قیامت میں پھر بدل لیے جاؤگے واضح ہو کہ آیت میں برزخ کی صورت بھی داخل ہے یعنے بعد موت کے قیامت تک جس صورت میں رہینگے وہ بھی اسی آیت میں شامل ہے چنانچہ سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے کہ کفار عالم برزخ مین سیاہ پرندونکی صورت مین مقام برہوت مین رہتے ہین اور برہوت یمن مین نہایت خراب وادی ہے مترجم کہتا ہے کہ اہل اسلام کے واسطے ملک شام مین ایک وادی بیان کیا گیا ہے واللہ تعالے اعلم اور شیخ سیوطیؒ نے اپنی کتاب مین جو میت و قبور کے بارہ مین لکھی اور مشہور ہے باسناد جیدیہ حکایت لکھی کہ ایک شخص حج کو جاتا تھا اُسنے اپنا زر اُمال ایک شخص کو صالح سمجھکر امانت سپرد کیا جب وہ مدت دراز کے بعد واپس آیا تو اوسنے دیکھا کہ وہ مرد صالح مرگیا اور اُسکی امانت کا کچھ نشان نہین بتلایا یعنے اُسکے وارثون نے کہا کہ ہمکو تمہاری امانت کی بابت کوئی بات نہین معلوم ہے اُس شخص نے متحیر ہوکر اپنے زمانہ کے ایک بزرگ کی خدمت مین بر سبیل تذکرہ اس واقعہ کو نقل کیا انھون نے فرمایا کہ تو مکہ معظمہ مین زمزم کے قریب فلان مقام پر فلان وقت آواز دیجیو جب وہ تجھے جواب دے تو اُس سے اپنی امانت کا حال پوچھیو اور اگر وہان تجکو جواب دینے والا نہو تو وادی برہوت مین فلان کنوین پر جاکر آواز دیجیو اُسنے ایسا ہی کیا چنانچہ مکہ معظمہ مین اُسکو جواب نہ ملا بلکہ برہوت مین جب اُسنے آواز دی تو اُسنے جواب دیا اور امانت کا حال بتلایا اُس نے پوچھا کہ اے بندۂ خدا سب سے زیادہ تعجب یہ ہے کہ مین تجکو اس مقام پر دیکھتا ہون حالانکہ تو مرد صالح تھا مترجم کو اسوقت ٹھیک یاد نہین آیا کہ اُسنے کیا جواب دیا شاید کچھ اس قسم کا عذر کیا تھا کہ باطن الیقین مین فتور تھا نعوذ باللہ من ذالک الحاصل اللہ تعالے مین الوہیت کی صفات بروجہ کمال ہین اور الوہیت خود شان حق سبحانہ تعالے ہے جو مخلوق کی وسعت عقل سے اعلی واجل ہے وہ جب چاہے اور جسطرح چاہے پیدا فرماوے پھر کافرون پر الزام متوجہ ہے کہ کیون پیدایش آخرت سے انکار کرتے ہین لہذا اللہ تعالے نے بعد ان سب دلائل کے فرمایا۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُولٰى فَلَوْلَا تَذَكَّرُوْنَ اور بے شک تم لوگ ابتدائی پیدایش کو جان چکے ہو پھر کیون نہین ہوش پکڑتے ہو یعنے اول مین اللہ تعالے نے تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو اور اُنسے حوا کو پیدا فرمایا اور وہان شان الوہیت کاملہ ظاہر ہے اور تمہارے حواس ناقص وہان عاجز ہین پھر تم کو نطفہ سے پیدا فرمایا اور تمہارے حواس یہان بھی متحیر ہین لیکن تم نے خوب طرح اسکو دیکھ لیا تو جان چکے کہ ہان یہ ضرور واقع ہوتا ہے پھر جب تم نے ان حالتون مین اللہ تعالے کی قدرت کاملہ والوہیت کو دیکھ لیا تو اب تمکو ہوش نہین آتا کہ ہر حالت مین اپنے رب عز وجل کے قبضۂ قدرت مین اپنے آپکو چھوڑو کہ زندگی و موت وغیرہ سب اسی کے قبضۂ قدرت مین ہے اور آخرت مین زندہ کرنا بھی اول پیدایش کے قیاس پر درست و صحیح ہے (**مسئلہ**) فقہا نے اس آیت سے دلیل قیاس کو حجت ٹھہرایا کیونکہ اس آیت مین کافرون پر مذمت کی گئی کہ انھون نے قیامت کی زندگی کو اپنے نفس کے وہم پر محال ٹھہرایا اور اگر اول زندگی پر عقلی قیاس کرتے تو بھی انکو ہوش حاصل ہوتا کہ جسنے اول مرتبہ بالکل عدم سے پیدا کر دیا تھا وہ دوبارہ ضرور بدرجۂ اولی پیدا کر سکتا ہے

اسی طرح اللہ تعالے نے دیگر مخلوقات مین نظائر بیان فرمائے

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا

بھلا دیکھو تو جو بوتے ہو کیا تم اُسکو کرتے ہو کھیتی یا ہم ہین کھیتی کرنے والے اگر ہم چاہین کر ڈالین اُسکو روندن

فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ۝

پھر تم سارے دن رہو باتین بناتے　ہم قرضدار رہ گئے　بلکہ ہم بے نصیب ہوئے　بھلا دیکھو تو　پانی　جو تم پیتے ہو

أَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ ۝ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۝

کیا تم نے اُتارا اُسکو　بادل سے　یا ہم ہین اُتارنے والے　اگر ہم چاہین اُسکو کر دین　کھارا　پھر کیون نہین حق مانتے

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۝ أَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا

بھلا دیکھو تو　آگ　جو　سلگاتے ہو　کیا تمنے　اُٹھایا　اُسکا درخت　یا ہم ہین اُٹھانے والے　ہم نے وہ بنائے

تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝

یاد دلانے کو　اور برتنے کو جنگل والون کے لیے　سو بول پاکی اپنے رب کے نام کی جو سب سے بڑا ہے

جب اللہ تعالے نے انسان کی پیدایش کو ابتدا مین اپنی قدرت سے ظاہر فرمایا تو اس سے ان لوگون کو قیاس کرنا چاہیئے تھا کہ اللہ تعالے ہی کی قدرت سے ہر چیز کا وجود ہوتا ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیئے تھا کہ جسنے انسان کی ذات کو پیدا فرمایا وہی اُسکی حیات کو باقی رکھیگا کیونکہ ذات کی بہ نسبت صفات بہت کمتر ہین کیونکہ ذات اصل ہے اور صفات اُسکے تابع ہین پس جسکی قدرت مین ذات ہے اُسکی قدرت مین صفات بھی اُسکے تابع ہین پس اُسکی الوہیت مین کسی مخلوق کو کچھ بھی شرکت نہین ہے اب اُسکے بعض نظایر کو بیان فرمایا بقولہ تعالے۔ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ بھلا بتلاؤ کہ جو کچھ تم تخم ریزی کرتے ہو ف یعنے زمین گوڑ کر اُسمین بیج ڈالتے ہو تا کہ اُس سے کھیتی اُگے اور زراعت پیدا ہو۔ أَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ۔ کیا اس زراعت کو تم نکالتے ہو یا ہمین پیدا کرنے والے ہین ف یعنے تم ہرگز اس زراعت کو نہین پیدا کر سکتے ہو بلکہ ہماری ہی قدرت سے تم زمین گوڑ کر بیج ڈالتے ہو پھر ہماری قدرت سے وہ زمین مین جگہ پکڑتا ہے اور وہان سے ہم اُسکو اُگاتے ہین اور جسطرح ہم چاہتے ہین ویسی ہی کھیتی پیدا ہوتی ہے اور جسطرح تم چاہتے ہو وہ تمھارے اختیار مین نہین ہے۔ لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا۔ اگر ہم چاہین تو اس زراعت کو سوکھی گھاس کر دین ف پھر تمھارے قبضہ مین یہ نہین ہے کہ تم اُسکو ہری کر لو یا اُسکو بار دانہ ہونے دو حجر المدری رحمہ اللہ تعالے جب اس آیت کو پڑھتے تو کہتے کہ اے رب ہم مین سے کسیکو طاقت نہین ہے بلکہ تو ہی ہمکو اور کھیتی وغیرہ سب کو پیدا کرتا ہے تو جسطرح چاہے پیدا کرے اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان حرث کرتا ہے یعنے زمین گوڑ کر اُسمین تخم ریزی کرتا ہے اور زراعت نہین کرتا یعنے کھیتی پیدا نہین کرتا ہے اور یہ بات کچھ اسلامی عقیدہ پر موقوف نہین ہے بلکہ کفار بھی خوب جانتے ہین کہ کھیتی پیدا کرنا فقط اللہ تعالے ہی کی قدرت مین ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے کوئی شخص یہ نہ کہا کرے کہ مین نے زراعت کی بلکہ یون کہے کہ مین نے حراثت کی اور ابو ہریرہ رضؓ نے اسی آیت سے استدلال کیا (رواہ ابن جریر والبزار والبیہقیؒ) لیکن بیہقیؒ نے کہا کہ اسکی اسناد ضعیف ہے عطاؒ تابعی نے ابو عبد الرحمن سے روایت کی کہ تم لوگ یہ نہ کہا کرو کہ ہم نے زراعت کی بلکہ یون کہو کہ ہم نے حراثت کی (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہے کہ اسکی اسناد ٹھیک ہے و لیکن یہ ابو عبد الرحمنؒ کا قول ہے اور شاید اول قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہو جسکو ضعیف راوی نے حدیث کر دیا اور اسکا حاصل یہ ہے کہ زراعت کرنے کی بول چال بہت واقع ہوتی ہے تو انسان کو خیال رکھنا چاہیئے کہ جب یہ لفظ بولے تو اُسکے ذہن مین فقط اسی قدر معنے ہون کہ مین نے فلان زمین مین تخم ریزی کی اور یہ تصور نہو کہ فلان شخص کے یہان خراب پیداوار ہوئی اور میری لیاقت سے میری کھیتی مین خوب پیداوار ہوئی کیونکہ اسمین سوائے گوڑنے اور پانی دینے وغیرہ کی مشقت کے اسکا کچھ بھی حصہ نہین ہے

بلکہ جن مقامات مین فقط بارش کے پانی سے کھیتی ہوتی ہے وہان دوبارہ سینچنے کا بھی کچھ کام نہین ہے کیا تمہین دیکھتا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا
بالیان پیدا ہونے سے پہلے ہی اُسکا خشک حطام کر دیتا۔ فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ تب تم لوگ برابر یہ باتین آپس مین کرتے رہتے ف تفکہ اصل مین بے
کہتے ہین اور استعارہ مین باہم مٹھلر باتین کرنے کو بھی تفکہ کہتے ہین جن مین کچھ تعجب اور جواب و سوال ہو پس کھیتی خشک ہوجانیکی صورت مین باہم
ٹھکر رنج و تعجب سے اسطرح گفتگو کرتے رہتے کہ۔ اِنَّا لَمُغْرَمُونَ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ہم لوگ بے فائدہ ڈانڈ مین پھنسے بلکہ ہم لوگ
بے نصیب ہین ف ابن عباس و مجاہدؒ نے کہا تفکھون یعنے تعجب کرتے و مجاہد نے کہا کھیتی جاتی رہنے پر غمناک ہوکر اسطرح گفتگو کرتے کہ ہم
لوگ بیفائدہ ڈانڈ مین پھنسے گویا اُنکو اپنی بداعمالیون مین سے کوئی بات یاد آئی تو کہنے لگے کہ اس بدکاری کی وجہ سے ہمکو یہ مصیبت پہونچی کہ بیفائدہ
ڈانڈ اُٹھانی پڑی اور بعضے کہتے کہ نہین بلکہ ہماری قسمت ہی مین نہ تھی الحاصل جب تمھارے نفس سیدھے ہوتے ہین تو اُس وقت ٹھیک باتین
کرتے ہو پھر جس وقت تم سے تمھارے رب عز و جل کی الوہیت بیان کی جاتی ہے تو کیون نفس شرارت کرتے ہین بلکہ یقین کرین کہ اللہ تعالیٰ ہی
ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہی اُسکا متولی ہے پس تمھاری پیدائش مین خالص اللہ تعالیٰ کی قدرت پہلے بیان ہوئی پھر پیدائش کے بعد
باقی رہنے مین اگر کھانے اور پانی سے زندگی سمجھتے ہو تو تمھارے کھانے یا کھیتی کا یہ حال بیان ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت مین ہے
رہا پانی تو فرمایا۔ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ۔ اب یہ بتلاؤ کہ وہ پانی جسکو تم پیتے ہو ف خواہ وہ چشمہ سے نکلا ہو یا آسمان سے برسا ہو
در حقیقت اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل فرمایا تھا۔ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُونَ۔ کیا تم نے اُسکو بادل سے اتارا ہے
یا ہمین اُسکے اُتارنے والے ہین ف اسکا صریح جواب یہی ہے کہ نہین بلکہ اللہ تعالیٰ ہی نے اُسکو نازل فرمایا ہے تو معلوم ہوا کہ پانی سے تمھاری
زندگی بھی اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے ہے اور تمھارا اختیار نہین ہے کہ تم پینے کے قابل میٹھا پانی اُتار لو۔ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا
فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ۔ اگر ہم چاہتے تو اس پانی کو بالکل کھاری کر دیتے پھر تم لوگ کیون نہین شکر کرتے ہو ف یعنے اگر ہم کھاری کر دیتے تو
تمام دنیا مین تمکو پینے کا پانی نہ ملتا اور نہ اُس پانی سے کھیتی ممکن ہوتی تو تم اپنے قیاس کے موافق بغیر دانہ پانی کے بہوت مرتے پس تمکو چاہیئے
کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو جسنے تمکو پیدا کیا اور کھانا پانی دیا لیکن شکر وہ کرسکتا ہے جو پہلے اپنے رب کو پہچانلے ورنہ وہ اپنی جہالت کے موافق
درختون و پتھرون وغیرہ کا شکر کریگا اسیواسطے ہر ایک کافر و مشرک جسنے اللہ تعالیٰ کو نہین پہچانا ہے وہ کبھی اللہ تعالیٰ کا شکر نہین کرتا ہے
اور واضح ہو کہ تحقیق مقام یہ ہے کہ شکر آلہی اول تو ذاتی ہے یعنے حق سبحانہ تعالیٰ کی شان الوہیت کو جس عظمت و کبریائی و قدس کمال کے ساتھ
ہے پہچانے اور اُسیکے واسطے الحمد للہ کہے اور دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رزق و نعمت و آسودگی دی پس فساد و شرارت نہ کرے یہ شکر افعال ہے اور یہ
شکر کبھی کافرون سے بھی ادا ہوتا ہے کیونکہ کفر کی سلطنت دنیا مین ہمیشہ سے چلی آتی ہے اور بندۂ مومن دونون طرح کا شکر ادا کرتا ہے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب آپ پانی پیتے تھے تو فرماتے کہ الحمد للہ الذی سقاناہ عذبا فراتا برحمتہ ولم یجعلہ ملحا اجاجا بذنوبنا۔ یعنے سب
شکر اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہے جسنے ہمکو یہ پانی اپنی رحمت سے شیرین خوشگوار پلایا اور ہمارے گناہون کی وجہ سے اسکو کھاری تلخ نہین کیا
(ابن ابی حاتم مرسلاً) اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُوْرُوْنَ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ۔ اب بتلاؤ کہ وہ آگ
جسکو تم رگڑ کر نکالتے ہو کیا تم نے اُسکا درخت پیدا کیا ہے یا ہمین اُسکے پیدا کرنے والے ہین ف سلیمان الجملؒ نے اپنے استاد سے نقل کیا کہ اہل مغرب
و شام مین سے بعض نے مجھے آگاہ کیا کہ ہمارے یہان ایک درخت مشہور ہے جو نرکل کے مشابہ ہوتا ہے اور جب اُسمین سے دو ٹکڑے سبز لیکر
آپسمین رگڑین تو اُس سے آگ نکلتی ہے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عرب مین دو درخت ہین ایک کو مرخ اور دوسرے کو عفار کہتے ہین اور

جب اسمین وہ شاخین سبز لیکر رگڑی جاوین تو آگ کی چنگاریاں نکلتی ہین الحاصل اس آگ کو اللہ تعالےٰ ہی نے پیدا فرمایا ہے۔ نَحۡنُ جَعَلۡنٰهَا تَذۡكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلۡمُقۡوِیۡنَ ہم نے اس آگ کو تذکرہ اور مقوین کی متاع بنا دیا ف مجاہدؒ نے کہا کہ مقوین یعنے حاضر و مسافر اس آگ کے ذریعہ سے متاع یعنے نفع اُٹھاتے ہین اور طعام وغیرہ جن چیزون مین آگ کی ضرورت ہے انکو آگ سے درست کرتے ہین اور ایک روایت مین مجاہدؒ نے کہا کہ مقوین سب لوگ ہین اور یہی عکرمہؒ نے کہا اور اس تفسیر مین مقیم و مسافر اور غنی و فقیر سب شامل ہین کیونکہ سب کو کھانے و تاپنے و روشنی وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ابن عباس و قتادہ و ضحاک نے اور ایک روایت مین مجاہدؒ نے بھی کہا کہ مقوین سے مراد مسافر ہین اور اسکو ابن جریرؒ نے پسند کیا ابن کثیرؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا لطف و احسان ہے کہ اُسنے آگ کو پتھر مین اور لوہے مین رکھدیا چنانچہ مسافر اُسکو آسانی اپنی جھولی مین ڈال لیتا ہے اور جہان ضرورت ہوتی ہے چقمق پتھر سے نکال لیتا ہے اور اُسمین کسی طرح کا اندیشہ بھی نہین ہے اگرچہ اس زمانہ مین دیا سلائی بھی نکلی تاہم اسمین دو طرح کا عیب ہے اول تو دباؤ پاکر یا گرمی پاکر جل اُٹھیگی خصوصاً ریگستان عرب کے ملکون مین جہان ہوا مین لون کی کیفیت ہوتی ہے دوم یہ کہ اگر پانی وغیرہ سے بھیگ جائے تو بیکار رہے پھر دیکھنا چاہیئے کہ قولہ تعالےٰ نحن جعلنا ہا تذکرۃ۔ اگر ضمیر اس آگ کی طرف راجع ہے جو درخت سے نکالی جاتی ہے تو معنے یہ ہین کہ ہم نے اسطرح درخت مین آگ پیدا کرنے کو تذکرہ کر دیا یعنے اس سے تذکر و ہوش حاصل ہوتا ہے کہ اسیطرح جہنم مین بھی درخت زقوم وغیرہ آگ مین پیدا کیا گیا ہے اور جہنم کی آگ بھی ہر کافر کو پہنچا کر اُسکے دل تک سرایت کر جائیگی جیسے اس درخت کی ڈالیون اور پتیون مین پھیلی ہوئی ہے اور چونکہ وہ زندگی و ہوش رکھتی ہے تو درخت کی آگ سے زیادہ اُسمین یہ دانائی ہے کہ ہر مجرم کو اُسکے اندازہ کے ساتھ جلاویگی اور اگر ضمیر مذکور محض دنیاوی آگ کی طرف راجع ہے تو معنے یہ ہین کہ ہم نے اس دنیاوی آگ کو ایسی چیز بنا دیا کہ اسکو دیکھکر سمجھدار لوگون کو ہوش ہوگا کہ جہنم کی سخت آگ سے ڈرین اور یہی تفسیر ابن عباس و مجاہد و قتادہ سے منقول ہے اور قتادہؒ نے بیان کیا کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قوم یہ تمھاری آگ جس سے تم جلاتے ہو جہنم کی آگ سے ستر جزون مین ایک جزء ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہی آگ کافی تھی آپ نے فرمایا کہ ہان اور جہنم کی آگ دو مرتبہ سمندر سے بجھائی گئی تاکہ آدمی اُس سے نفع اُٹھا سکین اور اُسکے قریب جا سکین امام احمدؒ نے اس حدیث کو سفیان عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃؓ مرفوع روایت کیا ہے اور آخر مین ہے کہ اگر وہ آگ اسطرح سمندر سے بجھائی نہ جاتی تو کسی کو اس سے نفع حاصل نہوتا اور امام مالکؒ نے اسی اسناد کے ساتھ ابو ہریرۃؓ سے یہ حدیث روایت کی اور اسمین مذکور ہے کہ پھر تم سمجھ لو کہ جہنم کی آگ اس سے اُنہتر درجہ زائد ہے (بخاری و مسلم) اور اُنہتر درجہ مین سے ہر درجہ اس آگ کے مساوی ہے (مسلم) اور حاصل تفسیر یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے دنیا مین آگ پیدا فرمائی اور درخت مین ودیعت رکھی تو اس سے تذکرہ ہے اور مقوین کے لیئے منفعت ہے پس تذکرہ اسطرح کہ اسکو دیکھکر ہوش ہوتا ہے کہ جہنم مین نہایت سخت عذاب ہے اور اللہ تعالےٰ نے وہان درخت زقوم پیدا کر دیا تو بیشک ممکن ہے اور جیسے یہ آگ اس درخت مین اندر ہی اندر ساری ہے اسیطرح وہ بھی تمام بدن مین دل تک ساری ہوگی اور یہ خاص کافرون کے لیئے ہے اور جیسے یہ درخت باوجود اس آگ کے موجود ہے اسیطرح جہنمی باوجود اس عذاب کے زندہ رہیگا اور یہ عذاب اُٹھاتا رہیگا اور اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت ظاہر کرنے کے لیئے اس آگ کو مقوین کی منفعت کر دیا ہے مقوین اگر مسافر ہین تو مسافرون کو چقمق پتھری سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور اگر سب لوگ مقیم و مسافر مراد ہین تو دنیا مین سب کو آگ کی ضرورت ظاہر ہے اور اس سے یہ بھی تنبیہ ہوئی کہ جس شخص نے اعتدال کے ساتھ نفس کو عدل و انصاف پر قائم رکھا تو ہر چیز سے اسکو نفع ہوتا ہے اور اگر بے تمیز اور شہوت پرست ہے تو جیسے آگ سے اسکو نفع نہین اسیطرح کسی چیز سے نفع نہوگا اور حدیث مین ہے کہ سب مسلمان تین چیزون مین شریک ہین آگ و گھاس و پانی (رواہ احمد) اور حدیث ابو ہریرۃؓ مین ہے کہ رسول اللہ

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزون سے منع نہ کیا جاوے پانی وگھاس وآگ (رواہ ابن ماجہ بسند جید) اور یہی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ نے روایت کیا ع۔ پس کافرون ومشرکون کو لازم ہے کہ حداعتدال پر مستقیم ہون اور اللہ تعالےٰ رب جل شانہ کی الوہیت پہچانین اور جب پہچانین تو اُسکی تسبیح وشکر کرینگے ورنہ گمراہ مسرف ہین اسیواسطے خاصکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا القولہ تعالےٰ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ پس اپنے رب کے نام عظیم سے تسبیح کر ف کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے رب تبارک وتعالےٰ کی شان الوہیت کو خوب پہچانتے تھے اور مومنین ہرطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع تھے ابن کثیرؒ نے لکھا کہ مراد یہ کہ اپنے رب عزوجل کی تسبیح کرو کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مختلف چیزین پیدا فرمائین جو آپسمین ایک دوسرے کے مخالف بلکہ ضد ہین جیسے شیرین پانی کے سمندر و دریا و نہرین وچشمہ ہین اور آگ جس سے آدمی وجانور جل جاتا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ عجب یہ کہ جس درخت مین آگ پیدا کی اُسکی حیات بھی پانی سے رکھی اور باوجود اسکے پانی سے اُسکی آگ کو ضرر نہین ہوتا ہے واضح ہو کہ ان آیات قدسی مین اسرار الوہیت اور دلائل توحید اور معارف صفات اسقدر کثرت سے ہین کہ بعد ظہور نور عقل کے بے انتہا نظر آتے ہین لیکن اگر اسوقت ہر ایک بات کو سمجھایا جاوے توشاید ہر ایک کے لیے طول طویل تقریر کے بعد بھی عوام کی سمجھ کے لائق ہویا نہو لہذا ظاہری تفسیر پر اکتفا کیا جاتا ہے ف شیخ ابن العربیؒ نے بعض اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالےٰ نحن خلقناکم فلولا تصدقون۔ اپنے وجود سے ہم نے تمکو ظاہر کیا اور تمھاری صورتون مین ظہور وحدانیت ہے پھر تعجب ہے کہ تم نہین پہچانتے ہو اقول شیخ وغیرہ ایک جماعت کے نزدیک وجود فقط اللہ تعالےٰ ہی کے لیے ثابت ہے اور باقی چیزون مین خود کوئی وجود نہین ہے بلکہ اللہ تعالےٰ کے وجود سے انکا وجود ہے اور بعضے لوگون کا یہ گمان ہے کہ شیخ ابن العربیؒ کہتے ہین کہ سب چیزین وحدۃ الوجود سے عین خدا ہین نعوذ باللہ من ذلک یہ فساد فقط عوام نے پھیلایا ہے جو ظاہر مین پڑھے لکھے ہوتے ہین اور اپنے نفس مغرور کی سرکشی مین سمجھتے ہین کہ ہم بڑے عالم ہین اور ہم سب باتین جانتے ہین خصوصًا ہم ارسطو اور فلاطون وغیرہ کے فلسفہ کو حل کرتے ہین تو بھلا دوسری کتابون کا سمجھنا ہمپر کیا مشکل ہے پس ان جاہلون نے غرور نفس مین پڑکر ائمہ علما اور کبار مشائخ کے اقوال کو دیکھکر اپنے زعم مین جو چاہا اسکے معنے نکالکر عامیون کو سمجھانے اور کفر کی باتین بیان کرکے پریشان فتنہ پھیلایا جیسے بہت سے جاہلون نے ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالےٰ کی نسبت کہا کہ وہ کہتا ہے کہ خدائے تعالےٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہے جیسے آدمی تخت پر بیٹھتا ہے اسیطرح خدائے تعالےٰ کا جسم ہے۔ ف۔ یہ دروغ بہتان باندھکر عوام مین فتنہ پھیلادیا اور شیخ ابن تیمیہ نے ہرگز نہین کہا کہ خدائے تعالےٰ کا جسم ہے یہ محض افترا وبہتان ہے اور شیخؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے الرحمٰن علی العرش استوی۔ فرمایا پس ہم اسپر ایمان لاتے ہین جیسے صحابہ وتابعین واتباع رضی اللہ عنہم سب نے یہی کہا ہے پھر اگر وہم ہو کہ ہمارے تصور مین آتا ہے کہ یہ تو جیسے آدمی تخت پر بیٹھتا ہے تو شیخؒ نے کہا کہ تو اپنے تصور کو چولھے مین جھونک دے اور جناب باری تعالےٰ نے فرمایا کہ لیس کمثلہ شئ اللہ تعالےٰ کی مشابہت بھی کسی چیز مین نہین ہے پس یہ تیرا تصور محض باطل ہے اب ہم دیکھتے ہین کہ اس معند شخص نے شیخ ابن تیمیہ کا جو کچھ قول بیان کیا تھا وہ بالکل غلط وبہتان وبرعکس تھا اور جو کچھ شیخؒ کا قول معلوم ہوا وہ بالکل صاف وصحیح وتوحید وتقدیس ہے اسیطرح بعض جاہل عوام نے کہا کہ شیخ ابن العربیؒ نے بھی ہر چیز کو وحدت وجود مین خدا کہا ہے یہ محض افترا ہے بلکہ شیخؒ کا مطلب یہ ہے کہ وجود درحقیقت حق سبحانہ تعالےٰ کے واسطے ہے اور باقی چیزون کا وجود نہین ہے بلکہ حق سبحانہ تعالےٰ کے مظاہر ہین کہ ان سے وجود باری تعالےٰ ظاہر ہوتا ہے اور شیخ رحمہ اللہ تعالےٰ نے صریح بیان کیا کہ ممکن کسی حالت مین واجب نہین ہوسکتا اور عارف جو واصل ہوتا ہے وہ اپنی امکانی حقیقت پر باقی رہتا ہے چنانچہ مولوی بحر العلوم رحمہ اللہ تعالےٰ نے شرح مثنوی مین شیخ کا یہ قول صحیح نقل کیا ہے پس عوام نے افترا باندھکر شیخؒ کی تکفیر کی تھی وہ محض باطل ہے اب رہا یہ امر جو شیخؒ نے دربارۂ وجود کے بیان کیا اسمین کوئی وجہ تکفیر کی نہین ہے بلکہ یہی عادۂ مشائخ

Marfat.com

حاصل یہ ہے کہ ہماری غرض یہ ہے کہ تم ان اشارات کو تسلیم کرو کیونکہ ظاہر شریعت مین اس سے کوئی بحث نہین کیگئی ہی و لیکن تکفیر کرنا خوفناک گناہ عظیم ہے نعوذ باللہ من ذلک ایک مدت تک مجھے بھی موافق تقریر عوام کے شیخ کی نسبت یہ شبہہ رہا اور بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ محض افترا ہے اعاذنا اللہ عزوجل قولہ ائتم تخلقونہ الآیہ یعنے تمہارے امکان مین نہین ہے کہ تم اسکو صورت انسانیہ پہناؤ بلکہ اللہ تعالے ہی اپنی قدرت سے پیدا فرماتا ہی قولہ ائتم تزرعونہ الآیہ یعنے تم مین یہ طاقت نہین کہ تم کھیتی کی صورت نوعیہ اُسپر نازل کرو بلکہ اللہ تعالے ہی اپنی قدرت سے پیدا کرتا ہے اگر کہا جاوے کہ کیا انسانی پیدائش مین فقط انسانی صورت کا نازل کرنا اللہ تعالے کی قدرت سے ہوتا ہے جواب یہ کہ ہر حالت مین جو صورت اُس مادہ پر نازل ہوئی ہے وہ اللہ تعالے ہی کی قدرت سے نازل ہوتی ہے پس یہ مراد نہین ہے کہ منی سے خون کی صورت ہونا پھر پھٹکی کی صورت پھر لوتھڑے کی صورت پیدا ہونے مین کچھ انسانی مداخلت ہی نہین بلکہ ابتدا سے انتہا تک جو صورتین طاری ہوتی ہین سب اللہ تعالے ہی کی قدرت سے پیدا ہوتی ہین یہانتک کہ آخر مین انسانی صورت نازل فرماتا ہے قولہ انزلتموہ من المزن الخ یعنے پینے کا پانی جسکو باران رحمت کہتے ہو اللہ تعالے ہی اپنی قدرت سے نازل فرماتا ہے شیخ نے یہان اشارہ مین لکھا کہ نفس کے واسطے عقل ہیولانی سے ہر طرح کے فنون کا پانی نازل ہوتا ہے اور یہ ہر ایک نفس کی استعداد کے موافق ہی یعنے مثلاً بعض آدمیون مین صنعت و حرفت سیکھنے کی استعداد زیادہ ہوتی ہے تو اُنکی استعداد کے موافق عقل ہیولانی سے اسی قسم کا پانی نازل ہوتا ہے اور بعض لوگون مین طبابت و فلسفہ کی استعداد ہوتی ہے تو اُنکے واسطے یہی پانی نازل ہوتا ہے بالجملہ عقل ہیولانی مین حواس ذہنیہ کے موافق فنون کی قوت ہے اور وہ ہر نفس پر اُسکی استعداد کے موافق نازل ہوتی ہے اگر کہا جاوے کہ تم نے فلسفہ کو حواس کے متعلق قرار دیا حالانکہ جو لوگ فلسفہ مین مستغرق ہین وہ اسکو عقلی فن کہتے ہین اور معقولات اُسکا نام رکھتے ہین جواب یہ ہے کہ وہ لوگ اسی عقل ہیولانی کے سوائے عقل روحانی سے واقف نہین ہین پس اسی عقل ہیولانی کو عقل کامل کہکر اس سے جو فیض پہونچتا ہے اُسکو معقولات کہتے ہین اور یہ فقط اپنی اپنی اصطلاح ہی اور امر تحقیق کو عنقریب ہم بیان کر چکے ہین اب ہم اُسکا اعادہ نہین کرینگے اور واضح ہو کہ اسی عقل ہیولانی کے معارف کو جب آسمان و زمین کی چیزون مین فکر صحیح و نظر عبرت سے صرف کیا جاوے تو آیندہ معارف عقلی کی راہ ظاہر ہوتی ہے اگر کہا جاوے کہ پھر اسکو اجاج یعنے کھاری پانی کرنے سے کیا مطلب ہے جواب یہ کہ اس سے یہ مطلب ہے کہ جب کسیکو ہدایت نہین عطا ہوتی ہے تو ایسے کافر لوگ اپنی عقل ہیولانی کے فنون کو دنیاوی زندگی کو زینت دینے مین اور معاش کی تدبیرون مین صرف کرتے ہین قولہ النار التی تورون الآیہ اسمین اشارہ یہ ہے کہ فکر کی چقماق سے جو مقدس جوش حاصل ہوتا ہے جس سے محبت کی تعبیر ہوتی ہے اُسکا درخت یعنے قوت فکریہ اللہ تعالے ہی نے پیدا فرمایا ہے اور اسی سے عہد ازل و عالم قدس کی یاد پیدا ہوتی ہے اور جن لوگون کو سلوک آخرت مین علم و عمل حاصل نہین ہے وہ اسی آتش محبت سے ترقی کرتے ہین واللہ تعالے اعلم

فَلَآ اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ ۙ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عَظِيۡمٌ ۙ اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ كَرِيۡمٌ ۙ فِىۡ كِتٰبٍ

سو مین قسم کھاتا ہون تارے ڈوبنے کی اور یہ قسم ہے اگر سمجھو تو بڑی قسم بیشک یہ قرآن ہے عزت والا لکھا چھپی

مَّكۡنُوۡنٍ ۙ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ؕ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۙ اَفَبِهٰذَا الۡحَدِيۡثِ اَنۡتُمۡ

کتاب مین اُسکو وہی چھوتے ہین جو پاک بنے ہین اُتارا ہے جہان کے صاحب سے اب کیا اس بات مین تم

مُّدۡهِنُوۡنَ ۙ وَتَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ ۙ

سستی کرتے ہو اور اپنا حصہ یہی لیتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو

فلا اُقۡسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوۡمِ نہین مین قسم کھاتا ہون مواقع النجوم کی ف شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ جویبرؒ نے ضحاک سے روایت کی کہ

یہ قسم نہین ہے کیونکہ اللہ تعالے اپنی مخلوق مین سے کسی چیز کی قسم نہین کھاتا ہے ولیکن یہ کلام شروع کرنے کے واسطے ہے ... یہ قول ضعیف ہے مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک اس قول کے معنے یہ ہین کہ ہماری اصطلاح مین قسم یہ ہے کہ قسم کھانے والا ... اپنی قسم پر گواہ لاتا ہے تاکہ دوسرے کو یقین ہو کہ وہ ایسی بزرگ چیز کا واسطہ درمیان مین جھوٹ نہین کریگا پس قسم کے یہ معنے جناب باری تعالے مین صادق نہین ہو سکتے ہین کیونکہ اللہ تعالے سب کا خالق ومعبود ہے اور سب چیزین اُسکی مخلوق ومملوک ہین پس معلوم ہوا کہ قسم کے حقیقی معنے جو ہماری اصطلاح مین مراد ہوتے ہین وہ یہان مراد نہین ہین آب یہ سوال ہے کہ پھر اس قسم سے کیا مراد ہے تو ضحاک نے کہا کہ یہ بطور افتتاح کلام کے ہے اور بعض علماء نے جواب دیا کہ ہر ایک قسم جو قرآن مین مذکور ہے جیسے قولہ والقرآن العظیم یا والقرآن الحکیم یا والشمس یا واللیل وغیرہ بکثرت آیات ہین تو ان سب مین قسم کا مرجع اللہ تعالے کی صفت وذات ہے کیونکہ ہر ایک چیز اُسکی صنعت سے موجود ہے اور بعض علماء نے کہا کہ ہمکو یہ جرأت نہین ہے کہ جناب باری تعالے مین شریعت قائم کرین اور کوئی وجہ نہین ہے کہ ہم اسکو قسم نہ ٹھہراوین بلکہ اللہ تعالے کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوق مین سے جسکی چاہے قسم کھاوے لیکن ہم یہ جانتے ہین کہ اس قسم کی بزرگی ہمارے حق مین بہت زیادہ ہے اور اللہ تعالے قادر مختار ہے جو چاہے کرے پس حاصل یہ ہوا کہ جمہور علماے مفسرین کے نزدیک یہ قسم ہے کیونکہ آیندہ خود فرمایا۔ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ۔ یعنے یہ قسم بزرگ ہے اگر تم جانتے ہو ف یعنے مواقع النجوم کی قسم بہت بزرگ قسم ہے اگر تم اسکی بزرگی جانتے تو فوراً سر جھکاتے اگر کہا جاوے کہ کس بات پر قسم کھائی جواب یہ کہ وہ آگے مذکور ہے یعنے قولہ۔ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ یہ بیشک قرآن بزرگ ہے پوشیدہ کتاب مین ہے اسکو نہین چھوتے سوائے ایسے بندون کے جو خوب پاکیزہ کیے گئے ہین یہ رب العلمین کی طرف سے تنزیل ہے ف اس بیان سے ظاہر ہوا کہ قولہ وانہ لقسم لو تعلمون آلخ درمیان مین جملہ معترضہ ہے جو اول لفظ قسم اور جسپر قسم ہے دونون کے درمیان واقع ہوا اور معنے یہ کہ نہین مین مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہون حالانکہ اگر تم جانتے تو یہ بہت بزرگ قسم ہے کہ یہ قرآن کریم ہے اور حاصل یہ کہ قسم اور جسپر قسم ہے وہ اسی قدر ہے فلا اقسم بمواقع النجوم انہ لقرآن کریم آلخ یعنے نہین مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہون کہ یہ قرآن کریم ہے آلخ اگر کہا جاوے کہ (نہین) اس قسم پر کیا معنے دیتا ہے اسکا جواب دو طرح سے دیا گیا بعض مفسرینؒ نے کہا کہ کلمہ (لا) جسکا ترجمہ (نہین) ہے یہ زائدہ ہے تو معنے یہ ہین کہ مین مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہون کہ یہ قرآن کریم ہے اور شیخ ابن جریرؒ نے اس قول کو حضرت سعید بن جبیرؒ سے روایت کیا اور دیگر علماء نے کہا کہ نہین یہ لا زائدہ نہین ہے بلکہ جب نفی کر کے قسم کھانی منظور ہوتی ہے تو عرب اسکو قسم کے اول مین لایا کرتے ہین جیسے عورتون سے بیعت لینے مین بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی عورت کا ہاتھ نہین چھوا حالانکہ بعد آپکے کچھ لوگون نے اسمین تردد کیا تھا کہ جب ہاتھ پر بیعت کرنا معروف طریقہ ہے تو شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر عورتون نے بھی ہاتھ رکھا ہو آخر اسکو ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو ام المومنین نے فرمایا کہ لا واللہ ما مست ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ید امرأۃ قط۔ یعنے نہین واللہ نہین چھوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ کما فی الصحیح۔ اسیطرح یہان بھی آیت مین یہی صورت ہے یعنے نہین ہے یہ بات جو تم گمان کرتے ہو کہ قرآن کوئی جادو ہے یا شیاطین گوئی ہے یہ نہین ہے بلکہ قسم کھاتا ہون مواقع النجوم کی کہ یہ قرآن کریم ہے اور شیخ ابن جریرؒ نے ذکر کیا کہ قولہ فلا اقسم اسکی تقدیر یہ ہے۔ فلا کذلک یعنے فلیس الامر کذلک اقسم بمواقع النجوم یعنے (فلا) سے کافرون کا قول نیست فرمایا یعنے ایسا نہین ہے جیسا تم کہتے ہو پھر قسم شروع کی بقولہ اقسم بمواقع النجوم (ابن کثیر) بعض نحویون نے اسپر اعتراض کیا کہ اس صورت مین (لا) کا اسم وخبر دونون محذوف ہونا لازم آتا ہے حالانکہ ہم نے جو قاعدہ مقرر کیا ہے اُسکے موافق دونون کا حذف جائز نہین ہے تو یہ قول

یعنی ضعف معلوم ہوتا ہے جواب میں شیخ ابو حیان اندلسی امام نحوی نے فرمایا کہ اسکو ضعیف کہنے والا خود ضعیف ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن عباس
حبر القرآن کے شاگرد سعید بن جبیرؒ سے یہ قول ثابت ہوا ہے مترجم کہتا ہے کہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ اس نحوی نے اپنے بنائے ہوے قاعدے پر
اعتماد کر کے اسکو ضعیف ٹھہرایا تھا تو امام ابو حیان نے جواب دیا کہ یہ قاعدے تو ہم لوگون نے فصحاء عرب کی بول چال سے تتبع کر کے نکالے ہین
اور جب افصح الفصحا حضرت ابن عباس یا انکے شاگردون سے یہان ثابت ہوا تو ہم پر لازم ہے کہ اپنے قاعدے کو درست کرین اور یہ جائز
نہین ہے کہ اپنے قاعدے کی وجہ سے اصل زبان کو بگاڑین پس اسکو ضعیف کہنا جہالت ہے اور حاصل یہان یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ نے
لوگون کو اول آگاہ کیا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت سے جب تم کچھ نہ تھے تو تمکو موجود فرمایا اور اپنی صنعت و حکمت کے عجائبات تم کو بہت
دکھلائے از انجملہ ایک درخت پیدا کیا جسکی ہری شاخون سے آگ نکلتی ہے پھر تمکو قرآن مجید سے تمہارے انجام کی خبر دی اسطرح کہ اول
قرآن کو بے مثل معجزہ بھیجا تاکہ تم یہ یقین کرو کہ یہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور اسمین یہ نازل فرمایا کہ اگر دنیا مین اللہ تعالےٰ کی توحید کرو تو بعد موت
کے پھر جب پیدا کیے جاؤ گے تو جنت و اسکی نعمتون مین ہمیشہ عیش کرو گے اور اگر توحید سے انکار کرو گے تو بھی قیامت مین پیدا کیے جاؤ گے
اور جہنم کے عذاب مین وہان کے درخت زقوم سے جلتا بلتا کھاؤ گے اور حمیم پیو گے جب کافرون نے ان دلائل واضحہ کو دیکھا تو اس مین کچھ
شک نہ رہا کہ اللہ تعالےٰ کی قدرت مین بہت آسان ہے وہ جب چاہے پیدا کرے لیکن شیطان نے انکو یہ وسوسہ دلایا کہ شاید قرآن کسی
جن وغیرہ نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیا ہو یا کاہنون کی طرح یہ بھی پیشین گوئی ہو پس اللہ تعالےٰ نے اسکو رد فرمایا۔ فلا۔ یعنے ہرگز ایسا نہین
ہے جیسا تم گمان کرتے ہو کیونکہ اعجاز کسی جن وانس کی قدرت مین نہین ہے اور معارف توحید ایسے ناپاک لوگون کے ہاتھ نہین آتے ہین بلکہ فرمایا
اقسم بمواقع النجوم آخر یعنے مین مواقع النجوم کی قسم کھاتا ہون کہ یہ قرآن کریم ہے جو کتاب مکنون یعنے لوح محفوظ مین تھا۔ ھ۔ اب بیان کرنا
چاہیئے کہ مواقع النجوم سے کیا مراد ہے سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نجوم القرآن مراد ہے کیونکہ دنیا مین قرآن کا
نزول نجماً نجماً ہوا جیسے تارے اُترتے ہین اگرچہ وہ آسمان دنیا پر ایکبارگی لوح محفوظ سے شب قدر مین اتارا گیا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ
نے یہی آیت تلاوت کی اور ضحاکؒ نے ابن عباس سے اسطرح روایت کیا کہ قرآن مجید لوح محفوظ سے ایکبارگی ملائکہ کرام کاتبین کے پاس
آسمان دنیا پر نازل کیا گیا اور ان ملائکہ کرام نے بیس (۲۰) رات مین اسکو جبرئیل علیہ السلام کو نجم نجم دیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے بیس برس مین
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر بحکم الٰہی نجماً نجماً نازل کیا اور یہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا فلا اقسم بمواقع النجوم یعنے نجوم القرآن یہی قول عکرمہ و مجاہد و سدی
و ابو حزرہؒ نے بیان کیا ہے اور بعض مفسرین نے مواقع النجوم سے ظاہری معنے یعنے ستارون کے مواقع مراد لیے ہین بلکہ مجاہدؒ سے بھی ایک روایت
مین آیا کہ مواقع النجوم آسمان مین ہر ستارے کے واسطے اسکے طلوع و غروب کے مواقع ہین اور یہی قول حسن و قتادہؒ سے منقول ہے اور اسیکو
شیخ ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور قتادہؒ نے یہ بھی کہا کہ نجوم کے مواقع وہ ہین جو انکی منزلین ہین۔ ابن کثیر۔ مترجم کہتا ہے کہ درحقیقت دونون
تفسیرون مین کچھ اختلاف نہین ہے بلکہ دونون کی جہت علحدہ علحدہ ہے چنانچہ آیندہ اسکی توضیح انشاء اللہ تعالےٰ بیان ہوگی۔ و اکثر مفسرین
نے مواقع النجوم سے یہی معنے مراد لیے کہ جہان جہان نجوم کے طلوع و غروب کے مقام ہین زمخشریؒ نے کہا کہ آخر رات مین جب ستارے
جانب مغرب جاکر گرتے نظر آتے ہین تو شاید اسوقت جناب باری تعالےٰ سے عظیم اسرار قدرت پیدا ہوتے ہین اور اسوقت ملائکہ کے واسطے
خاص عبادات ہین اور تم دیکھتے ہو کہ اسیوقت بندگان صالحین تہجد مین تضرع و زاری کرتے ہین اور اسوقت رحمت و رضوان کا نزول
زیادہ ہوتا ہے اسیواسطے فرمایا وانہ لقسم لو تعلمون عظیم یعنے مواقع النجوم کی قسم کو عظیم فرمایا لیکن اکثر لوگ اسکی عظمت کو پہچانتے نہین ہین اور ہمارے

Marfat.com

واسطے اسمین دلیل وجود ہے کہ مواقع النجوم کو غفلت کی نگاہ سے نہین دیکھنا چاہیئے بلکہ اسمین اللہ تعالیٰ کی قدرت [illegible]
وصف بیان کیا جاوے تو ہماری سمجھ سے باہر ہے مترجم کہتا ہے کہ مواقع النجوم باعتبار افعال آلہی کے یہی ستارے دیکھنا [illegible]
آلہی کے کلام آلہی کے منازل ہین اسیواسطے مجاہدؒ سے دونون تفسیرین آئی ہین شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ حسن بصریؒ سے یہی [illegible]
مواقع النجوم سے قیامت کے دن ستارون کا ٹوٹنا وبکھرنا مراد ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ بھی ظہور شان عظیم ہوگا پس وہ بھی اس کلام میں [illegible]
واللہ تعالیٰ اعلم اور ضحاکؒ نے کہا کہ مواقع النجوم وہ انواء ہین جنکی نسبت زمانۂ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ بارش فلان نوء
ہوئی اقول جیسے یہان کے جاہل کفار نچھت بولتے ہین لیکن کیا اس صورت مین نچھت و نوء ٹھیک ہین کیونکہ اسی کی قسم واقع ہوئی [illegible]
تو ماوردیؒ نے جواب دیا کہ ضحاکؒ کے نزدیک اس صورت مین (لا) اسی قسم سے متعلق ہے یعنے مین قسم نہین کھاتا نوء و نچھت کی جسکو تم لوگ
اپنی جہالت سے نکالتے ہو مترجم کہتا ہے کہ نوء سے جب یہ مراد ہو کہ ستارے اپنے اپنے برج مین جاوین تو یہ بات درحقیقت واقع ہے جیسے
آفتاب صبح کو یہان طلوع کرتا ہے اور شام کو غروب ہوجاتا ہے تو یہ بات حقیقت مین واقع ہوتی ہے اور اسمین کچھ باطل نہین جسکا اعتقاد کرنا
شرک ہو لیکن اس واقعہ سے مشرکین نے جو احکام متعلق کیے ہین وہ البتہ اوہام وخیال ہین مثلاً فلان نچھت سے یہ ہوتا ہے اور فلان سے
بارش متعلق ہے پس ایسے احکام جو غیب کے احکام ہین اپنے تجربہ وغیرہ کے بہانے سے مشرکون نے بنائے اور جہالت نے نچھت وغیرہ کے متعلق
ستارون کی بان دان شروع کی تاکہ وہ اپنے مواقع مین آوین اور مینہ پانی برساوین پس یہ شرک باطل ہے اور عنقریب اسکے متعلق کچھ کلام آوے گا
قولہ وانہ لقسم لو تعلمون عظیم۔ حالانکہ یہ قسم اگر تم جانتے تو بہت بزرگ ہے یعنے اگر تم اسکی بزرگی پہچانتے تو جسکی قسم ہے اسکی تعظیم کرتے یعنے انہ لقرآن کریم۔
یہ کتاب قرآن معظم ہے امام قشیریؒ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اپنی مخلوقات مین سے جس چیز کی قسم چاہے معقود فرماوے اور وہ کلام قدیم
ہے پس جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ازل مین کلام فرمایا وہ ابدتک ہمیشہ قائم ہے اسمین کچھ تغیر و تبدل محال ہے ہان ہم لوگون پر شرعی عبودیت لازم ہے
کہ ہم سوائے نام پاک اللہ تعالیٰ و اسکی صفات قدیمہ کے کسی چیز کی قسم نہین کھا سکتے مترجم کہتا ہے کہ مین نے حقیقی نکتہ کی جانب اول مین اشارہ
کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قسم سے اصل مقصود یہ ہے کہ آدمی باز رہے اور اسنے باز رہنے پر مضبوطی یہ بیان کی کہ جو سب سے بزرگ ہے اسکی قسم درمیان
مین لایا اور یہ سوائے اللہ تعالیٰ و اسکی صفات قدیمہ کے مومن کے لیے کچھ نہین ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و صفات قدسی اصل موجود
ہین اور باقی چیزین جو مخلوقات کہلاتی ہین انکا وجود کچھ نہین ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے وجود کے کہ اسی وجود پاک سے ہر چیز کا وجود ہے اور
وہی حقیقت مین الحی القیوم ہے تو اللہ تعالیٰ کی قسم جب ازلی کلام قدیم ہے تو اسکا مرجع قدیم صفت قدس ہے اور مواقع النجوم کا وجود جو حقیقت
مین سایہ وجود حق ہے صفت ایجاد اور ظہور آثار عظمت کبریائی ہے کیونکہ حادث کا اسوقت وجود نہ تھا تو قسم حق عزوجل راجع بجانب حق عزوجل
ہے یہ تو تقریر معارف توحید سے دقیق ہے اور ظاہر شریعت کا جواب مختصر یہ ہے کہ ہم لوگون پر سوائے حق تعالیٰ و صفات قدس کے قسم کھانا منع ہے
اور جواز یا منع ہمارے اوپر بندگی کی شریعت ہے اور اللہ تعالیٰ جل شانہ پر ایسی شرع غیر ممکن ہے تو اللہ تعالیٰ کی جناب مین یہ بھی حکم نہین ہے پس
اسکو اختیار ہے کہ چاہے جسطرح قسم یاد فرماوے اور یہ ظاہر فرمایا کہ کفار و مشرکین اگر اس قسم کی عظمت سمجھتے تو جانتے کہ یہ بزرگ قسم ہے تو جس چیز کے
لیے قسم کھائی وہ خود نہایت بزرگ ہے یعنے انہ لقرآن کریم۔ یہ قرآن کریم ہے فی کتاب مکنون کتاب معظم محفوظ موقر مین ہے اقول یہ تفسیر ابن کثیرؒ کی عبارت
ہے اور اس سے ظاہر مین یہ شبہہ ہوتا ہے کہ مکنون کی تفسیر معظم موقر بیان کی لیکن میرے نزدیک یہ تفسیر ملحوظ نہین بلکہ کتاب کی حالت بیان فرمائی
کہ وہ لوح محفوظ کتاب معظم موقر یعنے مستحق توقیر ہے کیونکہ مکنون کی تفسیر یہ کہ مستور و مخفی و مصئون ہے یعنے کتاب لوح محفوظ تمام افراد بشر کی نظر [illegible]

کی نظر سے مخفی و محفوظ ہے کسیکو یہ طاقت نہین کہ اس نور صفت پر نظر کر سکے جیسے دیگر صفات باری تعالےٰ ہین اور وہان کچھ تغیر و تبدل کو بھی دخل نہین ہے کیونکہ لوح محفوظ در حقیقت ظہور صفت آلٰہیہ ہے اور یہ تصور کرنا چاہیئے کہ وہ کاغذ کے اوراق کی مجلد کتاب روشنائی وغیرہ سے لکھی ہے اسواسطے کہ وہ کلام قدیم ہے (مسئلہ) بعض لوگون نے بعضے مشائخ اولیا کی کرامات مین بیان کیا کہ شیخ نے فلان شخص سے فرمایا کہ مین تجھے مرید نہین کر سکتا جب تک لوح محفوظ نہ دیکھون پھر دوسرے روز فرمایا کہ مین نے لوح محفوظ مین تجکو شقی دیکھا ہے پس مرید نہین کرونگا وہ شخص بہت گریۂ وزاری سے عاجزی کرنے لگا یہانتک کہ شیخ کو جوش آیا اور یکایک اس حجرۂ تاریک مین نور کی لوح محفوظ آگئی اور سواے شیخ کے سب بیہوش ہوگئے اور شیخ نے اپنے ہاتھ سے اسکا شقی ہونا مٹادیا اور بجائے اسکے سعید جنتی لکھدیا اسیطرح دوسرے شخص نے حکایت لکھی کہ فلان شیخ نے مرید سے فرمایا کہ تیرے واسطے اولاد کی دعا نہین کر سکتا ہون کیونکہ مین نے لوح محفوظ مین دیکھا تو تیرے واسطے فرزند مقدر نہین ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور سے میری التجا اسی صورت مین ہے کہ میرے لئے مقدر نہو کیونکہ اگر مقدر ہوتا تو پھر مجھے التجا کی کیا ضرورت تھی شیخ کو جذب ہوا اور لوح محفوظ منگواکر اسمین اسکے لیئے فرزند لکھدیا سوال یہ ہے کہ اگر یہ حکایات صحیح ہون تو کتاب مکنون نہوئی اور محفوظ بھی نہوئی پھر لوح محفوظ کے کیا معنے ہین (جواب) ہر ایک بات کے واسطے پہلے یہ ضرور ہے کہ جو کچھ لکھنے والے نے لکھا ہے وہ اسکے لکھنے کے موافق فلان بزرگ سے ثبوت ہو اور ثبوت کا طریقہ یہ ہے کہ درمیان مین ثقہ اولیا راوی ہون اور یہان ایسے راوی موجود نہین ہین اور فلان بزرگ چونکہ ہمارے اعتقاد مین اولیاء اللہ مین سے ہین تو کیونکر وہ خلاف نص آیت کے یہ دعوے کرتے اور جس شخص کو لوح محفوظ کا علم ہو وہ غیب پر واقف ہوجاوے ۔ وقد قال تعالےٰ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر الآیہ ۔ یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ کافرون سے کہدے کہ اگر مین علم غیب جانتا تو بھلائی بہت سمیٹ لیتا اور برائی مجھے چھونجاتی ۔ ھ پس جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے یہ نہین تھا کہ لوح محفوظ منگواکر لیا کرتے تو کیونکر یہ قصہ صحیح ہو سکتا ہے علاوہ اسکے قصہ بنانے والے جاہل نے لوح محفوظ ایک تختی قرار دی حالانکہ علماے صالحین بالاجماع عقائد مین متفق ہین کہ وہ ظہور صفت باری تعالےٰ ہے اور وہ لوح قلم کی تحریر تمہارے قیاس کے موافق نہین ہے پس اُسنے یہ خود جہالت کا جھوٹ باندھا علاوہ اسکے سب اہل ایمان بالاجماع متفق ہین کہ لوح محفوظ مین تقدیر حق ہے جسمین تغیر و تبدل غیر ممکن ہے کیونکہ وہ علم الٰہی ہے جسکے خلاف ہونا محال ہے تو قصہ کہنے والے نے اپنے نزدیک جو فضیلت گڑھی وہ خلاف عقیدہ ایمان توحید کے بنائی ہے واللہ سبحانہ تعالےٰ ہو العلیم الحکیم ۔ اور سب اولیاے آلٰہی متفق ہین کہ تقدیر مین کسیکو کچھ اختیار نہین ہے اگرچہ کمال قرب ہو اور حضرت امام حسین علیہ السلام حسب تقدیر میدان کربلا مین مع اہل وعیال تشریف لے گئے پس اہل ایمان کو لازم ہے کہ اولیا کے فضائل کو یقین کرین اور اس سے بڑھکر کیا فضیلت ہوگی کہ وہ ولی ہے لیکن ایسے جھوٹے قصہ گڑھنے والون کی بات خلاف اعتقاد صحابہ و تابعین و اتباع رضی اللہ عنہم وخلاف قرآن وحدیث و ائمہ مجتہدین کے ہرگز نہ سُنین ورنہ انکا عقیدہ بگڑکر کافرون سے مل جاویگا نعوذ باللہ من ذلک اب یہان ایک بھید بیان کیا جاتا ہے جاننا چاہیئے کہ شیطان نے پانی پر اپنا عرش یعنے تخت رکھا ہے وہان سے گروہا گروہ شیاطین و متمردین کو بھیجتا ہے اور یہ صحیح حدیث مین مذکور ہے اور خلاصہ یہ کہ اُسنے فرعون کی طرح اپنے یہان لوح وقلم وغیرہ بنائے ہین یہان سے غور کرنے کے بعد ظاہر ہوتا ہے کہ جس جاہل مفسد نے یہ قصہ بنایا تھا وہ کسی ولی بزرگ کی طرف نسبت کرنے مین جھوٹا ہے لیکن درحقیقت وہ شیطان کا عامل ہے تو وہ شیطان کی لوح محفوظ منگواکر مین یہ معاملہ کرتا ہے یا اسکے مانند کسی شیطانی عامل نے ایسا کیا ہوگا اور یہ بہت سخت فتنہ ہے اور خصوص اس زمانہ مین دجال تک فتنہ کا زمانہ سخت ہے اللہ تعالےٰ اہل ایمان کو ایسے سخت فتنہ و بے ایمانی سے محفوظ رکھے اور ہم اللہ تعالےٰ سے دوام ایمان صحیح و عافیت و سلامتی

Marfat.com

وخیر دنیا و آخرت چاہتے ہین وحبنا اللہ ونعم الوکیل پھر اللہ تعالے نے کتاب کا ایک صفت بیان فرمایا لقولہ تعالے لا یمسہ الا المطہرون [illegible]
نہ چھوین اسکو مگر خوب طہارت والے لوگ ف یہان دو تاویل ہین ایک یہ کہ کتاب مکنون کی صفت ہے دوم یہ کہ قرآن کریم کی صفت ہے اگر
کتاب مکنون کی صفت ہو تو وہ کتاب جو آسمان دنیا پر موجود ہے اور مطہرون فرشتے ہین اور اگر قرآن کریم کی صفت ہے تو مصحف مجید مراد ہے
اور مطہرون جو طہارت غسل اور طہارت وضو سے آراستہ ہون لیکن جس وقت یہ حکم نازل ہوا تھا اسوقت پورا قرآن مجید کسی مصحف مین نہین لکھا تھا
لہذا البعض نے کہا کہ مصحف لکھا ہوا مراد نہین ہے بلکہ نفس قرآن مجید مراد ہے اور اسکا چھونا یہ کہ اسکے معنے کو پا جاوے یعنے اس کتاب پاک وحی قرآن سے
معارف توحید و احکام وہ لوگ پاتے ہین جو شرک و کفر کی نجاست سے پاک ہون بلکہ بدکاری کی نجاست بھی نہو امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ [illegible]
نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لا یمسہ یعنے نہ چھوے اس کتاب کو ابن عباس نے کہا کہ اس سے وہ کتاب مراد ہے جو آسمان مین ہے
اور عوفی نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ الا المطہرون اس سے ملائکہ مراد ہین اور حاصل معنے یہ ہوے کہ یہ قرآن کریم ایک کتاب مکنون مین ہے
جسکو مطہرین ملائکہ کے سوا کوئی نہین چھوتا ہے یہی تاویل حضرت انسؓ و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و ضحاک و جابر بن زید و ابو نہیک و سدی و عبد الرحمن
بن زید وغیرہم سے منقول ہے مترجم کہتا ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر یہی قرآن نازل فرمایا گیا لیکن وہان یہ کتاب بصورت وحی ہے اور اسیکی
وحی دنیا مین یہ قرآن نازل ہوا پس وہ بعینہ یہی قرآن ہے لیکن یہان مصحف مین اُسکے نقوش ہین کیونکہ اصل کلام وہ ہے جو تلاوت کیا جاتا ہے اور
مصحف مین اسی کلام کا نقش ہے پس آسمانی کتاب مین اور اس مصحف مین حقیقت کلام کی راہ سے کچھ فرق نہین ہے اور نقش صورت کی راہ سے
فرق ہے اور یہان آسمانی کتاب سے تاویل کرنیکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ اُسکو مطہرین کے سوا کوئی نہین چھوتا ہے پس معلوم ہوا کہ
وہی آسمانی کتاب مراد ہے جسکو سوائے ملائکہ کے کوئی نہین چھوتا ہے چنانچہ قتادہؒ نے کہا کہ اللہ تعالے کے یہان اس قرآن کو سوائے مطہرین کے
کوئی نہین چھوتا رہا دنیا مین تو یہان اسکو نجس مجوسی اور ناپاک منافق چھوتا ہے (ابن جریر) یعنے اس سے معلوم ہوا کہ دنیاوی مصحف مراد نہین ہے
کیونکہ دنیا مین نصرانی و مجوسی و یہودی و منافق جو ظاہر و باطن مین نجس ہوتے ہین مصحف کو چھوتے ہین اور اس زمانہ مین بھی بت پرست قریش
چھوتے تھے کیونکہ جو سورہ یا آیت کسی رقعہ پر لکھی ہوتی اور وہ ہاتھ آتی اُسکو چھوتے تھے تو صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالے نے یہ خبر نہین دی کہ
اس مصحف دنیاوی کو سوائے مطہرین کے کوئی نہین چھوتا بلکہ کتاب مکنون کی صفت ہے جو سیاق کلام سے بھی ظاہر ہے ابو العالیہ نے کہا کہ
مطہرون تم نہین ہو کیونکہ تم لوگ گنہگار ہو شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عبد الرحمن بن زید نے اس آیت کے نزول کا یہ سبب بیان کیا کہ کفار قریش
کہا کرتے تھے کہ اس قرآن کو شیاطین و جن لائے ہین پس اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ یہ گمان محض غلط ہے کیونکہ ناپاک شیاطین اسکو نہین چھو سکتے ہین
اور کوئی نہین چھو سکتا سوائے مطہرین کے جیسے دوسری آیت مین اللہ تعالے نے فرمایا۔ وما تنزلت بہ الشیاطین وما ینبغی لہم وما یستطیعون انہم عن
السمع لمعزولون۔ یعنے اسکو شیاطین نہین اُتار لائے اور نہ اُنکے لائق ہے اور نہ وہ اُسکی طاقت رکھتے ہین وہ تو وحی قرآنی سننے سے معزول کردیے
گئے ہین شیخؒ نے کہا کہ یہ قول بھی جید و قوی ہے فراءؒ نے کہا کہ چھونے سے یہ مراد ہے کہ اُسکا ذوق و نفع نہین پاتے اور مطہرین سے مومنین مراد ہین
تو معنے یہ ہین کہ اس قرآن مجید کے معارف و توحید و احکام کوئی نہین پاتا سوائے ایسے لوگون کے جو ایمان لائے اور نجاست کفر و شرک سے پاک
ہو گئے دیگر علماءؒ نے کہا کہ آسمانی کتاب اور ملائکہ سے تاویل کرنے کی یہی وجہ بیان کی کہ دنیاوی مصحف کے بارہ مین یہ خبر ٹھیک نہین تھی کہ دنیا مین
مصحف کو سوائے مطہرین کے کوئی نہین چھو سکتا لیکن یہ تاویل اُسیوقت ہو سکتی ہے جب یہ خبر ہو حالانکہ یہ ظاہر مین بصورت خبر ہے اور حقیقت
مین اس سے ممانعت مراد ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ حلال کمائی کا پیسہ حرام مین نہین صرف ہوتا اور مراد یہ ہے کہ ایسا نہین کرنا چاہیے اسطرح

Marfat.com

مسلمانون کی بھی مراد ہے کہ مصحف مجید فقط انھین لوگون کو چھونا چاہیئے جو جنابت سے غسل کرکے پاک ہوگئے ہون اور وضو کرکے خوب پاک ہوگئے ہون
چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ قرآن کو لیکر کافرون کے ملک مین سفر نہ کیا جاوے
اس لئے کہ وہ کافر کے ہاتھ آوے (صحیح مسلم) اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم
کے واسطے جو نوشتہ لکھا تھا اُسمین یہ بھی لکھا ہے کہ کوئی قرآن کو نہ چھووے سوائے اُسکے جو پاک ہو (رواہ مالک) اور امام زہریؒ نے کہا کہ مین نے
عبداللہ بن ابی بکر ابن محمد بن عمرو بن حزم کے نوشتہ مین یہ پڑھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو کوئی شخص نہ چھووے سوائے
اُسکے جو پاک ہو (ابوداؤد) یہ طریقہ وجادہ ہے اور جید قوی ہے اسکو زہری وغیرہ نے خود پڑھا ہے اور ایسے وجادہ کو ضرور لینا چاہیئے یعنے
یہ روایت صحیح ہے اور دارقطنیؒ نے بدون وجادہ کے اسکو عمرو بن حزم و عبداللہ بن عمر اور عثمان بن ابی العاص سے اسناد کیا اگرچہ ہر ایک اسناد
مین تامل ہے (ابن کثیر) ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کو مت چھونا مگر ایسی حالت مین جب
تو پاک ہو اور اسیطرح جب عمر رضی اللہ عنہ اپنی بہن کے یہان گئے اور وہ صحیفہ مانگا جس سے اُنکی بہن تلاوت کرتی تھی تو بہن نے دینے سے انکار کیا
اور کہا کہ اسکو وہی چھو سکتا ہے جو پاک ہو پس عمر رضی اللہ عنہ نے غسل کیا اور اسلام لائے لہذا یہی مسئلہ ٹھہرا کہ جسکو غسل کی حاجت ہو یا وضو کی
حاجت ہو وہ مصحف نہ چھووے اور یہی عطاء و طاؤس و سالم و قاسم و اکثر علماء سلف کا قول ہے اور یہی مالک و شافعی کا مذہب ہے (سراج)
اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اگر کہا جاوے کہ پھر قرآن چھونے کے واسطے طہارت فرض ٹھہری جواب یہ کہ ہان فرض کہتے لیکن اسوجہ سے
ہم نے واجب کہا کہ اس آیت مین ابن عباسؓ وغیرہ نے دوسری تاویل بھی بیان کی ہے یعنے کتاب سے آسمانی کتاب مراد ہے اور مطہرین سے ملائکہ
مراد ہین مترجم کہتا ہے کہ اس تاویل کے موافق بھی حقیقت مین کلام جو آسمانی کتاب مین ہے اور جو مصحف مین ہے دونون متحد ہین تو مصحف کے
کلام اللہ کا بھی بحسب ذات یہی حکم ہوا کہ اسکو بھی سوائے مطہرین کے کوئی نہ چھووے لیکن نقش مین فرق ہے اسواسطے ہم نے کہا کہ مصحف کے
واسطے طہارت واجب ہے پس دونون طریقہ سے ایک ہی حکم نکلا۔ م۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بغیر وضو کے مصحف نہین چھوتے تھے اور
عبدالرحمن بن زید نے کہا کہ ہم لوگ سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے وہ قضائے حاجت کے واسطے ہماری نظرون سے پوشیدہ ہوگئے جب
برآمد ہوئے تو ہم نے عرض کیا کہ اگر آپ وضو کر لیتے تو ہم قرآن کی کچھ باتین آپ سے پوچھتے سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھسے پوچھو کیونکہ مین قرآن
نہین چھوتا ہون پھر یہی آیت پڑھکر فرمایا کہ اُسکے چھونے کے واسطے البتہ طہارت شرط ہے (سعید بن منصور و ابن ابی شیبہ و ابن المنذر)
اور حدیث ابن عمر مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن نہ چھووے مگر وہی جو پاک ہو (الطبرانی و ابن مردویہ) اور معاذ بن جبل کو
جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یمن کی جانب بھیجا تو یہی عہد لیا تھا کہ قرآن کو نہ چھووے مگر وہی جو پاک ہو (ابن مردویہ) خلاصہ یہ کہ اکثر
مفسرین کے نزدیک یہ حکم اسی مصحف سے متعلق ہے جو دنیا مین نازل کیا گیا چنانچہ آیندہ بھی اسی کی صفت فرمائی بقولہ تعالے۔ تَنْزِيلٌ
مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یہ تنزیل ہے رب العالمین کیطرف سے ف یعنے کافرون کو تنبیہ فرمائی کہ جسطرح تم گمان کرتے ہو کہ جو کچھ محمد صلے اللہ
علیہ وسلم بیان فرماتے ہین یہ شعر ہے یا کاہنون کی پیشین گوئی ہے یا ایسا سحر ہے کہ اسکا کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہے یا اسکو شیاطین و متمردین چوری
چوری سنکر اُتار لائے ہین یہ تمہارا گمان غلط ہے بلکہ کتاب مکنون مین سے قرآن کریم ہے جسکو ملائکہ کے سوائے کسی نے نہین چھوا اور دنیا مین بھی
اس کتاب مین نقل کیا جاوے اُس مصحف کے چھونے کی اجازت سوائے پاک مسلمان کے کسی کو نہین ہے یہ رب العالمین کی طرف سے
اُتارا گیا ہے یہ حق صریح ہے جو کوئی اسکے سوائے راہ ڈھونڈھے وہ گمراہ ہوگا یہ عین ہدایت ہے جسمین شک کو گنجائش نہین ہے اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ

Marfat.com

أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ۔ پھر کیا اسی کلام کو تم لوگ جھٹلاتے ہو ف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مدہنون یعنے تصدیق نہیں کرتے
بتلاتے ہو اسیطرح بعض تابعین سے بھی روایت ہے مقاتل وقتادہ نے کہا کہ مدہنون یعنے کافر منکر ہو ضحاک نے کہا یعنے منھ موڑتے ہو
اپنے ساتھی لوگوں کی مداہنت کی چکنی چپڑی باتین کر کے اس قرآن حق سے پھیرتے ہو کشاف مین مذکور ہے کہ مدہن وہ شخص ہوتا ہے جو امر مین
سُست ہو اور بے پروائی کرے اور اسی کے مانند امام راغب نے بیان کیا ہے بعض علماء نے کہا کہ اسکا حاصل یہ ہے کہ تم بے پروائی کر کے
قرآن کی راہ حق سے منھ موڑتے اور لوگون کو اس سے برگشتہ کرتے ہو اور بے خوف ہو کر اپنے شرک کی جانب جاتے ہو۔ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ
أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ۔ اور تم اپنا رزق یہ گردانتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو ف یعنے اس کتاب پاک سے تم اپنی روزی ونصیبہ یہ ٹھہراتے ہو کہ تم اسکو
جھٹلاؤ یعنے اس کتاب پاک سے تمکو حق وہدایت لینی چاہیے تھی بجاے اسکے تم اپنا نصیب اس کتاب سے یہ لیتے ہو کہ اسکو جھٹلاؤ بعض علماء نے
نے کہا کہ ایسی بے مثل نعمت پر سب کو شکر کرنا چاہیے پس تم لوگ اپنا شکر یہ ٹھہراتے ہو کہ اسکو جھٹلاؤ اور حضرت علی وابن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت آئی کہ انھون نے رزقکم کی جگہ شکرکم پڑھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے تجعلون
رزقکم کی تفسیر فرمائی کہ تجعلون شکرکم اور فرمایا کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ہمکو فلانے نوء سے بارش ملی یعنے جب فلان ستارہ اپنے فلان مقام مین پہنچا
تو ہمکو بارش ملی اور فلان ستارہ سے یہ ہوا اور فلان ستارہ سے وہ ہوا (احمد وابن ابی حاتم وابن جریر والترمذی) مترجم کہتا ہے کہ شاید اس کی
تاویل یہ ہے کہ اہل کفر کی عادت ہے کہ حق عز وجل کی نعمت کے شکرانہ مین کفر کرتے ہین جیسے اللہ تعالے نے انکو قرآن مجید بے مثل نعمت عطا فرمائی
تو اسکے مقابلہ مین انھون نے بجاے شکر یہ کے یہ کفر کیا کہ اسکو جھٹلانے لگے بلکہ لوگون کو بھی اس سے پھیرنے لگے اسیطرح اللہ تعالے نے ان کو
بارش عطا فرمائی تو انھون نے بجاے شکر حق عز وجل کے اسکو اپنے اوپر فلان ستارہ کی مہربانی قرار دیا ایسے ہی دیگر امور مین بھی ستارون کی جانب
نسبت لگاتے ہین ابن عباس نے بھی کہا کہ جب کبھی پانی برستا ہے تو ایک گروہ کافر بنتا ہے وہ کہتے ہین کہ فلان ستارہ سے ہمکو بارش ملی اور ابن عباس
رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وتجعلون شکرکم انکم تکذبون (ابن جریر باسناد صحیح) مترجم کہتا ہے کہ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بجاے
رزقکم کے شکرکم بطور تفسیر پڑھا اور آیت سے انھون نے اپنے قول پر یہ گواہی لی کہ جیسے قرآن مجید نازل فرمانے پر کافرون نے اس سے اپنا شکریہ
وحصہ یہی لیا کہ قرآن کو جھٹلایا اسیطرح اللہ تعالے نے بارش کی نعمت اپنی قدرت سے عطا فرمائی تو اللہ تعالے کی توحید وقدرت کو جھٹلایا اور
کہنے لگے کہ جب فلان ستارہ فلان مقام پر آیا تو بارش ہوئی جیسے اس ملک کے کفار کہتے ہین کہ فلان نکھت لگا تو پانی خوب برسا گویا انکے نزدیک
ستارہ کا اس موقع پر آنا یا نکھت کا شروع ہونا بارش کا سبب ہے اور یہ جاہل یہ نہین دیکھتے کہ قحط کے ایام مین بھی برابر یہ ستارے آتے اور نکھت
لگتے ہین مگر ایک قطرہ بھی نہین گرتا پھر کیونکر یہ احمق ان چیزون کو مؤثر قرار دیتے ہین اور انکی تاثیر پر ایمان لاتے ہین اور زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ حدیبیہ مین رات کو پانی برسنے کے بعد صبح کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو صبح کی نماز پڑھائی جب فارغ ہوئے تو لوگون کی
طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمھارے رب عز وجل نے کیا فرمایا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ ورسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا
کہ رب عز وجل نے فرمایا کہ میرے بندون مین سے ایک فریق نے مجھپر یقین کے ساتھ صبح کی اور دوسرے فریق نے کفر کے ساتھ صبح کی پس جس
فریق نے یہ کہا کہ ہمکو اللہ تعالے کے فضل ورحمت سے بارش ملی وہ مجھپر ایمان لایا اور ستارے سے منکر ہوا اور جس فریق نے کہا کہ ہمکو فلان نوء سے
بارش ملی وہ مجھسے منکر اور ستارہ کے ساتھ ایمان لانے والا ہوا۔ (مالک وبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی) مترجم کہتا ہے کہ ستارے کے ساتھ
ہونے کے یہ معنے ہین کہ اُسنے ستارے کی تاثیر سے انکار کیا بخلاف کافر کے کہ وہ ستارے کی تاثیر پر ایمان لایا الغرض اللہ تعالے کی نعمتون کے

[لوگون] کی یہی حالت ہوتی ہے کہ اللہ تعالے کی وحدانیت نہین جانتے بلکہ دوسری چیزون کی تاثیر مانتے ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے جب آسمان سے کوئی برکت نازل فرماتا ہے تو ایک گروہ اُس سے کافر ہوجاتا ہے چنانچہ اللہ تعالے
آسمان سے باران رحمت نازل کرتا ہے تو اس فریق والے کہتے ہین کہ ہمکو فلان ستارے سے یہ بارش ملی (صحیح مسلم) وقال ابن جریر حدثنی یونس
اخبرنا سفیان عن محمد بن اسحٰق عن محمد بن ابراہیم التیمی الخ یعنے ابن جریر نے یونس بن عبدالاعلی عن سفیان بن عیینہ باسنادہ روایت کی کہ ابوہریرہؓ
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ اللہ تعالے ایک قوم کو نعمت دیتا ہے تو ایک گروہ انمین سے کافر ہوجاتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے
کہ جسنے کہا کہ ہمکو فلان ستارے سے بارش ملی وہ کافر ہے پھر محمد بن ابراہیم تیمیؒ نے کہا کہ مین نے اس حدیث کو سعید بن المسیبؒ سے بیان کیا تو انھون نے کہا
کہ ہان مین نے بھی اس حدیث کو ابوہریرہ سے ایک جماعت کے ساتھ سنا ہے اور مجھے ایک شخص نے آگاہ کیا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
نے عباس بن مطلبؓ کے ساتھ مین استسقا کیا یعنے پانی کی دعا مانگی اور جب فارغ ہوے تو عباسؓ کی جانب متوجہ ہوکر کہا کہ اے عباس اے
عم رسول اللہ ابھی نوء الثریا مین کتنا باقی ہے تو عباسؓ نے فرمایا کہ جاننے والے کہتے ہین کہ وہ افق مین بعد سقوط کے سات تک چھپا تاہے راوی نے کہا
کہ سات تو ان نہین گذرا تھا کہ بارش حاصل ہوئی (ابن جریر) شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ثریا کا نوء دریافت کیا تو اس سے مراد یہی کہ وہ وقت
کب ہے کیونکہ پانی برسنے کے لیے انکے یہان معمولی وقت تھا پس یہ غرض تھی کہ جسوقت مین اللہ تعالے نے یہان بارش کو معمولی کردیا ہے وہ وقت
کب ہے اور یہ مراد نہ تھی کہ نوء مین پانی برسانے کی تاثیر ہے اور جو کوئی یہ تاثیر سمجھے تو ممنوع ہے اور امام ابن جریرؒ نے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے سنا کہ وہ کہتا تھا کہ ہمکو ثعامین الاسد مین سے بعض سے بارش ملی پس آپ نے فرمایا کہ تو نے جھوٹ کہا بلکہ یہ اللہ تعالے
کی طرف سے تمہارا رزق ہے پھر ابن جریرؒ نے مانند قول ابن عباسؓ کے حدیث ابی امامہؓ سے مرفوع روایت کیا اور حاصل یہ کہ آیت قدسی کی تفسیر
مین بعض مفسرین کا یہ قول ہے کہ عرب کے مشرک کہا کرتے کہ ہمکو فلان نوء سے بارش حاصل ہوئی تو اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی یعنے تم اللہ تعالے
کے رزق سے منکر ہوا اور نوء سے لگاتے ہو یہ تمہاری تکذیب ہے یعنے اللہ تعالے کی قدرت ونعمت کو جھٹلاتے ہو اور اسکے مانند ابو سعید ومجاہد وضحاکؒ
سے منقول ہے اور حسن بصری وغیرہ ایک جماعت نے آیت مین کہا کہ اس قوم کافر نے کتاب الٰہی سے بُرا بدتر نصیب اپنے واسطے لیا کہ اسکو جھٹلانے لگے
اس قول سے ظاہر ہوا کہ آیت کے یہ معنے ہین کہ تم اس قرآن سے اعراض کرتے ہو اور اس سے اپنا رزق وروزی یہ لیتے ہو کہ اسکو جھٹلاتے ہو ابن کثیرؒ
مترجم کہتا ہے کہ یہی معنے ظاہر بلکہ یہی صحیح معنے ہین کہ تم قرآن سے ہدایت وتمام نعمت جو اسکی شان مقدس ہے کچھ نہین لیتے بلکہ اس سے اپنا رزق
نصیب یہ لیتے ہو کہ تم اسکو جھٹلاتے ہو رہا قول اول یعنے آیت کا تعلق نوء کے باطل کرنے سے ہے یعنے تم بارش کو جو تمہارے رزق کا سبب ہے
نوء سے ٹھہراتے ہو اور خدا تعالے کی الوہیت سے منکر ہوتے ہو یہ تمہارا کذب ہے تو یہ قول اس آیت کی تفسیر ٹھہرانا بعید ہے اگر تکذبون بتشدید
ذال نہوتا بلکہ بدون تشدید ہوتا تو بھی کچھ وجہ ہوسکتی یعنے تم جھوٹ بولتے ہو اور مین نے کسی روایت مین صریح نہین دیکھا کہ نزول آیت کا یہ سبب
ہو سوائے اس قول کے جو خطیبؒ نے سراج مین نقل کیا کہ صحیح مسلم مین ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مین
بارش ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون نے دو حالت سے صبح کی بعض شاکر ہین بعض کافر ہین پس جسنے کہا کہ یہ اللہ تعالے کی
رحمت ہے وہ شاکر ہین اور جسنے کہا فلان نوء (فلان نچھتر) ٹھیک اُترا تو وہ کافر ہین پس یہ آیات نازل ہوئین فلا اقسم بمواقع النجوم الآیات اور صحیح مسلم
مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک سفر مین تھے وہان لوگ پیاسے ہوے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بھلا اگر مین تمہارے واسطے
دعا کی درخواست کرون اور تمکو پانی ملے تو شاید بعض تم مین سے کہین کہ ہمکو فلان نوء سے بارش ملی ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ

یا رسول اللہ یہ وقت کی نور کا نہین ہے (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مطلب نہ تھا کہ خاصکر صحابہ مین سے کوئی یہ بات کہیگا بلکہ [illegible]
ملک کے بعض لوگ ایسا کلمہ کہینگے لہذا اصحابہؓ نے عرض کیا کہ وہ لوگ کیونکر کہہ سکتے ہین کیونکہ بارش کے جو نور مقرر ہین انمین کسی [illegible]
نہین ہے) پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھکر دعا مانگی پس ایک ہوا سے خوب جوش مین اُٹھی پھر بادل [illegible]
ہوئی پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع ایک جماعت صحابہ کے جاتے تھے کہ آپ کا گذر ایک شخص پر ہوا جو پیالہ سے پانی بھر کر جمع کرتا اور کہتا تھا کہ
ہمکو فلان نور سے یہ پانی ملا ہے اور اسنے یہ نہین کہا کہ اللہ تعالے کی رحمت سے ملا ہے (یعنے یون نہین کہتا تھا کہ اللہ تعالے کی رحمت سے ہمکو فلان نور پر یہ پانی
حاصل ہوا) پس یہ آیت نازل ہوئی وتجعلون رزقکم انکم تکذبون۔ یعنے تم لوگ اللہ تعالے کی نعمت کو جھٹلاتے ہو اور نور کے شکر گزار ہوتے ہو مترجم
کہتا ہے کہ صحیح مسلم مین ان روایات کو تلاش کر کے اعتماد کرنا چاہیئے اور ظاہر سیاق مین دلالت ہے کہ اگر کوئی شخص نور کو فقط وقت عادت ٹھہراوے
اور کہے کہ اس نور پر ہم کو اللہ تعالے کی رحمت سے پانی حاصل ہوا ہے تو جائز ہے خطیبؒ نے کہا کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ نور اگرچہ ہمارے نزدیک
محض وقت ہے اسمین کچھ نفع وضرر و بارش و قحط کی طاقت نہین ہے تاہم مجھے نہین پسند ہے کہ کوئی یون کہے کہ مجھے فلان نور سے پانی حاصل ہوا
ہے کیونکہ اُسنے مبہم لفظ کہا ہے بلکہ اسکو یون کہنا چاہیئے کہ ہمکو فلان وقت پر پانی حاصل ہوا ہے یا فلان مہینہ پر حاصل ہوا اور اگر کسی نے کہا کہ ہم کو
نور فلان سے پانی ملا حالانکہ مراد اسکی یہ ہے کہ نور نے بارش برسائی جیسے مشرک کہا کرتے تھے تو یہ کافر ہے اسکو قتل کرنا حلال ہے اور اُسکا خون
ہدر ہے اگر توبہ نکرے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی نور کو حقیقی تاثیر کرنے والا سمجھے تو وہ کافر ہے اور اگر ایسا نہ سمجھے تو مکروہ ہے اسواسطے کہ اسنے ایسا
لفظ کہا جس سے تردد ہوتا ہے علاوہ اسکے وہ کافرون کی بولی بولتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اسیطرح اس ملک مین جسنے کہا کہ نچھتر برسا یعنے خود
اسمین تاثیر ہے تو کافر ہے اور اگر یہ نہین سمجھتا بلکہ اللہ تعالے کو قادر مختار جانتا ہے تو بھی کافرونکی بولی بولنا مکروہ ہے اسیطرح اکثر جاہل بیہودہ لوگ
کہتے ہین کہ برسو اور جناب باری تعالے مین خطاب کرتے ہین تو یہ حرام قبیح ہے اور اگر کافرون کی طرح دیو برسوے کافرون کے معنے لیتا ہے
تو کافر مرتد ہوگیا توبہ کرے اور اسیطرح اکثر جاہل پہلے سے کہنے لگتے ہین کہ ہولی کے دن پانی ضرور برسیگا اور گڑیا کے دن بارش ضرور ہوگی پس اگر
اعتقاد مین فتور ہے کہ وہان غیر کی تاثیر ہے تو وہ کافر مرتد ہوگیا اور اگر عادت کا خیال کیا تو مبہم محاورہ بولنا حرام ہے اسی قسم سے اکثر جاہلون مین
لوند اور چاند گہن وغیرہ کی نسبت مذہبی عقائد مین فتور ہے اور عجب کہ عورتون مین زیادہ فساد ہے تو انکے مرد کیون نہین اسکو ظاہر کرتے ہین
کہ یہ فقط حساب ہے اور بالکل ظاہر حساب ہے اسیطرح کہ موسم کا شمار تو سورج کے ساتھ ہے اور چاند کے مہینہ اس سے دسؔ دن کم پڑتے ہین
اور یہان سب ہندو مسلمانون مین چاند سے شمار جاری ہے اور اس سے موسم کو ملانا چاہو تو تیسرے سال دس دس کی کمی کو ایک مہینہ لوند لاکر
پورا کرو تب موسم فصلی ٹھیک پڑھیگا اور اسیطرح چاند گہن بھی حساب ہے لیکن اسکی ماہیت باطنی مین جو اسرار ہین وہ تم پر مخفی ہین جیسے تم سورج کی
صورت دیکھتے ہو اور اُسمین جو فصلی اسرار ہین وہ کم لوگ پہچانتے ہین اسیطرح چاند گہن و سورج گہن ایک تغیر عظیم ہے اور دنیا مین ہر ایک تغیر کے
وقت اللہ تعالے کی تسبیح مشروع ہے مثلاً رات سے صبح کی کیفیت مین تغیر ہے تو اسوقت نماز ہے اور زوال آفتاب کے وقت تغیر ہے اسوقت نماز
ہے اسیطرح عصر کے وقت اسیطرح غروب حتی کہ عشارات کا وقت ابتدا تاریکی عام ہے اور گہن کے وقت بھی نماز مشروع ہے اور یہ کلیہ قاعدہ کہ
ہر ایک تغیر کے وقت تسبیح ہے تمھارے سمجھ کے لائق بیان ہوا اور اسرار باطنی کا بیان غیر ممکن ہے وللہ الآخرۃ والاولی ف شیخ ابن العربیؒ نے
اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالے فلا اقسم بمواقع النجوم تفسیر سے معلوم ہوا کہ مواقع النجوم سے اوقات مراد ہین اور اشارہ ہے کہ جس وقت نفس محمدیہ
کو روح القدس سے اتصال ہوتا ہے یہ اوقات مراد ہین اور انھین اوقات مین نجوم قرآن کا نزول ہوتا ہے پس یہ اوقات شریفہ اور اتصال

Marfat.com

یعنی مواقع النجوم سے وہ اوقات مراد ہین جن اوقات مین آپ اپنے حواس سے غائب ہوجاتے اور یہ حواس مغربستان جسم مین غروب ہوتے یعنی لطیفہ عالم غیب مین جاکر سلک قدس مین منتظم ہوجاتا تھا بلکہ سر وحدت مین مستغرق ہوکر حق مین غائب ہوجاتا تھا قولہ انہ لقسم لو تعلمون عظیم یعنی اس قسم کی عظمت جب جانتے تو پہچانتے حالانکہ کہان وہ اور کہان یہ علم اور کہان سے جان سکتے تھے قولہ انہ لقرآن کریم یعنی اس علم مجموع کے واسطے کرامت و شرف قدیم ہے اور مرتبہ رفیع ہے قولہ فی کتاب مکنون۔ ظاہر مین کتاب مکنون وہ مصحف ہے جسمین قرآن مجید لکھا جاوے اور حقیقت مین کتاب مکنون آپکا قلب مبارک ہے جو اپنے حواس سے عالم قدس مین غائب تھا اور جو لوگ پاکیزہ ہین ان مین عقل قرآنی ودیعت رکھی ہوتی ہے چنانچہ عیسی علیہ السلام نے بیان کیا کہ تم لوگ یہ مت کہا کرو کہ علم آسمان مین ہے تو پھر اسکو کون اُتار لاتا ہے اور نہ یہ کہا کرو کہ زمین کی تہ مین ہے پھر اسکو کون چڑھالاتا ہے اور نہ یہ کہو کہ سمندرون کے اس پار ہے تو پھر کون اُسکو پار جاکر لاتا ہے بلکہ علم تمہارے ہی دلون مین پیدائشی ودیعت ہے اگر تم روحانیون کے آداب سے خدائے تعالٰی کے سامنے آراستہ ہوجاؤ تو اللہ تعالٰی یہ علم تم پر ظاہر فرماوے پس معلوم ہوا کہ کتاب مکنون جسمین علم قرآن ہے وہ آنحضرت صلعم کا قلب مبارک اور آپ کے پاکیزہ امتیون کا قلب ہے یا کتاب مکنون سے روح اول مراد ہے جو محل قضا و وہ روح محمدی ہے بلکہ وہ وہی ہے یعنی عین ازل ہے قولہ لا یمسہ الا المطہرون۔ یعنی ایسی ارواح مجردہ جو مادہ و طبیعت کے لوث سے پاک ہین قولہ تنزیل من رب العالمین یعنی رب العالمین کی جانب سے تنزیل ہے کیونکہ علم آلہی کا ظہور مظہر محمدی پر ہوا پس وہ نجماً نجماً محل نزول ہے قولہ افبھذا الحدیث انتم مدھنون۔ یعنے بے پروائی و سستی کرتے ہو اور اسکا حق پورا کرنے مین مضبوطی و کوشش نہین کرتے ہو جیسے مداہن کسی بات مین تساہل و سستی کرتا ہے قولہ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون یعنے تمہارا رزق قلبی جو رزق حقیقی ہے وہ اسیقدر ہے کہ تم اس قرآن کو جھٹلاؤ کیونکہ تمکو اُسکے علوم و معارف نظر نہین آتے ہین مترجم کہتا ہے کہ اُنکے قلب مین جہت نفس غالب تھی پس اگر علم قرآنی مین سے کچھ نظر بھی آوے تو وہ اُنکے نفس کی خواہش کے موافق مکدرات مین سے نہوگا جیسے یہودیون کو جو کچھ نظر آتا تھا اُسمین سے فقط ظاہری الفاظ لیتے اور اُنکو شہوات نفس کے پیرایہ مین تاویلین کرتے تھے شیخ نے لکھا کہ اسیطرح یہ لوگ بھی قرآن مین سے ہر ایسی چیز سے انکار کرتے جو اُنکے خیالات کی قسم سے نہ تھا جیسے جاہل آدمی ہر ایسی چیز سے انکار کرتا ہے جو اُسکے خیالات کی قسم سے نہو اور شاید یہان بطور مبالغہ کے یہ مراد ہو کہ رات دن تم لوگ قرآن کو جھٹلانے مین ایسے سرگرم ہو کہ گویا تمنے یہی اپنی غذا ٹھہرائی ہے (الشیخ) یعنے بطور مبالغہ کے فرمایا کہ گویا تمہاری ظاہری غذا یہی ہے کہ قرآن مجید کو اپنے جھوٹے مضمون سے جھٹلاؤ اور یہ قول کچھ اشارات سے تعلق نہین رکھتا بلکہ ظاہر تفسیر حقیقی مین بھی ہو سکتا ہے

فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا

پھر کیون نہ جسوقت جان پہونچے حلق کو اور تم اُس وقت دیکھتے ہو اور ہم اُسکے پاس ہین تم سے زیادہ پر تم نہین

تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

دیکھتے پھر کیون اگر تم نہین کسیکے حکم مین کیون نہین پھیر لیتے اُسکو اگر ہو تم سچے۔

کافرون نے قرآن مجید مین سب سے زیادہ یہ انکار کیا کہ مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندگی نہین ہے اور نہ حساب و کتاب ہے اور جہالت سے دنیا کے پیچھے مست رہے حالانکہ موت کو آنکھون دیکھتے ہین اللہ تعالٰی نے فرمایا فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ پھر کیون نہین جب وہ حلقوم تک پہونچتی ہے ف یعنے جسوقت کسی شخص کی موت آتی ہے تو اُسکی روح اُسکے حلق پر پہونچتی ہے پھر تم کیون نہین کسی حیلہ سے اُسکو روک لیتے ہو کیونکہ تمہارے نزدیک اُسکی پیدائش سے فقط یہی غرض تھی کہ اسی دنیا مین جانورون کی طرح کھائے پیئے اور ایک

حدیث مین وارد ہوا ہے کہ ملک الموت کے ماتحت بہت فرشتے ہین جو اُسکی رگون سے کاٹکر روح کو تھوڑا تھوڑا الگ کرتے ہین یہانتک کہ
وہ حلقوم پر آتی ہے پھر اُسکو ملک الموت وفات دیتا ہے۔ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ حالانکہ تم لوگ اس حالت مین نظر لگائے دیکھتے ہو
یعنے میت کو برابر دیکھتے رہتے ہو کہ وہ سکرات موت سے کیسی سختی اُٹھا رہا ہے زجاج نے کہا کہ یعنے لے میت والو تم اس حالت مین
میت کی نوبت یہانتک پہونچی کہ اُسکے حلقوم پر روح ہے اب نکلنا چاہتی ہے اور یہان فقط یہ لوگ آنکھ سے نظر کرتے رہتے ہین یعنے الگ
روح سے کچھ بھی نظر نہین آتا ہے اور نہ ملائکہ کو دیکھ سکتے ہین۔ اسیواسطے (تبصرون) نہین فرمایا بلکہ (تنظرون) فرمایا یعنے تم انھین حواس کی نگاہ سے
میت کو دیکھتے ہو کہ سخت کرب کے ساتھ اُلٹی سانس چلتی ہے اور پاؤن سرد ہوگئے اب دھڑ سرد ہوا اب حلقوم پر سانس پہونچی اور گھڑ الگ گیا یہی
وقت ہے کہ روح حقیقی جو نظر نہین آتی ہے اسکے حلقوم پر آگئی اب کوئی دم مین نکلنے والی ہے۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ
اور ہم اس میت سے بہ نسبت تمھارے بہت قریب ہین ولیکن تم لوگ دیدۂ بصارت سے نہین دیکھتے ہو۔ اس حالت مین آخری کار خداوند پر وہ
سے رہگیا اور اسکا رب عزوجل اس سے بے قیاس ایسا نزدیک ہے کہ تم جو اُسکے پاس بیٹھے ہو ایسے نزدیک نہین ہو اور رب عزوجل ارحم الراحمین ہے
اور اسی نے اس بندے کو بھی پیدا کیا ہے اور ماں باپ جس قدر محبت کرتے ہین وہ معلوم ہے لیکن ماں باپ اسکے حقیقی پیدا کرنے والے نہین ہین تو
جو لوگ کہ حقیقی پیدا کرنے والے نہین ہین وہ اس حالت مین اسکی سکرات و بیکسی دیکھکر ترحم کرتے اور بے اختیار روتے ہین لیکن انکو کچھ طاقت و
قدرت نہین ہے تو قیاس کرو کہ اسکا رب عزوجل جو حقیقی پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے اور سب قدرت والا ہے وہ ارحم الراحمین کیون نہین ایسی
حالت مین ترحم فرماویگا بشرطیکہ یہ میت اپنے رب کو مانتا ہو اور اس سے منحرف نہو اور دشمن نہ بنا ہو اگر کہا جاوے کہ اللہ تعالے کی شان مین دوریا
نزدیک نہین کہہ سکتے ہین کیونکہ یہ بات تو جسمون کی صفت مین سے ہے اور ہمارا رب سبحانہ تعالے اس سے پاک برتر ہے جواب یہ کہ ہم یہ بات تو ضرور
بدیہی جانتے ہین کہ رب سبحانہ تعالے کسی مخلوق کے مانند نہین ہے اور مخلوق کی صفات مین سے وہان کوئی صفت نہین ہے بلکہ کچھ مشابہت بھی
نہین ہے لیکن ہم اس پاک ذات کی ماہیت یا صفت سے ہرگز واقف نہین ہو سکتے ہین کیونکہ ہماری عقل و قلب مین اسکی سمائی محال ہے
بلکہ کرورہا درجہ اتر کر بھی ایک ذرہ غیر ممکن ہے تو ہم کیفیت کیونکر جان سکتے ہین بعضے لوگ جاہل مغرور ایسے ہین کہ اس زمانہ مین محض گدھے کی
طرح آواز نکالتے ہین کہ ہم اپنی عقل سے سب باریک سی باریک بات سمجھ لیتے ہین حالانکہ اس شخص کو اپنی آنتون کی رگین دریافت کرنا بے موت
محال ہے اور اگر انصاف سے غور کرتا اور سر کو نشۂ شام مین سے تھوڑی دیر کے لئے حواس مین رکھتا تو دیکھتا کہ دنیا مین جو چیزین انھین مخلوقات
کے ذریعہ سے ایجاد ہوئی ہین جن سے ہر طرح کے اسباب دنیاوی پیدا ہوتے ہین انکی تمام ماہیت و کیفیت وہ ہرگز نہین سمجھتا ہے اور خواص
قدرتی نہین جانتا اور اس نظام عالم مین نظر اُٹھانے سے وہ کچھ اسکی ابتدا و انتہا و آغاز و انجام نہین جانتا اور ان بے شمار تارون کی حقیقت
و غرض کچھ نہین سمجھتا اور نظام حکمت سے کچھ بھی واقف نہین ہے پھر ایسے شخص کو کہان سے یہ حماقت ہو سکتی ہے کہ خالق جل سلطانہ کی جناب
مین یہ خیال کرے اور سچ بات یہ ہے کہ ایسے خیال کے لوگ اُن جانورون سے بھی حواس مین بدتر ہین جو یہ دعوی نہین کرتے کہ ہم اپنے پالنے والے
مالک کے سب علم سے واقف ہین حالانکہ جانور و آدمی دونون جاندار جسم یکسان ہین بلکہ اُس برتن سے بھی بدتر انکا قالب ہے جو کمہار کی ہمسری
نہین کرتا بہرحال ایسے بدحواس لوگون سے علمی گفتگو کرنا اسوجہ سے مشکل ہے کہ اگر ہم یہان عقلی دلائل بیان کرین تو انکو سمجھانے کے لئے ایک عمر
درکار ہے اور اگر بدیہی علامات بیان کرین جیسے ہم نے اوپر بیان کئے تو انکا نفس مغرور ان پر حاوی ہے لیکن سوا ایسے شریر لوگون کے جو لوگ
انصاف و سمجھ رکھتے ہین وہ شریرون کے بہکانے سے بچ جاوینگے پس جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے تمام مخلوقات کو اپنے علم قدیم کے موافق

[illegible] ظاہر کیا اور آیندہ بھی سلسلہ ابتک جاری ہے اور خالق اور مخلوق مین ذاتی تبائن ہے اور دونون مین کچھ بھی شباہت
[illegible] جل شانہ وحدہ لاشریک ہے تو اسکی کوئی مثال ونظیر غیر ممکن ہے لیکن یہ بات بہت آسانی سے سمجھ مین آتی ہے کہ حضرت
[illegible] کی شان ہم سب مخلوقات کی مجال سے باہر ہے اول تو صاف ظاہر ہے کہ ہم اس چیز کو سمجھتے ہین کہ اسکی ماہیت سے واقف
[illegible] سب طرف سے جانچ لین اور یہان یہ بات بالکل محال ہے اور ہم کو مع ہماری عقل کے اللہ تعالیٰ نے کرورہا مخلوق مین ایک ذرہ کی
[illegible] ہے تو ہماری عقل اُسی کی قدرت مین مسخر ہے اور اسکو یہ مجال نہین ہوسکتی کہ ایک سکنڈ بھی اسکی قیومی سے باہر ہوسکے اور کل
[illegible] کسی کے ہاتھ مین ہوتا ہے کہ بغیر اسکے کل بیکار ہے تو یہ مثال یہان ناقص ہے کیونکہ آدمی وکل دونون برابر کے جسم ہین ایک دوسرے کے
[illegible] ہے اور خالق عزوجل پروردگار ہے اور یہ سب مخلوقات ہین اُسی نے انکو پیدا کیا تو پیدا کرنے کی صورت پر غور کرو کیونکہ بہت سے نادان یہان
سمجھتے ہین کہ جیسے کمہار نے برتن بنا دیا اسیطرح خالق تبارک وتعالیٰ نے آدمی پیدا کردیا یہ محض غلط اور بالکل باطل دھوکا ہے یہ ہرگز پیدا کرنا نہین ہے
یہان تو فقط اللہ تعالیٰ کے باریک بھید سے یہ ہوا کہ کمہار سے مٹی کی ترکیب ظاہر ہوئی ہے اور خدائے تعالیٰ کا پیدا کرنا بے مثل وبے مثال ہے اور
اسکا سمجھنا بغیر نور ایمان وعقل کے مشکل نظر آتا ہے اور بیان یہ ہے کہ اہل الاشارہ حکمائے یمانیہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علم ازل مین جو موجود تھا اسکا
عکس عالم وجود مین اسی کی قیومی وایجاد سے ظاہر ہوا تو وجود حق سے انکا وجود ہے اور بغیر اسکے ایک لحظہ جدائی غیر ممکن ہے پس ہر مخلوق ہر دم
ابتدا سے انتہا تک اسیطرح ظاہر ہے اور اس بیان سے معلوم ہوگیا کہ قرب الٰہی جو اپنے بندے کے ساتھ ہے وہ اس بندے سے کسی چیز کو حاصل
نہین ہے اور یہان کچھ دوری ونزدیکی کے معنے نہین ہین اسیواسطے بعض علماءؒ نے سوال مذکور کے جواب مین یون کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے
علم وقدرت کی راہ سے میت مذکور سے بہت قریب ہے بعض نے یہ جواب دیا کہ یہان اللہ تعالیٰ کے قرب سے اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کا قرب مراد ہے
یعنے نحن اقرب الیہ منکم سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے ملائکہ جو اسکی روح نکالتے ہین وہ تم سے زیادہ میت سے اقرب ہین ولیکن تم مین بصیرت نہین جو انکو
دیکھو پس انکو تم نہین دیکھتے ہو اب خلاصہ مضمون یہانتک یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمیون کو یہان ایک مدت عمر تک رکھا ہے تاکہ یہانکی صورت جسمانی
زائل کرکے عالم آخرت مین ہم اسکو دوبارہ زندہ کرین اور حساب لیکر اسکے اعمال کے موافق جنت یا دوزخ کی طرف پہونچا دین اور وہ اپنی طرح
وقت مقدر پر نہین رُک سکتا ہے اور نہ تم روک سکتے ہو اور اگر آخرت نہوتی تو اسی دنیاوی زندگی کے لئے جو عین مراد ہے اسکا باقی رکھنا یا لوٹانا
ممکن ہوتا ہے لیکن جب روح اُسکے حلقوم تک پہونچی اور اُسوقت ہمارے ملائکہ یا علم حق تم سے بہت اقرب ہے لیکن تم ملائکہ کو نہین دیکھ سکتے ہو یہ
تمہاری دنیاوی آنکھ کا قصور ہے حالانکہ میت کو اسکی سکرات وسختی کی حالت مین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہو اور اکثر جاہل بہت پریشانی سے
جزع وفزع کرتے اور آنسو پونچھکر دیکھتے جاتے ہین۔ فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۔ پھر اگر تم
اعمال کے محاسبہ مین نہ تھے تو روح مذکور کو لوٹا دو اگر تم سچے ہو ف مدینین کی تفسیر مین ابن عباسؓ نے کہا کہ محاسبین اور اسکے مانند ایک جماعت
تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہے دان مَدِین انند باع مبیع کے جس سے حساب لیا جاوے جیسے مثل کہتے ہین کما تدین تدان جیسا تو کریگا
ویسا بھریگا حاصل یہ کہ اگر اصلی مقصود فقط یہی دنیا ہے تو جب میت کی روح حلقوم پر پہونچی اور تم دیکھ رہے ہو تو پھر کیون نہین اسکو اپنے
[illegible] لوٹا لیتے ہو اگر تم سچے ہو کہ عاقبت کی زندگی اور حساب کتاب اور جزا وثواب نہین ہے لیکن تم جانتے ہو کہ ہرگز ممکن نہین ہے کہ اس
روح کو لوٹا دو پس خوب جان لو کہ تم اسیواسطے اُسوقت اسی جسم مین نہین لوٹا سکتے ہو کہ یہان سے موت دیکر دار آخرت مین پھر زندہ کرکے حساب
[illegible] اپنے اعمال کے موافق جنت یا دوزخ پاؤ اور وہ اس دنیا مین نہین ہے تو اسی وجہ سے یہان اعادہ روح اور رجوع غیر ممکن ہے

اور تم لوگ قبضۂ قدرت الٰہی میں مقہور ہو خطیبؒ نے لکھا کہ مدینین کے معنے رب عزوجل کے مربوب ہو جیسے [illegible]
ہوتا ہے وہ رعیت کو اپنی سیاست میں رکھتا ہے یا مدینین کے یہ معنے کہ مقہور و مملوک ہو کہ جو کچھ تم نے امتحانی [illegible]
[illegible] سمہ لیا جاوے بیضاویؒ نے کہا کہ ان یدین کی اصل ترکیب اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ذلت و سرجھکانا لازم ہو [illegible]
[illegible] زم ہے کہ قبضۂ قدرت میں ذلیل و مقہور و سرجھکائے مطیع ہوں پس خلاصہ یہ کہ اگر تم خود مختار ہوتے کہ جیسے کافروں کا بیہودہ خیال ہے [illegible]
حالت میں روح کو کیوں نکلنے دیتے اور حاصل کلام اسوقت یہ ہوگا کہ کفار جب پیدا ہو کر جوان ہوتے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالے [illegible]
پیدا کر کے چھوڑ دیا اب ہم اس دنیا کے مزے حاصل کرنے کے لئے اپنی اپنی کوشش کریں اور جیسے ہم کوشش کریں ویسے ہی خدا ہماری مدد کریگا [illegible]
جاہل لوگ گویا ایک فرد خدائے تعالے کو سمجھتے ہیں کہ وہ اپنا کام یہ کرتا ہے کہ پیدا کر دیا بلکہ پیدا کرنے میں مدد کی اور اسیطرح آدمی کے اشخاص و افراد
اپنی اپنی طاقت سے اپنا اپنا کام کرتے ہیں اور ہر شخص اپنی محنت کے موافق تو انگر یا فقیر ہوتا ہے پس یہ کفار جاہل ہرگز اللہ تعالے کی شان نہیں
پہچانتے ہیں اور جب الوہیت کو نہ جانا تو اللہ تعالے کو نجانا کیونکہ اللہ تعالے کو پہچاننے کے واسطے سوائے اسکے کوئی راہ نہیں ہے اسیواسطے
اللہ تعالے نے یہود اور نصاری کے حق میں صریح فرمایا کہ لا یؤمنون باللہ۔ یہ لوگ اللہ تعالے پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ ھ بلکہ اپنے خیال میں جسکو
خدا نام رکھا ہے اسکو مانتے ہیں اور اہل اسلام جو شان الوہیت بیان کرتے ہیں اسکی نسبت کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے سب قول و فعل بیشک
صاف و صحیح ہیں لیکن وہ لوگ جو خدا کے معنے بتلاتے ہیں وہ ہمارے خیال کی باریک سے باریک قوت میں بھی متصور نہیں ہوتا ہے یہ اس شخص کا کلام ہے
جو نصرانیوں کے نزدیک بڑا حکیم دانشمند مشہور ہے تو پھر تم دوسروں کی نسبت کیا گمان کرتے ہو حالانکہ اُس اُلٹے دانشمند نے آج تک یہ نہیں جانا کہ
اللہ تعالے کی شان الوہیت و کبریائی ہر ایک خیال و گمان و وہم و قیاس بلکہ عقل سے بلکہ عقل ملکی سے باہر ہے اسکا تصور محال ہے کیونکہ تصور
یہی ہے کہ جس چیز کا تصور کرے اسکی صورت ظاہری یا صورت ماہیت ہماری قوت میں آجاوے اور یہاں بارہا سمجھایا گیا کہ خالق عزوجل نے
عقل وغیرہ کو پیدا کیا تو اس ناچیز مخلوق میں کہاں یہ طاقت ہے کہ خالق عزوجل کو اپنے احاطۂ تصور میں محیط ہو اور اسکی شان بے انتہا کو محدود کرے
اور اُسی نے حد و محدود اور تصور و عقل سب کو پیدا کیا ہے اور اسکی نظیر محال ہے بالجملہ اہل شرک و کفر کی نادانی کہانتک بیان کی جاوے
واللہ ثم باللہ کہ یہ کفار و مشرکین حضرت رب العزۃ جل شانہ کو ہرگز اسکی شان الوہیت سے نہیں پہچانتے ہیں تو ایمان ندارد ہے اور زبانی دعوی
بیکار ہے اسلئے کہ کوئی فرقہ اپنے آپکو باطل نادانی پر یقین نہیں کر سکتا ورنہ وہ طریقہ چھوڑ دے اور جب اللہ تعالے کی الوہیت نہیں پہچانتا تو
اپنے نفس کو بھی نہیں پہچانتا کیونکہ دونوں متلازم ہیں اسیواسطے شیخ عارف ذوالنون مصری علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ من عرف نفسہ
فقد عرف ربہ۔ جسنے اپنے نفس کو پہچانا اُسنے اپنے رب عزوجل کو پہچان لیا اب میں کافروں کے خیال کو بیان کرتا ہوں کہ جب اُنھوں نے
اللہ تعالے کو نہیں پہچانا تو اپنے نفس کو یہ سمجھے کہ میں اپنی قوت پر بھروسا کروں تو خدا میری مدد کرے اور اپنی قدرت و قوت کو علٰحدہ مستقل لایا
اس آیت میں اللہ تعالے نے انکو تنبیہ فرمائی کہ جب تم میں سے کوئی جان توڑتا ہے تو تم اسکو دیکھکر اپنی جان دیے دیتے ہو پھر اگر تم اپنے آپ کو
ایسا سمجھتے تھے تو مدینین نہیں جانتے تھے کہ قبضۂ قدرت میں ہر دم مقہور و ذلیل مطیع ہے پھر اگر سچے ہو کہ مدینین نہیں ہو تو کیوں نہیں اس
نفس کو یہاں پھیر لیتے ہو کیونکہ تم اسی دنیا کو کمال نعمت سمجھتے ہو اسکے بعد کچھ نہیں مانتے ہو پھر کیوں مرتے ہو (قلت) کافروں مشرکوں کے
توحید اسلام کو نہایت ناگوار جانا حتی کہ ابتدا میں تلوار کے زور سے مٹانے اُٹھے اور نجانا کہ اللہ تعالے کے سوائے کسی میں الوہیت نہیں ہے
اور جب وہ اس دین کو پورا کرنا چاہتا ہے تو کسی طرح نہیں مٹ سکتا ہے لڑائی میں کافروں نے شکست کھائی تو گمان کیا کہ محمد صلے اللہ [illegible]

Marfat.com

عدا کرتے ہین اسلیے وہ لڑائی مین نہین مارے جاوینگے لہذا احد مین اللہ تعالے نے اصحاب کو ہٹا دیا اور رسول اللہ صلے اللہ
ہر چند کافرون نے زغہ کیا مگر کچھ نہوا آخر کار کہنے لگے کہ وہ ہم سے محفوظ کیے گئے ہین پھر کہنے لگے کہ نتربص بہ ریب المنون۔
کے مرنے کے منتظر ہین جب انتقال ہوگا تو پھر سب مسلمان متفرق ہو جاوینگے تب ہم شرک سے بدستور مزے اُڑانے لگینگے یہ جہالت عجیب تھی
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مرنے والا جانتے تھے اور اپنی فکر نہ تھی کہ شاید خود کافر مر کر جہنم مین چلے جاوین تو یہ کہان سے جانا کہ خود زندہ رہینگے ہر جاندار کو
موت کا مزہ چکھنا ہوگا یہ اللہ تعالے کی عظیم قدرت سب مغرورون پر ظاہر ہے اب یہ بات تو ہم نے پہچان لی کہ خداے تعالے کی حکمت مین مقرر
ہے کہ دنیا مین جسکو پیدا کیا اسکو ایک وقت معین پر موت دے اب چاہیے کہ ہم اس حکمت کے معنے پہچانین کہ یہ کیا بات ہے اللہ تعالے نے ہمکو بتلایا کہ
ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ ثم الینا ترجعون۔ اسکا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے دنیا مین ہمیشگی نہین رکھی بلکہ آخرت مین ہمیشگی رکھی ہے اور وہان جنت
گھر جنت ہے اور غضب کا گھر جہنم ہے اور اللہ تعالے خوب جانتا ہے کہ یہ مخلوق قابل جنت ہے اور یہ مخلوق قابل دوزخ ہے لیکن اُس نے کمال
عدل سے چاہا کہ دونون قسم کے لوگ ایسے طور پر رکھے جاوین کہ خود بخود اپنی استعداد کا اقرار کرین پس اللہ تعالے نے دنیا کو ظاہر فرمایا کر جنت و جہنم کو
مخفی کر دیا اور یہان سب کو صاف آگاہ کر دیا کہ اگر ایمان لاؤ تو جنت ہے اور اگر کفر کرو تو دنیا متصل جہنم ہے پس بہتر لوگون نے آخرت کی جنت کا اقرار کیا اور دنیا
مین قدر ضرورت بسر کرکے وہان جانیکا قصد کیا اور اکثر لوگون نے دنیا کو نقد سمجھکر آخرت کو وہم قرار دیا اور جب آخرت ہی کو نہ مانا تو جن باتون کے
کرنے سے آخرت ملتی انکو بھی وہم وخیال سمجھتے ہین اور جسنے انکو آخرت بتلائی اسکو بھی نہین مانتے لہذا رسول و قرآن سب سے منکر ہین اب انکا کام فقط
یہی رہا کہ دنیا حاصل کرین اور اس سے آرام وآسایش و فخر وعزت بناوین اور اپنی رائے سے دنیا کی چیزون مین تصرف کرین لیکن ہر طرح
لا اُبالی تصرف کرنے مین دنیا بگڑی جاتی تھی لہذا اپنی رائے سے اسکے قاعدے بنائے ہین مثلاً اگر ہر ایک مرد جس عورت کو چاہے پکڑ کر اپنے بستر پر
لٹاوے تو اس سے فتنہ برپا ہوگا کہ جو مرد محبت سے اسکا شوہر ہوا ہے اسکو ناگوار ہوگا اسواسطے قاعدہ رہا کہ ایسا نہ کرین اور اگر تنہائی مین وہ عورت
اس مرد کے ساتھ کسی بہانے جاوے اور موقع سے اسکے ساتھ ہمبستر ہو تو کچھ مضائقہ نہین جانتے اسیطرح ملکی و مالی قاعدے یہ لوگ اپنی رائے سے اسی
مصلحت کو سوچکر بناتے ہین اور انہین سے بعضی قومین اپنا بادشاہ بھی مقرر نہین کرتین اسلئے کہ جب ایک خاص شخص بادشاہی تاج رکھتا اور حکومت
کرتا ہے تو دوسرونکو اس سے رشک وحسد ہوتا ہے کہ کسی طرح ہم بھی اسی رتبہ کو حاصل کرین اور اسوجہ سے باہم سازش ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ
سب طرح کی اصلاح جو یہ لوگ کرتے ہین اسکی اصلی غرض یہ ہے کہ دنیا مین راحت وآرام حاصل کرین اور اپنی رائے سے دنیا مین جسمی قوت اور
دولت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین کیونکہ انکے نزدیک جو کچھ ہے یہی دنیا ہے اور دوسرا فریق جسنے آخرت کو مانا اور یہان سے مرنے کے بعد
اپنی انجام آخرت جانا وہ اللہ تعالے کے بے انتہا شکر گزار رہتے ہین کہ ہمکو یہ ہدایت دی اور ہم پر بے انتہا یہ احسان کیا کہ اپنا رسول کریم بھیجا جسنے
ہمکو اللہ تعالے کی شان الوہیت سمجھائی پس ہم نے اپنے رب تبارک وتعالے کو پہچانا اور اپنا آغاز وانجام جانا اور رسول علیہ السلام نے ہمکو وہ طریقہ
بتلایا جس سے ہمکو اللہ تعالے کی رحمت حاصل ہو تب ہم یہان سے مرنے کے بعد جنت مین جاوین اور بیشک ہم اس درخت سے یا خاک کی دیوار سے
کمین ہین جو صدہا برس قائم ہے اور آدمی چند روز مین مرجاتا ہے اور ہمارے درمیان مین بعض شخص ایسا نیکبخت صالح ہوتا ہے کہ سب لوگ
اس سے خوش اور اُسکی تعریفین کرتے رہتے ہین لیکن وہ بادشاہ نہین ہے اور جو شخص بادشاہ ہے وہ رنڈی باز بدکار ظالم بدتر ہے کہ سب اس سے
ڈرتے رہتے ہین اور اُسکے خوف سے کچھ بول نہین سکتے یا اسکی رعیت مین ایسے ہی ظالم تبہ کار لوگ ہین پھر اگر یہی دنیا ہوتی تو اللہ تعالے کے
نزدیک بہتر یہی تھا کہ یہ نیک مرد بادشاہ ہوا اور اُسکی نظیرین دنیا مین بے شمار موجود ہین کہ نیکبخت مظلوم ہوا اور بدبخت بدکار نے ظلم کیا تو ضرور یہان

Marfat.com

فقط امتحانی اعمال ہین جنکا حساب ضرور آخرت مین ہوگا اور کافرون نے تو یہ کہدیا کہ یہان کوئی خدا بھی نہین [illegible]
ہوتی جاتی ہے اور یہ جانور اتنا نہین سمجھتے کہ پھر جسوقت حلق پر روح پہونچتی ہے تو اس غم و درد کے باوجود کیون خود [illegible]
[illegible] بہشت و دوزخ جو دائمی ملک ہین جنکے مقابلہ مین یہ زمین گویا ایک ذرہ بھی نہین ہے پیدا کیئے اور ان دونون ملکون [illegible]
[illegible] تعالے کو معلوم ہین لیکن کمال عدل سے دونون فریق کو دنیا مین پیدا کر دیا تاکہ یہان سے خود ہر ایک اپنے اپنے اصلی وطن کو جاوے
ایک کو جنت کا راستہ بتلا دیا کہ اگر اس سے مخالفت کروگے تو پھر وہ جہنم کا راستہ ہے پس کثیر لوگون نے دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی جنت کو لیا [illegible]
اسی دنیا کو جہنم کے ساتھ اختیار کیا اور اللہ تعالے نے فرمایا ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ الآیہ۔ یعنے تم لوگون کو ہم نے بلا اور بھلائی سے آزمایا اور آخر
ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤگے، یعنے دنیا مین دولت و ثروت و لذت شہوت سب پیدا فرمائی ہین اور محتاجی و بیماری وغیرہ بھی پیدا فرمائی
اور انکے ساتھ مین جنت کی راہ بتلائی کہ جو کوئی ایمان کے ساتھ دنیا سے نظر اٹھا کر شریعت حقہ پر مرے وہ جنت مین جاوے تو خلاصہ یہ [illegible]
دنیا کی زندگی فقط اسی امتحان کے لیئے ہے کہ جنت اختیار کی ہے تو عاقل مومن کا اصلی مقصود یہ ہے کہ دنیا اختیار کرنے پر جسقدر جلد ممکن ہو امتحان
زمانہ ختم ہو جاوے تاکہ وہ اپنے اصلی گھر پہونچ جاوے اسیواسطے کمال الیقین کی دلیل یہ ہے کہ وہ جلد اپنی موت کا انتظار کرے اور اسکو دل سے محبوب
رکھے کیونکہ اُسی کے جلوہ دکھلانے پر آدمی اس نعمت بے زوال مین پہونچیگا اسیواسطے حدیث مین ایمان کا حقیقی نور دل مین ہونے کی یہ علامت
مذکور ہے کہ اس دار غرور یعنے دنیا سے پہلو تہی کرے اور دار الخلود جنت کی جانب جھکے اور موت کے لیئے مستعد سامان و سامان جمع کرے یعنی وغیرہ
الحاصل جو لوگ کافر ہین انکی حماقت انتہا درجہ پر ہے کہ دنیا مین روح نکلنے کو روک نہین سکتے پھر بھی دنیا پر مغرور ہین اور مومن بہت سے
غافل ہین حالانکہ موت مقدر جب آتی ہے ایک دم روح نہین رُکتی بلکہ نکل ہی جاتی ہے اور آخر مین اصلی مقام کی طرف جانا لازم ہے

اور وہ اس تفصیل سے ہے جو فرمائی بقولہ تعالے

فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ۝ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝

سو جو اگر وہ ہوا پاس والون مین تو راحت ہے اور روزی ہے اور باغ نعمت کا اور جو اگر وہ ہوا داہنے والون مین

فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۙ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۙ۝

تو سلامتی پہونچے تجکو داہنے والون سے اور جو اگر وہ ہوا جھٹلانے والون مین بہکون مین تو مہمانی ہے جلتا پانی اور

وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۚ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ ع ٣ ٢٢

پیٹھانا آگ مین بیشک یہ بات یہی ہے لائق یقین کے سو بول پاکی اپنے رب کے نام سے جو سب سے بڑا ہے

یعنے جب روح حلقوم پر پہنچکر کسی کے روکے سے نہ رُکی اور نکل گئی تو وہ تین اقسام مذکورہ بالا مین سے ضرور ایک قسم ہوگی اور تفصیل یہ ہے کہ
فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ پس اگر وہ روح مقربین مین سے تھی ف جو دنیا مین امتحان کے لیئے آئی تھی اور یہان سبقت کے ساتھ
اُسنے جان و مال فدا کیا اور اپنا وقت امتحان ختم کیا اور نکل۔ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ۔ تو روح اور ریحان اور جنت نعیم ہے ف یعنے
اس روح پاکیزہ و مطہرہ کے لئے وہان کے لباس مین جنت نعیم کے ساتھ روح و ریحان ہے شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے نے ان آیات کی تفسیر
مین لکھا کہ ان آیات مین تین قسم کے حالات مذکور ہین اور آدمی جب مرنے لگتا ہے تو انھین تین حالتون مین سے ایک قسم کی حالت ہوتی ہے یعنے
یا تو وہ مقربین مین سے ہوتا ہے یا اُسے کم درجہ مین اصحاب الیمین مین سے ہوتا ہے یہ دونون مومنین مصدقین کی قسمین ہین اور تیسری قسم [illegible]

[illegible] والا ان مین سے ہوتا ہے اور اس قسم مین مشرک و منافق و کافر سب داخل ہین اور اللہ تعالیٰ نے یہان تفصیل فرمائی کہ اگر وہ
[illegible] اسکے واسطے روح و ریحان و جنت نعیم ہے مقربین وہ لوگ ہین جو واجبات و مستحبات بجا لائے اور انھون نے محرمات و مکروہات کے
[illegible] مباح چیزون کو بھی چھوڑ دیا اور یہ اعلیٰ درجہ ہے اور مباح وہ ہے کہ جسکے کرنے مین کوئی گناہ نہین ہوتا اگرچہ ثواب بھی نہو لیکن کبھی
[illegible] واسطے کہ بعض مباح چیز خلاف مروت ہوتی ہے جیسے راستہ یا بازار مین کھانا پینا اور بعض مباح ایسی ہوتی ہے کہ بالفعل اُس سے کوئی ضرر
نہین [illegible] لیکن شاید عادت پڑ جاوے تو دنیا کی مزہ کی جانب تعلق خاطر پیدا ہو جائیگا یا آخرت کا سامان طاعت جمع کرنے مین حرج و خلل پیدا ہوگا
جیسے عمدہ غذا زیادہ کھائی تو اُسکے ہضم ہونے کے واسطے بائین کروٹ پر خواب راحت کی ضرورت ہے اور بعض مباح ایسے ہوتے ہین کہ اُن مین کچھ
شبہ ہے لیکن اس شبہ کے واسطے کوئی دلیل قائم نہین ہے اسیواسطے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے فرمایا کہ ایمان کا کمال نہین ہوتا جبتک
آدمی بعضی ایسی چیزونکو نہ چھوڑ دے جنمین کچھ مضائقہ نہین ہے بخوف اسکے کہ ایسی چیز مین مبتلا نہو جاوے جسمین کچھ مضائقہ ہے (البخاری وغیرہ)
الحاصل جس شخص کو موت آئی اگر وہ اس درجہ کے مقربین متقین مین سے ہے تو اُسکے لیئے ہے روح الخ جمہور کی قرأت مین روح بفتح را ہے
علی بن ابی طلحہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی کہ روح یعنے راحت ہے اور ریحان یعنے استراحت ہے علماءؒ نے کہا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ دنیا کے
امتحان و خطرہ سے اُسکو استراحت ہوئی اور اب آیندہ بلا خطر اُسکو راحت ہے اور بعض علماءؒ نے کہا کہ اسکے برعکس ہے یعنے راحت اُسکو دنیا کی
محنت سے ہوئی اور آیندہ استراحت ہے اور سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ روح یعنے فرحت ہے اور مجاہدؒ نے کہا یعنے جنت ہے اور ریحان آسایش کی
نعمتین ہین اور ابن عباس و ایک جماعت نے کہا کہ ریحان رزق ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ان سب اقوال مین کچھ اختلاف و تفاوت نہین ہے
بلکہ سب صحیح ہین اور جو شخص اس شان سے مرا کہ وہ بندگان مقربین مین سے تھا تو اُسکو یہ سب باتین حاصل ہوتی ہین یعنے راحت و رحمت
و استراحت و فرحت و سرور و رزق خوب و جنت نعیم سب پاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ اسمین نکتہ یہ ہے کہ دنیا مین جو الفاظ ہم لوگون کو معلوم ہین وہ
انھین معنے کے واسطے بنائے گئے ہین جو دنیا مین موجود ہین حالانکہ دنیا مین کوئی ایسی چیز موجود نہین ہے جو آخرت مین ہے اور دنیا کی بعض
نعمتین جنکو لوگ سب سے اعلیٰ سمجھتے ہین وہ آخرت مین بر وجہ حقیقت موجود ہین تو معلوم ہوا کہ دنیا کی نعمتون سے اگر سب نعمتون سے تفسیر کیجاوے
تو بھی وہان کی ایک نعمت حقیقی کا حق ادا نہوگا لہذا سب تفسیرین ٹھیک ہین بلکہ انکے بعد یہ کہنے کی ضرورت باقی ہے کہ یہ سب تمھاری سمجھ کے
مطابق ہے اور اُنکی حقیقت تمھاری سمجھ سے باہر ہے کیونکہ تم خوب جانتے ہو کہ تمھارے حواس اُس عالم آخرت کی کوئی چیز نہین سمجھ سکتے ہین
پس کلام الٰہی حاوی و کامل موفور ہے لیکن اُسکے ادراک کرنے مین تمھارے حواس کا قصور ہے اور اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اپنے خیال مین
تم جہانتک سمجھے تھے انکو بہت بڑی نعمتین سمجھے تھے اور اب تمکو معلوم ہوا کہ تمھاری سمجھ ان حقیقی نعمتون مین سے ایک ذرہ کو بھی نہین پہونچی ہے
تو سمجھدار کے واسطے رغبت بے انتہا پیدا ہوئی اور ان آیات سے یہی اشارہ مقصود ہے کہ رغبت دلائی جاوے اور جو لوگ دنیا مین بھٹکتے ہین اُنکو
بتلا دیا جاوے کہ تم اپنے اصلی گھر کو چھوڑ کر جس دنیا کو لینا چاہتے ہو اس دنیا کو اس سے کچھ بھی مناسبت نہین ہے پس ایسا خسارہ مت اُٹھاؤ اگر
کہا جاوے کہ کیا سونے و چاندی و جواہرات مین بھی فرق ہے جواب یہ ہے کہ سبحان اللہ جب تمکو یہ بات معلوم ہوگئی کہ دنیا ایک نقلی ہیچ چیز ہے تو
اُسکی سب چیزین ایسی ہی ہین کیا نہین دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین مصرح فرمایا جسکا حاصل یہ ہے کہ اگر وجہ خاص نہوتی تو کافرونکو
دنیا مین سونے چاندی کے مکانات مع ساز و سامان دیئے جاتے یعنے جو شخص یہان کافر ہوتا وہ کافر ہوتے ہی یہ سامان پاتا پس اہل عقل
کے نزدیک صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ جنت کے سونے و چاندی کے مثل ہوتا تو اُنکو حاصل ہو جاتی اور یہ باطل ہے پس معلوم ہوا کہ دنیا کی یہ

چیزین انکو ملتا ہین اور جنت مین جس سونے و چاندی و جواہرات کا سامان رکھا گیا ہے وہ حقیقت اصلیہ مین [illegible]
آگے بمنزلہ خاک ہے الحاصل مقربین کو جو نعمتین حاصل ہونگی اُنکے واسطے دنیاوی الفاظ کے معنے سمجھ لینا سے [illegible]
کوئی خطا نہو گی اب سوال یہ ہے کہ کیا مقربین مین سے جو شخص مرا وہ مرتے ہی ان نعمتون مین پہونچ جاتا ہے بعض علما نے [illegible]
روح حلقوم پر پہونچتی ہے تو ملائکہ یہ بشارت سناتے ہین یعنے روح پاکیزہ کو جو اس جسم پاکیزہ مین تھی سلام کرکے خوشخبری دیتے ہین کہ [illegible]
روح و ریحان و رب الرحمن کی طرف چلیے اور یہ حدیث صحیح مین مصرح ہے علماء تابعین مین سے شیخ ابو العالیہ و محمد بن کعب نے [illegible]
باتین بیان کی ہین ابو العالیہؒ نے کہا کہ جب مقربین مین سے کسی شخص کے انتقال کا وقت آتا ہے تو ملائکہ ریحان الجنت مین سے ایک [illegible]
لاتے ہین اُسکی روح اُسمین چلی آتی ہے محمد بن کعبؒ نے کہا کہ دنیا مین کوئی شخص ہو جب حلقوم پر اُسکی روح پہونچتی ہے تو وہ صاف جان [illegible]
ہے کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی ہے یعنے اُسوقت پردہ کھل جاتا ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ سورۂ ابراہیم مین اللہ تعالے کے فرمان یثبت اللہ الذین
آمنوا بالقول الثابت الآیہ کی تفسیر مین جو کچھ ہم نے بیان کیا اُسکو یہان دوبارہ بیان کرنا عمدہ تھا لیکن ہم نے اُسکا اشارہ کر دیا اور حدیث تمیم [illegible]
عنہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل ملک الموت سے فرماتا ہے کہ فلان بندے کے پاس جا کر اُسکو میرے یہان لا [illegible]
مین نے اُس بندے کو مصیبت و راحت سب طرح سے آزمایا اور وہ ہر حالت مین میری رضامندی کے موافق بجا لایا اب تو جا کر اُسکو لے آ [illegible]
راحت دون پس ملک الموت اپنے ساتھ پانچسو ملائکہ کو لیے ہوے آتے ہین اور اُنکے پاس جنت کے عمدہ عمدہ لباس بطور کفن کے اور جنت کا
حنوط یعنی خوشبو [illegible] اُنکے ساتھ ریحان کے گلدستہ ہوتے ہین وہ مردہ پھول نہین ہین اور اُس اصلی گلدستہ مین جو درخت کے مثل ہے بیس شاخین ہوتی ہین جو
ایک ہی جڑ سے نکلی ہین اور ہر ایک کا رنگ علیحدہ علیحدہ ہے اور ہر ایک کی خوشبو بھی علیحدہ علیحدہ ہے اور اُنکے ساتھ مین سفید حریر ہوتا ہے جو مشک
سے معطر ہوتا ہے یہ حدیث پوری بہت طولانی ہے جو ہمنے اُسی مقام پر بیان کر دی ہے یہان اس بیان سے روح و ریحان کے معنے ظاہر ہوے
اور امام احمد نے ام المؤمنین عائشہؓ سے حدیث روایت کی کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فَرُوْحٌ یعنے بضم الرا پڑھتے سنا (رواہ ابو داؤد والترمذی
والنسائی) اور اُم ہانی رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ جب ہم لوگ مرینگے تو کیا ایک دوسرے سے ملاقات
کرینگے اور دیکھینگے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نسمہ انسانی پرند ہے جنت کے درخت سے کھاتا ہے یہانتک کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو
ہر نفس اپنے جسم مین داخل ہو جائیگا (امام احمد) اس حدیث مین ہر بندۂ مومن کے واسطے بہت خوشی کی بشارت ہے قال الامام احمد اخبرنا محمد
بن ادریس الشافعی عن الامام مالک بن انس عن الزہری عن عبد الرحمن بن کعب عن مالک عن ابیہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال انما
نسمة المؤمن طائر یعلق فی شجر الجنة حتی یرجعہ اللہ فی جسدہ یوم یبعثہ یعنی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
کہ نسمۂ مومن ایک پرند ہے کہ جنت کے درخت سے کھاتا ہے یہانتک کہ یوم البعث کو جب اللہ تعالے اُٹھاویگا تو اُسکو اُسکے جسم مین واپس فرماویگا
(اسناد صحیح عظیم) یعنے یہ اسناد اور حدیث درجۂ اعلی کی صحت مین داخل ہے اور صحیح مین بھی روایت آئی ہے کہ شہیدون کی روحین سبز پرندون
کے پوٹون مین جنت مین جہان چاہتی ہین سیر کرتی اور کھاتی پھرتی ہین پھر ان قندیلون مین آجاتی ہین جو عرش کے نیچے لٹکتی ہین اور امام احمد
نے جید اسناد کے ساتھ عطاء بن السائب سے روایت کی کہ مین نے پہلے جس دن عبد الرحمن بن ابی لیلی کو پایا اور پہچانا تو مین نے دیکھا کہ
ایک پیر مرد بزرگ ہین جنکی داڑھی اور سر کے بال سفید ہین اور مین نے دیکھا کہ وہ اپنے خچر پر سوار ایک جنازہ کے پیچھے جاتے تھے تو مین نے سنا کہ وہ
فرماتے تھے کہ مجھسے فلان صحابی نے یہ حدیث فرمائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من احب لقاء اللہ الخ یعنے جو شخص اللہ تعالے سے

رکھتا ہے اللہ تعالےٰ اُسکی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات کو ناگوار رکھتا ہے تو اللہ تعالےٰ اُسکی
ملاقات کو ناگوار رکھتا ہے عطا بن السائب نے کہا کہ لوگون نے یہ سنکر رونا شروع کیا تو عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ کیون روتے ہو
انہون نے عرض کیا کہ ہم اس وجہ سے روتے ہین کہ موت تو ہمکو ناگوار ہے تو آپ نے فرمایا کہ بات یہ نہین ہے جو تم خیال کرتے ہو بلکہ حدیث مین اُس
حالت کا بیان ہے جب آدمی پر موت حاضر ہوتی ہے پس اگر وہ مقربین مین سے ہوتا ہے تو اُسکے لیے روح وریحان وجنۃ نعیم ہے پس جب اُسکو ان
نعمتون کی بشارت دیجاتی ہے تو وہ لقاء الٰہی عزوجل کے واسطے مشتاق ہوتا ہے اور اللہ عزوجل بھی اُسکی ملاقات کو دوست فرماتا ہے اور اگر وہ
شخص مکذب گمراہ تھا تو اُسکے واسطے حمیم کی مہمانی ہے پس جب اُسکو یہ خبر سنائی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی ملاقات کو ناگوار رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو
اس سے بھی زیادہ اُسکی ملاقات ناگوار ہے (رواہ احمد) اور صحیح مین ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوری حدیث مع تفسیر کے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے۔ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۔ اور اگر یہ شخص اصحاب الیمین سے ہوتا ہے ف یعنے اگر یہ بندہ موت کی
حالت مین جبکہ حلقوم پر روح آگئی اور کسی مین یہ طاقت نہین کہ اُسکی روح کو لوٹا دے بلکہ کوئی دم مین نکلنا چاہتی ہے پس اگر یہ بندہ اصحاب الیمین
مین سے ہے یہ لوگ بھی مومنین صادقین ہین اگرچہ مقربین کے برابر نہین ہین۔ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۔ پس سلام ہے تیرے واسطے
اے اصحاب الیمین کے آدمی ف یعنے ملائکہ اُسکو بشارت دیتے ہین کہ سلام ہے تمہارے واسطے تمپر کچھ نہین ہے تم سلامتی مین جاتے ہو تم اصحاب الیمین
مین سے ہو اور بعض علماء نے اسکا ترجمہ کیا کہ تجکو اصحاب الیمین کی طرف سے سلام ہے یعنے جب وہ مرے تو کچھ خوف نہ کرے کیونکہ وہ اصحاب الیمین مین سے
تھا اور اُسکی طرف سے تجکو سلامتی کی خبر ہے ولیکن معنے اول بہتر ہین اور قتادہ وابن زید نے کہا کہ قولہ فسلام لک من اصحاب الیمین یعنے اُس مرنے والے
سے کہا جاتا ہے کہ تو عذاب الٰہی سے سالم بے خوف ہے اور ملائکہ اُسپر سلام کرتے ہین عکرمہ نے کہا کہ ملائکہ اُسپر سلام کر کے اُسکو خبر دیتے ہین کہ تو اصحاب الیمین
مین سے ہے یعنے ملائکہ یون کہتے ہین کہ سلام لک انت من اصحاب الیمین شیخ نے کہا کہ یہ تفسیر عمدہ ہے گویا اُسکی تفسیر دوسری آیت ہے جو اللہ تعالےٰ
نے فرمایا۔ ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الآیہ۔ یعنے جن بندون نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے تو ملائکہ اُن پر بشارت لیکر اُترتے
ہین کہ تم خوف نہ کرو اور کسی بات سے غمگین نہو اور اس جنت کی خوشخبری لو جسکا وعدہ دیا جاتا تھا ہم لوگ دنیا کی زندگی مین تمہارے ساتھی
دوست تھے اور آخرت مین بھی ہین اور جنت مین جس چیز کو تمہارا جی چاہے موجود ہے اور جو کچھ وہان مانگوگے وہ پاؤگے اور یہ رب غفور الرحیم
کی طرف سے تمہاری مہمانداری ہے۔ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۔ اور اگر یہ شخص جھٹلانے والون گمراہون سے تھا ف
یعنے یہ میت جسکی روح حلقوم پر پہونچی ہے اگر وہ اللہ تعالےٰ کا وجود نہین مانتا تھا یا اللہ تعالےٰ کی الوہیت نہین مانتا تھا بلکہ جس طرح اُسکا جی
چاہتا تھا شرک کا قائل تھا یا پیغمبر کو جھٹلاتا تھا غرض سوائے مستقیم راہ توحید وسنت کے کسی طریقہ کا گمراہ تھا۔ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّتَصْلِيَةُ
جَحِيْمٍ پس اُسکی مہمانداری حمیم سے ہے اور جہنم مین جھونکا جانا ف الحمیم کو پوچھو تو کیا پوچھتے ہو۔ یصہر بہ ما فی بطونہم والجلود یعنے حمیم پانی سے
انکے پیٹ کے احشاء آنتین کٹ کر نکلینگی اور کھال سر سے پانون پر آجاویگی اور آخر تصلیۃ جحیم ہے یعنے جہنم کے قیدخانہ مین بٹھایا جایگا کہ ہر طرف سے
اُسکو آگ گھیرے ہوگی اور وہ اس آگ مین ڈوبا پڑا ہوگا۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۔ بیشک یہ ضرور حق الیقین ہے ف یعنے یہ خبر جو کچھ
بیان فرمائی گئی بیشک بلا شبہہ حق الیقین ہے اسمین کچھ بھی فرق نہین اور کچھ بھی زیادتی وکمی نہین ہے آدمی اگر آنکھون دیکھکر کسی چیز کو یقین کرے
تو اسمین کچھ شبہہ بھی ہوسکتا ہے اور یہ اُس سے بڑھکر حق الیقین ہے اللہ تعالےٰ نے اس آیت کو بے انتہا تاکید سے بلیغ فرمایا پس اہل ایمان کو مبارکباد
ہے جو اس کلام حق پر یقین لاتے ہین اور اسکو حق الیقین جانتے ہین۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۔ پس اپنے رب کے اسم عظیم کیساتھ تسبیح کر

Marfat.com

ف سبحان ربی العظیم اور اہل ایمان جب غور سے اس شان کو خیال کرتے ہین تو انکو اپنے اوپر اپنے رب عز و جل کی [illegible]
جسکا اندازہ عقل نورانی کے خیال سے بھی اعلی و اجل ہے جسنے انکو اس عذاب سخت سے نجات فرمائی اور اس جہالت کفر [illegible]
بدو معرفت کی راہ دی جسکا انجام بے انتہا نعمت ہے پس وہ چاہتے ہین کہ انکا بال بال اور رویان رویان اگر اس قابل ہو [illegible]
بنے رب عز و جل کا شکر کرے اور پھر بھی ایک ذرہ ادا نہو اور سب سے زیادہ یہ نعمت ہے کہ فقط آسان نماز مین اور زبان کی تسبیح [illegible]
فرمائی گئی اور عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اپنے رکوع
مین رکھو (یعنے نماز کے رکوع مین سبحان ربی العظیم کہا کرو) اور جب سبح اسم ربک الاعلی نازل ہوا تو رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو اپنے سجدہ
مین رکھو (یعنے سجدہ مین سبحان ربی الاعلی کہا کرو) (احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ) اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جس بندے نے کہا کہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ تو اسکے واسطے جنت مین ایک درخت لگایا جاتا ہے (النسائی والترمذی وقال حسن غریب)
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمہ ہین جو زبان پر ہلکے ہین اور میزان عدل مین بھاری ہین اور رب
عز و جل کو محبوب ہین وہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم ہین (البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجہ) تفسیر سورۂ واقعہ
تمام ہوئی والحمد للہ رب العرش رب العالمین

سُورَةُ الْحَدِيدِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً

خطیب نے لکھا کہ اس سورۂ مبارک مین انتیس ۲۹ آیات ہین جنکے کلمات کا شمار پانچسو چوالیس ۵۴۴ ہے اور حروف کا شمار دو ہزار چار سو چھہتر ہے
اور کہا کہ یہ سورہ مکیہ ہے یا مدنیہ ہے (السراج) اور قرطبی نے لکھا کہ سب کے قول مین یہ سورہ مدنیہ ہے اور ابن عباس و ابن الزبیر سے
روایت ہے کہ یہ سورہ مدینہ مین نازل ہوا ہے اور یہی جمہور کا قول روایت کیا گیا ہے اور بعض نے کہا کہ زمخشری نے اسکو مکیہ کہا اور اسکی تائید
مین بعض اخبار دلالت کرتے ہین چنانچہ حضرت عمر کے اسلام لانے کا قصہ روایت کیا تو اسمین یہ مذکور ہے کہ انکی بہن کے پاس ایک صحیفہ مین یہ
سورہ لکھا ہوا تھا انھون نے اول سے قولہ ان کنتم مؤمنین تک تلاوت کیا اور مسلمان ہو گئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیات مکیہ ہین پس اگر یہ امر قوی
اسناد سے ثبوت ہو تو یون کہنا چاہیئے کہ اول سے چند آیات مکیہ ہین مترجم کہتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے قصہ مین ایک روایت یہ
ہے کہ سورۂ طٰہٰ اس صحیفہ مین لکھی تھی بالجملہ استثنا کرنا کسی دلیل قوی سے چاہیئے اور تفسیر ابن کثیرؒ مین فقط اسی قدر لکھا کہ یہ تفسیر سورۂ حدید ہے اور
وہ مدنیہ ہے۔ پس ظاہر یہی سورہ مدنیہ ہے اور حدید کا بیان بھی جہاد سے متعلق ہے جو بعد ہجرت مدینہ کے شروع ہوا ہے واللہ تعالے اعلم۔ اور
واضح ہو کہ اس سورہ کے متعلق بعض روایات ہین از انجملہ روایت کیا جاتا ہے کہ ابن عمرؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ سورۂ حدید کا
نزول منگل کے روز ہوا اور ابتدا مین اللہ تعالے نے لوہے کو منگل کے روز پیدا فرمایا تھا اور آدم علیہ السلام کے دو لڑکون مین سے ایک نے
اپنے بھائی کو منگل کے روز مار ڈالا تھا اور کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منگل کے روز پچھنے دلوانے سے منع فرمایا (رواہ الطبرانی وابن مردویہ)
یعنے اس روایت کو طبرانی و ابن مردویہ نے اسناد کیا لیکن امام سیوطیؒ نے کہا کہ اسکی اسناد ضعیف ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعا
کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ منگل کے روز پچھنے مت دلواؤ اسلئے کہ سورۂ حدید منگل کے روز نازل [illegible]
(دیلمی)، شیخ دہلویؒ نے عجالہ مین فرمایا کہ دیلمی وغیرہ اس طبقہ کی روایات پر بغیر تحقیق کے اعتماد نہین ہو سکتا کیونکہ متقدمین [illegible]

روایت کا نشان نہین تھا اور اگر انھون نے اسکو پایا تو ضرور کسی وجہ سے کسی علت قوی سے اسکو موضوع جانا یا قابل روایت نہین جانا واللہ اعلم عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خواب فرمانے سے پہلے مسبحات پڑھ لیا کرتے تھے اور فرماتے کہ امین ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے افضل ہے (رواہ احمد والترمذی والنسائی) اسکی اسناد مین بقیۃ بن الولید راوی مین کلام ہے لیکن کوئی ایسا کلام نہین ہے جس سے زیادہ ضعف لازم آوے اور وہ ضعف اس طریقہ سے مرتفع ہوجاتا ہے کہ نسائی نے باسناد جید اسکو خالد بن معدان تابعی سے مرسل روایت کیا اور سیوطیؒ نے کہا کہ ابن الضریس نے اسکو یحیی بن ابی کثیر تابعی سے مرسل روایت کیا اگر کہا جاوے کہ ان مین وہ کون آیت ہے جو ہزار آیت سے افضل ہے تو یحیی بن ابی کثیر نے کہا کہ ہمارے نزدیک شاید وہ آیت ہے جو سورۂ حشر کے آخر مین ہے اور شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ شاید اس آیت سے مراد قولہ تعالے ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شئ علیم ہے مترجم کہتا ہے کہ سورۂ حشر کے آخر مین یہ آیت ہے ہو اللہ الخالق الباری المصور لہ الاسماء الحسنی یسبح لہ ما فی السموات والارض وہو العزیز الحکیم۔ اور اسکی فضیلت مین احادیث اپنے موقع پر آوینگی از انجملہ حدیث ابی امامہ رضی اللہ عنہ ہے کہ جسنے خواتیم الحشر کو رات یا دن مین پڑھا پھر اسی رات یا دن مین مرا تو اللہ تعالے اُسکے لیے جنت واجب فرمایگا (البیہقی وابن عدی وابن مردویہ والخطیب) اور حضرت انسؓ کی روایت مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ جب اپنے بستر پر جاوے تو سورۂ حشر کا آخر پڑھے اور فرمایا کہ اگر تو مرا تو شہید مریگا (ابن السنی وابن مردویہ) مترجم کہتا ہے کہ اسمین یہ احتمال ہے کہ خاتمہ سورۂ حشر سے قولہ ہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو عالم الغیب والشہادۃ سے آخر تک مراد ہو یعنے تین آیات مراد ہون اگر کہا جاوے کہ ایک آیت کا ہزار آیت سے افضل ہونا کیا معنے رکھتا ہے جواب یہ ہے کہ قرآن ہونے مین ایک آیت اور ہزار آیت دونون برابر ہین پس اس راہ سے دونون مین کچھ فرق نہین ہے لیکن افضل ہونا دوسری راہ سے ہے اور وہ یہ ہے کہ مثلاً سورۂ تبت یدا مین ابولہب اور اُسکی زوجہ کی قبیح حالت مذکور ہے تو اسکی فضیلت اس راہ سے ہے کہ اللہ تعالے نے اس موذی کافر کے جہنمی ہونیکا کلام ازل مین فرمایا تھا پس یہ کلام الٰہی افضل ہے رہا ابولہب و اسکی زوجہ کا حال تو اسمین خاص فضیلت نہین ہے کہ ہم ان دونون کو یاد کرین بخلاف اسکے قل ہو اللہ احد مین اول تو کلام الٰہی ہے دوسرے اسمین اللہ تعالے کی شان الوہیت کا بیان ہے جسکی یاد روح روان کی غذا ہے پس ذکر اور مذکور دونون افضل ہین اور شیخ ابن کثیرؒ نے جو آیت بیان کی اُسکی دلیل عنقریب آتی ہے اگر کہا جاوے کہ روایت مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواب سے پہلے مسبحات پڑھ لیتے تھے یہ کون سورتین ہین جنمین سے ایک آیت افضل ہزار سے ہے جواب یہ ہے کہ یہ پانچ سورتین ہین جنکے اول مین تسبیح سے شروع ہے خواہ سبح للہ یا یسبح للہ اور اُنکے نام یہ ہین اول سورۂ حدید یعنے جسکی تفسیر شروع ہوتی ہے اور جو آیت کہ شیخ ابن کثیرؒ نے بیان کی وہ اسی سورہ مین ہے دوم سورۂ حشر اور یہ اٹھائیسوین پارہ مین آتی ہے سوم سورۂ صف جسمین صف جہاد کی خوبصورتی ہے چہارم سورۂ جمعہ ہے پنجم سورۂ تغابن ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ ہے آسمانون اور زمین مین اور وہی ہے زبردست حکمت والا اُسکو راج ہے آسمانون کا اور زمین کا

يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

جلاتا ہے اور مارتا اور وہ سب چیز کرسکتا ہے وہی ہے پہلا اور پچھلا اور باہر اور اندر اور وہ سب چیز جانتا ہے

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ شروع ہے اللہ تعالے کے نام سے ف جسکی ہیبت نے تمام موجودات کو گھیر لیا ہے۔ الرَّحْمٰنِ جسکی بخشش نے سب حالون
حالات مین احاطہ کر لیا ہے۔ الرَّحِیْمِ جسنے اپنے خاص بندون کو پسندیدہ عبادات کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے اور آخرت مین انکو
مقام جنت مین ساکن فرماویگا اور واضح ہو کہ سورۂ واقعہ کو تسبیح پر ختم فرمایا یعنے کفار جن امور الٰہی سے انکار کرتے ہین اُنسے اللہ تعالے کی تسبیح
سورۂ حدید مین ایک معرفت عطا فرمائی کہ کفار کا انکار اُنکی ذات پر حجت ہے ورنہ حق سبحانہ تعالے کی تسبیح تمام عالم سے صادر ہے اگرچہ وہ لوگ
نہین سمجھتے ہین کیونکہ تسبیح بصورت قہری تمام اہل جہنم سے صادر ہے جو اہل کفر کے واسطے قہر ہے اور اللہ تعالے کی تسبیح ہے لہذا فرمایا سَبَّحَ لِلّٰهِ
مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ اللہ کے واسطے تسبیح کی ہر چیز نے جو آسمانون اور زمین مین ہے اور وہی عزیز حکیم ہے
ف عزیز عزت والا کہ جو وہ چاہے وہی ہو اور جسطرح چاہے اُسی طرح ہو اور وہ حکیم ہے جو کچھ اُسنے چاہا اور کیا وہ عین حکمت ہے لیکن اس
حکمت کو سمجھنا کسی مخلوق سے ممکن نہین ہے اور اُس پر بدیہی دلیل موجود ہے کہ مخلوقات سب اپنے امکان مین محدود ہین اور حکمت شان الٰہی
قدیم ہے جسکی کوئی انتہا نہین ہے پس ذرہ برابر مخلوق سے ممکن نہین ہے کہ غیر متناہی کو احاطہ کر لے کیا نہین دیکھتے ہو کہ کوہ ہمالیہ کی تمام
چوٹی و غار اور وار پار کا احاطہ بھی آجتک کسی ہندوستانی سے ممکن نہوا حالانکہ یہ تمام مخلوقات زمین کا ایک ذرہ ہے پھر تمام مخلوقات آسمان
و زمین وغیرہ کا احاطہ کہان ممکن ہے تو حکمت کیونکر ظاہر ہو علاوہ اسکے اگر ان مخلوقات کو بھی احاطہ کر سکے تو بھی یہ صفت حکمت کے آثار ہین
پھر صفت حکمت کو کیونکر ادراک کر سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ اہل کفر و ضلالت کس قدر جاہل و گمراہ ہین جو شان الٰہی مین کلام کرتے ہین حالانکہ
اُنکو لازم تھا کہ اللہ تعالے کی الوہیت کے سامنے سر جھکاتے اور تمام آسمان و زمین اُسکی تسبیح کرتے ہین لیکن اللہ تعالے نے ہمکو آگاہ فرمایا کہ تم اُنکی
تسبیح نہین سمجھتے ہو اور یہ بات بھی بدیہی ظاہر ہے اسواسطے کہ ہم مین سے ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک کی زبان نہین سمجھتا ہے بلکہ ہندوستان
مین تو ایک خطہ کا آدمی دوسرے خطہ کی زبان نہین سمجھتا ہے جب تک نہ سیکھے پھر یہان آپسمین سکھلانے کا طریقہ ایک جنس مین ممکن ہے ولیکن
چرند و پرند کی تسبیح سمجھنا یا پہاڑون و آسمان کی تسبیح سمجھنا غیر ممکن ہے بعض علما نے کہا کہ تسبیح یہان دو طرح پر ہے ایک تو اہل عقل کی تسبیح زبانی
ہے اور دوسری حیوانات و نباتات و جمادات و آسمان و زمین کی تسبیح سے حالی تسبیح مراد ہے یعنے ان چیزونکی حالت اس بات پر دلالت
کرتی ہے کہ انکا پیدا کرنیوالا پاک پروردگار صانع حکیم ہے اس قول کا خلاصہ یہ ہے کہ سوائے عقل کے دوسری چیزونکی تسبیح سے حقیقی تسبیح مراد
نہین ہے بلکہ دلالت کی تسبیح ہے یعنے انکی حالت دلالت کرتی ہے کہ انکا پیدا کرنیوالا قابل تسبیح ہے شیخ زجاجؒ وغیرہ جماعت محققین علماؒ نے
اس قول کو رد کر دیا زجاجؒ نے کہا کہ تسبیح دلالت کے کیا معنے ہین کیونکہ اگر تسبیح دلالت مراد ہوتی تو اللہ تعالے کیون یہ فرماتا کہ تم انکی تسبیح
نہین سمجھتے ہو کیونکہ دلالت کی تسبیح تو ہر شخص سمجھتا ہے پس یہ کہنا باطل ہے کہ یہان ان چیزون سے تسبیح دلالت مراد ہے بلکہ ٹھیک بات یہ ہے
کہ یہ سب چیزین بھی حقیقی تسبیح کرتی ہین اور اُسپر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر۔ یعنے ہم نے داؤد کے
ساتھ مین پہاڑونکو مسخر کیا کہ وہ تسبیح کہتے تھے اور پرندونکو اس سے معلوم ہوا کہ پہاڑون و پرندون کی تسبیح حقیقی ہے اور اگر یہ تسبیح فقط دلالت
کی ہوتی تو اُسمین داؤد علیہ السلام کی خصوصیت کچھ نہ ہوتی مترجم کہتا ہے کہ فلسفی خیال والون نے اعتراض کیا کہ اگر یہان حقیقی تسبیح مراد
ہو تو لازم آوے کہ پہاڑون کے واسطے زبان ہے کہ لغت مین تسبیح اسیطرح ہوتی ہے کہ زبان سے مخارج کے ساتھ حروف ادا ہون حالانکہ
یہ صریح باطل ہے جواب یہ ہے کہ لغت مین جو تمنے معنے بیان کیے وہ انسانی لغت ہے اور اُسمین انسانی تسبیح کے معنے مذکور ہین اور یہ لازم نہین
ہے کہ تمھاری لغت مین پہاڑون وغیرہ کی تسبیح کے معنے بھی مذکور ہون اور مترجم کہتا ہے کہ مین نے اس مسئلہ کو سابق مین بدلائل بیان کیا

Marfat.com

جاوے بقول واحدیؒ کے یہی علماے سلف ومتقدمین کا قول ہے کہ آسمان وزمین مین عاقل وبے عقل سب جو کچھ ہے سب اللہ تعالے کی تسبیح کرتے ہین۔ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اُسی کے واسطے ہے بادشاہت آسمانون اور زمین کی وہی زندگی دیتا اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ف یعنے وہی آسمان وزمین مین تنہا تصرف فرماتا ہے اور جو کچھ وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور جو وہ نہین چاہتا وہ نہین ہو سکتا جب تک اُسنے چاہا اسکو زندگی دی اور جب چاہا اسکو موت دی کیونکہ موت کسیکے روکنے سے نہین رُکتی اور اسیطرح ایمان کی زندگی اور کفر کی موت بھی ہے اور اسیطرح آخرت مین بھی جب چاہے زندہ فرماویگا وہ کسی بات سے عاجز نہین ہے بلکہ ہر چیز اُسکی قدرت مین ہے۔ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔ وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ف شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی وہ آیت ہے جو حدیث عرباض بن ساریہ مین گذری کہ وہ ہزار آیت سے افضل ہے مترجم کہتا ہے کہ شاید شیخؒ نے اسمین کمال توحید آلہی کا بیان دیکھکر یہ تفسیر کی واللہ تعالے اعلم پھر جاننا چاہیے کہ وہی اول ہے یعنے تمام موجودات کو اسی نے پیدا کیا تو وہ سب سے پہلے ہے لیکن اُسکے واسطے کوئی ابتدا یا انتہا نہین ہے کیونکہ ہر ابتدا و انتہا کے درمیان مین چیز محدود ہو جاتی ہے اور اللہ تعالے پاک ہے کہ وہ محدود ہو سکے اسیطرح وہی آخر ہے یعنے ہر چیز کے بعد ہے پس سب چیز فنا ہوگی اور وہی باقی ہے پھر اُسکے واسطے کوئی انتہا نہین ہے اسیطرح وہی ظاہر ہے اسکے دو معنے ہین ایک یہ کہ ہر چیز پر غالب ہے سب چیز اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہے یا یہ معنے ہین کہ اُسکا وجود بر وجہ کمال ظاہر ہے حتی کہ اسی کمال کی وجہ سے ناقص مخلوق اُسکو دیکھ نہین سکتی پس تمام مخلوقات پر حجاب ہے اور وہی باطن ہے یعنے حقیقت ذات اُسکی کسی مخلوق کے امکان مین نہین ہے کہ ادراک کر سکے تو اُسکی کنہ ذات یا صفت کو دنیا و آخرت مین کوئی نہین پا سکتا ہے یا یہ معنے ہین کہ ہر شخص کے باطن کو خوب جانتا ہے کشاف نے بیان کیا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت مین دیدار نہوگا جواب یہ کہ ہرگز یہ معلوم نہین ہوتا کیونکہ اسمین کوئی ایسا کلام نہین ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کیونکہ آخرت مین ہم لوگ فقط دیدار باری تعالے کے قائل ہین جو نعمت عظمی ہے اور اسکا کوئی قائل نہین ہے کہ اُسکی کنہ ذات کو ادراک کر سکے بلکہ اُسکی کنہ صفات کو بھی ادراک نہین کر سکتے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ابو زمیل الحنفیؒ نے کہا کہ مین نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مین اپنے سینہ مین کچھ پاتا ہون یہ مجھ مین کیا بلا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے تو مین نے کہا کہ واللہ مین اُسکو زبان سے نہین نکالونگا ابن عباس رضی اللہ عنہ ہنسے اور فرمایا کہ ارے کیا شان باری تعالے مین کچھ شک و تحیر ہے اور کہا کہ اس سے کوئی نہین بچا حتی کہ اللہ تعالے نے نازل فرمایا وان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسال الذین یقرؤن الکتاب الآیہ۔ یعنے جو کچھ ہم نے نازل کیا اگر اس سے تو کچھ شک مین ہو تو دریافت کر لے آخر تک پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھسے فرمایا کہ اگر تو اپنے نفس مین کچھ پاوے تو یہ کہا کر ھو الاول والآخر والظاہر والباطن وھو بکل شئی علیم (ابو داؤد) مترجم کہتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خطاب نازل ہوا وہ بطریق فرض ہے یعنے بالفرض اگر تجھکو کچھ شک ہو کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود اسکے بعد فرمایا کہ مین شک نہین کرتا ہون اور نہ پوچھتا ہون تو معلوم ہوا کہ اُمت کو تنبیہ منظور ہے اور واضح ہو کہ جو کوئی ذات باری تعالے مین غور کرنے لگے وہ شیطان کے پنجہ مین قید ہو جائیگا کیونکہ اسنے بے انتہا حد سے تجاوز کیا اسلیے کہ اُسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا اور مخلوقات کی حقیقت سے واقف نہین ہوا اور غیب آخرت کو نہین جانتا اور صفات الوہیت کو نہین پہچانتا پھر وہ کس حماقت سے ذات قدس تعالے و تقدس مین غور کرنے دوڑ گیا اور آئندہ معلوم ہوگا کہ یہ شیطانی وسوسہ ہوتا ہے لہذا ہادی برحق صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے بہت منع فرمایا ہے شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ ھو الاول والآخر الآیہ کی تفسیر مین علما کے بہت اقوال

Marfat.com

ہین بخاری نے کہا کہ یحیی نے بیان کیا کہ الظاہر یعنے ہر شئے پر ازراہ علم کے ظاہر ہے یعنے ہر چیز کو علم سے محیط ہے والباطن یعنے ہر شئے
باطن ہے یعنے ہر شئے کے باطن کو اپنے علم سے محیط ہے اگر پوچھو کہ یحیی کون بزرگ ہین تو ہمارے شیخ مزی نے فرمایا کہ یحیی بن زیاد الفراء ہین
ایک کتاب لکھی جسکا نام معانی القرآن رکھا بعض علمائے نے کہا کہ اس آیت کے اسماء پاک کی تفسیر خود حدیث مبارک میں وارد
ہے پس ہمکو وہی تفسیر لینا چاہیئے باقی اقوال کی ہمکو چندان ضرورت نہین ہے شیخ نے لکھا کہ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خواب کیوقت اسطرح دعا فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ
وَالْفُرْقَانِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْاٰخِرُ
فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ اور امام مسلم نے
بھی اس حدیث کو اپنی صحیح مین روایت کیا اور اس سے ایک یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سوتے وقت داہنی کروٹ پر لیٹکر اسطرح پڑھے اللّٰہم
رب السموات ورب الارض ورب العرش العظیم ربنا ورب کل شئ فالق الحب والنوی ومنزل التوراۃ والانجیل والفرقان اعوذ بک من شر کل ذی شر
انت آخذ بناصیتہ انت الاول آخر تک مثل روایت امام احمد اور مترجم اسمین سے صحیح مسلم کی روایت کا ترجمہ کرتا ہے کیونکہ اسکی اسناد اصح ہے ترجمہ
سوتے وقت داہنی کروٹ پر لیٹکر اسطرح دعا کرے الٰہی رب آسمانون کے اور رب زمین کے اور رب عرش عظیم کے رب ہمارے اور رب ہر چیز کے
توہی دانہ کا اکھوا نکالنے والا ہے اور گٹھلی کا کلّہ نکالنے والا ہے اور توہی توریت و انجیل و فرقان کو اُتارنے والا ہے مین تیری پناہ مین آتا ہون ہر
شریر کی بدی سے توہی اُسکی پیشانی اپنے قبضہ قدرت مین پکڑنے والا ہے الٰہی توہی اول ہے پس تجھسے پہلے کوئی چیز نہین ہے توہی آخر ہے
پس تیرے بعد کچھ نہین ہے اور توہی ظاہر ہے یعنے قاہر و غالب ہے پس تجھسے اوپر کوئی چیز نہین ہے اور توہی باطن ہے پس تجھسے ورے کوئی
چیز نہین ہے الٰہی ہمسے قرضہ ادا کردے اور ہمکو محتاجی سے تونگر کردے (اسناد صحیح) اور ابو یعلی موصلی نے بطریق سری بن اسمٰعیل کے ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حکم فرماتے تو آپ کا بستر قبلہ رخ بچھایا جاتا پھر جب آپ بستر پر جاتے تو اپنی
داہنی ہتھیلی سے تکیہ لگا کر آہستہ کچھ پڑھتے کہ مجھے نہین معلوم آپ کیا پڑھتے تھے جب آخر رات ہوتی تو بلند آواز سے کہتے اللّٰہم رب السموات السبع
ورب العرش العظیم الٰہ کل شئ ورب کل شئ منزل التوراۃ والانجیل والفرقان فالق الحب والنوی اعوذ بک من شر کل شئ انت آخذ بناصیتہ
اللّٰہم انت الاول الذی لیس قبلک شئ وانت الآخر الذی لیس بعدک شئ وانت الظاہر فلیس فوقک شئ وانت الباطن فلیس دونک
شئ اقض عنا الدین واغننا من الفقر۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا آپ آخر رات مین پڑھتے تھے لیکن اسکا راوی سری بن اسمٰعیل
اپنے حافظہ مین بہت ضعیف ہے پس شاید وہ اس روایت مین بھول گیا اور شاید صحیح روایت اسطرح ہو کہ جب بستر پر جاتے تو پہلے
کچھ کلمات آہستہ پڑھتے تھے پھر بلند آواز سے یہ دعا پڑھتے تھے اور اس روایت مین بھی الاول والآخر والظاہر والباطن کی تفسیر موافق حدیث
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مذکور ہے اور امام ترمذی نے اس آیت کی تفسیر مین حدیث روایت کی اور اسکی اسناد مین راوی ثقات ہین لیکن حسن بصری
نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور مشہور یہ ہے کہ حسن بصری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہین سنا اور روایت یہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اتنے مین بادل اسطرف سے گذرا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کیا چیز ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے صحابہ کو یہ گمان ہوا کہ اگر یہی مقصود ہوتا کہ یہ
بادل ہے تو آپ خوب جانتے تھے کہ ہم لوگون کو معلوم ہے کہ یہ بادل ہے پس شاید آپ اسکی حقیقت ذاتیہ پوچھنا چاہتے ہین لہذا اُنھون

[illegible] ہے کیونکہ مخلوق کو صرف نام معلوم ہوتے ہین یا اپنی مصلحت کے بعض فائدے معلوم ہوتے ہین اور انکے سوا سے [illegible] نہین جانتا ہی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ عنان ہے (عنان بمعنے سحاب ہے) یہ زمین کے واسطے [illegible] سلطان بادلون کو ایسی قوم کی جانب لیجاتا ہے جو اُسکا شکر نہین کرتے اور نہ اُس سے دعا مانگتے ہین (یعنے باوجود [illegible] سیراب کرتا ہے) پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمھارے اوپر کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے [illegible] رفیع ہے محفوظ چھت ہے اور مکفوف موج ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمھارے اور اسکے درمیان کتنا فاصلہ ہے لوگون نے [illegible] رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ تمھارے اور اُسکے درمیان پانچ سو برس کی راہ ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس سے [illegible] صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے اوپر ایک آسمان دیگر ہے اور اس آسمان سے اس آسمان تک [illegible] سو برس کی راہ ہے یہانتک آپ نے اسی طرح سات آسمان شمار فرمائے اور ہر دو آسمانون کے بیچ مین پانچ سو برس کی راہ تبلائی پھر فرمایا [illegible] کہ ساتوین آسمان سے اوپر کیا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے اوپر عرش ہے اور [illegible] آسمان سے عرش تک بھی اسیقدر فاصلہ ہے جسقدر ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے پھر آپ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمھارے [illegible] نیچے کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ یہ زمین ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس زمین کے نیچے کیا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول ہی کو خوب معلوم ہے آپ نے فرمایا کہ اسکے نیچے دوسری زمین ہے اس زمین سے دوسری زمین تک پانچ سو برس کی راہ ہے اسیطرح آپ نے سات زمینین شمار فرمائین ہر ایک زمین سے دوسری زمین تک پانچسو برس کی راہ تبلائی پھر فرمایا کہ قسم اس پاک عزوجل کی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے اگر تم لوگ ایک رسی لٹکاؤ کہ وہ ساتوین زمین کی تہ تک پہونچے تو اللہ عزوجل [illegible] وہان اترتی ہوگی پھر یہ آیت پڑھی ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شی علیم۔ امام ترمذی نے بعد روایت کے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے یعنے اسکی یہی اسناد ملی اور کسی دوسری اسناد سے اسکی روایت نہین ملی علاوہ اسکے حسن نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہین سنا ہے چنانچہ ایوب سختیانی اور یونس بن عبید اور علی بن زید سب نے کہا کہ حسن نے ابوہریرہ سے کچھ نہین سنا ہے پھر اگر یہ حدیث ثابت ہو تو اُسکے [illegible] خیال کرنا چاہیئے پس بعض علما نے اسکے یہ معنے بیان کیئے کہ تمھاری رسی جب ساتوین زمین سے تجاوز کرے تو وہان کسی مخلوق کا علم نہین پہونچ سکتا ہے بلکہ اتنا معلوم کرنا چاہیئے کہ وہان اللہ تعالے کا علم و قدرت و سلطان ہے یعنے وہان اور کوئی چیز معلوم نہین ہے اور اللہ تعالے نے جسطرح فرمایا کہ الرحمن علی العرش استوی ہم اسیطرح ایمان لاتے ہین اور اُسکی سلطنت و قدرت ہر جگہ ہے اور اُس کا علم ہر چیز کو محیط ہے [illegible] مترجم کہتا ہے کہ اسکا خلاصہ یہ ہے کہ عرش الٓہی تمام عالم کو محیط ہے اور اُسکے بعد شان الٓہی کا ظہور ہے وہان کسی بشر کی [illegible] نہین کر سکتی اور جاننا چاہیئے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ بعض سلف سے روایت ہے کہ کوہ قاف تمام زمین کو محیط ہے اور [illegible] ہوتا ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور کعب احبار وغیرہ علماء اہل کتاب کی روایات ہین لیکن بعض لوگون نے گمان کیا [illegible] زمین کو گھیرے ہوے ہے حالانکہ انکی یہ مراد نہین ہے بلکہ ساتون طبقات زمین کے گرد ایک پہاڑ بیان کرتے ہین گویا وہ [illegible] ساتون زمینون کے گرد ایک حلقہ ہے اور مانند آسمان کے محیط ہے اور بعض حکمانے کہا کہ وہ یاقوت کا پہاڑ ہے اور [illegible] ہے واللہ تعالے اعلم۔ شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ ترمذی نے جو حدیث روایت کی اسکو امام احمد نے بھی حسن بصری سے [illegible] روایت مین ایک زمین سے دوسری زمین تک سات سو برس کی راہ ہے اور اس حدیث کو ابن ابی حاتم و ابوبکر البزار نے

Marfat.com

بھی روایت کیا ہے لیکن ابن ابی حاتم نے ساتوین زمین تک رسی لٹکانے کا قصہ نہین ذکر کیا اور بزارؒ نے کہا کہ سوائے اسکے [illegible]
دوسرے صحابی سے یہ روایت بھی نہین معلوم ہوتی اور ابن جریرؒ نے اسکو قتادہؓ سے مرسل روایت کیا یعنے قتادہؓ نے حسن بصری [illegible]
بلکہ قتادہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے اصحاب کی جماعت مین بیٹھے تھے کہ [illegible]
ہذا اسیطرح آخر تک موافق روایت ترمذی کے بیان کیا ابن کثیرؒ نے کہا کہ شاید اسیطرح روایت محفوظ ہے یعنے فقط قتادہؒ [illegible]
ہی ہے او شاید کہ یہ درحقیقت قتادہ نے کسی اہل کتاب سے سنا ہو لیکن راوی کو شبہ ہوا کہ قتادہ نے حدیث بیان کی ہے اگر کہا جاوے [illegible]
البزارؒ نے کیونکر فرمایا کہ فقط ابوہریرہ نے روایت کی حالانکہ خود بزارؒ نے اسکے مانند حدیث ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا [illegible]
اسکو کتاب اسماء الصفات مین روایت کیا جواب یہ ہے کہ اُسکی اسناد ٹھیک نہین ہے اور متن بھی غریب و منکر ہے واللہ سبحانہ تعالےٰ اعلم اور [illegible]
کہ قولہ تعالےٰ ومن الارض مثلھن الآیہ پہلے گذر چکی اور شیخ ابن جریرؒ نے وہان روایت کی کہ حدثنا ابن عبدالاعلی حدثنا ابن ثور عن معمر عن قتادہ
قال آخر یعنے قتادہ نے بیان کیا کہ آسمان و زمین کے درمیان چار فرشتون سے باہم ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم کہان سے آئے
اُسنے کہا کہ مجھے رب عزوجل نے ساتوین آسمان سے بھیجا اور مین نے اُسکو وہین چھوڑا ہے دوسرے نے کہا کہ مجکو رب عزوجل نے ساتوین زمین سے
بھیجا اور مین نے اُسکو وہین چھوڑا ہے تیسرے نے کہا کہ مجکو رب عزوجل نے مشرق سے بھیجا اور مین نے اُسکو وہین چھوڑا ہے اور چوتھے نے کہا کہ
مجکو رب عزوجل نے مغرب سے بھیجا اور مین نے اُسکو وہین چھوڑا ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ روایت محض غریب ہے **اقول** یہ فقط قتادہؒ کا قول ہے
اور اسمین ایسی بات مذکور ہے جو سوائے نبوت کے کسیکو ظاہر نہین ہوسکتی اور کسی حدیث مین اسکی روایت نہین پائی گئی پس شاید قتادہ نے اسکو
اہل کتاب کی روایت سے لیا ہوگا واللہ تعالےٰ اعلم اور اس سے احتمال ہوتا ہے کہ ترمذی وغیرہ مین جو روایت ہے وہ بھی فقط قتادہؒ کا قول ہے
کذا قال ابن کثیرؒ اور بات یہ ہے کہ نص قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اجماع صحابہ سب سے ہمکو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ عزوجل کے مانند یا مشابہ
کوئی چیز نہین ہے تو قطعی ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے کوئی جگہ جیسے مادیات کے واسطے جگہ ہوتی ہے غیر ممکن ہے پس ساتوین زمین کے بعد
اللہ تعالےٰ کے واسطے کوئی جگہ نہین ہے تا کہ لٹکانے سے رسی وہان پہونچے ہان یہ معنے ہوسکتے ہین بعد ساتوین زمین کے جہان رسی پہونچے وہان
فقط شان الٰہی عزوجل کا ظہور ہے اگر کہا جاوے کہ جب وہان فرشتون کو مجال نہین ہے تو رسی کیونکر پہونچ سکتی ہے جواب یہ ہے کہ رسی کی
مثال سے یہ غرض نہین ہے کہ حقیقت مین رسی وہان پہونچائی جائے بلکہ اس سے یہ مقصود ہے کہ شان الٰہی کی عظمت ظاہر ہو اور جب اللہ تعالےٰ
کی شان مین عقلین فانی ہوتی ہین تو واجب ہے کہ اُسکی ذات مین کبھی غور نکرے کیونکہ جب صفات الٰہی عزوجل مین عقل انتہا رسائی نہین
کرتی ہے تو ذات مین خوض محال ہے لیکن صفات مین فکر کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ عقل بالکل نورانی ہوجاتی ہے اور انسان اپنی خودی کی
نجاست سے خارج ہوکر عین نور ہوتا ہے بخلاف ذات الٰہی کے اسیواسطے حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات مین کبھی فکر مت کرو بلکہ اسکی
صنعت و صفات مین فکر کرو (الصحیح) اور حدیث مین ہے کہ شیطان آکر تمھارے نفس مین باتین بناویگا کہ یہ چیز کیونکر پیدا ہوئی یعنے اُس کی
حکمت اور فائدہ غور کروگے جس سے صنعت الٰہی ظاہر ہے یہانتک کہ وہ بڑھاتے بڑھاتے تمھارے نفس مین یہ وسوسہ ڈالیگا کہ اللہ تعالےٰ
ہے پھر اللہ تعالےٰ کو کس نے پیدا کیا ہے جب ایسا وسوسہ ہو تو تم اللہ تعالےٰ کی توحید کرو اور شیطان کے شر سے پناہ مانگا فی الصحیح [illegible]
ابوسعید الخدری نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ ایک زمانہ آویگا کہ لوگ ہر چیز سے سوال کرینگے اور [illegible]
یہانتک کہ آخر یہ کہینگے کہ اللہ تعالےٰ ہے جو ہر چیز سے پہلے ہے لیکن آخر اُسکی کوئی حد ہے پھر اُس سے پہلے کیا تھا پس جب ایسا کہین تو [illegible]

... هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم ـ یعنے ہر چیز سے اول ہے اور آخر کہ اُسکے بعد کچھ نہین ہے اور ظاہر جو سب سے
... باطن کہ اُسکے ورے کچھ نہین ہے (رواہ ابو الشیخ فی کتاب العظمۃ) ف شیخ ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے سبح للہ ما فی السموات
... اللہ تعالے نے ہر موجود کو ظاہر فرمایا اور ان موجودات کا وجود فقط اضافی ہے یعنے اللہ تعالے کے وجود واحد سے انکا وجود ہے
... ہر چیز اپنے اضافی وجود سے اللہ تعالے کی تسبیح کرتی ہین کہ وہ ممکن ہونے سے اور فنا ہونے سے پاک ہے وہو العزیز یعنے قوی ہے جو
ہر چیز کو اپنی قدرت کے تحت مین مقہور و مجبور رکھتا ہے یعنے ہر چیز کا موجود رہنا یا معدوم ہونا اُسکی قدرت مین مسخر ہے اور کسی مخلوق کو
... نہین کہ کوئی چیز پیدا کر سکے یا کسی چیز کو فنا کر سکے الحکیم جسکے کمالات واضح ہین وہان کسی حدوث یا تغیر یا کسی نقص کا شبہہ نہین ہو سکتا
... اُسکے کمالات سے تمام موجودات انتظام حکمت پر پائے جاتے ہین ہو الاول اُسی سے مخلوقات کے وجود اضافی کا ظہور ہے والآخر اُسی کی
طرف ہر چیز کی انتہا ہے کیونکہ ہر چیز اُسی کی طرف محتاج ہے اُسی سے موجود ہوتی ہے اور اُسی سے فنا ہوتی ہے پس ہر چیز کا اول و آخر وہی ہے
والظاہر تمام موجودات مین اُسکے افعال و صفات کا ظہور ہے ۔ والباطن اُسکی ذات و صفات کی کنہ مخفی ہے وہو بکل شیء علیم ۔ کیونکہ ہر
شے کی ماہیت وہی صورت ہے جو اللہ تعالے کے علم مین تھی اور لوح محفوظ مین سب چیزون کی صورتین ہین اور اللہ تعالے کو لوح کی ذات
مع اُسکی صورتون کے خوب معلوم ہے پس لوح کی ذات جاننا بعینہ تمام اشیا کی ذات ہے انتہی کلامہ مترجم کہتا ہے کہ اس مقام پر صاحب عرائس البیان
نے عاشقانہ اسرار توحید مین بیان طویل لکھا ہے اگرچہ اُسکے مضمونات کا سمجھنا بغیر وصول مقامات کے عوام کو بلکہ خاص لوگون کو بھی دشوار
ہے تاہم اُس سے الوہیت کی شان عظمت ظاہر ہوتی ہے اور یہان اگر اس آیت کو پڑھکر کوئی بندہ جسمین نور ایمان کو ترقی ہو اس شان الوہیت
کی عظمت مین غرق ہو جاوے تو اُسکے واسطے معارف کے دروازے کھل جائین کیونکہ یہی فنا ہے لہذا بعض بیانات کو نقل کرنے مین مضائقہ
نہین ہے کیونکہ عقائد مین یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ اللہ تعالے ہی تمام مخلوقات کے افعال پیدا فرماتا ہے لیکن ہم لوگ عام گفتگو مین مجاز کا
استعمال اسقدر کرتے ہین کہ حقیقت عقیدہ خیالات سے نسیاً منسیا ہو جاتا ہے شیخؒ نے کہا کہ سبح للہ ما فی السموات والارض پس آیت سے
مفہوم ہے کہ اللہ تعالے کی تسبیح و تنزیہ کو تمام مخلوقات نے بیان کیا اور یہ بیان اسطرح ہے کہ ہم لوگ تیری ثنا پاک بیان کرنے سے عاجز ہین
اور ہماری زبان بھی تیری ہی محتاج ہے اور یہ درحقیقت اللہ تعالے نے خود اپنی ذات پاک کی تسبیح فرمائی ہے کیونکہ مخلوقات کا فعل تسبیح ہے
اور فعل کو وہی پیدا فرماتا ہے تو خود ہی انکے فعل سے تسبیح فرمائی مترجم کہتا ہے کہ حدیث مین ہے سبحان اللہ وبحمدہ عدد خلقہ یعنے اللہ تعالے کی
حمد و تسبیح بشمار اُسکی مخلوقات کے ہے پس کل مخلوق سے اُسکی تسبیح ہے اگر وہم ہو کہ اہل کفر اپنے معبودون کی تسبیح کرتے ہین تو وہ کیونکر اللہ تعالے کے
واسطے ہے جواب یہ کہ ہر ایک چیز اُسکی مخلوق ہے پس مرجع تسبیح اُسکی جانب ہے اور دہ بیانی خیال صرف مکڑی کا جالا ہے وہ باطل ہے لیکن
تسبیح کرنیوالا اپنے واسطے قہری تسبیح سمیٹتا ہے پس یہ عجائبات مین سے ہے کہ مرجع حق اُسکی جانب ہے اور ظہور غضب مشرک پر ہے فافہم
شیخ نے کہا کہ اللہ تعالے نے کلام قدیم مین اپنی تسبیح فرمائی اور وہ شان اول بآخر متصل ہو گئی کیونکہ اسی کلام پاک سے جو تسبیح تھی وہ ظہور آسمان و
زمین وغیرہ پر فعل سے متصل ہوئی اور اسمین مخلوقات کی تشریف ہے اور حقیقت کی تعظیم ہے کیونکہ حقیقت تک مخلوقات کی رسائی نہین ہے
لہذا فرمایا وہو العزیز الحکیم یعنی اُسکی عزت کبریائی کو مخلوق کی فعلی تسبیح نہین پہونچ سکتی ہے لیکن اس تسبیح فعلی کو تسبیح قدیم کے اتصال سے شرف
حاصل ہوتا ہے لیکن بحکمت اگر ظہور رحمت ہو تو حالت معرفت ہے ورنہ غضبی ہے قولہ لہ ملک السموات والارض یحیی ویمیت ۔ یہان
اللہ تعالے نے آسمان و زمین کا ملک بیان فرمایا اور اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ملک فقط یہی ہے بلکہ جاہل مخلوقات کی سمجھ کے لائق بیان فرمایا

ورنہ یہ آسمان وزمین اُسکی بادشاہت مین ایک رائی سے بھی کمتر ہین لیکن مخلوقات کو فقط یہی آسمان وزمین بہت بڑا دکھائی [illegible]
مملکت سے بھی بے انتہا اُسکی قدرت ہے جب وہ چاہے فوراً پیدا فرماوے اور قدرت کی کوئی انتہا نہین ہے سا زندہ کرنا [illegible]
رجہ سے لیکر اعلی درجات بے انتہا کی جانب ترقی کرتا ہے اور ادنی درجہ تو معلوم ہے کہ بدن کی زندگی و موت ہے ابن عطا رنے کہا کہ
سب کا مالک ہے اور اُسکی مملکت ہے پس جسکو مملکت سے اپنی طرف مشغول فرمایا اُسکو زندگی دی اور جسکو اپنی طرف سے پھیر کر مملکت کیطرف
مشغول کیا وہ مردہ ہوگیا استاد نے کہا کہ نفس کو زندگی اور موت دیتا ہے اور قلب کو زندگی اور موت دیتا ہے چنانچہ جس قلب کو اپنے نام یا کی
حی القیوم سے حیات دی وہ زندہ ہے اور جسکو اس سے پھیر کر کفر و شرک مین ڈالا وہ مردہ ہے قولہ تعالے ھو الاول والآخر والظاھر والباطن
اسکی تفسیر گذر چکی اور اسمین بعض اسرار ہین کہ اللہ تعالے نے اس آیت سے ذات و صفات و نعوت و اسما کا بھید ظاہر فرمایا اور باطن غیب غیب
الغیب وغیرہ کو اظہار کیا تاکہ عارفین کی ارواح اُسکے قدم و بقا مین متحیر ہون اور موحدین کے اسرار اُسکی ذات و صفات مین فنا ہون اور ان
اسرار سے کچھ ادراک نہین ہوتا سوائے تحیر کے کیونکہ اسرار کو ذکر سے کسی نے نہین پہچانا اور ابد تک کنہ صفات کو کوئی نہین پہچان سکتا ہے
اسواسطے کہ جملہ مخلوقات ہین اُنکے واسطے اولیت نہین تو اولیت کو کیونکر پہچان سکتے ہین اور اُنکے واسطے آخریت نہین ہے تو آخریت کو
کیونکر پہچان سکتے ہین اور اُنکے واسطے ذاتی حقیقت نہین ہے تو کنہ حقیقت کیونکر پہچان سکتے ہین یہ بحر بے پایان ہے یہان اولین و آخرین اُسکے
ایک قطرہ مین غرق ہین اور عجب یہ کہ ابھی تک پیاسے ہین اور میری کیا مجال ہے کہ قدم و ابد کو دریافت کرنے پر متوجہ ہون کیونکہ آفتاب الوہیت کی
شعاعین عقل کے ابصار کو جلاتی ہین اور اُسکے اسرار مین اذکار متحیر ہین پس میری یہی راہ ہے کہ اس میدان ناپیداکنار مین شیر کے سامنے سے بھاگون
بھلا کہان مشت خاک تراب ہے اور کہان رب الارباب ہے اولیت و آخریت سے بے انتہا دور زمانہ کا گھوڑا گر پڑا اور مکان کا نشان نرہا سمجھ گم ہے
اور عقل تھک کر حیران ہے نہ وہان زبان ہے نہ بیان ہے اور نہ دلیل ہے نہ عرفان ہے سبحان اللہ وہی اول ہے جسنے ازل کے ازل پیدا کیئے اور
وہی آخر ہے جسنے ابد کے ابد پیدا کیے وہی ظاہر ہے کہ اُسکے افعال و صفات و ذات مین کمال ظہور ہے ولیکن مخلوقات فانیہ پر ہزارون پردہ ہین کیونکہ
حق عز و جل کے واسطے کوئی چیز حجاب نہین ہوسکتی کیا اتنا بھی نہین سمجھتے ہو کہ چیز وہان کہان پہونچ سکتی ہے اور وہی باطن ہے کہ اُسکی کنہ ادراک
محال ہے اشیا کی علت کون پہچانتا ہے جو اولیت پہچانے اور دوام بے انتہا کی نبض کس نے دیکھی جو آخریت پہچانے اور آنکھ کہان ہے جو ظاہریت
دیکھے اور ارواح و نفوس کو کون پہچانتا ہے جو اُسکی باطنیت پہچانے پس عقل کا کمال یہی ہے کہ اُسکو اصل الکل جانے اور اُسکی اولیت کے واسطے
زمانہ کا شمار نہین ہوسکتا کیونکہ زمانہ اُسی نے پیدا فرمایا ہے اور اُسکی ظاہریت کے واسطے حواس کا ظہور بیکار ہے کیونکہ یہ کل مخلوق اپنے اثرہ امکان
مین ناپائدار ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا کہ لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک۔ مین تیری تعریف کا احصا
نہین کرسکتا ہون تیرے لائق وہی تعریف ہے جو خود تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے جذب شوق مین الوہیت کے
صفات کو خوب بیان کیا لیکن مترجم نے اسیقدر پر اکتفا کیا

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ
وہی ہے جسنے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر بیٹھا تخت پر جانتا ہے جو پیٹھتا ہے زمین مین
وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا
اور جو اُس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اُسمین چڑھتا ہے اور وہ تمھارے ساتھ ہے جہان کہین تم [illegible]

[illegible] لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ
[illegible] اُسیکو ہے راج آسمانون کا اور زمین کا اور اللہ ہی تک پہونچتے ہین سب کام داخل کرتا ہے رات کو دن مین اور

يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ط وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
داخل کرتا ہے دن کو رات مین اور اُسکو خبر ہے جیون کی بات کی

[illegible] اللہ تعالےٰ نے ملکوت الٰہی مین سے بعضی ظاہری مخلوقات کو بیان فرمایا جنکو دیکھنے سے کافرون کی آنکھین تھراتی ہین اور اُنکے احاطہ کرنے سے [illegible] لوگون کے حواس عاجز ہین اور وہانتک پہونچنے کو محال سمجھتے ہین چنانچہ فرمایا۔ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وہی [illegible] ہے جسنے پیدا کردیا آسمانون کو اور زمین کو چھ دن مین ف ہر ایک دن دنیا کے دن کے برابر ہے پہلا دن اتوار ہے اور چھٹا دن جمعہ ہے [illegible] سورۂ اعراف وغیرہ مین اسکا بیان مفصل گذر چکا ہے اور اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو آسمان وزمین کو ایک لحظہ مین پلک مارتے پیدا فرماتا ولیکن چھ دن مین اسواسطے پیدا فرمایا تاکہ ان پر مدار ہو اور لوگ پہچانین کہ اللہ تعالےٰ نے ہر کام کے واسطے وقت مقرر فرمایا ہے چنانچہ لوگونکے واسطے دنیاوی امتحان کا ایک وقت مقرر ہے اس وقت سے پہلے آخرت اُن پر ظاہر نہو گی اور جسقدر سرکشی وگناہ کرینگے وہی اس امتحان مین اُن کی کمائی ہوگی۔ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا شیخ محلیؒ نے کہا کہ یعنے کرسی پر استوار فرمایا لیکن یہ استوا کسی مخلوق کے مشابہ نہین ہے بلکہ ایسا استوار ہے جو شان الوہیت کے لائق ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخ محلیؒ کے نزدیک شاید عرش وکرسی دونون ایک ہی چیز ہون لیکن آیۃ الکرسی کی تفسیر مین مفصل بیان گذرا کہ یہ دونون الگ الگ ہین اگر کہا جاوے کہ عرش عربی زبان مین تخت کو کہتے ہین اور ہمارے تصور مین تخت پر بیٹھنا اسیطرح ہوتا ہے جیسے آدمی تخت پر بیٹھتے ہین جواب یہ ہے کہ تمھارے تصور مین مخلوق کا تخت اور مخلوق کا بیٹھنا سمایا پس تم اس تخت کو اور بیٹھنے کو فقط مخلوق تک تصور کرو اور مخلوق کی صفت کو خالق کی شان مین تصور کرنا کفر ہے اور اللہ تعالےٰ نے فرمایا لیس کمثلہ شئی وہو السمیع البصیر یعنے اللہ تعالےٰ کے مانند کوئی چیز نہین ہے اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ شان الوہیت کو کسی مخلوق سے کچھ مشابہت نہین ہے جیسے اللہ تعالےٰ کے سننے کو مخلوق کے سننے سے مشابہت نہین اور نہ دیکھنے کو مخلوق کے دیکھنے سے مشابہت ہے پس کانون سے سننا اور آنکھون سے دیکھنا مخلوق کا تصور ہے اور یہ اللہ تعالےٰ کی شان مین محال ہے اور حدیث عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ مین ہے کہ ساتوین آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے اور اُسکے نیچے سے اوپر تک اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے اور اُسکے اوپر آٹھ اوعال ہین جنکی کھر سے گھٹنے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے پھر اُنکی پشت پر عرش ہے اور اُسکے نیچے سے اوپر تک اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے اور اُسکے بالا اللہ عزوجل کو آدمیون کے اعمال مین سے ذرہ برابر پوشیدہ نہین ہے (ابو داؤد والترمذی) يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وہ خوب جانتا ہے جو زمین مین داخل ہوتا ہے ف جیسے زمین مین دانہ ڈالے جاتے ہین یا پانی کے قطرات گرتے ہین یا بوالہوس خزانہ گاڑتے ہین یا مُردے مدفون ہوتے ہین یا زمین کے اندر رہنے والے جانور کیڑے کوڑے وچیونٹیان وغیرہ داخل ہوتی ہین یا سمندرون مین مچھلیان وغیرہ لا تعدون قسم کے کیڑے ہین سب کا شمار اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے بلکہ برسات کی اندھیری رات مین پہاڑ کے غار مین جو چیونٹی چلتی ہے اُسکے [illegible] اللہ تعالےٰ دیکھتا اور جانتا ہے بلکہ چیونٹی کے پیٹ مین جو اعضا ہین اُنکو بھی جانتا اور دیکھتا ہے۔ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا [illegible] جو کچھ زمین سے نکلتا ہے ف کھیتی وگھاس کے درخت وپتیان وپھل وخزانے وغیرہ یا چیونٹیان وغیرہ جو باہر آتی ہین ان مین سے

Marfat.com

ایک بھی اللہ تعالے پر مخفی نہین ہے چنانچہ فرمایا۔ وعندہ مفاتح الغیب لایعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ
فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین۔ یعنے اللہ تعالے ہی کے پاس غیب کی کنجیاں ہین کوئی نہین جانتا انکو سوا اسکے
اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر مین ہے اور کوئی پتی نہین گرتی مگر اللہ تعالے اُسکو جانتا ہے اور زمین کی تاریکیون مین کوئی دانہ
اور نہ کچھ رطب ہے اور نہ یابس ہے مگر وہ کتاب مبین مین مذکور ہے۔ وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ۔ اور جانتا ہے جو کچھ آسمان سے اترتا ہے
خواہ ملائکہ ہون یا بارش کے قطرات ہون یا رحمت یا عذاب ہو۔ وَمَا یَعْرُجُ فِیْہَا۔ اور جو کچھ آسمانون مین چڑھتا ہے ف خواہ ملائکہ ہون
یا بندون کے اعمال ہون یا دعائین ہون اور شیخ محلیؒ نے کہا کہ خواہ نیک اعمال ہون یا بد اعمال ہون لیکن ملا علی قاریؒ نے اعتراض
کیا کہ آسمان پر فقط نیک اعمال چڑھائے جاتے ہین تو بد اعمال کو کیون ذکر کیا ہے شاید شیخ محلی کی غرض یہ ہے کہ آسمان کی جانب جو چیز
چڑھائی جاوے وہ اللہ تعالے کو معلوم ہے لیکن بد اعمال کو آسمان کے اندر نہین داخل کرتے ہین جیسے کافر کی روح کے واسطے آسمان کا
دروازہ نہین کھلتا الحاصل اللہ تعالے کا علم تمام آسمان وزمین کو محیط ہے اور سورۂ بقرہ کی تفسیر مین گذر چکا کہ آسمان سے جو قطرہ
گرتا ہے ہر قطرہ کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس قطرہ کو ایسی جگہ رکھتا ہے جہان اللہ تعالے کا حکم ہے اور اسیطرح احکام قضا و قدر کو
بھی فرشتے آسمان سے اُتارتے ہین۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ۔ اور اللہ تعالے تمھارے ساتھ ہے جہان تم ہو ف یعنے رات یا دن مین
اور خشکی وتری وجنگل مین جہان کہین تم ہو اور جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالے سب دیکھتا ہے اور سب جانتا ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے کی
قدرت اور اُسکا علم وسلطنت عام طور پر تم لوگون کو محیط ہے۔ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔ اور اللہ تعالے خوب دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو
ف وہ تمھارا کلام سنتا ہے اور تمھاری جگہ دیکھتا ہے اور تمھاری خفیہ باتین بلکہ خفیہ ارادے سب جانتا ہے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک
شخص آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی حکمت سکھلائیے کہ میری زندگی مین کام آوے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر حال مین اللہ تعالے سے ایسی شرم رکھا کر جیسی اپنے کنبہ کے کسی نیک بزرگ سے شرماتا ہے (رواہ
الاسمٰعیلی) اور ایک حدیث مین ہے کہ تین باتین جسنے کین اُسنے ایمان کا مزہ پایا اکیلے اللہ تعالے کی عبادت کی اور خوش دلی سے ہر سال
اپنے مال کی زکوۃ دی جسمین کوئی بڑھیا اور دبلی وناکارہ وبیمار نہین بلکہ درمیانی درجہ کا مال نکالا اور اپنے نفس کو پاک کیا ایک شخص نے عرض
کہ یا رسول اللہ نفس کو کیونکر پاک کرے آپ نے فرمایا کہ یہ جانتا رہے کہ اللہ تعالے اُسکے ساتھ ہے وہ جہان ہو (ابونعیم) عبادہ بن الصامت
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل ایمان یہ ہے کہ تو جہان ہو یہ جانتا رہے کہ اللہ تعالے تیرے ساتھ ہے
(نعیم بن حماد) لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ۔ اور اللہ ہی کے واسطے آسمانون وزمین کی بادشاہت ہے
اور اللہ تعالے ہی کی طرف سارے کامون کا مرجع ہے ف جیسے اللہ تعالے نے فرمایا ہو اللہ لا الہ الا ہو لہ الحمد فی الاولی والآخرۃ یعنے اللہ تعالے
کے سوائے کوئی الوہیت والا نہین ہے اور دنیا وآخرت مین اُسکے واسطے حمد ہے۔ ھ۔ پس آسمانون وزمین مین جو کچھ مخلوقات ہے سب
اُسکی ملکیت ہے اور اُسکے مملوک بندے ہین سب لوگ اُسکے سامنے بندہ بنکر حاضر ہونگے اور قیامت کے روز ہر ایک بندہ اکیلا اُسکے
حضور مین حاضر ہوگا اور وہی جو کچھ چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور قیامت کے دن عدل سے حکم فرمائیگا اور کسی پر ایک ذرہ ظلم نہوگا کیونکہ
خود ہر ایک کے اعمال وافعال کو ہر وقت جہان کہین ہون خوب جانتا ہے اور دنیا مین اُنکو عبرت کے سامان دیدیے ہین۔ یُوْلِجُ الَّیْلَ
فِی النَّهَارِ۔ داخل کرتا ہے رات کو دن مین ف پس دن بڑھ جاتا ہے اور رات کم ہو جاتی ہے۔ وَیُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ

[illegible] کرتا ہے ف پس رات بڑھ جاتی ہے اور دن گھٹ جاتا ہے پس وہی اپنی قدرت سے جسطرح چاہتا ہے مخلوقات مین تصرف
[illegible] سب آسمان وزمین اس الٹ پھیر مین اُسکے قبضۂ قدرت مین اُسکی حکمت ومشیت کے موافق چلتے ہین ۔ وَهُوَ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
اور دلون کی باتین وہی خوب جانتا ہے پس ہر ایک کو اُسکے اعتقاد ونیت کے موافق اعمال کا بدلہ دیگا کیونکہ اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہے ف شیخ
ابن العربیؒ نے اشارات مین لکھا کہ قولہ تعالے فی ستۃ ایام اسمین ایام آخرت کا اشارہ ہے اور وہان ایک دن ہزار برس کے برابر ہے تو چھ ہزار
سال ہوئے اور یہی زمانہ آدمؑ سے زمانۂ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک پورا دورہ ہے اور یہ دورہ مخفی کہلاتا ہے کیونکہ خلق کو حق سے پوشیدہ کیا گیا اور انھین
مخلوقات آسمان وزمین کی چیزون سے پردہ ہے یعنے انسان اول توان چیزون کی جانب متوجہ ہے اور اگر انسے چھوٹے تو اپنے نفس کے پردہ مین
ہے یہانتک کہ فنا ہو پس اگر مجاہدات سے فنا ہوا تو کشف ہے ورنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ خوب جان رکھو کہ اپنے رب عز وجل
کو نہین دیکھ سکتے ہو یہان تک کہ تم مرجاؤ یعنے جب تک نہ مرو تب تک نہین دیکھ سکتے ہو اور اس سے امت کو بہت بڑی نصیحت یہ حاصل
ہوئی کہ دجال کے دعوی کو صاف رد کرینگے بالجملہ چھ دن تک یہ حجاب رہا قولہ ثم استوی علی العرش اہل اشارہ کے نزدیک قلب محمدی عرش
ہے اسمین جمیع صفات کا ظہور ہے یہان باہم صفات وذات مین حجاب نہین ہے بلکہ ظہور مین سب مین استوا ہے اور یہان یہ بھی اشارہ ہے
کہ روح اعظم کے عرش پر مستوی ہوا الخ وہان سے جمیع اشیا پر صفت الرحمن سے تاثیر فرماتا ہے قولہ ہو معکم اینما کنتم ۔ کیونکہ تمہارا وجود وظہور اُسکے
مظاہر مین پس معیت وجودی ہر حالت مین واجب ہے پھر اللہ تعالے نے اہل شقاوت سے جدا کیا بقولہ تعالے

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ط فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ
یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور خرچ کرو جو کچھ تمہارے ہاتھ مین دیا اپنا نائب کر کر کہ جو لوگ تم مین یقین لائے ہین اور خرچ کرتے ہین اُنکو
اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ج وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ
نیگ ہے بڑا ۔ اور تمکو کیا ہوا کہ یقین نہ لاؤ گے اللہ پر اور رسول بلاتا ہے تمکو کہ یقین لاؤ اپنے رب پر اور لے چکا ہے تم سے تمہارا اقرار
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ط
اگر ہو تم ماننے وہی ہے جو اُتارتا ہے اپنے بندہ پر آیتین صاف کہ نکال لاوے تمکو اندھیرون سے اجالے مین
وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
اور اللہ تمپر نرمی رکھتا ہے مہربان اور تمکو کیا ہوا ہے کہ خرچ نہ کروگے اللہ کی راہ مین اور اللہ ہی کو بچ رہتا ہے ہر کچھ آسمانون مین اور زمین مین
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ط اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ
برابر نہین تم مین جسنے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑا اُن لوگون کا درجہ بڑا ہے اُنسے جو خرچ کرین اُس سے
بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ط وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ
پیچھے اور لڑین اور سبکو وعدہ دیا ہے اللہ نے خوبی کا اور اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو کون ہے ایسا کہ قرض دے اللہ کو
ع ۱ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝
اچھی طرح قرض پھر وہ اُسکو دونا کردے اُسکے واسطے اور اُسکو ملے نیگ عزت کا

ف معلوم ہوا کہ اللہ عز وجل ہم سب کا خالق ہے اور اُسکی قدرت سے ہمارا وجود ہے اور اسی سے بقا ہے اور وہ ہمارا ظاہر وباطن سب جانتا ہے

Marfat.com

اور اُسیکی طرف انجام ہے تو ہمپر واجب ہے کہ اُسکے رسول پر ایمان لاوین اور دنیا کے مال کو جو ہمارے پاس عاریت دیا گیا ہے
مین خرچ کرین اور دنیا و اُسکی دولت سے دل نہ لگاوین لہذا اللہ تعالے نے ہمکو حکم فرمایا۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ
مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ۔ ایمان لاؤ اللہ تعالے کے ساتھ اور اُسکے رسول پر اور خرچ کرو اس چیز سے جسمین تمکو اللہ تعالے نے نائب بنایا
ف یہان دو حکم فرمائے اول یہ کہ اللہ تعالے کی توحید کے ساتھ یقین لاؤ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ یعنے اللہ تعالے کی توحید پر یقین لانا
ممکن ہے جب تک کہ اُسکے رسول کی تصدیق نہ کرو کیونکہ اللہ تعالے کی شان اس سے پاک ہے کہ کوئی شخص اُسکو اپنی رائے سے پہچانے
بلکہ خالص وحی سے جو کچھ معرفت بتلائی جاوے اسی پر ایمان لاوے اور اُس سے تجاوز نہ کرے اسیواسطے جمیع صالحین اُمت اول سے
آخر تک متفق ہین کہ اللہ تعالے کی شان پاک مین جن باتون سے آگاہ کیا گیا ہے اُنکے سوائے اپنی رائے سے کچھ تجاوز نہ کرے حتی کہ اللہ تعالے کے
نام پاک جو کچھ بیان کیے گئے ہین اُنسے زیادہ کوئی نام اپنی طرف سے نہین بنا سکتا ہے اب یہان غور کرنا چاہیئے کہ آیت مین یہ حکم کن لوگون کے
واسطے ہے تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ جو لوگ ایمان نہین لائے ہین اُنکو خطاب ہے کہ ایمان لاؤ پس یہ عرب کے کافرون سے لیکے
قیامت تک ان لوگون کو خطاب ہے جو انکار کرتے ہین آور یہ بات ظاہر ہے کہ اس سے پہلے اللہ تعالے کی شان وحدانیت سے اُنکو آگاہ کیا
تو اُسکے ساتھ یہ امر لازم ہے کہ اپنے اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاوین پس اُنکو تنبیہ کی کہ یہ شان وحدانیت تمکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
معلوم ہو سکتی ہے پس تمہارا ایمان توحید جب ہی ٹھیک ہوگا کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی ایمان لاؤ اسیواسطے حدیث مین ہے کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس والون سے فرمایا کہ تم لوگ اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ پھر پوچھا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ وحدہ
لاشریک پر ایمان کیونکر ہوتا ہے اُنھون نے عرض کیا کہ آپ ہی تعلیم فرماوین تو آپ نے فرمایا کہ اسطرح یقین لاؤ کہ لا آلہ الا اللہ و محمد رسول اللہ
(تنبیہ) بعضے لوگ جو معرفت سے کچھ نصیب نہین رکھتے ہین یہ گمان کرتے ہین کہ جو کوئی شخص خدا کو فقط اکیلا کہے وہ موحد ہے چنانچہ اسی
گمان پر یہ لوگ ارسطو وغیرہ حکماے یونان کو موحد کہتے ہین اور عجب ہے کہ بعضے ایسے لوگ جو اپنے آپکو اہل حدیث کہتے ہین وہ بھی بعضے ایسے لوگون کو
جو بت نہین پوجتے ہین بلکہ کبیر پنتھی وغیرہ ہین انکو موحد کہتے ہین اور انکے اس گمان سے وہ لوگ ہرگز موحد نہین ہو سکتے بلکہ مجھے بالضرور یہ خوف
ہے کہ یہ گمان کرنے والے بھی انھین کے ساتھ ہین جب تک کہ ایسے خیال سے توبہ نہ کرین اور یقین لاوین کہ بغیر محمد رسول اللہ کے کبھی ایمان توحید نہین
ہو سکتا ہے اور جن لوگون کو اللہ تعالے نے ایمانی معرفت عطا فرمائی ہے وہ اسکو بالکل بدیہی دیکھتے ہین اور جو لوگ اس سے بے نصیب ہین وہ
اللہ تعالے کی وحدانیت کے معنے یہ سمجھتے ہین کہ وہ اکیلا ہے اور اکیلا سے یہ مراد سمجھتے ہین کہ ایک فرد واحد ہے حالانکہ یہ محض کفر ہے کیونکہ ایک اور دو
وغیرہ گنتی کو کیا مجال ہے کہ جناب باری تعالے سے لاحق ہو کیونکہ اسی نے گنتی کو بھی پیدا فرمایا ہے پس توحید کے یہ معنے ہین کہ لا آلہ الا اللہ محمد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو بتلائی یعنے سوائے اللہ تعالے کے الوہیت کسی مین نہین ہے اور اسیکو سمجھانے کے واسطے کبھی یون سمجھاتے ہین
کہ فقط وہی الوہیت والا ہے اور کبھی کہتے ہین کہ وہی فقط اکیلا نرالا ہے اور اسکے یہ معنے نہین ہین کہ وہ گنتی مین ایک ہے پس اسکو خوب سمجھ لینا
چاہیئے کیونکہ یہ اصلی ایمان ہے (قول دوم) یہ کہ اٰمنوا باللّٰہ و رسولہ کا خطاب تمام مخلوقات کو ہے یعنے جیسے کافرون کو خطاب ہے ویسے ہی
مسلمانون کو بھی یہی خطاب ہے لیکن دونون مین فرق یہ ہے کہ کافرون کو خطاب سے یہ مراد ہے کہ ایمان اپنے دل مین قبول کرو اور شیطان یا
نفس چاہے کچھ بھی جھگڑا کرے یا شک ڈالے تو اُسکو دفع کرو اور ایمان توحید کو اپنے دل مین اُتار لو اور دل کھولکر اسکو قبول کرلو یہ مسلمانون کو
اس خطاب سے یہ مراد ہے کہ تم لوگ جس توحید پر ایمان لائے ہو یہ تمہارا ادنیٰ درجہ ہے تم ہر روز نماز مین اھدنا الصراط المستقیم سے ہدایت مانگتے

[illegible] انعمت علیہم بندون کے ساتھ ہوپنچے یعنے جن بندون پر اللہ تعالے نے انعام فرمایا ہے اُنکے درجہ مین پہونچ جاؤ اگر کہا
والے کون لوگ ہین جواب وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین
والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل انعام مین اول درجہ انبیا ہین پھر صدیقین ہین یعنے ہر نبی کی اُمت
[illegible] درجہ صدیقیت کو پہونچا پھر صدیق کے بعد شہید ہین پھر صالحین اولیا ہین پس مسلمانون کو یہ حکم ہے کہ برابر ایسی ہدایت مانگتے رہین
[illegible] اللہ تعالے اُنکو صالحین کے درجہ پر پہونچاوے یا اس سے بھی اعلی درجہ شہید یا صدیق تک پہونچاوے پھر صدیق سب سے اعلی درجہ
ہے مگر نبی ہونا محال ہے کیونکہ کوئی شخص اگر ہزار برس عمر پاوے اور رات و دن وہ فقط عبادت ہی کرتا رہے اور تمام دنیا کا خزانہ خیرات کرے
تو بھی وہ پیغمبر نہین ہوسکتا ہے بلکہ اللہ تعالے نے ازل مین فقط خاص بندون کو پیغمبر کرکے اُنسے عہد نبوت لیا تھا اور اُنمین سب سے افضل سید
اولاد آدم خیر الخلائق اجمعین محمد صلے اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین ہین حتی کہ اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ اگر ہم بھی پیغمبر کی طرح عمدہ عبادت کرین
تو ویسے ہی ہوجاوین تو یہ شخص کافر ہے ہان اگر یہ کہے کہ اگر ہم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق قدم بقدم ٹھیک قائم ہون تو اللہ تعالے اپنی رحمت
سے جنت کے اعلی درجہ مین ہمکو پیغمبر کے قدم پر پہونچاویگا جیسے یہان ہم اُسکے قدم بقدم قائم تھے تو اسمین کچھ مضائقہ نہین ہے پھر جاننا چاہیئے کہ
حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اس اُمت کے صدیق ہین اور وہ سب طرح سے صدیقیت کے اعلی درجہ مین ہین کیونکہ صدیقیت کا درجہ
بہت بڑا ہے اور اُسمین اعلی واوسط واخیر بھی ہے جیسے نبوت مین اعلی واوسط وغیرہ پیغمبر ہوے ہین کہ بعض سے بعض افضل ہین اسیطرح
صدیقین مین بھی بعض صدیق سے بعض صدیق افضل ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ بندہ سچ بولتا ہے اور سچائی کا قصد کرتا ہے اور برابر اسی پر
قائم رہتا ہے یہانتک کہ وہ اللہ تعالے کے یہان صدیق لکھ لیا جاتا ہے (صحاح) پھر یہان دوسرا حکم یہ فرمایا کہ ایمان ونماز کے ساتھ جو کچھ
ہمکو خدائے تعالے نے مال عطا کیا اور اسمین تصرف کرنے کے واسطے تمکو خلیفہ ونائب کیا اُسمین سے اللہ تعالے کی راہ مین خرچ کرو یعنے کل مال
خیرات کرنیکا حکم نہین دیا بلکہ اُسمین سے خیرات کرنیکا حکم دیا یہ تقریر اس بنیاد پر ہے کہ خلیفہ بنانے سے یہ مطلب ہے کہ مال حقیقت مین
اللہ تعالے کی مخلوق واُسی کی ملک ہے لیکن اللہ تعالے نے بندون کو نائب وخلیفہ کردیا کہ اسکو راہ الہی مین خرچ کرو اور حدیث مین ہے کہ پہلے
اپنے نفس پر ضرورت کے لائق صرف کرے پھر اپنے اہل وعیال پر اسطرح خرچ کرے کہ اُنکے حق مین یہ بھی لحاظ رکھے کہ اگر ممکن ہو تو اپنی موت کے بعد
انکو ایسا محتاج نہ چھوڑے کہ لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاوین پھر اپنے قرابتی محتاجون کو دے اور اگر اُنسے بچے تو غیرون کو جو محتاج ہین دیدے
اسلئے کہ وہ ہرحال مین فریضہ ہے پس مال مین اللہ تعالے نے اپنا خلیفہ کیا تاکہ اسطرح خرچ کرین اور بعض نے کہا کہ خلیفہ کرنے کے یہ معنے ہین کہ
خدائے تعالے نے تم سے پہلے یہ مال دوسرون کو دیا تھا پھر ان لوگون کو موت سے کھپا کر دنیا سے نیست کیا اور وہ مال چھوڑ کر چلے گئے اب تمکو اُنکا نائب
وخلیفہ کیا ہے تاکہ تمھارا امتحان لے پس تم غور کرو کہ انھین لوگون کی طرح تم بھی یہ مال خزانہ جمع کروگے تو ذخیرہ کرکے چھوڑ جاؤگے پس اگر تمکو کچھ بھی
سمجھ ہے تو اللہ تعالے کی رضامندی مین صرف کرکے اپنے ساتھ لیجاؤ اور حدیث مین ہے کہ آدمی کہا کرتا ہے کہ یہ میرا مال ہے وہ میرا مال ہے
حالانکہ [illegible] اسکا کیا ہے سوائے اسکے کہ جو کھاکر بگاڑا یا پہنکر پھاڑا یا صدقہ کرکے لے گیا (الصحیح) یعنے جو باقی چھوڑا وہ سب دوسرون کے لیے
ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ آدمی کا نیک نیت سے اپنے اوپر خرچ کرنا اسکے لیے صدقہ کا ثواب ہے یعنے دنیاوی شہوت نفس کی چاٹ سے نہ کھاوے
[illegible] یعنے اور جو لقمہ اپنی جورو کے منھ مین دے اسمین بھی اسکے لئے ثواب ہے چنانچہ صحیح کی حدیث مین مصرح ہے اور بھید یہ ہے
[illegible] غرض شرعی سے ہے تاکہ شرمگاہ کی حفاظت رہے اور اسیطرح اگر ذخیرہ کسی غرض شرعی نیت سے ہو تو اُمید ہے کہ وہ بھی صدقہ کے

حکم مین ہو مثلاً حدیث مین ہے الا دینارا ارصدہ لدین۔ یعنے ذخیرہ نہین رکھونگا کوئی دینار سوا ایسکے جو قرض کے ادا کرنے [illegible]
ذخیرہ کرون اور حدیث مین ہے کہ اگر تو اپنی اولاد کو تو انگر چھوڑے تو اس سے بہتر ہے کہ انکو مفلوک چھوڑ جاوے کہ لوگون کے [illegible]
ہاتھ پھیلاوین لیکن ہم لوگون کو دو باتین ضرور سمجھنی چاہیین اول یہ کہ کلام ایسے مال مین ہے جو بغیر ہوس کے حق حلال [illegible]
جس نیت سے ذخیرہ کرنیکا دعوی کرتا ہے درحقیقت وہی نیت ہو کیونکہ اکثر اوقات نفس فقط اس مال کی محبت سے جمع کرتا اور [illegible]
دعوی میں گرفتار ہے فافہم الحاصل آیت مین ایمان و نماز کا اور صدقہ اموال کا حکم دیا کیونکہ نماز تو ایمان کے ساتھ گویا لازم ہے صحابہ [illegible]
عنہم کسی عمل کا چھوڑنا کفر نہین سمجھتے تھے سوائے نماز کے (الترمذی) اور یہ طہارت جان و نفس ہے دوم اموال کا نفقہ کہ یہ طہارت مال ہے [illegible]
جان و مال سے پاک ہو کر دار جنت کے لائق ہو بعض اہل تفسیر نے کہا کہ یہان صدقہ سے فقط زکوۃ مراد ہے اعتراض کیا گیا کہ زکوۃ کی [illegible]
کرنا بے دلیل ہے جبکہ حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ مال مین سوائے زکوۃ کے حق ہے۔ ۵۔ اور یہ بات ظاہر ہے چنانچہ اگر استعمالی مال مانند [illegible]
وغیرہ کے کوئی شخص مانگے تو اسکو عاریت یعنے مانگے دینا چاہیئے اور اگر اقارب مین سے کوئی محتاج ہو تو نفقہ دے اسیطرح دیگر احکام [illegible]
علاوہ اسکے جب یہ سورہ مکیہ کہلاوے تو کیونکر زکوۃ کہی جاوے ہان جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جمہور کے نزدیک سورہ مدنیہ ہے اور شیخ محلی نے کہا کہ
آیت کا نزول غزوہ تبوک مین ہوا کیونکہ اس جہاد کا سامان کرنے مین اہل ایمان کو تنگی پیش آئی کیونکہ قحط کا زمانہ تھا اور سفر دور [illegible]
تھا حتی کہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس جہاد کے سامان کے واسطے تین سو اونٹ مع ساز و سامان کے اور ہزار
دینار لائے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ۔
پس تم مین سے جو لوگ یقین لائے اور انھون نے راہ الہی مین خرچ کیا تو انکے واسطے ثواب عظیم ہے ف اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
آج کے بعد عثمان جو کچھ کرے اسپر کچھ مواخذہ نہین ہے (صحیحین) شیخ ابن کثیرؒ نے ان آیات کی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالے ارشاد و حکم فرماتا ہے کہ
اسپر ایمان لاؤ اور اسکے رسول کی تصدیق کرو چونکہ مسلمان تصدیق کر چکے تھے تو مراد یہ ہے کہ کامل طور سے تصدیق کرو اور برابر استقامت
کے ساتھ قائم رہو اور یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ اسکی راہ مین خرچ کرو اس مال سے جسمین تمکو خلیفہ کیا ہے یعنے اگلی قومون کا قائم مقام کیا ہے
اور دیدہ عبرت سے دیکھو تو دنیاوی اموال کو لوگ اپنی ہوس و کوشش کے موافق زندگی بھر کھینچتے اور جمع کرتے ہین حتی کہ اسکے واسطے آپس مین
ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہین پھر موت کے وقت سب چھوڑ کر چلے جاتے ہین اور بجاے انکے دوسرا خلیفہ ہوتا ہے اور وہ بھی اسیطرح کرتا
رہتا ہے یہانتک کہ زندگی ختم ہونے پر چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور اسکی جگہ کوئی قائم ہوتا ہے پس حاصل یہ نکلا کہ یہ مال تم سے پہلے دوسرون کے
ہاتھ مین تھا پھر وہ تمہارے ہاتھ مین آیا اور تم انکے خلیفہ ہوے پس عبرت حاصل کرو کہ تمہارے ہاتھ مین بھی یہ مال عاریت ہے تو کیون اسکو
ذخیرہ کرتے ہو اور اللہ تعالے کے بندون سے روکتے اور اسکی راہ مین خرچ نہین کرتے ہو عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین پہونچا تو
مین نے سنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہین الهاکم التکاثر۔ آدمی کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے وہ میرا مال ہے اور بھلا تیرا مال کچھ سوا
اسکے جو تو نے کھا کر فنا کیا یا پہنکر پھاڑا یا صدقہ دیا تو لے گیا اور جو کچھ اس سے زیادہ ہے وہ سب جانے والا ہے اور تو دوسرون کے واسطے
اسکو چھوڑنے والا ہے (مسلم واحمد) خلاصہ یہ کہ عاقل وہ ہے جسنے شریعت کے موافق اپنے مال سے ثواب آخرت حاصل کیا کیونکہ [illegible]
وہان ثواب عظیم ہے۔ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اَخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ۔ اور تم کو کیا ہے کہ اللہ تعالے کے ساتھ ایمان نہ لاؤ اور حال یہ ہے کہ یہ رسول مکرم تمکو بلاتا ہے تاکہ تم اپنے رب پر ایمان [illegible]

Marfat.com

سے عہد لیا تھا اگر تم یقین والے ہو۔ ف جاننا چاہیئے کہ اگر یہ خطاب خاص مسلمانون کے واسطے تھا تو اسکا مطلب یہ ہے
کہ ایمان لانے سے کون چیز مانع ہو سکتی ہے اس حالت مین کہ رسول تمہارے سامنے موجود ہے وہ تمکو دعوت فرماتا ہے اور آیات و معجزات
سے اللہ کی طرف بلاتا ہے اور اُس نے تمسے عہد لے لیا یعنے بیعت لے لی ہے پس اگر تم تصدیق کرنے والے ہو تو تمکو ایمان سے کون چیز مانع ہو سکتی ہے
اور اگر سوال ہو کہ عہد کہان لیا جواب یہ کہ قولہ تعالے اذکروا نعمۃ اللہ علیکم ومیثاقہ الذی واثقکم بہ اذ قلتم سمعنا واطعنا۔ یعنے تم لوگ یاد کرو اللہ تعالے
کی اس نعمت کو جو تمپر نازل فرمائی اور اس عہد کو جس سے تمکو مضبوط کر لیا جب تم نے کہا کہ ہم نے سنا اور فرمانبردار ہوے۔ ف۔ ابن کثیرؒ نے کہا
کہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت مراد ہے اور اگر یہان عام خطاب ہو جسمین کفار بھی داخل ہین تو آیت کی تفسیر یہ ہے
کہ تم لوگون کو کیا عذر تمہارے واسطے مانع ہے کہ تم اللہ تعالے پر ایمان نہین لاتے ہو حالانکہ ہمارا رسول اکرم تمکو دعوت کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار پر
ایمان لاؤ یعنے اسپر معجزات و آیات سے حجت لاتا ہے اور باوجود اسکے تمہارا حال یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اپنی ربوبیت پر تم سے عہد واثق لے لیا تھا
اگر تم سچے ہو تو مانو مجاہدؒ نے کہا کہ عہد واثق سے وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالے نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی کل اولاد کو ظاہر کر کے عہد
لیا تھا کہ اپنے رب عز وجل کی توحید کرین اور شرک نہ کرینگے اور اسی قول کو ابن جریرؒ نے اختیار کیا ہے اور شیخ ابن کثیرؒ قول اول پسند کرتے ہین
اور حدیث مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز اپنے اصحابؓ سے فرمایا کہ ایمان لانے مین تمہارے نزدیک کون مومن پسندیدہ ہے
انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ ملائکہ ہین آپ نے فرمایا انکو ایمان لانے سے کون چیز روکے گی کیونکہ وہ اپنے پروردگار تعالے کے یہان
موجود ہین صحابہ نے عرض کیا تو پھر انبیا علیہم السلام ہین آپ نے فرمایا کہ انبیا کو کون چیز روکے گی کہ ایمان نہ لاوین کیونکہ اُن پر وحی اُترتی ہے
صحابہ نے عرض کیا تو پھر ہم لوگ ہونگے آپ نے فرمایا کہ تمکو ایمان لانے سے کون چیز روکے گی حالانکہ مین تمہارے سامنے موجود ہون ولیکن سب سے
پسندیدہ ایمان لانے والے وہ مومن ہین جو تمہارے بعد آوینگے کہ وہ لوگ لکھے ہوے صحیفے پاوینگے پس جو کچھ اُسمین مذکور ہے اُسپر ایمان لاوینگے
پس مومنون مین سے ان مومنونکا ایمان عجب خوب ہے (ابن کثیرؒ) هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ
إِلَى النُّورِ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ۔ وہی اللہ ہے جسنے اپنے بندے پر ظاہر نشانیان اُتارین تاکہ تم لوگون کو تاریکیون سے نور کی
جانب نکالے اور اللہ تعالے تمہارے ساتھ بہت شفقت والا مہربان ہے ف یعنے تم اپنے رب پر ایمان لانے سے اور اُسکی راہ مین خرچ
کرنے سے کیونکر باز رہوگے کہ جسنے تمہاری ہدایت کے واسطے اپنے بندۂ خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر آیات بینات اُتارین جنمین سب سے بڑھکر
آیات قرآنیہ ہین جنکا معجزہ ہر وقت ہر زمانہ مین باقی ہے اور اُنکے ساتھ دیگر معجزات ہین جیسے شق القمر وغیرہ وہ اگرچہ باقی نہین رہے لیکن جسوقت
واقع ہوئے تھے اُسوقت سے اب تک متواتر معروف ہین پس تمکو بہ یقین معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالے کا رسول ہے جسپر آیات نازل فرمائین تاکہ ان
کی ہدایت سے تمکو تاریکیون سے نکال کر نور معرفت کی طرف لاوے اور تاریکیون مین کفر کی تاریکی اور شرک کی تاریکی اور نفاق و بدکاریون
کی تاریکی ہے حتی کہ اس مین دنیاوی مال کی تاریکیان بھی داخل ہین کیونکہ دنیا کی زندگی کو پسند کر کے جان کو عزیز رکھنا جہالت کی تاریکی ہے
اور بخیلی مال کی محبت رکھنا بھی کفر کی تاریکی ہے پس آیات الٰہی پر جسکو ایمان نصیب ہوا اُسکی پہچان یہ ہے کہ مال کو اللہ تعالے کی راہ مین
خرچ دیتا ہے اور اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کرنے کے واسطے بھی آمادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ دنیا کی زندگی فانی ہے پس ایمان و طاعت
کے ساتھ فضل کے مکان جنت مین جاتا ہے پس جسکو اللہ تعالے نے ہدایت کی تو اُسپر بے انتہا مہربانی فرمائی اسلیئے کہ اگر ہدایت نہو تو آدمی ان
تاریکیون مین چند روز دنیا مین جان و مال کے پیچھے خراب رہتا ہے اور آخر مرنے کے بعد جہنم مین جاتا ہے جہان دائمی عذاب ہی

Marfat.com

یہ سب جو بیان ہوا اس امر کی دلیل ہے کہ بندے کے قلب مین نور ہدایت حاصل ہے اور اگر شیطان کچھ وسوسہ بھی ڈالے
سمجھتے ہین کہ اس مال سے اللہ تعالیٰ ہمکو منفعت دیتا ہے اور وہی مالک ہے تو ضرور راہ الٰہی مین خرچ کرتے ہین [illegible]
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلِلّٰہِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اور تمھین کون چیز مانع ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ مین خرچ نہ کرو حالانکہ اللہ
واسطے آسمانون و زمین کی میراث ہے ف کیونکہ دنیا مین انسان بڑی مشقت سے مال جمع کرتا ہے آخر ضرور اُسکو موت آتی ہے تو اُس
مال چھوڑ جاتا ہے تو صاف معلوم ہوا کہ یہ مال اُسکا نہ تھا جو اُسکے اعمال کی طرح ساتھ جاتا بلکہ یہ مال فقط اسواسطے دنیا مین ڈال دیا گیا
کہ جو کوئی پیدا ہوتا جاوے وہ چند روز تک اس سے اپنا کام نکالے پھر یہین چھوڑ کر مر جاوے اور مال یہان دوسرے کھانے والون کے کام
آوے پس اگر مالدار نے اپنی زندگی مین اس طریقہ سے خرچ کیا ہوتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام پر قربان کرتا تو اسکا ثواب عظیم اپنے ساتھ لیجاتا اور
اُسکی خلوص نیت کا نتیجہ ہے جسکے عوض اُسنے ایسا ثواب عظیم پایا جو دائمی اور بے مثل و بے مثال ہے اور واضح ہو کہ راہ الٰہی مین خرچ کرنے کیواسطے
بھی درجات ہین جنکا بیان شریعت مین صریح موجود ہے اور اُسکا خلاصہ قاعدہ یہ ہے کہ جس خرچہ کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا وہ مقدم ہے
پھر واجب پھر مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ کے بندون کو اُنکی ضرورت کے وقت مناسب چیز دینا افضل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا
بقولہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ تم مین سے برابر نہین وہ شخص جسنے فتح سے پہلے خرچ کیا اور قتال کیا
ف یعنے فتح مکہ سے پہلے جن مومنون نے تم مین سے اپنا مال خرچ کیا اور جان سے جہاد کیا ہے اُنکی برابری نہین ہو سکتی بلکہ یہ لوگ افضل ہین ایسے
مسلمانون سے جنھون نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد مال خرچ کیا اور جان سے جہاد کیا۔ اُولٰٓئِکَ اَعْظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ
بَعْدُ وَقَاتَلُوْا۔ یہ لوگ درجہ مین بہت بڑھے ہوے ہین بہ نسبت ان لوگون کے جنھون نے مکہ فتح ہو جانے کے بعد خرچ و قتال کیا ہے
ف اس آیت مین عجیب بلاغت ہے اور اس سے اصحاب سابقین رضی اللہ عنہم کے بلند درجات بے انتہا ثابت ہوتے ہین اسکا بیان یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درجہ اعظم مین نسبت بیان کی یعنے سابقین درجہ مین اعظم ہین بہ نسبت لاحقین کے جنھون نے بعد فتح مکہ کے خرچ و جہاد کیا
اور اس سے اوپر لا یستوی مین دوسرون کی نسبت نہین بیان فرمائی کیونکہ فقط یہی فرمایا کہ جنے فتح مکہ سے پہلے خرچ و جہاد کیا اُن کی برابری
نہین ہے اور یہ نہین فرمایا کہ اُنکے برابر وہ لوگ نہین ہین جنھون نے فتح مکہ کے بعد خرچ و قتال کیا پھر اس سے دو باتین نفیس معلوم ہوئین اول
یہ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین دو طبقہ ہین اول جو ابتدا سے فتح مکہ تک ایمان لائے اور خالص ایمان کے ساتھ خرچ و جہاد کیا دوم وہ طبقہ جو
بعد فتح مکہ کے جہاد و خرچ مین خالص ہوا کیونکہ بعد وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سوائے مہاجرین و انصار و اہل مکہ و بعض طے وغیرہ کے
باقی سب قبائل عرب کے مرتد ہو گئے تو امتحان سخت پیش آیا اور بعد فتح مکہ کے جو لوگ ایمان لائے تھے وہ اس محنت مین آزمائے گئے تو انھون نے
بیشمار عرب کے مقابلے مین اللہ تعالیٰ کے واسطے جان و مال سے جہاد کیا پس یہ بھی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہین کہ اگر انکے بعد کوئی
ولی و قطب وغیرہ ہزار برس کی عمر پاوے اور شب و روز عبادت کرے اور پہاڑون کے برابر سونے و چاندی و جواہرات پاوے اور سب اللہ تعالیٰ
کی راہ مین خرچ کرے تو بھی اُنکی ایک گھڑی کے ثواب کی برابری نہین ہو سکتی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ یعنے اپنے زمانہ کے تابعین کو نصیحت فرمائی کہ خبردار تم لوگ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نسبت برابری کا خیال مت کرو کیونکہ قسم ہے
اُس وحدہ لاشریک کی جسکے قبضہ مین ہماری جان ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کا ایک گھڑی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
ہونا تمھاری تمام عمر کے اعمال سے افضل ہے (رواہ ابن ابی شیبۃ وغیرہ) اور یہی نسبت صحابہ کے دونون طبقون مین فرمایا [illegible]

Marfat.com

…ایمان لائے وہ ایسے وقت مین ایمان لائے کہ چارون طرف اپنے عزیز و قریب و بیگانے و دوست کسی کی زبان سے
…سنتے تھے بلکہ جس دین توحید پر ایمان لائے تھے اُسکو کوئی بھی نہین پہچانتا تھا بلکہ اُنکے ماں باپ و دوست و احباب
…گالیان دیتے تھے پھر لکڑیون سے مارنے لگے پھر تلوارون سے قتال کیا اور اس حالت مین اللہ تعالے نے انکے دلون کو
…ایسے نور سے بھر دیا تھا کہ برابر ثابت قدم رہے اگر کوئی سمجھدار جسکو کچھ بھی سمجھ ہے اس مقام کو خیال کرے تو اُسکو صحابہ رضی اللہ عنہم
…کیا نہین دیکھتے ہو کہ اس زمانہ مین ہزارون برس گذر چکے اور اسلام حق ہونے پر ہزارون عالم عمدہ دلائل بیان کرتے ہین
…شخص کو آخرت مین شک ہے اور پیدا ہوتے ہی اُسکے کان مین لا الٰہ الا اللہ سے اذان دی گئی اور ہر طرف اسنے یہی توحید سُنی
…مین جب تک زندہ رہتا ہے تو دنیا کی خواہش مین نہایت سرگرم رہتا ہے اور اگر اُسکو آخرت کی یاد دلائی جاوے تو اُسکو وعدہ موہوم
…کہتا ہے کہ عاقبت کی خبر خدا جانے + اور ہر طرح کے فسق و فجور وغیرہ دنیا کی لذتون مین منہمک رہتا ہے اور اگر زیادہ کہا جاوے
…کہتا ہے کہ اس زندگی سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ یہ عیش ہی حاصل نہو پھر کیا عاقبت مین عیش کرینگے یہ ایسے اقوال و افعال ہین کہ جو اُسکے دلی حال سے
خبر دیتے ہین کہ اُسکو آخرت کا یقین نہین ہے کیونکہ اگر یقین ہوتا تو وہ صاف جانتا کہ عیش یہان کہان ہے بلکہ عیش وہی ہے جو آخرت مین ہے
پس ذرا انصاف کرو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان مقدس کو خیال کرو کہ اللہ تعالے نے اُنپر کیسا انعام فرمایا تھا کہ اپنی آل و اولاد و جان و
مال سب سے منھ موڑ کر گنتی کے چند آدمی بمقابلہ کفار کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر اپنی جانین قربان کرنے کو آمادہ ہوے پس معلوم
ہوا کہ مکہ معظمہ مین ہجرت سے پہلے جو اصحاب کبار مانند حضرت ابوبکرؓ و علیؓ و عثمانؓ و طلحہ و زبیر و حمزہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور اہل مدینہ جو مکہ جاکر
…اہل اسلام و بیعت ہوے سب بڑے صادق و سچے اہل ایمان تھے اور اسیطرح انصار مدینہ بعد ہجرت کے خالص تھے اور اُنکے اخلاص کو
ہر شخص فطرت سے غور مین بخوبی سمجھ سکتا ہے چنانچہ جنگ بدر مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے جنگ کے لئے نہین نکلے تھے بلکہ قافلہ قریش کو
گرفتار کرنے نکلے تھے اور اسی وجہ سے فقط تین سو تیرہ آدمی پیدل بے زرہ تھے کسی کے پاس فقط تلوار اور کسی کے پاس نیزہ تھا اور جب بدر
کے مقام پر پہونچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ ہوشیار ہوکر نکل گیا اور اُسنے اہل مکہ کو اطلاع دی تھی تو ایک ہزار جوان جنگی مع ساز و سامان کے
نکل آئے تھے اور وہ بھی بدر مین پہونچ گئے تھے لہذا وہان دونون سے مقابلہ ہوگیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے مشورہ کیا تو
سب نے آخر متفق ہوکر کہا کہ یا رسول اللہ ہم جان فدا کرنے کو تیار ہین اگر آپ کی خوشی ہو اور جب لڑائی کا وقت آیا تو انصار کے سردار نے کہا
کہ ہم آپکے پاس تیز رفتار اونٹنی باندھے دیتے ہین اگر خدانخواستہ معاملہ دگرگون ہو تو آپ اسی پر سوار ہوکر فوراً مدینہ کو تشریف لے جاوین
اور جو لوگ وہان باقی ہین وہ بھی آپ کے ساتھ جان فدا کرنے مین کچھ بھی دریغ نہ کرینگے آپ نے اسکو منظور فرمایا اب غور کرو کہ یہ صریح طور پر
جان فدا کرنے کے معنے تھے اور کفار سب کہتے تھے کما قال تعالے غر ہولاء دینہم ان مسلمانون کو اُنکے دین نے مغرور کیا ہے۔ ھ۔ یعنے اس لشکر سے
لڑنا یہ جان دینے کے معنے ہین لیکن انکے دین نے اُنکو مغرور کیا ہے پھر اللہ تعالے نے ایسی قوی فتح دی کہ کفار بکثرت مقتول ہوے اور اسیقدر
… آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر مقتول کافر کی جگہ بیان فرمائی کہ یہان قتل ہوگا پھر واللہ وہ اسی جگہ مقتول ہوا اور ذرہ برابر
… سب باتون کو غور کرو اور دیکھو کہ فتح مکہ سے پہلے جنھون نے قتال کیا اور راہ الٰہی مین مال خرچ کیا اُنکے ثواب عظیم کو کوئی
… یہ ہے کہ لا یستوی منکم الآیہ۔ مین مقابل نہین بیان فرمایا یعنے صرف اسی قدر فرمایا کہ فتح مکہ سے پہلے
… قتال کیا … کیا ہے اُنکے مساوی کوئی نہین ہے پھر یہ وہم نہو کہ بعد والے افضل ہین لہذا اولئک اعظم درجۃ الآیہ سے اس وہم کو

Marfat.com

دور کیا اور وہان درجہ میں مابعد الفتح والون کی نسبت بیان فرمائی اور یہان نکتہ بلیغ یہ ہے کہ مابعد الفتح کے [illegible]
نہین ہے تاہم اُنکے ساتھ مین کسی تابعی کو مجال مقابلہ نہین ہے پس دونون اس امت کے سابقین عظیم الشان مین [illegible]
نسبت نہین ہے لہذا فرمایا۔ وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی۔ اور ہر ایک جماعت کو اللہ تعالے نے بہت خوبی کا وعدہ دیا [illegible]
حسنیٰ اسی کا مؤنث ہے اور وہ جنت و نعمت لازوال ہے یہ شبہہ نہو کہ جنت تو سب مسلمانون کا وعدہ ہے (جواب) ہان اسی واسطے
جنت نہین فرمایا بلکہ الحسنیٰ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ جنت اعلیٰ کے مقامات مین سے جو سب سے افضل ہین بعد وسیلہ مصطفے صلے اللہ علیہ [illegible]
وہ اُنکے واسطے حاصل ہین اور اعلیٰ جماعت انہین سے یہی اصحاب رسول اللہ ہین جو اہلبیت اطہار کے ساتھ مین حضرت رسول مختار صلے [illegible]
علیہ وسلم کے ساتھ ہونگے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خالد بن الولید مین اور حضرت عبد الرحمن بن عوف مین کچھ گفتگو [illegible]
آئی تو خالد نے عبد الرحمن رض سے کہا کہ تم ہمارے اوپر اسی وجہ سے زبان دراز کرتے ہو کہ تم کچھ دن پہلے ہم سے مسلمان ہوے ہو پس یہ خبر آنحضرت صلے [illegible]
علیہ وسلم کو پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ میرے لیے میرے اصحاب کو چھوڑ دو پس قسم ہے اس پاک عز وجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اگر
تم لوگ اُحد پہاڑ کے برابر یا فرمایا کہ پہاڑون کے برابر سونا خرچ کرو تو اُنکے اعمال کو نہین پہونچو گے (امام احمد) اس سے مقصود یہ کہ انکی سبقت سے
جو کچھ اللہ تعالے نے انکو عطا کیا ہے وہ اسقدر اعلیٰ و بے انتہا ہے کہ آیندہ اسکے ساتھ برابری محال ہے مترجم کہتا ہے کہ اسمین نکتہ وہ ہے جو مین نے
بارہا اشارہ کیا کہ حصہ ایمان معرفت جو اعمال کے لیے جڑ ہے وہ انکے قلوب کو اعظم ملا ہے جب ہی انھون نے سبقت کی تو اعمال اسی کی شاخ ہین
پس اگر گیہون کے درخت مین ہزار شاخین نکلین تو وہ سب ملاکر زیتون کی ایک شاخ کے برابر نہونگی فافہم اور واضح ہو کہ عبد الرحمن بن عوف
رضی اللہ عنہ اول مسلمان ہوے ہین اور خالد رضی اللہ عنہ بھی فتح مکہ سے پہلے اور صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوے ہین اور ابو سعید خدری رض سے روایت ہے
کہ ہم لوگ حدیبیہ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گیے تھے حتی کہ جب عسفان تک پہونچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہی
کہ ایسی ایک قوم آکر مسلمان ہو کہ تم اپنے اعمال کو انکے اعمال کے مقابلے مین حقیر جانو ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ کون ہین کیا وہ قریش ہین
آپ نے فرمایا کہ نہین بلکہ وہ لوگ اہل یمن ہین نرم فواد اور نرم دل ہین پس ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ ہم سے افضل ہونگے فرمایا
کہ اگر انمین سے ہر ایک کے لیے پہاڑ برابر سونا حاصل ہو (جسکو راہ خدا مین خرچ کرے) تو تمھارے ایک مُد کے برابر نہ پہونچیگا اور اسکے آدھے کے
برابر بھی نہین پہونچیگا اور تم آگاہ رہو کہ یہی واقعہ (حدیبیہ) ہمارے اور لوگون کے درمیان فاصلہ ہے اندریہ آیت پڑھی لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ اٰ[illegible]
(ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ و ابو نعیم) ابن کثیر رح نے کہا کہ روایت غریب ہے اور ابن جریر نے اسکو روایت کیا تو اسمین حدیبیہ کا ذکر
نہین ہے مترجم کہتا ہے کہ حدیبیہ تو فتح مکہ سے پہلے واقع ہوا ہے اور اسکے بعد مکہ فتح ہوا تو یہ آیت اسوقت کہان اُتری ہوگی اور شاید یہ بات ہو
کہ صلح حدیبیہ سے لوٹتے وقت سورۂ الفتح نازل ہوئی پس یہی صلح عین فتح ہے چنانچہ صحیح حدیث مین بھی مذکور ہے لیکن اس صورت مین بھی یہ
اعتراض موجود ہے کہ یہ تو صلح سے پہلے مراد ہے اور مترجم کے نزدیک یہ سب اعتراض ہی ساقط ہے اور جواب صحیح یہ ہے کہ آخر کی آیت [illegible]
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے پڑھی تاکہ جو کچھ حدیث مین آیا ہے وہی قرآن کی آیت سے ثبوت ہو اور خلاصہ یہ کہ حدیبیہ کے وقت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے آگاہ فرمایا تھا کہ اسی موقع کو حد فاصل سمجھو کہ اب تک جسنے جہاد و خرچ کیا ہے وہ مطلقاً افضل ہین انکی برابری کبھی [illegible]
نہوگی اور اسکے بعد جو اصحاب آوینگے انکا حال آپ نے نہین فرمایا تھا پھر آیت نازل ہوئی جسکو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے [illegible]
اور اس سے معلوم ہوا کہ جو ابعد آوینگے انکے واسطے بھی وعدہ حسنیٰ ہے مترجم کہتا ہے کہ وہ تمام ابعد الا سے افضل ہین [illegible]

Marfat.com

[illegible] خطاب کو جو امت کیو کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے کہ اگر تم مین سے کوئی احد برابر [illegible] نہین پہونچیگا اور نہ اُسکے آدھے برابر پہونچے (صحیح) مین کہتا ہون کہ یہان اجتہاد کے دو طریقے ہین (اول) یہ کہ قول [illegible] خطاب ہے حدیبیہ کے بعد والے صحابہؓ کو یا فتح مکہ کے بعد والے صحابہ کو فعلی ہذا یہ وہی حدیث ہے جو قصہ خالد بن الولید و [illegible] مین گذری ہے (دوم) یہ کہ خطاب یہان تابعین وغیرہ مابعد اُمت کو ہے اور قرینہ اُسپر یہ ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب کے [illegible] کرنے والون کو منع فرمایا ہے تو لامحالہ وہ اصحاب سے علاوہ لوگ ہین جیسے دوسری حدیث مین فرمایا کہ جب تم ایسی قوم کو دیکھو [illegible] کہتے ہین تو کہو کہ تمھاری شرارت پر اللہ تعالے کی لعنت ہے (مشکوۃ) وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو [illegible] اس سے خوب آگاہ ہے ف پس اُسکے علم سے یہ تفاوت عظیم ہے کہ جسنے فتح سے پہلے خرچ کیا اسکے اخلاص کامل اور کمال ایمان سے [illegible] بعد کسیکو اس سے کچھ نسبت نہین ہے اور ظاہر ہے کہ اُسنے ایسی حالت مین ایمان حق پر قدم ثابت رکھا جب ہر طرف سے کفر و [illegible] کا غوغا تھا اور مسلمان بہت قلیل ضعیف تھے اور خود انکو اپنے واسطے مشکل و فقر و فاقہ سے گزر کرنی پڑتی تھی حالانکہ اسوقت حکم یہ تھا کہ [illegible] خرچ کرین اور کل کے لیے کچھ جمع نکرین اور باوجود اسکے محتاج مال وعیال و وطن چھوڑ کر ایمان کے لیے بہت لوگ ہجرت کر کے آئے تھے اور [illegible] یہ تھی کہ شدت جاڑے مین فقط ایک چادر اوڑھنے کو تھی اور اس حالت مین کھلے میدان ہین کفار کے مقابل تھے اور انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر جان فدا کرتے تھے تاکہ رضوان الٰہی پاوین اور بیشک حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت و مصاحبت کے واسطے ایسے ہی اہل ایمان و صدق و تقوی والے لائق ہین پس جسنے اُنسے بغض و عداوت کی وہ نجاست و خبث باطن مین پڑکر انکے برخلاف ہے اور رسول اللہ [illegible] اللہ علیہ وسلم کی برکت و فیض سے کافر و منکر ہے شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو اس فضیلت مین بھی سب سے [illegible] فضیلت حاصل ہے کیونکہ انھون نے سب مال راہ حق تعالے مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نثار کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب وفات شریف کے خطبہ مین فرمایا کہ مجھے کسیکے مال نے وہ نفع ندیا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے دیا اور مین نے سب کا عوض دیا [illegible] ابوبکر کے کہ اسکا عوض اللہ تعالے عطا فرماویگا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر رونا شروع کیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مین اور میرا مال [illegible] نہین ہین سوائے آپ کے (صحیح) بعضے روافض نے زعم کیا کہ خلافت سے اسکا عوض ہوگیا (جواب) یہ کہ دنیا مین انھون نے خلافت [illegible] لیا بلکہ اسمین بھی اپنے ہی پاس سے لگا دیا اور اگر یہ رافضی دنیا خیال کرتا ہے تو تمام دنیا ملعونہ ہے یہ عوض کا ذرہ بھی نہین ہو سکتا ہے [illegible] اسکے اس رافضی کو اول یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ خلافت عوض حق تھی اسکے بعد کلام کرے پس حق صریح یہ ہے کہ اس سے بے انتہا فضیلت [illegible] کیونکہ اللہ تعالے نے اپنے رسول اکرم پر اُسی کے اُمتی صدیق افضل سے احسان باقی رکھا تو عوض بے انتہا افضل ہے جو قیاس سے [illegible] (مسئلہ) صدقہ قلیل جو جہد سے اخلاص کے ساتھ ہو وہ کثیر مال و دولت کے صدقہ سے بشرط قبولیت افضل ہوتا ہے چنانچہ [illegible] رضی اللہ عنہم نے اول حالت مین جو اور ستو وغیرہ اللہ تعالے کے نام پر صدقہ کیے تھے فرمایا کہ آدھے مُد یعنے قریب نصف سیر کے ان لوگو نکا [illegible] اُنھا ہے وغیرہ تھا وہ اللہ تعالے کی جناب مین اس درجۂ قبولیت کو پہونچا ہے کہ لوگون کا زمین و آسمان بھر کے خالص سونا [illegible] معلوم ہوا کہ ثواب مین جنسیت شرط نہین ہے کیونکہ بے انتہا سونا بہت نفیس سمجھا جاتا ہے لیکن اُسنے یہان کچھ بھی کام ندیا [illegible] کے ساتھ ثواب کی بے انتہا امید رکھے (تنبیہ) اس زمانہ مین مسلمانون کے درمیان ایسی حماقت و جہالت سمائی ہے [illegible] کے لیے فاتحہ دلاتے ہین تو وہ چیزین پکاتے ہین جنکو وہ زندگی مین چاٹ سے کھاتا تھا تاکہ وہان اسکو مل جاوے

اور ساتھ مین پانی کا پیالہ بھی رکھ دیتے ہین کیونکہ کھانے کے بعد اسکو پیاس ضرور لگے گی افسوس ہے یہ لوگ بالکل [illegible]
غافل ہین جب میت کے لیے کپڑا دیتے ہین تو اسیطرح اسکی پسند کی چیزین تلاش کرکے چلے جاتے مین دیتے ہین اگر [illegible]
پہونچانا چاہتے ہو تو محتاج کو اسکی تکلیف رفع ہونے کا لباس دو اور ثواب اپنی میت کو بخشو یہ بات اچھی سمجھ مین نہین آتی [illegible]
ظاہر ہوتا ہے کہ گویا یون سمجھتے ہین کہ وہ وہان ننگا ہوگا اور یہ کپڑا پہونچے تب پہنے گا لہذا جالی لوٹا وغیرہ جو کچھ پسند تھا اسی کا [illegible]
کیونکہ اگر محتاج کی رضامندی سے ثواب سمجھتے تو محتاج کی پسند دریافت کرتے اور اصل ایمانی شریعت مین یہ ہے کہ اللہ تعالے کی رضامندی
کے لیے جو کام کیا جاوے اللہ تعالے اسمین ثواب عطا فرماتا ہے پھر وہ ثواب تم اگر کسی دوسرے کو بخشو تو اللہ تعالے اسکو پہونچا دیتا ہے اب [illegible]
کہ اللہ تعالے کی خوشنودی کے کام دریافت کرو از انجملہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالے کے بندون مین سے کوئی بندہ محتاج ہو تو اس کی حاجت [illegible]
کرنے کی خدمت کرو تاکہ اللہ تعالے راضی ہو لہذا اگر وہ بھوکا ہو تو اسکو کھانا دو اور اگر تم جاکر اسکی خوشی دریافت کرکے جو کچھ اسکی خواہش ہو
ویسا کھانا پکا کر لیجاؤ تو یہ زیادہ ثواب ہے اسیطرح جب کسی بندۂ خدا کو کپڑے کی ضرورت ہو تو اسکو کپڑا پہناؤ جیسا اسکو پسند ہو پھر تم اپنا ثواب
میت کو ہدیہ بھیجو اور جن جاہلون نے یہ سمجھا کہ وہان میت کو یہ کھانا اور پانی پہونچتا ہے چنانچہ کھانے کے بعد اگر پانی نہو تو پیاسا رہتا ہے اور اسیطرح
شب برات مین اگر فاتحہ نہ دلاوین تو مردے سال بھر تک بھٹکتے پھرتے ہین یہ سب شیطانی خیالات ہین اور یہان ایک نکتہ عجیب ہے جسکا بیان
طولانی ہے لیکن اسقدر یاد رکھو کہ مومن کا ہمزاد اسکے ساتھ قبر مین قید ہوتا ہے اور کافر کا ہمزاد آزاد پھرتا ہے حتی کہ آخرت کے دن جہنم مین باندھکر
ڈالا جاویگا پس بیہودہ خیال والون نے ہمزاد کا ساتھ دیا اور اُسی کے دین پر ہو گئے اور جو کچھ فاتحہ وغیرہ چاہتے ہین اُسی کے واسطے ہے اور بارہا
وہ انکے خواب و خیال مین آویگا اور اسی عقیدہ کو جماویگا نعوذ باللہ من ذلک پس چاہیے کہ شریعت حق و سنت نبوت پر صدق یقین سے قائم ہو
اور اسی کے موافق صدقات و زکوۃ سے لیکر آخر تک خیرات کرو تاکہ آخرت آراستہ ہو۔ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ
وَلَهٗٓ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۔ کون ہے وہ شخص جو اللہ تعالے کو قرض حسنہ دے تاکہ اللہ تعالے اس قرضہ کو بہت گونہ فرماوے اور اس شخص کے لیے
ثواب بزرگ ہے ف ثواب بزرگ سے جنت مراد ہے لیکن معتزلہ وغیرہ کی طرح ہم لوگ یہ نہین کہتے ہین کہ جنت فقط کھانے پینے و لباس وغیرہ
لذات کے سوائے کچھ نہین ہے بلکہ دیدار باری تعالے بھی جنت ہی سے حاصل ہوگا اور وہی سب سے بڑی نعمت ہے اور عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اُتری تو ابو الدحداح انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین دیکھتا ہون کہ اللہ تعا
مہربان ہے اور ہم لوگون سے قرض چاہتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہان اے ابو الدحداح پس ابو الدحداح نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنا ہاتھ مجھے
دیجئے آپ نے اپنا ہاتھ دیدیا ابو الدحداح نے آپکا مبارک ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر کہا کہ اس ہاتھ مین مین نے اپنے رب عز و جل کو اپنا باغ قرض دیا
ابن مسعود نے کہا کہ اس باغ مین چھ سو درخت خرما تھے اور اسی مین ام الدحداح یعنے اُنکی بی بی و عیال رہتے تھے پس ابو الدحداح نے آکر
آواز دی کہ اے ام الدحداح اسنے کہا کہ جی ہان فرمائیے ابو الدحداح نے کہا کہ مین نے یہ باغ اپنے رب عز و جل کو قرض دیا تو وہان سے نکل
ام الدحداح نے کہا کہ بحمد اللہ تمھاری بیع مین بہت نفع ہوا اللہ تعالے مبارک کرے اور فوراً وہان سے اپنا اسباب و لڑکے نکال لائی اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو الدحداح کے واسطے جنت مین کسقدر بیشمار درخت نفیس ہین جنکی عروق موتی و یاقوت ہین اور پھلون سے لدے
ہوے جھومتے ہین (ابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہے کہ جسنے اس روایت مین غور کیا وہ معرفت ایمانی سے خوب سمجھ سکتا ہے کہ صحابہ [illegible]
اللہ تعالے نے کسقدر معرفت عالی عطا فرمائی تھی کہ ید اللہ فوق ایدیہم۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ سمجھتے تھے اور [illegible]

...جو تجھسے بیعت کرتے ہین وہ اللہ تعالےٰ ہی سے بیعت کرتے ہین ۔ اس معرفت مین کامل تھے ولیکن جاہل نہین تھے کہ حلول ... صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کہتے کہ یہ حماقت شرک وکفر ہے بلکہ اُنکو معرفت توحید حاصل تھی پھر دیکھنا چاہیئے کہ آیت کی تفسیر ... کوہ مین انحصار نہین ہے اور بعض علماء نے کہا کہ قرض حسنہ اس فضیلت کو پہونچتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُسکو بہت گونہ ... ایسے ابہات سو گونہ کوئی انتہای حد نہین ہے بلکہ اُسکی انتہا کسی بشر کے خیال مین نہین آسکتی اور بعض علماءؒ نے کہا کہ قرض جب ہی ... ہوتا ہے جب اُسمین دس صفتین جمع ہون صفت اول یہ کہ مال حلال سے ہو صفت دوم یہ کہ نفیس مال سے ہو اور صفت سوم یہ کہ جس مال کو ... کرتا ہے وہ اُسکے پاس کثرت مال سے فضول نہو بلکہ خود اُسکی احتیاج رکھتا ہو چہارم یہ کہ صدقہ ایسے محتاج کو دے جو شرع کی ہدایت ... کا زیادہ مستحق ہو پنجم یہ کہ اس صدقہ کو جہانتک ہو سکے چھپاوے ششم یہ کہ جسکو صدقہ دیا ہے اُسپر کبھی صدقہ کی وجہ سے احسان نہ رکھے اور نہ کبھی اسکی وجہ سے زبانی باتون کی ایذا دے ہفتم یہ کہ صدقہ سے خالص وجہ اللہ و رضاء الٰہی عزوجل مقصود ہو اور لوگون کا دکھلانا نہو ہشتم یہ کہ جو کچھ صدقہ دیا ہے اگرچہ وہ بکثرت اور بہت نفیس مال ہو ہمیشہ اُسکو نہایت حقیر سمجھے یعنے دنیاوی مال کے مقابلے مین اگرچہ وہ بہت نفیس وکثیر ہو لیکن جناب باری تعالےٰ مین اسکو بلکہ اپنی جان کو بھی نہایت حقیر سمجھے نہم یہ کہ جس مال کو سب سے زیادہ پسند کرتا ہے اُسکو صدقہ کردے دہم یہ کہ صدقہ کے وقت یہ نہ سمجھے کہ جسکو دیتا ہے یہ ذلیل فقیر ہے اور اپنے آپ کو عزت والا سمجھے پس جب یہ دس صفتین جمع ہوتی ہین تو صدقہ مرتبۂ عالی مین قرضہ حسنہ ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ نوین صفت کو اس آیت سے لیا کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون جو چوتھے پارہ کا شروع ہے اور اس مین صریح مذکور ہے کہ جس مال کو تم محبوب رکھتے ہو اُس مین سے صدقہ دو اور اُس مین نفیس معرفت یہ ہے کہ رضاء الٰہی کے مقابلے مین مال کی محبت باقی نہ رہے جیسے جہاد سے جان کی محبت باقی نہین رہتی ہے ولیکن بعض آدمیون کا نفس ایسا ہوتا ہے کہ جیسے مثل مشہور ہے جان جائے اور مال نہ جائے لہٰذا اللہ تعالےٰ نے دونون باتون کو فرض فرمایا اور حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک باغ جسمین عمدہ درخت اور بہت شیرین پانی تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی اُس مین تشریف لیجاتے تھے جب یہ آیت اُتری تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا کہ مجکو سب سے زیادہ محبوب میرا یہ باغ ہے وہ اللہ و رسول کی درگاہ مین صدقہ ہے اور اگر مین اسکو پوشیدہ کر سکتا تو ظاہر نہ کرتا اب آپ اسکو جہان مناسب ہو صدقہ فرماوین (الصحاح وغیرہ) اسیطرح سب شرطین آیات واحادیث سے ماخوذ ہین اور سب سے نفس کا کمال معرفت حاصل ہوتا ہے واللہ تعالےٰ ولی التوفیق

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ

جس دن تو دیکھے ایمان والے مردون کو اور عورتون کو دوڑتی چلتی ہے اُنکی روشنی اُنکے آگے اور اُنکے داہنے خوشخبری ہے تمکو آج کے دن باغ ہین

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ

بہتی جنکے نیچے نہرین سدا رہین اُنمین یہ جو ہے یہی ہے بڑی مراد ملنی جس دن کہینگے دغاباز مرد اور عورتین

لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم

ایمان والون کو ہماری راہ دیکھو ہم بھی سلگا لین تمھاری روشنی سے کسی نے کہا اُلٹے جاؤ پیچھے پھر ڈھونڈھو روشنی پھر کھڑی کردی اُنکے بیچ مین

بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ

... دروازہ اُسکے اندر مین مہر ہے اور باہر کی طرف عذاب یہ اُنکو پکارتے ہین کیا ہم نہ تھے تمھارے ساتھ

Marfat.com

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ [illegible]

وہ بولے کیون نہ تھے لیکن تمنے بچلادیا آپ کو اور راہ دیکھتے رہے اور دھوکے مین پڑے اور بہکے خیالون پر [illegible]

وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ

اور تمکو بہکایا اللہ کے نام سے اُس دغاباز نے سو آج تم سے نہین قبول چھڑوائی دینی اور نہ منکرون سے [illegible]

هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

وہی ہے رفیق تمھاری اور بُری جگہ جا پہونچے

ان آیات مین اللہ تعالے نے نیک عمل کرنے والون کو نفاق سے ڈرایا کیونکہ اوپر کی آیات مین نیک اعمال کرنے والون اور خصوصاً صدقہ دینے والون کے واسطے اجر عظیم بیان فرمایا تھا تو یہان تنبیہ فرمائی کہ یہ سب اسی وقت حاصل ہوگا کہ ایمان خالص و اعتقاد راسخ ہو قال تعالیٰ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جسدن تو دیکھیگا مومنین اور مومنات کو ف یعنے یہ ثواب عظیم جو اوپر مذکور ہوا وہ عنقریب اس دن حاصل ہوگا جسدن تو دیکھیگا مومن مردون کو اور مومنہ عورتون کو جنھون نے صدقات حسنہ دیے ہین اس شان سے کہ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ۔ اُنکے آگے اور اُنکے دائین اُنکا نور چلیگا ف یعنے جن مردون مین ایمان خالص راسخ تھا اور جن عورتون کی یہی شان رہی یہانتک کہ دنیا سے انتقال کر گئے تو اُنکے صدقات کا ثواب اُسکو اُس دن معائنہ ہوگا جس دن یہ لوگ جنت مین جانے کے واسطے پل صراط کے اوپر سے گذرینگے اس شان سے کہ اُنکا نور اُنکے آگے آگے اور دائین جانب ساتھ ساتھ روانہ ہوگا اور ملائکہ اُنکو خوشخبری سُناتے جائینگے کہ۔ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ آج تمھاری بشارت عظیمہ جنات ہین جنکے نیچے نہرین جاری ہین یعنے آج تمکو جس چیز سے خوشخبری سُنائی جاتی ہے وہ باغات جنت ہین جنکے مکانات کے نیچے نہرین جاری ہین ف خطیبؒ نے لکھا کہ (بشرىكم۔ اليوم) (مبتدا ہے اور جنات) خبر ہے یعنے دخول جنات اور معنے یہ کہ آج تمکو جنتون مین داخل ہونیکی بشارت دیجاتی ہے اقول دنیا مین بھی اگرچہ مومنین و مومنات کو جنت کی بشارت دی گئی تھی مگر اسطرح کہ ایسے لوگ جنت مین داخل ہونگے تو یہان کسی شخص کو یقین نہ تھا کہ مین خواہ مخواہ جنتی ہون اور آج کے دن اُنکا خوف جاتا رہا تو یہ بشارت اُنکے حق مین متعین ہوگئی اور مترجم کہتا ہے کہ یہان دوسری تفسیر بھی ہوسکتی ہے یعنے (بشرىكم، مبتدا ہوا اور اليوم) اُسکی خبر یعنے حاصل (اليوم) اور معنے یہ کہ جس چیز سے تمکو بشارت دی گئی تھی وہ آج تمکو حاصل ہے پھر اسکا بیان فرمایا کہ وہ جنات ہین جنکے مکانات کے نیچے نہرین جاری ہین یعنے اس پل صراط سے پار ہونے کے بعد تم آج ہی ان مکانات میں پہونچے جاتے ہو اور وہان داخل ہونے کے بعد ہمیشہ وہان رہوگے کبھی وہان سے کوچ نہوگا بلکہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ ہمیشہ وہین رہنے والے ف لیکن وہان کبھی نہین اُکتاؤگے کیونکہ ہر ایک جنتی کا ملک بے انتہا وسیع ہے اور ہر روز اللہ تعالے کی قدرت سے نئی نئی چیزین ملتی جاوینگی کیونکہ اللہ تعالے کی قدرت بے انتہا ہے تو کبھی ایک حد پر انتہا نہوگی۔ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ یہی فوز عظیم ہے ف یعنے مراد حاصل ہونا درحقیقت اسی کا نام ہے کیونکہ اسکی بے انتہا خوبی کا کوئی شخص اندازہ نہین کر سکتا ہے اور کیونکر اندازہ ہو حالانکہ وہان حضرت رب العزت سبحانہ تعالے کا دیدار بھی حاصل ہوگا اور اُسکا تصور مین لانا بھی مخلوق کے امکان سے باہر ہے ولیکن ہم نے یقین جان لیا جبکہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو آگاہ کیا بعض مفسرینؒ نے کہا کہ قولہ یوم تری المومنین ابتدا کلام ہے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ یاد کیجیے جس دن آپ ایسا دیکھوگے اور شیخ ابن کثیرؒ وغیرہ اکثر اہل تفسیر نے اسکو قولہ فیضاعفہ کے متعلق قرار دیا [illegible]

... ہین کہ ثواب صدقہ کو بہت گونہ فرمایا تو اُس دن دیکھیگا اگرچہ اس سے مراد یہی ہے کہ جو ثواب عظیم اُنکو عطا ہوا ہے ... اور اس تقریر کے موافق خطاب فقط آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہونا ضروری نہین ہے کیونکہ اُس دن جسطرح ... صلے اللہ علیہ وسلم دیکھینگے اسیطرح مومنین خود بھی دیکھینگے کہ اُنکے نور اُنکے آگے اور داہنے چلتے ہین لیکن منافق نہین دیکھینگے چنانچہ ... ہوگا اگر کہا جاوے کہ فقط آگے و داہنے طرف کیا خصوصیت ہے جواب دیا گیا کہ یہ فقط نور کا بیان نہین ہے چنانچہ ضحاکؒ و مقاتلؒ نے کہا کہ داہنے اُنکے نامۂ اعمال ہونگے جو اُنکو عطا کیے گئے تھے اور سامنے اُنکا نور ہوگا اور دوسری روایت مین ضحاک نے کہا کہ سامنے اُنکا نور ہوگا جو اُنکو جنت کی جانب رہبری کرتا ہوا لیجائیگا اور اُنکے داہنے اُنکے نامۂ اعمال ہونگے اور اسیکو امام ابن جریرؒ نے اختیار کیا اور ... عمل نیک اُنکا ایمان وعمل اُنکے سامنے ہوگا اور اُنکے داہنے اُنکے نامۂ اعمال ہونگے (ف) مترجم کہتا ہے کہ اس صورت مین کلام مین گویا یون مقدر ہے (بایمانہم کتبہم) یعنے اُنکا نور اُنکے سامنے ہوگا اور اُنکے داہنے نامۂ اعمال ہونگے لیکن اس قول مین تکلف ظاہر ہے۔ در بعض ... کہ داہنے جانب کا بیان فقط اس وجہ سے ہے کہ داہنے جانب کو شرافت ہوتی ہے ورنہ اُنکا نور سب طرف ہوگا (ف) مترجم کہتا ہے کہ گویا معنے ہوے کہ اُنکا نور اُنکے سامنے چلیگا اور خصوصاً اُنکے داہنے جانب چلیگا اگرچہ نور سب طرف ہوگا مترجم کہتا ہے کہ داہنے جانب کی بندگی سے سامنے کی بزرگی زیادہ ہے پس قول اول سے بھی اس قول مین زیادہ تکلف ہے۔ در ابو البقاؒ نے یہ جواب دیا کہ یسعی نورہم بین ایدیہم پر کلام تمام ہو یعنے اُنکا نور اُنکے سامنے ہوگا اور وبایمانہم سے آیندہ شروع ہے اے بایمانہم بشرٰکم۔ یعنے اُنکے داہنے سے اُنکو بشارت دیجائیگی مترجم کہتا ہے کہ یہ قول سب سے زیادہ ضعیف ہے گویا اپنی رائے سے تفسیر ہے اور خطیبؒ نے کہا کہ سامنے اور داہنے کی خصوصیت اس وجہ سے ہے تاکہ ظاہر ہو کہ نیک بندونکو اُنکے نامۂ اعمال سامنے اور داہنے سے دیے جائینگے جیسے بدبختون کو پیچھے کی طرف سے اور بائین طرف سے دیے جائینگے اور امام رازیؒ نے کہا کہ سامنے کی جانب اُنکے خلوص ایمان واعمال صالحہ کا نور ہوگا اور داہنے جانب اُنکے داہنے ہاتھ کے صدقہ وقرضۂ حسنہ کا نور ہوگا (سراج) مترجم کہتا ہے کہ مومن کے بائین ہاتھ کے اعمال بھی مقبول ہین تو اُنکا نور بھی ہونا چاہیے اگر یہی وجہ ہو لیکن میرے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ نور توحید مع اعمال صالحہ کے فقط سامنے و داہنے جانب اس وجہ سے ہوگا کہ داہنے جانب جنت کی راہ ہے تو بائین جانب اُنکو جہنم کی راہ سے غرض نہین کیونکہ نور سے جہنم کی جانب رہنمائی مقصود ہے برخلاف منافقون ومشرکون کے کہ اُنکو سامنے و داہنے سے مایوس کرکے پشت و بائین جانب رہنمائی ہوئی تاکہ جہنم کی طرف جاوین اور یہان سے عجیب نکتہ معرفت حاصل ہوا کہ اس نور سے ہر شخص بذات خود مستفید ہوگا جیسے نور عقل سے ہر شخص خود متصف ہے اور یہ چراغ کی روشنی مادی غلیظ بے اختیاری مردہ چیز نہین ہے اور اس نکتہ معرفت سے وہی لوگ سرفراز ہوتے ہین جو نور عقل سے بانوار روحانی منور ہین برخلاف کفار ومنافقین کے جنہین فقط ... ہین کہ انکی سمجھ اس معارف سے شروع سے محروم ہے نعوذ باللہ من الکفر والنفاق پھر واضح ہو کہ مومنین و مومنات کے انوار بھی متحد نہین ہین بلکہ شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ عرصات قیامت مین ہر ایک کے لیے اسکے اعمال کے موافق نور ہوگا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ اپنے اپنے نیک اعمال کے اندازہ پر پل صراط سے گذرینگے بعض کا نور پہاڑ کے برابر ہوگا اور بعض کا نور ... ہوگا اور بعض کا نور بقدر قد آدمی ہوگا اور سب سے کمتر وہ شخص ہوگا کہ جسکے انگوٹھے پر نور ہوگا جو کبھی چمک اُٹھیگا اور کبھی ... ابن ابی حاتم وابن جریرؒ ... قتادہؒ تابعی نے فرمایا کہ ہم لوگون سے بیان فرمایا گیا ہے (یعنے بعض صحابہؓ وغیرہ نے ہمکو آگاہ کیا ہے) ... صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مومنین مین سے بعض کا نور مدینہ سے صنعاء وعدن تک ہوگا اور بعض کا کمتر یہانتک کہ فقط

Marfat.com

اسکے موضع قدم تک ہوگا مجاہدؒ نے جنادہ ابن ابی اُمیہ سے روایت کی کہ اے لوگو تم لوگ اپنے رب عزوجل کے یہان [illegible]
اور تمھارے حلیہ اور تمھارے دلی خیالات اور ظاہری مشورے سب لکھے ہین جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک کو [illegible]
اے فلان یہ تیرا نور ہے اور اے فلان تیرا نور اسیقدر ہے اور اے فلان منافق تیرے لیے کچھ نور نہین ہے اور یہی [illegible]
بین ایدیہم اور حضرت ضحاک بن مزاحمؒ نے بیان کیا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک کو نور دیا جاویگا یہانتک کہ جب [illegible]
تو منافقوا) کا نور بجھ جائیگا پس جب مومنین اسکو دیکھینگے کہ اس گھٹا ٹوپ مقام پر منافقون کا نور بجھ گیا تو انکو خوف پیدا ہوگا کہ [illegible]
ہمارا نور بھی بجھ جاوے پس اپنے رب تبارک وتعالے سے ملتجی ہونگے کہ ربنا اتمم لنا نورنا ہمارے رب ہمارا نور پورا کردے۔ ھ۔ اقول یہ [illegible]
کہ اے رب ہمارا نور ہمارے لیے منزل جنت تک پہونچنے کے لیے پورا رہے اور منافقون کی طرح درمیان مین بجھ نجاوے کیونکہ منافقین کا
نور جب بجھ گیا تو اُنکو جہنم نے کھینچ لیا اور وہ جہنم مین گرے نعوذ باللہ من النفاق۔ ھ۔ حسن بصریؒ نے بیان فرمایا کہ قولہ تعالے یسعی نورہم
بین ایدیہم۔ اسکے معنے یہ ہین کہ صراط پر مومنون کا نور اُنکے ساتھ سعایت کریگا اور ابن ابی حاتمؒ نے احمد بن عبدالرحمن بن وہب سے جو
امام مسلم وطحاوی وغیرہ کے شیخ ہین سند حدیث روایت کی کہ عبدالرحمن بن جبیرؒ کو ابوالدرداء وابو ذر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مین پہلا وہ شخص ہون جسکے لیے سجدہ کی اجازت دی جاویگی اور پہلا وہ شخص ہون کہ جسکو
سر اُٹھانیکا حکم ہوگا پس مین اپنے سامنے اور پیچھے اور دائین وبائین نگاہ کرونگا اور تمام اُمتون مین سے اپنی اُمت کو پہچان لونگا پس ایک شخص نے
عرض کیا کہ یارسول اللہ حضرت نوحؑ سے لیکر اپنی اُمت تک بکثرت امتون مین سے کیونکر آپ اپنی اُمت کو پہچان لینگے آپ نے فرمایا کہ میری
اُمت آثار وضو سے غرّ محجل ہونگے یعنے چہرہ روشن اور چارون ہاتھ پانون روشن ہونگے اور سوائے میری اُمت کے کسی دوسری اُمت کی یہ
کیفیت نہوگی اور مین اپنی اُمت کو اسطرح بھی پہچانونگا کہ انکے نامۂ اعمال انکے داہنے ہاتھون مین دیے جاوینگے اور اسطرح پہچانونگا کہ اُنکے
چہرون سے پیشانیون پر نشان سجود کا نور ہوگا اور اسطرح پہچانونگا کہ انکا نور اُنکے آگے آگے اور انکی ذریات کے آگے روان ہوگا (اسنادہ حسن)
مترجم کہتا ہے امام ابن ابی حاتم نے التزام کیا کہ ایسی اسناد سے حدیث لاوینگے جو بدرجہ حسن ہو پس انکے نزدیک یہ اسناد حسن ہے اور اس مین کچھ
شک نہین ہے کیونکہ احمد بن عبدالرحمن مین اختلاف ہے تو حدیث بدرجہ حسن ہے اور ابن القطانؒ نے کہا کہ احمد بن عبدالرحمن ثقہ ہین
کما فی تدریب السیوطی تو اسناد صحیح ہے اگر کہا جاوے کہ انسے امام مسلم نے روایت کی تو ثقہ ہونے مین کچھ شبہہ نہین سا جواب دیا گیا کہ آخر عمر مین
حافظہ مین خلط ہو گیا اور امام مسلم نے اول روایت لی ہے اقول ۲۵۰ھ مین امام مسلمؒ انکو چھوڑ کر مصر سے روانہ ہوے تھے طحاویؒ نے بھی اسی
زمانہ مین انسے روایت لی کیونکہ طحاویؒ نے ہارون بن سعید الایلی سے جو امام مسلمؒ کے شیخ ثقہ ہین روایت لی حالانکہ وہ ۲۴۹ھ مین واصل
ہوے بلکہ احمد بن خالد البغدادی سے روایت لی اگرچہ خلال ہین تو ثقہ فقیہ متوفی ۲۴۴ھ یا ۲۴۷ھ ہین اور صورت یہ کہ مصر مین وارد ہوے ہون
واللہ تعالے اعلم یا اپنے والدؒ کے ساتھ سفر حج مین سنا ہو واللہ اعلم بالجملہ یہ اسناد خوب ہے اور اب اس حدیث کے علوم کثیرہ مین غور کرنا
ضرور ہے (اول) یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اول سجدہ کی اجازت ہوگی معنے یہ کہ شفاعت کی اجازت ہوگی تو آپ جاکر زیر عرش
سجدہ کرینگے (دوم) اول سر اٹھانے کی اجازت ہوگی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید دیگر انبیا وصالحین بھی آپ کی تبعیت مین سربسجدہ ہونگے
اور صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جسوقت آپ شفاعت کا قصد فراوین تو اکابر انبیا علیہم السلام وغیرہ بھی آپ کے پیچھے صف بستہ ہون جیسے
بیت المقدس کی نماز مین ہوا تھا واللہ تعالے اعلم اور شاید مراد یہ ہو کہ بعد سجدہ کے سر اُٹھاکر کلام کی اجازت سب سے اول ہوگی [illegible]

... دیکھو یہ مضمون صحاح کی احادیث مین بھی ثبوت ہے اور علمائے نے یہان یہ سوال کیا ہے کہ کیا اگلی اُمتین ... وضو سے نکلتا ہے کہ اگلی اُمتون مین بھی وضو تھا چنانچہ تین تین بار وضو کر کے فرمایا کہ یہ میرا وضو ہے اور مجھسے ... کہا کہ شاید فقط انبیاے سابقین کا وضو ہو اور انکی اُمت اسمین شامل نہو اور یہ کچھ بعید نہین ہے جیسے نصاری ... تھے اور بعض نے کہا کہ بر تقدیر تسلیم ان اُمتون مین رکوع کے ساتھ آخر چہرہ دھونا تو ضرور ہوگا اور اس صورت مین ... اور حق یہ ہے کہ اگر اگلی اُمتون مین وضو ہو یا نہو بہر حال ان مین سے کسی کو یہ شرف حاصل نہوگا کہ وضو سے نور ... دوسری حدیث مین صریح ہے کہ اگر گھوڑون کے گلہ مین سب سیاہ ادہم ہون اور ایک گھوڑا اسمین اغر محجل ملا دیا جاوے تو ... صاف نہ پہچان لیگا اسیطرح مین اپنی اُمت کو پہچان لونگا یہ دلیل ہے کہ دیگر اُمتون مین سے کسیکو چہرہ وغیرہ پر کہین روشنی ... بلکہ یہ نورانیت فقط اسی اُمت کو حاصل ہوگی اور اگلی کتابون مین جو اس اُمت کے بشارات وارد ہوے ہین انمین سے یہ بھی ہے ... ان علیہ الصلوة والسلام کی اُمت ہر بلندی و پستی پر اللہ تعالے کی تسبیح کرینگے اور نماز مین اُنکی صفا مثل جہاد کے مانند صف ملائکہ ... اور ادھی ساق تک ازار ہوگی اور اُنکی انجیل انکے سینون مین ہوگی اور چہرہ و اطراف کو نماز کے لیئے طہارت کے طور پر دھوینگے۔ یہ معلوم ... وضو خاص اس اُمت کی شناخت ہے اور دوسری اُمتون کو یہ طہارت نہین دی گئی اور اگر کسی نے خود اپنے انبیا کی تبعیت مین ایسا کیا ہو ... یہ نور نہین ملیگا بلکہ فقط ثواب ملیگا اور حدیث مین ہے کہ وضو تک زیور ہوگا اس سے نکلا کہ رب عز وجل اسی اُمت کو اپنی رحمت عمیم سے کامل آراستہ فرماویگا اور یہ فضل آلہی سبحانہ تعالے ہے اور ہم لوگون کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سرور انبیا و سرور عالم حبیب اللہ علیہ الصلوة والتحیة اللہ و فی کے طفیل مین جس کرامت کی اُمید ہے اسکا شکرانہ یہ جان حقیر نہین ہے کیا نہین دیکھتے کہ ہمارے سردارون کا گروہ یعنے صدر اول صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کسطرح حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پر جانین فدا کرتے تھے (چہارم) انکی کتابین انکے داہنے ہاتھون مین عطا ہونگی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بھی اس اُمت کی خصوصیت ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ آیات عام ہین کہ اہل سعادت مطلقا داہنے ہاتھ مین پاوینگے اور شاید مراد یہ ہو کہ اس امت مین یہ ہوگا اور شاید یہ مراد ہو کہ دوسری اُمتون کو داہنی جانب سے دیا جاویگا اور اس اُمت کو مزید کرامت ہوگی واللہ تعالے اعلم (پنجم) اس اُمت کے صالحین کے سامنے اُنکی ذریات بھی ہونگی والحمد للہ رب العالمین۔ در حدیث مین ہے کہ جو بچے مرے وہ قیامت کے روز والدین کو پکڑینگے کہ اے رب ہمکو جنت مین جانے کے واسطے سرفراز کیا گیا ہے اور یہ ہمارے والدین ہین ہم انکو بھی ساتھ لیجاوینگے ہمکو اجازت ملے پس رب عز وجل رحم فرما کر اجازت عطا فرمادیگا وللہ الحمد والمنة و علی رسولہ الثنا والتحیة اور علی ... والے صالحین وہ ہین کہ ذریات اُنکے تابع ہو کر انکے درجات عالیہ مین پہونچین وان ربی ہو ارحم الراحمین اب آیت قدسی کی تفسیر پر ... رجوع کرو اور معلوم ہو چکا کہ آیت قدسی مین مذکور ہے کہ اُنکے نور انکے سامنے اور داہنے ساعی ہونگے بعض نے تردد کیا کہ فقط داہنی طرف کی ... خصوصیت ہے بعض نے جواب دیا کہ خصوصیت نہین بلکہ بیان مین داہنے پر اکتفا فرمایا اور مراد داہنے و بائین و پیچھے سب طرف ہے پس ... طرف سامنے و داہنے کو بیان فرمایا اور باقی دونون طرف مقابل ہین سامنے کا مقابل پیچھے ہے اور داہنے کا مقابل بائین ہے ان کو ... بعض نے کہا کہ نور سامنے ہے اور داہنے نامۂ اعمال ہے ابن کثیرؒ نے اسکو ضحاکؒ کا قول نقل کیا مترجم کے نزدیک صحیح بات ... یہ ہے کہ اسوقت اہل توحید جانب جنت جاتے ہین تاکہ پل صراط سے پار ہو کر سواد جنت طے کر کے داخل جنت ہون پس اس مقام سے ... جنت سامنے اور بائین موڑ جانب جہنم ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مرتدین کے حق مین فرمایا یوخذ بہم ذات الشمال

Marfat.com

بائین جانب کی راہ انکو بتائینگے۔ ھ۔ پس مومنون کے لیے ائین جانب نور سے راہ مشتبہ کا ملتوی نہین ہے بلکہ ان
ہو گا حتی کہ کافرون کو ملائکہ اسطرح ہانک لیجاوینگے جیسے جانورون کو کھینچ لیجاتے ہین کیونکہ اُنکے واسطے نور نہین ہے
نور ہے وہ خود روانہ ہونگے اور سامنے نور ظاہر ہے کہ پل صراط سے گذرے اللھم سلنا اور یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ منافقون کا نور بجھ جائیگا اور
نہین رہیگا اسلیے کہ مومنین مین سے جو سب سے پیچھے پار ہو گا اسکا بیان اسطرح آیا ہے کہ فقط اسکے قدمون پر فرمایا کہ اسکے انگوٹھے پر نور
ہے اُٹھیگا اور کبھی بجھ جائیگا اور وہ کبھی جھک جائیگا اور کبھی چل نکلیگا اور خراش وغیرہ کے بعد نجات پا جائیگا برخلاف اسکے کبھی
مین اُلجھ گیا تو وہ جہنم مین گر جاویگا اور یہان سے صاحب عقل کی سمجھ مین یہ نکتہ آجاویگا کہ وہان اس دنیا کے بجان کا قیاس نہین ہے
کچھ دنیاوی چراغ نہین ہے اگرچہ ایک کو دوسرے کے انوار ظاہر ہونگے ولیکن منافقون کو دوسرون کے نور سے کچھ فائدہ حاصل نہوگا قال
یَوْمَ یَقُولُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ جس دن منافق مرد اور منافق عورتین کہیں گی ایمان
کہ ذرا ہمارا انتظار کرو ہم بھی تمھارے نور سے روشنی لے لین ف یعنے جب صراط پر منافقون کا نور بجھ جائیگا اور مومنین و مومنات کا نور چمکتا
کہ یہ لوگ اپنے نور سے جنت کی راہ جلدی طے کرتے جاتے ہونگے تو منافق مرد اور عورتین دور سے چلاوینگی کہ ذرا ٹھہر جائیے ہم بھی تمھارے
سایہ مین یہ راہ طے کرلین۔ قِیْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا۔ اُنسے کہا جائیگا کہ اپنے پیچھے لوٹ کر وہان نور تلاش کرو ف یعنے مومنین یا ملائکہ
ان منافقون کو جواب دینگے کہ پیچھے لوٹ جاؤ اور وہان نور تلاش کرو جیسے دنیا مین اُلٹے پاؤن کفر کی جانب پھرتے تھے اگر کہا جاوے کہ منافقون کو
پیچھے کہان نور ملیگا بلکہ یہ دھوکا ہے جواب یہ کہ نہین بلکہ منافقون کا عوض ہے کیونکہ منافقین دنیا مین دھوکا دینے کا قصد کرتے تھے کما قال تعالے
یخادعون اللہ والذین آمنوا۔ یعنے منافقین دھوکا دیتے ہین اللہ تعالے کو اور اُن لوگون کو جو ایمان لائے۔ ھ۔ کیونکہ دنیا مین منھ سے ایمان کا
اظہار کرتے ہین جس سے مومنین دھوکا کھاتے ہین اور اللہ تعالے نے ظاہری اعمال پر شریعت کا حکم رکھا ہے تو گویا اللہ تعالے کو بھی دھوکا دیتے ہین
پس اسکا عوض یہی ہو گا کہ اُنکو بھی دھوکا ملیگا اور سلیم بن عامر سے روایت ہے کہ ہم لوگ باب دمشق مین ایک مسلمان کے جنازہ کے ساتھ نکلے اور ہمارے
ساتھ مین ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ شریک تھے پس جب جنازہ پر نماز پڑھکر دفن کرنا شروع کیا گیا تو ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے
لوگو فی الحال تم لوگ ایسے مقام مین صبح و شام کرتے ہو جہان بُرائیان اور بھلائیان تقسیم ہوتی ہین یعنے چاہو یہان برائی کماؤ اور چاہو بھلائی کماؤ
اور عنقریب یہان سے کوچ کرکے دوسری منزل مین جاؤگے اور وہ یہی ہے یعنے قبر کی جانب اشارہ فرمایا کہ یہ تنہائی کا گھر ہے اس گھر مین بہت تاریکی
ہے اس گھر مین کیڑے ہین یہ گھر بہت تنگ ہے سوائے اسکے جسپر اللہ تعالے وسیع کردے پھر یہان سے بھی نکل کر قیامت کے مقامات مین جاؤگے جہان
اللہ تعالے کی طرف سے لوگون کو ایک حالت پہونچیگی پس بعض کے چہرے روشن ہو جائینگے اور بعض کے چہرے سیاہ ہو جائینگے پھر وہان سے بھی
چوتھی منزل مین جاؤگے جہان سخت اندھیرا چھا جائیگا کہ ہاتھ سے ہاتھ نہین سوجھے گا پس وہان نور تقسیم ہو گا تو مومن کو نور ملیگا اور کافر و منافق کو
کچھ نہین ملیگا اور اسیکو اللہ تعالے نے قرآن مین بطور مثل بیان فرمایا بقولہ او کظلمات فی بحر لجی چنانچہ آخر مین فرمایا کہ جسکو اللہ تعالے نے نور نہین دیا اسکے
لیے کہین نور نہین ہے پس کافر و منافق کو مومنین کے نور سے روشنی نہین ملیگی جیسے دنیا مین آنکھون والے کے نور سے اندھے کو کچھ روشنی نہین ملتی
اور اُس دن منافقین و منافقات کہینگے کہ اے صاحبان ایمان ذرا رحم کرکے ٹھہر جاؤ کہ ہم بھی تمھارے نور سے ایک ذرہ لے لین پس کہا جائیگا کہ
پیچھے لوٹ کر نور مانگ لاؤ یہ ایک دھوکا ہے جو منافقون کی سزا ہے کیونکہ وہ لوگ دنیا مین دھوکا دیتے تھے پس منافقین پیچھے لوٹ کر اُس مقام پر
آوینگے جہان نور تقسیم ہوا تھا پس وہان کچھ نہین پاوینگے پھر اسی راہ پر دوڑینگے جدھر سے لوٹے تھے تو وہان ایک دیوار پاوینگے جو درمیان میں حائل

لہ وہ چیز جس کی چیز کو اٹھا لیجائے یعنی جیسے انگارہ وغیرہ ۱۲

[illegible] منافقین کی طرف اُسکی جانب سے عذاب ہے سلیم بن عامرؒ نے کہا کہ میدان قیامت مین منافق
[illegible] جبکہ اللہ تعالےٰ منافقون اور مومنون مین امتیاز فرماویگا (رواہ ابن ابی حاتم) اور دوسری روایت مین
[illegible] قیامت کے دن اخیر مین اللہ تعالےٰ ایسا اندھیرا پیدا فرمائیگا کہ کوئی مومن یا کافر اپنی ہتھیلی نہین دیکھ سکیگا پھر اللہ تعالےٰ
[illegible] اعمال کے موافق نور عطا فرمائیگا تو منافقین بھی اُنکے پیچھے یہ کہتے ہوے دوڑینگے کہ ذرا ٹھہر جائیے ہمکو بھی آپکے نور سے راہ
[illegible] ہے (رواہ ابن ابی حاتم) اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک وقت مین لوگ بہت اندھیرے مین پڑے ہونگے
[illegible] اللہ تعالےٰ نور بھیجیگا پس مومنین اپنے واسطے وہ نور دیکھکر اُسکی جانب چلینگے پس وہ نور اُنکو جنت کی جانب راہ دکھلاتا ہوا لیجائیگا اور
[illegible] دیکھینگے کہ مومنین چل نکلے تو یہ بھی پکارتے ہوے دوڑینگے کہ ذرا ٹھہر جائیے ہم بھی آپ کے نور سے فائدہ لین کیونکہ دنیا مین ہم آپکے
[illegible] مومنین کہینگے کہ اپنے پیچھے لوٹ جاؤ جہان تاریکی سے چلے تھے وہان سے نور تلاش کرلاؤ فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ
[illegible] وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ پس اُنکے درمیان مین ایک دیوار قائم کردی جائیگی جسمین ایک دروازہ ہے کہ اُس کے
[illegible] جانب مین رحمت ہے اور اوپر کی جانب مین اُسکی طرف سے عذاب ہے ف ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] قیامت کے روز اللہ تعالےٰ اپنے بندون کو اُنکے نام سے پکاریگا یعنے مومن یا منافق کہکر نہین پکارے جائینگے اور یہ اللہ تعالےٰ نے اپنے
[illegible] کی پردہ پوشی فرمائی ہے اور صراط کے مقام پر ہر مومن کو اسکا نور ملیگا اور منافق کو بھی نور ملیگا لیکن جب صراط پر پہونچینگے تو منافق مرد اور
[illegible] کا نور سلب ہوجائیگا تب منافقین چلاوینگے کہ اے اہل ایمان ذرا ٹھہر جائیے کہ ہم آپ کے نور سے اقتباس لین تو کہا جائیگا کہ پیچھے لوٹ کر
[illegible] کرو اور مومنین اسوقت دعا مانگینگے ربنا اتمم لنا نورنا۔ یعنے ہمارے رب ہمارا نور پورا فرمائیے مترجم کہتا ہے کہ اسکو طبرانی نے روایت کیا اور
اس سے یہ فائدہ بھی ظاہر ہوگیا کہ منافقین سے جب کہا جائیگا کہ پیچھے جاکر نور تلاش کرو تو وہ اسوجہ سے دھوکا کھائینگے جہان نور تقسیم ہوا تھا وہان
[illegible] گمان کرینگے کہ پھر وہین جاکر نور حاصل کرلاوین حالانکہ جب وہان جائینگے تو کچھ نہین ملیگا اور جب صراط پر آوینگے تو یہان
ایک دیوار حائل ہوگی حسنؒ اور قتادہؒ نے کہا کہ یہ جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار حائل ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہی قول صحیح ہے اور اُسکے
اندرونی جانب تمام رحمت ہے جسکا ظہور جنت اور اُسکی نعمتین ہین جہان مومنین پہونچ گئے اور ادھر منافقین کی جانب عذاب دوزخ ہے
ابن جریرؒ نے کہا کہ بعض علمائے نے بیان کیا کہ دنیا مین اسکا موقع بیت المقدس کی وہ دیوار ہے جو وادی جہنم کے پاس ہے پھر ابن البرقیؒ کی
اسناد سے روایت کی کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قرآن مین جس دیوار کا ذکر ہے وہ یہی شرقی دیوار ہے جسکے اندرونی جانب مسجد وغیرہ
[illegible] بیرونی جانب وادی جہنم ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس وادی کو وادی جہنم کے نام سے مشہور کرتے ہین ابن کثیرؒ نے کہا کہ پھر امام ابن جریرؒ نے
[illegible] قول کو حضرت عبادہ بن الصامت وعلی بن الحسین سے بھی روایت کیا اور کہا کہ میرے نزدیک اسکے معنے یہ ہین کہ ان بزرگون نے ارض محشر
[illegible] معنے کے واسطے مثال بیان کی اور یہ مراد نہین ہے کہ یہ دیوار خاصکر وہی دیوار ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگی یا جس وادی کو
[illegible] حقیقت مین جہنم ہے اسواسطے کہ جنت تو اعلی علیین کے آسمانون مین ہے اور جہنم اسفل السافلین مین ہے اگر کہا جاوے کہ کعب احبار
[illegible] قرآن مین جو دروازہ مذکور ہے وہ مسجد بیت المقدس کے دروازون مین سے وہ دروازہ ہے جسکو باب الرحمۃ کہتے ہین ابن کثیرؒ
[illegible] اس قول کا کچھ اعتبار نہین ہے بلکہ یہ اُنکے اسرائیلی خیالات مین سے ایک خیال ہے اور صحیح یہ ہے کہ قرآن مین جس دیوار
[illegible] وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگی مترجم کہتا ہے کہ اسکے صحیح ہونے مین کچھ شک نہین ہے اور بیت المقدس اُس کی

Marfat.com

تمثیل ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ اگر حقیقت مین بیت المقدس مراد ہوتا تو کیا بخت النصر بادشاہ بابل نے آپ [illegible]
ڈالا اور اُسکا تمام مال لے گیا تھا یہ محض باطل خیال ہے بلکہ پل صراط کے بعد ایک دیوار حائل ہوگی کہ مومنین وہان [illegible]
اخل ہو جاوینگے اور اُنکے پورے جانے کے بعد دروازہ بند ہو جائیگا اور منافقین اُنکے پیچھے حیرت و تاریکی مین پڑے رہ جاوینگے
اُنکے دلون مین کفر و شک و حیرت تھی۔ یُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ منافقین مومنون کو پکارینگے کہ کیا ہم آپ لوگون کے ساتھ
ن یعنے دنیا مین آپ لوگون کے ساتھ جمعہ ادا کرتے اور جماعت کی نماز ادا کرتے اور عرفات مین کھڑے ہوتے اور جہاد مین جاتے
ظاہر مین کیا ہم تمھارے ساتھ شریک نہ تھے۔ قَالُوْا بَلٰى مومنین کہینگے کہ کیون نہین ف یعنے ظاہر مین تم لوگ ہمارے ساتھ نماز
وغیرہ مین شریک ہوتے تھے ویسے ہی ظاہر مین تمکو ہمارے ساتھ نور دیا گیا تھا اور باطن مین تم ٹھیک نہ تھے۔ وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ
ولیکن تمنے اپنے نفس کو فتنہ مین ڈالا ف یعنے نفاق سے اسلام ظاہر کیا اور دل مین کفر پوشیدہ رکھا مجاہدؒ نے کہا یعنے تمنے نفاق سے اپنی
جانون کو ہلاک کیا (ف) بعض سلف نے کہا یعنے تم لذتون و گناہون و شہوات مین پڑ گئے۔ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ اور تم نے
انتظار کیا اور شک مین پڑے ف یعنے تمنے یہ انتظار کیا کہ شاید محمد صلے اللہ علیہ وسلم و مومنین بعد چند روز کے گردش زمانہ سے مٹ جاوینگے
اور بُت پرستی پھر شروع ہو جاویگی اور دین کا تمکو یقین نہ آیا بلکہ تمنے شک کیا کہ توحید سچ ہے یا نہین ہے اور قرآن کلام الٰہی ہے یا نہین ہے
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسول ہین یا نہین ہین وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ اور تمکو اُمیدون نے دھوکے مین ڈالا ف ایک یہ اُمید تھی کہ
شاید مومنین مٹ جاوینگے اور دوسری اُمید یہ کہ عمر دراز ہوگی اور مال و اولاد وغیرہ حاصل ہوگی قتادہؒ نے کہا کہ مراد یہان شیطان کا دھوکا
ہے بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ مغفرت کی طمع کی مترجم کہتا ہے کہ اقوال سب صحیح ہین لیکن منافقون کے اقسام ہین پس بعض تو دل مین کافر
ہوتے ہین اور ظاہر مین مسلمان بنتے ہین جیسے اس زمانہ مین کئی فرقے ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ابن سلول وغیرہ مشہور
منافق تھے پس انکا غرور تو یہی تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت و توحید و آخرت مین شک کرتے تھے اور بعضے کہتے تھے کہ شاید
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پورا ہو تو یہودی ہمکو کھانے کو نہ دینگے کیونکہ یہی ہمارے اُدھار کے مہاجن ہین اسواسطے ہم ان لوگون سے
محبت رکھتے ہین یعنے اُنکو دل مین وحی الٰہی کا یقین نہ تھا دوسری قسم کے منافقین وہ ہین جو دل مین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا یقین
رکھتے ہین لیکن ایسا ضعیف یقین ہے کہ اُسکے موافق عمل نہین کرتے ہین بلکہ دنیا کو ہر طرح حاصل کرنے کی فکر کرتے ہین اور دنیا کی شہوات و
گناہون مین پڑتے ہین اور بعضے ان مین سے گناہون کا ارتکاب کرتے ہین اور یہودیون کی طرح کہتے ہین کہ اللہ بخشنے والا ہے ہمارے پیغمبر کی
اُمت پر عذاب نہین ہوگا غرضکہ گناہ سے ڈرتے نہین ہین پس اس آیت مین سب قسم کے منافقون کا بیان ہے اور یہ سب اپنی اپنی آرزوون
مین مغرور رہے حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ یہانتک کہ امر الٰہی آگیا ف یعنے موت آگئی وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور اللہ کے ساتھ مین تمکو غرور
نے مغرور کیا ف بعض نے کہا کہ غرور سے مراد شیطان ہے یعنے شیطان نے تمکو اللہ تعالےٰ کے معاملہ مین دھوکا دیا بہتون کو سمجھایا کہ مرنے
کے بعد زندگی و حساب کتاب کہان ہے بعض سے کہا کہ عاقبت کی خبر کوئی نہین جانتا ہے اب دنیا مین چین کر لو بعض سے کہا تمھارے گناہ ہونگے
اسکے سامنے حقیقت کیا ہے اور تمھارے پیغمبر کی سب اُمت کو اللہ تعالےٰ نے بخشدیا ہے وہ کسی پر عذاب نہین کریگا مترجم کہتا ہے کہ اگر اسکے
ساتھ یہ خیال کرتا کہ بھلا مین ٹھیک ایمان و یقین کے ساتھ آپکی اُمت مین داخل ہون یا نہین ہون تو مغرور نہوتا کیونکہ جو شخص نفاق سے
بےخوف ہوا وہ ایمان سے غافل ہے چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے صحیح روایت ہے کہ اہل ایمان سلف صالحین [illegible]

Marfat.com

تھا جو نفاق سے خوفناک نہوا اور قیامت تک جو مومنین باقی ہین سب نفاق سے خوفناک رہینگے اور جو کوئی نفاق ... ہے کیونکہ نفاق سے نڈر نہین ہوتا مگر وہی جو منافق ہو اور نفاق سے وہی ڈرتا ہے جو مومن ہو قتادہؒ نے کہا کہ شیطان ... ہے یہانتک کہ مرجاتاہے اور آگ مین ڈالا جاتا ہے ابن کثیرؒ نے کہا کہ مومنون نے منافقین کو یہ جواب دیا کہ ہان تم لوگ ہمارے ... کچھ نیت نہ تھی اور نہ تمھارے دلون مین کچھ اعتقاد تھا بلکہ خالی بدن سے ہمارے ساتھ ظاہر مین تھے اور باطن مین تم حسرت و ... تھے اور جو کچھ کرتے تھے اس سے لوگون کو دکھلاتے تھے اور اللہ تعالے کی یاد بہت کم کرتے تھے یعنے کچھ بھی مفید نہ تھی اسلیئے کہ ظاہر ... مین یاد کرتے تھے مجاہدؒ نے کہا کہ دنیا مین منافق لوگ مومنون کے ساتھ تھے پس شریعت مین انکے ساتھ نکاح کردیا جاتا ہے اور انکی عورتون سے نکاح کرلیا جاتا ہے حالانکہ منافقین انکے ساتھ مکر کرتے اور کافرون سے انکے بھید ظاہر کرتے ہین پھر موت مین بھی مومنون کے مقابر مین دفن ہوتے ہین الحاصل زندگی مین بظاہر اُنکے ساتھ تھے اگرچہ اُنکی بُرائی چاہتے رہتے تھے اور موت مین انکے مقابر مین دفن ہوے اور قیامت کے دن بھی جب پل صراط کے مقام پر سخت اندھیرا ہوگا اور وہان نور تقسیم ہوگا تو اُنکو مومنون کے ساتھ مین نور دیا جائیگا پھر جب دیوار تک پہنچینگے تو وہان اسطرح امتیاز کردیا جائیگا کہ منافقون کا نور بجھا دیا جائیگا اور مومنون کا نور یہانتک باقی رہیگا کہ اس دیوار کے دروازہ سے داخل ہوجاوین اور منافق اس اندھیرے مین ٹھٹھک رہینگے اور چلا کر مومنون کو پکارینگے کہ ہم دنیا مین تمھارے ساتھ تھے یہان بھی ہمارا انتظار کرو تاکہ ہم تمھارے نور کے سہارے جنت مین داخل ہوجاوین تو مومنین یا ملائکہ اُنکو جواب دینگے کہ ہم نہین ٹھہر سکتے ہین تم اپنے پیچھے اُسی مقام پر لوٹ جاؤ جہان نور تقسیم ہوا تھا اور وہان سے نور مانگ لاؤ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ہم تمھارے ساتھ تھے تو ظاہر مین تم لوگ ہمارے ساتھ ہوے تھے بعضے اسوجہ سے کہ جب مدینہ مین اسلام غالب ہوا تو تلوار کے خوف سے مسلمانون مین شامل ہوے ولیکن دل سے کراہت رکھتے تھے اور یہ انتظار کرتے تھے کہ کسی لڑائی مین ایسا اتفاق معاملہ پیش آوے کہ رسول اللہ و مومنین جنت مین جاوین تو پھر وہی کفر و شرک کا زور ہو اور تمنے دین توحید مین شک کیا تھا اور بعضے تم مین سے کچھ مذبذب یقین مین آئے لیکن دنیا کی چاہت سے تمھارے دل سیاہ ہوے اور تمنے اپنا سارا معاملہ فقط دنیا کے واسطے رکھا حتی کہ تمھارے مرد و عورتین اپنی اولاد کے لیئے موچھون کا کونڈا کرنے مین اور منگنی و بیاہ کرنے مین ہر طرح کے باجے و ناچ و تماشے و دھوم دھڑکے کرتے رہے اور جب کہا جاتا کہ یہ سب حرام ہے اور تم کو چاہیئے کہ خدا تعالے کی نعمت کا شکر ادا کرو اسطرح کہ اللہ تعالے کے محتاج بندون کو کھانا کھلاؤ اور کپڑا پہناؤ اور شکرانہ کے واسطے نماز پڑھو اور اولاد کو دین کی تعلیم کرو تو تم لوگ ان باتون کو حقیر سمجھتے تھے بلکہ اکثر یہ کہتے تھے کہ ہم اپنے بیٹے کے بیاہ مین حوصلہ نکالینگے اور اگر یہین ہماری آرزوئین نہ نکلین تو عاقبت مین کیا خاک نکلینگی اور اسیطرح اگر مجلس میلاد شریف کرتے تو یہ نیت ہوتی کہ اس سال ہمکو دنیا کی دولت خوب حاصل ہو حالانکہ تم مین سے بعض کو دولت حاصل کرنیکا یہ سلسلہ تھا کہ اُسکو رشوت سے بہت مال ملتا تھا بلکہ بعضون کو سود کے بیوہار سے ملتا تھا اور ہر طرح سے دنیا کی آرایش چاہتے تھے اگر کسی بندۂ صالح کے مزار پر جاتے یا کسی بندۂ صالح کے مرید ہوتے تو بھی یہی غرض تھی کہ دنیا ملے اور تم پر حدیث کا حکم ٹھیک تھا کہ منافقون کو دین کی سمجھ نہین ہوتی ہے اسیوجہ سے تم لوگ تعزیہ کے ٹھاٹھ کے ... اور شب برات مین جب مردون کی فاتحہ دلاتے تو یہ خیال کرتے تھے کہ اگر آج ہمارے مردون کو کھانا پانی نہ ملا تو سال بھر تک بھوکے پیاسے ... ذلیل پھرینگے اور جب کسی وقت کسی مردہ کا فاتحہ دلاتے تو جن چیزون کو وہ دنیا مین رغبت سے کھاتا تھا خاصکر اُسی چیز کو پکا کر ... حاضر کرتے اور ساتھ مین پانی بھی رکھدیتے تھے تاکہ کھانے کے بعد پیاسا نہ رہے اور اگر تم لوگون کو ایمان حاصل ہوتا تو تم یہ سمجھتے کہ اگر ... اللہ تعالے کے نام پر کسی نمازی مسلمان بندے کو کھانا کھلاوین اور جس کپڑے کی اُسکو ضرورت ہے وہ کپڑا حاضر کرین یا نقد مال سے

اُسکی خدمت کرین اور اُسپر کچھ بھی احسان نہ رکھین بلکہ اُسکی طرف سے اپنے اوپر احسان سمجھین کہ شاید اسی سبب سے اللہ تعالیٰ
نے ہمکو ثواب عطا فرمایا پھر اسطرح اُسکی خدمت کرنے سے جو ثواب حاصل ہو وہ جس مردے کو چاہیے ہبہ کر دے اور اگر
مال شامل ہوا یا میت کے مرنے کے بعد اُسکے نابالغ وارثون کی اجازت حاصل نہوئی اور کچھ میراث فروخت کر کے یا گرو کر کے
تیجہ دسوان یا چالیسوان کیا گیا تو اُسمین ثواب کچھ نہین بلکہ عذاب ہے اور وہ اسی کرنے والے کی گردن پر ہے الغرض کہانتک
اعمال بیان کیے جاوین یہ لوگ دین کی سمجھ نہین رکھتے تھے اور شیطان کے دھوکے مین پڑے رہے یہانتک کہ موت آئی تو اُسوقت
کھل گیا لیکن کچھ حاصل نہوگا اسیواسطے اللہ تعالیٰ کے کلام پاک مین آیا۔ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
آج کے روز تمسے کچھ فدیہ نہین قبول ہوگا اور نہ ان لوگون سے جو کافر بنے تھے ف یعنے منافقون کو مایوس کر دیا جائیگا کہ آج بالفرض تم تمام دنیا
اپنی جان کا فدیہ دو تو قبول نہوگی اسیطرح جو لوگ خالص کافر تھے یعنے ظاہر مین بھی کافر تھے اُنسے بھی کوئی فدیہ قبول نہوگا۔ مَأْوَاكُمُ النَّارُ
تمھارا ٹھکانا آگ ہے ف یعنے جہنم مین تمھارے رہنے کی جگہ ہے۔ هِيَ مَوْلَاكُمْ یہی تمھاری مولی ہے ف یعنے تمھارے کامون کی متولی ہے
پس لازم آیا کہ یہ ہمیشہ تمھارے ساتھ رہیگی اور اگر مولی ماخوذ از ولا بمعنے قرب ہو تو معنے یہ ہین کہ جہنم ہی تمھاری قرابت والی ہے وہی تمکو اپنی گود مین
بٹھالیگی لیکن وہ آگ ہی کا بچھونا اوڑھنا و کھانا و پینا رکھتی ہے۔ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ اور بُرا مرجع ہے ف یعنے جہان لوٹ کر جانیکا سامان کرتے
وہ بہت بُری جگہ ہے ف اگر کہا جاوے کہ منافقون کو پُل صراط پر جانے سے پہلے جو کچھ نور دیا گیا تھا وہ اُنکو کہان سے حاصل ہوا تو مترجم کے
نزدیک جواب یہ ہے کہ وہ فقط ظاہری اقرار کا نور تھا لیکن اُسکے ساتھ باطنی حیات نہ تھی کیونکہ حقیقت مین اُنکو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ تھا لہذا وہ
بُجھ گیا اور یہان سے ایک نکتہ یہ حاصل ہوا کہ اگر جماعت مسلمانون مین باہم اتفاق و محبت ہو اور شریعت کے احکام و اخلاق پر عمل کرین جیسے آدمی
قانون کا پابند ہوتا ہے تو اس نور کے فوائد اُنکو حاصل ہون اگرچہ باطن مین بہت لوگ آخرت کے قائل نہون تو بھی اُنکو دنیا مین منفعت حاصل
ہوگی کیونکہ ان اخلاق کا نتیجہ یہی ہے کیا نہین دیکھتے ہو کہ یورپ کی قومون نے ان اخلاق کو درست کیا تو اُنکو ترقی حاصل ہوئی فافہم اور
شیخ ابن العربیؒ نے جواب دیا کہ منافقون کو جو کچھ نور حاصل ہوا یہ فطرت کا بچا بچایا نور تھا جو بالکل نہین بجھا تھا لیکن جب تک وہ دنیا مین
بدن کے حجاب مین تھا تب تک اُنکو نور کمال کی خواہش نہین ہوتی تھی اور نور کمال وہ ہے جو مومنون کو حاصل ہوتا ہے لیکن جب منافقین
مرے اور حجاب بدن مٹ گیا تو اُنھون نے نور کمال کا درجہ دیکھا اور اپنے آپ کو خواری و محرومی مین پایا اور یہ دیکھا کہ مومنین مثل برق کے گذرتے
چلے جاتے ہین تو اُنسے التجا کرنے لگے کہ ہم بھی آپ کے نور سے اقتباس لین ولیکن یہ اُنکی جہالت تھی کیونکہ منافق کو دین کی سمجھ نہین ہوتی ہے پس
یہان بھی اُنھون نے نہ جانا کہ اندھے کو آنکھون والے کے نور سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے بلکہ وہ نور دنیا مین بدن کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے
تاکہ نیک اعمال و عمدہ اخلاق اور حقیقی علوم حاصل کیے جاوین لہذا اُنکو ہدایت کی گئی کہ پیچھے لوٹ جاؤ اور وہان نور تلاش کرو یعنے اگر ممکن ہے
تو ایسا کرو ورنہ ہم سے مانگنا فضول ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ منافقون پر اُنکے ہیولا جسمانی کا حجاب طاری رہا تھا وہ وہان دیوار کی شکل مین حائل
ہوگیا اور یہ حجاب ہیولانی کچھ منافقون کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ جسکے پاس جسم ہے اُسکے پاس یہ حجاب موجود ہے مگر فرق یہ ہے کہ اس حجاب
مین ایک دروازہ ہے جو دنیا مین بشکل قلب ہے اور قلب کے اُدھر عالم روحانی ہے جو عین رحمت ہے اور قلب کے ادھر عالم جسمانی و نفسانی ہے
جو محض تاریک و عذاب ہے پس مومنین اس دروازۂ قلب سے گذر کر عالم روح مین کامل ہو چکے تھے تو وہان بھی خارخار نفس سے قلب تک پہنچکر
داخل جنت ہونگے اور منافقین نے دنیا مین جو کچھ کیا تھا فقط نفس کے لیے کیا تھا لہذا وہان بھی دروازے سے تجاوز غیر ممکن ہوگا جیسے یہان

Marfat.com

...ظاہر اور وہن ... پر ہے جیسا کہ قرآن مجید مین منصوص ہے لہٰذا وہان دروازہ نہ کھلا اور یہ دروازہ کچھ کھولا ... ہے جب کوئی شخص چاہیگا کہ اس دروازہ سے جہنمیون کو جھانکے تو فوراً وہ دروازہ کھل جاویگا اگر کہا جاوے کہ وہان ... لیکن نفس کے جوش نے یہان انکو کب مغلوب کیا تھا جو آگ وہان مغلوب کر لیگی کیا تو نے نہین سُنا کہ حدیث صحیح مین ... کہ حضرت مومن آپ جلدی تشریف لیجاوین کیونکہ آپ کا نور میری نار بجھائے دیتا ہے قولہ قالوا بلیٰ ولکنکم الآیہ۔ یعنے ... کہ ہان ہماری طرح تم بھی اقسام ترکیب انسانی موجود تھے ولیکن تم نے جسم کو غالب کیا اور روح کو مغلوب کر دیا پس جسم کی شہوتون ... اسطرح پڑ گئے جیسے چوپائے و درندے اپنی خواہشون مین پڑے رہتے ہین۔ وتربصتم۔ یعنے تم پر تخیلات غالب ہوگیے اور اُسکی وجہ یہ ... حسد اور طمع کی وجہ سے بہت آرزوئین و اُمیدین اپنے دماغ مین جمع کین پس تمکو دین حق سے شک پیدا ہوگیا۔ وارتبتم کیونکہ عقل پر ... غالب ہوا تو اُسنے روحانیات عقلیہ چھوڑ کر اپنے وہمیات دنیاویہ کو سچ مانا اور انہین کے درپے ہوگیا پس اسی وہمی اور خیالی چیزون نے اُسکو ... مین رکھا یہانتک کہ موت آگئی اور تمھارے اعضاے جسم کا نور جو آنکھ وغیرہ مین تھا سب موت سے مٹ گیا وہ یہان بیکار رہی اسلیے تمھارے پاس نور ندارد ہے اور تم لوگ ہمارے ساتھ حقیقت مین شریک نہین ہو قال اللہ تعالےٰ

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

کیا وقت نہین پہونچا ایمان والون کو کہ گڑگڑاوین انکے دل اللہ کی یاد سے اور جو اُترا سچا دین اور نہ ہون جیسے جنکو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ اِعْلَمُوْٓا

کتاب ملی اس سے پہلے پھر لمبی گذری اُنپر مدت پھر سخت ہوگیے اُنکے دل اور بہت اُنمین بےحکم ہین جان رکھو

اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

کہ اللہ جلاتا ہے زمین کو اسکے مرے پیچھے ہمنے کھول سنائے تمکو پتے اگر تمکو بوجھ ہے

جب معلوم ہوا کہ منافقون کی حالت اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ وہ نور سے محروم رہے اور دنیاوی شہوات اور خیالات مین پڑے رہے تو اللہ تعالےٰ نے مومنین کو عین نور کی راہ بتلائی اور وہ ذکر آلہی ہے چنانچہ فرمایا۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔ کیا وقت نہین آیا ان لوگون کے لیے جو ایمان لائے یہ کہ انکے دل نرم ہون ذکر آلہی کے لیے اور ایسی چیز کے لیے جو حق سے نازل ہوئی ف یعنے کیا مومنون کو ابھی وہ وقت نہین آیا کہ اللہ تعالےٰ کی یاد سے اور قرآن کی تلاوت سے اُنکے دل نرم ہون اگر ذکر اللہ سے مراد قرآن ہے تو یہی وہ حق ہے جو نازل ہوا اور اگر ذکر آلہی سے خالص اللہ تعالےٰ کی یاد مراد ہے جیسے لاالٰہ الا اللہ تو اسکے بعد مانزل من الحق سے ... قرآن مراد ہوگا جیسے حدیث مین آیا ہے کہ دنیا سب ملعون ہے سوائے یاد آلہی اور عالم اور پڑھنے والون کے (ابن ماجہ وغیرہ) اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن نازل ہونے سے سترہ برس کے بعد مہاجرین کے دلون سے نرمی نہونا درنگ قرار دیا اور یہ آیت نازل فرمائی (رواہ ابن مردویہ) اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے اسلام لانے مین اور اس آیت سے عتاب ہونے مین ... کا فاصلہ تھا (رواہ مسلم والنسائی والبزار وابن ابی حاتم) مترجم کہتا ہے کہ ان دونون روایتون مین موافقت اسطرح ہوسکتی ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان لانے سے یہ معنے مراد لیے کہ جب سے اسلام کا ظہور ہوا اور یہ اُسوقت سے ہوا ہو جب سے اہل مدینہ ... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کو ہجرت فرمائی اور یہ تیرہ برس کے بعد ہوا کیونکہ تیرہ برس آپ مکہ مین رہے پھر اُس وقت سے

Marfat.com

چار برس کے بعد آیت نازل ہوا تو سترہ برس کے بعد نزول ہوا پس دونون روایتون مین موافقت [illegible]
کہ اس آیت کا نزول مکہ مین ہوا تھا حالانکہ یہ سورہ مدنیہ ہے اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول [illegible]
تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد مین کچھ اصحاب بیٹھے ہنستے ہین پس آپکا چہرہ مبارک سرخ ہوا اور فرمایا کہ تم لوگ ہنستے ہو حالانکہ [illegible]
رب عزوجل کی طرف سے امان حاصل نہین ہوئی ہے کہ اُسنے تمکو بخشدیا اور تمھاری ہنسی کے معاملہ مین مجھپر یہ آیت نازل ہوئی [illegible]
یہی آیت پڑھی صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے اس کام کا کیا کفارہ ہے آپ نے فرمایا جتنا ہنسے ہو اتنا [illegible]
سفیان الثوریؒ نے مسعودی سے روایت کی کہ قاسم رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ [illegible]
کہ یارسول اللہ کچھ ہمسے بیان فرمائیے تو اللہ تعالے نے نحن نقص علیک احسن القصص الآیہ نازل فرمائی پھر دوبارہ ایک وقت مین انھون [illegible]
درخواست کی تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم الآیہ یعنے اللہ تعالے
اتاردی سب سے اچھی حدیث یہ کتاب متشابہ مثانی ہے کہ اسکی تلاوت سے ان بندون کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین جو اپنے رب عزوجل سے
ڈرتے ہین پھر ایکبار انھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حدیث بیان فرمائیے تب اللہ تعالے نے یہ آیت نازل فرمائی اس سے ظاہر ہوا کہ یاد الٰہی
سے دل مین خشوع ہونا ایمان کا نور ہے قتادہؒ کہتے تھے کہ ہمسے بیان کیا گیا کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سب سے پہلے لوگون کے درمیان سے خشوع اُٹھالیا جائیگا۔ ابن کثیر۔ مترجم کہتا ہے کہ خشوع فقط دہشت کا
نام نہین ہے بلکہ یاد الٰہی سے دلون کی نرمی ہے اور ایسی حالت مین اللہ تعالے کی نافرمانی سے خوف ضرور ہوگا تو اُسکا نفس مردہ و مغلوب
رہیگا اور ایسی حالت مین سوائے اللہ تعالے کے اُسکو کسی سے خوف نہوگا کیا نہین دیکھتے ہو کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی شان تھی اور حاصل یہ ہے
کہ اللہ تعالے نے مومنون کو نصیحت فرمائی کہ اُنکے ایمان کا نشان یہ ہے کہ یاد الٰہی و قرآن سے اُنکے دل نرم ہون اور نصائح کا اثر انمین ظاہر ہو اور
ایسے لوگون کی طرح نہونا چاہیئے جنکے دل ذکر سے نرم و خاشع نہین ہوتے چنانچہ فرمایا۔ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ
اور ایسے نہو جیسے وہ لوگ جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ف یعنے یہود و نصاری جو ظاہر مین اپنی بغل مین توریت و انجیل لیے پھرتے تھے لیکن
اُنکے دل سخت ہوگیے تھے۔ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ۔ پس دراز ہوگیا اُنپر زمانہ تو سخت ہوگیے اُنکے دل ف یعنے جب یہود کو
توریت ملی تو تھوڑے دنون تک جو کچھ اُسمین عذاب و ثواب کی باتین مذکور تھین اُنسے دل نرم رہے پھر درمیان مین بہت زمانہ گذرا تو سنتے سنتے
انھون نے اسکو ایک افسانہ قرار دیا اور دلون سے نرمی جاتی رہی پس انھون نے یہانتک دلیری کی کہ کتاب کے احکام بدل ڈالے اور اُسکے
معانی بگاڑ دیے اور روایت ہے کہ اہل یمامہ مین سے کچھ لوگ حضرت ابوبکر کی خدمت مین بیٹھے تھے پھر وہان یہ آیت پڑھی گئی تو اہل یمامہ بہت
روئے یہانتک کہ ہچکیان بندھ گئین پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہی حال ہے یہانتک کہ دل سخت پڑے اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ تلاوت قرآن کے وقت جن لوگون کے دلون مین خشوع ہے اُنکو رونا آتا ہے امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مقدسہ مین
مومنون کو بہت تاکید سے منع فرمایا کہ تم لوگ ان اہل کتاب کے مانند نہو جو جنکو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور وہ یہود و نصاری ہین جنکے
دلون مین خشوع کا نشان نرہا اور بات یہ ہوئی کہ جب مدت دراز گذری تو اُنھون نے کتاب الٰہی کو جو اُنکے پاس تھی بدل ڈالا اور اُسکے عوض [illegible]
حقیر مال دنیا خریدا اور احکام کتاب کو پیٹھ پیچھے چھوڑا اور دین الٰہی مین لوگون کی تقلید کی اور بنائے ہوئے اقوال اور مختلف رائے کی طرف متوجہ [illegible]
اور جد اجد التقلید سے متاثر ہوے اور اپنے عالمون اور درویشون کو اپنا رب بنالیا۔ یعنے حکم الٰہی کو چھوڑ کر اُنکے اقوال [illegible]

[illegible] سخت ہوگئے کہ نصیحت قبول نہین کرتے اور ثواب کے وعدے یا عذاب کی وعید سے نرم نہین ہوتے تھے۔ (ع) مترجم کہتا ہے کہ
[illegible] حالت پیدا ہو تو اُسکا یہی نتیجہ ہوگا بلکہ مین کہتا ہون کہ ضرور یہی حالت پیدا ہونی لازم تھی اور دلیل اسپر یہ ہے کہ آنحضرت
[illegible] صحیح اسانید سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اس اُمت والے بھی یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اور وہ لوگ بہتّر فرقے ہوئے تھے تو یہ
[illegible] فرقے ہوجائینگے اور ان مین سے حق پر فقط وہی فرقہ ہوگا جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم ہو۔ ھ۔ اور ہم جانتے ہین کہ
[illegible] اختلاف نہین پیدا ہوگا بلکہ خاصکر اُن لوگون سے ہوگا جو اپنے عالم ہونے پر مغرور ہین پس وہی عوام کو تقلیدی تعصب مین ڈالینگے چنانچہ حدیث
[illegible] بنی اسرائیل کے بگڑنے کی کیفیت اسی کے مانند روایت ہے کہ اول اُن لوگون نے امر معروف اور نہی منکر کو چھوڑ دیا اور امراء و متمول لوگون کے
[illegible] مین شریک ہوئے اور بُرائیون سے انکار نہین کیا پس دلون مین اللہ تعالےٰ نے پھوٹ ڈالی اسیطرح اس اُمت کا نظام ۵۰۰ھ ہجری تک اچھا تھا
[illegible] مشرقی ملکون مین یہ فساد پھیلا تو اُنپر بلا نازل ہوئی اور مغربی ملکون مین اُسوقت تک عافیت تھی آخر وہان بھی یہی فساد ہوا اور اُنپر بھی یہی بلا
نازل ہوئی مترجم کہتا ہے کہ اسوقت ہندوستان مین اہلسنت کے درمیان سخت فساد ہے اور مین جانتا ہون کہ پہلے سچے تاریخی واقعات کا حوالہ دون
[illegible] حدیث و آیت کے معجزہ کے موافق واقع ہوئے پھر اس معاملہ کے متعلق امر حق ظاہر کردون شاید اللہ تعالےٰ اس سے اُمت کو فائدہ و ہدایت عطا فرمائے
واضح ہو کہ ۴۰۰ھ ہجری کے قریب دیار خراسان و ماوراء النہر وغیرہ مین تقلیدی مذاہب قیاس کا زور ہوگیا جیسے شیخ ابن کثیرؒ نے
اشارہ فرمایا اور اس زمانہ مین بعض مشائخ ہرات وغیرہ مین جو زاہد عابد خانقاہ مین مقیم تھے اور احادیث پر اپنا عمل درست کرتے تھے انکو علمائے تقلید نے
متفق ہوکر اپنا دشمن بنایا اور آخر سلطان نے مدعیون کو جھڑکا اور شیخ زاہد کو خود مختار کیا چنانچہ تواریخ اور تذکرہ امام ذہبیؒ مین سب قصہ مفصل
مذکور ہے حالانکہ لازم یہ تھا کہ جو لوگ قرآن و حدیث پر ایمان رکھتے ہین انکو اہلسنت جانکر اپنا بھائی سمجھین اگرچہ وہ حنفی یا شافعی ہون لیکن تعصب
پھیل گیا اور آخر ۵۰۰ھ ہجری تک باہم حنفیہ و شافعیہ مین بھی عداوت پیدا ہوگئی حتیٰ کہ عوام نے دونون فریق کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور جب
یہ لوگ دنیا کے لیے امراء و وزراء کے دروازے پر جمع ہوتے تو عوام نے دنیاوی رؤسا کو سب سے اعلیٰ خیال کیا اور علم و علما کی حقارت انکی نظرون مین
پھیل گئی اگرچہ اسوقت مین جابجا اچھے علما بھی موجود تھے لیکن وہ گوشہ گیری کے سوائے کچھ نہین کرسکتے تھے اسلیے کہ سلطان و امراء اور رؤسا و عمائد ہر قسم کے
عوام اور دنیاوی طمع کرنے والے عالم سب ایک طرف دنیا کے لالچ و حرص و ہوس مین پڑے تھے سب حیلہ سے دنیا چاہتے تھے اور یہ سب ممالک مشرق کا
حال تھا لیکن ممالک مغرب یعنی شام و مصر وغیرہ مین یہ بلا نہ تھی بلکہ جیسے اس زمانہ مین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مین حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی و اہل حدیث
سب ایک دوسرے سے متفق ہین اور ایک دوسرے کے پیچھے بلا تکلف نماز پڑھتے ہین اسیطرح مصر و شام مین بھی سب متفق تھے بلکہ اس سے
بھی زیادہ باہم الفت مین مولف تھے اور ان مین زیادہ تر حدیث و تفسیر کا چرچا تھا ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ اُمت والے برابر عزت
و وقعت سے رہینگے جب تک کہ علم حدیث و آثار طلب کرین۔ ھ۔ ابو حنیفہؒ نے یہ جو کچھ استنباط سے فرمایا بمنزلہ کرامت ہے اور جس نے علم تاریخ پر
عبرت کے ساتھ نظر کی وہ تمام واقعات سے یہ بات حق صدق دیکھتا ہے چنانچہ واقعات کا وقوع یہ ہوا کہ جب دیار مشرق ماوراء النہر و خراسان
مین یہ حالت پیش آئی جو اوپر مذکور ہوئی ہے تو اس حدیث کا معجزہ صادق ہوا جو صحاح مین مذکور ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی
جانب اشارہ کرکے فرمایا کہ خبردار رہو کہ فتنہ خراسان سے شروع ہوگا دوسری روایت مین ہے کہ اس کلمہ کو کئی بار فرمایا اور آخر موافق خبر
مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے یہین سے بے شمار فتنے شروع ہوئے اور نوبت یہانتک پہونچی کہ فوجی سرہنگ بالکل دین کے اور
[illegible] ہوگئے اور کھلے خزانے شراب پینے لگے اور رقاصہ ناچنے والیان جمع ہوئین اور علما ذلیل و خوار سمجھے گئے اور علم دین ایک ذلت کا

Marfat.com

فتنہ قرار دیا گیا اور ملک رے مین حنفیہ وشافعیہ کے درمیان مسائل دین پر باہم لڑائی ہوئی حتی کہ دونون [illegible]
اور باقی مین شافعی بسے اور بادشاہ خوارزم نے خطائی کافرون سے مدد لیکر مسلمانون پر چڑھائی کی اور [illegible]
[illegible]ون کے لوٹ مین گئین اور جب خوارزم شاہ کا تسلط تمام ان ملکون مین ہوگیا تو اُسنے بغداد پر چڑھائی کی ہر چند خلیفہ نے [illegible]
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ آئے تو انکو بیٹھنے کی بھی اجازت نہ دی اور ایک عالم اہل بغداد کو [illegible]
کہ سلطان کی ان سے اسکی آشنائی ہے پھر جب ہوش مین آیا تو طشت کو اشرفیون وغیرہ سے بھر کر حضرت نجم الدین کبری علیہ الرحمۃ کی
مین بھیجا کہ مجھے شراب کے نشہ مین یہ حکم صادر ہوا تھا یہ اس عالم حقانی کا خون بہا بھیجتا ہون شیخ نے فرمایا کہ اسکا خون بہا یہ زر وجواہر نہین
بلکہ بھیجنے والے کا سر اور میرا سر اور ہزارون مخلوقات کا سر ہے اُدھر خلیفہ بغداد نے خفیہ پیغام بھیجکر چنگیز خان بادشاہ تاتار کو پیغام دیا کہ آپ
شاہ خوارزم کے ملک پر چڑھائی کرین اور مین آپ کی فوج کو ہر طرح کی رسد وسامان وغیرہ سے مدد دونگا وزیر نے عرض کیا کہ آپ خلیفہ اسلام ہین
کیا بھلا کافرون کو ان لاکھون مسلمانون کی عورتون وجان ومال پر مسلط کرنا جائز ہے وزیر کو جھڑک دیا اور آخر موقوف کیا اور ایک رافضی کو وزیر بنایا
چونکہ یہ حالت ایسی ناگوار ہے کہ بیان سے باہر ہے آخر اللہ تعالے نے چنگیز خان کو مسلط کیا اور وہ بے شمار مسلح فوجین لیکر بڑھا تو خوارزم شاہ نہایت
خوفناک ہوکر بغیر لڑائی کے اسکے سامنے سے بھاگا اور عجب کہ اُدھر چنگیز خان کی فوجین ممالک ماوراء النہر کو فتح کرکے قتل عام وغیرہ سے زیر وزبر
کر رہی تھین اور اُدھر شاہ خوارزم ملک خراسان مین پہونچکر شراب ورقص وسرود کی محفل مین عیش کرنے لگا اور سمجھا کہ وہ ابھی یہانتک نہین آویگا لیکن
وہ آندھی کی طرح سمرقند وبخارا وغیرہ کو تباہ کرکے ادھر آیا تو شاہ خوارزم نے اپنے اہل وعیال کو قلعہ قارون دژ مین رکھا اور جب تاتاری فوج
وہان پہونچی تو شاہ بھاگ کر کسی جھیل کے ٹاپو مین ہلاک ہوگیا اور اولاد قتل ہوئی اور عورتین گرفتار ہوئین اللہ تعالے اپنی مغفرت سے رحم کرکے
اسکے گناہون کو معاف فرماوے اور ہم سب کو بخشے جب تاتاری فوج رے مین پہونچی تو شافعیہ نے سازش کرکے تمام حنفیہ کو قتل کرایا آخر
تاتاریون نے باہم مشورہ کیا کہ یہ قوم بڑی بدکار ہے کہ ہمارے ہاتھون جن لوگون کو انھون نے قتل کرایا یہ سب مسلمان تھے تو جب اُنھون نے
اپنی قوم کے ساتھ یہ بدی کی تو ہمارے کب دوست ہونگے اور اُنپر بھروسا کرنا بڑی غلطی ہے لہذا دوسرے روز اُنھون نے سب شافعیہ کو بھی
قتل کر ڈالا اے اہل اسلام خیال کرو کہ یہ کیا اسلامی دینداری تھی اور کیونکر اللہ تعالے کے نزدیک مقبول ہوگی یہ بڑا فتنہ ہے کہ جاہل لوگ جو نور
معرفت سے اندھے ہین اپنے نزدیک بعضے مسئلون پر مسلمانون کو کافر ومشرک بناکر اُنپر جہاد کرنے مین ثواب سمجھتے ہین اور کافرون کی تعریف کرکے
اُنکی خدمت اپنا فخر جانتے ہین یہ سب معاملہ آثار قیامت مین معجزات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا ہے اگر مین لکھون تو بہت
طول ہوجاوے الحاصل تاتاریون کو مسلط کرکے اللہ تعالے نے ان قومون سے انتقام لیا لیکن جو علما دیندار تھے انکو صدمہ نہین پہونچا کیونکہ
چنگیز خان نے ان کو امن کے ساتھ جاگیرین عطا کین اور اُن کو بلاکر پوچھا کہ کیا تم سے محصول لیا جاتا تھا اُنھون نے کہا کہ ہان تو فرمایا پھر تمہاری
دعا کیونکر شاہ خوارزم کے حق مین قبول ہوتی اب تمکو یہ سب جاگیرین معاف ہین اور تم فارغ البال ہوکر اپنے رب تعالے کی بندگی کرو اور ہمارے
واسطے عدل وانصاف پر قائم رہنے کی دعا کرو پھر چنگیز خان کے بعد ہلاکو خان بادشاہ ایران ہوا اور اسنے بغداد فتح کرکے خلیفہ کو مع خاندان کے
قتل کیا اور خلافت بالکل مٹ گئی دیکھو اسطرف اہل فتنہ کا یہ حال ہوا اور اُدھر ملک شام ومصر جہان علما وعامہ سب حدیث وتفسیر وفقہ مین
مشغول تھے اور دین مین متفق ویکدل تھے انکا حال سنو کہ ہلاکو خان نے بعد فتح وبربادی بغداد کے شام ومصر پر چڑھائی کی غور کرو کہ ہلاکو کے
تحت مین اُسوقت ماوراء النہر کا ملک وسیع وکابل اور خراسان وکرمان وفارس ورے وبغداد تا سرحد شام تھا اسکے مقابلہ مین شام [illegible]

…کے سلطان نے خواب دیکھا کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو ایک تلوار عطا فرمائی جب ہلاکو خان کا فرمان
…ورنہ تاتاری فوجون سے تباہ ہوگا تاتاری فوجون نے اسوقت تک کبھی شکست نہین کھائی تھی گویا وہ بھاگنے کا نام نہین
…سلطان نے عمائد فوج کو اور علماے اسلام مانند شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور شیخ قطب الوقت ابوالحسن شاذلی وغیرہم
…جمع کیا اور یہ معاملہ پیش کیا فوجیون نے کہا کہ ہلاکو خان بہت بڑا بادشاہ ہے اس سے لڑائی کی کیا صورت ہے اور کہین سے مدد ملنے کی کچھ
…نہین کیونکہ کوئی اسلامی سلطنت باقی نہین ہے روم تک سب اسکے قبضہ مین ہے اس زمانہ مین روم مین ترکمانی قوم کا ایک بادشاہ تھا لیکن
…خود بعض مسلمان شاہون کے حملہ سے پریشان تھا آخر تاتاریون کا ماتحت ہوگیا تھا الغرض علما نے نصیحت کی اور ظاہر ہے کہ یہ علما سب
…مشہور ائمہ مین یہ سب آخرت کے خواستگار تھے آخر سلطان نے کہا کہ اے اہل اسلام اگر تم دنیا پر ایمان لائے ہو تو وہ بیان کرو اور اگر آخرت پر
…لائے ہو تو خوب جان لو کہ ہم دنیا مین امن سے اپنی آخرت کا سامان کرین اور دنیا کا مال جمع کرنا ہمارا کام نہین ہے چونکہ ہلاکو خان ہمکو امن سے
عبادت نہین کرنے دیتا بلکہ چڑھائی کرتا ہے لہذا ہمکو چاہیے کہ جلد تر شہادت لیکر اپنے گھر جاوین ورنہ دین کو بیچکر دنیا مین ذلت سے رہو اور آخر چند روز
…بعد مرو یہ سنکر علما نے دعا دی اور فوج کے لوگ جوش مین آکر رونے لگے اور سب نے جہاد کا سامان کیا یہ لوگ اپنے زعم مین شہید ہونے نکلے تھے
کیونکہ ہلاکو خان نے زبردست بے شمار فوج کو مع عمدہ سپہ سالار کے روانہ کیا تھا جب سلطانی فوج مقام تل خالد پر پہونچی تو تاتاریون سے
مقابلہ ہوا اور اہل اسلام نے شوق شہادت سے تکبیر کہی اور حملہ کیا غازیون کی ایسی صدق توحید سے تکبیر کی آواز نے تاتاریون کے دل ہلا دیے
اور اُنکے دلون پر رعب عظیم چھا گیا اور اہل اسلام کا تکبیر سے حملہ کرنا اور تاتاریون کا خوف سے شکست کھانا ان کا سپہ سالار گرفتار ہوا اور تمام
فوج تاتاری پائمال ہلاکت ہوئی یہ پہلا مرتبہ ہے کہ تاتاریون نے ہزیمت پائی اے لوگو تاریخ دیکھو کہ اسکے بعد سلطان نے خواب دیکھا کہ حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار مجھسے لیکر دوسرے ایک شخص کو دی سلطان نے جانا کہ وہ بادشاہ ہوگا اسکو بلا کر یہ مژدہ سنایا وہ
بہت متحیر ہوا آخر یہی ہوا کہ اتفاقاً ایک ہفتہ کے بعد سلطان نے بیمار ہوکر قضا کی اور اس زمانہ مین وہان اسلام کے خلیفہ کا دستور یہ تھا کہ اہل فوج
و اہل علم جمع ہوکر ایک جوانمرد صالح کو بادشاہ بناتے تھے اور خزانہ موافق شریعت کے بیت المال تھا پس اسی شخص پر سب نے اتفاق کرکے
بیعت کی اور اسکے عہد مین بھی متواتر جہاد مین تاتاریون نے شکست کھائی حتی کہ ایک مرتبہ شکست کھا کر تاتاریون مین سے بہت مارے گئے
اور بہت گرفتار ہوے اور باقی ایک نیستان مین چھپ گئے اور اہل اسلام نے ان سب کو ہلاک کیا اور کوئی نہین بچا اے اہل اسلام عبرت
سے دیکھو کہ اللہ تعالے نے اس قلیل جماعت کو جو اہل ایمان تھے ہمیشہ غالب رکھا حتی کہ آخر اُنھون نے خود بڑھکر دریاے فرات سے پار ہوکر
تاتاریون پر جہاد کیا اور فتح پائی یہ سب انکی دیانت کا نتیجہ تھا پھر آخر …ہ مین وہان بھی فقہ کے مسائل مین نزاع قائم ہوا اور اس زمانہ کی
تصنیفات حنفیہ و شافعیہ کو ملاحظہ کرو جیسے عینی شرح ہدایہ وغیرہ کہ آخر وہان بھی یہ بلاے تعصب پھیل گئی اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ تیمور گورگان
غالب ہوا بلکہ اس سے پہلے ہی فی الجملہ سلطان محمود غازان خان جو نسل چنگیز خان سے مسلمان بادشاہ تھا غالب ہوا اور تواریخ شاہد ہین کہ
اُس وقت وہان مسلمانون مین حدیث و تفسیر کو اضمحلال ہوچکا تھا چنانچہ ذہبیؒ کی تصانیف دیکھو کہ وہ اسوقت کے لوگون سے انقلاب زمانہ کی
شکایت کرتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون اب مین کہتا ہون کہ اے اہل اسلام اس ہندوستان مین کیا بلا ہے کہ تمھارے علما و عوام دونون اس
…مین عالم زاہد حقانی بہت کم ہین اور جو پائے جاتے ہین تم انکو اپنا پیشوا نہین بناتے ہو اور تم و تمھارے مانے ہوے عالم فقط دنیا مانگنے
…عالم جو درحقیقت معرفت الٰہی و اسرار شریعت سے جاہل ہین اور آخرت کا یقین نہین رکھتے بلکہ یہود یون کے

احبار کی طرح مغرور ہیں اور آپس کے رشک و حسد سے مسلمانون مین نفاق و پھوٹ ڈالتے ہین اور اپنا معتقد بنا کر دنیا کمانا
چاہتے ہین اور یہ گویا ایک تجارتی سلسلہ ہے اور اچھا طریقہ ہے کہ جمیع اہل اسلام مین سے ہر شخص اللہ تعالے و اُسکے رسول کا حکم
ان اپنے سر آنکھون پر رکھے اور احادیث سے جو علمانے اجتہاد کیے ہین ہر ایک اجتہاد کو اُسکے مجتہد کے واسطے طریقۂ ثواب جانے
ایذا نہ دے اور نہ گمراہ بناوے اور عامی جسکی چاہے تقلید کرے لیکن خالص بندگی الٰہی کی نیت ہو اور سب مسلمانون کو ایک نظر
سے دیکھے اور انھین کو اپنا حقیقی بھائی سمجھے کیونکہ اصل دار آخرت ہین جو ہمیشہ ہمارے ساتھی ہون وہی ہمارے بھائی ہین اور کسی کو
نھوی و کاریگر وغیرہ رذیل سمجھکر ہرگز نہ کہے ورنہ برباد ہوگا اور اسیطرح سرکش شیخ و مغل و پٹھان وغیرہ کو شریف نہ جانے اگرچہ تو مین نہ کرے
تب بھی سرکش کو سمجھاوے اور تمام مسجدون مین سب طرح کے عمل کرنے والے جو اہلسنت ہین سب کے ساتھ نماز پڑھے اور جماعت قائم
اور فسق و فجور و بداعتقادی و تماشا و گانا دین سے جہالت وغیرہ ایسے بداخلاق سے سب ایک دوسرے کو سمجھاوین اور حدیث کا علم پھیلاوین
جس سے دل نرم ہون اور آخرت کا یقین ہو اور اسلام کا نور آوے اور اس زمانہ مین سب مسلمانون کو آسان ہے کہ بغیر دغدغہ کے اپنے آخرت
سامان نماز و روزہ وغیرہ سے جمع کرین جبکہ انکو آخرت کا یقین کامل ہے اور فتنہ و فساد سے بچین اور دنیا کے طلب کرنے والے مکارون کو
پیشوا نہ بناوین اور اللہ تعالے توفیق دینے والا ہے اور اگر نصیحت سے دل سخت ہو گئے اور آخرت کا یقین مٹ گیا اور جھوٹے واعظون سے سنکر
خوف جاتا رہا تو ایمان سے محرومی ہے نعوذ باللہ من ذلک تعجب یہ ہے کہ اس آخری زمانہ مین جاہلون نے یہ عقیدہ پھیلایا کہ سب بدکاریان کرو
تم محمدی ہو کبھی عذاب مین نہ پڑوگے بالکل یہ وہی عقیدہ ہے جو قرآن مین اللہ تعالے نے یہودیون کا بیان فرمایا ہے اور حدیث کا معجزہ صادق آیا
کہ آخر اس اُمت والے یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلینگے اللّٰھم اعوذ بوجہک من الضلال والغضب فافی العرائس قولہ تعالے ان تخشع قلوبھم
جاننا چاہیئے کہ دل مین نرمی کا مقام ہے کہ جب ایمان ٹھیک ہوتا ہے تو اللہ تعالے کے نام پاک سے دل نرم ہوتا ہے تب وہ نور سے خشوع
مین آتا ہے اور اس کی شناخت یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث تلاش کرے اور اسی کی پیروی کرنے پر مستعد ہو حکایت مترجم
کہتا ہے کہ امام عبد اللہ بن المبارک ابتدائے حال مین اپنے احباب کے ساتھ باغ مین مجلس آراستہ کرتے تھے کیونکہ اُنکے والد علیہ الرحمہ بہت دولتمند و
پرہیزگار تھے کیونکہ انکی پرہیزگاری کیوجہ سے انکے آقا نے اپنی دختر صالحہ کو انھین کے نکاح مین دیا تھا اور اسی صالحہ سے عبد اللہ بن المبارک پیدا
ہوے تھے ایک رات کا ذکر ہے کہ اسیطرح مجلس آراستہ کی تھی آخر مین سب لوگ نشہ مین چور سو گئے تھے کہ آخر رات مین حضرت عبد اللہ بن المبارک کے
سرھانے ایک درخت پر ایک پرند خوش الحان نے یہ آیت پڑھی۔ الم یان للذین آمنوا ان تخشع الآیہ۔ یہ آواز خالص عبد اللہ کے کانون سے دل مین
پہونچی اور آپ نے فوراً متنبہ ہوکر عجز و الحاح کے ساتھ توبہ کی اور تجارت کے واسطے روانہ ہوے اللہ تعالے نے جذبہ سے انکو تجارت آخرت کی توفیق
دی انھون نے علم حدیث کبار مشائخ سے سُنا اور ایک سال جہاد اور ایک سال سفر حج کرتے علما نے لکھا کہ انمین سب خصلتین نیک جمع تھین ذالک
فضل اللہ یؤتیہ من یشاء شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیا ذکر الٰہی سننے کے وقت انکے لیے خشوع کی گھڑی نہین آئی (ع س) امام ابن کثیر کی
تفسیر مین ہے کہ اس اُمت سے پہلے یہود و نصاریٰ کا بھی یہی حال ہوا کہ جب یہودیون پر توریت کے نزول سے ایک زمانہ دراز گذرا تو آخرت کی طرف
سے انکے دل پھیکے ہو گئے اور خشوع جاتا رہا اور دنیا دارون کے ظاہری عیش و آرام کو دیکھکر علم والون نے بھی دنیا کی طرف نظر ڈالی اور انھون نے
علم کا نتیجہ یہی سمجھا کہ دنیا و دولت حاصل ہو اور لوگ اُنکے معتقد ہون پس اُنھون نے کتاب الٰہی کو بدل ڈالا مترجم کہتا ہے کہ جس شخص کو
معرفت کچھ بھی حاصل ہے وہ اسکی وجہ سمجھ سکتا ہے یعنے جب ان عالمون نے دنیا کی خواہش کی تو نور معرفت اُنکے قلوب مین نہ رہا

Marfat.com

...لے اپنا معتقد بنانا چاہا تو ان دنیاداروں سے بھی بدتر ہوگئے کیونکہ بقول سعدی علیہ الرحمۃ شعر بدین اسلے
...خریدا جیل ہی خر یعنی اے کمینے اگر تو دنیا چاہتا ہے تو دین کے عوض دنیا نہ خرید اور اگر تجکو یہ ایک جو خریدنا ہی منظور ہے تو
...نہ خرید بلکہ کسی دوسرے ہی ذریعہ سے خرید یہ بات ظاہر ہے کہ عام لوگ اپنی محنت و نوکری و کمائی وغیرہ مختلف ذرائع سے دنیا
...تھے بخلاف اُنکے عالمون کے کہ وہ دین کے ذریعہ سے انکو اپنا معتقد بناکر دنیا کماتے تھے چونکہ اس خیال سے اُنکے دلوں میں نور نہیں رہا
...دین و کتاب الٰہی کو زیادہ بیقدر سمجھتے تھے بخلاف انکے عوام لوگ اسی دین و کتاب کی عظمت سے انکو اپنا بزرگ سمجھتے تھے امام ابن کثیرؒ
نے کہا کہ اُنکے احبار و رہبان نے کتاب الٰہی کو اپنے عوام کے ہاتھ قلیل دامون کو بیچا اور اُسکے احکام کو پیٹھ پیچھے ڈالا اقول اس وجہ سے کہ یہ لوگ
اس کتاب مجید سے بے رغبت ہوگئے تھے اور عوام قلیل دامون کو انسے خریدنا چاہتے تھے کیونکہ ان بیچارون کو بوجہ بے علمی کے اسکے اسرار سمجھ مین
نہیں آتے تھے لیکن بیچنے کی صورت یہ ہے کہ عوام جیسے اپنی شہوات مین مبتلا ہین ویسے ہی اُنکے خیال کے موافق باطل احکام بتلاوے پس یہی
...ہین کہ اُنھون نے کتاب الٰہی کے احکام بدل ڈالے تاکہ امرا اور رؤسا راضی ہوکر انکے ساتھ سلوک کرین اگر کہا جاوے کہ بدل ڈالنے کا کیا حیلہ تھا
...شیخ نے جواب دیا کہ ان لوگون نے پہلے تو اپنے سابق بزرگون کی تقلید کی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کتاب الٰہی اور طریقہ نبوت کو چھوڑ دیا یعنے ہم کو
اس مین نظر کرنے کی ضرورت نہین ہے اسلیے کہ ہم سے بہتر ہمارے اگلے بزرگ سمجھ چکے ہین مترجم کہتا ہے کہ یہ اسی دین فروشی کا نتیجہ تھا اسلیے
کہ بزرگون نے فقط ظاہری اعمال کا حکم بیان کیا ہے اور یہ بہت قلیل ہے کیونکہ ہر شخص پر اپنے نفس کی اصلاح کرنا اور اسکو پاک کرنا واجب ہے
اور اسکا بیان خالص کتاب الٰہی سے حاصل ہوتا ہے اور اگر کتاب الٰہی سمجھنے کی لیاقت نہو تو کسی بندۂ صالح کی خدمت و مریدی اختیار کرے تاکہ
وہ ہر وقت اُسکے قلب کی اصلاح کرتا رہے اور اسمین فقط اگلے علما کی تقلید کافی نہین ہے جیسے اگلے بزرگون کا مرید ہونا کافی نہین ہوتا ہے
بلکہ اس زمانہ مین خود جاہل کو کسی بندۂ صالح کا مرید ہونا اور اُسکی خدمت مین رہنا لازم ہے لیکن یہودی دین فروش احبار نے یہ مسئلہ قطعی کر دیا کہ
احبار کا حکم ماننا فرض ہے کیونکہ تمھاری سمجھ اس لائق نہین ہے کہ تم کتاب سے اور پیغمبر کے فرمان سے کوئی بات سمجھ سکو شیخؒ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے
ان لوگون کی مذمت فرمائی بقولہ تعالےٰ۔ اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ۔ یعنے ان لوگون نے اپنے احبار و راہبون کو اپنا رب بنا لیا
سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ ھ۔ عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ان لوگون نے اپنے عالمون و راہبون کو اپنا رب نہین بنایا تھا
کہ انکی عبادت کرتے ہون آپ نے فرمایا کہ کیا یہ نہ تھا کہ عالم اور راہب کا کہنا واجب جانتے اگرچہ کتاب الٰہی مین اُسکے خلاف دیکھتے ہون عدی رضی اللہ
عنہ کہتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ جی ہان یہ بات تو ضرور ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی رب بنانا ہوا (حدیث حسن صحیح) اور
اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوائے کسیکا حکم نہین ہے تو جب بندہ لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لایا تو سوائے اللہ تعالےٰ کے کسیکا حکم نہونے پر
بھی ایمان لایا اور اگر ایسا نہوا تو وہ مشرک ہوا پس اگر صریح یہ کہے کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے دوسرے کا حکم ہے تو صریح کافر ہو جائے گا جیسے
یہود و نصاریٰ کے نزدیک یہ فرض تھا کہ جو کچھ راہب و عالم کہے وہی ہم پر فرض ہے اور کتاب الٰہی ہمارے واسطے نہین ہے اور اگر کچھ تاویل
کرے تو گناہ شدید مین مبتلا ہوا شیخؒ نے فرمایا کہ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کے عالم اسطرح خراب ہوے اور اُن کے جاہل اسطرح مشرک ہوے
...یہان سے اُنکے دل سخت ہوگئے کہ کسی طرح نصیحت آخرت کو قبول نہین کرتے تھے اور اگر جنت کی خوشخبری سنائی جاتی تو بے خوف اُسکو قبول
...اور جہنم کا خوف دلایا جاتا تو کچھ نہین ڈرتے تھے اقول خود قرآن مجید مین اُنکے اقوال صریح مذکور ہین چنانچہ سورۂ بقرہ و آل عمران مین
...ہی ہین یعنی کہ یہودی کہتے کہ ہمارے سوا کوئی جنت مین نہین جائیگا اور ہم کبھی جہنم مین نہین جائینگے کیونکہ ہمارے بزرگ بنی اسرائیل مین

Marfat.com

بہت انبیا علیہم السلام گذرے ہین اور یہی نصاری کا زعم تھا۔ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ۔ اور بکثرت انمین سے
بداعتقادیون اور بداعمالیون کے صاف صاف فسق و فجور بھی کرتے تھے چنانچہ رشوت لیتے اور کہتے کہ خدا غفور ہے اور
...رے پیغمبر کی اُمت مین سے خدا اُسکو عذاب نہین کریگا پس اللہ تعالے نے اس اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ کو تنبیہ
فرمائی کہ پرہیز کرو کہ یہود و نصاری کی طرح سے تمھارے اعمال باطل نہون کیونکہ اللہ تعالے نے انھین حرکتون سے یہود پر غضب فرمایا اور کہا
فبما نقضهم میثاقهم لعناهم وجعلنا قلوبهم قاسیة۔ یعنے کتاب الٰہی کا عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے ان لوگون کو ملعون کردیا اور انکے دل سخت
شیخ نے کہا کہ ان یہود و نصاری کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ اُنکے قلوب سخت ہوگئے اور اُنکے اعمال خراب ہوگئے اور آخرت فقط خیال
اور عذاب و ثواب فقط دھمکی سمجھی گئی اور دنیا انکا اصلی مقصود ہوگیا اور کتاب الٰہی کے معانی بگاڑنے لگے اور جو رسوم و اعمال ممنوع تھے انکے
اور معانی بگاڑ کر اُنکے واسطے دلیل نکالی اور جن اعمال فاضلہ کا اُنکو حکم دیا گیا تھا وہ سب چھوڑے اسی وجہ سے اللہ تعالے نے مومنون کو تنبیہ
فرمائی کہ انکے ساتھ کسیطرح مشابہت نکرین مترجم کہتا ہے کہ افسوس اس زمانہ مین اس اُمت کے لوگون کا بھی یہی حال ہے اور عوام واعظین
مال کمانے کے لیے عوام مسلمانون کو اسی طرح دلیر کرتے ہین اور ولے بر عوام کہ یہ لوگ انکی باتون پر یقین کرکے دن رات فسق و فجور و شہوات دنیا
مین گمراہ و برباد ہوتے جاتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا رتبہ ایسا بڑا ہے کہ آپکی اُمت مین سے کوئی جہنم مین نہ جاویگا
مترجم کہتا ہے کہ مین بھی یقین رکھتا ہون کہ جو کوئی بندہ صالح آپ کی اُمت مین ہے وہ ضرور جنت مین جاویگا اور دوزخ سے عذاب نہ
پاویگا لیکن اے مغرور تونے کہان سے یہ غرہ کرلیا کہ تو ٹھیک آپکی اُمت مین ہے ارے کیا یہود و نصاری نہین دعوی کرتے ہین کہ ہم حضرت موسیٰ
و عیسیٰ کی اُمتون مین ہین اور کیا منافقین زبان سے لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ نہین کہتے تھے پس تجھے یہ لازم ہے کہ اول اپنے آپکو اُمتی بنالے تب
وہ حکم دیکھ دیکھو اولیاے اُمت ہمیشہ خوفناک رہتے ہین کہ ایسا نہو وہ منافق ہون کیونکہ اگر ظاہر و باطن کے افعال سب موافق ہون تو نفاق
نہین ہے اور تمھارے اعمال کہان موافق ہین اور گناہ بیشک بندے سے سرزد ہوتا ہے لیکن وہ نادم و تائب ہوجاتا ہے اور ہم پر فرض ہے کہ
اللہ تعالے و اُسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر جان و دل سے فدا ہون اور آپ کے ارشاد کے آگے گردن جھکاوین اور شیطان کے پیچھے نجاوین
کیونکہ ہمارا دوست اگر ہمارے دشمن کے پیچھے جاوے اور اسی کی فرمانبرداری کرے اور ہمارا بند و بست توڑے و بگاڑے پھر زبان سے کہے کہ مین
تمھارا دوست ہون تو کیا تم اسکو قبول کروگے اللہ تعالے غفور رحیم ہے اب بھی ہم سب توبہ کرین اور متفق ہوکر دین حق پر قائم ہون اللہ تعالے
فرماتا ہے اِعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ تم آگاہ ہوجاؤ کہ اللہ تعالے زمین کو اُسکی موت کے بعد زندہ فرماتا ہے ف
اسیطرح اگر دل سخت ہوگئے ہون تو رحمت الٰہی سے نرم ہوسکتے ہین پس توبہ کرو۔ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ۔ ہم نے تمھارے
واسطے آیات صاف بیان کین تاکہ تم سمجھ حاصل کرو ف ان آیات مین نور معرفت ہے ان آیات مین حیات دائمی ہے اس کلام مین تمثیل ہے
کہ اللہ تعالے ذکر اور تلاوت سے ان دلون مین حیات پیدا کرتا ہے جو دنیا کی طرف متوجہ ہوکر قساوت سے مردہ ہوگئے ہین اور اسمین بندون کو
ترغیب ہے کہ قساوت چھوڑنے پر اور خشوع حاصل کرنے پر آمادہ ہون اور اسمین تنبیہ ہے کہ حضرت خالق عزوجل جو زمین کو بعد مردگی کے تازگی
و زندگی دیتا ہے اور جو مردہ دلون کو زندہ فرماتا ہے وہ جب چاہے ان اجسام کو زندہ فرماویگا جنکو اُسنے پیدا کرکے موت دی تھی یہ آیات
اسیواسطے بیان فرمائین کہ تمکو عقل حاصل ہو تنبیہ اس امت مین کلام الٰہی کی تحریف غیر ممکن ہے یعنے اللہ تعالے نے حفاظت فرمائی
پس کسی شخص کو یہ مجال نہوگی کہ قرآن مین تحریف کرے اور وہ کسیکو ظاہر نہو اور اسکا ظاہری سبب یہی ہے کہ اللہ تعالے نے قرآن مجید کو

Marfat.com

[illegible] کی توفیق فرمائی چنانچہ جب سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تب سے ہزارون پھر لاکھون حافظ ہر زمانہ
[illegible] زمانہ مین جو لوگ قرآن مجید کو حفظ کرتے یا اپنی اولاد کو حفظ کراتے ہین انکے لیے ثواب جمیل ہے انشاء اللہ تعالے اور حدیث
[illegible] اولاد کو حفظ کرایا اور اسنے صلاحیت سے عمل کیا تو قیامت مین اسکو ایک تاج کرامت پہنایا جائیگا پس قیاس کرو کہ اس لڑکے کو
[illegible] حفظ وعمل کیا ہے اسکا درجہ کسقدر بزرگ ہوا (مشکوٰۃ) اور اگلے انبیا علیہم السلام سے جو بشارات منقول ہین انمین سے یہ بھی ہے کہ پیغمبر
آخرالزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے امتیون کی انجیل انکے سینون مین ہوگی۔ ھ۔ یعنے وہ لوگ اسکو حفظ رکھینگے پس اس امت مین کتاب الٰہی کی تحریف
نہوگی لیکن جاہلون کو پیشوا بناکر جہالت کے احکام قبول کرینگے اور یہ نہ جانینگے کہ یہ حکم قرآن یا حدیث مین نہین ہے اسوجہ سے بدعتون وگمراہیون مین
پڑکر فساد کرینگے یہانتک کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہو اور عیسی علیہ السلام نازل ہون اور بعض روایات مین آیا ہے کہ جب امام مہدی رضی اللہ عنہ
پیدا ہوکر بڑے ہونگے اور حق انکے دل پر خطور کریگا اور ہر مسئلہ مین امر حق کا فتوی دینگے تو وہ لوگ جو پہلے سے اپنے زعم مین کسی قول کی تقلید کرتے تھے
انسے جھگڑا اور فساد کرینگے اور مترجم کہتا ہے کہ اس روایت کی اصلیت کے واسطے ایک واقعہ یہ بھی دلالت کرتا ہے کہ در المختار کتاب فقہ کے
اول مین جہان امام ابوحنیفہؒ کے اجتہادات کے فضائل بیان کیے ہین وہان منجملہ فضائل کے یہ بھی لکھا کہ آخر زمانہ مین امام مہدیؑ اور عیسی علیہما السلام
انکی اجتہاد ومذہب کی تقلید کرینگے امام طحطاوی وعلامہ شامی ومولانا بحر العلومؒ وغیرہم نے اسکو غلط ٹھہرایا اور کہا کہ یہ غیب دانی کا دعوی
باطل ہے کیونکہ عیسی علیہ السلام خود پیغمبر ہین اور امام مہدیؑ خود مجتہد مطلق ہین مترجم کہتا ہے کہ اسکے غلط ہونے پر دلیل یہ ہے کہ مذہب حنفیہ و
جمیع مذاہب مین یہود ونصاری سے جزیہ لینا متعین ہے اور علماءؒ نے کہا کہ یہ حکم فقط اسوقت تک ہے کہ عیسی علیہ السلام نازل ہون چنانچہ
صحیحین وسنن سب کی احادیث اس مین مصرح ہے کہ عیسی علیہ السلام جزیہ بالکل موقوف فرماوینگے اور سوائے اسلام کے کسی قوم سے کچھ قبول نہ کرینگے
یا اسکو قتل کرڈالینگے مترجم کہتا ہے کہ شاید یہان نکتہ یہ ہے کہ اسوقت اللہ تعالے کی طرف سے عیسی علیہ السلام کے دم یعنے سانس مبارک مین یہ
اثر عطا ہوگا کہ جہانتک انکی نظر پہونچے وہانتک انکی سانس سے ہر کافر مرجاویگا لہذا کفار لاچار سب مطیع ہوجاوینگے اور جان کے خوف سے
اسلام لاوینگے پھر جب امر حق کا اثر نورانی دیکھینگے تو سب سچے مسلمان ہوجاوینگے واللہ تعالے اعلم الحاصل اس امت مین جو فساد ہے وہ دراصل
دو باتون سے ہے اول تو آخرت پر یقین وہمی ہے جس سے دنیا طلبی مین پڑے ہین اور اس فساد کے اصلی بانی وہ لوگ ہین جنہون نے تھوڑا ظاہری
علم پڑھا اور دنیا مین بزرگی ووجاہت کے ذریعہ سے دنیا طلبی کرنے لگے دوم عوام نے دنیا کی لالچ سے ایسے گمراہ جاہلون کو پیشوا بنایا جو راہ حق
سے جاہل ہین لہذا اگر یہ لوگ آخرت کا یقین دل مین ٹھیک جماوین اور جو احکام شرع مین یقینی ہین فقط انھین پر انحصار کرین تو کچھ خرابی نہو مثلاً
اختلاف تو ایسے مسائل مین ہے جو جدید نکالے گئے ہین اور اس موقع پر اصل سنت مین ثواب کا طریقہ بے انتہا افضل موجود ہے پھر چاہیئے کہ اسکو
اختیار کرین اور اختلاف چھوڑ دین کیونکہ اسمین بہت کم ثواب ہے (مثلاً) مجلس گیارھوین جمع کرتے ہین اگر بجائے اسکے فقرا کو صدقات دین تو
بے انتہا ثواب ہے اللہ تعالے ہم سب کو راہ مستقیم کی ہدایت پر ثابت قدم فرماوے آمین علما اس امت کے اگر آخرت کے عالم ہین تو چاہیئے کہ متفق ہوکر
ان سب کی اصلاح کرین برخلاف اگلی امتون یہود ونصاری کے کہ انمین جو بگاڑ پیدا ہوا تھا اسکی صلاح غیر ممکن ہوگئی تھی اور کتاب الٰہی مین تحریف
شدید ہوگئی تھی مولوی ابو المنصور دہلوی رحمہ اللہ تعالے نے سعی جمیل سے یہ بات متعدد کتابون مین ثابت کردی کہ حضرت عیسی علیہ السلام
کے بعد یہودیون کے نرغہ مین انجیل مقدس گم ہوگئی حتی کہ دو سو برس تک پتہ نہین ملا آخر مین ایک پادری صاحب نے گرجا تعمیر کراتے وقت
[illegible] کی نیو مین سے ایک صندوق نکالا ہے اسمین یہ انجیل برآمد ہوئی ہے بادشاہ یونان نے جو ملک شام پر غالب ہوا تھا اسکو بہت خوشی سے

Marfat.com

قبول کیا اور اسی کو شائع کیا غور کرو تو انجیل فقط اسی پادری صاحب کے کہنے پر ٹھہری تواتر منقطع ہوگیا یہودیوں کی [illegible]
ہونے کے لیے مولوی رحمۃ اللہ صاحب کی کتاب کافی وافی ہے یہودیوں کی تحریفات بعد ظہور عیسیٰ علیہ السلام کے بکثرت [illegible]
کہ جہاں جہاں آمین عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہونے کی خبر تھی وہ مٹا کر موسیٰ علیہ السلام یا دوسرے پیغمبروں کے ساتھ لاحق کی گئی [illegible]
آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے بشارات جو ایک باب مین جمع تھے سب قوموں نے اسکے آیات لیکر ادھر اُدھر لاحق کین اور ہر ایک نے اپنے پیغمبر
خاتم النبیین ٹھہرایا لیکن بعضے لوگون نے اس سے پرہیز کیا آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بے شمار نسخہ توریت وانجیل کے جنمین لاکھون جگہ اختلاف [illegible]
توکیونکر ہم جان سکتے ہین کہ اصل مین کیا تھا حتی کہ پچھلے یہود و نصاری خود نہین جانتے تھے کہ اصل مین کیا تھا اور تعجب یہ ہے کہ یہودی جو ابتک [illegible]
قائل بھی ہین کہ آخر زمانہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوگا جسکے فضائل عالیہ بے شمار ہین لیکن نصاری اسکے بھی قائل نہین بلکہ کہتے ہین کہ ابن [illegible]
آویگا اور وہ آپکا ہزارون دلائل قائم کیے کہ اسکے حالات تو مجسم آدمی کے صفات بیان کرتے ہو پھر کیونکر خالی روح کہتے ہو تو کچھ جواب نہین دیتے
اور کسی طرح امر حق وراہ انصاف مین قدم نہین رکھتے بلکہ بالکل دنیا چاہتے ہین انا للہ وانا الیہ راجعون اور یہودیون مین عجیب ایک بلا [illegible]
پیدا ہوئی کہ اکثر انمین سے دجال کے لیے منتظر ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہم ہین سے ہوگا اور اسکے عہد مین ہمارا عروج ہوگا یہ سچ ہے کہ اصل مین وہ یہود
سے ہوگا لیکن وہ ملعون ہے تو کوئی بندہ صالح اسکی محبت نہین کرسکتا اگرچہ دنیا کی بادشاہت حاصل ہو اور یہ سب آفت فقط دنیا کے لیے ہے نعوذ باللہ
من الضلال الغرض اس بیان سے ہمکو فرق معلوم ہوگیا کہ اسلام مین اصل کتاب الٰہی واحادیث مین اور اصل دین حق مین کوئی تحریف نہین ہے
بلکہ اسلامیون مین سے سواد اعظم تو حق پر رہا اور اسکو چھوڑ کر متفرق ٹکڑون نے خارجی و معتزلی ورافضی وجہمی وغیرہ ہونا اختیار کیا اور اپنی رائے
ناقص کے پابند ہوگئے یہانتک کہ آخر زمانہ مین سواد اعظم یعنے اہلسنّت مین بھی پھوٹ پڑی جب سے دنیا انکا مقصود ہوئی تو حنفی و شافعی و مالکی
وحنبلی ہر ایک اپنے آپکو حق پر اور دوسرے کو باطل پر سمجھنے لگا حالانکہ پہلے وہ سب حق پر سمجھے جاتے تھے جنکا مدار قرآن وحدیث ہو اور یہی حق ہے
برخلاف اس اُمت کے یہود مین کتاب الٰہی مین تحریف ہوئی امام ابن کثیرؒ نے تفسیر مین انکا حال اسطرح لکھا کہ اس آیت مین اللہ تعالے نے فرمایا
ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتاب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم۔ اور مومنین ایسے نہو جاوین جیسے وہ لوگ جنکو انسے پہلے کتاب الٰہی دی گئی
تھی پھر مدت دراز گزری تو انکے دل قساوت مین ہوگئے۔ ھ۔ یعنے مومنون کو ہوشیار رہنا چاہیئے کہ ایسا نہو کہ مدت دراز گزرے تو قرآن مجید کے
وعدہ جنت وثواب کو اور وعید جہنم وعذاب کو پرانے خیالات سمجھنے لگین اور دنیا کے واسطے آخرت فروخت کرین اور اُنکے دل مردہ قساوت
مین پڑین جیسے اگلے یہود و نصاری ہوگئے پس مومنون کو اللہ تعالے نے یہود و نصاری کی مشابہت سے منع فرمایا کیونکہ یہود و نصاری کو جب
اول اول کتاب الٰہی ملی تو نہایت خشوع و نرم دلی سے اسکو لیا اور وہ طبقۂ اعلی نیک اعمال سے مالامال ہوکر چلا گیا پھر بعد والے سلطنت کے
اموال و شان وشوکت مین دنیا کی طرف متوجہ ہوے اور جب زمانہ دراز گزرا تو کہنے لگے کہ عذاب وثواب کہان ہے خدا جانے کیا ہو یہان یہ
عیش و آرام ہے اسکو نچھوڑو پس کتاب الٰہی کو قلیل و ذلیل دامون بیچ ڈالا یعنے انکے عالمون نے علم کتاب کے معاوضہ مین دنیا کے [illegible]
خریدی اور اُسکے معنے یہ کہ عوام کو خوش کرنیکے لیے انکے موافق حکم بتلائے تاکہ وہ لوگ معتقد ہوکر نذرانہ لائے (جیسے ابتدائے اسلام مین بعضے شامیون
نے خلیفۂ بنی اُمیہ کے واسطے قسم کھائی کہ خلیفہ پر حساب کتاب نہین ہے اور اس احمق نے خوش ہوکر انکو خلعت و دولت دی) اور احبار [illegible]
کتاب توریت وانجیل کو پیٹھ پیچھے فراموش کیا اور اگلے علما کے اقوال مختلفہ و آراے متناقضہ پر جان و دل سے متوجہ ہوگئے اور دین الٰہی [illegible]
تقلید کی اور اپنے احبار و درویشون کو سوائے اللہ تعالے کے رب بنالیا چنانچہ اللہ تعالے نے ہمکو انکے حال سے آگاہ فرمایا بقولہ تعالے [illegible]

Marfat.com

الآیہ یعنے جو کچھ یہود کے احبار کہتے یا نصاریٰ کے راہب کہتے اسکو ماننا انکے نزدیک واجب تھا یہی معنے رب بنانے
کے ہیں بسند صحیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے یعنے رب بنانے کے یہ معنے نہین کہ احبار یا رہبان کی عبادت
کرتے تھے بلکہ انکی عبادت بطور حکم کے کرتے تھے) جب یہ نوبت پہونچی تو اللہ تعالے نے انکے دل سخت کر دیے کہ کسی نصیحت کو قبول
نہ کرتے اور کسی طرح عذاب کے خوف سے یا ثواب کی اُمید سے نرم نہین ہوتے تھے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ فبما نقضهم میثاقهم لعناهم و
جعلنا قلوبهم قاسیة الآیہ۔ یعنے انکے عہد توڑنے سے ہم نے انکو لعنت کی اور انکے دل قاسی کر دیے۔ ھ۔ ابن ابی حاتم نے ربیع بن ابی عمیلۃ الفزاری
سے روایت کی کہ ہمسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسی بات بیان فرمائی جو ہمکو سوائے قرآن و حدیث کے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے وہ بات یہ ہے
کہ جب بنی اسرائیل پر زمانہ دراز گذر گیا تو اُنکے دل قساوت سے سخت ہو گئے اور اُنھون نے اپنی طرف سے ایک کتاب بنائی جیسے اُن کے دل
چاہتے تھے اور اُنکی زبان کو پسند ہوتی تھی یعنے امر حق اکثر انکی خواہشون کو روکتا تھا تو اُنھون نے ایسی کتاب بنائی جسمین اُنکی خواہشون کو روک
نہ تھی پھر انھون نے (مع بادشاہ کے) اتفاق کیا کہ بنی اسرائیل کو اس کتاب کی جانب بلاوین پس جو شخص قبول کرے اسکو چھوڑ دین اور جو ہماری متابعت
سے انکار کرے اُسکو قتل کر دین پس اُنھون نے بنی اسرائیل کو اسی جانب بلایا اور اُنمین ایک مرد فقیہ صالح تھا جب اُسنے اس بلائے عظیم کو دیکھا اور اپنی جان کا خوف
کیا تو جن باتون مین اُن لوگون نے مخالفت کی تھی وہ باتین اُسنے لیکر کتاب الٰہی سے حق طور پر ایک ہلکی چیز پر لکھین اور لپیٹکر ایک قرن مین رکھین پھر یہ قرن اپنے
سینہ مین لٹکا لیا اور ان بدکار عالمون کی یہ کیفیت تھی کہ برابر بنی اسرائیل کے عالمون کو جو انکار کرتے تھے قتل کرتے جاتے تھے یہانتک کہ اُنھون نے بہت لوگون کو
قتل کر ڈالا پھر آپسمین کہنے لگے کہ دیکھو قتل مین افراط ہو گئی اور بنی اسرائیل کے بکثرت علما مارے گئے اب تدبیر یہ ہی کہ فلان مرد فقیہ کو بلا کر اُسکے سامنے یہ کتاب پیش کرو
اگر وہ مان گیا تو سب مان جائینگے پس اُنھون نے اُس فقیہ کو بلا کر کہا کہ جو کچھ اس کتاب مین ہی تو اسپر ایمان لاتا ہی فقیہ نے کہا کہ اس کتاب مین کیا ہی میرے سامنے
پیش کرو پس اُنھون نے اول سے آخر تک اُسکو سنایا پھر کہا کہ تو اسپر ایمان لایا اُسنے اپنے گلے کے قرن کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ مین اسپر ایمان لایا حالانکہ یہ
بدکار لوگ سمجھے کہ ہماری کتاب کو کہتا ہے پھر جب وہ مر گیا تو اُسکے گلے سے وہ قرن نکالا گیا اور اُسکو کھولکر دیکھا گیا تو اسمین کتاب الٰہی سے حق باتین لکھی
تھین جن سے بدکارون نے اختلاف کیا تھا پس لوگ کہنے لگے کہ اسی ذریعہ سے اس شخص نے اس فتنہ سے اپنی جان بچائی اور بنو اسرائیل کے بہتر فرقے ہو گئے
اُنمین سب سے بہتر اسی قرن والے کی ملت ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قریب وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ اگر تم بچے یا تم مین سے کوئی بچا تو ایسی باتین دیکھو گے
کہ شرع مین انپر انکار واجب ہے لیکن تم اُنکو بدلنے سے عاجز ہو گے پس اُسوقت آدمی کے حق مین یہی کافی ہے کہ اللہ تعالے کو اُسکے دل مین یہ بات معلوم ہو
کہ وہ ایسی خلاف شرع باتون کو ناگوار جانتا ہے امام ابن جریرؒ نے دوسری اسناد کے ساتھ عتریس بن عرقوب سے روایت کی کہ مین نے جا کر عبداللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ کیا حضرت جسنے معروف شرعی کا حکم نہ کیا اور منکرات سے منع نہ کیا وہ برباد ہوا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
فرمایا بلکہ وہ برباد ہوا جسکا قلب معروف شرعی کو نہین پہچانتا اور منکرات کو مکروہ نہین جانتا ہی تم سنو کہ بنی اسرائیل پر جب زمانہ دراز گزرا اور قساوت سے
انکے دل سخت ہو گئے تو اُنھون نے اپنے ہاتھون ایک کتاب بنائی جو اُنکے دلون کی خواہش کے موافق اور اُنکی زبان کے مزہ کے مطابق تھی (یعنے
کتاب الٰہی مین جن باتون سے ممانعت تھی وہ باتین انھون نے اس کتاب مین جائز کین) متفق ہوے کہ بنی اسرائیل پر یہ کتاب پیش کرین پس جو کوئی
ایمان لائے اُسکو چھوڑین اور جو کوئی انکار کرے اُسکو قتل کرین پھر جب بہت لوگ مارے گئے تو ایک مرد فقیہ نے کتاب الٰہی کی سچی آیات کو لکھکر ایک قرن
مین رکھا اور وہ قرن اپنے سینہ پر ڈال لیا پھر جب اُس سے کہا گیا کہ تو ہماری اس کتاب پر ایمان لاتا ہی تو اُسنے کہا کہ مین اس کتاب پر ایمان لاتا ہون
اور مجھے ایمان لانے سے کون چیز روکے گی اس گفتگو مین اُسنے ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور اُس قرن کی جانب اشارہ کیا پس آج اُسی قرن

والے کی ملت یہود یون کی سب ملتون سے بہتر ہے (ابن جریر) مترجم کہتا ہے کہ اسلام مین تیسری صدی مین [illegible]
کیا کہ لوگ قرآن کو مخلوق کہین اور اس فتنہ مین بہت علما شہید ہوئے پھر قیاس کرو کہ ہمارے زمانہ مین خرابی کی [illegible]
کہ برائیون کو دفع کرنے کی تدبیر سے عاجز ہوئے پس لازم ہے کہ جن امور کو مفسدون نے فتنہ و قساوت سے نکالا ہے ہم دل [illegible]
سمجھتے ہین اور حق پر قائم ہون واللہ تعالے ہو الموفق

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ

تحقیق جو لوگ خیرات کرتے ہین اور جو عورتین خیرات کرتی ہین اور قرض دیتے ہین اللہ کو اچھی طرح قرض اُنکو ملتی ہے دونی اور اُنکو نیگ ہے [illegible]

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

ع ١٢ ٩ ١٩ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور سب اُسکے رسولون پر وہی ہین سچے ایمان والے اور احوال بتانے والے اپنے رب کے پاس اُنکو اُنکا ثواب

وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ

اور اُنکی روشنی اور جو منکر ہوئے اور جھٹلائین ہماری باتین وہ ہین دوزخ کے لوگ

ان آیات مین اللہ تعالے نے اس اُمت کے لوگون کے درجات بیان فرمائے جو سچے دل سے ایمان لائے اور برابر حق پر قائم رہے اور اُنمین قساوت وغیرہ نہین پھیلی چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ۔ یعنے جن مردون نے صدقہ دیا اور جن عورتون نے صدقہ دیا۔ ف محتاجون و فقیرون و مسکینون کو اپنے مال سے اللہ تعالے کے واسطے صدقہ دیا۔ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ اور اللہ تعالے کو قرض حسن دیا ف خالص نیت سے رضاء الٰہی کے واسطے صدقہ دیا اور جس محتاج کو دیا اُسکی طرف سے کچھ عوض یا شکرگذاری کی نیت نہین ہے۔ يُضٰعَفُ لَهُمْ تو اُن کے واسطے یہ قرض حسنہ بہت بڑھایا جائیگا ف یعنے اللہ تعالے اُسکو دس گونہ سے سات سو گونہ سے بیشمار تک بڑھا دیگا اور یہ خلوص نیت و شرائط کے تفاوت پر ہے اور ایک قرارت مین یضاعف بصیغہ معروف آیا ہے اور جمہور کی قرارت مین بفتح العین بصیغہ مجہول ہے۔ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۔ اور اُنکے واسطے ثواب بزرگ ہے ف یعنے جزائے جمیل جو قیاس سے باہر ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ۔ اور جو لوگ دل سے یقین لائے اللہ اور اُسکے رسولون پر یہی بندے صدیقین ہین۔ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔ اور شہید لوگ اپنے رب کے یہان ہین اُنکے لیے اُنکا ثواب اور نور ہے ف اسیطرح ایک روایت مین ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اور ابو الضحی و مسروق و ضحاک و مقاتل بن حیان وغیرہم نے تفسیر فرمائی ہے (ابن کثیر) مجاہدؒ نے کہا کہ جو کوئی بندہ اللہ و اُسکے رسولون پر ایمان لایا وہ صدیق ہے اور مقاتلؒ نے کہا کہ صدیق وہ بندے ہین کہ جب رسولون نے اُنکو خبر دی تو اُنھون نے کچھ شک نکیا اور نہ جھٹلایا اور مقاتلؒ نے کہا کہ شہدا یہان شہادت دینے والے ہین یعنے انبیا جو اپنی اُمتون پر گواہی دینگے اسی قول کو فرا و زجاجؒ نے اختیار کیا ہے اور مقاتلؒ بن سلیمانؒ نے کہا کہ شہدا سے وہ بندے مراد ہین جو جہاد مین شہید ہوئے اور یہی ابن جریرؒ کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ صدیقین وہ ہین جو اللہ تعالے پر توحید کے ساتھ ایمان لائے اور سب رسولون کو سچا جانا اور توحید پر قائم رہے اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت کے سب مومن شہید ہین پھر یہی آیت پڑھی (ابن جریرؒ) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہید یہان گواہی دینے والے مراد ہین ولیکن ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آدمی اپنے بستر پر مرجاتا ہے حالانکہ وہ شہید ہوتا ہے پھر یہی آیت [illegible] اور اسیطرح ابو ہریرہؓ سے بھی روایت ہے اور بعض علمائے نے کہا کہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم لہم اجرہم [illegible]

اُسکے رسولون پر صدق دل سے ایمان لائے وہ اپنے رب کے یہان صدیقین و شہدا ہین اُنکے واسطے اُنکا ثواب و نور ہے رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر مین دل سے لا الہ الا اللہ اور یہ گواہی دون کہ آپ رسول اللہ ہین اور پانچون نمازین پڑھون اور زکوۃ ادا کرون اور رمضان کے روزے رکھون کا قیام (تراویح) ادا کرون تو مین کون ہونگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو صدیقین اور شہدا مین سے ہوگا (رواہ ابن حبان) کے یہان صدیقین اور شہدا مین دو اصطلاح ہین چنانچہ صدیق ایک وہ ہے جسنے اللہ تعالے کی توحید جانی جسطرح کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی اور جو کچھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہین سب کو سچ مانا تو یہ صدیق ہے دوم یہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے کا قلب ہوا اور دونون معنے مین فرق یہ ہے کہ اول معنے عام ہین اُسمین مومنین و اولیا و غوث سب شامل ہین اور دوسرے معنے خاص ہین چنانچہ ہر زمانہ مین جو شخص اس درجہ کا صدیق ہوگا وہی غوث اعظم ہے اسیطرح شہید کے اول معنے یہ ہین کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت مین کامل تصدیق کے ساتھ مرگیا وہ آخرت مین شہادت دینے والا ہے دوم یہ کہ خالص اللہ تعالے کے واسطے تاکہ اسکا کلمہ بلند ہو گھر سے نکلا اور شہید ہوگیا پس یہ اعلی درجہ کا شہادت دینے والا بھی ہے اور غوث صدیق کے بعد اُسکا مرتبہ بھی ہے واللہ تعالے اعلم **شیخ امام ابن کثیرؒ** نے لکھا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قولہ تعالے اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم الآیۃ کی تفسیر مین فرمایا کہ یہ تین قسمین ہوئین ایک مصدقین یعنے صدقات دینے والے اور دوم صدیقین اور سوم شہدا۔ **مترجم** کہتا ہے کہ مناسب یہان یہ ہے کہ تین قسمین اسطرح بیان فرمائی جائین کہ اول دو قسمین ہین ایک مصدقین اور دوم مکذبین جنکا ذکر یہ ہے۔ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۔ اور وہ لوگ جنھون نے اللہ و رسولون سے انکار کیا اور ہماری آیات کو جھٹلایا تو ایسے لوگ جہنم کے رہنے والے ہین ف پس یہ ایک قسم ہے اول مصدقین مین دو قسمین ہین صدیقین و شہدا و لیکن حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی نظر عالی کے موافق مصدقین مین تین قسمین فرمائین ایک مصدقین یعنے صالحین جو اس درجہ سے آگے نہین بڑھے اور دوم مصدقین جو شہید کے درجہ پر پہونچے اور سوم مصدقین جو شہید سے بھی بڑھکر صدیقین کے مرتبہ پر پہونچے **شیخ ابن کثیرؒ** نے کہا کہ ان اقسام کا بیان اللہ تعالے نے دوسری آیت مین فرمایا بقولہ تعالے ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الآیہ یعنے جسنے اللہ و رسول کی طاعت فرمائی تو ایسے لوگ ان بندون کے ساتھ ہونگے جنپر اللہ تعالے نے انعام فرمایا ہے وہ نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین ہین۔ ھ اس آیت سے ظاہر ہے کہ صدیق کا مرتبہ شہید سے اعلی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ اسیواسطے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے شہید ہونے کی ضرورت نتھی اگرچہ باطنی غم ہجر سے شہادت بھی اُنکے مرتبہ مین شامل کی گئی اور امام مالکؒ نے ابوسعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت والے اہل الغرف کو جو بہت بلندی پر ہونگے آپسمین ایک دوسرے کو اُنگلی کے اشارے سے دکھلاوینگے جیسے تم لوگ یہان ایک چمکتے ہوئے تارے کو جو افق مشرق یا مغرب مین بہت دور رہتا ہے تو ایک دوسرے کو انگلی کے اشارے سے دکھلاتے ہو اور یہ اسوجہ سے ہوگا کہ اہل الغرف کا درجہ بہت بلند ہے کیونکہ انکو فضیلت اعلی حاصل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ انبیا علیہم السلام کے منازل ہونگے کہ انکو دوسرے نہین پاوینگے آپ نے فرمایا کہ کیون نہین پاوینگے قسم اُس پاک عز و جل کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ یہ ایسے مردان حق کے بھی ہین جو اللہ تعالے پر ایمان لائے اور رسولون کی تصدیق کی (رواہ البخاری و مسلم) بعض اہل تفسیر نے کہا کہ اس آیت مین اللہ تعالے نے جو لوگ اللہ و اُسکے رسولون پر ایمان لائے وہ صدیق و شہدا ہین ابن جریرؒ نے کہا کہ یہ مجاہدؒ کا قول ہے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میری اُمت کے مومنین شہدا ہین پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اللہ و رسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم (ہذا حدیث غریب) عمرو بن میمون رحمہ اللہ تعالے نے اس آیت مین کہا کہ
قیامت کے روز اسطرح آوینگے جیسے دو اُنگلیان ملی ہوئی ہوتی ہین مترجم کہتا ہے کہ ان دونون درجہ کے درمیان کوئی چیز فاصل نہین اور
درجہ جہان ختم ہو وہان سے صدیقین کا درجہ شروع ہوا ہے جہان وہ ختم ہوا وہان سے شہدا کا درجہ شروع ہوا ہے پس دونون اُنگلیون مین
پہلی اُنگلی صدیقین ہین اور اُسکے بعد دوسری اُنگلی شہدا ہین واللہ تعالے اعلم۔ اور یہ جو اللہ تعالے نے فرمایا والشہداء عند ربہم یعنے شہدا
رب کے یہان ہین تو اسکے معنے یہ ہین کہ جنات النعیم مین ہین چنانچہ صحیحین کی حدیث مین آیا ہے کہ شہدا کی روحین سبز پرندون کے پوٹون مین ہین
جہان چاہتی ہین جنت مین کھاتی پھرتی ہین پھر اُن قندیلون مین آجاتی ہین جو عرش کے نیچے لٹکتی ہین ایکبار رب عز وجل نے ان پر تجلی فرمائی اور
کہا کہ تم لوگ کیا چاہتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ اے رب دیے انتہا نعمت موجود ہے) صرف اگر خواہش ہے تو یہ ہے کہ ہم دنیا مین پھیر دیے جاوین
تاکہ تیری راہ مین بڑی خوشی سے قتال کرین اور پھر شہید ہون جیسے پہلی مرتبہ قتل کیے گئے تھے رب عز وجل نے فرمایا یہ مین نے قطعی حکم دیا کہ وہ
لوگ دنیا مین نہین لوٹائے جائینگے (الصحیحین وغیرہ) اور یہ جو فرمایا لہم اجرہم ونورہم یعنے انکے واسطے اللہ تعالے کے یہان اجر جمیل و نور عظیم ہے
لیکن ان مین تفاوت بحساب اُن کے اعمال کے ہوگا جیسے دنیا مین تھے اور امام احمد نے یحیی بن اسحاق عن ابن لہیعہ باسنادہ روایت کی کہ
فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے سُنا کہ شہدا چار درجہ کے ہین (۱) وہ مرد مومن جید الایمان جو کفار سے مقابل ہوا پس اللہ تعالے کی تصدیق پر قتال کیا یہانتک کہ
قتل ہوا پس اس شہید کا مرتبہ ایسا اعلیٰ ہے کہ لوگ اُسکی طرف نگاہین اُٹھا کر اسطرح دیکھینگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر
مبارک اسقدر بلند فرمایا کہ عمرؓ کی ٹوپی گر پڑی (۲) وہ مرد مومن جو دشمن سے مقابل ہوا لیکن اس طرح جھجکتا ہوا گویا اُس کی پیٹھ پر طلح کی
خاردار چھڑی ماری جاتی ہے پھر ناگہانی تیر آیا اور اُس نے قتل کر دیا تو یہ دوسرے درجہ مین ہے (۳) وہ مرد مومن جس نے عمل صالح
کے ساتھ بُرا عمل بھی ملایا ہے وہ دشمن سے مقابل ہوا اور اللہ تعالے کی تصدیق کی یہانتک کہ شہید ہوا تو یہ تیسرے درجہ مین ہے (۴)
وہ مرد مومن جس نے اپنے نفس پر بہت اسراف کیا ہے یعنے خدائے تعالے کے گناہون کا مرتکب ہوا ہے پھر وہ جہاد مین دشمن سے مقابل ہوا
اور اُس نے اللہ تعالے کی تصدیق کی یہانتک کہ قتال مین مارا گیا پس یہ چھوٹے درجہ مین ہے اس حدیث کو علی بن المدینی نے بطریق
ابن المبارک عن ابن لہیعہ روایت کیا اور کہا کہ یہ اسناد صالح ہے اور راوی سب مصری ہین اور ترمذی نے بھی حدیث ابن لہیعہ سے
روایت کر کے کہا کہ حدیث حسن غریب ہے مترجم کہتا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ گنہگار شہید کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہین سوائے
قرضہ کے چنانچہ دوسری حدیث مین اُس کی تصریح ہے پھر اللہ تعالے نے کافرون کی نادانی پر اُنکو نصیحت و ہدایت فرمائی تاکہ اس

دنیا پر فریفتہ نہون

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ

جان رکھو کہ دنیا کا جینا یہی ہے کھیل اور تماشا اور بناؤ اور بڑائیان کرنی آپس مین اور بہتایت ڈھونڈنی مال کی اور اولاد کی

كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

جیسے کہاوت ایک مینھ کی جو خوش لگا کسانون کو اُسکا سبزہ اوگنا پھر زور پر آتا ہے پھر تو دیکھے زرد ہو گیا پھر ہو جاتا ہے روندن اور پچھلے گھر مین

[illegible] اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ؁ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ

[illegible] اور رضامندی اور دنیا کا جینا تو یہی جنس دغا کی دوڑو اپنے رب کی

[illegible] عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ

اور بہشت کو جسکا پھیلاؤ ہے جیسے پھیلاؤ آسمان اور زمین کا رکھی ہے واسطے انکے جو یقین لائے اللہ پر اور اُسکے رسولون پر یہ

فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ؁

بڑائی اللہ کی ہے دیوے جسکو چاہیئے اور اللہ کا فضل بڑا ہے

[illegible] نے حیات دنیا کی اہانت بیان فرمائی و آخرت مین دو باتون پر انحصار کیا کہ یا تو وہان عذاب و خواری ہے یا مغفرت و رضوان ہے اور آخرت کی خوبی و کمال بیان فرمایا۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ آگاہ رہو کہ دنیاوی حیات فقط لعب ہے اور لہو ہے اور زینت ہے اور باہمی تفاخر ہے اور اموال و اولاد مین تکاثر ہے ف اور یہ سب چیزین عاقل کے نزدیک میزان عقل مین بالکل ہیچ و پوچ ہین اور غافل کے نزدیک غفلت کی نگاہ مین بہت عظیم ہین دیکھو دنیا لعب ہے جیسے بچون کا کھیل ہوتا ہے کہ اسکا کوئی نتیجہ نہین ہوتا اور لہو ہے جس سے نوجوان دل بہلاتے ہین اور آخر کار وہ بھی مٹ جاتا ہے لعب کی مثال یہ ہے جیسے بچے گھروندہ بناتے ہین اور جوان لوگ گانے کی مجلس جماتے ہین اور لہو ہر ایسی چیز ہے جو دوسری چیز سے غافل کرے اسیواسطے دنیا کو بھی لہو فرمایا کیونکہ یہ آخرت سے غافل کرتی ہے اور اس دنیا کے جتنے کام ہین سب لہو و لعب ہین کیونکہ دنیا کے نادان بچون کی طرح اُنسے کھیلتے اور اصل مقصود سے غافل ہوتے ہین آخر جب مرتے ہین تب کوئی نتیجہ نہین پاتے قتادہؒ نے بطور مثال کے فرمایا کہ لہو و لعب کھانا پینا ہے اور بعض نے کہا کہ لعب ہر ایسی چیز ہے جو دنیا مین رغبت دلاوے اور لہو ہر ایسی چیز ہے جو آخرت سے غافل کرے قولہ وزینة یعنے آرایش ہے جیسے عورتین آرایش کرتی ہین چنانچہ کافرون و دنیاوی محبت والون کی ہمت اپنے بدن اور مکان وغیرہ کی آرایش مین مصروف رہتی ہے اور اسی مین تنافس کرتے ہین یعنے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ اُسکے پاس دوسرے سے نفیس چیز ہو اور اسی پر تفاخر کرتے ہین کہ مثلاً فلان شخص کو ایسی باتون سے فخر حاصل ہے لیکن غور کرو تو سوائے زبانی گفتگو کے کوئی نتیجہ حاصل نہین ہے اور اسی قسم سے مال اور اولاد کا تکاثر ہے یعنے اُسکی خواہش تمام عمر اسی مین مصروف رہتی ہے کہ اُسکے پاس نفیس مال بکثرت ہو اور اولاد بکثرت ہو حتی کہ یہ مثل ہو گئی کہ دودھون نہاؤ پوتون پھلو، حالانکہ یہ سب جانتے ہین کہ جس دن وہ مرا اُس دن یہی سب اولاد اُسکو ہاتھون ہاتھ پھینک آتے ہین اب کوئی بھی اُسکا ساتھ نہین دے سکتا بلکہ اکثر اوقات اُسکا مال کثیر ہی اُسکی جان کا دشمن ہوتا ہے کہ اُسکے لالچ سے یہ اولاد چاہتے ہین کہ جلد مر جاوے بلکہ بسا اوقات مار ڈالتے ہین اور بہانتک جلد اُسکی لاش کو گڈھے مین ڈالین وہی زیادہ مرغوب ہے لیکن اُسکی غفلت اور نادانی پر افسوس ہے کہ وہ اُسکو بھی اپنی غفلت سے فخر سمجھتا ہے اور اللہ تعالٰے نے اُن سب کا مجموعہ بیان فرمایا بقولہ تعالٰے زین للناس حب الشهوات من النساء الآیة جسکی تفسیر سورۂ آل عمران مین گذر چکی ہے بہ تقدیر اسکی کہ ان سب چیزون کو وہ اپنی غفلت سے اپنی جان کا دشمن نہین سمجھتا بلکہ بہتر جانتا ہے تو شہوات مین اُسکی آنکھون پر یہ قدر چربی چھا جاتی ہے کہ اُسکے زوال و فنا کو بھی نہین خیال کرتا یعنے اگر وہ غور کر کے دیکھتا تو اُسکو معلوم ہوتا کہ بعد چندے یہ سب فنا ہے [illegible] یہ سنگی اور اُسکی ذات بھی فنا ہے تو ایسی صورت مین اگر تمام دنیا وہ اپنی ملک سمجھے تو بیہودہ کوشش سے راحت حاصل ہو [illegible] اسکے پاس موجود ہے اُسمین سے اُسکے واسطے فقط اسیقدر ہے جو اُسنے کھایا پیا پہنا تو کچھ فرق نہین ہے کہ باقی اُسکے خزانہ مین ہے

Marfat.com

یا دنیا کے خزانہ مین ہے کیونکہ درحقیقت سب دنیا کے خزانے موجود ہین تو اُسکی سمجھ مین آجاتا کہ اسقدر جلد [illegible]
بہت جلد چھوڑنے والا ہے اللہ تعالے نے فرمایا انما مثل الحیوۃ الدنیا کما ءٍ انزلناہ من السماء الآیہ یعنے دنیاوی زندگی کی شکل [illegible]
[illegible] سے زمین کی نباتات اُگی اور بعد چند سے خشک گھاس کے ریزے ہوکر اُڑ گئی اور شک نہین کہ جو شخص دنیا مین غافل ہے [illegible]
[illegible] پاس ساٹھ برس کی عمر دکھلاتا ہے لیکن اگر وہ سمجھتا تو اس عمر کو آخرت کے مقابلہ مین ہیچ قیاس کرتا اسلیے کہ دنیا کی کل چیزون کا نیست ہونا [illegible]
تو یہان ہر چیز کے واسطے اُسکی نیستی کا وقت اندازہ کرنا چاہیئے مثلاً کھانا تیار ہوتا ہے تو وہ اُسی وقت فنا ہو جاتا ہے جیسے بچہ نے گھروندہ [illegible]
اُسی وقت بگاڑ دیا اسیطرح برساتی کیڑے تین مہینہ کے بعد مرجاتے ہین جانور چند روز جیتے ہین اور آدمیون سے بعضے جانور کی زندگی زیادہ [illegible]
لیکن یہ سب جاندارون کے متعلق ہے اور دنیا کے پہاڑ و زمین وغیرہ ایک مدت تک موجود رہینگے تاکہ قیامت تک جن چیزون کا پیدا کرنا
اللہ تعالے نے مقدر فرمایا ہے وہ سب پیدا ہوکر اسی زمین سے نفع اُٹھاوین یعنے اپنا سامان یہان سے لیجاوین پس آخرت کے مقابلے مین
یہ دنیاوی زندگی ایک حباب ہے چنانچہ یہان فرمایا۔ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا
جیسے نفع دینے والا بارش کا پانی کہ کافرون کو اُسکی نباتات نے خوشی مین ڈالا پھر وہ نباتات سوکھ گئی پس تو اُسکو زرد دیکھتا ہے پھر وہ
خشک تنکے ہو جاتی ہے ف یہی دنیاوی زندگی کی مثال ہے کہ قطرۂ منی سے بچہ پیدا ہوا جسکے اعضا اپنی تروتازگی سے برساتی گھاس کی طرح
لہلہاتے ہین یہانتک کہ وہ جوان ہوتا ہے پھر مرجھانے لگتا ہے آخر بوڑھا پھوس ہو جاتا ہے اور مرجاتا ہے پس اُسکی ساری دنیا فقط اسیقدر
تھی پھر دنیاوی لباس چھوڑکر آخرت مین جاتا ہے وہان قیامت تک برزخ کی مدت ہے اور بعد اُسکے بے انتہا جہنم یا جنت کی مدت ہے
لیکن کافر کے واسطے فقط دنیا ہی کی زندگی جنت تھی۔ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ۔ اور آخرت مین عذاب سخت ہے ف کیونکہ
برزخ کی مدت کے مقابلے مین اُسکی زندگی کچھ نہ تھی تو جہنم کی بے انتہا مدت کے مقابلے مین اُسکی زندگی حباب سے بھی بدتر ہوا اور وہ اگر دنیا مین
ایمان لایا اور اُس حبابسی زندگی کو لہو و لعب چھوڑکر نیکی مین لگا یا تو دنیا مین بھی اچھا رہا اور آخرت مین بے انتہا راحت ہے۔ وَّمَغْفِرَةٌ
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ۔ اور اللہ تعالے کی طرف سے مغفرت ہے اور رضوان ہے ف یعنے دنیا مین ایمان کے ساتھ جو کچھ اُس سے لغزش ہو گئی
اللہ تعالے اُسپر بخشش فرماتا ہے کہ وہ سب طرح کے عذاب سے چھوٹ جاتا ہے پھر اُسپر رضوان فرماتا ہے کہ اُسکی راحت اور عیش کا اندازہ کسی طرح
حقیر قیاس مین نہین آسکتا ہے اور یہ سب مرتبہ اسوجہ سے پایا کہ اُسنے دنیا کو دھوکے کی ٹٹی پہچانکر اُسپر دل نہین لگایا۔ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ
الْغُرُوْرِ۔ اور دنیا کی زندگی کچھ نہین ہے سوائے غرور کی متاع کے ف یعنے یہ چند روزہ تمتع و نفع ہے جسنے اس پر دل لگایا اُسنے دھوکا کھایا
کیونکہ اُسپر فریفتہ ہوکر ایسا مغرور ہو جاتا ہے کہ اپنے دل مین قطعی اعتقاد کر لیتا ہے کہ اسکے سوائے کوئی جہان نہین اور نہ کچھ انجام ہے حالانکہ جس
پاک عز و جل نے پیدا فرمایا اُسنے اپنے رسولون کو بھیجکر سب طرح سمجھایا پھر جسنے مانا اُسنے اپنا بھلا کیا اور جسنے نہ مانا اُسنے اپنا برا کیا حدیث ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مین ایک کوڑے بھر جگہ تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہے صحیحین وابن جریر وغیرہ
مترجم کہتا ہے کہ یہ عام لوگون کے واسطے حسن نصیحت ہے ورنہ اہل ایمان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان سے قطعی یقین ہو چکا کہ
واللہ جنت کے درخت کی ایک پتی تمام دنیا و مافیہا سے عالی ہے پس مبارک اُس بندے کو جسنے اپنے رب عز و جل سے الحاح کیا کہ اُسکو
اللہ تعالے نے اس دار غرور سے بچاکر دار جنت کے سامان کی توفیق دی اگرچہ جنت کے لیے فقط یہی کلمہ ہے کہ اپنے رب عز و جل کی [illegible]
بغیر شرک کے یقین کرے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مانے اگر دل مین یہ یقین سچا ہو تو وہ ضرور جنتی ہے لیکن [illegible]

Marfat.com

[illegible] بڑھکر ہے اور اسیطرح جہنم کے درکات مین ایک سے ایک بڑھ کر عذاب ہے اور جیسے اس کلمہ کا کہنے والا جنت سے لیجاتا [illegible] ہے اسیطرح اس کلمہ توحید کا منکر جہنم سے لیجاتا ہے صرف دم نکلنے کی دیر ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقین مانو کہ تمھاری جوتی کے تسمہ سے زیادہ جنت تم سے قریب ہے اور جہنم کا بھی یہی حال ہے (امام [illegible] امام احمد) لیکن کافر مغرور کو عقل سے کچھ نصیب نہین رہا لہذا اہل ایمان کو نصیحت فرمائی تا کفارہ گناہون اور حصول درجات کی سعی کرین [illegible] سَابِقُوٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ جلدی [illegible] کرو اپنے پروردگار کی مغفرت کی جانب اور جنت کی جانب جسکی چوڑائی جیسے آسمان وزمین کی چوڑائی ہے وہ ایسے بندون کے واسطے [illegible] کی گئی ہے جو اللہ تعالے و اُسکے رسولون پر یقین لائے ف اور جب کوئی بندہ سچا یقین لایا تو دنیا کے غرور مین نہین پھنسیگا اور دنیا کی محبت ہی [illegible] سب گناہون کی جڑ تھی چنانچہ حسن بصریؒ نے اسکو حدیث سے مرسل روایت کیا ہے (بیہقی) اور جب اُسنے دنیا سے دل اُٹھایا اور دل مین نور آیا تو سب نیکیون کو پسند کریگا اور سب دنیاوی لعب ولہو سے ناخوش ہوگا اور یہ سب اللہ تعالے کی رحمت ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ اور یہ سب اللہ تعالے کا فضل ہے جسکو دینا چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالے فضل عظیم والا ہے ف اُسی نے بندے کو پیدا کیا اور اُسی نے توفیق دی پس اُسی کے فضل سے بندے نے یہ درجات پائے اور جنت مین جو جو نعمتین دیکھیگا وہ قیاس وعقل سے باہر ہین پس چندروز دنیا مین ثابت قدم رہے

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

کوئی آفت نہین پڑی ملک مین نہ آپ تم مین جو نہین لکھی گئی ایک کتاب مین پہلے اس سے کہ پیدا کرین ہم اسکو دنیا مین بیشک یہ اللہ پر

يَسِيْرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۝ الَّذِيْنَ

آسان ہے تا تم غم نہ کھایا کرو اُسپر جو ہاتھ نہ آیا اور نہ ریجھا کرو اُسپر جو تمکو اُسنے دیا اور اللہ نہین چاہتا کسی اتراتے بڑائی ارنے کو وہ جو

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

آپ نہ دین اور سکھادین لوگون کو نہ دینا اور جو کوئی مُنھ موڑے تو اللہ آپ ہی ہے بے پروا سب خوبیون سراہا

پہلی آیات مین اللہ تعالے نے راہ الٰہی مین خرچ کرنے کے فضائل بیان فرمائے تھے اور ظاہر ہے کہ انسان میرا مال میرا مال کہا کرتا ہے لیکن حدیث مین فرمایا کہ اُسکا مال کیا ہے سوائے اسکے جو کھایا وہ فنا کیا اور پہنا وہ پھاڑ ڈالا اور جو راہ الٰہی مین دیا وہ ساتھ لیگیا (الصحیح) یعنے جو باقی چھوڑا وہ سب دوسرون کے واسطے ہے پھر اس مقام پر لوگون کو یہ وسوسۂ شیطانی پیش آتا ہے کہ اگر خرچ کرین تو مصیبت مین پڑین حالانکہ یہ خیال اُنھین لوگون کو پیدا ہوتا ہے جو اپنے پروردگار عزوجل کی شان نہین پہچانتے ہین کیونکہ مصیبت وغیرہ سب اللہ تعالے نے مقدر فرمائی ہے وہ کسی بندے کی ترکیب سے نہین رُک سکتی اور نہ اُسکی نیکی کرنے سے پیدا ہو سکتی ہے بلکہ نیکی سے بہتری کی اُمید ہے لہذا فرمایا۔ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا۔ نہین پہونچی کوئی مصیبت زمین مین اور نہ تمھارے نفوس مین مگر حال یہ کہ وہ کتاب مین لکھی ہے پہلے اس سے کہ ہم اُسکو پیدا فرمادین ف یعنے پہلے اس سے کہ تمھارے نفوس پیدا کرین یا خلقت پیدا کرین یا پہلے اس سے کہ یہ مصیبت پیدا کرین الحاصل معنے یہ ہوئے کہ جو کوئی مصیبت زمین مین پہونچتی ہے مانند قحط وزلزلہ وغیرہ کے یا آدمیون کے نفوس مین پہونچتی ہے مانند وبا عام و بیماری یا محتاجی وغیرہ کے پہلے ہی سے اللہ تعالے نے اپنے علم قدیم کے موافق لوح محفوظ مین لکھدی ہے پس معلوم ہوا کہ جو مصیبت پہونچے

والی ہے وہ ضرور پہونچے گی تو اس سے یہ بھی نکل آیا کہ اگر کسی شخص کی قسمت مین کسی وقت محتاجی کی تکلیف ہو تو ...
اور جسکے حق مین محتاجی کی تکلیف نہین ہے وہ اگر کل مال خرچ کرے تو بھی اسکو تکلیف نہو گی قولہ من قبل ان نبرأہا پہلے ...
شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ ضمیر بعض کے نزدیک نفوس کی جانب ہے یعنے پہلے اس سے کہ ہم نفوس کو پیدا فرماوین اور بعض نے کہا ...
ہے یعنے مصیبت کو دنیا مین پیدا کرنے سے پہلے ہمنے کتاب الٰہی مین اسکو مقدر کر دیا ہے بعض نے کہا کہ خلقت کی طرف ضمیر جاتی ...
کیونکہ کلام اسپر دلالت کرتا ہے اور ابن جریرؒ نے روایت کی کہ حسن بصریؒ سے ایک شخص نے اس آیت کو پوچھا تو آپ نے فرمایا سبحان اللہ ...
کسکو شک ہو گا کہ جو مصیبت آسمان وزمین مین آتی ہے وہ خلقت کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالے نے کتاب مین لکھدی ہے قتادہ نے کہا ...
زمین کی مصیبت سے مراد قحط ہے اور نفوس کی مصیبت سے مراد امراض وزخم ہین اور ہمکو یہ خبر پہونچی کہ جس شخص کو لکڑی کا کھونچ لگتا ہے یا
ٹھوکر لگتی ہے یا اسکی رگ تڑپتی ہے تو یہ سب کسی گناہ کا عوض ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالے بہت گناہونکو بغیر ایسے کفارہ کے عفو فرماتا ہے (ع) مترجم
کہتا ہے کہ قولہ تعالے ما اصاب من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر الآیہ ۔ کی تفسیر مین توضیح گزر چکی ہے اور یاد رکھو کہ یہ بات فقط مسلمانون کے
ساتھ خاص ہے تاکہ ایسی مصیبتون سے انکے گناہون کا کفارہ ہوجاوے اور کافرون ومنافقون کے گناہ سب جمع رہتے ہین تاکہ مرتے ہی عذاب
شدید مین پڑین ہان کافر بعضے ظلم سے البتہ برباد کر دیے جاتے ہین واللہ تعالے اعلم امام ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ صریح دلیل قطعی ہے کہ جو کچھ دنیا مین
واقع ہوتا ہے سب اللہ تعالے کی تقدیر ہے یعنے اللہ تعالے نے مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے اپنے علم کمال سے خوب جانا کہ وہ فلان وقت کیا مصیبت
پیدا کریگا اور کیا نیکی پیدا کریگا اور ہر فرد مخلوق کی نسبت اسکا علم محیط تھا کہ یہ اپنی زندگی کے اوقات مین کیا کیا نیکیان وبدیان کریگا پس اسیکا نام
تقدیر ہے اور جو کچھ اللہ تعالے نے جانا وہ قطعی صحیح ہے اور اسکے خلاف کچھ نہین ہوسکتا ہے اور حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مین
آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالے نے آسمانون وزمینون کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے خلائق کے مقادیر مقدر
فرمائے (امام احمد ومسلم والترمذی) اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۔ یہ تقدیر اللہ تعالے پر بہت
آسان ہے تمکو اسواسطے آگاہ کر دیا تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے اسپر افسوس نہ کرو اور جو چیز تم کو عطا کی نہ اتراؤ ۔ ف جن بندون کو ایمان صادق
عطا ہوا ہے انکے دل اس آیت کے موافق نہایت مطمئن رہتے ہین اور شیطانی وسوسہ سے مضطرب نہین ہوتے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ اے اولاد آدم تجھے کیا ہوا کہ جو چیز گم ہوتی ہے اسپر افسوس کرتا ہے حالانکہ فوت تجھے واپس نہ دیگی اور تجھے کیا ہوا کہ جو تیرے ہاتھ مین ہے اسپر
اتراتا ہے حالانکہ موت تیرے ہاتھ مین نہ چھوڑیگی شیخ ابن کثیرؒ نے لکھا کہ اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا کہ جو مصیبت یا مال ودولت تمکو پہونچی وہ کسیطرح
رک نہین سکتی تھی اور جو نیکی وبھلائی ومصیبت تمکو نہین پہونچنے والی ہے وہ کسیطرح نہین پہونچ سکتی مترجم کہتا ہے کہ اس سے حماقت ظاہر ہوگی کہ جو
چیز انسان کے پاس موجود ہے یا ملے وہ ضرور اسکو ملنے والی تھی تو اسکو کسی بات پر اپنی تعریف یا فخر کرنا جہالت ہے اگر کہا جاوے کہ آدمی کا قاعدہ ہے
کہ جو مرغوب چیز اسکے ہاتھ سے جاتی رہتی ہے خواہ مال ہو یا اولاد ہو اسپر اسکو حزن وتاسف ہوتا ہے اور جو اچھی چیز ملتی ہے اسپر فرحت ہوتی ہے حتی کہ
مومن کی پہچان ہے کہ اگر بدی کرتا ہے تو آخر غمناک ونادم ہوتا ہے اور اگر نیکی کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور حدیث مین بھی فرمایا کہ جب تیری برائی تجھکو غمگین کر
دے اور تیری بھلائی تجھے خوش کرے تو تو مومن ہے پھر آیت مین کیا مطلب ہے جواب یہ کہ آدمی کو جو حزن وغم ہوتا ہے وہ صبر ... اور جو
جو خوشی ہوتی ہے وہ شکر ہونا چاہیئے پس آیت قدسی مین منع یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت پہونچی تو جزع وفزع کرکے کبھی یہ سوچنے لگا کہ اگر ایسا کرتا تو
یہ نہوتا یا فلان دوائی دیتا تو وہ نہ مرتا پس یہ ممنوع وحرام ہے اسیطرح کسی چیز کی فرحت سے اترانا اور بجائے شکر کے غافل ہونا حرام ...

Marfat.com

بیشک اللہ تعالے نہین دوست رکھتا ہر مختال فخور کو ف مختال وہ ہے جو اپنے آپکو دیکھکر مال و دولت ونیکیون وغیرہ اسے اپنی ذات پر فخر کرکے لوگون کی تحقیر کرے ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ اسمین نصیحت ہے کہ تم مال و دولت وغیرہ سے لوگون پر فخر مت کرو یہ اللہ عزوجل نے تمکو عطا فرمائی یہ تمھاری کوشش ولیاقت کا نتیجہ نہین ہے بلکہ اللہ تعالے کی تقدیر ہے کہ یہ دولت تمھارے حق مین مقدر تھی پس وہ خواہ مخواہ تمکو پہونچی تو اُسکی وجہ سے مت اتراؤ اور اپنے نفس مین تکبر مت کرو اور دوسرون پر فخر مت کرو عکرمہؒ نے کہا کہ سب ایسے ہی ہین کہ انکو بھلائی سے فرحت ہوتی ہے اور بُرائی سے حزن وتاسف ہوتا ہے ولیکن اے ایمان والو تم فرحت کو شکر بناؤ اور حزن کو صبر بناؤ کیونکہ اللہ تعالے مختال فخور کو پسند نہین کرتا یعنے انکو عذاب کریگا۔ ﴿الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ مختال فخور کی مذمت ہے کہ وہ خود بخل کرتے ہین اور لوگون کو بخل سکھلاتے ہین ف یہ یہودیون کی خصلت تھی چنانچہ جب انصار رضی اللہ عنہم اپنا اموال کو مہاجرین رضی اللہ عنہم پر خرچ کرتے اور راہ الٰہی وجہاد مین صرف کرتے تو یہودیون کے احبار خبیث در پردہ انکو بہکاتے کہ دیکھو تم لوگ اپنے سب مال اس طرح خرچ کیے ڈالتے ہو اگر اس شخص کا معاملہ جسکو تمنے پیغمبر مانا ہے پورا نہوا تو تم فقیر ہو جاؤگے اور عرب کے قبائل تمکو پیرون کے نیچے رونڈ ڈالینگے انصار رضی اللہ عنہم مین سے جو اہل ایمان تھے انھون نے ان خبیثون کو جھڑک دیا کہ تم لوگ کمبخت بے ایمان ہو پہلے تو تم لوگ اپنی کتابین کھول کے ہمکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بالکل یہی فضائل سناتے تھے جو آپکی ذات مبارک اور آپکی اُمت مین موجود ہین اور کہتے تھے کہ عنقریب ہم لوگ جان و مال سے اُنکی مدد کرینگے اور اب تم کو شیطان نے اپنا چیلا بنایا ہے اور تم ہمکو بہکاتے ہو لاچار ہوکر ان لوگون نے انصار رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا اور کہا کہ اچھا تم پر غصہ نہو ہم نے تو تمھارے بھلے کی بات کہی تھی پھر انھون نے منافقون کو بہکانا شروع کیا آخر چند روز مین منافقین مع ان خبیثون کے خوار ہوے۔ ﴿وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾۔ اور جو پیٹھ پھیرے تو اللہ تعالے غنی حمید ہے ف یعنے جسنے اللہ تعالے کا دین حق نہ مانا تو وہ خود خوار ہوگا اور اللہ تعالے کو کچھ پروا نہین ہے کیونکہ اُسنے رسول اللہ ومومنین کے واسطے نصرت رکھی ہے تو وہ ضرور واقع ہوگی لیکن جسکے حق مین سعادت مقدر ہے وہ اپنا مال قربان کرکے درجات پاویگا اور جسکے حق مین شقاوت لکھی ہے وہ بخل کرکے خوار ہوگا اور دین حق سے مُنھ موڑیگا ف قولہ ما اصاب من مصیبۃ الآیہ یعنے جو حوادث کہ بدن مین یا اُسکے اندرونی قوتون مین یا جسم سے باہر پیدا ہوتے ہین وہ سب لوح محفوظ مین مقدر ہین اور اللہ تعالے نے سواسطے اس معرفت کو بیان فرمایا تاکہ تمکو علم الیقینی حاصل ہوجاے کہ جو چیز تمکو ملی اُسمین تمھاری کمائی وحفاظت وہوشیاری وحراست کو کچھ دخل نہ تھا اور جو چیز کہ تمکو نہین ملی یا جاتی رہی اُسمین تمھاری کمزوری وغفلت وبے سامانی وغیرہ کو کچھ دخل نہ تھا بلکہ یہ سب اللہ تعالے کی طرف سے مقدر ہے تو کسی بھلائی کے جاتے رہنے سے جزع وفزع مت کرو اور کسی بھلائی کے حاصل ہونے سے مت اتراؤ جیسے مصیبت سے بھی جزع وفزع باطل ہے مترجم کہتا ہے کہ اگر وہم ہو کہ پھر کمائی وکوشش کرنا بیکار ہوا جواب یہ کہ آیت مین تمکو فقط یہ بتلایا گیا کہ جو کچھ نتیجہ نکلا ہے وہ مقدر تھا یعنے مثلاً کوئی بیمار مرگیا تو یہ جان لو کہ اسکی موت اسی وقت مقدر تھی اور یہ اسوجہ سے نہین ہوا کہ تمنے حفاظت و پرہیز وغیرہ مین کوئی کوتاہی کی تھی اسیطرح اگر تجارت مین نقصان ہوا تو اسوجہ سے نہ تھا کہ فلان شخص نے تمکو دھوکا دیا یا تم نے بے ڈھنگ کام کیا کیونکہ یہ نتیجہ ضرور پیدا ہونے والا تھا لیکن اس سے لازم نہین کہ تم پتھر کی طرح مجبور ہو جاؤ بلکہ دین کی حفاظت کے ساتھ عمل کرو حتی کہ اگر کسی طبیب نے تمھارے مریض کو زہر دیا ہو یا وہ لابابت بیباک تھا تو وہ اپنے گناہ مین ماخوذ ہوگا لیکن تم یہ مت سمجھو کہ اگر ہم اس طبیب کو چھوڑ کر دوسرے کا علاج کرتے تو یہ مریض نہ مرتا بلکہ تم یقینی جان لو کہ اسکی موت اسی ساعت مقدر تھی اسیطرح اگر تجارت مین تمکو کسی شخص نے دھوکا دیا تو بیشک وہ اس دھوکے وفریب کا گنہگار ہے لیکن یہ خسارہ بھی مقدر تھا اور اس بیان سے ظاہر ہوا کہ بہت لوگ اس مقام کو نہین سمجھتے ہین اور اپنے کامون کو تقدیر سے ملاتے ہین

مثلاً بعضے کہتے ہین کہ پھر ہمکو زکری کرنا کچھ ضرور نہین ہے کیونکہ مقدر تو بدون اسکے ملیگا مترجم کہتا ہے کہ یہ سچ ہے لیکن
اسکو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ مجکو مہینہ بھر کے بعد پچاس روپیہ ملیگا بلکہ جو کچھ مقدر ہے وہ لیگا تو بیکار بیٹھنے کی صورت مین جو کچھ
تھا حتیٰ کہ اگر وہ محنت و کوشش کرتا تب بھی یہی ملتا اور بیکار بیٹھنا یا مشقت کرنا ہر ایک مقدر ہے اور حدیث مین ہے کل میسر لما خلق
واسطے پیدا کیا گیا ہے وہی اسکو میسر آویگا فافہم واتقم قولہ کل مختال فخور مختال وہ ہے جو خوشی مین اترایا ہوا اکڑے اور فخور جو
ذات سے فخر کرے اور یہ صورت اسوجہ سے ہوتی ہے کہ وہ اعلیٰ واشرف سے دور ہو جاتا ہے اسوجہ سے کہ اسمین دنیا کی محبت
جانب کھنچتا ہے اور نور سے اسکا منھ پھر جاتا ہے اور تاریکی کی جانب اندھا ہو جاتا ہے اسوجہ سے وہ زمین کی چیزون کو چاہتا ہے
اس مین رسوخ ہو جاتا ہے کہ دوسرون کو بھی جب دیکھتا ہے کہ وہ زمین کی چیزون مین سے کسی چیز کو بغیر عوض دوسری چیز کے
دل کو دکھ پہونچتا ہے اور یہ اسکو بھی منع کرتا ہے نعوذ باللہ من البخل والرذائل

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا

ہمنے بھیجے ہین اپنے رسول نشانیان دے کر اور اُتاری اُنکے ساتھ کتاب اور ترازو کہ لوگ سیدھے رہین انصاف پر اور ہمنے اتارا

الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ

لوہا اُسمین سخت لڑائی ہے اور لوگون کے کام چلتے ہین اور تا معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اسکی اور اُسکے رسولون کی بن دیکھے بے شک اللہ

قَوِيٌّ عَزِيْزٌ

زورآور ہے زبردست

اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ جاہل خود اپنی نادانی سے تاریکی مین گھسا جاتا ہے اور نور کی طرف بلانے والے کی جانب اُرخ ہی نہین کرتا اور کہتا ہے
تمھاری بات ہماری سمجھ مین نہین آتی بلکہ دوسرون کو بھی بہکاتا ہے اور ابتدا مین سب ہی میدان کفر مین ہین اور فطرت برباد کر چکے ہین پس حسن تدبیر
یہ ہے کہ ایسے بدکار شریرون کی سرکشی و تکبر و فخر کو روک دیا جاوے تاکہ وہ جہان کو عذاب خواری مین نہ ڈالے لہذا اللہ تعالیٰ نے بعض انبیا علیہم السلام
کو جہاد کی اجازت دی اور بعض علمائے نے کہا کہ یہ حکم اُن انبیا کو ہوا جنکی اُمت اعتدال مین تھی خواہ اس وجہ سے جیسے فرعون کے ساتھ بنو اسرائیل
عذاب خواری مین تھے تو جہاد سے دوسرون پر جبر و زیادتی نہ کرتے کیونکہ انکو تجربہ ہو چکا تھا کہ تکلیف و مصیبت ایسی ہوتی ہے برخلاف شخصی حکومتون کے
جو محل شاہی و ناز کے پلنگ سے اٹھکر تخت سلطنت پر بیٹھا وہ نہین جانتا کہ کام مین کیا کیا مشکلات پڑتی ہین تو ذرا ذرا سی خطا پر لوگون کو قتل و برباد کرنے
لگتا ہے بہرحال بنی اسرائیل اول مین مجرب تھے تو انکو جہاد کی اجازت تھی اور انکے باپ دادون کی سابق خواری کا نقشہ کتاب مجید مین نازل ہوا اور
فرعون کی سرکشی و جباری کی بدشرارت پیش نظر تھی پس شریعت توریت مین جہاد کی اجازت تھی یا ایسی اُمت کو اجازت ہوئی جو شریعت کے کمالات
نورانیہ سے مہذب و کمال اعتدال پر تھے اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم اُمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہین اسی وجہسے جب شریعت پر عمل چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے
انکی رغبت جہاد مین موقوف کر دی حالانکہ باہم بادشاہ ایک دوسرے پر ظلم و تعدی کرتے رہے اعوذ باللہ من ذلک بالجملہ جہاد ایک تفصیل اعتدال جہاد
تاکہ جو لوگ فطرت برباد کرکے شرارت کرتے تھے وہ مغلوب کیے جاوین لیکن جب ہی انھون نے صلح کی تو اپنے اپنے گھرون مین مال و دولت کے ساتھ
آرام سے بسائے گئے سوائے قلیل جزو کے کچھ نہین لیا گیا اسلیے کہ انھون نے اسی مال دنیا کو اختیار کیا تھا تو اُنپر ظلم نہ ہوا کہ مال بھی لیا جاوے
نہ اور حاصلات ملک سے بھی بہت قلیل لیا جاتا تھا اور جن لوگون نے اُنپر جہاد و غلبہ پایا وہ آخرت کے مدعی تھے تو انکی بھائی الدین

Marfat.com

[illegible] حاصلات زیادہ نہ لین بلکہ آخرت کے واسطے عبادت کرین برخلاف بادشاہون کے جو ایک دوسرے پر
[illegible] و فسادی ہوس کے لیئے کرتے ہین اور مفتوحہ ملکون کے لوگ بکثرت ہلاک و فقیر و برباد کیے جاتے ہین اور انکی حاصلات
[illegible] جب یہ مقدمہ بیان ہوا تو آیات کی تفسیر مین غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ۔
[illegible] بینات کے ساتھ بھیجا ف یعنے معجزات ظاہرہ باہرہ کے ساتھ بھیجا رسول سے مقصود ہدایت ہے اور یہ ہدایت اُسوقت حاصل
[illegible] لوگ انکو امین اور ماننا اس امر پر موقوف ہے کہ اُسکو سچا مانین لیکن پہچاننے والے دو قسم کے ہوتے ہین ایک وہ کہ جو فقط حواس کی راہ سے
[illegible] واسطے معجزات کی ضرورت ہے اسیواسطے فرمایا کہ ہمنے انکو معجزات کے ساتھ بھیجا ہے اگرچہ بعضے لوگ ایسے بھی ہوتے ہین جو معرفت
[illegible] پہچان لیتے ہین کہ ایسا نیک و خالص خیر خواہ اور نیکیون کا طریقہ جاننے والا ضرور اللہ تعالے کی طرف سے تعلیم یافتہ ہے کیونکہ انسان سے
[illegible] انسانیت و معرفت غیر ممکن ہے جو آجتک نہ دیکھی گئی اور نہ قیامت تک دیکھی جاسکتی ہے لیکن ایسے لوگ بہت قلیل ہوتے ہین لہذا عام
[illegible] کو معجزات عطا فرمائے اور اس سے معلوم ہو گیا کہ معجزہ سے یہ فائدہ ہے کہ رسول کا رسول ہونا پہچان لیا جاوے لہذا اگر کوئی شخص رسول
[illegible] معجزہ دیکھ لے پھر بھی وہ معجزات مانگے تو وہ سرکش گمراہ ہے اور اُسکا علاج آگے آتا ہے پھر جب لوگون نے معجزہ دیکھا تو اُسکو نبی پہچان لیا
[illegible] کہ معجزہ کیا چیز ہے تو جواب یہ ہے کہ اللہ تعالے نے دنیا مین ہر ایک چیز کو ایک ماہیت پر پیدا کیا ہے اور اُس ماہیت کا بدل دینا کسی شخص کی
[illegible] مین نہین ہے پس اُس چیز کو بدل دینا معجزہ ہے مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے نہین جلایا اور موسیٰ کا عصا اژدہا ہو گیا اور صالح علیہ السلام
[illegible] اونٹنی پہاڑ سے پیدا ہوئی اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی انگشت شہادت سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو یہ سب معجزات ہین بلکہ چاند کا دو ٹکڑے ہونا سب
[illegible] ہے کیونکہ یہ عالم آسمانی مین تصرف ہے اور دیگر معجزات فقط ادیات زمینی مین تصرفات تھے لیکن یہ شرط ہے کہ جس ماہیت کا تبدیل ہونا تمنے دیکھا
[illegible] حقیقت مین تبدیل ہو گئی ہو یعنے فقط نظر بندی نہو اور یہ بھی شرط ہے کہ وہ شخص نیک و صالح اور اللہ تعالے کی طرف سے نبوت کا دعوی کرتا ہو
[illegible] اللہ تعالے نے یہ نشان رکھی ہے کہ اگر کوئی شخص نبوت کے نام سے کوئی نظر بندی یا ڈھکوسلا دکھلانا چاہے تو وہ ہرگز پورا نہین ہوتا ہے جیسے مسیلمہ
[illegible] نبوت کا دعوی کیا تو اُسکے لوگون نے کہا کہ قریش مین جو پیغمبر پیدا ہوے تھے وہ اپنے معجزات سے بے انتہا فائدہ بندون کو پہونچاتے تھے آپ بھی
[illegible] پس اس خبیث نے بھی یہی جرات کی ولیکن جو قصد کرتا تھا اُسکا اُلٹا واقع ہوتا تھا چنانچہ ایک بچہ کے سر پر بال نتھے اُسکی ماں نے وہ بچہ
[illegible] کیا اور اُس خبیث نے اُسکے سر پر ہاتھ پھیرا تو باقی بال بھی گر گئے اور گنج پیدا ہو گیا اسیطرح ایک کی آنکھین جاتی رہین اور ایک کنوین کا پانی کھاری
[illegible] لیکن اسپر بھی اسکی قوم کے جاہل اُسکے معتقد ہوے کیونکہ اُسکے ہاتھ رکھنے سے فوراً یہ بدصورت پیدا ہو گئی تو شیطان نے اُنکو وسوسہ دلایا کہ یہ شخص
[illegible] لیکن خدا اس بچہ کے ساتھ اسوجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی کہ اُسکی ماں کو دل مین اس مغیبر سے اعتقاد نہ تھا و علی ہذا القیاس ہر موقع پر اسی قسم کے
[illegible] پیدا ہوے اور بعضے لوگ فقط نظر بندی کے طور پر شعبدے دکھلاتے ہین جنکی کچھ اصلیت نہین ہوتی ہے بلکہ فقط نظر مین معلوم ہوتا
[illegible] حقیقت مین آگ مین کودتے ہین لیکن یہ ماہیت کی تبدیلی نہین ہے اور اسیطرح کرامات اولیا مین بھی اسی تفصیل کا خیال رکھنا
[illegible] امر پر صادر ہوئی ہو وہ اپنے آپکو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اُمتی کہے اور ظاہر مین اُسکی شریعت و سنت پر قائم ہو کیونکہ ولی کے
[illegible] اس جہت سے ہوئی کہ وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا سچا اُمتی تھا تو یہ کرامت درحقیقت اُسکی صدق نبوت کا معجزہ ہے
[illegible] کہ وہ خدائی کے دعوی مین ایسے افعال کا تماشا دکھلاویگا اگرچہ نبوت کے دعوی مین اس سے کچھ نہو سکیگا الحاصل
[illegible] معجزات عطا فرمائے تاکہ اُنکے دعوی کی تصدیق ہو پھر انکو احکام الٰہی جاری کرنے مین کتاب اور عدل کی

ضرورت تھی لہذا فرمایا۔ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔ اور ہمنے انکے ساتھ [illegible]
تاکہ لوگ عدل پر قائم ہون ف میزان سے مراد عدل ہے یہ قول مجاہد وقتادہ وغیرہما سے منقول ہے شیخ ابن کثیر نے [illegible]
[illegible] عمل صحیح والے لوگ پہچانتے ہین پس کتاب مین ایک صدق ہے یعنے اعتقاد حق ہے اور دوم عدل ہے یعنے احکام شریعت [illegible]
[illegible] ہین لہذا اللہ تعالے نے فرمایا وتمت کلمۃ ربک صدقا وعدلا۔ یعنے تیرے رب کا کلمہ صدق اور عدل دونون طرح سے پورا ہوا
کہتا ہے کہ آیۃ مین اشارہ ہے کہ رسول پر فقط وحی الٰہی پہونچا دینا واجب ہے اور اُسکے بعد اُمتی لوگون پر فرض ہے کہ اعتقاد وعمل مین خود [illegible]
قائم ہون اسیواسطے یہ نہین فرمایا کہ ہم نے کتاب عدل کو پیغمبرون کے ساتھ نازل کیا تاکہ وہ لوگون کو عدل پر قائم کرے بلکہ یہی فرمایا کہ لوگ خود
عدل پر قائم ہون اور یہ بات ظاہر ہے اسواسطے کہ کسی شخص کو عدل پر قائم کرنا کسی آدمی سے غیر ممکن ہے کیونکہ جب وہ اعتقاد دلی سے ٹھیک حق
ہو اور ظاہری اعمال سے بھی ٹھیک ہو تب پوری تقویم ہو سکتی ہے ولیکن دلی اعتقاد کو ٹھیک کرنا کسی شخص کے اختیار مین نہین ہے اسیواسطے
رسول کا فقط یہی کام ہے کہ کھلی ہوئی وحی صاف صاف پہونچا دے اور اُسمین سے کچھ بھی نہ چھپاوے لیکن کبھی یہان دوسری ضرورت پیش آتی
وہ اسطرح ہے کہ بعضے لوگ رسول کی کتاب وشریعت کے موافق عمل کرنا چاہتے ہین مگر اُس ملک مین بہت لوگ ایسے ہوتے ہین جو دنیا کی محبت اور
اُسکی بدکاریون مین پڑکر سیاہ دل ایسے ہوگیے کہ شریعت حق کو قبول نہین کرتے بلکہ جو کوئی اس شریعت پر عمل کرنا چاہے اُسکو بھی مارتے ہین لہذا
جہاد کی ضرورت ہے اور جہاد بذریعہ ہتھیارون کے ہوتا ہے لہذا فرمایا۔ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَأْسٌ شَدِيْدٌ۔ اور ہمنے لوہا اتارا اُسمین
سخت ڈر ہے ف یعنے اُسکے ہتھیارون سے قتال کرنے مین سوائے دلیر لوگون کے کوئی نہین ٹھہرتا۔ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ۔ اور لوگون کے
واسطے منافع ہین ف کہ لوہے کے ذریعہ سے تجارتی آلات واوزار بناتے ہین اور انسے طرح طرح کے کام لیتے ہین اگر کہا جاوے کہ لوہا اُتارنے کے
کیا معنے ہین (جواب) دیا گیا کہ جیسے میزان اُتارنا اور جیسے انزل لکم کے تحت مین فرمایا من الانعام ثمانیۃ ازواج یعنے تمھارے واسطے چارپاؤن کے
آٹھ جوڑے اُتارے بعض نے اعتراض کیا کہ انعام کے جوڑے اسطرح اُتارے کہ انکی روحین نازل کرکے انکو زمین سے پیدا کیا اور یہ بات
میزان وحدید مین ممکن نہین ہے لہذا ابن زیدؒ نے کہا کہ میزان سے یہ مراد ہے کہ جبریل علیہ السلام ایک ترازو لائے اور نوح علیہ السلام کو دیکر حکم پہونچایا
کہ یہ اس اُمت والون کو عطا کیجئے کہ اسی پر معاملات کرین مترجم کہتا ہے کہ یہ روایت کسی قوی اسناد سے ثابت نہین ہوئی اور شاید یہودیون کے
اقوال مین سے ہو کیونکہ ترازو کوئی ایسی عقلمندی کی چیزون مین سے نہین ہے جسکے لیے اتنا اہتمام ہو واللہ تعالے اعلم اور اہل الحق کے نزدیک
ان اُمور مین کچھ بھی تردد نہین ہوتا اسواسطے کہ انھون نے صریح عقل قدسی سے یہ بات پہچان لی ہے کہ افعال سب اللہ تعالے کی مخلوقات ہین پس
جب وہ کسی صنعت وحرفت کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی انسانی جبلت مین اسکی صورت وترکیب پیدا فرماتا ہے پس وہ اسطرح سے ظاہر ہوتی
ہے کہ وہ زیادہ تر یہ دنیاوی آدمیون کے لیے ہے کیونکہ ان سے اسی دنیا کی آرایش مقصود ہے اور یہ علم نبوت مین سے نہین ہے پس حاصل یہ ہوا
کہ ہمنے لوہا پیدا کیا جیسے میزان پیدا کی اور فرق یہ کہ میزان کا پیدا کرنا انسان کے جسم سے ہے اور لوہے کا پیدا کرنا زمین کے جسم سے ہے لیکن لوہے
سے ہتھیارون کا پیدا کرنا انسانی جسم سے ہے لہذا اللہ تعالے نے اہل اسلام کو قرآن مجید مین سامان جہاد کے لیے تاکید فرمائی بقولہ تعالے واعدوا لہم
ما استطعتم الآیہ یعنے جہانتک ہو سکے انکے لیے سامان جمع کرو۔ پس اہل اسلام پر ہر زمانہ مین فرض تھا کہ سامان حرب کی ایجاد مین کوشش کرتے
مگر وہ لوگ دنیا پر مطمئن ہوگیے جیسے احادیث بشمار مین وارد ہوا ہے کہ آخر اس امت والے دنیا پر فریفتہ ہو کر باہم فساد کرینگے اور اللہ تعالے کی نصرت
اُٹھ جاوینگی اور دشمن غالب ہوگا اور یہ لوگ ذلیل ہونگے حدیث مین ہے کہ اس اُمت کے مفسد جہاد چھوڑکر دنیا کی زمین جوتنے لگینگے [illegible]

Marfat.com

[illegible] اسوقت دشمن غالب ہوگا اور ذلیل ہو جاوینگے اور تواریخ سے ثبوت ہوتا ہے کہ اول یہ حالت اہل چین مین پیدا
ہوا [illegible] کے ساتھ برباد ہوئے ہان آپ نے اپنی اُمت مین سے ایک گروہ کو قیامت تک غالب فرمایا ہے وللہ الحمد والمنہ
[illegible] ثابت ہوئی کہ جہاد فقط ایک ایسی چیز ہے جو ضرورت کے وقت فرض ہوتی ہے اور یہی ہدایہ وغیرہ فقہ واصول مین مصرح
ہے کہ جو ایمان لایا وہ آخرت کو گھر سمجھا اور دنیا کو مسافر خانہ تاکہ یہان سے نیک اعمال کما کر ذخیرہ لے جاوے پس جب تک وہ
[illegible] کو بخوبی ادا کرتے ہین انکو جہاد کی ضرورت نہین ہے جیسے اس زمانہ مین ہندوستان مین جو شخص دل سے ایمان آخرت پر صادق
[illegible] چاہے نیک اعمال کو ذخیرہ جمع کر کے لے جاوے اور اسیواسطے ابتدا مین جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مین مبعوث ہوئے
[illegible] حکم دیا کہ جو چاہو کرو پس آپ برابر ہدایت فرماتے رہے اور جہاد کا حکم نہین آیا حالانکہ آپ ہدایت کرتے اور قریش کے جاہل کفار
[illegible] کہتے کہ یہ شخص ساحر ہے اور دین قدیم باپ دادون سے مخالف ہے باوجود اسکے جہاد کا حکم نہ تھا لیکن جو ایمان لایا وہ مستقیم ہوگیا اور رفتہ
[illegible] جماعت نے ترقی کی پس قریش کے شریرون نے مومنون کو مارنا و گالیان دینا و طرح طرح ایذا دینا شروع کیا تب تیرہ سال پر ہجرت کا حکم ہوا
[illegible] مدینہ مین جہاد کا حکم نازل ہوا تاکہ شریرون کے فتنہ سے اہل توحید بچائے جاوین اور جب کسی قوم اسلام پر کافرون کا نرغہ ہو تو پڑوس کے
مسلمانون پر مدد واجب ہے اگر کافی نہون تو بعد والون پر حتی کہ تمام جہان کے مسلمانون پر مشرق سے مغرب تک جہاد فرض ہو جاتا ہے شیخ
ابن کثیرؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے انزلنا الحدید فیہ باس شدید۔ یعنے ہمنے حدید کو دفع کرنیوالا بنا دیا ہے کہ جو شخص حجت الٰہی و قرآن ہدایت سننے کے بعد
عناد کرے اور برسر فساد ہو اُسپر ہتھیار اُٹھاؤ تاکہ فساد دور ہو اور بندگان الٰہی اپنے رب تعالے کی توحید کرین اسیواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بعد نبوت کے تیرہ برس مکہ مین رہے اور آپ پر قرآن مجید کی وہ سورتین نازل ہوتی رہین جنمے توحید الٰہی کی دلیل حق ظاہر تھی اور مشرکون کا
بطلان قائم تھا پھر جب شرع الٰہی سے مخالفت و عناد کرنے والے کسی طرح سیدھے نہوئے اور انھون نے اصحاب کو ایذائین دین تو اُن پر
حجت قائم کرنے کے بعد اللہ تعالے نے قلیل مسلمانون کو جہاد کا حکم دیا اور نصرت کا وعدہ دیا امام احمدؒ نے مسند مین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین قیامت کے ہاتھون کے سامنے تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہون تاکہ اللہ تعالے وحدہ
لاشریک کی عبادت کیجاوے اور میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے کیا گیا ہے اور جو کوئی میرے حکم سے مخالفت کرے اُسپر ذلت و خواری ڈالی گئی ہے
اور جس شخص نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت کی وہ انھین مین سے ہے (رواہ ابوداؤد واسنادہ حسن) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ جہاد کے ساتھ
بھیجے گئے اور اُس سے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالے وحدہ لاشریک کی عبادت مین خلل نہو لیکن خاصکر عرب کے واسطے فقط یہ حکم تھا کہ ان لوگون سے
سوائے اسلام کے کچھ قبول نہ کیا جائیگا اور ماسوائے عرب کے جو کفار مطیع ہون اور اُنکا فساد دفع ہو تو اُنسے جزیہ قبول ہے اور وہ اپنے دین پر
ہین لیکن یہ حکم اُسوقت تک ہے کہ عیسٰی علیہ السلام اُتارے جاوین پھر اُسوقت یہ حکم ہوگا کہ سوائے اسلام کے کسی سے جزیہ قبول نہوگا اور اس حدیث
سے ثابت ہوا کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت کرے وہ انھین مین داخل ہے اور یہ مشابہت دو طرح ہے ایک یہ کہ کسی کافر قوم کی خاص وضع و
لباس مین مشابہت ہو یعنے اگر اس لباس سے کوئی اجنبی اُسکو دیکھے تو یہ جانے کہ یہ فلان قوم کفار مین سے ہے یا اُسکو شبہہ ہو پس ظاہر شریعت
مین حرام کبیرہ گناہ ہے اور باطن مین یہ بھی دلیل پائی جاتی ہے کہ اُسکا قلب ٹیڑھا ہو کر اس قوم کے رخ پر ہو گیا ہے اور یہ کفر ہے نعوذ باللہ من ذلک
[illegible] مشابہت کی یہ ہے کہ کسی ایسی بات کو اختیار کرے جو کافر قوم مین پائی جاتی ہے اگرچہ وہ اس قوم کی خاص علامت نہین ہے
[illegible] زمانے مین ہندوستان مین بوٹ جوتا پہننا ہے اور کچھ شک نہین کہ یہ بھی مکروہ ہے اگرچہ مسلمانان ترک پہنتے ہین لیکن انکا وجود یہان

Marfat.com

ظاہر نہیں ہے پس اگر اس جوتہ کو فقط پسندیدگی سے پہنے تو کراہت ہے اور اگر پسندیدگی نہو بلکہ کچھ ٹوکنے وغیرہ [illegible]
تو شاید مضائقہ نہو واللہ تعالیٰ اعلم قولہ تعالیٰ فیہ باس شدید ابن کثیرؒ نے لکھا کہ یعنے اس سے تلواریں اور اسلحہ [illegible]
جاتی ہیں قولہ منافع للناس یعنے لوگ اپنے معاش کے سامان حاصل کرنے کے لئے لوہے کے اوزار سے مدد لیتے ہیں [illegible]
[illegible] اور ہل اور دستپناہ وغیرہ وہ اوزار جنسے کھیتی کرتے ہیں اور کپڑا بننے اور روٹی پکانے وغیرہ حرفہ و تجارات میں مدد لیتے ہیں [illegible]
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ تین چیزیں حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نازل ہوئی تھیں ہتھوڑا اور سنسی اور [illegible]
ابن ابی حاتم [illegible] مترجم کہتا ہے کہ شاید ساتھ نازل ہونے سے یہ مراد ہو کہ یہاں اُنکے واسطے پیدا کر دی گئیں جیسے آیت میں انزلنا الیکم [illegible]
لوہا اُتارنے سے یہی مراد ہے کہ یہاں پیدا کر دیا گیا۔ اور خطیبؒ نے لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آدم علیہ السلام [illegible]
جنت سے لوہے کی پانچ چیزیں اُتاری گئی ہیں اور روایت ہے کہ لوہارون کے اوزار سے پانچ چیزیں اُتاری گئیں ہتھوڑا اور سنسی اور [illegible]
اور سوئی اور میقعہ اسکو امام قشیریؒ نے نقل کیا ہے اور میقعہ و مطرقہ میں صرف یہ فرق بیان کیا کہ میقعہ کوٹنے کی چیز ہے اور مطرقہ [illegible]
ہوتا ہے اور مترجم کہتا ہے کہ ابن جریرؒ و ابن ابی حاتم کی روایت میں جو اوپر مذکور ہوئی میقعہ کی تفسیر مطرقہ مذکور ہے پس یہ چار ہی چیزیں ہونگی
اور خطیبؒ نے لکھا کہ یہ بھی روایت ہے کہ آدم علیہ السلام کے ساتھ بلچہ اور سوہن بھی تھا اور ایک حدیث میں روایت کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
آسمان سے زمین میں چار برکتیں نازل فرمائیں لوہا اور آگ اور پانی اور نمک (السراج) اور قاضیؒ نے کہا کہ کوئی صنعت ایسی نہیں ہے جسمیں لوہے کے
اوزار کو دخل نہو (بیضاوی) روایت ہے کہ لوہا منگل کے دن اُتارا گیا تھا چونکہ اُسمیں باس شدید ہے یعنے خونریزی ہے اسیواسطے منگل کے روز
فصد و حجامت کرنے سے ممانعت کرتے ہیں اور ضعیف اسناد سے یہ حدیث بھی روایت کی گئی ہے کہ منگل کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جسمیں خون بہانا
بہتر نہیں ہے (سراج) الحاصل اللہ تعالیٰ نے لوہے کو اسواسطے نازل فرمایا کہ امتحان میں مبتلا فرماوے کیونکہ جو لوگ دنیا کے حریص اور بدخصلت
ہونگے وہ میزان عدل پر قائم نہ رہینگے بلکہ ہوس کرکے دوسرے ملکوں پر چڑھائی کرینگے تاکہ وہاں کے لوگوں کو مصیبت و تکلیف پہونچاویں اور اُن
لوگوں سے اُنکی دنیا کا حصہ چھین لیں۔ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ کون بندہ اُسکی مدد کرتا ہے
اور اُسکے رسولوں کی مدد کرتا ہے غائبانہ ف یعنے اللہ تعالیٰ نے یہاں جہاد بھی شروع فرمایا تاکہ وہ اپنے علم سے صاف ظاہر کر دے کہ اللہ تعالیٰ
کی شان اور جنت جو بالفعل نظر سے غائب ہے اُسپر ایمان لاکر کون بندہ ہتھیار اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی مدد کرتا ہے یعنے اُسکے رسولوں کی مدد کرتا ہے یہ
معنے کہ فقط اسواسطے لڑائی کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ توحید بلند ہو اور اُس سے یہ غرض نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مدد کی حاجت ہے بلکہ صورت
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بندے پیدا کر دیے اور رسول بھیجکر اُنکو آگاہ کر دیا کہ سوائے اسکے دوسرا جہان ہے اگر اُسکو اختیار کرو تو اللہ تعالیٰ
کی توحید کرو اور وہ بغیر نور ایمان کی سمجھ میں نہیں آسکتی ہے پس بعضوں نے کہنا مان لیا اور دوسروں کو شیطان نے سمجھایا کہ سوا اس دنیا کے
کچھ نہیں ہے پس اُنھوں نے انکار کیا اور جب کفر میں پڑے تو اُنکے قلوب دنیا کی جانب بہت شوق اور دلچسپی سے مائل ہوئے اور اس دنیا میں
میں اپنے اوہام و خیالات کے موافق ایسی چیزوں سے دنیا حاصل ہونے کی مدد چاہنے لگے جنمیں کچھ بھی الوہیت نہیں ہے اور دونوں فریق ایک
دوسرے کے ضد ہوگئے اور کافروں نے اپنے خیالات کے پیچھے کلمہ توحید کہنے والوں کو دشمن بنایا اور چاہا کہ کلمہ توحید کا نام [illegible]
کے حقیقی دشمن ہوئے اور ماننے والوں نے اسی کلمہ کے بلند ہونے کے لیے جہاد کیا پس فتح پائی تو بھی دنیا حاصل نہ کی بلکہ [illegible]
کی اور اگر شہید ہوئے تو بھی آخرت ہی حاصل کی اور یہ سب ان لوگوں کے اعمال ہیں چنانچہ جب تک مومنین لڑنے والے خالص نیت کے

Marfat.com

[illegible] دینگے بلکہ انکی جان ومال کی حفاظت کرینگے تب تک اُنکی فتح تھی پھر جب ایسے لوگ ہوے جو فقط دنیا چاہتے ہین تو [illegible] جو بد بخت تھا اُسی نے غلبہ کیا اور کافرون کی تمام کوشش اسی دنیا کے لیئے تھی پس انکو دنیا مل گئی اور ہر صورت مین انکو دنیا [illegible] گروہ ہو جو انکو دنیا دینا نہین چاہتا ہے تو وہ فتح نہین پاویگا اور اللہ تعالے کو کسی کی مدد اور نصرت کی ضرورت نہین ہے [illegible] اللہ تعالے قوی عزیز ہے فا اُسی کی قوت ہے اُسی کو عزت ہے یعنے اللہ تعالے کو کسی فریق سے کچھ حاجت نہین ہو بلکہ یہ جہاد تو فقط اسواسطے [illegible] فریق کو باہم امتحان مین ڈالے ف۲ شیخ ابن العربیؒ نے لکھا کہ قولہ تعالے لقد ارسلنا رسلنا بالبینات یعنے معارف وحکمت کیساتھ [illegible] اللہ تعالے نے انسان کو جانورون کی طرح جسم مع حواس پیدا فرمایا اور طبعی جذب اسکا اسی زمین کی طرف ہے پس وہ بھی جانور ذبحی طرح [illegible] کو بالطبع جانتا ہے اور اُسکو معارف وحکمت وانجام سے کچھ خبر نہین ہو غیر ازینکہ جسم صحیح سلامت رہتا ہے اور روح نکل جاتی ہے اور خون یہ [illegible] نے خیال کیا بلکہ بہت مردے ہین جنکے جسم سے خون جاری ہوتا ہے پس روح حیات کے معارف بذریعہ رسالت آلہیہ کے [illegible] قولہ انزلنا الحدید مراد تلوار ہے کیونکہ لوہا اسکا مادہ ہے اور کتاب سے مراد کتابت بالقلم ہے اور میزان یعنے عدل ہے اور انھین امور سے [illegible] رہتا ہے اور انتظام کلی سے معاش دنیا وآخرت کی صلاحیت حاصل ہوتی ہے اور بیان یہ ہے کہ مبدا اول تو علم وحکمت ہے اور عدل پر [illegible] ہے کیونکہ کمال کی استقامت اسی پر ہے پھر انتظام واصلاح چل نہین سکتا جب تک قلم وتلوار نہو کیونکہ جو لوگ شرارت پر مجبول ہین وہ سیاست سے اعتدال پر قائم رہتے ہین احتمال ہے کہ بینات سے معارف وحقائق نظری علمی کا اشارہ ہوا اور کتاب سے شریعت عملی وقانون شرعی کا اشارہ [illegible] میزان عمل عدل ہو اور حدید سے مراد یہ کہ قہر سے شریر مخلوق کی شرارت دفع کیجاوے اور بعض نے کہا کہ بینات تو علوم حقیقیہ ہین اور [illegible] چیزین یعنے کتاب ومیزان وحدید یہ سب نوامیس ہین جو حکمت کی کتابون مین بیان ہوتے ہین یعنے قانون شریعت اور دینار عدل جو معاوضات مین مساوات رکھتا ہے اور ملک یعنے سلطنت بہرحال ان امور سے کمال شخصی ونوعی پورا ہوتا ہے یعنے ہر شخص اسی ذرائع سے اپنے کمال کو پہونچتا ہے اور انتظام جمہور اسی پر قائم ہے اور یہ دونون جہان کے لیئے ہے کیونکہ ہر شخص کو کمال نہین حاصل ہوتا جب تک علم و [illegible] نوع انسانی کو بدون سیف وقلم کے کمال نہین ہے پس شخصی کمال کا علم وعمل سے پورا ہونا تو خود ظاہر ہے رہا سب بنی نوع کے لیے سیف وقلم کی ضرورت اسوجہ سے ہے کہ انسان کی طبیعت مدنی واقع ہوئی یعنے ایک جگہ مجتمع ہوکر آبادی جمع کرین تاکہ ایک دوسرے کی معاونت کرین اور باہمی معاملات [illegible] بدون اسکے انسانی معائش حاصل نہین ہوتے ہین پھر جو لوگ بالطبع نیک ہین وہ خود شریعت کے مطیع ومنقاد رہتے ہین اور جو لوگ [illegible] شریعت سے منکر ہین پس اول کے واسطے قانون شریعت کافی ہے جو لکھدیا گیا تاکہ راہ مستقیم علم وعمل سے کمال کو پہونچین اور فرقہ دوم کیلیئے قہر وسلطنت سے سیاست ضروری ہے (اشارات)

[illegible] اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِیْرٌ مِّنْهُمْ

[illegible] نوح اور ابراہیم اور رکھی دونون کی اولاد مین پیغمبری اور کتاب پھر کوئی اُنمین راہ پر ہے اور بہت اُن مین

[illegible] ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ

[illegible] اُنکے پچھاڑی پر اپنے رسول اور پیچھے بھیجا عیسی مریم کا بیٹا اور اُسکو دی انجیل اور رکھی اُسکے ساتھ چلنے والونکے

[illegible] رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ

نرمی اور مہر اور ایک دنیا چھوڑنا انھون نے نیا نکالا ہمنے اُنپر نہ لکھا تھا مگر چاہنے کو رضامندی اللہ کی

Marfat.com

مَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ

پھر نباہا اُسکو جیسا چاہیئے نباہنا پھر دیا ہمنے انکو جو اُنمین ایماندار تھے انکا نیگ اور بہت اُن میں بے حکم ہین

تعالٰے آگاہ فرماتا ہے کہ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ اور البتہ ہم نے بھیجا نوح و ابراہیم کو اور ہم نے ان
دونون کی اولاد مین نبوت و کتاب کر دی ف جب سے نوح علیہ السلام مبعوث ہوے تو بعد انکے کوئی نبی یا رسول کسی غیر نسل سے نہین ہوا
نسل نوح علیہ السلام کے اور اسیطرح ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو پیغمبر ہوا وہ نسل ابراہیم علیہ السلام سے ہوا (ع) نوح علیہ السلام کا طوفان اگر تمام
روے زمین کے لیے عام تھا تو ظاہر ہے کہ سوائے آل نوح کے کوئی باقی نہین رہا پھر جو لوگ کشتی مین اہل ایمان تھے خواہ وہ سب آل نوح اولاد مین تھے
بعض احادیث مین آیا ہے کہ آل محمد ہر متقی مسلمان ہے (جامع صغیر) یا انمین سے فقط اولاد نوح سے جو ذریت ہوئی انھین مین سے پیغمبر ہوے
یا بعض مورخین نے لکھا کہ اہل کشتی مر گئے اور سوائے اولاد نوح کے کوئی نہین رہا اور اللہ تعالٰے نے اُن کی اولاد مین برکت دی بہر حال اگر عام
طوفان تھا تو ظاہر ہے کہ آیندہ نسل فقط نوح علیہ السلام سے جاری ہوئی اسی لیے اُنکو آدم ثانی کہتے ہین اور اگر بعض مورخین کا قول لیا جاوے
کہ طوفان فقط اس زمین پر تھا جہان نوح علیہ السلام کی رسالت تھی یا انکی قوم پھیلی ہوئی تھی تو اس زمین پر کسی کافر کا نشان باقی نہ رہا اور دیگر
ملکون مین اولاد آدم علیہ السلام موجود تھی اور اس قول کے موافق معنے یہ ہین کہ بعد نوح علیہ السلام کے جو پیغمبر ہوا وہ اولاد نوح سے ہوا اور باقی
کسی قوم سے نہین ہوا اگر کہا جاوے کہ قول اول صحیح ہے کیونکہ دوسری آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰے نے ہر قوم مین ایک پیغمبر بھیجا پس اگر دوسری
نسل کے آدمی ہوتے تو یہ حکم کیونکر صادق آتا لیکن جواب فریق دوم یہ ہو سکتا ہے کہ اولاد نوح سے پیغمبر وہان بھیجا گیا ہو واللہ تعالٰے اعلم اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین نبوت معروف رہی اگر کہا جاوے کہ بعد ابراہیم علیہ السلام کے ملک فارس و ہند وغیرہ مین جو قومین آباد تھین انکو کس طرح
ہدایت کی گئی (جواب) یہ ہے کہ شاید نسل ابراہیم علیہ السلام سے انبیا اُنپر بھیجے گئے ہون یا نسل نوح علیہ السلام کی نبوت اُنپر لازم ہو واللہ تعالٰے اعلم الحاصل
یہ امر قطعی ہے کہ اللہ تعالٰے نے نبوت کو اور کتاب کو نوح و ابراہیم علیہما السلام کی ذریت مین رکھا اور اُنھون نے لوگون کو ہدایت کی فَمِنْهُمْ
مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۔ پس بعضے ان مین ہدایت یافتہ تھے اور بہتیرے اُن مین سے فاسق تھے ف یعنے ان انبیا علیہم السلام
کی ہدایت سے بہت کم لوگ ایمان لائے اور بہت زیادہ لوگ فاسق یعنے کافر رہے ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا ۔ پھر ہم نے
اُنکے نشان قدم پر اپنے رسول بھیجے ف یعنے ہنوز اگلے انبیا علیہم السلام کا نشان قدم مٹا نہین تھا کہ ہمنے پے درپے دوسرے انبیا
بھیجے یعنے ایک کے قدم پر دوسرا بھیجا جیسے موسی و یوشع و حزقیل و داود وغیرہ بکثرت انبیا علیہم السلام ہین اور صحف ابراہیم و صحف موسی
و کتاب توریت اُن کی ہدایت کے واسطے نازل کی ۔ وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۔ اور اُن کے نشان قدم پر ہم نے عیسی بن مریم کو بھیجا
ف یہ بھی نسل ابراہیم علیہ السلام سے ہین اور یہان ذریت کا لفظ دختری اولاد پر بھی بولا گیا ہے کیونکہ عیسی علیہ السلام بدون باپ کے
بطن مریم رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوے اور یہ انبیا بنی اسرائیل مین سب سے آخر ہین اور انھون نے جب اپنے عہد مین دیکھا کہ بنی اسرائیل
نہایت سرکشی کرتے ہین اور ایمان نہین لاتے بلکہ قتل کرنے پر آمادہ ہین تو اپنے خاص حوارین کو بشارت دی کہ میرے بعد اللہ تعالٰے بنی اسمٰعیل
مین سے ایک پیغمبر عظیم الشان بھیجے گا اُسکا نام احمد ہے اور میرا جانا تمھارے حق مین بہتر ہے کیونکہ جبتک مین نہ جاؤن وہ نہ آویگا پھر اپنے حوارین کو
پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور آپکی اُمت کے فضائل بتلائے اور کہا کہ اللہ تعالٰے اُسکو تلوار کے ساتھ بھیجیگا اور بہت سے فضائل
بیان کیے از انجملہ یہ ہے کہ جو کوئی اُس کو نہ مانیگا اللہ تعالٰے اُس کی گردن توڑ دیگا اور یہ سب سرکشی کرنے والے اُس کے زمانہ مین

Marfat.com

[illegible] الم کی تفسیر میں بیان کیا اور آیندہ عنقریب انشاء اللہ تعالے زیادہ بیان کرینگے اور
[illegible] علیہ السلام پر بنی اسرائیل میں سے بہت کم ایمان لائے بلکہ یہ توریت کے واسطے تعصب میں ہلاک ہوئے اور
[illegible] انجیل میں و لیکن کافر ہوکر غضب الٰہی میں گرفتار ہوئے اور اُنکے دل یہانتک سخت ہوئے کہ اللہ تعالے کی
[illegible] اور تحریف دو طرح تھی ایک یہ کہ توریت سے جہان جہان عیسیٰ علیہ السلام اور خاتم النبیین محمد صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] باہمی مشورہ سے اُس موقع سے نکالکر موسیٰ علیہ السلام و دیگر انبیاء بنی اسرائیل کے ساتھ لگایا اور یہ سمجھے کہ اس
[illegible] میں توریت باقی رہیگا اور بنی اسرائیل کے سوا کوئی نبوت نہوگی اور یہی شریعت توریت قیامت تک باقی رہیگی یعنے جو کوئی
[illegible] اسی توریت کا تابع ہوگا اور آیندہ کوئی شخص مانند عیسیٰ کے مدعی نبوت نہوگا تحریف دوم یہ کہ توریت میں جو احکام تھے اُنکو بدلکر
[illegible] مثلاً زانیہ مرد و عورت کی زنا میں سنگساری کا حکم تھا اور یہود نے اقرار کیا کہ جب ہم نے دیکھا کہ ہمارے شرفا میں یہ زنا کثرت سے ہونے لگا تو یہ حکم
[illegible] لاکر کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالکر اُلٹے منہ گدھے پر سوار کرکے مشتہر کیا جاوے مترجم کہتا ہے کہ یہ ان احمقوں کی شدید حماقت تھی
[illegible] شخص زیادہ بیحیا ہوگیا اور کھل کھیلا کر آیندہ اس سے بڑھکر کیا ہوگا اور ان لوگوں سے سوائے حماقت کے کسی معرفت کی اُمید نہین
[illegible] دلون میں ایمان نہین رہا بلکہ یہانتک قساوت پیدا ہوئی کہ اُنھوں نے کتاب الٰہی کو تحریف کیا لیکن اللہ تعالے نے عیسیٰ علیہ السلام کو
[illegible] جنھوں نے تجھے کفر کیا ہے اُنپر ہم تیرے تابع ہونیوالوں کو غالب کرینگے چنانچہ یہی ہوا کہ اسکے بعد یہودیوں پر یونانیوں نے غلبہ پایا اور
[illegible] حضرت عیسیٰ کے حوارین پر ایمان لائے تھے پس اُنھوں نے یہودیوں کو اسقدر قتل و غارت کیا کہ گویا نیست ہوگئے اور بعضے
[illegible] کر بھاگکے جنگلوں میں رہنے لگے اور یونانیوں نے انکی عداوت سے صخرۂ بیت المقدس کو جو قبلہ تھا نجس کیا یہانتک کہ مدتوں بان
[illegible] حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس کو فتح کرکے وہ سب کوڑا صاف کیا اور اللہ تعالے نے قرآن مجید میں بھی آگاہ
[illegible] کوئی یہودی کبھی بادشاہ نہوگا یعنے آخر دجال کے تابع ہونگے اور یہان اسیقدر بیان ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل پے در پے آئے
[illegible] عیسیٰ علیہ السلام بھیجے گئے اور اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً۔ اور ہم نے
[illegible] انجیل عطا فرمائی اور جو لوگ اُسکے تابع ہوئے اُنکے دلوں میں ہم نے شفقت و رحم رکھا اور انجیل کے احکام میں بالکل نصائح ہین سوائے
[illegible] توریت کی شریعت سے منسوخ کی گئین مثلاً توریت کی شریعت میں شراب حرام تھی اور اونٹ کا گوشت حرام تھا یہ سب منسوخ کرکے حلال کیا گیا
[illegible] بالکل زاہد ہونے اور آخرت کی جانب رجوع لانے کی نصیحتین کی گئین یہانتک کہ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حقیقت میں
[illegible] لائے تھے اُنھوں نے رہبانیت نکالی یعنے دنیا کو چھوڑکر جنگل و پہاڑ وغیرہ میں تنہا اللہ تعالے کی عبادت کرنا اور وہان کے پھل وغیرہ سے
[illegible] بسر کرنا اختیار کیا اللہ تعالے نے فرمایا۔ وَرَهْبَانِیَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا
[illegible] رہبانیت کو اُنھوں نے اپنے خود نکالا تھا ہم نے اُنپر نہین لکھی مگر رضائے الٰہی طلب کرنا پس اُنھوں نے اسکی رعایت نہ کی جو اسکی نگہداشت کا
[illegible] یہان دو طرح تفسیر بیان کی گئی ایک یہ کہ قولہ الا ابتغاء رضوان اللہ یعنے ان لوگوں نے رہبانیت سے رضائے الٰہی کا قصد کیا تھا
[illegible] قتادہ کا ہے دوم یہ کہ ہم نے اُنپر نہین لکھا مگر رضائے الٰہی طلب کرنا پس قول دوم کے موافق یہ معنے ہوئے کہ رہبانیت کو اُنھوں نے
[illegible] لیا تھا ہم نے اُنپر فقط یہ بات فرض کی تھی کہ تم رضائے الٰہی طلب کرو اور خاص رہبانیت فرض نہین کی تھی لیکن ان لوگوں نے [illegible]
[illegible] الٰہی کا حاصل ہونا رہبانیت کے طریقہ سے خیال کیا پس رہبانیت نکالی لیکن اس کو رضوان الٰہی سمجھنے کے باوجود جسطرح

التزام کیا تھا اُسکو پورا نہ کیا اور آخر مشقت چھوڑ بیٹھے اور بادشاہوں کے دین میں شامل ہوگئے تنزیل [illegible]
رہبانیت اپنی طرف سے بدعت نکالی ہم نے انپر فرض نہیں فرمائی تھی اور اُنکی غرض اس بدعت سے بھی [illegible]
[illegible] بھی جو بات نکالی اور اُسکو تقرب الٰہی سمجھتے تھے وہ چھوڑ دی اور اسکی نگہداشت کا حق ادا نہ کیا [illegible]
[illegible] یہ کہ اُنھوں نے دین میں بدعت نکالی اور یہ نہ سمجھے کہ نفس ہمیشہ ایسی راہ لیجاتا ہے جو ضلالت ہوا [illegible]
ضلالت سے اور ہر ضلالت جہنم میں ہے۔ اور دوسری مذمت یہ کہ وہ لوگ جس چیز کو اپنے زعم میں تقرب سمجھے [illegible]
انپر لازم تھی حالانکہ انھوں نے رعایت نہ کی (ابن کثیر) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد [illegible]
انھوں نے توریت وانجیل کو بدل ڈالا اور عام لوگ شریک ہوگئے لیکن انمین مومنین تھے جو اصلی توریت وانجیل کو پڑھتے تھے اور لوگوں کو امر [illegible]
ونہی منکر کے حکم سے دین حق کی جانب بلاتے تھے پس بادشاہ سے کہا گیا کہ کاش آپ ان لوگون کو جمع کیجیے جنھوں نے ہمکو مشقت میں ڈالا ہے اور [illegible]
چلنے دیتے ہیں پس یا تو ہمارے ساتھ شامل ہوجاوین یا انکو قتل کر دیجیے پس بادشاہ نے انکو جمع کیا اور حکم دیا کہ یا تو اسی قانون انجیل کو [illegible]
الفاق سے جمع ہوئی ہے ورنہ ہم تم کو قتل کرینگے کیونکہ تم پھوٹ ڈالتے ہو اُنھوں نے آخر لاچار ہو کر کہا کہ ہم اپنی ذات سے ذمہ داری کو [illegible]
ہمارے لیے طریقہ نکال دو انھوں نے کہا کہ وہ کیا طریقہ ہے پس بعض نے کہا کہ ایک اسطوانہ بلند بنا کر ہمکو اُسپر چڑھا دو اور کوئی شخص ہمکو [illegible]
پانی دیا کرے پس ہم تمھارے درمیان میں نہ آوینگے اور نہ ہمپر نصیحت کرنا فرض ہوگا بعض نے کہا کہ ہمکو چھوڑ دو کہ ہم جنگلون و پہاڑون میں پھریں
اور جانورون کی طرح اپنی زندگی بسر کرین پھر اگر ہم تمھارے درمیان میں پائے جاوین تو تم ہمکو قتل کر دیجیو بعض نے کہا کہ ہمارے لیے جنگلون [illegible]
کنوئیں بنوا دو کہ ہم وہین جھونپڑیاں ڈالکر اپنے لائق کھیتی کرینگے اور تمھارے یہان نہ آوینگے بادشاہ اور اُسکے عمائد نے یہ طریقہ منظور کیا پس یہ لوگ تو
عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر گزر گئے پھر جب انکے قائم مقام پیدا ہوے تو یہ ٹھیک راہ پر نہیں رہے اور اسی عظیم جماعت میں بدعقیدہ ہوے
اور حرمت و وجاہت دیکھکر کہنے لگے کہ چلو ہم فلان بزرگ کے صومعہ میں رہین اور ہم فلان کے پہاڑ پر رہین اور ہم فلان سیاح کی طرح سفر
کرین حالانکہ ان لوگونکو اگلے بزرگون کے ایمان سے کچھ خبر نہ تھی بلکہ یہ لوگ اپنے زمانہ کے شرک پر تھے اور اس طریقہ میں ان بزرگون کی تقلید کرتے
تھے یہی اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ رہبانیۃ ابتدعوہا۔ یعنے اگلے بزرگون نے رہبانیت نکالی وہ ہم نے اُنپر فرض نہیں فرمائی تھی بلکہ لاچاری سے اُنھوں نے
اپنے دین کی حفاظت کی تھی اور پچھلے مشرکون نے اسکو دین کا فریضہ قرار دیکر تقلید کی۔ فما رعوہا حق رعایتہا یعنے ان پچھلون نے اسکی حفاظت کا
حق ادا نہ کیا۔ فاٰتینا الذین اٰمنوا منھم اجرھم۔ پس جو اُن میں سے ایمان لائے تھے انکو ہم نے اُن کا ثواب دیا یعنے ان
بزرگون کو جو ایمان کی حفاظت میں الگ ہو گئے تھے انکا ثواب دیا۔ وکثیر منھم فسقون۔ اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں [illegible]
یہ وہی پچھلے مشرک ہیں جو شرک وفساد کے اعتقاد پر تھے اور دعوی کرتے تھے کہ اگلون میں جو کرامت تھی وہ اسی گوشہ میں تھی او گمان کیا
کہ وہ بھی ہماری طرح مشرک تھے حالانکہ یہ لوگ خود فاسق تھے (سراج) اور امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام ابن ابی حاتمؒ نے باسناد [illegible]
کی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ اے ابن مسعود مین نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ [illegible]
مین خدمت میں حاضر ہوں آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتر فرقے ہو گئے انمین سے کسیکو نجات نہو ئی سوائے تین فرق کے اول فرقے نے بعد عیسیٰ علیہ السلام [illegible]
[illegible] ہوکر لوگونکو دین عیسیٰ علیہ السلام و توحید الٰہی عزوجل کی جانب بلایا اور جبارون و بادشاہون سے مقابلہ کیا اور آخر قتال میں سب [illegible]
انھون نے صبر کیا اور نجات پائی پھر انکے بعد دوسرا گروہ قائم ہوا تو اسکو لڑائی کی قوت نہ تھی پس بادشاہون و جبارون کے یہان جا کر انھون نے [illegible]

Marfat.com

قتل کیے گئے اور بعضے آرے سے چیرے گئے اور بعضے آگ مین جلائے گئے پس انھون نے صبر کیا اور نجات پائی
اور بعضون کو لڑنے کی قوت نہ تھی اور نہ وہ حق بات ظاہر کر سکتے تھے پس وہ پہاڑون مین چلے گئے اور انھین کو اللہ تعالے نے
فرمایا قولہ تعالے ورہبانیۃ ابتدعوہا ماکتبناہا علیہم الآیہ اس حدیث کو امام ابن جریرؒ نے بطریق داؤد بن المحبر بھی روایت کیا
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم سے پہلے لوگ بہتر فرقون مین مختلف ہوئے انمین سے فقط تین فرق نے نجات پائی اور
اسکے بعد پھر اسند روایت مذکورہ بالا کے قصہ بیان کیا ہے پھر آخر مین ہے کہ قولہ تعالے فاتینا الذین آمنوا منہم الآیہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ وہ ہین جو مجھپر ایمان لائے اور میری تصدیق کی وکثیر منہم فاسقون یہ وہ لوگ ہین جنھون نے مجھے جھٹلایا اور میری مخالفت کی
ابن کثیرؒ نے کہا کہ اسکی اسناد خوب ہے اور داؤد بن المحبر اگرچہ متروک بلکہ وضاع ہے تو بھی ضرر نہین اسلیے کہ امام ابو یعلی نے
دوسرے طریق ثقہ سے اسکو روایت کیا ہے پس اسناد قوی ہو گئی امام نسائی و امام ابن جریرؒ نے صحیح اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
سے روایت کی کہ عیسی علیہ السلام کے بعد بادشاہون نے توریت کو بدل ڈالا اور انجیل مین تحریف کی اور اس زمانہ مین کچھ لوگ حق پر قائم تھے وہ توریت و
انجیل حق طور پر پڑھتے تھے پس دنیا کے عالمون نے بادشاہون سے کہا کہ یہ قوم ہمکو سب سے بری گالی دیا کرتی ہے یہ اسطرح پڑھتی ہے کہ جو کوئی اللہ تعا
لے کے اتاری ہوئی کتاب پر حکم نہ کرے وہ کافر ہے "یہ آیات پڑھتے ہین یعنے جیسے قرآن مجید مین مذکور ہے اور تین آیات ہین انکا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی حکم الہی پر
نہ چلے اور حکم نہ کرے تو ایسے لوگ کافر ہین اور ظالم ہین اور فاسق ہین اور بادشاہون سے کہا کہ باوجود اسکے یہ لوگ ہم سب پر اعتقاد و اعمال مین بھی عیب
لگاتے ہین (یعنے ان لوگون نے بادشاہون کو بھڑکایا کہ یہ لوگ بے ایمان ہین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان مین حقارت کرتے ہین کہ اسکو بندہ کہتے ہین
اور اگلے بزرگون پر بھی عیب لگاتے ہین اور انکو اپنے عقیدہ پر بتلاتے ہین) پس بادشاہ سے درخواست کی کہ انکو حضور مین طلب کرکے اظہار لے تاکہ وہ ہماری
طرح پر قرأت کرین اور جسطرح ہم ایمان لائے ہین اسیطرح ایمان لاوین پس بادشاہ نے انکو طلب کیا اور سب کو جمع کرکے آخر حکم دیا کہ جسطرح عام جماعت پڑھتی
ہے اسیطرح پڑھو (یعنے وہ کتاب پڑھو جو تحریف و تبدیل کے بعد ثابت ہوئی تھی) ورنہ قتل کیے جاؤ گے پس ان مومنون نے کہا کہ آخر تم کو ان باتون سے
کیا مطلب ہے اگر یہی کہ ہم نیست ہون تو اسکی راہ نکال دو پس بعض نے کہا کہ ہمکو دنیا سے مطلب نہین ہے تم ایک مینار بناؤ اور ہمکو اسپر چڑھا دو اور ہمارے
کھانے پینے کو پہونچایا کرو تو ہم تمہارے درمیان مین نہ آوینگے اور دوسرے گروہ نے کہا کہ ہمکو چھوڑ دو ہم دوسرے ملکون مین سفر کرتے پھرین اور وحشیون کی
طرح کھاتے پیتے رہین پھر اگر تمہارے ملک مین پا کے جائین تو ہمکو قتل کر دینا اور ایک گروہ نے کہا کہ ہمارے واسطے جنگلون مین گھر بنا دو ہم وہان کنوین کھود کر انکے
ذریعے سے ترکاری بوئینگے اور اسی سے اپنی بسر کرینگے اور تمہارے یہان نہین آوینگے چونکہ بنی اسرائیل کے ہر سبط اور کنبے سے انمین قرابت تھی تو ان لوگون نے
یہی منظور کر لیا اور ان صالحین کو ہر ایک کو اسکی مراد کے موافق چھوڑ دیا حالانکہ اول تو یہ لوگ حق پر تھے اور دوم یہ کہ انھون نے لاچاری کے وقت ایسا کیا تھا
ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر انکے بعد تحریف والے لوگون مین سے کچھ لوگ اٹھے اور کہنے لگے کہ جیسے فلان بزرگ نے جنگل مین جھونپڑا بنا کر عبادت
کی ایسے ہی ہم بھی عبادت کرینگے اور جیسے فلان شخص نے مسافرت اختیار کی ویسے ہی ہم بھی اختیار کرینگے اور جیسے فلان شخص نے جنگل اور پہاڑون مین عبادت کی
ہم بھی کرینگے ابن عباس نے کہا کہ یہ لوگ تحریفی شرک مین تھے اور انکو یہ خبر نہ تھی کہ جن لوگون کی تقلید کرنا چاہتے ہین انکا ایمان توحید تھا اور یہی اللہ تعالے
نے نازل فرمایا ورہبانیۃ ابتدعوہا ماکتبناہا علیہم الآیہ پھر جو لوگ سچے ایمان پر راہب ہو کر نکل گئے تھے وہ جہان رہے انکی ہدایت سے بعضے لوگ حق پر رہے
پھر جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس زمانہ مین ان لوگون کی بقایا مین سے بہت کم رہگئے تھے پس جو کوئی جہان باقی تھا وہ آیا
صومعہ کے صومعہ والا اپنے صومعہ سے آیا اور مسافر اپنے پردیس سے آیا اور پہاڑ والے اپنے پہاڑ سے آئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر

ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی (ابن کثیر) مترجم کہتا ہے کہ امام عبد بن حمید و ابو یعلی و ابن جریر و ابن المنذر [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد انکی اُمت مین اختلاف کثیر ہوا اور ابتدا مین [illegible] [illegible] اور اُسکے وزرا و اُسکے ساتھی [illegible] وغیرہ سے جنھون نے عیسی علیہ السلام کی نسبت کلمہ شرک اختیار کیا تھا مقابلہ و مقاتلہ کیا [illegible] اُنکے تابعین کچھ بچے تو وہ لوگ قوم کے درمیان کھڑے ہو کر دین توحید کا وعظ کرنے لگے اور اس فرقہ کو بھی ملکانیون نے جلا یا اور قتل [illegible] جیر پھر جو لوگ انکی اتباع مین سے باقی رہے تھے اُنھون نے اپنے آپ مین یہ جرات نہ پائی کہ ان لوگون کو نصیحت کرین بلکہ قوم کے درمیان [illegible] عاجز ہو گئے پس اُنھون نے رہبانیت اختیار کی اور خلاصہ قصہ واللہ اعلم میرے نزدیک یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسی علیہ السلام کی بشارات [illegible] اُنکی بشارات کو توریت سے تحریف کیا پھر حضرت عیسی علیہ السلام پر نذر کیا یہانتک کہ عیسی علیہ السلام اُٹھا لیے گئے اور حضرت عیسی علیہ السلام [illegible] شخص سعایت کرنیوالا تھا وہ پہلے حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لایا تھا پھر دنیا کی لالچ سے یہود کا شریک ہوا اور دوڑ لایا پھر جب عیسی علیہ السلام [illegible] گئے تو اسی مرتد کے چہرے پر عیسی علیہ السلام کی شباہت ڈالی گئی اور یہودی دوڑ والے یقینی یہ سمجھے کہ ہم نے عیسی علیہ السلام کو پکڑ لیا اور شدت [illegible] سے اُسیوقت لیجا کر سولی دیدی پھر بادشاہ کو خبر دی اور یہ قصہ مشہور ہوا کہ جس شخص کو سولی دی گئی وہ چلاتا اور فریاد کرتا تھا اور یہود نے دوسرے روز اپنے ساتھی کو تلاش کیا تو پتہ نہ لگا اور جب غور سے مصلوب کا جسم دیکھا تو وہ جسم عیسی علیہ السلام کا نہ تھا اگرچہ چہرہ مشابہ تھا اور مریم رضی اللہ عنہا نے بھی صورت کا اقرار کیا اور جسم باقی سے انکار کیا اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا اپنے فرزند کے فراق مین روتی ہوئی چلی گئین اور یہود کے درمیان مین یہ راز مجمل و مشتبہ رہگیا اور حواریین عیسی متفرق ہو گئے اور انجیل انکے ہاتھ سے گم ہوئی پھر عرصہ کے بعد اہل یونان مین سے لوگ مسلمان ہوئے اور بادشاہ کی والدہ بھی مسلمان ہوئی اور ان لوگون نے یہود سے قتال کیا اور برابر غالب ہوے یہانتک کہ اُنھون نے یہودیون کو نیست کرنے کی کوشش کی اور بعضے عرب وغیرہ کے بیابانون مین بھاگ بچے جب قسطنطین رومی ملک شام پر غالب ہوا تو اپنی ان کی رعایت سے اُسنے دین عیسی علیہ السلام ظاہر کیا اور نصرانیون مین اختلاف شدید واقع ہوا اور امام ابن کثیرؒ نے اوائل مین یہ قصہ اسطرح لکھا ہے اور مترجم نے بھی اپنے مقام پر ترجمہ کر دیا ہے کہ نصارے تین گروہ ہوے ایک گروہ اصل پر قائم تھا اور کہتا تھا کہ عیسی علیہ السلام رسول اللہ ہین اور دوسرے گروہ نے کہا کہ نہین بلکہ وہ اللہ تھا جسنے اس تجلی مین ظہور کیا اور مردہ زندہ کرتا اور پرند بناتا تھا اور اسکا کوئی باپ نہ تھا غرضکہ ایسے وجوہ بیان کئے جو ابلیس نے انکو وہم دلائے تھے فرقہ سوم نے کہا کہ وہ تو خدا کی عبادت کیا کرتا تھا وہ خدا نہین تھا بلکہ خدا کا بیٹا تھا اور بادشاہ بھی انھین فرق مرتد کے ساتھ تھا آخر انھون نے فرقہ توحید سے مخالفت کی حتی کہ قتال واقع ہوا چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا۔ ولو شاء اللہ ما اقتتل الذین من بعدہم من بعد ما جاءتہم البینات ولکن اختلفوا فمنہم من آمن ومنہم من کفر ولو شاء اللہ ما اقتتلوا الآیہ۔ یعنے اگر اللہ تعالے چاہتا تو انکے بعد والے لوگ باہم لڑائی نہ کرتے بعد ازانکہ انکے پاس آیات بینات آچکی تھین لیکن انھون نے اختلاف کیا پس بعض انمین سے ایمان پر رہا اور بعض نے انمین سے کفر کیا۔ ۵۔ اور ایک آیت قدسی مین لطیف قدرت ظاہر فرمائی کہ اللہ تعالے نے ان لوگون کو کتاب عطا فرمائی تا کہ اس سے متحد و متفق ہون اور انمین اتحاد کا حکم دیا پھر اسی سے ہدایت لینے کے ان لوگون نے اسی کتاب کو اختلاف کا ذریعہ بنایا۔ ۵ مترجم کہتا ہے کہ دوسرونکو کیون دیکھو بلکہ خود اپنے اہل اسلام کے درمیان دیکھو کہ صحابہ [illegible] اسی کتاب الٰہی پر ایمان لائے اور باہم محبت رکھتے تھے پھر اس زمانہ کے لوگ اسی کتاب سے استدلال کر کے آپسمین کیسے مخالف ہین اور اگر وہم ہو کہ مخالفت تو ہمیشہ سے علماے مجتہدین مین چلی آتی ہے جواب دو کہ جاہل تیرے بالکل جھوٹ کہا اور فتح القدیر وغیرہ معتمد کتابون مین مذکور ہے کہ اُن مین مخالفت نہین تھی بلکہ اختلاف تھا دونون مین فرق یہ ہے کہ اختلاف تو ثواب کی نیت سے تھا ہر ایک نے ایک طریقہ سنت [illegible]

Marfat.com

[illegible] پیشہ اختیار کیا اور دوسری نے زراعت اختیار کی تو انمین مخالفت نہین ہوتی ہے حالانکہ
[illegible] مین جو لوگ ایمان داری رکھتے ہین وہ دین مین بھی اپنے بھائی سے مخالفت نہین رکھتے ہین بلکہ جو کوئی اپنے واسطے
[illegible] کیا ہے اختیار کرے بلکہ اس طریقہ کے بجالانے مین اسکی مدد کرتے ہین بہرحال اس گفتگو کو چھوڑ کر پھر اصل قصہ کی طرف رجوع کرتا
[illegible] ل توحید مین نصرانیون مین اختلاف ومخالفت ہوئی تو مسیح علیہ السلام کو خدا کہنے والا فرقہ اور بیٹا کہنے والا فرقہ دونون نے متفق ہوکر
[illegible] کو جو مسیح کو رسول اللہ کہتا تھا کافر بنایا اور بادشاہ کو ابھار کر لڑائی کی حتی کہ وہ فرقہ جو توحید پر تھا قتل ہوا پھر بادشاہ نے سب نصرانیونکو
[illegible] مباحثہ کے بعد غور کیا تو بہت لوگ بیٹا کہنے والے تھے لہذا اکثرت رائے سے بادشاہ نے اسی قول کو لیا اور سب سے اسپر دستخط لیے کہ مسیح کو خدا کا
[illegible] اور جو کوئی مخالفت کرے وہ عذاب سے مارا جاوے تو وہ فرقہ جو خدا کہتا تھا متفق ہوگیا ولیکن انمین توحید کے مومنین بھی تھے انھون نے انکار
[illegible] کہا کہ یہ تو شرک صریح ہے اور ہم کیونکر اسپر دستخط کر سکتے ہین ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ انمین سے بہت لوگ قتل کیے گئے اور باقی پہاڑون وجنگلون مین
[illegible] گئے اور بہت لوگ فارس وغیرہ دوسرے ملکون مین آوارہ ہوگئے۔ ھ پھر واضح ہو کہ دین حق کا نشان ان لوگون کے پاس بھی موجود تھا
[illegible] ون نے متفق ہوکر توریت وانجیل مین تحریف کی تھی اور دنیا کے لیے دین فروخت کیا تھا وہ اصل کو مخفی رکھتے تھے اور باقی تمام جہان کے
نصرانی اسی تحریف وشرک کے سوائے کچھ نہین پہچانتے تھے ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ان دنیا والون نے بادشاہ کے لیے ایک کتاب عقیدہ لکھی اور
اسکا نام امانت کبری رکھا حالانکہ وہ بالکل خیانت تھی اور بہت سی کتابین قانونی بنائین اور بادشاہ واسکی مان نے بکثرت گرجا وغیرہ بنائے اور
تمام ملک مین یہی عقیدہ عام ہوگیا لیکن نام انھین لوگون کے لیے تھا جو ابتدا مین دین حق پر گذرے تھے اور انکی کرامات مشہور تھین لہذا
اس زمانہ والے بھی انھین لوگون کی طرح ہونا چاہتے اور نہین جانتے تھے کہ وہ لوگ اصل توحید پر تھے کیونکہ اوپر کی روایات سے معلوم ہوچکا کہ وہ لوگ
اسطرح سے خفیہ وآوارہ کیے گئے تھے لہذا پچھلے لوگ فقط یہ جانتے تھے کہ ان لوگون نے ہم مین سے نکلکر اسطرح عبادت اختیار کی پس یہ لوگ اپنے عقیدہ
شرکیہ [illegible] رہبانیت اختیار کرتے تھے جیسے ہمارے زمانہ اسلام مین صوفی جاہل ہین کہ اگلے بزرگون کے حالات وکرامات سنتے ہین اور اپنے فاسد عقیدہ کے
موافق چاہتے ہین کہ ہمکو بھی اسیطرح کرامات حاصل ہون یہ محض ضلالت کا خیال ہے اور محض نفس کی خواہش پر چلتے ہین اور الٹا نتیجہ چاہتے ہین لہذا آخر مین دین
حق سے شک مین پڑجاتے ہین کیونکہ علم سے جاہل ہوتے ہین پس ولایت وکرامت کو فقط کہانی سمجھتے ہین اور مکر سے دنیا مین گمراہ شیخ بنتے ہین نعوذ باللہ
من ذلک پھر واضح ہو کہ قدیم کے رہب جو دین توحید کو دشمنون سے بچانے کے لیے آوارہ ہوے تھے وہ جس ملک مین اور جس پہاڑ مین تھے وہان
جب کوئی مرد صالح انکی خدمت کو جاتا تو اسکو دین توحید اصل دین عیسی علیہ السلام سکھلاتے حتی کہ اسیطرح انکا سلسلہ بھی قائم رہا لیکن کم ہوتا گیا
پیچھے ملک شام ویونان وغیرہ مین شرک وفساد کا عقیدہ بڑھتا گیا اور ان مشرکون مین بھی راہب اسی قسم کے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ لوگونکو رہبانیت
سے دین مین خدا کی رضامندی یا شرک پر مسیح کی رضامندی بھی مطلوب تھی اور اسکے لیے انھون نے اپنی رائے سے نفس کشی کا یہ طریقہ نکالا تھا جیسے
مسلمانون مین بعضے جاہل صوفیہ کو دیکھتے ہو کہ اسی قسم کی سختیان ومجاہدات کی حکایات بیان کرتے اور خوش ہوتے ہین مثلاً سردی کے موسم مین بھیگی چادر اوڑھکر
دیوار پر بیٹھے رہے یا دریا مین کھڑے رہے یا ایک پاؤن سے تمام رات قیام کیا یا چلہ اسطرح کھینچا کہ بند کوٹھری مین جو سب طرف سے مسدود تھی مین
[illegible] سوائے ایک سوراخ کے بند کیے گئے اور ہتھیلی کے قعر بھر پانی اور ایک دانہ سے افطار کرنے کے حساب سے رکھدیا گیا بعد چالیس روز
[illegible] نکلے تو مانند مردے کے تھے روئی پر لٹائے گئے اور منھ مین دودھ ٹپکایا گیا تا کہ رفتہ رفتہ ہوش آیا پھر کچھ قوت آئی یہان
[illegible] کہ کچھ مدت سے ان کی نماز وغیرہ سب ادا رہ ہوگئی تو کیا یہ نماز بوجہ ضعف وبیہوشی کے معاف ہوگی یا اس کی قضا لازم آویگی

یہ مسئلہ فقہ کی کتاب مین اسوجہ سے مذکور نہین ہے کہ شرع مین یہ طریقہ کبھی نہ تھا تو اس مسئلہ کا وقوع کیونکر ہوتا [illegible]
کہ رہبانیت سے مراد آیت مین یہ ہے کہ دینی فتنہ سے بھاگ کر اُنھون نے پہاڑون مین گوشہ گیری اختیار کی اور [illegible]
زیادہ تکلیفات کے متحمل ہوے اور یہ خیال کیا کہ اسمین اللہ تعالے کی رضامندی زائد ہے جیسے تنہا جنگلون و پہاڑون مین [illegible]
مانند موٹا لباس پہننا اور عورتون سے بالکل الگ رہنا یعنے اُنسے نکاح نہ کرنا اور غارون کے اندر قبر کے نمونہ مین عبادت کرنا اور ابن [illegible]
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین جو زمانہ فترت کا تھا [illegible]
مٹ گئی اور اُسمین فتور پیدا ہوگیا تھا اسوجہ سے کہ لوگون نے اصل کتاب اور شریعت مین تحریف کردی تھی جسکی وجہ سے شریعت الٰہی [illegible]
اور لوگون کے نفسانی خیالات مین امتیاز نہین ہوسکتا تھا کیونکہ اُس وقت مین بادشاہون نے توریت و انجیل مین تحریف و تغیر کردیا تھا [illegible]
لوگ پہلے سے حق کو پہچانتے تھے اور اُنھون نے اپنے دین کی حفاظت کی اُن مین سے بعض سیاح ہوگئے اور بعضے پہاڑون و غارون مین
بیٹھ رہے اور ترہب اختیار کیا (السراج) اور امام ابن کثیرؒ نے لکھا کہ امام حافظ ابو یعلی الموصلیؒ نے کہا کہ حدثنا احمد بن عیسی
حدثنا عبد اللہ بن وہب حدثنی سعید بن عبد الرحمن بن ابی العمیاعن سہل الخ یعنے سہل بن ابی امامہ نے خبر دی کہ مین اور میرے باپ
امامہ رضی اللہ عنہم دونون انس رضی اللہ عنہ کے پاس گئے وہ اُس وقت مدینہ مین آئے تھے اور اُس زمانہ مین مدینہ کی امارت عمر بن عبد العزیز
رحمہ اللہ تعالے کو حاصل تھی پس جب ہم لوگ داخل ہوے تو ہم نے دیکھا کہ وہ خفیف نماز پڑھتے ہین گویا مسافر کی نماز ہے پھر جب اُنھون نے
سلام پھیرا تو میرے باپ نے پوچھا کہ اے انس اللہ تعالے آپ پر رحم فرماوے آپ مجھے یہ بتلا سکتے ہین کہ اس نماز کی کیا شان ہے کیا آپ نے یہ فرض
نماز پڑھی ہے یا کوئی نفل ہے تو انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ نماز فرض ہے اور یہ نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے مین نے اُس مین سے
کچھ بھی کوتاہی نہین کی سوائے اسکے کہ کچھ بھول گیا ہون اور بیشک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے نفس پر سختی مت کرو کہ اللہ تعالے
تمپر سختی کردے کیونکہ ایک قوم نے اپنے نفوس پر سختی کی تھی تو اللہ تعالے نے اُنپر سختی کردی اور یہ انھین کے بقایا مین سے ہین جنکو تم صومعون و دیرون مین
دیکھتے ہو اور یہ آیت یاد کرو۔ رہبانیۃ ابتدعوہا ما کتبناہا علیہم یعنے ان لوگون نے رہبانیت اپنی طرف سے نکالی تھی ہم نے اُنپر فرض نہین فرمائی تھی۔ ۵۔ پھر
دوسرے روز صبح کو سوار ہوے اور کہنے لگے کہ آؤ چلین اور آثار دیکھکر عبرت حاصل کرین تو اُسنے فرمایا کہ اچھا پھر سب لوگ سوار ہوکر چلے تو ایک بستی مین پہونچے
جو اُجاڑ اور کھنڈل ہوگئی تھی اور اُسکے رہنے والے ہلاک ہوکر گذر گئے تھے اور مکانات کی چھتین گری پڑی تھین پس لوگون نے کہا کہ آپ اس بستی کو
پہچانتے ہین تو فرمایا کہ ہان مین اس بستی کو اور اسکے رہنے والون کو خوب پہچانتا ہون اس بستی کے لوگ ایسے لوگ تھے کہ انکو حسد اور بدکاریون نے
ہلاک و برباد کیا اور آگاہ رہو کہ حسد ایسی بلا ہے کہ وہ نیکیون کا نور بجھا دیتا ہے اور حرامکاری اسکی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے اور آگاہ رہو کہ آنکھ زنا کرتی ہے
اور ہاتھ اور قدم اور زبان زنا کرتے ہین پھر شرمگاہ انکے زنا کو سچا بناتی ہے یا جھوٹا بناتی ہے مترجم کہتا ہے کہ امام ابو یعلی کے شیخ احمد بن عیسی اگر ابن التستری ہین
تو یہ اسناد اچھی ہے اور واضح ہو کہ حدیث مین چند فوائد ہین از انجملہ اول یہ کہ اللہ تعالے کی شان رحمت پر اعتماد رکھے اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرے
لیکن اعمال کو احتیاط کے ساتھ ادا کرے اور اُسمین سختی و تکلف نہ کرے کیونکہ ایسی صورت مین یہ معنے ہونگے کہ اللہ تعالے بدون سختی کے قبول نہین
فرماتا ہے اور یہ بدگمانی اُس کی عبادت سے بدرجہا بدتر ہوگئی کیونکہ جس شخص نے جناب باری تعالے کی شان مین یہ گمان کیا تو بیشک اللہ تعالے
کے خشم کا خوف ہے اور اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ اُس کے ساتھ اسیطرح سختی کا برتاؤ ہوگا اور امام سیوطیؒ نے اس قسم کی روایات کو شرح الصدور
مین وارد کیا ہے فائدہ دوم سیر کے واسطے جو لوگ سوار ہوتے ہین اگر اُنکی یہ غرض ہو کہ ہم اس دنیا کے فنا ہونیکو نظر عبرت سے [illegible]

[illegible] الآیہ مین اس کی تاکید فرمائی ہے کیونکہ اکثر سخت دل اگلے آثار دیکھکر نرم ہوتے ہین مثلاً
[illegible] اور دیگر مناظر و مزارات دیکھتا ہے کہ اب وہ خراب و برباد پڑے ہین تو دنیا کا فنا ہونا اُسکی
[illegible] مصر وغیرہ ملک الخلق ہے مراد شاہ ہفت اقلیم پر پس یہ نظر عبرت عین ثواب ہے اور یہ اہل ایمان کا کام ہے اور اُسکے
برعکس کافر لوگ ہین جو اس غرض سے سیر کرنے جاتے ہین کہ دنیا کی ہری بھری تازگی اور رونق دیکھین تاکہ اُنکا نفس خوش
ہو تو [illegible] اہل کفر و غفلت ہین اور اس مقام سے دونون فریق کے حالات اور اُنکی سمجھ کا قیاس کرو فائدہ سوم یہ ہے کہ انسان پہلے آنکھون سے
[illegible] کرتا ہے اور زبان سے باتین کرکے اُسکو ناکاری کی جانب لبھاتا ہے پھر اُسکی جانب قدم اُٹھاتا ہے اور بدن سے لپٹتا ہے پھر اگر اُسنے
ارتکاب کرلیا تو اگلے اعضا سے جو کچھ حرکات صادر ہوے تھے سب سچے ہوگئے اور اگر اُسنے خوف الٰہی سے چونکا جانیکے بعد یہ حرکت چھوڑ دی
تو اگلے اعضا سے جو کچھ ہوا تھا وہ سب جھوٹا پڑ گیا اور اس خوف سے باز رہنے مین اُسکو جو کچھ ثواب حاصل ہوا وہ اسقدر زیادہ ہے کہ اُسکے
مقابلے مین پہلے اعضا کا گناہ بالکل ہیچ ہوگیا اور جسنے اللہ تعالے کے خوف سے ایسا کیا وہ قیامت مین جس دن کہین سایہ نہوگا اُسکو عرش کا سایہ
ملیگا جیسا کہ صحیح حدیث مین منصوص ہے واللہ تعالے اعلم اور اس روایت سے مقصود یہ ہے کہ رہبانیت سے اگرچہ نصاری کے مومنین
نے رضوان الٰہی عزوجل کا قصد کیا تھا تو رہبانیت در حقیقت بدعت مذموم تھی لیکن ان مین دو گروہ تھے اول وہ گروہ جسنے دین کی حفاظت
کے واسطے جنگلون و پہاڑون وغیرہ مین بھاگ جانا اختیار کیا تھا تو اُنھون نے یہ رہبانیت اختیار نہین کی تھی بلکہ اُنکا اصلی مقصود یہ تھا کہ تحریف
کرنے والے مشرکون و بے ایمانون سے نجات پاوین پھر اُنکے چلے جانے کے بعد جو دنیا کے کتے بادشاہون کے دربار مین عالم بنے ہوے رہے اُنھون نے کسی سے
یہ ظاہر نہین کیا کہ جو لوگ جنگلون و پہاڑون مین چلے گئے وہ فقط اس وجہ سے چلے گئے کہ یہان ہم نے تحریف کی اور وہ لوگ اس تحریف مین شریک نہ تھے
اسلئے اُنھون نے جدائی اختیار کرلی بلکہ یہ ظاہر کیا کہ جو لوگ چلے گئے وہ بھی ہمارے طریقہ پر تھے لیکن مسیح کی رضامندی کے واسطے اُنھون نے مسیح کا طریقہ
اختیار کیا پھر ایک مدت کے بعد تحریف کرنے والون مین سے کچھ لوگ اُٹھے اور اُنھون نے کہا کہ اگلے بزرگون کی جو کشف و کرامات بیان ہوئی ہین اُس قسم کا
کوئی بزرگ اب پیدا نہین ہوتا ہے پھر اسکی کیا وجہ ہے یہ اُنکا اعتراض بہت ٹھیک تھا لیکن یہ کمبخت یہ بات نہین جانتے تھے کہ انکو جو کتاب دی گئی اور
جو دین سکھلایا گیا یہ تحریف و شرک ہے پس بوڑھے تحریف کرنے والون نے انکو دھوکا دیا کہ ان لوگون کو جو کشف و کرامات حاصل ہوتی تھی وہ فقط اسوجہ
سے حاصل ہوتی تھی کہ وہ لوگ راہب تھے یہ سنکر اُنکی ذریات جاہلون نے جنھون نے اعتراض کیا تھا کمر ہمت باندھی اور راہب ہوگئے لیکن دنیا و
دین دونون برباد ہوے کیونکہ یہ لوگ شرک کی تحریف پر ایمان رکھتے تھے اور یہ انکو معلوم ہی نہ تھا کہ اگلون نے جو کرامت پائی تھی وہ ایمان توحید
سے تھی تو صد ہا اس قسم کے راہب تھے جنکو نصرانی بڑی تعظیم سے دیکھتے اور وہان جاکر نذرین چڑھاتے اور راہب کا نفس اسی تعظیم پر خوش تھا چنانچہ
افسوس اسی بلا مین گرفتار ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا قل یا اہل الکتاب لا تغلوا فی دینکم ولا تتبعوا اہواء قوم الآیہ یعنے کہدے کہ اے اہل کتاب تم اپنے
دین مین غلو مت کرو (جیسے مسیح کو خدا کہنا وغیرہ) اور تم ایسی قوم کی پیروی مت کرو جو پہلے گمراہ ہوچکے اور بہتون کو گمراہ کیا اور راہ راست سے بھٹک
گئے ہین پس یہ پچھلے لوگ بغیر سمجھے بوجھے اُنھین اگلون کی پیروی پر دین شرک کے تابع ہوے اور رہبانیت وغیرہ سے زیادہ برباد ہوے
[illegible] مین جو گروہ مومنین نصاری کا اپنا دین لیکر بادشاہ و اُس کے ساتھی فسق تحریف کرنے والون کے درمیان سے بھاگ گئے
[illegible] غارون مین چھپے یا سیاح ہوگئے تو وہ لوگ جہان جہان رہے انکو اللہ تعالے نے کرامت دی اور وہان جو کوئی اُن سے ملا اُسکو
[illegible] تعلیم کیا اور بہت لوگ ایسے بھی ہوے جو اُن سے سیکھ لینے کے بعد دنیا کے پھندے مین پڑ گئے اور شہرون مین شرک کے ساتھیون کے

Marfat.com

ساتھ شامل ہوے تو آنحضرت کی حقیقت کا بھی علم تھا لیکن غلبہ کفر و شرک سے مبہم تھا اسیواسطے اکثر ان [illegible]
فضائل بیان کیے اور نبوت کا اقرار کیا اور بقایای اول مین سے وہ قصہ ہے جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ [illegible]
ہے ابن حبان و بیہقی وغیرہ نے متعدد طرق سے روایت کیا کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین رامہرمز کے رہنے والون [illegible]
زمیندار تھا مین اپنے دو غلامون کے ساتھ مین وہان سے کچھ دور ایک کنشت مین پڑھنے جایا کرتا تھا ہم جہان پڑھنے جاتے [illegible]
سے گذر رہتا اور اُسکے غار مین ایک فقیر رہا کرتا تھا میرے ساتھی غلامون نے مجھے آمادہ کیا کہ اسکی باتین سنو دونون غلام کبھی اسکے [illegible]
اور اُس سے عقیدہ رکھتے تھے جب مین اسکے پاس گیا اور اسکی باتون کی حلاوت پائی تو وہ مجھے ان دونون سے زیادہ چاہنے لگا وہ ہم کو انجیل [illegible]
تعلیم کرتا تھا مین اسپر ایسا فریفتہ ہوا کہ کنشت کو اکثر چھوڑ دیتا تھا راہب نے ہم سے کہا کہ جب تجھے گھر والے پوچھین تو کہیو کہ کنشت مین [illegible]
پوچھے تو کہیو کہ گھر والون نے آنے نہین دیا آخر وہ راہب مرنے لگا تو دوسرے راہب کے یہان وصیت کی اور مین نے ان راہبون مین دیکھا کہ [illegible]
سے ملتے گویا دونون بھائی بھائی ہین حالانکہ پہلے ملاقات نہ تھی آخر مین موصل مین آیا وہ راہب بھی مرگیا پھر ایک راہب نے مجھے تاکید کی کہ اب [illegible]
پیدا ہونے والے ہین انکا وقت آگیا اور انکے فضائل جمیلہ یہان تک بیان کیے کہ مین بے ساختہ راغب ہوا اور جب نکلکر روانہ ہوا تو راہ مین [illegible]
ایک گروہ نے پکڑ لیا۔ ھ۔ یہ قصہ مختصر بھی روایت ہے اور طول بھی روایت ہے چنانچہ طول قصہ مین بعض باتین عجیب و مفید ہین ازانجملہ یہ ہے کہ آخر راہب
نے کہا کہ اب مین تیرے لیے کوئی شخص ایسا نہین پاتا جسکو تجھے سپرد کرون سوا ایک شخص کے جو سال مین ایک مرتبہ بیت المقدس مین آتا ہے اور میری
وفات قریب پہونچی مین بھی بیت المقدس جاتا ہون راہ مین وہ راہب رات و دن اللہ تعالے کی یاد کرتا تھا جب قریب پہونچے تو وہ ایک درخت کے
نیچے لیٹ رہا اور مجسے کہا کہ جب دھوپ یہان پہونچے تو مجھے جگا دینا پھر دھوپ بہت جلد وہان پہونچ گئی اور مین نے جگانا چاہا لیکن یہ خیال آیا کہ بیچارہ
کئی دن سے بیخواب ہے ذرا دیر تامل کرون آخر وہ خود تھوڑی دیر کے بعد جاگا اور اُسنے کہا کہ تو نے مجھے کیون نہین جگایا اور بہت دیر ہو گئی مین نے کہا کہ
آپ کی بیخوابی کی وجہ سے ایسا کیا اُسنے کہا کہ مین قصد کرتا ہون کہ شب و روز مین کوئی وقت ایسا نہ گذرے کہ اسوقت میری تسبیح نہو جب بیت المقدس پہونچے
تو وہ راہب مراسم زیارت کے بعد مجسے بھیڑ بھاڑ مین چھوٹ گیا اور مین نے اسکا پتہ نہ پایا لیکن راہب بزرگ سے ملا اور اُسنے جب مجھے طریقہ مستقیم پر پایا تو
آخر مجھے اپنے پاس بلایا اور پہلے مجھے اپنے پاس بیٹھنے نہین دیتا تھا (شاید انکو مشرک نصاری بیٹا کہنے والون مین خیال کرتا تھا) پھر اُس نے مجسے کہا
کہ مین تیرے لیے سب سے بہتر پاتا ہون کہ ایک پیغمبر عرب مکہ مین پیدا ہونے والے ہین انکا زمانہ بالکل سایہ کیے ہوے ہے شاید تو اُن کو پاوے تو یہ
تیرے حق مین سب سے بڑی نعمت ہے اور فضائل بے شمار بیان کیے اور ان کی اُمت کے درجات بلند بتلائے اور بہت سی باتین پہچان کی بتلائین
اور کہا کہ ایسا نہو کہ تو کسی جھوٹے شخص کے فریب مین آجاوے وہ صدقہ نہین کھائینگے اور ہدیہ کھائینگے اور ان کی پشت پر دونون کندھون کے
درمیان مہر نبوت برنگ جسم ہوگی مین اس شوق مین نکلکر عرب کو روانہ ہوا تھوڑی دور چلکر عرب کی ایک جماعت سے مین نے [illegible]
بنی کلب سے تھے انھون نے قبول کیا اور مجھے اپنے اونٹ پر بٹھالیا اور آخر دغا کر کے مجھے فروخت کیا اور کئی بار کے بعد مین انصار کی ایک عورت کے [illegible]
اُسنے مجھے اپنے باغ پر مقرر کیا اور آیندہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے اور اپنے ایمان لانے کا قصہ بیان کیا ہے اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے
بھی روایت کیا ہے اور آخر مین ہے کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ راہب اہل جنت مین سے ہے کیونکہ وہ آپ پر ایمان رکھتا تھا [illegible]
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سلمان جنت مین وہی داخل ہوگا جو مسلمان ہے اور دوسری روایت مین ہے کہ مین نے کئی بار پوچھا [illegible]
جن لوگون نے اوائل مین دین کی حفاظت کے لیے پہاڑون و جنگلون مین راہب ہونا اختیار کیا تھا وہ حق پر تھے [illegible]

[illegible] حالت مین تھے وہ سب تبدیل و تحریف کیے ہوے عقائد پر ہو گئے اور ان مین سے جو لوگ راہب ہوے [illegible] لوگ راہب ہوے تھے وہ دین کی حفاظت کے لیے نکل گئے تھے پس یہ راہب مشرک و کافر تھے ۔ مستخرج [illegible] آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل شاہ روم کو ہدایت کے لیے خط لکھا تو وہ حق کو سمجھ گیا اور اُسنے چاہا کہ ایمان [illegible] رومیہ مین رہتا تھا پہلے اُسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایلچی صحابی کو اُسکے پاس بھیجا اور وہ سنتے ہی ایمان لایا [illegible] سفید لباس مانند عرب کے پہنکر نکلا اور اُس نے اپنی قوم کو ہدایت کی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صدق رسالت کی [illegible] نے اُس پر ہر طرف سے حملہ کیا اور جب اُسنے دیکھا کہ مین مارا جاؤنگا تو اُس نے صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ میرا سلام [illegible] علیہ وسلم کی حضور مین عرض کرنا اور رومیون نے اسکو یہانتک مارا کہ وہ شہید ہو گیا رضی اللہ عنہ اور ایک روایت مین ہے کہ وہ [illegible] اُٹھایا جائیگا اور اللہ تعالے اُسکو دوچند ثواب عطا فرماویگا اور سنن و مسانید کی احادیث مین بحیرا راہب و نسطور وغیرہ [illegible] ایمان لانے و اقرار کرنے کی روایات موجود ہین اور سنن ابو داؤد مین ہے کہ جس راہب نے بیت المقدس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے [illegible] دیا تھا اُس نے یہانتک بیان کیا کہ اے امیر المؤمنین مین آپ کو بھی اپنی کتابون سے جانتا ہون اور بعد آپ کے جو خلفا ہونگے اُنکو بھی [illegible] جانتا ہون چنانچہ اُس نے علامات و حلیہ بیان کیا لیکن غالبًا وہ ظاہر مین ایمان نہین لایا اور معلوم نہین کہ اللہ تعالے نے اس کو کیون مطرود فرمایا [illegible] باوجود اس علم کے شیطان نے اُس کو کیا وسوسہ دلایا تھا شاید ہرقل وغیرہ کی طرح دنیا کے پیچھے گمراہ ہوا اور شاید یہ وسوسہ ہو کہ آنحضرت [illegible] علیہ وسلم فقط عرب کے پیغمبر ہین واللہ تعالے اعلم اور امام ابو اسمعیل الازدی نے فتوح مین بسند صحیح روایت کی کہ باہان نے لڑائی سے پہلے [illegible] لشکر اسلام مین بھیجا کہ سردار سابق یعنے خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو بلاوے تاکہ صلح کی گفتگو درمیان مین آوے جب وہ یہان آیا تو مغرب [illegible] اُسنے مسلمانون کا طریقہ عبادت و توحید دیکھا اور انکے اخلاق و شمائل کو بہت غور سے دیکھتا رہا اور آخر اُسنے دین حق کو دریافت کرنا شروع [illegible] حضرت عیسی کے بارہ مین تمھارے پیغمبر علیہ السلام کا کیا قول ہے حضرت ابو عبیدہؓ نے فرمایا کہ ہمارے رب عز وجل نے فرمایا کہ ۔ ان مثل عیسی [illegible] الآیہ غرضکہ امر حق ان آیات سے ظاہر کیا اُسنے کہا کہ بیشک یہی قول ٹھیک ہے اور مین یقین لاتا ہون کہ عیسیٰ نے ہم کو جس عظیم الشان پیغمبر کی [illegible] کہ وہ سرخ اونٹ پر سوار ہونے والے پیدا ہونگے وہ ضرور تمھارے پیغمبر ہین پھر دو قدیم صحابی کو بلاکر انکے سامنے ایمان لایا اور تمام قصہ [illegible] مین مذکور ہے پھر واضح ہو کہ نصرانیون مین سے ایک گروہ نے جو شرک کے عقیدہ پر تھے بیہودہ رہبانیت حرام اختیار کی تھی حتی کہ مسور کی دال [illegible] اور ترکیب سے اپنے آلات نسل کو سست و خراب کر دیتے تھے یہ خبیث طریقہ ہے اور اللہ تعالے نے رہبانیت ہی فرض نہین کی بلکہ فقط یہ [illegible] کہ اللہ تعالے کی رضامندی تلاش کرو اس رضاے الٰہی کے تلاش کرنے مین اکثر قومون نے مختلف طریقے اختیار کیے گویا ہر ایک کی رہبانیت [illegible] امام ابن کثیر کی تفسیر مین ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کی [illegible] کی رہبانیت ہے اور میری اُمت کی رہبانیت اللہ تعالے کی راہ مین جہاد ہے (رواہ احمد) اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے [illegible] ایک شخص نے ان کی خدمت مین حاضر ہو کر کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے کہا کہ تجھ سے پہلے جو بات مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] تو نے مجھ سے پوچھی اب مین تجکو وصیت کرتا ہون کہ اللہ تعالے کا تقوی رکھ کیونکہ یہ سب چیزون کا سر ہے اور جہاد کو اپنے [illegible] اسلام کی رہبانیت ہے اور اللہ تعالے کی یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا اپنے اوپر لازم کرلے کیونکہ یہ آسمان مین تیری [illegible] آسمان مین روح ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہان تیرے واسطے نور و راحت ہے اور زمین مین

Marfat.com

جو شخص اس عبادت کا پابند ہو اللہ تعالے اُسکا نیک ذکر بلند فرماتا ہے ہمیشہ اُسکو صالحین اولیا مین سمجھکر لوگ [illegible] کرتے ہین [illegible]
مراد نہین ہے کہ لوگون مین نام مشہور ہو کیونکہ شہرت کی خواہش کرنا بدعت مذموم بلکہ حماقت ہے اور جو لوگ کہ اللہ تعالے کے واسطے [illegible]
ہین وہ اپنے واسطے اپنے نزدیک کوئی فضیلت خیال نہین کرتے بلکہ اللہ تعالے کی قبولیت و رحمت پر بھروسہ رکھتے ہین لیکن اللہ تعالے اپنے نیک بندے
ذکر خود بلند فرماتا ہے تاکہ ابھی زندگی مین نیک بندے اُنسے ہدایت و ارشاد حاصل کرین اور بعد موت کے اچھے لوگ جب اُنکا نام آوے تو اللہ تعالے
رحمت طلب کرین اور بدکارون کا لعن طعن کرنا اُن کے لیے اللہ تعالے کی طرف سے رحمت ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ

اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور یقین لاؤ اُسکے رسول پر دیوے تمکو دو بوجھے اپنی مہر سے اور رکھدے تم مین روشنی جسکے لیے پھرو

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۙ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ

اور تمکو معاف کرے اور اللہ معاف کرنیوالا مہربان ہے تا نہ جانین کتاب والے کہ پا نہین سکتے کچھ اللہ کا فضل اور یہ کہ

الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۚ

بزرگی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے

ع ۴ ۲۰

علما تفسیر نے ان آیات مین دو طرح تفسیر سمجھی ہے ایک یہ کہ ان آیات مین اہل کتاب کا بیان ہے یعنے اگر ایمان لاوین تو انکو دو چند ثواب ملیگا
لیکن اس قول کے موافق یہ تکلف ضرور ہے کہ اول تو اہل کتاب یہود و نصاری کو الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا اور پھر آیندہ قوله لئلا یعلم
اہل الکتاب سے فقط یہود مراد لیے جاوین چنانچہ آیندہ تفسیر سے معلوم ہوگا قول دوم یہ کہ یہ خطاب عرب کے اہل ایمان کے واسطے ہے اور اس صورت
مین کوئی تکلف نہین کرنا پڑتا ہے چنانچہ فرمایا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ اے ایمان لانے والے بندو تم اللہ تعالے سے تقوی رکھو
ف یعنے جن بداخلاقیون و بدافعالیون سے اللہ تعالے نے اپنی شریعت مین تم کو منع فرمایا ہے اُن کو چھوڑو اور چھوڑنے کے بعد اسی طریقہ
مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ۔ اور ایمان لاؤ اُسکے رسول پر ف یعنے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
تو مضبوطی کے ساتھ جو نیک اخلاق اور نیک افعال تم کو بتلائے گئے اُن پر قائم رہو اگر کہا جاوے کہ یا ایہا الذین آمنوا سے ثابت ہے کہ وہ
خود ایمان لا چکے تھے پھر کیونکر فرمایا کہ رسول پر ایمان لاؤ جواب یہ کہ یعنے ایمان کے ساتھ نیک اعمال پر قائم رہو جیسے مومنون کو ہر نماز مین حکم ہے کہ
اہدنا الصراط المستقیم پڑھین یعنے ہم کو راہ مستقیم کی ہدایت عطا کر۔ ف۔ حالانکہ یہ لوگ ایمان لاکر راہ مستقیم پر ہو گئے ہین تو مراد یہی ہے کہ ہمکو اس راہ مستقیم پر قائم رکھ اور
ہر نماز مین نور ہدایت کی ترقی عطا فرما یہانتک کہ جن بندون پر انعام فرمایا ہے اُنکے درجہ پر پہونچ جاوین اسیطرح قوله تعالے ہدی للمتقین الذین یؤمنون
بالغیب یعنے یہ قرآن مجید ہدایت دینے والا ہے ان متقی بندون کو جو غیب پر ایمان لائے ہین۔ ف۔ حالانکہ جو غیب پر ایمان لایا وہ خود ہدایت پر
پس اُسکے واسطے ہادی ہونے کے یہ معنے ہین کہ وہ قرآن مجید سے اپنی ہدایت پر قائم رہتا ہے اور اُسکے اسرار سے اُسکی معرفت کے درجات بلند ہوتے ہین
اسیطرح اہل ایمان کو حکم دیا کہ بداعمال و بداخلاق سے بچو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پاکیزہ کی اقتدا کرو يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ تو اللہ
تمکو اپنی رحمت سے دو حصہ عطا فرماویگا ف ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفلین دو چند ثواب ہے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا
جب اہل کتاب نے یہ فخر کیا کہ ہم لوگون کو دونا ثواب ملیگا تو اللہ تعالے نے اس اُمت مرحومہ کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی یعنے تمہارے واسطے
سے بڑھکر اللہ تعالے کی رحمت سے دو چند ہے بلکہ آیندہ اس سے زیادہ یون فرمایا۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ [illegible]